

مؤسس

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشۂ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مکمل فائل

جنوری تا دسمبر 2023ء

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتئ اعظم ہند جگر گوشۂ مفسرِ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

JANUARY-2023 Rs. 30/-

جمادی الاخریٰ ۱۴۴۴ھ/جنوری ۲۰۲۳ء

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

سیدنا صدیق اکبر اپنے القابات کے آئینے میں

شجرکاری کے طبی سماجی سائنسی اور اقتصادی فوائد

خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں

بچوں کی تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا

اختلاف رائے کے دو مذموم اسباب

امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر

سرکار مدینہ پر جادو کا اثر

کامیاب انسان

مدیر

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی


مرکز الدراسات الإسلامیۃ
جامعۃ الرضا
بریلی شریف یو پی، ھند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یو پی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرہ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

ترجمان اہل سنت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا دینی و علمی ادبی و اصلاحی
مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۱
Issue No. 01
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۴ھ
جمادی الاخریٰ
جنوری ۲۰۲۳ء

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی۔ مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح 9 بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲ ر سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر اپنے القابات کے آئینے میں

ادار یہ

افضل البشر بعد الانبیاء، نائب امام الانبیاء، امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تاریخ اسلام میں ایک روشن بات کی حیثیت رکھتی ہے، آپ نے نہ صرف ہر قدم پر نبی کریم ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا، بلکہ اپنا سب کچھ حضور کے قدموں پر نثار کر دیا، آپ کو تمام صحابۂ کرام میں سب سے زیادہ اسلامی تعلیمات واحکامات کی معرفت وممارست حاصل تھی، راہبوں نے آقائے کائنات ﷺ کی بعثت کی بشارت کے ساتھ ساتھ حضور کے رفیقان محترم امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بھی نشان دہی کی تھی، اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلفائے راشدین کو شروع سے ہی کفر وشرک غلاظت سے محفوظ ومامون رکھا تھا۔

آپ کے بے لوث خدمات اور بے مثال کارناموں کے سبب حضور ﷺ اور اہل اسلام آپ کو مختلف ناموں اور القابات سے یاد کیا کرتے تھے، انھیں القابات میں ایک لقب ''عتیق'' ہے، چناں چہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ''عبد اللہ'' تھا، نبی کریم صل ﷺ نے انھیں فرمایا:

''انت عتیق من النار۔ یعنی تم جہنم سے آزاد ہو۔''

(صحیح ابن حبان، ج ۹ ص ۶)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک دن اپنے گھر میں تھی، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام صحن میں تشریف فرما تھے کہ اچانک میرے والد گرامی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا:

''جو دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے، وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔''

(المعجم الاوسط، الرقم ۹۳۸۴)

اس کے بعد سے آپ کا لقب ''عتیق'' ہو گیا، اسی طرح آپ کا ایک لقب ''صدیق'' بھی ہے، چناں چہ حضرت سیدہ حبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''یا ابا بکر ان اللہ قد سماک الصدیق۔ یعنی اے ابو بکر! بے شک اللہ نے تمہارا نام "صدیق" رکھا ہے۔''

(الاصابہ، ج ۸ ص ۳۳۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے صبح لوگوں سے یہ مکمل واقعہ بیان فرمایا، مشرکین مکہ نے اس پر یقین نہ کیا، دوڑتے ہوئے حضرت صدیق اکبر کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ کیا آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں جو آپ کے دوست نے کہی ہے کہ انھوں نے راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کی؟ آپ نے فرمایا: کیا حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے؟ کفار نے کہا: جی ہاں: آپ نے فرمایا: اگر حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے اور میں ان کی اس بات کی بلا شک وتردد تصدیق کرتا ہوں؛ کفار نے کہا: کیا آپ اس حیران کن بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آ گئے؟ آپ نے فرمایا: بے شک! میں تو رسول اللہ ﷺ کی آسمانی خبروں کی صبح وشام تصدیق کرتا ہوں اور یقیناً وہ تو اس بات سے بھی زیادہ حیران کن اور تعجب خیز بات ہے۔

●●●

از: مولانا طفیل احمد مصباحی*

شجر کاری کے طبی، سماجی، سائنسی اور اقتصادی فوائد

اسلامیات

شجر کاری اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے درختوں اور پودوں کے طبی اور اقتصادی فوائد مسلم ہیں، اس کے علاوہ شجر کاری کے سماجی و معاشرتی فوائد اور اس کے تہذیبی و ثقافتی قدریں بھی کافی اہمیت کی حامل ہیں۔ شجر کاری زمانۂ قدیم سے عالمی تہذیب وثقافت کا ایک گراں قدر حصہ رہی ہے۔ متمدن اقوام ومذاہب کے ماننے والے تعلیم یافتہ حضرات بڑی رغبت اور پورے ذوق وشوق کے ساتھ شجر کاری کے عمل میں حصہ لیتے ہیں، اپنی عبادت گاہوں، گھروں، ہوٹلوں، پارکوں اور تفریح گاہوں میں خوشنما درخت اور پودے لگاتے ہیں۔ گھروں اور آفسوں کو پھول پتیوں اور نوع بنوع گلدستوں سے سجا کر تفریح قلب اور تسکین خاطر کا سامان فراہم کرتے ہیں، دین اسلام ایک صالح سماج اور صاف وشفاف معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو طہارت و پاکیزگی کا حکم دیا ہے اور معاشرے کو جسمانی وروحانی اعتبار سے پاک وصاف رہنے کی تعلیم دی ہے، قرآن مقدس میں ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ (قرآن، سورۃ البقرہ، آیت ۲۲۲) ترجمہ: بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

"الطھور شطر الایمان ۔یعنی طہارت و پاکی نصف ایمان ہے۔"

اللہ کے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شجر کاری کا حکم دیا ہے، اس کے پس پردہ بہت سارے اغراض و مقاصد کارفرما ہیں، جن میں سے ایک سماج اور معاشرے کو زمینی اور فضائی آلودگیوں سے پاک کرنا بھی ہے، شجر کاری کا پہلا سماجی فائدہ یہ ہے کہ اس سے سماج خوش گوار اور دلکش نظر آتا ہے۔ چاروں طرف ہریالی اور سبزے دکھائی دیتے ہیں، جو طبیعت کو فرحت اور تازگی بخشتے ہیں۔ معاشرے میں رہنے والے افراد درختوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ انہیں تازہ ہوائیں بآسانی دستیاب ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں درختوں اور پودوں سے لکڑیوں کی شکل میں ایندھن فراہم ہوتے ہیں، جو آگ جلانے اور کھانا پکانے کے کام آتے ہیں۔ انسان جو ایک معاشرتی جانور ہے، اس کو زندہ رہنے کے لیے غذا، میوہ، پھل، اناج اور سالن وغیرہ کی ضرورتیں پڑتی ہیں اور یہ ساری چیزیں درختوں، پودوں اور کھیتوں اور باغوں سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ انسان اپنے مویشیوں کے لیے پتے انہیں درختوں سے توڑتے ہیں اور جانوروں کے چارہ پانی کا انتظام کرتے ہیں۔ سماج کو گھر، مکان اور محل تعمیر کرنے کے لیے لکڑیوں کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ لکڑیاں، پیڑوں سے حاصل کی جاتی ہیں، درختوں اور پودوں کا ایک اہم معاشرتی فائدہ یہ بھی ہے کہ لوگ جب ایک جگہ رہتے رہتے اکتا جاتے ہیں تو تفریح کرنے اور دل بہلانے کے لیے باغوں اور پارکوں میں جاتے ہیں، جہاں قسم قسم کے پھول، پودے، خوشنما درخت اور جھاڑیاں ہوا کرتی ہیں اور لوگ ان پر کشش مناظر کو دیکھ کر قلبی سکون محسوس کرتے ہیں، سنڈے یعنی اتوار کا دن جو ہفتہ واری عالمی تعطیل کا دن ہے، جب آپ پارکوں کا رخ کریں تو وہاں کا منظر قابل دید ہوتا ہے۔ اتوار کے دن تفریح گاہوں (جو بالعموم پودوں اور گلدستوں سے آراستہ ہوتی ہیں) میں انسانوں کی بھیڑ نظر آتی ہے۔

معاشرے میں بسنے والے انسان عام حالت میں بالعموم

* مضمون نگار ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کے سابق نائب مدیر ہیں۔

شوروغل اور چیخ و پکار کو ناپسند کرتا ہے اور پرسکون ماحول کا متلاشی رہتا ہے، پیڑ پودے انسان کی اس فطری جبلّت کو پوری کرتا ہے اور وہ اس طرح کہ شجر کاری کے نتیجے میں پیدا ہونے درخت شور شرابے کو روکنے میں ایک قدرتی غلاف اور ڈھال کا کام کرتا ہے، اسی طرح پیڑ پودے گرد و غبار سے سوسائٹی کو بچانے، سڑکوں اور شاہراہوں کو مزیّن کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک عرب عالم" شجر کاری" کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتا ہے:

"فوائد الاشجار کثیرة :منھا :تزئین الشوارع و الطرقات ، تقلیل الغبار فی المدن والقری والتخفیف من الضجیج والاصوات المزعجة۔

اسی طرح ماحول کو سازگار اور موسم کو معتدل رکھنے میں یہ درخت اور پودے کافی معاون ثابت ہوتے ہیں، کیوں کہ ان کے اندر سورج کی شعاعوں کو جذب کرنے کی بھر پور صلاحیت ہوتی ہے۔ یہ پودے فضاؤں میں آوارہ پھرنے والی زہریلی گیسوں کو جذب کر کے آکسیجن یعنی شفاف ہوا خارج کرتے ہیں جس سے ہماری صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ مریضوں کے لیے ہرے بھرے درخت اور پھول پودے ایک مسیحا کا درجہ رکھتے ہیں۔ اسی لیے ڈاکٹر مریضوں کو ہرے بھرے باغات اور سبزہ زاروں میں چہل قدمی کی صلاح دیتے ہیں، کیوں کہ ہرے بھرے پھولوں اور پودوں کے مناظر دیکھنے کے بعد وہ بہت جلد صحتیاب ہونے لگتے ہیں۔ چنانچہ اس حوالے سے مذکورہ عرب عالم مزید لکھتا ہے:

"تعمل الاشجار علی التوازن البیئی وعلی المحافظة علی المناخ المعتدل ، حیث تعمل النباتات علی امتصاص الطاقة الشمسیة فی الصیف و تقوم فروع الاشجار ببث ھذہ الحرارة فی فصل الشتاء . تعتبر الشجرة من اھم الاسباب اللتی تمنح الانسان الراحة النفیسة حیث یدخل السرور نفس الانسان عند جلوسه تحت الشجرة او رویته لھا . ان المرضیٰ الذین تطل نوافذھم علی حدائق فیھا اشجار جمیلة و مزھرة تتحسّن حالتھم الصحیحة بشکل اسرع من غیرھا۔"

درختوں اور پودوں کے مندرجہ بالا فوائد اپنی خاموش زبان میں اس بات کا ہم سے شدید مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم درختوں کو تحفظ فراہم کریں، ان کی قدر و قیمت کو پہچانیں اور جہاں تک ہو سکے ہم شجر کاری کے عمل کو فروغ دیں۔ معاشرے کو صاف و شفاف بنانے اور ماحولیاتی آلودگیوں کو ختم کرنے میں شجر کاری مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔ آج جب کہ ماحولیاتی آلودگی پوری دنیا کے لیے دردِ سر بنی ہوئی ہے، ایسے میں اسلام کے نظام طہارت کو دنیا میں نافذ کرنے اور ماحولیاتی آلودگی پر قابو پانے والے شجر کاری جیسے عمل کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں جناب پرویز عالم اشرفی کا مضمون" ماحولیاتی آلودگی اور ہماری ذمہ داریاں" بڑی اہمیت کا حامل ہے، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"ماحولیات کے عدم توازن کے سلسلے میں یہ بات بھی یاد رکھے جانے کی لائق ہے کہ اس کا سبب کوئی ایک نہیں ہے، بلکہ اس کے مختلف اسباب ہیں، جن میں بڑھتی ہوئی آبادی بھی اہم ہے۔ آج کی بڑھتی ہوئی ابادی نے رہائش کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے جسے پورا کرنے کے لیے انسانوں نے بے دردی سے جنگلوں کا صفایا کرنا شروع کر دیا ہے، حالانکہ سائنسی تحقیق یہ اشارہ کر چکی ہے کہ درختوں کی اندھا دھند کٹائی سے ماحولیات کا توازن بگڑ رہا ہے، درخت اور پودے ماحولیات کو سازگار اور موسم کو اعتدال پر رکھنے میں معاون ہوتے ہیں، سائنس کے اس علم سے پہلے قرآن حکیم میں اللہ پاک نے ہدایت فرمادی ہے کہ زمین پر ہریالی انسانوں کے لیے نہایت مفید ہے، اسی لیے اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ" بے ضرورت درختوں کو نہ کاٹیں، کیوں کہ ہرے بھرے درخت انسانوں

اسلامیات

اور جانوروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔''

سائنس کا تجربہ بتاتا ہے کہ درخت فضا سے زہریلی گیسوں کو جذب کر کے صاف ہوا (Oxygen) خارج کرتے ہیں جو انسان اور جانور دونوں کے لیے بے حد ضروری ہے، سائنس کی اصطلاح میں درخت انسانوں کے دوست ہیں مگر یہاں ایک بات واضح کردوں کہ علم سائنس کے ارتقا سے بہت پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں بھی دشمن کے درختوں کو نہ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ اسی لیے آج دنیا کے کونے کونے میں شجر کاری ایک مہم کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شجر کاری کا درس دیا ہے۔ اس لیے آج آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔''

(قومی کونسل، دہلی، دسمبر 2018ء)

پیڑ پودوں کے سائنسی فوائد

یہ دور سائنس و ٹیکنالوجی کا دور ہے، صنعتی انقلابات اور سائنسی ایجادات نے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے، آج نت نئی سائنسی دریافتیں سامنے آرہی ہیں اور ان سائنسی تحقیقات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سینکڑوں ادارے اور تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں، جہاں ماہرینِ فلکیات وارضیات انسانی مفادات سے وابستہ سائنسی حقائق کو زمینی سچائیوں میں تبدیل کرنے کے لیے شب و روز کوشاں نظر آرہے ہیں، درخت اور پیڑ پودے بیشمار فوائد پر مشتمل ہیں۔ شجر کاری اور کھیتی باڑی کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نوع بنوع پھل، پھول، سبزیاں، ہزاروں قسم کے پودے اور سینکڑوں جڑی بوٹیاں ہمارے جسمانی امراض کے خاتمے کے لیے اکسیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جدید سائنسی تحقیق کے مطابق درخت لگانے کے ساتھ مثبت فوائد دریافت کیے گئے ہیں، اگر ان پر عمل کیا جائے تو ملک و معاشرے میں بسنے والے انسان کی پچاس فیصد بیماریاں گھر بیٹھے بیٹھے ختم ہوسکتی ہیں۔ حالیہ سائنسی تحقیق کے مطابق درخت اور پیڑ پودوں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے اٹھارہ افراد کی ایک سال کی آکسیجن کی ضرورت پوری ہوجاتی ہے۔ گلوبل وارمنگ کو روکنے میں جنگلات اور ان کے درخت اہم کردار ادا کرتے ہیں، سائنس دانوں کا کہنا ہے گلوبل وارمنگ کو اگر روکنا چاہتے ہیں تو کل کے بجائے آج ہی اپنے گھروں، محلوں اور ملکوں میں شجر کاری کا عمل شروع کر دیجیے۔ ماحولیاتی آلودگی ایک بڑی وجہ فیکٹریوں سے نکلنے والے زہریلے فضلات اور صحت پر مضر اثرات ڈالنے والے دھواں ہیں۔

شجر کاری کے عمل کو منظم طریقے سے کامیاب بنا کر انسانی آبادیوں کو اس عذاب سے نجات دلایا جاسکتا ہے، سائنس تحقیقات نے دنیا میں بسنے والی آبادیوں کو متنبہ کر دیا ہے کہ اگر گلوبل وارمنگ کو روکا نہیں گیا تو روئے زمین پر انسانوں کی زندگی اجیرن ہوجائے گی۔ گلوبل وارمنگ کے تدارک کے بہت سارے طریقے سائنس دانوں نے بتائے ہیں، جن میں سے ایک شجر کاری بھی ہے، اگرچہ درخت اور پودے، گلوبل وارمنگ کا واحد علاج نہیں، لیکن اس کی روک تھام میں اس کی کلیدی حیثیت سے انکار بھی ممکن نہیں۔ عزیز دوستو! "موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا" اس سے پہلے کہ گلوبل وارمنگ کے عذاب میں دیگر افراد و ممالک کی طرح ہم بھی مبتلا ہوجائیں، اس کے تدارک اور ازالے کی کوشش کریں۔ اپنے گھروں میں، اپنے محلوں میں اور وطن و ملک کی مختلف شاہراہوں پر شجر کاری کریں، تاکہ ہمارا وطن جنّتِ ارضی کا نمونہ بنے۔ ملک میں خوش گوار مناظر دیکھنے کو ملیں اور اسی بہانے گلوبل وارمنگ کی زد سے باشندگانِ ملک محفوظ رہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کو سیلاب کی تباہی سے بچانے کے لیے اور سیلاب کے خطرات کم کرنے میں بھی پیڑ پودے ڈھال کا کام انجام دیتے ہیں، درخت اور پودے انسانوں کو قحط اور خشک سالی سے بچاتے ہیں، کیوں کہ یہ بادلوں کی تشکیل کے باعث بنتے ہیں۔ درخت اور پودے ڈیپریشن اور ذہنی تناؤ جیسے امراض کا خطرہ کم کرتے ہیں۔

جدید سائنس کا یہ بھی کہنا ہے کہ عالمی سطح پر فیکٹریوں اور کارخانوں کی بڑھتی تعداد نے ہمارے گرد و پیش کے ماحول اور فضاؤں کو آلودگیوں سے بھر دیا ہے، گرین ہاؤس ایفیکٹ سمیت

سیلاب جیسی متعدد آفات سے بچنے کا ذریعہ بھی یہی درخت ہیں۔ پیڑ پودے، کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرتے ہیں، جس کا فضا میں بڑھتا ہوا تناسب گرین ہاؤس ایفیکٹ کی بنیاد سمجھا جاتا ہے ماحولیاتی آلودگیوں سے چھٹکارا پانے کا ایک ذریعہ شجر کاری ہے کیوں کہ درخت اور پودے، فضائی آلودگیوں کے دشمن ہیں۔ مسموم فضاؤں کو درخت کی تازہ اور صاف وشفاف ہوائیں ختم کر دیتی ہیں، شجر کاری اور پیڑ پودے لگانے سے ملک ومعاشرے میں خوب صورتی پیدا ہوتی ہے، ماحول خوش گوار نظر آتے ہیں، جس سے بیماریوں کو پھیلنے کو موقع کم ملتا ہے۔

درختوں اور پودوں کے طبّی فوائد

بیماریوں سے لڑنے اور امراض کے خاتمے کے لیے پودوں کا استعمال زمانہء قدیم سے کیا جا رہا ہے۔ آج میڈیکل سائنس ترقی کے ہفت آسمان پر پہنچ چکی ہے اور نت نئی بیماریوں کی ادویہ دریافت کر چکی ہے۔لیکن زمانہء قدیم میں جب کہ دنیا میڈیکل سائنس کے نام تک سے واقف نہیں تھی، اس وقت اطبّا بیماریوں کا کامیاب اور تشفی بخش علاج انھیں پودوں سے کیا کرتے تھے، مقام افسوس ہے کہ آج ہم پودوں کے طبی فوائد کو فراموش کر بیٹھے ہیں اور ہومیو پیتھ سے زیادہ ایلو پیتھ دواؤں پر یقین رکھتے ہیں۔ بیمار ہونے پر جڑی بوٹیوں سے علاج کرنے والے ماہر حکیم کے پاس جانے کے بجائے ہم انگریزی ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور مہنگے اسپتال کی طرف رخ کرتے ہیں۔

آج ہم بیماریوں سے لڑنے کے لیے نئے پودوں کی تلاش نہیں کر رہے ہیں بلکہ انگریزی دوائیوں اور ٹیبلیٹس کو ہی اپنے درد کا درماں سمجھ رہے ہیں اور ہمارے آباء واجداد عرصہ دراز سے بیماریوں کے ازالے کے لیے جو پودے استعمال کر رہے تھے، ان کے نام اب ہم بتدریج بھولتے جا رہے ہیں، آج ہم جس وسیع وعریض دنیا میں زندگی گذار رہے ہیں، یہ درختوں اور پیڑ دوں سے گھری ہوئی ہے۔ ان پودوں کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم انھیں کھاتے ہیں، پہنتے ہیں، اپنے چوپایوں کو کھلاتے ہیں اور گھروں کی تعمیر میں ان کا استعمال کرتے ہیں۔ بیماریوں کے علاج سے لے کر گھر کی آرائش وجمال اور دوست احباب کو تحائف دینے تک میں ہم ان کا استعمال بھرپور انداز میں کرتے ہیں۔

سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ہم اب تک پیڑ پودوں کا مکمل طور پر استعمال نہیں کر پا رہے ہیں۔ برطانیہ میں قائم بوٹینیکل گارڈن میں محققین پودوں کی ایسی خاصیت تلاش کر رہے ہیں جن سے انسانی زندگی بہتر ہو سکے، اب پودوں کی مدد سے خشک سالی، سیلاب اور جنگل کی آگ سے نمٹنے کی کوششیں جاری ہیں یہی نہیں بلکہ فاقہ کشی سے بچنے، گلوبل وارمنگ کی تباہیوں سے محفوظ رہنے اور پانی کی قلت کو دور کرنے کے لیے سائنسداں "مسیحا پیڑ پودوں" کی تلاش میں سرگرم عمل ہیں، ہم جس قسم کی فصلیں اگاتے ہیں، ان کی جنگلی یا خودرو اقسام بھی دنیا میں موجود ہیں۔ بوٹینیکل گارڈن میں اسی مناسبت سے" فصلوں کے جنگلی رشتہ داروں" کی تلاش جاری ہے۔ پودوں کی یہ جنگلی اقسام کیڑوں، بیماریوں اور پانی کی قلت سے دنیا کو نجات دلانے میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے بیان کے مطابق آج علاج میں تقریباً 28/ہزار پودوں کا استعمال کیا جاتا ہے، لیکن ان پودوں میں سے صرف 16 فیصد کا ذکر ملتا ہے۔ پودوں یا جڑی بوٹیوں پر مشتمل دواؤں کا دنیا بھر میں تقریباً 83/ارب ڈالر کا کاروبار ہو رہا ہے، اگرچہ آج جدید میڈیکل سائنس کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے، مگر مقام شکر ہے کہ اس گئی گذری حالت میں بھی پودوں اور جڑی بوٹیوں کے ذریعے قدرتی طریقہء علاج دن بدن مقبول ہو رہا ہے، جرمنی میں 90 فیصد لوگ پودوں پر مشتمل دوائیں استعمال کرتے ہیں؛ جن میں لہسن، ادرک، لونگ وغیرہ شامل ہیں۔ پودوں کی چند جنگلی اقسام ہیں جو ہمارے لیے حیرت انگیز طور پر علاج کا کام کر سکتی ہیں، اسی قسم کا ایک پودا" اینسیٹ" ہے، یہ افریقی ملک ایتھوپیا میں اُگتا ہے، ایتھوپیا کے لوگوں میں اس کے دو سو نام مشہور ہیں۔ وہ اسے کھاتے ہیں، ادویات اور چٹائی بناتے ہیں، گھروں کی تعمیر اور جانوروں کے چارہ کے طور پر استعمال

اسلامیات

کرتے ہیں، اس سے کپڑے بھی بناتے ہیں" اینسیٹ" کیلے کے خاندان کا ایک جنگلی پودا ہے، جسے دوسرے ممالک میں اگانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ سائنس دانوں کی کوشش ہے کہ اسے دوسرے ممالک میں بھی اگایا جائے، تا کہ اس کی ہمہ گیر افادیت عام ہو سکے۔ اینسیٹ سے آٹا، اور سوپ بھی بنتا ہے اور اسے آلو کی طرح ابال کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس پودے کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ خشک سالی، سیلاب اور طوفان میں بھی خود کو محفوظ رکھ لیتا ہے، نباتات یعنی پودوں کی ہمہ جہت تاثیرات کو دیکھتے ہوئے، سائنسدان ایسے جادوئی پودوں کی دریافت میں بھی لگے ہیں جو ہماری تمام تر ضروریات کو پورا کریں، ہماری مشکلات کو آسان کریں اور کرۂ ارض کو بچانے میں مددگار ثابت ہوں۔

گھر میں پودے لگانے کے طبّی فوائد

گھر میں پودے لگانے کے ویسے تو کئی فائدے ہیں، لیکن اب ڈاکٹروں نے باقاعدہ اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ گھر میں اگائے گئے پودے طرز زندگی اور انسانی صحت پر نہایت اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں، ایک ڈاکٹر ایمی لاک کے مطابق اس کا بچپن جس گھر میں گذرا وہاں بے شمار پودے تھے، جب وہ اپنے گھر سے باہر دوسری جگہ مقیم ہوگئی تو اس کا اثر یہ ہوا کہ پودوں کی کمی کی وجہ سے اس کی صحت پر منفی اثرات مرتب ہونے لگے اور اسے پودوں کی ضرورت محسوس ہونے لگی، چنانچہ ڈاکٹر ایمی کہتی ہے کہ میں جہاں بھی گئی اپنے آس پاس پودے ضرور لگائی، ماہرینِ طب کے مطابق پودے چاہے درختوں کی شکل میں گھر کے باہر ہوں یا چھوٹے گملوں میں گھر کے اندر، یہ دماغی صحت پر بڑے اچھے اور خوشگوار اثرات ڈالتے ہیں۔ پودے ہمارے دل و دماغ کو فرحت و تازگی بخشتے ہیں اور جب ہمارا موڈ آف رہتا ہے تو یہ اسے آن یعنی بہتر کرتے ہیں، آپ کے ذہنی دباؤ کو کم کرتے ہیں اور آپ کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ کرتے ہیں سائنسدانوں کے مطابق فطرت آپ کے موڈ کو تبدیل کر دیتی ہے، اسی طرح اگر آپ کوئی تخلیقی کام کرنا چاہتے ہیں تو پودوں کے قریب بیٹھ کر کریں اس سے یقیناً آپ کی تخلیقی کارکردگی بہتر ہوگی۔ گھر میں موجود پودے گھر کی ہوا کے معیار کو بہتر بناتے ہیں۔

آج کل جو ہوا ہمیں میسر ہے وہ آلودگی سے بھر پور ہے۔ پودے ہوا کو آلودگی سے صاف کرتے ہیں اور ہوا کو تازہ کرتے ہیں، پودے ہوا میں نمی کے تناسب بھی بڑھاتے ہیں، سائنسدانوں کے مطابق پودے درد اور تکلیف کو کم کرنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔ ایک ریسرچ کے تحت ایک اسپتال میں مریضوں کے قریب پودے رکھے گئے جن کے قریب پودے تھے ان مریضوں نے درد کش دواؤں کا کم استعمال کیا بہ نسبت ان مریضوں کے جن کے قریب پودے نہیں رکھے گئے تھے۔ شجرکاری کے طبی فوائد کے حوالے سے مندرجہ ذیل اقتباس بھی ملاحظہ کریں:

’’جناب ڈاکٹر بدرالدجیٰ، استاذ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (اے ایم یو) کے سرسید ہال میں پیڑ پودوں کی دیکھ بھال کرنے والے مالیوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ ہاسٹل کی رونق وشادابی آپ ہی جیسے لوگوں کی وجہ سے ہے، جس کی ہر سطح پر تعریف ہونی چاہیے۔ انہوں نے اچھے طریقے سے پودوں کی دیکھ بھال کرنے پر انعام و اکرام سے بھی نوازنے کا اعلان کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اچھی صحت اور اچھے ماحول کی تشکیل کے شجرکاری کو ضروری قرار دیتے ہوئے کہا کہ: یہ ضروری نہیں ہے کہ یوم ماحولیات پر ہی اس جانب توجہ دی جائے بلکہ یہ دن تو صرف اس لیے ہے تا کہ ہم اس کو نہ بھولیں اور کم از کم ایک دن ہم اس جانب پوری طرح سے متوجہ ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ آج ماحولیات کی تباہی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ لوگوں کو دروازے اور کرسی میز تو لکڑی کی چاہیے مگر پودے لگانا وہ ضروری نہیں سمجھتے، ہمیں اس سوچ میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے، ڈاکٹر بدرالدجیٰ نے طلبہ سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ آپ یہاں صرف نصابی علم حاصل کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ آپ یہاں زندگی جینے کا طریقہ سیکھنے آئے ہیں، اس لیے کتابی دنیا سے باہر نکل کر بھی سوچیے اور ملک و وطن کو صحت مند اور شاداب

اسلامیات

رکھنے کے لیے پیڑ پودے لگائیے۔ انہوں نے کہا کہ آج دنیا کو صحت بخش ماحولیات کی ضرورت ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم اپنے ارد گرد درخت لگائیں اور شجر کاری کا کام احسن طریقے سے انجام دیں، انہوں نے مزید کہا کہ جب اچھی فضا اور اچھا ماحول ملتا ہے تو طبیعت میں نشاط پیدا ہوتی ہے اور ہر کام میں دل لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے سرسید کے بنائے ہوئے اس تاریخی ہال کو پیڑ پودوں سے سجا رکھا ہے جس میں ہمارے مالی بھائیوں کا بڑا اہم کردار ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیڑ پودوں کی ہریالی سے پڑھائی میں بھی دل لگتا ہے، کیوں کہ اس سے لوگوں پر ماحول کی خوشگواری کے نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس لئے آپ یہاں کے ذمہ داران کا تعاون کریں اور جب تک آپ ان کا تعاون کرتے رہیں گے، ہمارا سرسید ہال اور ہماری یونیورسٹی سرسبز و شاداب اور خوبصورت بنی رہے گی، ڈاکٹر بدرالدجیٰ نے شجر کاری کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے طلبہ سے اپیل کی کہ وہ جہاں بھی جائیں ایک پودا ضرور لگائیں یہ ان کے لیے یادگار بھی ہوگا اور اس سے صحت بخش ماحولیات بھی وجود میں آئے گی۔ (روزنامہ چوتھی دنیا، 11/جون 2018 بروز پیر)

گھر میں اگائے گئے پودوں سے ہمیں غذائی اشیا اور جڑی بوٹیاں بھی حاصل ہوسکتی ہیں، جیسے ایلو ویرا، ہربز وغیرہ، ان پودوں سے اس مد میں خرچ ہونے والی رقم کی بچت بھی ہوسکتی ہے۔ انسان و حیوانات پر قدرت کے بیشمار انعامات میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ اس نے ہمارے ہمارے فائدے کے لیے پوری روئے زمین پر قسم قسم کے پیڑ پودے اگائے اور ان کی ہمہ گیر تاثیرات سے ماہرین کو واقف کرایا۔ ان باکمال اور حیرت انگیز درختوں میں سے ایک زیتون کا درخت بھی ہے، جو اپنے اندر بیشمار فوائد و تاثیرات رکھتا ہے۔ ماہرین طب کا اتفاق ہے اور عوام و خواص بھی ان کے فوائد سے کچھ حد تک آگاہ ہیں، درختوں اور پودوں کے اقتصادی فوائد: اسلامی نظام حیات جن ہدایات و تعلیمات پر مشتمل ہے، ان میں سے بعض کا تعلق ایمانیات و عقائد سے ہے، بعض کا عبادات و معاملات سے، بعض کا اقتصاد و معیشت سے اور بعض کا تعلق مکارم اخلاق سے ہے، اللہ رب العزت کی بیشمار نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت درخت اور پودے بھی ہیں۔ یہ ہمارے فائدے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ ان درختوں کا فائدہ جسمانی و روحانی بھی ہے اور مالی و اقتصادی بھی۔ اگر مذہبِ اسلام کے نظام اقتصاد و معیشت پر عمل کرتے ہوئے ہم شجر کاری کریں اور پیڑ پودوں کا استعمال کریں تو مالی اعتبار سے ہم مضبوط ہوسکتے ہیں۔ درختوں کے اقتصادی فوائد سے انکار ممکن نہیں۔ یہ بیک وقت ہمیں اناج، سالن، پھل فروٹ اور میوے بھی دیتے ہیں اور ہماری تفریح طبع کا سامان بھی مہیا کرتے ہیں۔ اپنی ٹھنڈی چھاؤں میں ہمیں راحت و آرام بھی پہنچاتے ہیں اور درجۂ حرارت کو کم کر کے ہمیں سورج کی تمازت سے بچاتے بھی ہیں، درختوں کے چند اقتصادی فائدے ملاحظہ کریں:

شہر ہو یا گاؤں، گھر ہو یا دفتر ہر جگہ استعمال ہونے والے کارآمد بینچ، لکڑی کی کرسیاں دلکش اور خوبصورت فرنیچر درختوں کے ہی مرہونِ منت ہیں (آج اگرچہ لکڑی کے بجائے پلاسٹک کی کرسیاں عام ہونے لگی ہیں، لیکن ایک زمانے تک لکڑی کی کرسیاں ہی گھروں اور دفتروں کی زینت ہوا کرتی تھیں) تاہم بینچ، ٹپائی، پلنگ، سنگاردان اور چارپائی آج بھی لکڑیوں کی ہی بنائی جاتی ہیں اور انسان کے سونے بیٹھنے اور آرائش کے کام آتی ہیں) آج کے ترقی یافتہ سائنسی دور میں تجارت کی سینکڑوں قسمیں عام ہوچکی ہیں، جن میں سے ایک فرنیچر بھی ہے جو آج وسیع پیمانے عالمی تجارت کا ایک وقیع اور مفید ترین حصہ ہے، اس نے اقتصاد و معیشت کی دنیا میں کامیاب جگہ بنائی ہے، جو در اصل شجر کاری اور پیڑ پودے کی دین ہے۔

اگر درخت نہ ہوتے اور شجر کاری کا عمل انجام نہیں دیا جاتا تو سردیوں اور گروں سے بچنے کے لیے مکانات کیسے بنائے جاتے اور ان مکانوں اور کارخانوں کی تعمیرات میں استعمال ہونے والی لکڑیاں کہاں سے آتیں؟ ذرائع نقل و حمل میں ریل کے ڈبے، بسوں، ٹرکوں کے ڈھانچے، جہاز، کشتیاں اور پل وغیرہ

اپنی ساخت اور بناوٹ میں درختوں کے محتاج ہیں، صنعتی اور تجارتی لحاظ سے درختوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بیل گاڑی، رتھ، کدال کا قبضہ، ماچس، پتنگ اور بہت سارے کھیلوں کے سازوسامان درختوں سے بنائے جاتے ہیں، درختوں سے حاصل کی جانے والی بیشمار ادویات، روغنیات، تیل، بیروزہ، رال اور دیگر کیمیائی مرکبات ہماری روزمرّہ زندگی میں کافی اہمیت کی حامل ہیں۔

ریشم جس سے زرق برق قیمتی لباس تیار ہوتے ہیں، خصوصی کیڑوں کے ذریعے درختوں سے ہی حاصل کیا جاتا ہے، درختوں کا ایک اقتصادی پہلو اور معاشی فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے قسم قسم کے پھل اور میوے حاصل ہوتے ہیں اور آج پوری دنیا میں وسیع پیمانے پر اس کی تجارت ہو رہی ہے اور تاجر لوگ ان پھلوں سے لاکھوں کروڑوں کی رقمیں کما رہے ہیں، ابھی چند روز پیشتر یوٹیوب پر شجرکاری کے اقتصادی اور طبی فوائد سے متعلق ایک عرب عالم کی تحریر سے نظر سے گزری، موضوع کی مناسبت سے ایک پیراگراف ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

”وللشجرة العديد من الفوائد الاقتصادية، حيث يمكن الاستفادة من جزوع الاشجار و اخشابها فی الصناعات المختلفة، حيث تدخل الاخشاب اليوم فی صناعة الاثاث المنزلی واثاث المكاتب و الشركات كما تدخل فی الاقلام و الابواب بالاضافة الی اهميتها فی البناء و الإعمار، كمايمكن الاستفادة من الاشجار فی صناعة العديد من انواع الادوية اللتی تعالج مختلف الامراض حيث يتم صناعة الدواء و بيعه و تصديره حول العالم۔ یعنی درختوں کے متعدد اقتصادی فوائد ہیں، ان کی جڑوں سے اور لکڑیوں سے نفع اٹھایا جاتا ہے، گھروں، مکانوں اور فیکٹریوں کی تعمیرات میں اس کی لکڑیاں کام میں لائی جاتی ہیں، اس کی اہمیت کے پیش نظر دروازے میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح مختلف قسم کی ادویات میں درختوں اور پودوں کے مفید اجزا ملا کر دوائیاں تیار کی جاتی ہیں اور پوری دنیا میں سپلائی کی جاتی ہیں۔“

غرض کہ پیڑ پودوں کے ہمہ جہت فوائد وثمرات سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا ہمیں شجرکاری کو زیادہ سے زیادہ فروغ دے کر ماحولیات اپنے لئے صحت بخش بنانا چاہئے۔

◆◆◆

ص ۲۷ رکا بقیہ............

فی اصلہ محمودا۔ یعنی اختلافِ رائے کی مذموم اور قبیح شکل یہ ہے جہالت اور ہوائے نفسانی کے تحت کسی نظریہ سے اختلاف کیا جائے اور اس کا مقصد ہوائے نفسانی کی تکمیل ہو۔“ (الاعتصام للشاطبی، جلد ۱رص ۱۸۲ رمطبوعہ مکتبۃ التوحید)

◆◆◆

از: مولانا محمد رضوان عالم مرکزی *

بچوں کی تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

اسلامیات

نوعِ انسانیت میں بچے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ پیاری مخلوق ہیں کہ جن سے ہر کوئی محبت والفت اور پیار کرتا نظر آتا ہے کیونکہ قدرتی اور فطری طور پر بچوں میں بھولا پن ہوتا ہے اور اِن کا ہر ادا ہر ایک کو اچھا اور پیارا لگتا ہے، بچہ جب ہنستا ہے تو ایک الگ منظر ہوتا ہے، روتا ہے تو ایک الگ سی کیفیت ہوتی ہے اور اس کا رونا لوگوں کے دلوں کو جذب کرتا نظر آتا ہے، باتیں کرتا ہے تو ان کی باتیں لطف ونرمی اور حلاوت وشیریں میں موجزن ہوتی ہیں اور بچوں سے محبت کیوں نہ ہو؟ حالاں کہ قرآن خود کہتا ہے:

"أَلمال والبنون زينة الحيوٰة الدنيا-(پارہ ۱۵/ سورۂ کہف، آیت ٤٦) ترجمہ: مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے۔" (کنزالایمان)

جب اولاد، سنگھار اور زینت ہیں تو ظاہر سی بات ہے محبت ہوگی ہی اور ایک مقام پر ہے:

"زُين للناس حبُ الشهوٰت من النساء و البنين والقناطير المقنطرة من الذهب و الفضة والخيل المسومة والأنعام والحرث ذٰلك متاع الحيوٰة الدنيا-(پارہ ۳/سورۂ آل عمران، آیت ١٤) ترجمہ: لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشانی کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے۔" (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں باصراحت مذکور ہے کہ اولاد لوگوں کی محبوب شی ہیں تو اس محبوب شی بچوں کے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہونا چاہیے؟ میں اس تعلق سے ماہ ربیع الغوث کی گیارہویں کی نسبت سے گیارہ نکات نمبروار پیش کرتا ہوں، ملاحظہ کریں:

[۱] جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے اذان کہنے سے ان شاءاللہ بلائیں دور ہو جائیں گی، بہتر یہ ہے کہ دہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے، بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے، یہ نہ چاہیے بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان واقامت کہی جائے، ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈا جائے اور سر منڈنے کے وقت عقیقہ کیا جائے اور بالوں کو وزن کرکے اُتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔

(بہارِ شریعت جلد سوم، حصہ پانزدہم صفحہ ۳۵۵)

چنانچہ احادیث میں آیا ہے:

(۱) حَدَّثَنَا عَبدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: كُنَّا فِي الجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً، وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا، فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً، وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ، وَنَلْطَخُهُ بِزَعْفَرَانٍ- ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب ہم میں کسی کے بچہ پیدا ہوتا تو بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچہ کے سر پر مل لیتا اب جبکہ اسلام آیا تو ساتویں دن ہم بکری ذبح کرتے ہیں اور بچہ کا سر منڈاتے ہیں اور سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، الحدیث ۲۸٤۳: جلد سوم صفحہ ١٤٤)

(۲) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ- ترجمہ: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن

* مضمون نگار گھیرا باڑی، ٹھاکر گنج کشن گنج بہار کے متوطن ہیں۔

بن علی رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں وہی اذان کہی جو نماز کے لیے کہی جاتی ہے۔ (سنن ابی داؤد، الحدیث ۵۱۰۵، جلد چہارم صفحہ ۴۲۳)

(۳) عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُسَمَّى، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ- ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔

(جامع ترمذی، الحدیث ۱۵۲۲/جلد سوم صفحہ ۱۷۷)

گروی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا بچہ کی سلامتی اور اس کی نشوونما اور اس میں اچھے اوصاف ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہے۔

[۲] بچہ کا اچھا نام رکھا جائے، پورے ہندوستان میں عموماً اور ہمارے علاقے میں خصوصاً بہت لوگوں کے ایسے نام ہیں جن کے کچھ معنیٰ نہیں یا ان کے برے معنیٰ ہیں ایسے ناموں سے احتراز و اجتناب کریں، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے طیبہ اور صحابہ و تابعین و بزرگان دین کے نام پر نام رکھنا بہتر ہے امید ہے کہ ان کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔

(۳) بچوں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور نرمی سے پیش آئیں، اس لیے کہ اگر آپ نرمی سے پیش آئیں گے تو وہ بھی بڑے ہو کر آپ کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں گے، چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے:

"إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ- ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ مہربان ہے مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا۔" (صحیح مسلم، الحدیث ۲۵۹۳)

اسی میں ہے:

"مَنْ حُرِمَ الرِّفْقَ حُرِمَ الْخَيْرَ- ترجمہ: جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا۔" (أیضًا، حدیث ۲۵۹۲)

اور بخاری شریف میں ہے:

"إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا- ترجمہ: تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔" (فضائل اصحاب النبی ﷺ، حدیث ۳۷۵۹: جلد دوم صفحہ ۵۴۹)

(۴) اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کریں، ہمیشہ ادب سے بات کریں، اچھا ادب واحترام سکھائیں اور ان پر شفقت کریں، ترمذی شریف میں ہے:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا- ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے۔“

(کتاب البر والصلۃ، الحدیث ۱۹۲۱/جلد سوم صفحہ ۳۶۹)

ابن ماجہ میں ہے:

"أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ- ترجمہ: اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انہیں اچھے ادب سکھاؤ۔“

(کتاب الادب، الحدیث ۳۶۷۱/جلد چہارم صفحہ ۱۸۹)

ترمذی میں ہے:

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نُحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ- ترجمہ: باپ کا اولاد کو کوئی عطیہ ادب حسن سے بہتر نہیں۔“ (کتاب البر والصلۃ، الحدیث ۱۹۵۲/جلد سوم صفحہ ۳۸۳)

اور بخاری شریف میں ہے:

"جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ، فَمَا نُقَبِّلُهُمْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ- ترجمہ: ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم انہیں بوسہ نہیں دیتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کروں۔“ (کتاب الادب، الحدیث ۵۹۹۸/جلد چہارم صفحہ ۱۰۰)

(۵) بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھنا سکھائیں اور جب دس سال کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھوائیں، جیسا کہ

حدیث میں آیا ہے:

"عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ-" (ترمذی شریف، الحدیث ٤٠٧، جلد ١، ص ٤١٦)

(٦) بچوں کو بچپن ہی سے بُری باتوں سے روکیں اور بھلائی کا حکم دیں اور کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے لیٹنے اوڑھنے پہننے کا سنت طریقہ بتائیں، خاص کر بچیوں کو شروع ہی سے پردے کے تعلق سے بتائیں اور پردہ کرنا سکھائیں اس لیے کہ اگر بچیاں بچپن ہی سے پردہ کریں گی تو بڑے ہو کر از خود پردہ کرنے لگیں گی اور شریعت کی پاسداری کریں گی اور مصیبت پر صبر کی تلقین کریں، جیسا کہ حضرت لقمان علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا:

"یٰبنی اقم الصلٰوۃ وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابك-(پارہ ٢١، سورہ لقمان، آیت ١٧)

ترجمہ: اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو مصیبت تجھ پر آپڑے اس پر صبر کر۔" (کنز الایمان)

(٧) بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اولیاء عظام کی مبارک زندگی کے واقعات سنائیں تا کہ بچوں کے سینوں میں اسلام اور اہل اسلام کی محبت پیدا ہو۔

(٨) نیکوں کی صحبت اختیار کرنے کے لیے کہیں اور بروں کی صحبت ان کے لئے زہر قاتل جانیں، اس لیے کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

"مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً- ترجمہ: اچھے اور برے ہم نشین کی مثال جیسے مشک کا اٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا جو مشک لیے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تجھے خوشبو پہنچے گی اور بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلادے گا یا تجھے بری بُو پہنچے گی۔" (بخاری شریف، الحدیث ٥٥٣٤، جلد سوم صفحہ ٥٦٧)

یعنی بروں کی صحبت میں رہو گے تو برا بن جاؤ گے اور اچھوں کی صحبت اختیار کرو گے تو اچھا بن جاؤ گے۔ ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

(٩) بچوں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی آراستہ کریں تا کہ آپ کے لئے دینی دنیوی کامیابی کا سبب بن جائیں اور حدیث میں ہے:

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ- یعنی سب سے بہتر انسان وہ ہے جو علم دین خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔"

(بخاری شریف، الحدیث ٥٠٢٧، جلد ششم صفحہ ١٩٢)

(١٠) ان سے کلام کریں تو لہجہ نرم اختیار کریں، اپنائیت کے ساتھ اور زبان اردو ہو تا کہ بچے بچپن ہی سے نرم گوئی کے ساتھ ساتھ اردو زبان بھی سیکھ جائیں۔

(١١) ان کے سامنے ہنسی مذاق اور بے ہودہ باتیں نہ کریں اور نہ ہی انہیں بُرے القاب سے پکاریں اس لیے کہ وہ جو سنیں گے وہی نقل کرنے کی کوشش کریں گے، اللہ ربّ العزت ہمیں بچوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے اور مذکورہ باتوں پر عمل کی توفیق دے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

◆◆◆

ص ١٧/ کا بقیہ

"لبید ابن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا اور حضور کے جسم مبارک اور اعضائے ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا، قلب وعقل واعتقاد پر کچھ اس کا اثر نہ ہوا۔"

ان تفسیری شواہد سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام پر جادو ضرور ہوا تھا، مگر اس سے کوئی خلاف دین یا منافی نبوت، امر پیش نہیں آیا تھا۔

◆◆◆

از: مفتی جمیل احمد قادری*

سرکار مدینہ پر جادو کا اثر

اسلامیات

کہتے ہیں" چور انجور نہیں سہتا" یعنی روشنی اسے ہضم نہیں ہوتی، نبوت کا چاند جب سیدہ آمنہ کے آنگن میں چمکا تو چوروں سے برداشت نہیں ہوسکا اور دنیائے کفر میں کہرام مچ گیا، لوگوں نے اس شمع رسالت کو بجھانے کے لئے ہر ممکن جتن کیا، شعب ابی طالب میں تین سال تک قید رکھا، قاتلانہ حملہ کیا، شہر بدر کیا اور بالآخر جب تمام حربے ناکام ہو گئے تو ایک مشہور جادوگر کی خدمات حاصل کیں اور اسے ڈھیر سارا مال دے کر رسول گرامی پر جادو کرادیا، کتب تفاسیر اور سیرت کی کتابوں میں حیات نبوی کا یہ باب شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہے، حتیٰ کہ بخاری اور مسلم کی روایات میں بھی اس کا ذکر ہے۔

مگر حال ہی میں ایک مضمون نظر سے گزرا، جس میں اس بات سے انکار کیا گیا تھا کہ حضور پر نور ﷺ پر جادو ہوا تھا، مضمون نگار نے اپنے طور پر کئی دلائل پیش کئے تھے، پورا زور صرف کیا تھا اور یہاں تک لکھا کہ بخاری ومسلم میں جو ایسی روایات ہیں، وہ موضوع، مردود اور ناقابل اعتبار ہیں، کیونکہ نبی کی ذات پر ایسا جادوئی حملہ، آیت قرآنی کے خلاف ہے، منصب نبوت کے بھی خلاف ہے کہ نبی کی شخصیت کسی کے جادو سے متاثر ہو، کیونکہ صحت وقوی جب اثر پذیر ہوں گے تو تبلیغی فرائض میں رخنہ پڑے گا اور یہ منصب نبوت کے منافی ہے۔

راقم اس سلسلے میں چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہے، پہلی بات تو یہ کہ جادو سے کسی شے کی حقیقت نہیں بدلتی، چیز اپنی حالت پر ہوتی ہے، البتہ نظروں کا دھوکا ہوتا ہے، کہ لوگ کچھ کا کچھ سمجھنے لگتے ہیں، امام اہل سنت، حضور اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا:

" سحر میں قلب حقیقت ہوجاتا ہے یا نہیں؟"

آپ نے ارشاد فرمایا:

" سحر میں اصل شئے بالکل متغیر نہیں ہوتی ہے، سحرہ فرعون (فرعونی جادوگروں) کے بارہ میں فرمایا جاتا ہے: سحروا اعین الناس واسترھبوھم۔ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا دیا، یخیل الیھم من سحرھم انھا تسعی۔ موسی علیہ السلام کے خیال میں ان کے جادو سے یہ بات پیدا ہوگئی کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہیں۔"

(الملفوظ، حصہ چہارم، صفحہ 34)

دوسری بات یہ کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس وجود کی مختلف حیثیات ہیں، مثلاً حیثیت بشری حیثیت ملکی حیثیت نبوی وغیرہ اور سرکار مدینہ کی 63/ سالہ زندگی میں ان حیثیتوں کا ظہور موقع بہ موقع ہوتا رہا ہے، حضور انور کا بغیر کھائے پیے، مسلسل روزے رکھنا اور صحت پر اس کا بال برابر اثر کا نہ ہونا، جسے صوم وصال کہا گیا، حیثیت ملکی تھی اور تاجدار مدینہ کا دندان مبارک شہید ہونا، پائے اقدس میں موچ آنا، مختلف مواقع پر بیمار ہونا، کافروں کے پتھروں سے جسم اطہر کا لہولہان ہونا، حیثیت بشری کا آئینہ ہے، اسی طرح احکام خداوندی کی تبلیغ میں کسی اپنے، یا بیگانے کی رو، رعایت نہ کرنا، کافروں کی پرزور مخالفت کے باوجود کلمہ حق کا اعلان کرتے رہنا، مٹھی بھر ہمراہیوں کے ساتھ کفر کی بڑی بڑی طاقتوں سے نبرد آزما ہوجانا، شرعی قانون کے نفاذ میں کسی کی پرواہ نہ کرنا جیسے امور، نبوی حیثیت کے جلوے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیثیت بشری بھی عام انسانوں جیسی نہیں، بلکہ حضور اس حیثیت سے بھی تمام انسانوں سے ممتاز ہیں، مثلاً ایک انسان ایک وقت میں ایک ہی سمت دیکھ سکتا ہے جبکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیک وقت چاروں طرف دیکھا کرتے تھے، امام اہل سنت کا یہ

* مضمون نگار جامع رضا پٹنہ بہار کے بانی وسرپرست ہیں۔

شعر، اسی حقیقت کی ترجمانی ہے: ؎

شش جہت، سمت مقابل، شب وروز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں آ تا تیری بینائی کی

امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنسی اعتبار سے بھی تنہا چار ہزار مردوں کے برابر طاقت رکھتے تھے۔ (خصائص کبریٰ للسیوطی، مترجم حصہ ۱ رص ۱۳۶)

جسمانی قوت کی بات کریں تو بڑا سے بڑا شہ زور پہلوان بھی آپ کے مقابل خاک چاٹنے پر مجبور ہو جاتا تھا، عقل وفکر و شعور میں کوئی ہمارے پیغمبر کا ہم پلہ نہیں، امام سیوطی لکھتے ہیں، دنیا کے تمام انسانوں کی عقل ہمارے نبی کی عقل مبارک کے سامنے ایسی ہے، جیسے لق ودق ریگستان کے سامنے ریت کا ایک ذرہ۔ (خصائص کبریٰ، ج ۱ رص ۱۳۰)

ولادت سے لے کر رحلت تک، حضور انور کی بشری حیثیت عقل انسانی کے لیے ایک معمہ ہے ؎

عرش کی عقل دنگ ہے، چرخ میں آسمان ہے
جان مراد! اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے

ہر گوشہ، ہر ادا، عام انسانوں سے نرالہ تھا، ان حقائق کے بعد اب یہ سمجھنا آسان ہو گیا کہ حضور، سرور عالم، کی ذات پر جو سحر ہوا تھا، تو اس سے حیثیت نبوی پر کوئی آنچ نہیں آئی تھی، جس طرح دوسری بیماریوں کے باوجود منصب رسالت کے فرائض بہ حسن وخوبی انجام پاتے رہے، ٹھیک اسی طرح جادو کے اثرات کے باوجود تبلیغ اسلام میں رتی برابر کوئی فرق نہیں آیا، تفسیر عثمانی میں ہے:

"بعض یہود نے سحر کیا، جس کے اثر سے ایک طرح کا مرض بدن مبارک کو لاحق ہو گیا، اس دوران میں کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ ایک دنیاوی کام کر چکے ہیں، مگر خیال گزرتا کہ نہیں کیے ہیں، یا ایک کام نہیں کیا اور خیال ہوتا تھا کہ کیے ہیں، اس کے علاج کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔"

ترجمان القرآن کا مصنف لکھتا ہے:

"اس جادو سے آپ کے مزاج میں تغیر آ گیا تھا، مگر یہ تمام آپ کی ذات تک محدود ہے، حتی کہ کسی کو معلوم تک نہ ہو سکا کہ آپ پر کیا گزری ہے، وحی پر اس کا کوئی اثر نہ تھا۔"

تفسیر ضیاء القرآن میں قدرے تفصیل ہے، حضور پر جادو کئے جانے کے بارے میں لکھا ہے:

"چھ ماہ گزرنے کے بعد معمولی اثر ظاہر ہونے لگا، آخری چالیس دن زیادہ تکلیف کے تھے، ان میں سے بھی آخری تین دن، تکلیف اپنی نہایت کو پہنچ گئی۔"

اس جادو سے حضور کو کس قسم کی تکلیف محسوس ہوتی تھی، اس کے بارے میں بھی تصریحات موجود ہیں، علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"کان النبی یذوب و لا یدری۔ یعنی حضور کی طبیعت گھٹنے لگتی، نقاہت بڑھنے لگتی، لیکن بظاہر کوئی اس کی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔"

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"حتی یتخیل الیه انه فعل الشی ولم یفعله۔ (روح العانی) یعنی ایسا کام جو نہ کیا ہوتا، اس کے بارے میں حضور کا خیال ہوتا کہ کر لیا گیا ہے۔"

کتب حدیث میں اس جادو کے اثرات کے بارے میں جتنی روایات ملتی ہیں، ان کا یہی نچوڑ ہے کہ جسمانی طور پر نقاہت و کمزوری محسوس ہوتی، لیکن ایسی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی موجود نہیں، جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فرائض نبوت کی ادائیگی میں کبھی بال برابر بھی فرق آیا ہو۔

حاشیہ جلالین میں ہے:

"اس جادوگر نے موم کا ایک مجسمہ بنایا تھا، گویا وہ حضور اکرم کا مجسمہ تھا اور اس میں گیارہ عدد سوئیاں چبھوئی تھیں، کلما تزع ابرة وجدلها المافی بدنه ثم یجد بعدها راحة۔ یعنی اس مجسمے سے جب جب کوئی سوئی الگ کی جاتی، سرکار مدینہ اپنے جسم اطہر میں درد محسوس فرماتے اور پھر بعد میں راحت محسوس کرتے۔"

یعنی اس جادو کا بس اتنا ہی اثر ہوا، حاشیہ کنز الایمان میں ہے:

بقیہ ص ۱۵ ر پر

از: مولانا نہال پورنوی*

کامیاب انسان

انسان ایک ہی ہے جسے بنی آدم کہتے ہیں، سب آدم کی اولاد ہیں، خواہ مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب، طاقت ور ہو یا کمزور، بوڑھا ہو یا جوان، بادشاہ ہو یا غلام سب کی اصل ایک ہی ہے، جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا:

"یٰایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیر اًو نساء۔ یعنی اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے (دنیا میں) بہت سے مرد وعورت پھیلا دیئے۔"

اب آئیے جانتے ہیں کہ انسان آخر ہے کیا؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ انسان دراصل ایک ایسے جاندار اور سوچنے والی جنس کا نام ہے جو تفصیلی گفتگو، استنباط اور عقلی استدلال کی صلاحیت رکھتی ہے، یہ صفت بنی آدم کے نر اور مادہ دونوں پر صادق آتی ہے، انسان روح اور جسم پر مشتمل قدرت کا عظیم شاہکار ہے جس کے وجود کا ہر ہر حصہ بڑی اہمیت وکرامت کا حامل ہے۔

یہی نہیں بلکہ انسان پہ دلالت کرنے والا ہر لفظ معزز اور لائق احترام تصور کیا جاتا ہے، قرآن مقدس میں لفظ انسان ۷۱/ مرتبہ آیا ہے جو اس کی شان وعظمت کو دوبالا کرنے کے لیے کافی ہے، انسان ہی سے لفظ "انسانیت" نکلا ہے جس کا چلن اخلاقیات کے اعلیٰ ترین نمونے کے طور پر بالکل عام ہے اور یہی وہ تصور ہے جو ایک انسان کو دوسرے انسان سے جوڑتا ہے، اس کے الگ الگ درجے اور سطحیں ہوتی ہیں مثلاً رشتے داری، ہم سائیگی، دوستی، ہم خیالی اور سماجی گروہ بندی وغیرہ! مطلب یہ کہ انسان بیک وقت کئی مختلف قسم کے کردار میں نظر آسکتا ہے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

ہر آدمی میں ہوتے ہیں دس بیس آدمی
جس کو بھی دیکھنا ہو کئی بار دیکھنا

اس دور میں اگر ہم نگاہ اٹھائیں تو انسان ڈاکٹر، پروفیسر، سائنس دان، انجینئر، وکیل، جج، سیاست دان، لیڈر اور قومی وبین الاقوامی کھلاڑی کی صورت میں نظر آتا ہے، غرض کہ ہر کوئی اپنے ذوق اور چاہت کی تکمیل کو کامیابی سمجھتا ہے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو دنیا میں شہرت وناموری اور اونچے مراتب کو حاصل کر لینے کو کامیابی خیال کرتے ہیں، تو کیا انسان جسے کامیابی تصور کرتا ہے حقیقت میں وہی کامیابی ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"والعصر، ان الانسان لفی خسر۔ ترجمہ: اس زمانۂ محبوب کی قسم! بے شک انسان ضرور نقصان میں ہے۔"

آج کل انسان کے اندر بداخلاقی، بے راہ روی، شراب نوشی، جوابازی، زناکاری وغیرہ آگئی ہے اور وہ سود کی لین دین، حلال وحرام کے مابین عدم تفریق کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی پر آمادہ ہو چکا ہے، آج ایک انسان دوسرے کو انسان نہیں سمجھتا اور اس کی حق تلفی کرتا ہوا نظر آتا ہے، حالت یہ ہوگئی ہے کہ آج ایک شخص دوسرے شخص کے خلاف ہے، ایک گروہ دوسرے گروہ کے خلاف ہے، ایک محلہ دوسرے محلے کے خلاف ہے اور ایک قوم دوسری قوم کے خلاف ہے جس کے نتیجے میں ہر سمت ظلم وزیادتی اور نفرت وتشدد بڑھ گئی ہے، اپنی ذمہ داریوں سے لاپرواہی کا مرض، نظم ونسق کا فقدان، محنت کرنے سے کترانا، ہمسایوں سے غایت درجہ حسد اور ملامت وتنقید کے نشتر انسانیت کو لگاتار گھائل کر رہے ہیں، ہر شخص خود کو عاقل کامل سمجھتا ہے اور دوسروں میں عیوب نکال کر ان کی شکایات اور غیبت کرتا پھرتا ہے۔

تعجب ہے کہ لوگ اپنی کمیوں کو چھپا کر دوسروں پر تہمت

والزام لگاتے پھرتے ہیں۔ دوسروں کی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کی بے بسی و ناکامی پر خوش ہوتے ہیں، دلوں میں بغض وکینہ چھپا کے رکھتے ہیں اور موقع ملنے پر بدلہ لازمی لیتے ہیں، مال ومنصب ملنے پر انسان کمزوروں پر ظلم کرنے لگتا ہے، حالانکہ خالق کائنات جو پوری دنیا کا نظام تن تنہا چلا رہا ہے خود اپنی ذات سے ظلم کی نفی کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ (سورۂ نساء) یعنی اللہ تعالیٰ (کسی پر) ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔"

اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں:

"یا عبادي انی حرمت الظلم علی نفسي و جعلته بینکم محرما فلا تظالموا۔ (صحیح مسلم) یعنی اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے اور اسے تم پر بھی حرام کردیا ہے، لہٰذا تم بھی ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔"

مگر انسانوں نے خدا اور رسول کے اس قول پہ عمل کرنے کے بجائے اسے پس پشت ڈال دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ دن بدن خسارے کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے اور خود کو کامیابی کی راہوں سے دور کرتا جارہا ہے، لیکن اس کے برعکس اس دنیا میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کامیابی کی حسین راہ پر گامزن ہیں اور اس پر بڑی ثابت قدمی کے ساتھ چل رہے ہیں، آئیے دیکھتے ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں، اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

"والعصر، ان الانسان لفی خسر، الا الذین آمنوا۔
اس زمانۂ محبوب کی قسم! بے شک انسان ضرور نقصان میں ہے، مگر (سوائے ان کے) جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔"

اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت فرمائی، اس سورت میں وضاحت کے ساتھ انسانی زندگی میں نفع، نقصان، خسارہ اور کامیابی زندگی کی حقیقت کا بیان ہے، وقت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ انسان کی عارضی زندگی کا بھی بیان ہے، العصر کے بارے میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں، بعض نے زمانہ مراد لیا ہے اور بعض نے نمازِ عصر! کچھ حضرات کے نزدیک سورج غروب ہونے سے پہلے کا وقت مراد لیا گیا ہے وہیں کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ زمانے سے مراد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص زمانہ ہے جو کہ بڑی خیر و برکت والا ہے، امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:ـ

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر وکلام و بقا کی قسم

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ اس سورت کو غور وفکر اور تدبر وتامل کے ساتھ پڑھ لیں تو یہ دین اور دنیا دونوں کی بھلائی اور درستی کے لیے کافی ہوجائے، اللہ رب العزت نے اس کی پہلی آیت میں انسان کے خسارے اور نقصان کی بات کی ہے، جیسا کہ فرمایا: بے شک انسان خسارے میں ہے، مگر جس کے اندر یہ چار صفات پائی جائیں وہ خسارے میں نہیں ہوسکتا اور وہ ہیں ایمان، اعمالِ صالحہ، حق کی تاکید اور صبر کی وصیت، غور کریں تو سمجھ میں آئے گا کہ ان میں سے دو صفات اپنی ذات کی اصلاح کے لیے ہیں اور دو دوسروں کی ہدایت واصلاح کی وصیت کے لیے، دنیا میں چند ایسے اشخاص بھی ہیں جو کامیاب ہیں اور خسارے سے کوسوں دور ہیں اور وہ ہیں اولیاء اللہ! جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

"ألا ان أولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔
یعنی اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نا ہی کسی طرح کا حزن وملال۔"

گویا وہ مکمل کامیابی سے ہمکنار ہیں کیوں کہ کامیابی اور خوف ایک دوسرے کے ضد ہیں، مطلب جو کامیاب ہے اسے کسی طرح کا خوف نہیں اور جو ہمہ وقت خوف میں ہے گویا وہ کامیاب نہیں اور ہم اس دنیا میں دیکھ رہے ہیں کہ ہر کوئی کسی نہ کسی سے ڈرتا ہے اور ہمیشہ خوف میں رہتا ہے، تو بے شک ایسا شخص کامیاب کیا کامیابی کے نزدیک بھی نہیں ہے، تو ہمیں درس ملا کہ کامیابی پانے کے لیے ہمارے اندر ولیوں کی سی صفات کا ہونا لازمی ہے جو ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرتی ہیں اور خسارے سے دور رکھتی ہیں۔

سورۂ عصر کی آیاتِ کریمہ سے ظاہر ہوا کہ دنیا کے سارے انسان خسارے میں ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ان چار نکاتی منصوبوں پر عمل کرتے ہیں: اوّل ایمان ہے، ایمان کسے کہتے

ہیں؟ حدیث جبریل میں ہے:

”لما سأل عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم اخبرني عن الایمان، فقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ان تؤمن باللہ وملائکتہ و کتبہ ورسولہ والیوم الآخر، وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ۔ یعنی رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایمان کے تعلق سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایمان اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کے نازل کردہ آسمانی کتابوں، اس کے بھیجے گئے رسولوں اور آخرت کے دن کو حق ماننے کو کہتے ہیں، اسی طرح اچھی بری تقدیر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کو حق جاننا اور عذاب وثواب اور جنت دوزخ کو سچ ماننا بھی ایمان کا حصہ ہے۔“

ساتھ ہی خدا کی وحدانیت، فرشتوں کا مخلوق ہونا اور نبیٔ آخر الزماں کے آخری نبی ہونے کا اقرار بھی ایمان میں شامل ہے، کامیابی کے حصول کا دوسرا ذریعہ اعمالِ صالحہ ہے، اعمال صالحہ کا مفہوم بہت وسیع ہے، اس کی کئی شاخیں ہیں، انسان خیر اور بھلائی کا جو بھی کام کرے نیک کام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اسے اعمالِ صالحہ میں گنا جاتا ہے۔

عملِ خیر حیاتِ انسانی کے ہر گوشے اور اس کی تمام جزئیات میں شامل ہے جیسے اللہ کی عبادت، بندوں کی خدمت، حاجت مندوں کی حاجت روائی، احسان واخلاص، تواضع وخاکساری، عدل وانصاف، شرم وحیا، حلم وبردباری، بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک، راہ چلتے مسافروں کی مدد، راستے سے موذی و تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا، لوگوں کے دکھ درد کو سمجھنا، پیار محبت، ایثار، مہمان نوازی غرض ہر وہ چیز جس سے خدا راضی ہوتا ہے اعمال صالحہ کے زمرے میں آتا ہے۔

قرآن میں ایمان کی قبولیت کے ساتھ جگہ جگہ اعمال صالحہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے جس سے ہمیں اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، قرآن کریم کی کل چالیس سورتوں میں ستر سے زائد مقامات پر اللہ تبارک وتعالی نے مختلف اسلوب والفاظ میں ایمان اور عمل صالح کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے، کچھ نمونے آپ بھی دیکھیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات یھدیھم ربھم بایمانھم۔ (سورۂ یونس) ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا۔“

دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے:

”والذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئك اصحاب الجنة هم فيها خالدون۔ (سورۂ بقرہ) ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنت والے ہیں اور انہیں ہمیشہ اسی میں رہنا ہے۔“

ایک اور مقام پر خدا نے فرمایا:

”ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات وأقاموا الصلوٰة وآتوا الزكاة لهم أجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔ (سورۂ بقرہ) ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوۃ دی ان کا انعام ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہے نہ کوئی غم۔“

کامیابی کا تیسرا زینہ ہے حق کی تاکید کرنا، آیت کریمہ ”وتواصوا بالحق“ کے مطابق انسانوں کو چاہیے کہ دوسروں کو حق بات کی فہمائش اور ہدایت کے ساتھ ساتھ خود بھی ایمان وعمل اور حق پر قائم ودائم رہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”یأیھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔ (سورۂ صف) اے ایمان والو! جو نہیں کرتے وہ کیوں کہتے ہو؟“

حق سے مراد دو طرح کے حقوق ہیں: پہلا لازمی جسے ہم ”حقوق اللہ“ بھی کہتے ہیں اور دوسرا ضروری جسے ہم ”حقوق العباد“ بھی کہتے ہیں، حقوق اللہ وہ حقوق ہیں جن میں بندوں کا تعلق خدا سے ہوتا ہے، جیسے اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ جاننا، اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا وغیرہ اور حقوق العباد وہ حقوق ہیں جن میں بندوں کا تعلق بندوں ہی سے ہوتا ہے

اور جنہیں نبھانا ضروری ہوتا ہے، جیسے والدین کے حقوق، اساتذہ کے حقوق، رشتے داروں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، فقیروں کے حقوق، مسکینوں کے حقوق، غلاموں کے حقوق وغیرہ۔

کامیابی کا چوتھا ستون ہے صبر کی وصیت کرنا جس کا مطلب ہے کہ اسلام اور حق کو غالب اور مضبوط و مستحکم رکھنے کے لیے اس کی راہ میں آنے والی مشکلات اور پریشانیوں کو نہ صرف تنہا برداشت کرنا بلکہ دوسروں کو بھی اس کی وصیت اور تلقین کرنا، دراصل یہ مومنوں کی شان اور ان کا شیوہ رہا ہے کہ وہ ہمیشہ سے دینی امور میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بلاشبہ اس کا جزا انہیں بارگاہ خداوندی سے عطا کیا جاتا ہے، چنانچہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"انما یوفی الصابرون أجورهم بغیر حساب۔ (سورۃ زمر) ترجمہ: بے شک صابروں کو ان کا ثواب گنتی کے بغیر (بھرپور) دیا جائے گا۔"

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب، ولا هم ولا حزن ولا أذى، ولا غم، حتى الشوكة يشاكها الا كفر الله بها من خطاياه۔ یعنی جس کسی مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، غم، دکھ یا تکلیف لاحق ہوتی ہے حتی کہ اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے گناہوں مٹا دیتا ہے۔"

پتہ چلا کہ مذکورہ چار صفات اگر کسی معاشرے کے افراد کے اندر پائی جائیں تو وہ کامیابی کی منزل تک بآسانی رسائی حاصل کر سکتے ہیں اور انہیں بلندیوں پر فائز ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا، بلاشبہ یہ وہی لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں میسر تمام لمحات و ساعات کو ان کی جائز جگہوں پر استعمال کیا اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا و آخرت کی نعمت اکٹھا کی اور خسارے سے محفوظ رہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دارین کی نعمتوں سے سرفراز کرے، آمین۔

◆◆◆

ص ۳۱ / کا بقیہ.......................................

نہیں لگائے گا اور پھر کف افسوس کے سوا ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا، اسی لئے حضور اعلیٰ حضرت مسلمانوں کو خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

ص ۵۴ / کا بقیہ.......................................

کر علوم جدیدہ کے ماہرین کی عقلیں دنگ ہیں جس میں 105 قرآن، حدیث اور سائنسی علوم سے دلائل دے کر حرکت زمین کا رد کیا گیا ہے، صدر ادارہ نے مہمانوں کو شکریہ ادا کیا اور آنے والے اسکالرز میں یادگاری شیلڈز بھی تقسیم کیں، کانفرنس کے مہمان خصوصی ممتاز بلڈر حاجی محمد اشرف قادری نے کہا کہ امام احمد رضا نے عشق رسول کی جو شمع روشن کی اور لوگوں کو مقام مصطفیٰ ﷺ کا جو ادارک عطا کیا وہ شاید اس سے پہلے نہیں تھا، رکن اسلامی نظریاتی کونسل علامہ ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی نے کہا کہ امام احمد رضا نے مسند افتا کے ساتھ ساتھ مسند ارشاد کو بھی زینت بخشی، آپ نے علوم عقلیہ پر اس انداز سے قلم اُٹھایا، لگتا ہے سارے علوم آپ سے بیعت کیے ہوئے ہیں، پھر بھی ان سب پر آپ کا عشق رسول ﷺ غالب رہتا تھا، آپ کو شیخ اکبر کے اسرار و رموز سے خوب واقفیت تھی جبھی اپنے فتاویٰ میں ان کی کتب سے بھرپور استفادہ کرتے دکھائی دیتے ہیں، ممتاز اینکر پرسن کیوٹی وی علامہ فیصل بیگ بندگی نے کہا کہ "فرہنگِ رضا" کی تدوین ادارہ کا اہم و بڑا کارنامہ ہے، ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ کے صدر علامہ قمر الزماں اعظمی، مقبوضہ کشمیر سے ڈاکٹر توصیف احمد وانی نے بھی خطاب کیا۔

کانفرنس میں ملک و بیرون ملک سے آئی ممتاز شخصیات، علماء و مشائخ، پروفیسرز، ڈاکٹرز، وکلاء و اساتذہ، اہل علم و دانش کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ صلوٰۃ و سلام اور دعائے خیر کے بعد مہمانوں کو یادگاری مجلہ "امام احمد رضا کانفرنس 2022" ماہنامہ معارف رضا کراچی کا نیا شمارہ کے ساتھ ماحضر بھی پیش کیا گیا۔

رپورٹ: ڈاکٹر اقبال اختر القادری، کراچی

اسلامیات

تینتالیسویں قسط

از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ارشادات وفرمودات کو ''ملفوظات'' کے نام سے جانا جاتا ہے، ہر دور میں صالحین اور اولیائے کاملین کے ارشادات وفرمودات قلم بند کرنے یا انھیں محفوظ کرنے کی روایت رہی ہے تا کہ آنے والی نسلیں ان سے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کرسکیں، صوفیائے کرام کے ارشادات وفرمودات اگرچہ سادہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے مؤثر اور معنی خیز ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے، ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھا ہے، کسی شاعر نے ان کی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حضور تاج الشریعہ نے سوال وجواب کا یہ سلسلہ جنوری ۲۰۰۵ء میں شروع کیا جو مسلسل ۲۰۱۶ء تک جاری رہا، یعنی پورے ۱۲/ سالوں تک یہ زرّیں سلسلہ جاری وساری رہا، اس دوران آپ نے کم وبیش ۷۰۰۰/ ہزار سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائے جو یقیناً ہماری آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں، ''ملفوظات تاج الشریعہ'' صرف مئی ۲۰۱۰ء سے اکتوبر ۲۰۱۰ء تک کے سوالات وجوابات پر مشتمل ہے، یعنی حضور تاج الشریعہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے جواہر پارے ریکارڈ نگ کی شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہیں، ان شاء اللہ الرحمٰن وہ بھی کتابی صورت میں قارئین کرام کے مطالعہ کی میز پر ہوں گے، راقم الحروف ارباب علم ودانش سے التماس کرتا ہے کہ ''ملفوظات تاج الشریعہ'' میں اگر کوئی شرعی خامی یا غلطی نظر آئے تو اسے ناقل ومرتب کی غلطی تصور کرتے ہوئے ادارے کو مطلع فرمائیں تا کہ اس کی اصلاح کی جاسکے، راقم اس کی تینتالیسویں قسط قارئین سنی دنیا کی نذر کررہا ہے۔

احقر محمد عبد الرحیم نشتؔر فاروقی

گزشتہ سے پیوستہ

۲۴/ اکتوبر ۲۰۱۰ء، بریلی شریف، ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض... ۱: سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ موسم حج چل رہا ہے اور اگلے مہینے میں حج ہونے والا ہے اور اہل سنت وجماعت بھی کثیر تعداد میں وہاں پہنچتے ہیں ان کے لئے نماز کے سلسلے میں بڑی دشواریاں آتی ہیں اب کچھ لوگوں نے یہ کہنا شروع کردیا ہے کہ اٹھک بیٹھک دیکھا دیکھی کر لیتے ہیں پھر اپنی نماز بعد میں دہرا لیتے ہیں اور کچھ لوگ یہ سمجھ کر کہ ان کے عقائد کا ہمیں علم نہیں ہے تو اس لئے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں ہمیں اس سلسلے میں کوئی علم نہیں ہے تو اس سلسلے میں حضرت وضاحت فرمادیں کہ جب کہ یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ وہاں کے جو ائمہ ہیں ان کے عقائد کا علم نہیں ہے تو ان کے پیچھے کیوں نماز پڑھی جائے؟

ارشاد...: اس سلسلے میں دوٹوک بات یہی ہے کہ لوگوں کو یہ نصیحت ہے کہ وہ حج کو صحیح طور پر ادا کریں اور اس کے ساتھ ساتھ سب سے اہم بات جو مومن کی پوری زندگی میں اور اس کی ہر طاعت اور عبادت میں روح کی حیثیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور نماز جو ایمان کے بعد پہلا فریضہ اسلام کا ہے اور اہم عبادات ہے اس کے بارے میں جو بے احتیاطیاں اور جو خلاف ورزیاں برتی جاتی ہیں ان سے اہل سنت وجماعت

پرہیز کریں اس سے قطع نظر کہ وہ لوگ جو حرمین میں مقرر ہیں اور جو منیٰ عرفات میں امامت کے لئے مقرر ہیں وہ کیسے ہیں اور یہ ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ان کے عقائد کیا ہیں اس کو بکثرت ہر جگہ کے اہل سنت و جماعت جانتے ہیں اور جن کو توفیق ہے میں نے خود یہ دیکھا کہ خود وہاں کے رہنے والے بعض متصلب سنی حضرات وہیں کے اور یجنل عرب وہ ان کے پیچھے نماز سے پرہیز کرتے ہیں تو نماز کے لئے سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ مقتدی اور امام کا عقیدہ ایک ہو لہٰذا مقتدی کا عقیدہ کچھ ہے اور امام کا عقیدہ کچھ ہے اس صورت میں نماز نہیں ہوگی اور جو لوگ یہ عذرِ لنگ کرر ہے ہیں کہ ہمیں ان کے عقائد کی خبر نہیں ہے اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کہہ رہے ہیں تو یہ دروغِ بے فروغ ہے اس سے ان کے اوپر اجتناب اور خلاف واقع بات کہنے سے پرہیز لازم ہے پھر وہاں پر امامت کے سلسلے میں وہاں کے ائمہ جو خلاف ورزیاں اور جو بے احتیاطیاں کرتے ہیں وہ ڈھکی چھپی نہیں ہیں

یہ مسلسل سنا گیا اور بعض حالات میں دیکھا بھی گیا کہ امام ایک رکن میں کتنی مرتبہ اپنا عترا (سر پر رومال) صحیح کرتا ہے کبھی مسواک کرتا ہے اور کبھی کچھ اور کام ایسے کرتا ہے جس سے نماز ہوتی ہی نہیں اس کے علاوہ بہت ساری باتیں ہیں اور وہ تو عقیدۂ اہل سنت و جماعت پر ہیں ہی نہیں اور ان کے نزدیک معاملہ یہ ہے کہ دنیا کے پردے پر وہی مسلمان ہیں باقی سب کافر و مشرک ہیں یہ وہاں جانے والے حضرات نے مقامِ ابراہیم پر اور مدینہ طیبہ میں مواجہہ اقدس پر اس کا مظاہرہ لاکھوں مرتبہ دیکھا ہوگا کہ بات بات پر شرک کہتے ہیں اور حج کے خطبوں میں اور حج کے موسم میں ان کی طرف سے جو اعلانات ہوتے ہیں اور جو تقاریر ہوتی ہیں ان میں زیارت کے متعلق توسل کے متعلق اور اہل اللہ خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت وغیرہ کے متعلق جو بیانات ہوتے ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ توسل کرنے والے مشرک ہیں رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت روا ماننے والے مشرک ہیں اولیا کو مشکل کشا ماننے والے مشرک ہیں اور مقام ابراہیم کو چومنے والے وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے یہ شرک ہے تو یہ ان لوگوں کے لمحۂ فکر یہ ہے کہ جو بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بناتے ہیں تو ان کی نماز ان کے پیچھے کیسے صحیح ہوگی؟ جو لوگ اٹھک بیٹھک کے بارے میں کہتے ہیں اس سے پتا لگا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے لیکن اٹھک بیٹھک کرنا اب اگر یہ نادر طور پر مجبوری کی حالت میں ہو کہ پھنس گئے ہیں اور اپنے نفس پر کوئی اندیشہ ہے صحیح تو بے نیت کے اگر کھڑے ہو گئے اٹھک بیٹھک کرلی پھر نماز دہرالی تو ان کا یہ عمل صحیح ہے لیکن اس کو بہانا بنا کر ہر وقت ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے اس کی اجازت نہیں کہ یہ ضرور موجبِ تہمت ہے دیکھنے والے یہی سمجھیں گے یہ ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ کس کس کو بتائیں گے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی ہے بلکہ اٹھک بیٹھک کی ہے اگر بتائیں گے تو اس جگہ پر سختیاں اور شدتیں اور طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار ہوں گے لہٰذا ان حضرات کو نصیحت یہی ہے کہ اپنا حج صحیح ہونے کے لئے سب سے پہلے اپنا ایمان بچائیں اور اپنی نمازیں ان کے پیچھے پڑھ کر برباد نہ کریں۔

عرض... ۲: اسی سے متعلق ایک سوال ہے جس کا آپ نے بلال مکی کو جواب بھی لکھ کر بھیجا تھا یعنی حج کے تعلق سے کہ حرم شریف اور منیٰ یہ دونوں الگ الگ بستیاں ہیں اب جو لوگ حج کے لئے پہنچ گئے ہیں تو ان کو تو پندرہ دن کا وقت مل جائے گا منیٰ جانے سے پہلے پہلے تو ان کی نیتِ اقامت تو صحیح ہے لیکن وہ لوگ جن کو پندرہ دن کا عرصہ نہیں ملے گا حرم شریف میں اقامت کا اور ان کو یہ بھی پتہ ہے کہ ہمیں منیٰ شریف جانا ہے پھر عرفات جانا ہے پندرہ دن اگرچہ ان کو مکہ میں رہنا ہے کیا ان کی نیت صحیح ہو جائے گی؟ اس سلسلے میں وضاحت فرمادیں۔

ارشاد...: یہ نیت اقامت صحیح نہیں ہوگی اور وہ اس صورت میں مسافر رہیں گے لہٰذا اس مدت میں وہ قصر کریں گے پھر اس کے بعد جب افعال حج سے فارغ ہوکر ان کی نیت صحیح اقامت کی پندرہ دن کی ہو اور وہ نیت صحیح ہو اور ان کو پندرہ دن سے پہلے جانا نہ پڑے اور نہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہمیں جانا پڑ جائے گا رہ سکتے ہوں تو پھر افعال

حج سے فارغ ہو کر جب تک مکے میں رہیں پوری نماز پڑھیں۔

عرض...۳: آج ۱۶ ذی القعدہ قطب دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف ہے ان کی سیرت پر کچھ ارشاد فرمادیں؟

ارشاد...: یہ اچانک مجھ سے کہا گیا میرے لئے یہ سعادت ہے اور یہاں پر جو لوگ حاضر ہیں اور جو لوگ یہ پروگرام سن رہے ہیں ان کے لئے یہ سعادت ہے کہ ہم ان کو یاد کریں اور ان کی سیرت کے سلسلے میں سرِ دست مجھے کچھ مستحضر نہیں لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ اولیائے کرام میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بڑا مقام ہے اور ہم اہل سنت و جماعت کی یہ پہچان ہے اور یہ ہماری سعادت ہے اور یہ ہمارا ہی حصہ ہے کہ ہم ان کے نیازمند ہیں اور ان کا کرم خاص اور اولیا کی دستگیری اور مشکل کشائی ہمارے شامل حال ہے جو لوگ ان کو نہیں مانتے اس دنیا میں کرم عام رحمت ان اولیا کے ذریعے سے ان پر بھی ہے لیکن آخرت میں اولیا کی دستگیری اور مشکل کشائی اور ان فقرا کی نیاز مندی کہ جن کے بارے میں حدیث میں آیا کہ: کل قیامت کے دن ان کی دولت ہوگی وہ ہمارا ہی حصہ ہے۔

عرض...۴: کسی نے کوئی گناہ کیا پھر اس سے توبہ کی مگر بعد میں یہ سوچ کر پھر وہ گناہ کرلیا کہ بعد میں پھر معافی مانگ لے گا تو کیا یہ کفر ہے؟

ارشاد...: کفر نہیں ہے لیکن ایسی توبہ کا شرعاً اعتبار نہیں ہے حدیث میں یہ آیا ہے کہ اپنے گناہ پر جو قائم رہے اور توبہ کرے اور پھر اس گناہ پر قائم رہے اور اصرار کرے وہ ایسا ہے جیسے کہ اپنے رب عزوجل کے ساتھ استہزا کرنے والا۔

عرض...۵: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلا شیعہ امام کہنا کیسا؟ کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟ جو ایسا کہتا ہے اس شخص کے بارے میں حکمِ شرع کیا ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: حضرت علی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے مطابق اور شرعی لحاظ سے اہل سنت و جماعت کے چوتھے امام ہیں شیعہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے انکاری ہیں اور وہ اسلامی اصولوں کو نہیں مانتے وہ مرتد بے دین ہیں انہیں کوئی حق نہیں کہ وہ حضرت علی کو اپنا امام بتائیں۔

عرض...۶: بدمذہب اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کریم سے ہمیں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان کی خبروں کے بارے میں خبر ملتی ہے جس پر سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا پریشان ہونا بھی بتایا گیا تو معاذ اللہ اس سے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے علمِ غیب کی نفی کا ثبوت ملتا ہے، حضور برائے کرم شافی، وافی اور کافی جواب عنایت فرما کر مطمئن فرمادیجئے؟

ارشاد...: شافی، کافی اور وافی جواب تو اس کا حضور اعلیٰ حضرت نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ نے **خالص الاعتقاد**، **الدولۃ المکیۃ** اور مختصر رسالہ **انباء المصطفیٰ (علیہ الصلاۃ و السلام)** میں عطا کیا ہے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہونے والا ہے نزول قرآن کے بعد سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتادیا ہم نے یہ دعویٰ کب کیا تھا کہ جب تک قرآن سرکار علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوتا رہا حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون سب تفصیلاً اس سے پہلے بتایا گیا ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ نزول قرآن کے بعد سب کچھ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتایا حضرت عائشہ رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہا کے واقعہ میں کوئی بات ایسی ثابت نہیں ہوتی جس سے حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کی نفی ہوتی ہو ان محتملات کو دلیل بنانا یہ بدعقیدوں کی عادت ہے دلیل وہ ہوتی ہے جس میں کوئی احتمال نہ ہو اور جب احتمال قائم ہو تو استدلال باطل ہو جاتا ہے ہماری دلیل ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر قرآن نازل فرمایا اور قرآن نازل فرما کر سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سرکار علیہ الصلوٰ والسلام کو بتادیا۔

عرض...۷: کیا سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے نعلین شریف پہن کر بھی نماز ادا فرمائی؟

ملفوظات

ارشاد...: غالباً نعلین پہن کر بھی سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی ہے اور پچھلے عرف میں صدر اوّل میں یہ عرف تھا کہ نعلین کے ساتھ نماز پڑھی جاتی تھی اب یہ عرف بدل گیا اب مسجد میں نعلین پہن کر نہ کوئی جاتا ہے اور نہ کوئی نعلین پہن کر نماز پڑھتا ہے۔

عرض...۸: کیا کوئی مسلم بینک سے قرض (جیسے دو فیصد پر) لے کر دوسرے مسلمان بھائی کو (ڈھائی فیصد پر) دے سکتا ہے؟ یہاں پر ہندو پانچ سے دس فیصد پر دیتے ہیں اگر یہ طریقہ غلط ہے تو کوئی دوسرا طریقہ بتائیں یہاں پر مسلم بھائی مالی طور پر کمزور ہیں آپ کوئی ایسا راستہ بتائیں کہ مسلم بھائیوں کی بھی مدد ہو جائے اور مجھے بھی دو پیسوں کا فائدہ ہو جائے؟

ارشاد...: مسلم بینک سے اس طور پر قرض لیا جائے گا جس طرح سے سوال میں پوچھا گیا تو یہ سود ہوگا اور دینے والے بینک کے کارندے اور یہ لینے والا دونوں سودی لین دین کے ذمہ دار اور سودی لین دین کے مرتکب ہوں گے گناہ گار ہوں گے اور پھر اس کو دو فیصد یا پانچ فیصد پر دوسرے مسلمان بھائی کو شرط کے طور پر دینا کہ میں یہ دے رہا ہوں اور واپس دو فیصد یا پانچ فیصد لوں گا یہ بھی سودی لین دین ہے اس کی اجازت نہیں۔

عرض...۹: سمنان یا سنان نام رکھنا کیسا ہے؟

ارشاد...: سمنان تو کسی جگہ کا نام ہے سمنانی حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ جو سمنان سے آئے تھے، ان کی جگہ کا نام سمنان ہے، سمنانی نام تبرکاً رکھ سکتے ہیں اور سنان نام رکھنے میں حرج نہیں۔

عرض...۱۰: حضرت نے ماشاء اللہ کنز الایمان اور دیگر تراجم کے تقابلی جائزے کا جو سلسلہ شروع فرمایا ہے وہ بلاشبہ اہل سنت وجماعت بالخصوص ہندو پاک کے مسلمانوں پر ایک عظیم احسان ہے اور حضرت نے طاہر القادری کے ترجمے (جو اصل میں کنز الایمان ہی کی تقریباً نقل ہے) پر بھی گرفت فرما کر ایک اور عظیم احسان فرمایا: عرض یہ ہے کہ اشرف علی تھانوی نے جو اللہ تبارک وتعالی کے لئے لفظ ''آپ'' کا استعمال کیا ہے، اس پر بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔

ارشاد...: میں دو لفظوں میں یہ کہہ چکا ہوں کہ طاہر القادری صاحب نے دوسروں کی دیکھا دیکھی یہ لفظ استعمال کیا جو عرفاً چھوٹا بڑے کے لئے بولتا ہے تو جو گرفت طاہر القادری پر ہے سب سے پہلے وہی گرفت اشرف علی پر بھی ہے۔

عرض...۱۱: کیا نماز کے دوران ٹوپی پہننا لازمی ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: یہ طریقہ سنت ہے۔

عرض...۱۲: ہیٹ اور انگریزی وضع کی جو کیپ ہوتی ہیں ان کا بھی حکم ارشاد فرمادیں۔

ارشاد...: ہیٹ جس پر عام طور پر کراس (صلیب کی شکل) ہوتا ہے اس کا پہننا ناجائز وحرام ہے جس طرح ٹائی کا پہننا عیسائیوں کا شعار ہے ایسے ہی ہیٹ کا پہننا یہ عیسائیوں کا شعار ہے جس کے اندر کراس بنا ہوتا ہے اور اگر اس کے اندر کراس نہیں ہے تو بھی یہ ہیٹ پہننا اچھا نہیں ہے، سخت مذموم ہے اس لئے کہ صلحا کی وضع نہیں ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا منع ہے، اس لئے کہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ نماز جب پڑھے تو صلحا کی وضع پر جو لباس نیکوں کا ہے متقی پرہیزگار لوگوں کا ہے، وہ لباس پہن کر نماز پڑھے اور یہی لباس پہننے کی شرعاً شرع کی طرف سے تلقین ہے اور یہی لباس پہننا شرعاً مطلوب ہے اور وہ لباس جو کہ وضع فساق ہے یا وضع فجار ہے یا وضع کفار ہے ایسا لباس پہننا ناجائز و گناہ ہے اسی طور پر دوسری کیپ اگر وہ فساق، فجار یا کفار کی وضع ہے تو اس کا پہننا ناجائز ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا ناجائز و گناہ ہے عام ٹوپی جس طور پر مسلمان پہنتے ہیں۔

اس کو پہننا مسنون اور مستحب ہے اور نماز میں بھی ٹوپی پہننا چاہئے اور اگر تواضع کے طور پر ٹوپی نہیں پہنی تو اس کی بھی اجازت ہے اور معاذ اللہ اگر یہ سمجھا کہ نماز بھی ایسا کوئی کام ہے جس کے لئے میں ٹوپی پہنوں تو ایمان رخصت ہو جائے گا نماز بھی نہ ہوگی۔

جاری.........

(از: مولانا محمد اشرف رضا قادری*)

اختلافِ رائے کے دو مذموم اسباب

احوال قوم وملت

اختلافِ رائے ایک فطری امر ہے، انسانی طبائع مختلف ہوا کرتی ہیں اور ہر ایک کا ذوق ووجدان جداگانہ نوعیت کا حامل ہوا کرتا ہے، اس لیے ضروری نہیں کہ کسی کے اختیار کردہ موقف کو دوسرا شخص بعینہٖ قبول کرلے اور اس میں اختلاف نہ ہو، اختلاف سے پہلے وجہِ اختلاف پر غور کرنا ضروری ہے، اختلاف اگر علمی نوعیت کا ہو اور علم واستدلال کی روشنی میں کسی موقف کو رد کیا گیا ہو تو یہ استدلال بہر حال محمود ومستحسن ہے اور ایسے اختلاف کو ہمیں زحمت کے بجائے رحمت سمجھنا چاہیے۔

اب رہا وہ اختلاف جو جہالت، نفسانیت اور تعصب وتنگ نظری کے سبب ہو تو یہ اختلاف بہر حال مذموم ہے اور یہی وہ اختلاف ہے جو امت کے حق میں رحمت کے بجائے زحمت ہے، اسی اختلاف نے آج امت مسلمہ کی قومی وحدت اور ملی اتحاد کو سخت نقصان پہنچا رہا ہے، امت مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے اور مخالفین اس کا بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں، بہر کیف! مذموم اسباب کی بنا پر جو اختلافات رونما ہوتے ہیں؛ ان کی متعدد قسمیں ہیں، جن میں سے دو قسمیں اساسی نوعیت کی حامل ہیں، اختلاف کی باقی قسمیں انہیں دونوں کی ضمن میں آتی ہیں:

[۱] وہ اختلاف جو جہل کی بنیاد پر ہو۔

[۲] وہ اختلاف جو تعصب وتنگ نظری اور نفس پرستی کی بنا پر ہو۔

جماعت اہل سنت میں اختلاف وانتشار اسی وقت ختم ہو سکتا ہے، جب اختلاف کی ان دونوں وجہوں کا خاتمہ ہو، ہم جس دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں، یہ عالمِ اسباب ہے، یہاں سبب اور مسبب کی حکمرانی ہے، جہاں سبب پایا جائے گا، وہاں مسبب کا وجود ہوگا، جائز سبب، جائز ومستحسن مسبب کو وجود بخشے گا اور مذموم وغیر مستحسن سبب، مذموم مسبب کو جنم دے گا، حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ امراض کے ازالے سے پہلے ان کے اسباب کا ازالہ کیا جائے، جہل کی بنیاد پر اختلاف اختلاف وانتشار کے سارے انواع واقسام جہالت، نادانی، مسائل سے عدم واقفیت اور صحیح بات معلوم نہ ہونے کی بنا پر وجود میں آتے ہیں، جہل تمام برائیوں کی جڑ ہے اور ہر قسم کے زوال وفساد کا پیش خیمہ بھی۔

جہالت سے بڑا انسان کا کوئی دشمن نہیں، قوموں کو ہمہ جہت پسماندگی سے دوچار کرنے اور معاشرے میں اختلاف و انتشار کی مسموم فضا تیار کرنے میں جہل نے ہر دور میں بڑا افسوس ناک کردار ادا کیا ہے، اختلاف سے پاک معاشرے کی تشکیل اور صحت مند سماج کی تعمیر کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس مہلک مرض کا خاتمہ کیا جائے، کیوں کہ اختلاف کی وجوہات میں ”جہالت“ ایک اہم سبب ہے جس کی بنا پر معاشرے میں نوع بہ نوع اختلافات رونما ہوتے ہیں، مذہبی احکام سے جہالت دینی وفقہی مسائل سے لاعلمی، شرعی احکام کے مابین درجات اور ان کے حدود سے ناواقفیت، زیرِ بحث مسائل وموضوعات کے تمام ممکنہ گوشوں تک عدم رسائی۔

جہل کے بطن سے جنم لینے والا یہ وہ مرض ہے جس نے امتِ مسلمہ کو پوری طرح بیمار کر دیا ہے اور اسے اختلاف وانتشار کا شکار بنا کر رکھ دیا ہے، دینی وشرعی مسائل میں عقل کا گھوڑا دوڑانے سے کام نہیں چلتا، یہاں مقاصدِ شریعت کا ادراک اور دین کے اصول ومبادی کا گہرا علم ضروری ہوتا ہے، مقامِ افسوس ہے کہ آج دینی وشرعی مسائل میں ہر کس وناکس کی مداخلت، اہم فقہی مباحث میں علم واستدلال کو اہمیت دینے کے بجائے علم و عقل کی تفوق پسندی، لفاظی وخیال آرائی اور فقہ کا معمولی علم رکھنے والے شخص کی رائے زنی وفتویٰ بازی نے امت کا شیرازہ منتشر

* مضمون نگار دوماہی امین شریعت بریلی شریف کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

کر دیا ہے، اسی قسم کے جاہلوں کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے:

’’ان اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعًا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤوسًا جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و أضلوا۔(بخاری شریف، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم) ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندوں سے یک لخت علم کو سلب نہیں کرے گا، بلکہ علمائے کرام کو موت دے کر علم کو اٹھالے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ اپنا پیشوا جاہلوں کو بنالیں گے، پس ان سے سوال کیا جائے گا، جہلا بلا علم فتویٰ دیں گے اور نتیجتاً خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔‘‘

تعصب وتنگ نظری کی بنا پر اختلاف تعصب ایک تباہ کن اخلاقی مرض ہے، جو بہت ساری بیماریوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے، جس معاشرے میں تعصب کے جراثیم پھیل جاتے ہیں اس کو اندر سے کھوکھلا کر دیتے ہیں اور معاشرے میں بسنے والے افراد کو مفلوج کر دیتے ہیں مشہور کہاوت ہے کہ درخت کی جڑیں اتنی گہری نہیں ہوتیں جتنی تعصب کی ہوتی ہیں، والٹیئر نے سچ کہا تھا ’’تم اگر چہ تعصب کو دروازے سے باہر نکال دو مگر یہ کھڑکی کے راستے سے واپس اندر آجائے گا‘‘ اس کی وجہ یہی کہ تعصب کی جڑیں بڑی گہری ہوتی ہیں اور مہذب سماج کو گھن کی طرح چاٹ جاتی ہیں، بدقسمتی سے آج مسلمان جن قبیح اور مہلک امراض میں مبتلا ہیں، ان میں ایک تعصب وتنگ نظری بھی ہے، اسی تعصب وتنگ نظری نے ہماری ایمانی قوت ہم سے چھین لی۔

ہم قیادت وسیادت سے محروم ہو کر ادبار وانحطاط کے قعر مذلت میں جا گرے اور بڑی بڑی سلطنتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، سلطنتِ بنو امیہ، سلطنتِ عباسیہ نیز مغل اور عثمانی حکومت کے زوال میں ایک بڑا سبب تعصب بھی رہا ہے، اختلافِ رائے کے مذموم اسباب میں دوسرا اہم سبب تعصب وتنگ نظری ہے، ایک شخص اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ فلاں بات یا فلاں موقف جو فلاں صاحب کی طرف سے پیش کیا گیا ہے، وہ درست اور صحیح ہے، لیکن حق وصداقت کو پسِ پشت ڈال کر وہ محض تعصب وتنگ نظری، خاندانی رقابت اور قومیت وعلاقائیت کی بنیاد پر اسے تسلیم نہیں کرتا ہے یا پھر اس سے اختلافِ رائے کرتا ہے، اسی طرح انسان قومی ہمدردی، مذہبی وسیاسی ہم آہنگی اور مسلکی و مشربی اتحاد کی بنیاد پر حق بات ماننے سے انکار کرتا ہے، یا پھر ان باتوں سے قطع نظر محض نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے اور جذبات کی تسکین کے لیے اختلاف کرتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کا اپنے نبیوں سے اختلاف اور کفارِ مکہ کا اسلام اور مسلمانوں سے اختلاف وعناد کا بنیادی محرک یہی تعصب تھا، قرآن مقدس میں ہے:

’’الذین آتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ جنہیں ہم نے کتاب دی (یہود ونصاریٰ) وہ انہیں (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو) ایسے جانتے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔‘‘

اہلِ کتاب یعنی یہود ونصاریٰ اسلام کی حقانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت سے بخوبی واقف تھے، لیکن محض تعصب وعناد کی بنیاد پر حضور علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے، اسی طرح مکہ کے کفار ومشرکین اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، لیکن وہ یہ سمجھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مان لینے کی صورت میں ان کی سیادت اور چودھراہٹ ختم ہو جائے گی، اس لیے قبولِ حق سے محروم رہے اور ابدی ذلت ورسوائی کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر جہنم رسید ہوئے، معلوم یہ ہوا کہ تعصب وتنگ نظری بری بلا ہے جو انسان کو تباہ وبرباد کر کے چھوڑتی ہے اور اسے دین ودنیا کی سعادتوں سے محروم کر دیتی ہے، الامان والحفیظ! امام شاطبی فرماتے ہیں:

’’والحاصل من جمیع ما تقدم ان الرای المذموم ما بنی علی الجھل و اتباع الھوی من غیر اصل یرجع الیہ، و کان منہ ذریعۃ الیہ و ان کان فی

بقیہ ص ۱۲ ر پر

از: صوفی عبدالصمد قادری رضوی*

خدا کو یاد کر پیارے، وہ ساعت آنے والی ہے

احوال قوم وملت

موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے ہر ایک کا سامنا ہونا طے ہے، اپنے ایمان وعقیدے کو درست کریں، بے دینوں، بدمذہبوں اور بدعقیدوں سے بچیں، ورنہ موت کے وقت بڑا بھیانک انجام ہوگا، سرکار اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:ـــہ

اترتے چاند، ڈھلتی چاندنی، جو ہو سکے کرلے
اندھیرا پاکھ آتا ہے، یہ دو دن کی اجالی ہے
اندھیرا گھر، اکیلی جان، دم گھٹتا، دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے، وہ ساعت آنے والی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید وفرقان حمید کے سورۂ حجر کی آیت نمبر دو پر ارشاد فرماتا ہے:

''بہت آرزوئیں کریں گے کافر کہ کاش! ہم مسلمان ہوتے۔''

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صدر الافاضل علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''یہ آرزوئیں بوقت نزع عذاب دیکھ کر ہوں گی، جب کافر کو یہ معلوم ہوجائے گا کہ وہ گمرہی میں تھا.................... یا آخرت میں روز قیامت کے شدائد واحوال اور اپنا انجام و مآل دیکھ کر ہوں گی........... حضرت زجاج کا قول ہے کہ کافر جب بھی اپنے احوالِ عذاب اور مسلمانوں پر رحمتیں دیکھیں گے تو ہر مرتبہ آرزو کریں گے کہ کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے۔''

قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت، حصہ چہارم، ص72/ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

''روح قبض ہونے کا وقت بہت سخت وقت ہے کہ اسی پر سارے عمل کا دارومدار ہے، بلکہ ایمان کے تمام نتائج اخروی اسی پر مرتب ہیں............ کہ اعتبار خاتمہ ہی کا ہے اور شیطان لعین ایمان لینے کی فکر میں ہے، جس کو اللہ رب العزت اس خبیث مردود کے مکر وفریب سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے، وہ مراد کو پہنچا۔''

قارئین! خدا ورسول کے فرامین پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل تحریر بھی ملاحظہ کریں:

''اور سنیوں کے سچے مذہب اہل سنت وجماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، ندویوں، مودودیوں، تبلیغیوں اور صلح کلیوں وغیرہم سے دور ونفور رہ کر زندگی گزاریں.......... ہرگز ہرگز ان کو اپنا رشتہ دار اور دوست نہ بنائیں اور کسی کا حوالہ دے کر ان مرتدین کا ذبیحہ نہ کھائیں کہ اس میں نقصان ہی نقصان اور ہلاکت ہی ہلاکت ہے، جب موت آئے گی تو یقین جانیں کہ کچھ بھی کام نہ آئے گا، آپ کے دنیا سے جانے پر کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا اور اس دنیا کے سب کام کاج جاری رہیں گے، آپ کی ذمہ داریاں کوئی اور لے لے گا، آپ کا مال وارثوں کی طرف چلا جائے گا اور آپ کو اس مال کا پورا پورا حساب دینا ہوگا، موت کے وقت سب سے پہلی چیز جو آپ سے چلی جائے گی وہ "نام" ہوگا، لوگ کہیں گے کہ dead body یعنی میت کہاں ہے؟ جب وہ جنازہ پڑھنا چاہیں گے تو کہیں گے کہ جنازہ لائیں، جب دفن کرنا شروع کریں گے تو کہیں گے کہ میت کو قریب کر دیں، آپ کا نام ہرگز نہ لیا جائے گا، مال ودولت، حسب و نسب، منصب واقتدار، آل واولاد کے دھوکے میں نہ آئیں، یہ دنیا کس قدر حقیر ہے اور جس کی طرف آپ جا رہے ہیں وہ کس قدر عظیم ہے، اس کی فکر کیجئے، آپ پر غم کرنے والوں

* مضمون نگار جامعہ نعیمیہ رفیع گنج، اورنگ آباد بہار کے رکن ہیں۔

کی تین اقسام ہوں گی:

(1) جولوگ آپ کو سرسری طور پر جانتے ہیں وہ کہیں گے ہائے مسکین! اللہ اس پر رحم کرے۔

(2) آپ کے دوست چند گھڑیاں یا چند دن غم کریں گے پھر وہ اپنی باتوں اور ہنسی مذاق کی طرف لوٹ جائیں گے۔

(3) آپ کے گھر کے افراد کا غم گہرا ہوگا، وہ کچھ ہفتے، کچھ مہینے یا ایک سال تک غم کریں گے اور اس کے بعد وہ بھی آپ کو یاداشتوں کی ٹوکری میں ڈال دیں گے، لوگوں کے درمیان آپ کی کہانی کا اختتام ہو جائے گا اور آپ کی حقیقی کہانی شروع ہو جائے گی اور وہ ہے آخرت، آپ سے درج ذیل چیزیں زائل ہو جائیں گی: (1) حسن و جمال (2) مال و زر (3) صحت و تندرستی (4) اہل و عیال، دوست و احباب (5) آپ اپنے خوبصورت مکانوں، محلوں اور فلیٹوں سے بہت دور ہو جائیں گے (6) شوہر بیوی سے اور بیوی شوہر سے جدا ہو جائے گی۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی قبر اور آخرت کے لیے ابھی سے کیا تیاری کی ہے؟ یہ وہ حقیقت ہے جو آپ غور وفکر کا تقاضہ کرتی ہے، اس لیے آپ اس کی طرف ضرور توجہ کریں اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ان اشعار کو عملی جامہ پہنائیں: ؎

عیش کر لو یہاں منکرو! چار دن
مر کے ترسو گے اس زندگی کے لئے
مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے
ہے یہ پہچان دین نبی کے لئے
مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لئے
صلح کلی نبی کا نہیں سنیو!
سنی مسلم ہے سچا نبی کے لئے
اختر قادری خلد میں چل دیا
خلد وا ہے ہر اک قادری کے لئے

◆◆◆

احوال قوم وملت

ص ۵۱/ کا بقیہ........

ہم لوگوں نے (کفن دفن کی) تیاری کی۔ (قبرستان) جا کر اس کے لئے قبر کھودی لحد تیار کی اتنے میں ناگاہ ہم نے دیکھا کہ قبر میں ایک (عظیم الجثہ) کالا اژدھا ہے جس نے پوری لحد اپنے جثے سے بھر دی ہے، تو ہم نے وہ قبر چھوڑ دی اور دوسری جگہ کھودی، تو دیکھا کہ وہاں بھی ایک کالا سانپ قبر میں پھیلا پڑا ہے تو ہم نے وہ بھی چھوڑ دی اور تیسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی دیکھا کہ قبر میں ایک کالا سانپ ہے جس نے پوری قبر بھر رکھی ہے، تو (حضرت!) ہم نے اس میت کو ابھی دفن نہیں کیا ہے اب آپ کے پاس (معلومات کے لئے) حاضر آئے ہیں (بتائیے ہم اب کیا کریں؟)...

...حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: وہ (کالا سانپ) اس کا کوئی (کالا) دھندا ہے جسے وہ کرتا تھا، جاؤ اسے انہیں تینوں میں سے کسی قبر میں دفن کر دو۔ خدا کی قسم! اگر تم (دنیا بھر میں) ساری زمین کھود ڈالو جب بھی ہر جگہ (اس کی قبر میں) یہ اژدھا تمہیں ضرور ملے گا۔ (راوی نے کہا) وہ لوگ جواب سن کر واپس چلے گئے اور میت والوں کو (یا قافلہ والوں کو) خبر سے آگاہ کیا اور (ان میں سے ایک آدمی نے بعد میں ہمیں) بتایا کہ ”ہم نے جا کر انہیں میں سے ایک قبر میں اسے دفن کر دیا تھا جب ہم سفر حج سے واپس لوٹے تو ہم نے میت کے گھر والوں کو لے جا کر اس کا سامان دیا اور اس کی عورت سے پوچھا کہ وہ کیا عمل کرتا تھا؟ عورت نے بتایا وہ گندم فروش تھا، روزانہ تجارت کے گیہوں میں سے اپنے خرچ بھر کے گیہوں نکالتا اور اتنی مقدار پوری کرنے کے لئے گیہوں کے پودوں کی گانٹھیں، تنکے (یعنی کوڑا کرکٹ) ملا دیتا تھا۔ [بیان واقعہ پورا ہوا۔ مترجم]

........جاری

از: مولانا خلیل فیضانی *

سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

احوال قوم وملت

عقیدہ ایک بنیادی چیز ہے جس کے لیے تصلّب نہایت لازم اور ضروری ہے مگر آج ہماری جماعت میں کچھ ایسے افراد بھی پائے جارہے ہیں کہ جو اس تصلّب کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اگر ہمیں اپنے ایمان کی سلامتی منظور ہے تو جتنا جلد ہو سکے ایسے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کریں، ورنہ بہت بڑا نقصان جھیلنا پڑ سکتا ہے، چند ماہ پہلے علامہ طارق انور صاحب مصباحی نے اپنے کسی مضمون میں ذکر کیا تھا کہ بعض فارغین اشرفیہ کی سندیں منسوخ کردی گئی ہیں اور "مصباحی" کا لاحقہ لگانے سے انھیں سختی کے ساتھ منع کر دیا گیا ہے، یہ نوبت اس لیے پیش آئی کہ ان فارغین نے "حسام الحرمین" کی تصدیق سے انکار کرتے ہوئے دیوبند کے عناصر اربعہ کی تکفیر سے چپی سادھ لی۔

غالب گمان ہے کہ اس صلح کل مزاج کی وجہ یہی رہی ہوگی کہ یہ لوگ بعد فراغت غلط لوگوں کی صحبت میں پھنس گئے ہوں گے، یا کسی صلح کل مزاج کے شیخ سے مراسم رہے ہوں گے، جس کا انھیں یہ خمیازہ بھگتنا پڑا کہ ان کو اس عظیم نسبت سے ہاتھ دھونا پڑا، آج یہ بلائے بے درماں ہمارے ادھر بھی دھیرے دھیرے پیر پسار رہی ہے، نو فارغین کہ جنھیں بنیادی عقائد کی زیادہ سوجھ بوجھ نہیں ہوتی، یہ لوگ تحقیق سے زیادہ جذبات کی رو پر بہہ رہے ہوتے ہیں، یہ لوگ یعنی کہ نو فارغین طلبہ دوران تعلیم علم نا ہونے کی وجہ سے کسی مشکوک پیر وغیرہ سے مرید ہوجاتے ہیں اور شومیٔ قسمت! کہ وہ پیر صاحب صلح کل مزاج کے داعی ہوتے ہیں، بین المسالک ہم آہنگی ان کی مساعی کا ایک اہم حصہ ہوتی ہے۔

حالاں کہ بزرگوں نے منع فرمایا ہے کہ طلبہ کو دوران تعلیم پیری مریدی کی باتوں میں نہیں پڑنا چاہیے، خیر! جب کسی ایسے پیر گزیدہ مرید کی فہمائش کی جاتی ہے تو الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والے محاورے کی یاد دہانی ہوجاتی ہے، اپنے شیخ کے ان سب حالات سے واقف ہونے کے باوجود بھی اب یہ پڑھا لکھا مرید ایسے پیر سے دوری نہیں بنا تا بلکہ الٹا اس کی طرف داری کرتے ہوئے جدل پر اتر آتا ہے، یہ نوبت اس لیے پیش آئی کہ ان فارغین کو عقیدے کے اعتبار سے مضبوط نہیں بنایا گیا، شروع سے ہی انھیں اگر یہ تعلیم دی جاتی کہ اگر تمہارے والدین، احباب، اقربا اور پیر صاحبان کسے باشد! اگر اسلام کے بنیادی عقائد سے سرمو انحراف کرتے ہیں تو انھیں دودھ سے مکھی کی طرح نکال پھینکو اور کسی کی بھی پرواہ مت کرو، تو حالات یہ نہیں بنتے۔

مگر آج حالات نہایت دگرگوں ہیں، جاہل کو تو چھوڑیئے! کسی پڑھے لکھے شخص کے سامنے بھی یہ بات اگر رکھی جائے تو تلملا کر بے جا تاویلات کا سہارا لینے لگتا ہے، اہل مدارس کو چاہیے کہ بوقت فراغت دوسری اہم باتوں کی ہدایات کے ساتھ انھیں سختی کے ساتھ یہ ہدایت بھی کرے کہ ایسے شخص کی صحبت سے دور رہنا جو تمہارے ایمان کی کمزوری کا سبب بنے اور ایسے کی بے جا حمایت کبھی نہ کرنا جو دوسرے فرقوں کے ساتھ دلی اور مجلسی تعلقات بنانے کو روا رکھتا ہو، اب چاہے وہ تمہارا پیر ہو، مرشد ہو، والدین ہی کیوں نا ہوں۔

آخری بات! میرا ہلکا سا تجربہ ہے کہ آج یہ جو ہمارے لوگوں کے اندر پلپلا پن آرہا ہے، اس کا ایک سبب اتحاد مذاہب کے داعی یا غیر متصلب پیروں کی صحبت بھی ہے، اہل سراواں کی مثال سب کے سامنے ہے، عرض یہی کہ آج کے دور میں کسی کو پیر بنانے میں عجلت سے ہرگز کام نا لیں، پیر منتخب کرنے میں سوچ بچار کریں اور ہر ایسے پیر سے بالکل دور رہے جو عقیدے کی کسوٹی پر کھرا نہیں اترتا، ورنہ شیطان راہ مارتے دیر بقیہ ص ۲۱ پر

* مضمون نگار جودھ پور راجستھان کے متوطن ہیں۔

(از: مولانا محمد فیضان رضا علیمی *

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں

اللہ کے حبیب دونوں عالم کے طبیب حضور خاتم النبین علیہ الصلاۃ و السلام کی ذات ستودہ صفات کئی وجوہات کی بنا پر دوسرے پیغمبروں سے ممتاز اور اعلیٰ ہے، آپ ﷺ کو جہاں کل انبیا پر اولیت کا شرف حاصل ہے وہیں خاتمیت کا عظیم سہرا بھی آپ ہی کے سرِ انور پر سجا ہے، آپ خاتم الانبیا والرسل ہیں۔

میں زیر نظر مضمون میں عقیدۂ ختم نبوت کا ثبوت قرآن و حدیث اور اقوال علما سے پیش کروں گا، ساتھ ہی مدعیان نبوت کا انجام وحشر اور ہماری ذمے داریاں کے عناصر پر خامہ فرسائی کی جسارت کر رہا ہوں۔

عقیدۂ ختم نبوت کا ثبوت قرآن سے

اللہ رب العزت نے قرآن عظیم فرقان حمید کے سورۂ احزاب آیت نمبر ۴۰ رمیں اپنے پیارے پیغمبر امام الانبیاء، خاتم النبین ﷺ کا نام لے کر آپ کو آخری نبی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا-(پ۲۲، آیت ۴۰) ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔" (کنز الایمان)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں مسئلہ عقیدۂ ختم نبوت کو صراحتاً بیان کیا گیا ہے، یہ آیت مقدسہ دو حصوں پر مشتمل ہے:

اوّل: یہ کہ کسی (بالغ) مرد کا باپ نہ ہونا اس بات کی بین اور قطعی دلیل ہے آپ سب سے آخری نبی ہیں آپ کے بعد دوسرا کوئی نبی نہ ہوگا۔

دوم: صاف اور صریح الفاظ میں آپ کو خاتم النبین کہا گیا ہے، پہلے حصے پر کسی کا سوال ہوسکتا ہے کہ کسی (بالغ) مرد کا باپ نہ ہونے سے آخری نبی ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی (بالغ) مرد کے باپ نہیں ہیں یہ ذکر کر کے آپ کی صفت ابوت کی نفی کی گئی ہے جس کے اندر کئی ایک حکمتیں موجود ہیں، طوالت کے خوف سے صرف ایک کو بیان کرتا ہوں۔

یہ امر واقعہ ہے کہ اگر بیٹا باپ کے نقش قدم پر اور تابع فرمان ہو تو اس کے اندر ابنیت کے باعث جزئیت پیدا ہوجاتی ہے، وہ متعدد وجوہ کی بنا پر باپ کا جز ہوتا ہے جس میں باپ کے چاہنے یا نہ چاہنے کا کوئی تعلق نہیں، شکل وصورت، اخلاق و عادات، شمائل وخصائل اور طبعی وروحانی خوبیوں میں وہ باپ سے مماثلت رکھتا ہے، حیاتیاتی سائنس کے مطابق یہ خصوصیات جینز (Geneses) اور کروموزومس (Chromosomes) کے ذریعے باپ سے بیٹے میں منتقل ہوتی ہیں اور اس عمل کو کوئی چاہے بھی تو نہیں روک سکتا، بیٹے میں جزئیت کے باعث باپ کی کئی خوبیاں پیدا ہوجاتی ہیں بشرطے کہ وہ ان کو اپنے اخلاق و عادات کا حصہ بنائے، اگر باپ صالح ہو تو شراکت امور خیر میں ہوگی، غیر صالح ہو تو شراکت اسے برائی کی طرف لے جائے گی، شراکت کے ساتھ وراثت بھی باپ سے بیٹے میں منتقل ہوتی ہے، اس طرح ابنیت میں یہ تین چیزیں (جزئیت، شراکت اور وراثت) بیٹے میں منتقل ہوتی ہیں، انبیائے کرام کا میراث نبوت کو جاری رکھنے کے لیے بیٹے کی دعا مانگنا قرآن میں مذکور ہے جیسے حضرت زکریا ﷺ نے دعا مانگی تھی، قرآن حکیم بیان کرتا ہے:

"هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ-قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً-اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ-(آل عمران، پ۳ر آیت ۳۸) ترجمۂ کنز الایمان: یہاں پکارا زکریا اپنے رب

* مضمون نگار سہ ماہی پیام بصیرت سیتامڑھی بہار کے مدیر اعلیٰ ہیں۔

کو بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا، حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد چوں کہ کسی نبی کا آنا تھا نہیں اس بنا پر آپ کسی بالغ مرد کے باپ نہ ہوئے، کیوں کہ اگر آپ ﷺ کا کوئی صاحبزادہ زندہ ہوتا تو وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ کر نبی بن جاتا جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت باقی نہ رہتی، اس کی تائید درج ذیل حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال پر آپ نے فرمایا:

”لَوعاشَ لَکانَ صدیقاً نبیًا۔ اگر وہ (ابراہیم) زندہ رہتے (اور سن بلوغت کو پہنچ جاتے) تو سچے نبی ہوتے۔“

اسی حکمت کی وجہ سے حضور نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادگان؛ سیدنا قاسم، سیدنا طیب وطاہر اور سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہم بچپن میں ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے، ان میں کسی کی بھی عمر شریف حد بلوغ کو نہیں پہنچ سکی تھی، اسی لیے قرآن آپ کی ابوت کی نفی کی ہے، ابوت کے لیے بالغ مرد کا باپ ہونا شرط ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے:

”وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ۔

(یوسف، پ۱۲/ آیت ۱۰۹) ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے۔“

ایک اور مقام پر ہے:

”وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ۔ (الانبیاء، پ۱۷/ آیت ۷) ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنہیں ہم وحی کرتے۔“

اور سورۃ النحل کی آیت نمبر ۴۳ رمیں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے، ان آیات سے واضح ہے کہ قرآن حکیم نے ختم نبوت کے اثبات میں آپ کے کسی مرد کا باپ ہونے کی تو نفی فرمائی لیکن کسی بچے کا باپ ہونے کی نفی نہیں فرمائی۔ (مفہوماً عقیدہ ختم نبوت ص ۱۲۷-۱۲۸) اور اگر آپ کے بچے بالغ ہو کر بھی نبی نہیں بنائے جاتے تو آپ کی عظمت پر دوسرے انبیا اس معاملے میں فوقیت لے جاتے کہ کئی انبیائے کرام کے شہزادگان نبی ہوئے ہیں۔

آیت کریمہ میں نبی رحمت ﷺ کے حقیقی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے کہ ورنہ آپ تو اپنے امت پر شفقت پدری فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات میں متقین کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے جن چیزوں کو ایمان کی شرائط ولوازمات کے طور پر بیان کیا ہے، ان میں سابقہ انبیا علیہم السلام اور ان پر نازل ہونے والی کتب، نبی رحمت ﷺ اور قرآن مقدس پر ایمان لانا ہے، اگر کسی نبی کو بعد میں بھی آنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہاں پر اس کا تذکرہ ضرور فرما دیتے، جہاں تک تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی بات ہے تو وہ بطور امتی ہی نازل ہوں گے، چناں چہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَۚ-وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ-(۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔“

ان دو آیتوں کے علاوہ قرآن مقدس سیکڑوں آیات ہیں جن سے ختم نبوت پر استدلال کیا جا سکتا ہے، طوالت کے خوف سے ایک پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

حدیث سے عقیدۂ ختم نبوت کا ثبوت

احادیث کی بڑی اور متواطل کتب سے لے کر چھوٹی کتابوں تک عقیدۂ ختم نبوت پر سیکڑوں حدیثیں ملیں گی، میں فتاویٰ رضویہ شریف کے چودھویں جلد کے رسالہ المبین ختم النبیین سے پانچ احادیث کو نقل کرتا ہوں جس سے حضور اکرم ﷺ کا خاتم الانبیا ہونا واضح ہوتا ہے، صحیح مسلم شریف ومسند امام احمد وسنن ابوداؤد وجامع ترمذی، سنن ابن ماجہ وغیرہا میں ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”انه سیکون في امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم

مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

انہ نبی و انا خاتم النبین لا نبی بعدی۔ بے شک میری امت دعوت میں یا میری امت کے زمانے میں تین کذاب ہوں گے اور ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یکون في امتي کذابون و دجالون سبعة وعشرون من هم اربعة نسوة و انی خاتم النبیین لا بني بعدی۔ میری امت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہوں گے ان میں چار عورتیں ہوں گی حالاں کہ بے شک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ترمذی و تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردودیہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"مثلی مثل الانبیاء کمثل رجل ابتنی دارا فاکملها واحسنها الا موضع لبنة فکان من دخلها فنظر الیها قال ما احسنها الأ موضع اللبنة فأنا موضع اللبنة فختم بی الانبیاء۔ میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک مکان پورا کامل اور خوب صورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھتا کہتا ہے مکان کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ کہ وہ خالی ہے تو اس اینٹ کی جگہ میں ہوا مجھ سے انبیا ختم کردیئے گئے۔"

صحیح مسلم و مسند ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"مثلی ومثل النبیین من قبلی کمثل رجل بنی دارا فاتمها الالبنة واحدة فجئت انا فأتممت تلك اللبنة۔ میری اور سابقہ انبیا کی مثل اس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پورا بنایا سوا ایک اینٹ کے، تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ میں نے پوری کیا۔"

مسند احمد و صحیح ترمذی میں بافادہ تصحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"مثلي فی النبیین کمثل رجل بنی دارا فأحسنها و اکمنها و اجملها و ترك فیها موضع لبنة لم یضعها فجعل الناس یطوفون بالبنیان ویعجبون منه و یقولون لو تم موضع هذه اللبنة فانا فی النبیین موضع تلك اللبنة۔ پیغمبروں میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان خوب صورت کامل وخوشنما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی وہ نہ رکھی لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی وخوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کسی طرح اس اینٹ کی جگہ پوری ہوجاتی تو انبیا میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں۔" (المبین ختم النبیین ص ۲۳-۲۴)

ان احادیث سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین والمرسلین ہیں۔

اقوال علما سے عقیدۂ ختم نبوت کا اثبات

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا وہ بنیادی اور مرکزی عقیدہ ہے جس میں معمولی سا شبہ بھی کفر ہے، امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی جھوٹے مدعی نبوت (نبوت کا دعویٰ کرنے والا) سے دلیل طلب کرے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

کیوں کہ دلیل طلب کر کے اُس نے اجرائے نبوت کے امکان کا عقیدہ رکھا اور یہی کفر ہے، عقیدہ ختم نبوت اسلام کی بنیاد واساس ہے جس پر مکمل ایمان رکھے بغیر کوئی شخص مسلمان ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ لہٰذا اس تعلق سے چند اجلہ علما وفقہا کے اقوال کو ذکر کیا جاتا ہے جس سے عقیدۂ ختم نبوت میں تقویت ملے گی، ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر ابن عباس میں فرماتے ہیں:

"ختم اللہ به النبیین قبله فلا یکون نبی بعده۔ خاتم کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کریم نے سلسلہ انبیا حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر ختم فرما دیا ہے، پس آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔" (تفسیر ابن عباس)

شفا شریف امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعا کرے کافر ہے (اس قول تک) یہ سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات و احادیث اپنے نظام پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن و حدیث سب یقیناً کافر ہیں۔

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں: تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے، وہ بتاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم و استغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں: ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا تکذیبِ قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآنِ عظیم تصریح فرما چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین و آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں فرمایا: میں پچھلا نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے نظام پر ہے یعنی عموم و استغراق بلا تاویل و تخصیص اور یہ ان مشہور مسئلوں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے کافر کہا فلاسفہ کو، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔" (تلخیصاً، المبین ختم النبیین، ص ۵-۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھتے ہیں:

"حضور پر نور خاتم النبیین سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیا و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے، جو اِس کا منکر ہو یا اِس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے، کافر مرتد ملعون ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۴)

مدعیانِ نبوت کا انجام وحشر

مدعینِ نبوت کے انجام کے بارے میں علامہ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

"اللہ عزوجل نے قرآن میں اور سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے متواتر احادیث مبارکہ میں صاف طور پر بتا دیا کہ آپ (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ لوگوں پہ عیاں ہو جائے کہ آپ (ﷺ) کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا شخص جھوٹا، افتراء پرداز، دجال، دھوکہ باز، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اگرچہ شعبدہ بازی، جادو اور طلسمات کے ذریعے بڑے بڑے حیران کن کرتب، کمالات اور نیرنگیاں دکھائے لیکن اصحابِ عقول جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ فریب اور گمراہی ہے جیسا کہ اسود عنسی نے یمن اور مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا جن کے فاسد احوال اور جھوٹے اقوال سے ہر ذی فہم اور ہر ذی عقل پہ واضح ہو گیا ہے کہ وہ جھوٹے اور گمراہ ہیں، ان پر اللہ پاک کی لعنت ہو قیامت تک ہر مدعی نبوت کا یہی حال ہوگا۔"

(ابن کثیر زیر آیت ۴۰ سورہ احزاب)

زمانہ رسالت مآب ﷺ سے اب تک تقریباً بیس سے

زائد ملعون ومردود شخصوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور سب کے سب دنیا میں ہی ذلیل و خار ہو کر مرے ہیں، اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، مختار ثقفی، حارث کذاب دمشقی اور بابک بن عبداللہ کا حشر اس قدر ہوا کہ رہتی دنیا تک اس کو یاد کیا جائے گا۔

ہماری ذمہ داریاں

قارئین! ہم سب کہ یہ بہت بڑی اور مشترکہ خوش بختی ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اپنا سب سے پیارا رسول اور نبی عطا فرمایا اور ان کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ بند فرما کر جہاں ہمارے سرکار رحمت دوعالم ﷺ کو اعزاز عطا کیا وہیں ہماری برتری کا اعلان فرما کہ ہمارے آخری پیغمبر کی امت سب سے افضل ہے، لہٰذا ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے ہم نبیِ رحمت ﷺ کے فرامین واحکام پر سختی سے عمل کریں اور آپ کی ناموس وعزت کی پہرہ داری میں ہمہ وقت مصروف رہیں، نبی پاک ﷺ کی ذات ستودہ صفات جس طرح آخری ہے اسی طرح آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ مقدس، آپ کا دین دین اسلام، آپ کی شریعت سب آخری ہیں، یعنی جس طرح اب کسی نبی کی نبوت کا ظہور نہیں ہوسکتا ہے اسی طرح اب کوئی دوسری آسمانی کتاب اور شریعت نہیں ہوسکتی ہے۔

لہٰذا ہماری ذمے داری ہے کہ ہم قرآنِ عظیم کی محافظت کریں، اس میں تحریف وترمیم کرنے والوں کی شرارت سے اپنے آپ کو بچائیں، شریعت اسلامی اور احکام دینی کو فروغ دیں اور جو اس میں تبدیلی اور ردوبدل کی باتیں کرتا ہے، اس سے بچ کر دین پر مضبوطی سے قائم رہیں، مذہب مہذب اسلام کی تعلیمات پوری اسی وقت ہوگئی جب ہمارے سرکار ﷺ کو رب کعبہ نے "الیوم اکملت" والی آیت کے سے مخاطب فرما بتایا کہ اے محبوب میں نے آپ کا دین مکمل کردیا۔

اب اگر اس دین میں اپنی عقل کا گھوڑا دوڑائے اور کہے کہ یہ ایسے نہیں ایسے ہوگا تو اس کی خباثت سے ہمیں بچنا ہماری دینی فریضہ اور اہم ذمہ داری ہے، ہماری ایک اور ذمے داری بنتی ہے جو سب سے اہم اور عظیم ہے وہ یہ کہ ہم پہلی فرصت میں خود کو اسلامی تعلیمات سے مزین کریں اور اپنے بچوں کو بھی عمدہ اور اعلیٰ دینی تعلیم دلوائیں کہ جب دینی تعلیم ہوگی تو ہمارا ایمان و عقیدہ مضبوط ہوگا اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہماری عقیدت ومحبت مزید قوی ہوگی اور جب یہ ہوجائے گا تو پھر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ کوئی ہمارے سامنے نبی ہونے کا دعویٰ کردے۔

قارئینِ گرامی! مذکور آیات قرآنی، احادیث رسول گرامی اور اقوال علما سے بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ ختم نبوت پر عقیدہ ہماری ایمانی تقاضا ہے، لہٰذا ہم سے اپنے ایمان وعقیدہ کو محفوظ رکھے اور اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیں۔

◆◆◆

ص ۵۳ رکا بقیہ..

دستِ امجد نے تراشے ترے فقہی جوہر
حیدر ونوری کے اے لال فقیہ ملت

تیرے کردار کو ارشد نے بنایا سیماب
تو ہے اک قائدِ فعّال، فقیہ ملت

عزتِ بزمِ فقاہت ہے تجلّی تیری
دیں کے اے نیّرِ خوش فال فقیہ ملت

یوں کیا وار بزرگوں کے عقیدے لکھ کر
نجدیت ہوگئی بے حال، فقیہ ملت

نَو بہ نَو، تازہ بتازہ ہے لطافت تیری
بڑھ رہا ہے، ترا اقبال فقیہ ملت

کہکشاں بن کے منور ہیں ہمیشہ کیلئے
تیری سیرت کے خد وخال فقیہ ملت

کبھی پژمردہ نہ ہوں تیرے چمن کے ازہار
رہے شاداب، تری آل، فقیہ ملت

ذکر آیا تو زباں نور سے معمور ہوئی
یوں ہیں روشن ترے احوال فقیہ ملت

کیا تری دولتِ حکمت پہ فریدیؔ لکھے
تو غنی اور میں کنگال فقیہ ملت

احوال قوم وملت

* مضمون نگار جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی کے پرنسپل ہیں۔

امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق اکبر حیات پاک کے چند تابندہ نقوش

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

اسلاف و اخلاف

امیر المومنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ اور لقب صدّیق و عتیق ہے، آپ کے والد گرامی کا نام ابوقُحافہ عثمان اور والدہ محترمہ کا نام امّ الخیر سلمیٰ ہے، سیّدنا صدیقِ اکبر کا سلسلۂ نسب ساتویں پشت میں، رسول اللہ ﷺ کے نسب شریف سے مل جاتا ہے، آپ نبی کریم ﷺ سے عمر میں، تقریباً 2/ سال چھوٹے ہیں، آپ نے مَردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، آپ زمانۂ جاہلیت میں بھی اپنی قوم میں معزّز و مکرّم تھے، قبلِ اسلام بھی آپ نے کبھی شراب نہیں پی، آپ تمام غزوات میں شریک رہے(۱) آپ کا وصال 13/ سنِ ہجری 22/ جُمادی الآخرہ کو ہوا، آپ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔(۲)

دنیا میں ہی جنّت کی بِشارت

حضرت سیّدنا صدیق اکبر اُن دس 10 خوش بختوں میں سے ہیں، جنہیں دنیا ہی میں جنّت کی بِشارت دی گئی، حضرت سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (1) ابوبکر جنّتی ہیں (2) عمر جنّتی ہیں (3) عثمان جنّتی ہیں (4) علی جنّتی ہیں (5) طلحہ جنّتی ہیں (6) زبیر جنّتی ہیں (7) عبدالرحمن بن عوف جنّتی ہیں (8) سعد بن ابی وقاص جنّتی ہیں (9) سعید بن زید (بن عَمرو بن نُفیل) جنّتی ہیں (10) اور ابوعبیدہ بن جرّاح جنّتی ہیں۔(۳)

سیّدنا صدیق اکبر کی شان میں آیاتِ قرآنیہ کا نُزول

بارگاہِ خداوندی میں سیّدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ، کس قدر بلند و بالا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ اللہ نے آپ کے حق میں متعدد آیاتِ قرآنیہ نازل فرمائیں، جن میں سے چند حسبِ ذَیل ہیں:

صاحبِ فضیلت و وُسعت

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ (۴) قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت اور وُسعت والے ہیں" یعنی حضرت سیّدنا ابوبکر صِدّیق (۵)۔"

حق کی تصدیق کرنے والے

(2) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (۶) وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی، یہی خوفِ خدا والے ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ سے متعلق مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ سچ لے کر تشریف لانے والے رسول اکرم ﷺ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ہیں۔(۷)

اللہ تعالیٰ کا شاکر بندہ

(3) شانِ صدیق پر دلالت کرتی ایک آیتِ مبارکہ میں ربّ کریم نے ارشاد فرمایا:

"حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔(۸) یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس 40/ برس کا ہوا، عرض کی: اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں! جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظبی کے مفتی ہیں۔

پر کی (کہ ہم سب کو اسلام سے مشرّف کیا) اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح رکھ! میں تیری طرف رُجوع لایا! اور میں مسلمان ہوں۔"

مفسرینِ کرام اس آیتِ مبارکہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"الآيَةُ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ۔ (۹) یہ آیتِ مبارکہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق کے حق میں نازِل ہوئی۔"

سب سے بڑا پرہیزگار اور متّقی انسان

(4) حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، بارگاہِ الٰہی میں کیا مقام ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جائے، کہ اللہ ربّ العالمین نے انہیں قرآنِ مجید میں سب سے بڑا پرہیزگار اور متّقی انسان قرار دیا، ارشاد فرماتا ہے:

"وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى، الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى، وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰىٓ، اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى، وَلَسَوْفَ يَرْضٰى۔ (۱۰) اور بہت جلد اس سے دُور رکھا جائے گا، جو سب سے بڑا پرہیزگار (یعنی حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر) جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، صرف اپنے رَب کی رِضا چاہتا ہوا، جو سب سے بلند ہے اور یقیناً قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔"

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں، امام محی السُنّہ بغوی فرماتے ہیں کہ" تمام مفسّرین کے نزدیک، اس آیت میں لفظ "اَتقیٰ" سے مراد، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں" (۱۱)

ابن جوزی نے بھی اس پر اجماع واتفاق نقل فرمایا۔ (۱۲)

سیّدنا ابوبکر صدیق کی صحابیّت کا ثبوتِ قطعی

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار پُشت کے صحابی ہیں، آپ کے والدین، آپ خود، آپ کی اَولاد اور اَولاد کی اَولاد کو صحابیِ رسول ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ وہ واحد صحابی ہیں، جن کی صحابیت قطعی اور قرآن کریم سے ثابت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ۔ (۱۳)

صرف دو 2 جان سے، جب وہ دونوں (سیّد العالمین ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق بوقت ہجرت) غار میں تھے، جب اپنے یار (ابوبکر صدیق) سے فرماتے تھے: غم نہ کھا، یقیناً اللہ ہمارے (یعنی میرے اور تمہارے) ساتھ ہے، تو اللہ نے اس (ابوبکر صدیق) پر سکینہ (اطمینان) اُتارا۔"

سیّدنا ابوبکر صدیق کی صحابیّت کا اِنکار کفر ہے

علمائے کرام فرماتے ہیں، کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیّت، اس (مذکورہ بالا) آیتِ مبارکہ سے ثابت ہے (۱۴) لہٰذا ان کی صحابیّت کا انکار کفر ہے (۱۵)

امام فخرالدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"قال الحسين بن فضيل البجلي: مَن أنكر أن يكون أبو بكرٍ صاحب رسولِ الله، كان كافراً۔ (۱۶)

حسین بن فُضیل بَجَلی ارشاد فرماتے ہیں، کہ جس نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابیٔ رسول ہونے کا انکار کیا، وہ کافر ہے۔"

آیتِ ہجرت میں متعدد بار خصوصی ذکر

آیتِ مبارکہ: ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ۔ (۱۷) میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق کا متعدد بار خصوصی طور پر ذکر آیا ہے، اس فرمانِ الٰہی میں اللہ ربّ العالمین کی طرف سے، سیّدنا ابوبکر صدیق کو رسول اللہ ﷺ کا ثانی وساتھی ٹھہرایا جانا، هُمَا اور مَعَنَا کی ضمیروں کا مَرجِع ٹھہرانا، لَا تَحْزَنْ فرما کر مخاطَب کرنا اور خالقِ کائنات کی طرف سے آپ پر سکینہ واطمینان کا نُزول فرمانا، وہ شرف وسعادتیں ہیں جو دیگر صحابۂ کرام پر آپ کی اَفضلیت کے ثبوت میں بڑی واضح اور قطعی دلیلیں ہیں۔

سیّدنا ابوبکر صدیق کی خلافت پر دلالت کرتی آیاتِ قرآنیہ

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت اس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے، کہ اللہ نے قرآنِ کریم میں،

جہاں اُن کی ذات وصفات اور صحابیّت کا ذکر فرمایا، وہیں اُن کی خلافت کی طرف بھی اشارہ فرمایا، مفسّرِین کرام نے ان آیات کی تفسیر میں اس اَمر کو صراحت وتفصیل سے بیان فرمایا ہے، سطورِ ذَیل میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر دلالت کرتی چند آیاتِ مبارکہ اور ان کے تحت مفسّرِین کرام کی رائے حسبِ ذَیل ہے :

سیّدنا ابوبکر صدیق کی خلافت پر دلیل

(1) ارشادِ خداوندی ہے :

"اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ o صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ-(۱۸) ہم کو سیدھے راستے پر چلا، اُن کا راستہ جن پر تُو نے احسان کیا۔"

امام فخرالدین رازی ارشاد فرماتے ہیں:

"دلالة هذه الآية على إمامة أبي بكر-(۱۹) اس آیتِ مبارکہ میں سیّدنا ابوبکر صدیق کی امامت (خلافت) پر دلیل ہے۔"

امام فخرالدین رازی مزید فرماتے ہیں، کہ اس آیت کی تقدیر دوسری آیت میں بیان ہوتی ہے اور وہ یہ ہے :

"فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ-(۲۰) اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔" (۲۱)

اور بلا شک وشبہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیقوں کے سردار ہیں! نیز اس آیتِ مبارکہ کے معنیٰ یہ ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس ہدایت کے طلب کرنے کا حکم دیا ہے، جس پر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صِدّیقین ہیں، اگر سیّدنا ابوبکر صدّیق (معاذ اللہ) ظالم ہوتے، تو آپ کی اقتدا کرنا ہرگز جائز نہ ہوتا۔ (۲۲)

سیّدنا ابوبکر صدّیق کی خلافت کا ذکر

(2) اللہ ربّ العزّت ارشاد فرماتا ہے:

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـئًا-(۲۳) اللہ نے وعدہ دیا، ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے، کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا، جیسی ان سے پہلوں کو دی! اور ضرور اُن کے لیے جمادے گا اُن کا وہ دِین، جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو اَمن سے بدل دے گا، میری عبادت کریں، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں۔"

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عبد الرحمن بن عبد الحمید مصری سے بیان کیا، کہ وہ فرماتے ہیں:

"إنّ ولاية أبي بكر وعمر في كتاب الله، يقول الله تعالى: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ﴾ (۲۴) سیّدنا ابوبکر صدیق کی خلافت کا ذکر تو کتابُ اللہ میں موجود ہے، (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے، کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔" (۲۵)

محیُ السنّہ ابن مسعود بغوی لکھتے ہیں:

"وفي الآية دلالةٌ على خلافة الصّديق، وإمامةِ الخلفاء الرّاشدين-(۲۶) اس آیتِ مبارکہ میں سیّدنا ابوبکر صدّیق کی خلافت اور خلفائے راشدین کی امامت پر دلیل ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فضل ورِضا چاہنے والے سچے لوگ

(3) اللہ ربّ العالمین کا ارشاد ہے :

"لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاَمۡوَالِهِمۡ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا وَّيَنۡصُرُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ-(۲۷) ان ہجرت کرنے والے فقیروں کے لیے، جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل اور اس کی رِضا چاہتے ہوئے اور

اللہ ورسول کی مدد کرتے ہوئے، وہی لوگ سچے ہیں۔"

حضرت امام ابن حجر مکّی یہ آیت ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"ومَن شهدَ له اللهُ بالصّدق لا يكذَب، فلزَمَ أنّ ما أطبقوا عليه من قولهم لأبي بكر "يا خليفةَ رسول الله" صادِقون فيه، فحينئذٍ كانت الآيةُ ناصّةً على خلافتِه. أخرجه الخطيبُ (٢٨) عن أبي بكر بن عيّاش، وهو استنباطٌ حَسنٌ كما قاله ابنُ كثير-(٢٩) جس کی سچائی پر خود اللہ گواہی دے، اسے جھوٹا نہیں کہا جاسکتا، اس سے لازم آیا کہ صحابۂ کرام نے سیّدنا ابوبکر صدیق کو جو" خلیفۃ الرسول" کہہ کر پکارا، وہ حضرات اپنی اس بات میں سچے ہیں، اس لحاظ سے آیتِ مبارکہ آپ کی خلافت پر نَص ہے، اسے خطیب نے ابوبکر بن عیّاش سے بیان کیا اور یہ بہت ہی خوبصورت اِستنباط ہے، جیسا کہ ابن کثیر نے فرمایا۔"

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا-(٣٠)" پیچھے رہ جانے والے ان گنواروں سے فرماؤ، کہ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے، کہ ان سے لڑو، یا وہ مسلمان ہو جائیں! پھر اگر تم فرمان مانو گے، تو اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر تم پھر گئے جیسے پہلے پھر گئے تھے، تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔"

حضرت امام ابن حجر مکّی اپنی کتاب" صواعق محرّقہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"قال الشيخ أبو الحسن الأشعَري إمامُ أهل السّنّة: سمعتُ الإمامَ أبا العبّاس بن سُرَيج يقول: خلافةُ الصّديق في القرآن في هذه الآية، قال: لأنّ أهلَ العلم أجمعوا على أنّه لم يكن بعد نزولها قِتالٌ دُعوا إليه، إلّا دعاء أبي بكر لهم وللنّاس إلى قِتال أهلِ الرِدّة ومَن منعَ الزّكاةَ، قال: فدلّ ذلك على وُجوب خلافة أبي بكرٍ وافتراض طاعته؛ إذ أخبرَ اللهُ أنّ المتولي عن ذلك يعذّب عذاباً أليماً-(٣١) امامِ اہلِ سنّت ابوالحسن اَشعَری فرماتے ہیں کہ" میں نے امام ابو العباس ابن سُرَیج کو فرماتے سنا، کہ اس آیتِ قرآنیہ میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کا ذکر ہے (اور پھر اس کی علّت بیان کرتے ہوئے) وہ مزید فرماتے ہیں، کہ اہلِ علم کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے، کہ اس آیت کے نُزول کے بعد کوئی جنگ نہیں ہوئی، سوائے اس جنگ یمامہ کے، جس پر سیّدنا صدیق اکبر نے مرتدّین اور مانعینِ زکاۃ سے جہاد کے لیے لوگوں کو بلایا، وہ فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے وُجوب اور آپ کی اِطاعت کے فرض ہونے پر دلیل ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، کہ اس سے منہ پھیرنے والے گروہ کو دردناک عذاب دے گا۔"

متعدد مفسرینِ کرام نے آیتِ مبارکہ کے جزء قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ (٣٢) کی تفسیر میں،" قوم" سے اہلِ فارس ورُوم مراد لی ہے۔ (٣٣) امام ابن حجر مکّی، امام ابن کثیر کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

"فالصّديقُ هو الذي جهّزَ الجيوشَ إليهم، وتمامُ أمرهم كان على يد عمرَ وعثمانَ، وهما فَرْعَا الصّديقِ (٣٤) جو شخص" قوم" کی یہ تفسیر کرے گا کہ اس سے مراد اہلِ فارس ورُوم ہیں، تو اسے جاننا چاہیے کہ ان کی طرف بھی حضرت سیّدنا صدیق اکبر نے ہی لشکر تیار کر کے بھجوائے تھے، جبکہ اس جہاد کی تکمیل حضرت سیّدنا عمر فاروق اور سیّدنا عثمان غنی کے زمانۂ خلافت میں ہوئی اور یہ دونوں حضرات بھی، سیّدنا ابوبکر صدیق کے (درختِ خلافت) کی شاخیں ہیں۔"

سیّدنا ابوبکر صدیق کی اَفضلیت سے متعلق چند احادیثِ مبارکہ

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی جلیل القدر اور متقی و پرہیزگار صحابی ہیں، تمام انبیاء ورُسل کے بعد مخلوق میں سب سے افضل انسان اور مسلمانوں کے پہلے خلیفۂ راشد ہیں، متعدد احادیثِ طیّبہ میں بھی سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَفضلیت کا بیان واضح طور پر موجود ہے، اسی چیز کے پیشِ نظر ہم اہلِ سنّت وجماعت کا یہ عقیدہ ونظریہ ہے، کہ تمام انبیاء و مرسلین کے بعد، لوگوں میں سب سے افضل اور رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافتِ راشدہ کے سب سے زیادہ حقدار، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ (۳۵)

رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر

(1) حضرت امام بخاری، حضرت محمد بن حنفیہ شہزادۂ امیر المومنین مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی، کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد، سب سے بہتر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: أبو بکرٍ! میں نے عرض کی: پھر کون؟ فرمایا: عُمرُ (۳۶)

اُمّت میں سب سے بہتر

(2) حضرت ابوجُحیفہ (جو صحابیٔ رسول ﷺ اور سیّدنا علی المرتضیٰ کے مقرَّبِ بارگاہ ہیں، جناب امیر انہیں وہب الخیر فرمایا کرتے) سے مروی ہے، کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ''یَا أَبَا جُحَیفَةَ! أَلَا أُخبِرُكَ بِأَفضَلِ هٰذِهِ الأُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا؟ اے ابا جُحیفہ! کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں، کہ اُمّت میں سب سے بہتر کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ کیوں نہیں (اور میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل کسی کو خیال نہیں کرتا تھا) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: أَفْضَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا: أبو بَکْرٍ، وَبَعْدَ أَبِي بَکْرٍ: عُمَرُ۔ (۳۷) حضور نبیٔ کریم ﷺ کے بعد اس اُمّت میں، سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق سب سے افضل ہیں۔

خلفائے راشدین میں سب سے افضل

(3) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَکْرٍ أَحَداً، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ۔ (۳۸) رسول اکرم ﷺ کے مبارک زمانہ میں، ہم (آپ ﷺ کے بعد) سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر سیّدنا عمر فاروق کو اور پھر سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔"

سب سے اَولیٰ وحقدار

(4) سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَفضلیت پر صراحۃً دلالت کرتی ہوئی ایک حدیث پاک میں، ام المومنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ فرماتی ہیں، کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا: ''اُدْعِي لِي أَبَا بَکْرٍ، أَبَاكِ وَأَخَاكِ، حَتَّى أَکْتُبَ کِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ یَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَیَقُولُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلَى، وَیَأْبَى اللهُ وَالمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَکْرٍ (۳۹) "میرے پاس اپنے والد ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو بلاؤ؛ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دُوں؛ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنّا کرنے والا تمنّا کرے گا اور کوئی کہنے والا کہے گا، کہ میں سب سے اَولیٰ (زیادہ حقدار) ہوں، مگر اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان ابوبکر کے سوا کسی اَور پر راضی نہیں ہوں گے۔"

ابن بطّال نے اپنی "شرح صحیح بخاری" میں مُہلّب کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا "فیه دلیلٌ قاطعٌ في خلافة أبي بکر (۴۰) اس حدیث پاک میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر دلیلِ قاطع ہے۔"

امام ابن حجر عسقلانی "فتح الباری" میں، اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: "إنّ المراد الخلافة" (۴۱) اس "تحریر" سے مراد خلافت نامہ ہے۔"

صدَقات کی وُصولی کا اختیار

(5) حضورنبیٔ کریم ﷺ کا اپنے بعد، صدَقات کی وُصولی کے لیے سیّدُنا ابوبکر صدیق کو مقرّر فرمانا بھی، آپ کی اَفضلیت پر دَلالت کرتا ہے، حضرت سیّدُنا اَنس فرماتے ہیں، کہ مجھے بنو

مصطفیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ بات دریافت کرنے کے لیے بھیجا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم صدقات (زکات وغیرہ) کسے پیش کیا کریں؟ میں نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا:

إلى أبي بكرٍ۔(۴۲) ابوبکر کو۔"

امام ابن حجر مکّی ارشاد فرماتے ہیں:

"ومِن لازم دفع الصّدقة إليه، كونه خليفةً؛ إذهو المتولي قبضَ الصدَقات۔(۴۳) ان کے پاس صدقہ (زکاۃ) اسی صورت میں پیش کرنا لازم ہوگا، کہ جب وہ خلیفہ ہوں؛ کیونکہ خلیفۂ وقت ہی صدقات (زکاۃ) جمع کرنے پر ذمّہ دار ہوتا ہے۔"

سیّدُنا ابوبکر صدیق کے لیے خصوصی استثناء

(6) نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خصوصی استثنا بھی، آپ کی اَفضلیت کی طرف اشارہ کرتا ہے، حضرت سیّدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا يَبْقَيَنَّ فِي المَسْجِدِ بَابٌ إلّا سُدَّ، إلّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ۔(۴۴) مسجدِ نبوی کے اندر ابوبکر کے دروازے کے سوا، کوئی دروازہ باقی نہ رہے۔"

امام جلال الدّین سُیوطی لکھتے ہیں کہ علمائے کرام نے فرمایا:

"هذه إشارةٌ إلى الخلافة؛ لأنّه يخرج منها إلى الصّلاة بالمسلمين۔(۴۵) اس حدیثِ مبارک میں خلافتِ صدیق کی طرف اشارہ ہے؛ کیونکہ خلیفۃ المسلمین کو لوگوں کو نماز پڑھانے (اور دیگر کاموں) کے لیے، مسجد کی طرف نکلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔"

سیّدنا صدیق اکبر کی طرف رُجوع کرنے کا حکم

(7) بخاری ومسلم نے حضرت سیّدنا جُبیر بن مُطعم سے روایت کیا، کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خاتون آئیں، انہوں نے کسی چیز کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ حاضر ہونے کو فرمایا، اس نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ (راوی کا کہنا ہے کہ شاید ان خاتون کی مراد حضور کی وفات تھی)

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إنْ لم تجدِينِي، فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔(۴۶) اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا، یعنی اگر میری وفات ہوجائے، تو صدیق اکبر سے اپنا فیصلہ کرالینا۔"

اس فرمانِ عالی شان میں، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی طرف صاف اشارہ ہے، جیسا کہ امام عبدالرحمن ابن جَوزی اس حدیثِ مبارک کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وهذا من النّصوص الخفية على خلافة أبي بكرٍ۔(۴۷) یہ حدیثِ پاک سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر دلالت کرنے والی، نصوصِ خفیہ میں سے ایک نص ہے۔"

اسی طرح علّامہ طیبی نے فرمایا:

"وفيه دليلٌ على أنّه خليفةُ رسولِ الله بعدَه، وقائمٌ مقامه۔(۴۸) اس حدیث پاک میں دلیل ہے، کہ سیّدنا ابوبکر صدیق، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری وِصال کے) بعد خلیفۃ الرسول اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہیں۔"

حضرت علّامہ بدرالدین عینی اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں:

"وفيه إشارةٌ أيضاً إلى أنّه هو الخليفة من بعده۔(۴۹)" اس حدیثِ پاک میں اشارہ ہے، کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہیں۔"

سیّدُنا ابوبکر صدیق کو نماز کے لیے مقدَّم فرمانا

(8) سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اَیامِ علالت میں، حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لیے مقدّم ومقرّر فرمانا، انہیں حضرت سیّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی پر ترجیح دینا اور سیّدُنا ابوبکر صدیق کی عدم موجودگی کے سبب، سیّدُنا عمر کو اِمامت کے لیے آگے بڑھائے جانے پر، اظہارِ ناراضگی

اسلاف و اخلاف

فرمانا بھی، آپ کی اَفضلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سیِّدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ جب رسول اللہ ﷺ کی علالت نے شدّت اختیار کی، تو چند مسلمانوں کے ساتھ، میں بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا، نماز کے لیے حضرت بلال نے حضورِ اکرم ﷺ کو بلایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”مُرُوا مَنْ يُصَلِّي لِلنَّاسِ۔ کسی سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔“

حضرت سیّدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں موجود تھے، جبکہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہیں تھے، اس پر میں نے کہا کہ اے عمر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائیے! وہ آگے بڑھے اور (نماز شروع کرنے کے لیے) تکبیر کہی، جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کی آواز سنی (کیونکہ حضرت عمر بلند آواز رکھتے تھے) فرمایا:

”فأَينَ أبو بكرٍ؟ يأبى اللهُ ذَلِكَ وَالمسلِمُونَ! يَأْبَى اللهُ ذَلِكَ وَالمُسْلِمُونَ۔ ابوبکر کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی پر راضی نہیں ہوں گے۔" (دوبار)

لہٰذا حضرت ابوبکر کو بلایا گیا، وہ تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا چکے تھے۔ (۵۰)

سیّدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں، کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی، تو سرورِ کونین ﷺ باہر تشریف لانے لگے، یہاں تک کہ سرِ اقدس حجرے سے باہر نکال کر فرمایا:

”لَا لَا لَا! لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ۔ نہیں نہیں نہیں! لوگوں کو ابنِ ابی قُحافہ (یعنی ابوبکر صدیق) ہی نماز پڑھائیں۔“

(راوی کا کہنا ہے کہ) حضورِ اکرم ﷺ یہ بات حالتِ جلال میں فرما رہے تھے۔ (۵۱)

امامت کے سب سے زیادہ حقدار

(9) ایک اَور حدیثِ پاک میں حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لا ينبغي لقومٍ فيهمْ أَبُو بَكْرٍ، أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ۔ (۵۲) جس قوم میں ابوبکر ہوں، انہیں لائق نہیں کہ ان کی امامت ابوبکر کے سوا کوئی اَور کرے۔“

سیّدُنا ابوبکر صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم

(10) بخاری و مسلم نے حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ جب نبی کریم ﷺ کا مرض شدّت اختیار کر گیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“

حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یارسولَ اللہ ﷺ! میرے والد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقیق القلب آدمی ہیں، آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا سکیں گے! حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

”مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“

حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ وہی بات دُہرائی، حضورِ اکرم ﷺ نے پھر فرمایا:

”مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ! فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ۔ ابوبکر ہی کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں! تم خواتین تو حضرت یوسف والیاں ہو۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک صحابی حضورِ اکرم کا حکم لے کر آئے، تب آپ نے حضور ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں، لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔ (۵۳)

صدیقِ اکبر کی خلافت سے متعلق مولا علی کا فرمان

(11) سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخصیت ہیں، جنہیں سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے فرضیتِ حج کے بعد، پہلے ہی سال امیر

الحجّاج مقرّر فرمایا اور انہیں اپنے سامنے مرضُ الوفات میں اپنی جگہ نماز کے لیے امام مقرّر فرمایا، حضرت سیّدنا مولا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے:

"لما قبض النبيّ ﷺ نظرنا في أمرنا، فوجدنا النبيّ ﷺ قد قدّم أبا بكر في الصلاة، فرضينا لدنيانا من رضي رسول الله ﷺ لديننا، فقدّمنا أبا بكر-(۵۴)

نبی رحمت ﷺ کے وِصال کے بعد، جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ جب نماز کے مُعاملہ میں نبی کریم ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقدّم فرمایا اور ہمارے دِین کے لیے انہیں امام بنانا پسند فرمایا، تو ہم دنیاوی مُعاملات میں بھی ان پر راضی ہو گئے، یعنی ہم نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر کے، انہیں خلیفہ مقرّر کر دیا۔"

اس سے پتا چلا کہ سب سے پہلے خلیفۂ برحق سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہی اہلِ اسلام کا نظریہ ہے۔

صدیقِ اکبر کی اَفضلیت سے متعلق اَسلاف کی رائے

ہمارے اَسلاف بھی تمام صحابۂ کرام اور جمیع اُمّتِ مسلمہ پر، حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَفضلیت کے قائل تھے، اس سلسلے میں چند علمائے امّت کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

اِسلام میں سب سے افضل

(1) حضرت سالم بن ابی الجعد تابعی فرماتے ہیں، کہ میں نے امام محمد بن حنفیہ سے عرض کی کہ "کیا حضرت ابوبکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ فرمایا: نہیں، میں نے کہا کہ پھر کیا بات ہے کہ ابوبکر سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے؟ یہاں تک کہ لوگ ان کے سوا کسی کا ذِکر ہی نہیں کرتے! فرمایا: یہ اس لیے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل ہیں۔" (۵۵)

انبیائے کرام کے بعد سب سے افضل

(2) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "انبیائے کرام کے بعد، سیّدنا صدیقِ اکبر اور اُن کے بعد سیّدنا عمر فاروقِ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تمام لوگوں سے افضل ہیں۔" (۵۶)

سب سے پہلے خلیفہ اور افضل شخص

(3) امام بَغَوی فرماتے ہیں کہ:

"حضرت ابوبکر صدّیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی شیرِ خدا، انبیاء و مرسلین کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں اور پھر ان چاروں میں اَفضلیت کی ترتیب خلافت کے اعتبار سے ہے، حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق سب سے پہلے خلیفہ ہیں، لہٰذا وہ سب سے افضل ہیں، ان کے بعد سیّدُنا عمر فاروق، پھر سیّدُنا عثمان غنی اور اُن کے بعد سیّدُنا علی مرتضیٰ افضل ہیں۔" (۵۷)

افضلیت کی ترتیب

(4) خلفائے راشدین کی اَفضلیت کے بارے میں، اہلِ سنّت و جماعت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے، شیخ نجم الدین فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل سیّدُنا ابوبکر صدیق ہیں اور اُن کے بعد سیّدُنا عمر فاروق، پھر سیّدُنا عثمانِ غنی اور پھر سیّدُنا علی مرتضی افضل ہیں۔" (۵۸)

سیّدنا ابوبکر صدیق کی اَفضلیت پر اہلِ سنّت کا اتفاق

(5) امام علّام ابوزکریا نووی "شرح صحیح مسلم" میں فرماتے ہیں:

"اہلِ سنّت کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ افضلِ صحابہ حضرت ابوبکر ہیں۔" (۵۹)

تمام لوگوں سے افضل

(6) علّامہ قاضی عضدالدّین فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے بعد، حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق تمام لوگوں سے افضل ہیں۔" (۶۰)

خُلفائے رَاشدین میں اَفضلیت بترتیبِ خلافت ہے

(7) امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ "اہلِ سنّت و جماعت کے درمیان اس بات پر اِجماع و اتفاق ہے، کہ خُلفائے رَاشدین میں اَفضلیت اُسی ترتیب سے ہے، جس ترتیب سے خلافت ہے" (۶۱) یعنی سیّدُنا صدیق اکبر سب سے افضل ہیں، اُن کے بعد سیّدُنا عمر فاروق، پھر سیّدُنا عثمان غنی اور پھر سیّدُنا مولا علی افضل ہیں۔

افضل الخلق بعد الرُسل سیّدنا ابوبکر صدیق ہیں

(8) امام ابن ہُمام حنفی تحریر فرماتے ہیں کہ "سیّدُنا ابوبکر صدیق

(انبیائے کرام کے بعد) سب لوگوں سے افضل ہیں۔" (٦٢)

خلافتِ برحق سے متعلق سلَف صالحین کے چند اَقوال

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق مسلمانوں کے سب سے پہلے خلیفۂ راشد ہیں، آپ کی خلافت برحق ہے اور اسی پر امّت کا اِجماع واتفاق چلا آرہا ہے (٦٣) اس سلسلے میں سلَف صالحین اور بزرگانِ دین کے چند اَقوال پیشِ خدمت ہیں:

سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے خلیفۂ راشد

(1) حضرت عمر بن عبد العزیز کے کہنے پر، حضرت محمد بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حَسَن بصری سے دریافت کیا، کہ کیا رسولِ پاک ﷺ نے ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا تھا؟ تو جواباً آپ نے ارشاد فرمایا:

"واللهِ الذي لا إلهَ إلّا هو! لقد استخلفَه، وهو كان أعلَمَ بالله وأتقَى له، وأشهدَ له مخافةً من أن يموتَ عليها، لولم يُؤَمِّرْهُ۔ (٦٤) اُس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یقیناً حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا، یقیناً سیّدنا ابوبکر صدیق سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے تھے، سب سے بڑھ کر متقی و پرہیزگار تھے اور وہ اِس قدر خوفِ خدا والے تھے، کہ اگر رسول اللہ ﷺ انہیں امیر نہ بناتے، تو وہ (خلافت کے بجائے) موت کو ترجیح دیتے۔"

ولایت (خلافت) کے زیادہ حقدار

(2) حضرت سفیان ثَوری فرماتے ہیں کہ:

"جس نے یہ کہا کہ حضرت علی ولایت (خلافت) کے زیادہ حقدار تھے، اس نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور مہاجرین و انصار، سارے صحابۂ کرام کو غلطی پر ٹھہرایا اور میرے خیال میں اس خطا کے ہوتے ہوئے، اس شخص کا کوئی عمل قبول نہیں ہوسکتا۔" (٦٥)

سیّدنا ابوبکر صدیق کی خلافت پر اجماع واتفاق

(3) امام بَیہقی نے زعفرانی سے بیان کیا، کہ میں نے امام شافعی کو یہ کہتے سنا:

"أجمع النّاسُ على خلافة أبي بكر وذلك أنّه اضطراب النّاس بعد رسول الله، فلم يجدوا تحت أديم السّماء خيراً من أبي بكرٍ، فوَلّوه رِقابَهم۔ (٦٦) لوگوں نے حضرت ابوبکر کی خلافت پر اِجماع واتفاق کرلیا؛ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد لوگوں میں سخت اضطراب پیدا ہوا، جب لوگوں نے زیرِ آسمان سیّدنا ابوبکر صدیق سے بہتر کسی کو نہ پایا، تو اپنی گردنیں حضرت ابوبکر کے سامنے جھکا دیں۔"

تمام صحابہ سے زیادہ قرآن پاک کو سمجھنے والے

(4) امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

"كان الصّديقُ أقرأَ الصّحابة، أي: أعلمَهم بالقرآن؛ لأنّه قدّمه إماماً للصّلاة بالصّحابة۔ (٦٧) حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق تمام صحابہ سے زیادہ قرآنِ پاک کو سمجھتے تھے، اسی لیے حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو نماز کی امامت کے لیے، دیگر صحابۂ کرام سے مقدَّم فرمایا۔"

قرآنِ پاک کے سب سے بڑے عالم اور خلافت کے حقدار

(5) حضرت امام ابو الحسن اشعَری فرماتے ہیں:

"قد عُلم بالضرورة أنّ النبيَّ أمرَ الصّديقَ أن يصلي بالنّاس مع حضور المهاجرين والأنصار، مع قوله: يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ (٦٨) فدلّ على أنه أقرؤُهم: أي أعلَمُهم بالقرآن، انتهى. وقد استدلّ الصحابةُ أنفُسهم بهذا، على أنه أحقُّ بالخلافة، منهم: عمرُ۔ (٦٩) یہ بات تو بالبداہت معلوم ہوگئی، کہ رسول اکرم ﷺ نے تمام مہاجرین وانصار کی موجودگی میں، حضرت صدیق اکبر کو نماز پڑھنے کے لیے حکم فرمایا اور یہ بھی نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ "لوگوں کو نماز وہ پڑھائے جو قرآنِ پاک کو ان سب میں زیادہ سمجھتا ہو" تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ سیّدنا ابوبکر صدیق قرآنِ پاک کے سب سے بڑے عالم تھے اور خود صحابۂ کرام نے بھی اسی بات سے دلیل پکڑی، کہ آپ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار

ہیں، مِن جملہ ان صحابۂ کرام میں سے ایک، سیّدنا عمر فاروق بھی ہیں۔"

زمانۂ نبوی میں امامت کی اہلیت کے لیے سب سے مشہور

(6) حضرت علّامہ جلال الدین سُیوطی لکھتے ہیں، کہ علمائے کرام نے فرمایا:

"وقد كان معروفاً بأهليّة الإمامةِ في زمان النبي۔

(۰۷) زمانۂ نبوی میں ہی حضرت ابوبکر صدیق، امامت کی اہلیت کے لیے مشہور ہو چکے تھے۔"

خلافت کے زیادہ اہل اور حقدار

(7) امام ابن حجر مکّی "صواعق محرّقہ" میں سیّدنا ابوبکر صدیق کی ولایت پر اِجماع سے متعلق، بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"كان هو الأحقُّ بالخلافة عند جميع أهل السنّة و الجماعة، في كلّ عصرٍ، منّا إلى الصّحابة، و كذلك عند جميع المعتزلة و أكثرِ الفِرق، و إجماعُهم على خلافتِه قاضٍ بإجماعِهم على أنّه أهلٌ لها، مع أنّها من الظُهور بحيث لا تخفى۔ (۷۱) ہر زمانے کے اہلِ سنّت وجماعت، یعنی ہمارے زمانے سے لے کر صحابۂ کرام کے زمانے تک، سب کے سب حضرت سیّدنا صدیق اکبر کو خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے آئے ہیں، اسی طرح تمام معتزلہ اور اکثر فرقوں کا یہی اعتقاد ہے اور ان سب کا حضرت صدیق اکبر کی خلافت پر اِجماع واتفاق، اس بات پر فیصلہ کُن ثبوت ہے، کہ وہ خلافت کے زیادہ اہل اور حقدار ہیں اور یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جسے پوشیدہ رکھنا ممکن ہی نہیں۔"

خلاصۂ کلام

مختصر یہ کہ سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُقابلے میں، حضرت سیّدُنا علی مرتضیٰ یا کسی اَور صحابی کو افضل قرار دینا، یا خلیفہ بالفصل ماننا، رافضی شیعوں اور تفضیلیوں کا کام ہے، ایسی بدمذہبی، بدعقیدگی اور بدفکری کے اَمراض وفِتَن سے کوسوں دُور رہیے! حکمِ شریعت کے مطابق صحابہ واہلِ بیت کرام کا حسبِ مُراتب اَدب واحترام کیجیے اَور اہلِ سنّت وجماعت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھیے۔

اے اللہ! ہمیں حسبِ مَراتب تمام صحابۂ کرام کا اَدب واِحترام کرنے کی توفیق مَرحمت فرما، ان کے مقام ومرتبہ اور شان وعظمت کی پاسداری کا جذبہ عنایت فرما، سیّدنا ابوبکر صدیق کی اَفضلیت کو صِدقِ دل سے تسلیم کرنے اور دُرست عقائد پر ثابت قدم رہنے کی سوچ عطا فرما اور بدمذہبی وبدعقیدگی سے محفوظ فرما، آمین یاربّ العالمین۔

حوالہ جات

(۱) "تاریخ الخلفاء" الخليفة الأوّل: أبوبكر الصدّيق، ص.41 (۲) "سیر أعلام النُبلاء" أبوبكر الصديق خليفة رسول الله، 2/.396 (۳) "فضائل الصحابة" للإمام أحمد، قوله: مُروا أبا بكر فليصلِّ بالنّاس ر87:، 1/.116 و"سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في الخلفاء، ر4649:، ص.657 و"سنن الترمذي" [باب مناقب عبد الرحمن بن عَوف بن عبد عوف الزُهري، ر3747:، ص.851] قال أبو عيسى: ["وقد رُوي هذا الحديثُ عن عبد الرحمن بن حميد عن أبيه عن سعيد بن زيد، عن النّبي نحو هذا، وهذا أصَحُّ من الحديث الأوّل". (۴) پ 18، النور.22: (۵) "تفسیر ابن کثیر" پ18، النور، تحت الآية22:، 3/.280 (۶) پ 24، الزمر.33: (۷) انظر: "تفسير الطَبَري" پ 24، الزمر، تحت الآية33:، 21/.290 و"تفسير السمرقندي" پ 24، الزمر، تحت الآية: 33، 3/.186 (۸) پ26، الأحقاف.15: (۹) "جامع البيان في تأويل القرآن" پ 26، الأحقاف، تحت الآية15:، 22/.115 و"تفسير البغوي" پ26، الأحقاف، تحت الآية15:، 4/.195 (۱۰) پ30، الليل17:–21. (۱۱) "تفسير مَعالم التنزيل" پ 30، الليل، تحت الآية18:، 4/.496 (۱۲) "زاد المسير في علم التفسير" الليل، تحت الآية17:، 4/.455 (۱۳) پ 10، التوبة.40: (۱۴) "التفسير الكبير" پ 10، التوبة، تحت الآية40:، 16/.51 و"تاريخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، ص26–30، ملتقطاً. (۱۵) "الدرّ المختار" كتاب الصلاة، باب الإمامة، 3/.561 (۱۶) "التفسير الكبير" پ10، التوبة، تحت الآية40 :، 16/.51 (۱۷) پ10، التوبة.40 : (۱۸) پ1، الفاتحة6 :، 7. (۱۹) "التفسير الكبير" الفصل 8 في تفسير قوله: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وفيه فوائد، پ 1، الفاتحة، تحت الآية6 :، 7، 1/.221 (۲۰) پ5، النساء.69 : (۲۱) "التفسير الكبير" الفصل 8 في تفسير قوله: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وفيه فوائد، پ 1، الفاتحة، تحت الآية6:، 7، 1/.221 (۲۲) "الصواعق المحرقة" الفصل 3 في النصوص السمعية الدالّة على خلافته من القرآن والسنّة، 1/.52 (۲۳) پ18، النور.55 : (۲۴) پ18، النور.55 : (۲۵) "تفسير ابن أبي حاتم" پ18، النور، ر14764:، تحت الآية55:، 8/

(۲۶) "تفسیر البغوی" پ18، النور، تحت الآیة55: ،ر 1543 :، 2627.
(۲۷) پ28، الحشر.8 : (۲۸) "تاریخ بغداد" باب الکنی، ر: 3/ .426
7650، ابوبکر بن عیّاش بن سالم الحناط، 16/ .542 (۲۹) "الصواعق
المحرقة" الفصل 3 فی النصوص السمعیة الدالّة علی خلافته من القرآن والسُّنّة،
1/ .51 (۳۰) پ26، الفتح.16 : (۳۱) "الصواعق المحرقة" الفصل 3 فی
النصوص السمعیة الدالّة علی خلافته من القرآن والسُّنّة، 1/ .50 (۳۲) پ26،
الفتح.16: (۳۳) "تفسیر الطبری" پ 26، الفتح، تحت الآیة16: ،22/
.219 و"تفسیر الماتریدی" پ26، الفتح، تحت الآیة16: ،9/ .304 و"تفسیر
السمرقندی" پ 26، الفتح، تحت الآیة16: ،3/ .255 (۳۴) "الصواعق
المحرقة" الفصل 3 فی النصوص السمعیة الدالّة علی خلافته... إلخ، 1/ .50 (۳۵)
"المسایرة" مع شرحه "المسامرة" ص.313 (۳۶) "صحیح البخاری" کتاب
فضائل أصحاب النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب قول النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لو کنتُ متخذاً خلیلاً ر
3671: ،ص.616 (۳۷) "مسند الإمام أحمد" مسند علی بن أبی طالب، ر
835: ،2/ .201 وإسناده صحیحٌ علی شرط مسلم، رجالُه ثِقاتٌ رجالُ الشیخَین، غیر
منصور بن عبد الرحمن الغدانی، فمِن رجال مسلم. إسماعیل بن إبراھیم: ھو ابن
علیة. (۳۸) "صحیح البخاری" کتاب فضائل أصحاب النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب مناقب
عثمان بن عفان أبی عَمرو القرشی، ر3698: ،ص.622 (۳۹) "صحیح البخاری"
کتاب الأحکام، باب الاستخلاف، ر7217: ،ص.1243 و"صحیح مسلم" کتاب
فضائل الصحابة، باب من فضائل أبی بکر الصدیق، ر6181: ،ص.1051 (
۴۰) "شرح صحیح البخاری" لابن بطّال، کتاب الأحکام، باب الاستخلاف،
8/ .282 (۴۱) "فتح الباری شرح صحیح البخاری" کتاب الأحکام، باب
الاستخلاف، ر7217 : ،13/ .206 (۴۲) "مستدرَک الحاکم" کتاب
معرفة الصحابة، أمّا حدیث ضمرة وأبو طلحة، ر4460: ،3/ .82] قال الحاکم: [
ھذا حدیثٌ صحیحُ الإسناد ولم یخرجاه. [وقال الذھبی: ["صحیح". (۴۳) "الصواعق
المحرقة" الفصل 3 فی النصوص السمعیة الدالّة علی خلافته من القرآن والسنّة،
1/ .58 (۴۴) "مسند الإمام أحمد" مسند أبی سعید الخدری، ر11334: ،
17/ .215 و"صحیح البخاری" کتاب الصلاة، باب الخوخة والممر فی المسجد، ر :
466، ص.81 و"سنن الترمذی" أبواب المناقب، باب، ر3678: ،
ص.837] قال أبو عیسی: ["ھذا حدیثٌ غریبٌ من ھذا الوجه، وفی الباب عن
سعید". (۴۵) "تاریخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، الخلیفة الأوّل: أبو بکر الصدیق
، 1/ .51 (۴۶) "صحیح البخاری" کتاب الأحکام، باب الاستخلاف، ر :
7220، ص1243، .1244 و"صحیح مسلم" کتاب فضائل الصحابة، باب من
فضائل أبی بکر الصدیق، ر6179: ص.1051 (۴۷) "کشف المشکل من
حدیث الصحیحین" "کشف المُشکل من مسند جبیر بن مُطعم"، ر2247: ،4/ 46
. (۴۸) انظر : "مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح" کتاب الرقاق، ر :
5227، 8/ .3272 (۴۹) "عمدة القاری شرح صحیح البخاری" کتاب
المناقب، باب، ر9563: ،16/ .178 (۵۰) "سنن أبی داود" کتاب
السُّنّة، باب استخلاف أبی بکر، ر4660: ،ص.659 و"مستدرَک الحاکم" کتاب
معرفة الصحابة، ذکر عبد اللہ بن زمعة بن الأسود، ر6703 : ،3/ .743] قال
الحاکم: ["ھذا حدیثٌ صحیحٌ علی شرط مسلم ولم یخرجاه". وسکت عنه الذھبیُّ فی
"التلخیص". (۵۱) "سنن أبی داود" کتاب السُّنّة، باب استخلاف أبی بکر، ر :
4661، ص.659 (۵۲) "سنن الترمذی" أبواب المناقب، باب] لا ینبغی
لقومٍ فِیھم أَبُوبَکرٍ، أَنْ یَؤُمَّھُمْ غَیْرُہ !« ...إلخ [ر3673 : ،ص.836] قال أبو
عیسی: ["ھذا حدیثٌ حسنٌ غریب". (۵۳) "صحیح البخاری" کتاب الأذان،
باب أھل العلم والفضل أحقّ بالإمامة، ر678 : ،ص.110 و"صحیح مسلم" کتاب
الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، ر948: ،
ص.180 (۵۴) "الطبقات الکبری" الطبقة الأولی علی السابقة فی الإسلام ممن
شھد بدراً من المھاجرین الأوّلین، ذکر بیعة أبی بکر، 3/ .183 (۵۵) "مصنّف
ابن أبی شَیبة" کتاب المَغازی، إسلام علی بن أبی طالب، ر36595: ،
7/ .338 (۵۶) "الفقه الأکبر" المفاضَلة بین الصحابة، 1/ .41 و"فواتح
الرَّحموت بشرح مسلَّم الثبوت" مسألة: الصحابی، 2/ 197، نقلاً عن الإمام.
(۵۷) "شرح السُّنّة" کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسُّنّة، ر :
102، 1/ .208 (۵۸) "العقائد النَّسَفیة" ص.172 (۵۹) "شرح صحیح
مسلم" للنووی، کتاب فضائل الصحابة، الجزء15، صـ.148 (۶۰) "المَواقف
مع شرحه" الأصل:8 المقصد:5 الأفضل بعد رسول اللہ، الجزء8، ص.397 (
۶۱) "فتح الباری" کتاب فضائل أصحاب النبی، باب قول النبی » : لو کنتُ متّخذاً
خلیلاً « ر3673: ،7/ .34 (۶۲) "المسایَرة" الأصل:8 فضل الصحابة
الأربعة، الجزء2، ص.157 (۶۳) "الصواعق المحرقة" الفصل2 فی بیان انعقاد
الإجماع علی ولایته، 1/ .39 (۶۴) "تاریخ دِمشق" حرف العین، ر3398: ،
عبد اللہ ویقال عتیق بن عثمان بن قحافة، 30/ .297 و"تاریخ الخلفاء" الخلفاء
الراشدون، الخلیفة الأوّل: أبو بکر الصدیق، 1/ .53 و"الصواعق المحرقة" الفصل
3 فی النصوص السمعیة الدالّة علی خلافته من القرآن والسُّنّة، 1/ .67 (۶۵) انظر:
"الصواعق المحرقة" الفصل2 فی بیان انعقاد الإجماع علی ولایته، 1/ .44 (۶۶)
"معرفة السنن والآثار" باب ما یستدلّ به علی صحة اعتقاد الشّافعی، ر353: ،
354، 1/ .153 (۶۷) انظر : "الصواعق المحرقة" الفصل 2 فی بیان انعقاد
الإجماع علی ولایته، 1/ .48 (۶۸) "صحیح مسلم" کتاب المساجد ومواضع الصلاة،
باب من أحق بالإمامة، ر1532: ،ص.271 و"سنن أبی داود" کتاب الصلاة،
باب من أحقّ بالإمامة، ر582: ،ص.96 و"سنن الترمذی" أبواب الصلاة،
باب من أحق بالإمامة، ر235 : ،ص.65 [قال أبو عیسی: ["ھذا حدیثٌ حسنٌ
صحیحٌ". (۶۹) "تاریخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، الخلیفة الأوّل: أبو بکر الصدیق
، 1/ .53 (۷۰) المرجع نفسه. (۷۱) "الصواعق المحرقة" الفصل 2 فی بیان
انعقاد الإجماع علی ولایته، 1/ .39

◆◆◆

از: حافظ افتخار احمد قادری*

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا

اسلاف و اخلاف

ماہِ جمادی الآخرہ کی ۲۲ رتاریخ کو امیر المومنین افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا، حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ مقدسہ محتاج تعارف نہیں، کون کلمہ گو ہے جو آپ کی شخصیت سے آشنا نہیں، جب فاران کی چوٹی سے آفتابِ اسلام بلند ہوا، معلم انسانیت، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دی تو سب سے پہلے جس قلب مقدس ومطہر نے انوار ایمانی کو اپنے اندر جذب کیا اور اپنے دل کو اسلام کی نورانی دعوت کا نشیمن بنایا وہ کوئی اور نہیں بلکہ امیر المومنین افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا صدیقِ اکبر کا مبارک ومقدس قلب اطہر ہے۔

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کس طرح بیان کرتے ہیں، حضرتِ سیدنا اسید بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جب حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو مدینے کی فضا میں رنج وغم کے آثار تھے، ہر شخص شدت غم سے نڈھال تھا، ہر آنکھ سے اشک رواں تھے، صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان پر اسی طرح پریشانی کے آثار تھے جیسے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے وقت تھے، سارا مدینہ غم میں ڈوبا ہوا تھا، پھر جب حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دینے کے بعد کفن پہنایا گیا تو حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم تشریف لائے اور کہنے لگے:

آج کے دن نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہو گئے، پھر آپ حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہو گئے اور کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے صدیق اکبر! آپ پر اللہ رب العزت رحم فرمائے، آپ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین رفیق، اچھے محب، با اعتماد رفیق اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رازداں تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے، آپ لوگوں میں سب سے پہلے مومن، ایمان میں سب سے زیادہ مخلص، پختہ یقین رکھنے والے اور متقی و پرہیز تھے، آپ دین کے معاملات میں بہت زیادہ سخی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی دوست تھے، آپ کی صحبت سب سے اچھی تھی، آپ کا مرتبہ سب سے بلند تھا، آپ ہمارے لیے بہترین واسطہ تھے، آپ کا اندازِ خیر خواہی، اسلام کی دعوت دینے کا طریقہ، شفقتیں اور عطائیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تھیں، آپ رسولِ کریم ﷺ کے بہت زیادہ خدمت گزار تھے، اللہ رب العزت آپ کو اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلام کی خدمت کی بہترین جزا عطا فرمائے، آپ نے دین متین اور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت زیادہ خدمت کی، اللہ رب العزت اپنی رحمت کے شایان شان آپ کو جزا عطا فرمائے۔

جس وقت لوگوں نے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو آپ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی، حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر فرمان کو حق وسچ جانا اور ہر معاملے میں حضور اکرم ﷺ کی تصدیق فرمائی، اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں آپ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا، اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔" (سورۂ زمر، پارہ ۲۴)

اس آیتِ کریمہ میں صدق بہ سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا تمام مومنین ہیں، پھر حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے مزید فرمایا:

اے صدیق اکبر! جس وقت لوگوں نے بخل کیا آپ نے سخاوت کی، لوگوں نے مصائب وآلام میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن آپ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، آپ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے بہت زیادہ فیضیاب ہوئے، آپ کی شان تو یہ ہے کہ آپ کو "ثانی اثنین" کا لقب ملا، آپ یارِ غار ہیں، اللہ رب العزت نے آپ پر سکینہ نازل فرمایا، آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت فرمائی، آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق وامین اور خلیفہ فی الدین تھے، آپ نے خلافت کا حق ادا کیا، آپ نے مرتدین سے جہاد کیا، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد لوگوں کے لیے سہارہ بنے، جب لوگوں میں اداسی اور مایوسی پھیلنے لگی تو اس وقت بھی آپ کے حوصلے بلند رہے، لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا لیکن آپ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا، جب لوگوں میں کمزوری آئی تو آپ نے ان کو تقویت بخشی، ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں سنبھالا۔

آپ نے ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اتباع کی، آپ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق تھے، منافقین وکفار آپ کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے، آپ نے کفار کو ذلیل کیا، باغیوں پر خوب شدت کی، آپ کفار ومنافقین کے لیے غیض وغضب کا پہاڑ تھے، لوگوں نے دینی امور میں سستی کی لیکن آپ نے بخوشی دین پر عمل کیا، لوگوں نے حق بات سے خاموشی اِختیار کی مگر آپ نے علی العلان کلمہ حق کہا، جب لوگ اندھیروں میں بھٹکنے لگے تو آپ کی ذات ان کے لیے منارہ نور ثابت ہوئی، انہوں نے آپ کی طرف رخ کیا اور کامیاب ہوئے، آپ سب سے زیادہ ذہین وفطین، اعلیٰ کردار کے مالک، سچے، خاموش طبیعت، دور اندیش، اچھی رائے کے مالک، بہادر اور سب سے زیادہ پاکیزہ خصلت تھے۔

اللہ رب العزت کی قسم! جب لوگوں نے دین اسلام سے دوری اختیار کی تو سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کیا، آپ مسلمانوں کے سردار تھے، آپ نے لوگوں پر مشفق باپ کی طرح شفقتیں فرمائیں، جس بوجھ سے وہ لوگ تھک کر نڈھال ہو گئے تھے آپ نے انہیں سہارہ دے کر وہ بوجھ اپنے کندھوں پر لاد لیا، جب لوگوں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا تو آپ نے قوم کی باگ ڈور سنبھالی، جس چیز سے لوگ بے خبر تھے آپ اسے جانتے تھے اور جب لوگوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو آپ نے صبر سے کام لیا جو چیز لوگ طلب کرتے آپ عطا فرما دیتے، لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کر کے کامیابی کی طرف بڑھتے رہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مشوروں اور حکمت عملی کی وجہ سے انہیں ایسی ایسی کامیابیاں عطا ہوئیں جو ان لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھیں، آپ کافروں کے لیے دردناک عذاب اور مومنوں کے لیے رحمت، شفقت اور محفوظ قلعے تھے۔

اللہ رب العزت کی قسم! آپ اپنی منزلِ مقصود کی طرف پرواز کر گئے اور اپنے مقصود کو پالیا، آپ کی رائے کبھی غلط نہ ہوئی، آپ نے کبھی بزدلی کا مظاہرہ نہ کیا، آپ بہت نڈر تھے، کبھی نہ گھبراتے گویا آپ جذبوں اور ہمتوں کا ایسا پہاڑ تھے جسے نہ تو آندھیاں ڈگمگا سکیں نہ ہی سخت گرج والی بجلیاں متزلزل کر سکیں، آپ بالکل ایسے ہی تھے جیسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا، آپ بدن کے اعتبار سے اگرچہ کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں بہت زیادہ قوی ومضبوط تھے، آپ اپنے آپ کو بہت عاجز سمجھتے لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا رتبہ بہت بلند تھا اور آپ لوگوں کی نظروں میں بھی بہت باعزت وباوقار تھے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے آپ کی تعریف کرتے ہوئے مزید فرمایا: آپ نے کبھی کسی کو عیب نہ لگایا، نہ کسی کی غیبت کی اور نہ ہی کبھی لالچ کیا، بلکہ آپ لوگوں پر بہت زیادہ مشفق ومہربان تھے، کمزور وناتواں لوگ آپ کے نزدیک محبوب اور عزت والے ہوتے، اگر کسی مالدار اور طاقتور

شخص پر ان کا حق ہوتا تو انہیں ضرور ان کا حق دلواتے، طاقت اور شان وشوکت والوں سے جب لوگوں کا حق لے لیتے وہ آپ کے نزدیک کمزور ہوتے، آپ کے نزدیک امیر وغریب سب برابر تھے، آپ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب ومحبوب وہ تھا جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزتھا، آپ صدق وسچائی کے پیکر تھے، آپ کا فیصلہ اٹل ہوتا، آپ بہت مضبوط رائے کے مالک اور حلیم و بردبار تھے، اللہ رب العزت کی قسم! آپ ہم سب سے سبقت لے گئے۔

آپ کے بعد والے آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے، آپ نے ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا، آپ اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ گئے، آپ کو بہت عظیم کامیابی حاصل ہوئی، آپ نے اس شان سے اپنے اصلی وطن کی طرف کوچ کیا کہ آپ کی عظمت کے ڈنکے آسمانوں میں بج رہے ہیں اور آپ کی جدائی کا غم ساری دنیا کو رلا رہا ہے، ہم ہر حال میں اپنے رب کے فیصلے پر راضی ہیں، ہر معاملے میں اس کی اطاعت کرنے والے ہیں، اے صدیق اکبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی جدائی کا غم مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا غم ہے۔

آپ کی ذات اہل اسلام کے لیے عزت کا باعث بنی، آپ مسلمانوں کے لیے بہت بڑا سہارا اور جائے پناہ تھے، اللہ رب العزت نے آپ کی آخری آرام گاہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں بنائی، اللہ رب العزت ہمیں آپ کی طرف سے اچھا اجر عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے بعد صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور گمراہی سے بچائے، آمین۔

لوگ حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کا کلام خاموشی سے سنتے رہے، جب آپ نے خاموشی اختیار کی تو لوگوں نے زور وقطار رونا شروع کر دیا اور سب نے بیک زبان ہو کر کہا: اے حیدر کرار! آپ نے بالکل سچ فرمایا، آپ نے بالکل سچ فرمایا۔ (الریاض النضرۃ، جلد 1، ص 262)

ایک بار حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کی ملاقات ہوئی تو آپ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کو دیکھ کر مسکرانے لگے، حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے پوچھا: آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پل صراط سے وہی گزرے گا جس کو علی المرتضیٰ تحریری اجازت نامہ دیں گے، یہ سن کر حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم بھی مسکرا دئے اور عرض کرنے لگے: کیا میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کے لیے بیان کردہ خوشخبری نہ سناؤں؟ کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پل صراط سے گزرنے کا تحریری اجازت نامہ صرف اسی کو ملے گا جو ابوبکر صدیق سے محبت کرنے والا ہوگا۔

(الریاض النضرۃ، ج 1، ص 207)

امیر المومنین حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ لازوال سے مالا مال تھے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال ظاہری کے بعد آپ کی مبارک زندگی میں سنجیدگی زیادہ غالب آ گئی اور تقریباً دو سے سات ماہ پر اپنی باقی زندگی گزارنا آپ کو انتہائی دشوار ہو گیا، آپ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں بے قرار رہنے لگے، حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا سبب حقیقی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ظاہری تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد سے آپ کا بدن مسلسل گھلنے لگا اور بالآخر آپ بھی دنیا سے وصال فرما گئے۔

◆◆◆

اسلاف واخلاف

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

بارہویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

اللہ کو چار باتیں سخت ناپسند

حدیث شریف: نیز مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان اللہ تعالی کرہ لکم اربعاً: العبث فی الصلوٰۃ و اللغو فی القراءۃ والرفث فی الصیام والضحک عندالمقابر۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو تمہارے چار کام سخت ناگوار ہیں: (۱) نماز پڑھنے کی حالت میں بے ضرورت ہاتھ پاؤں چلانا یا بے فائدہ کام کرنا۔ (۲) اور قرآن مجید پڑھنے میں لغو کام یا فضول کلام۔ (۳) اور روزے کی حالت میں رفث [یعنی جماع یا دواعی جماع کا ذکر] (۴) اور قبروں کے پاس ہنسنا۔"

مُردوں کی خاموشی یا قبروں کی بے نشانی تمہیں فریب نہ دے

ناصحانہ قول: منقول ہے کہ حضرت امام محمد ابن سماک (علیہ الرحمہ) نے (ایک مرتبہ) ایک مقبرے کی طرف نظر کی اور پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: ان قبروں کی خاموشی تمہیں ہرگز فریب نہ دے کیونکہ ان میں بہت وہ ہیں جو مغموم ہیں اور قبروں کے بے نشان ہو جانے سے (بھی) تم ہرگز دھوکا نہ کھاؤ، کیونکہ ان (مقبورین) میں باہم بڑا تفاوت ہے (یعنی کوئی راحت میں ہے تو کوئی مصیبت میں)۔

عذاب قبر سے بے خوفی عاقل کو زیبا نہیں

تنبیہ: تو عقلمند کو چاہیے کہ وہ اپنی قبر میں داخل ہونے سے پہلے (یعنی صحت و حیات میں) دخول قبر کو بکثرت یاد کرے (تاکہ غفلت دور ہو اور فکر نجات پیدا ہو) اور تیاری میں لگے۔

قبر میں خوب آرام یا بڑے آلام

قول ثوری: حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حدیث شریف کی روشنی میں) فرماتے ہیں:

"من اکثر من ذکر القبر وَجَدہٗ روضۃً من ریاض الجنۃ و من غفل عنہ وجدہ حفرۃ من حفر النیران۔ (ترجمہ) جو قبر کا بکثرت دھیان کرے گا (جیسا کرنا چاہیے) وہ اپنی قبر کو جنت کی ایک کیاری پائے گا اور جو اس کی یاد سے غافل رہا وہ اپنی قبر کو دوزخ کا ایک گڑھا پائے گا۔"

اُخروی مراحل کی کٹھنائیاں نظرانداز نہیں کی جاسکتیں

ایک اہم خطبہ: مروی ہے کہ (حضرت مولیٰ مشکل کشا امیر المومنین) علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:

"یا عبادَاللہ! الموتَ الموتَ، لیس منہ فوتٌ، ان اقمتم لہ اَخذَکُم و اِنْ فررتم منہ اَدرکَکم، الموتُ معقود بنواصیکم، فالنجاۃَ النجاۃَ، اَلوحَا اَلوحَا... الخ۔ (ترجمہ) اے بندگان خدا! موت سے ڈرو موت سے ڈرو (موت بالکل سامنے ہے تو ہوشیار چوکنے رہو) اس سے (کہیں کبھی) بچاؤ نہیں، اگر تم اس کے سامنے ٹھہرے رہے تو دبوچ لے گی اور اگر اس سے بھاگنے بچنے کی تدبیر کی تب بھی وہ تمہیں دھر پکڑے گی۔ (یعنی بہر حال موت سے بچ نہیں سکو گے) موت تو تمہارے ماتھوں جکڑی ہوئی ہے تو (مسلمانو!) نجات کی فکر کرو، نجات کی فکر کرو، جلدی کرو جلدی کرو، بے شک ایک طالب تمہارے پیچھے، تمہاری ٹوہ میں لگا ہوا ہے، دبے پاؤں چلا آرہا ہے اور وہ قبر ہے، خبردار! قبر یا تو جنت کی پھلواریوں میں سے بے شک ایک پھلواری ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں کا ایک گڑھا ہے اور سنو بے شک قبر روزانہ تین بار کلام کرتی ہے کہتی ہے، میں

اندھیری کوٹھری ہوں، میں وحشت خانہ ہوں، میں کیڑوں مکوڑوں کا دربہ ہوں اور سنو! اس (موت وقبر کے) دن سے اُدھر ایک اور دن ہے جو اس سے بھی زیادہ سخت، بہت کٹھن ہے اور وہ دن ایسا دن ہوگا کہ اس میں بچہ، (مارے ھول ودہشت کے) بوڑھا ہوجائے اور بوڑھا ہوش وحواس کھو بیٹھے، ہر ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے، ہر حاملہ اور گابھن اپنا حمل، اپنا گابھ گرادے اور اے سننے والے (کسے باشد) تو لوگوں کو اس دن دیکھے گا کہ نشے میں دُھت ہیں حالانکہ انہوں نے کوئی نشہ آور چیز نہیں کھائی پی ہوگی بلکہ (بات یہ ہے کہ وہ عذاب میں ماخوذ ہیں اور) اللہ کا عذاب، شدید ہے اور سنو! پھر اس (قیامت کے) دن کے پیچھے وہ آگ ہے جس کی تپش بہت شدید، اس کی گہرائی بہت بعید، اس کا زیور، حدید (یعنی لوہے کی بیڑیاں اور طوق) اور پینے کے لئے صدید ہے (یعنی پیپ وغیرہ) دوزخ میں دوزخی کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ذرا سا بھی حصہ نہیں...

جنت پرہیزگاروں کے لئے بنی ہے

خوشخبری...: (راوی کا بیان ہے کہ حضرت علی کا یہ خطاب سن کر جب) سامعین زاروقطار رونے لگے اور بہت روئے، تو آپ نے (مزید) فرمایا "اور اس دن کے بعد (خوش نصیبوں کے لئے) جنت ہے جس کا عرض، زمین وآسمان کے پھیلاؤ کے برابر ہے، جنت، پرہیز گاروں کے لئے تیار فرمائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں، تمہیں سب کو عذاب قبر سے بچائے رکھے اور ہمیں تمہیں سب کو دارالنعیم میں داخل فرمائے۔"

[حضرت علی کا یہ خطبہ پورا ہوا]

قبر مُردے سے کیا کہتی اور مردہ کی خواہش کیا ہوتی ہے؟

مضمون حدیث: حضرت اُسید ابن عبد الرحمان علیہ الرحمہ سے روایت آئی ہے فرمایا: مجھے (یہ حدیث) پہنچی ہے کہ "مومن جب مرتا اور اس کا جنازہ اٹھایا جاتا تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو پھر جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس سے کلام کرتی ہے کہتی ہے میں تجھ سے اُس وقت (بھی) محبت کرتی تھی جب تو میری پیٹھ پر چلتا پھرتا تھا اور اب تو تو مجھے اور زیادہ پیارا ہے اور جب کافر مرتا اور اس کی نعش اٹھائی جاتی ہے تو کہتا ہے مجھے واپس (میرے گھر) پہنچا دو اور جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس سے زمین بات کرتی ہے کہتی ہے میں تجھ سے اس وقت (بھی) بغض ونفرت رکھتی تھی جب تو میری پیٹھ پر چلتا پھرتا تھا اور اب تو تو مجھے بہت زیادہ مبغوض ہے۔"

زیارت قبور سے اصل مقصود، فکر آخرت

حدیث شریف:

مروی ہے کہ (ایک بار) امیر المؤمنین سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قبر کے پاس کھڑے ہوئے تو رونے لگے (بہت روئے) عرض کیا گیا: حضرت! آپ جب جنت و دوزخ کا تذکرہ فرماتے ہیں تب تو (اتنا) نہیں روتے اور اس سے اتنا رو رہے ہیں؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (قبر کے بارے میں) فرمایا ہے:

منازل آخرت میں پہلی منزل قبر

"القبر اول منزل من منازل الآخرة فان نجا منه فما بعده ایسر منه وان لم ینج منه فما بعده اشد منه۔ (ترجمہ) قبر آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے، تو اگر بندے نے یہاں کی دشواریوں سے رہائی پالی تو بعد والے مرحلے سب آسان تر ہوں گے اور یہاں نجات نہیں ملی تو بعد کے احوال میں مزید شدت آتی چلی جائے گی۔

اناج وغیرہ میں ملاوٹ کا نتیجہ

ایک خائن کا عبرتناک سچا واقعہ

حضرت عبد الحمید ابن محمود مغولی (تابعی، جلیل القدر محدث رحمہ اللہ تعالیٰ) کے حوالے سے روایت آئی ہے وہ کہتے ہیں میں (ایک بار) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت (بابرکت) میں بیٹھا تھا اتنے میں ایک قوم آپ کی خدمت میں آئی، انہوں نے (ایک قصہ سناتے ہوئے) عرض کیا: ہم لوگ بارادۂ حج وطن سے نکلے۔ (راہ میں) ہمارا ایک ساتھی بیمار ہوا اور ذات الصفاح نامی بستی تک پہنچے تھے کہ وہ مرگیا بقیہ ص ۲۹ ر پر

منظومات

قسم خدا کی شہا کامیاب ہوجاؤں

(از رشحات قلم: حضور تاج الشریعہ

تمہارے در پہ جو میں باریاب ہوجاؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہوجاؤں

جو پاؤں بوسۂ پائے حضور کیا کہنا
میں ذرہ شمس وقمر کا جواب ہوجاؤں

مری حقیقت فانی بھی کچھ حقیقت ہے
مروں تو آج خیال اور خواب ہوجاؤں

جہاں کے قوس قزح سے فریب کھائے کیوں
میں اپنے قلب ونظر کا حجاب ہوجاؤں

جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف درآں جناب ہوجاؤں

تمہارا نام لیا ہے تلاطم غم میں
میں اب تو پار رسالت مآب ہوجاؤں

یہ میری دوری بدل جائے قرب سے اختؔر
اگر وہ چاہیں تو میں باریاب ہوجاؤں

ادراکِ خرد سے ہے ورا رفعت صدیق

از: مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی، بریلی شریف

ادراکِ خرد سے ہے ورا رفعت صدیق
پھر جانے بھلا کیسے کوئی عظمت صدیق

کی پہلا خلیفہ انھیں تجویز نبی نے
اب اس کے سوا بات نہ کر بابت صدیق

اے رفض سمجھ جائے گا تو کیا ہیں ابوبکر
ڈالے گی تجھے نار میں جب نفرت صدیق

عثمان وعلی اور عمر شاہ مدینہ ہے
سب کے لیے راحت جاں راحت صدیق

تاحشر رہے گا وہ یوں ہی عشق میں غرقاب
جو دیکھ لیا ایک جھلک صورت صدیق

ہر شام وسحر حاضری دیتے ہیں فرشتے
ہے مرجع مخلوق خدا تربت صدیق

سب دولت وزر دے کے یہ کہتے ہیں نبی سے
ہے آپ کے قدموں پہ فدا عترت صدیق

سن اس لیے سرکار نے پہلو میں سلایا
دنیا کو ہو معلوم ہے کیا شوکت صدیق

ہر ایک ادا اپنی طرف کرتی ہے مائل
یوں سنت آقا میں ڈھلی خصلت صدیق

اخلاص و وفا کی کوئی تمثیل نہیں ہے
تاریخ رقم ایسی ہے کی ہجرت صدیق

ہر سانس سے آتی ہے صدا غور سے سنیے
پھیلی گل وگلزار میں ہے نکہت صدیق

اے رافضی کیا تجھ کو پتہ مرتبہ ان کا
خم عرش بریں دیکھ کے ہے رفعت صدیق

آلام ومصیبت میں کہیں جب بھی پھنسا ہوں
پہنچی مجھے ہر موڑ پہ ہے نصرت صدیق

محشر کی تمازت کا بھلا خوف ہو کیونکر
بخشش کے لیے آپ ہیں جب حضرت صدیق

کرتے ہیں جسیؔم اس لیے تعریف ہم ان کی
ہے حظِّ دل وجان وجگر مدحت صدیق

بتول ومادرِ شبیر فاطمہ زہرا

رسول پاک کی تنویر فاطمہ زہرا
بتول ومادرِ شبیر فاطمہ زہرا

ہے جس کی شان مطہر میں آیتِ قرآں
خوشا وہ صاحب توقیر فاطمہ زہرا

تجھے خدا نے عطا کی ہے شان یکتائی
کہیں نہیں تری تنظیر فاطمہ زہرا

خلیق وعادت وخصلت میں تو سراپا ہے
مرے حضور کی تصویر فاطمہ زہرا

منظومات

تمہارے در سے ہی سارا زمانہ پلتا ہے
نہ تم سا کوئی ہے زرگیر فاطمہ زہرا

زمین و آسماں شمس و قمر یہ سارا جہاں
تمہارے گھر کی ہے جاگیر فاطمہ زہرا

ہماری بچیاں الحاد کی طرف ہیں چلی
کرم ہو یا شہ تطہیر فاطمہ زہرا

مصیبتوں میں پھنسی آپ کی کنیزیں ہیں
سنوار دیجیے تقدیر فاطمہ زہرا

جو تیرے نقش قدم پر گزارے زیست یہاں
انھیں ہے خلد کی تبشیر فاطمہ زہرا

کلام پاک کی آیت کی ارض طیبہ پر
تو چلتی پھرتی ہے تفسیر فاطمہ زہرا

ٹھکانہ اس کا ہے نار جحیم میں واللہ
کرے جو آپ کی تحقیر فاطمہ زہرا

جسیم سرور عالم نے یہ بشارت دی
نسائے خلد کی ہیں میر فاطمہ زہرا

جہان علم کی تنویر حافظ ملت

(از: محبوب گوہر اسلام پوری الجامعۃ الرضویہ پٹنہ)

جہان علم کی تنویر حافظ ملت
کرم نوازی کی تصویر حافظ ملت

دلوں کو کرتی ہے تسخیر حافظ ملت
ترے وجود کی تاثیر حافظ ملت

مدبرین زمانہ کو ناز ہے ان پر
ہیں ایسے پیکرِ تدبیر حافظ ملت

مرے بزرگوں نے اک علمی خواب دیکھا تھا
اسی کی بن گئے تعبیر حافظ ملت

جہاں جہاں بھی گیا کاروان علم و ادب
وہاں کے آج بھی ہیں میر حافظ ملت

رضا کی فکر سے جس نے بھی اختلاف کیا
ہوئے نہ اس سے بغل گیر حافظ ملت

یہ انکسار کا عالم کہ کارناموں کی
نہ خود سے کرتے تھے تشہیر حافظ ملت

ہمیشہ تیشۂ قول و عمل سے کرتے تھے
نئے خیال کی تعمیر حافظ ملت

تری ادائے محبت نواز کی اب تک
دلوں پہ نقش ہے تحریر حافظ ملت

جہان علم میں رکھتے ہیں کچھ الگ گوہر
وقار و عزت و توقیر حافظ ملت

گوہرِ حق، ترے اقوال فقیہِ ملت

(از: سلمان رضا فریدی، مدینۃ العرفان مسقط عمان)

گوہرِ حق، ترے اقوال فقیہِ ملت
نازِ ملت، ترے افعال فقیہِ ملت

تیری ہستی ہے فقیہانِ جہاں کی محبوب
ہے درخشاں ترا اقبال فقیہِ ملت

پیکرِ جاں میں کمالاتِ رضا کی تابش
تو ہے مجموعۂ افضال، فقیہِ ملت

ہے مہ و مہر کی مانند رواں تیری حیات
جب تلک ہیں یہ مہ و سال فقیہِ ملت

زر نہیں، لعلِ ہنر ڈھلتے ہیں جس کے اندر
ہے نرالی تری ٹکسال، فقیہِ ملت

اب بھی سیراب ہے گلزارِ معارف تجھ سے
فن کے اے چشمۂ سیّال، فقیہِ ملت

غیرتِ عشقِ رسالت کے بلالِ دوراں
واہ کیا ہے ترا اجلال فقیہِ ملت

عکس تجھ میں نظر آتا ہے حسن بصری کا
صوفیانہ ہے ترا حال فقیہِ ملت

بقیہ ص ۳۵ / پر

امام احمد رضا کانفرنس 2022ء

اعلیٰ حضرت دینی علوم کے ساتھ جدید سائنسی و تکنیکی علوم پر بھی دسترس رکھتے تھے، چیئر مین اسلامی نظریاتی کونسل علماء، مفکرین اور مسلم سائنسدانوں میں امام احمد رضا منفرد و نمایاں ہیں، صوبائی وزیر محنت سعید غنی فاضل بریلوی کی شاعری پر ترکی یونی ورسٹی میں کام ہو رہا ہے، محمود شاما امام احمد رضا پر عالمی جامعات میں 58 اسکالرز Ph.d کر چکے ہیں، ڈاکٹر مجید اللہ قادری اعلیٰ حضرت کی تعلیمات آج بھی چراغ راہ ہیں۔

امام احمد رضا کانفرنس 2022 سے ڈاکٹر طاہر تنولی، علامہ حامد سرفراز، ڈاکٹر عمیر محمود و دیگر کا خطاب بڑی بڑی شخصیات اپنے نام اور کام سے پہچانی جاتی ہیں امام احمد رضا کی شخصیت بالعموم عالم اسلام اور بالخصوص برصغیر میں اپنی ادبی، دینی اور خصوصاً فقہی خدمات کی وجہ سے بہت مشہور ہے، انہوں نے نہایت جامع فتاویٰ دیئے جو اہل علم و دانش کی نگاہ میں بہت ہی قدر و منزلت رکھتے ہیں، اعلیٰ حضرت دینی و مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی و تکنیکی علوم و امور پر بھی دسترس رکھتے تھے جیسا کہ فلکیات و ریاضی کے علوم میں درجہ سند رکھتے تھے۔

ان خیالات کا اظہار چیئر مین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان ڈاکٹر قبلہ ایاز نے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے زیر اہتمام گزشتہ روز کراچی کے ایک آڈیٹوریم میں ہونے والی ''امام احمد رضا کانفرنس 2022ء'' کے نام اپنے ایک پیغام میں کیا، امام احمد رضا کانفرنس 2022ء کی نظامت کے فرائض علامہ مفتی سید زاہد سراج قادری نے ادا کیے، قاری عبدالرافع کی تلاوت قرآن، محمد رضا خان قادری اور محمد نسیم اختر قادری کے ہدیۂ نعت کے بعد کانفرنس کا آغاز ہوا، کانفرنس کے صدر صوبائی وزیر محنت سعید غنی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کے پاس ہندو سندھ ہی نہیں دنیا بھر سے سوالات آتے اور وہ ان پر فتاویٰ دے کر عالم اسلام کی رہنمائی کرتے تھے، علماء، مفکرین اور مسلم سائنسدانوں میں امام احمد رضا منفرد و نمایاں ہیں ان کے سائنسی و علمی تدبر کو ڈاکٹر اقبال اور ڈاکٹر عبدالقدیر نے بھی خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

ممتاز سینئر صحافی و کالم نگار جناب محمود شام نے کہا کہ میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اور آرٹس کونسل کے صدر احمد شاہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے امام احمد رضا کی کتب پڑھنے اور کانفرنس میں اظہار خیال کا موقع دیا، میں نے امام احمد رضا کی حدائق بخشش، سلام رضا اور سیاسی افکار کا مطالعہ کیا، تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ اُن کے ملفوظات اور تصانیف اس عہد کے افکار و نظریات کی خرد افروزی کے لیے بھی کافی ہیں، وہ دینی ہی نہیں سیاسی اُفق اور عشق رسول ﷺ سے بھی مسلمانوں کے ذہنوں کے دروازے کو وا کرتے ہیں، امام احمد رضا جدید علوم خاص کر سائنسی علوم پر بھی گہری نظر رکھتے تھے اسی لیے 21 ویں صدی کے ممتاز مسلم ایٹمی سائنسداں ڈاکٹر عبدالقدیر نے ان کی زندگی کے اس پہلو کو خراج پیش کیا، وہ عظیم شاعر بھی تھے، ردیفیں ان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھیں، میں ترکی کے شہر کونیہ گیا تو سلجوک یونی ورسٹی کے استاد پروفیسر ڈاکٹر رجب ردگان نے امام احمد رضا کا گرانقدر تحفہ ''حدائق بخشش'' کا ترکی زبان میں ترجمہ عنایت کیا، جس سے معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی کی شاعری پر ترکی یونی ورسٹی میں بھی کام ہو رہا ہے، جماعت اسلامی کراچی کے امیر حافظ نعیم الرحمٰن نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کی نابغۂ روزگار شخصیت ایک انجمن اور ایک تحریک تھی، ان کی نعتوں میں عشق رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے، عربی فارسی، اردو ہندی زبان میں مختلف فنون پر آپ کی سیکڑوں کتابیں اسلام کی روشنی پھیلانے کا موجب بنیں، ان کی تعلیمات آج بھی روشن چراغ ہیں۔

صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم امام احمد رضا کو جدید دنیا کے سامنے جدید تحقیقی انداز میں پیش کرنے کا کام کر رہے ہیں، جس کی بدولت آج عالمی سطح کی یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا پر تقریباً 58 اسکالرز Ph.d کی اعلیٰ اسناد حاصل کر چکے ہیں، وہ علوم دینیہ کے ساتھ علوم سائنس پر بھی دسترس رکھتے تھے حرکت زمین پر ان کی کتاب ''فوز مبین'' دیکھ بقیہ ص ۲۱ ر پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोटः-

1. तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।
2. वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इशाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।
3. पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597



RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25
JANUARY-2023
PAGES 56 WITH COVER
PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan
فقہی متون وشروح کے جزئیات کا ذخیرہ، علماء ومفتیان کرام کی ضرورتوں کا معاون، اور بالخصوص نو پید مسائل کے شرعی حل کا مجموعہ
104
عرس رضوی کے موقع پر
فتاویٰ
تاج الشریعہ
دس
10
جلدیں
کا رسم اجراء
FATAWA TAJUSH SHARIYAH
اصل قیمت
11,000روپے
رعایتی قیمت
5,500روپے
عرس رضوی کے موقع پر خاص رعایتی قیمت
صرف 4,400روپے
BANK NAME:
STATE BANK OF INDIA
A/C NAME:
IMAM AHMAD RAZA TRUST
A/C NO:
30078123009
IFSC CODE:
SBIN0000597
ADDRESS:
KUTUBKHANA BRANCH
BAREILLY
Contact 9808800888 8791766391
UPI ID:
JAMIATURRAZA@SBI
MuftiAsjadRaza.com



عرس خواجہ مبارک

عالم اسلام کو

رجب المرجب ۱۴۴۴ھ / فروری ۲۰۲۳ء
FEBRUARY-2023 Rs. 30/-

جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سُنّی دُنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مُدیر
مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی



مرکز الدراسات الإسلامیة جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، ہند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار
امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی و ادبی و اصلاحی ترجمان

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۲
Issue No. 02
Vol. 8 جلد نمبر ۸

رجب المرجب ۱۴۴۴ھ
فروری ۲۰۲۳ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ
ماھنامہ سنی دنیا
۸۲/ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔
Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

سلطان الہند کی شانِ عبادت واستغنا

سلطان الہند حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن رات عبادت وریاضت الٰہی میں مشغول رہتے تھ، آپ ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور ۷۰ر سال تک عشا کے وضو سے نمازِ فجر ادا فرمائی، آپ ساتویں روز پانچ مثقال سوکھی روٹی سے صرف پانی میں بھگو کر روزہ افطار کرتے تھے، آپ نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا، کہا جاتا ہے کہ آپ نے زندگی بھر صرف ایک ہی لباس پہنا، جب کبھی وہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اس میں پیوند لگا لیا کرتے تھے، بے شمار پیوند لگنے کی وجہ سے وہ اتنا وزنی ہو گیا تھا کہ آپ کے وصال کے بعد جب اسے تولا گیا تو اس کا وزن ساڑھے باون سیر تھا، خواجہ غریب نواز نے اپنی زندگی میں کل ۵۱ر حج پیدل چل کر کئے، آپ ۲۴ر گھنٹے میں دو بار قرآن پاک پڑھ لیا کرتے تھے۔

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

خواجۂ ہند اور ان کی تبلیغ و ارشاد

اداریہ

ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں حضور خواجہ غریب نواز کی آمد ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، ہندوستان جہاں کفر و ضلالت زدہ انسانوں کے قلوب و اذہان کے ظلمت کی آماجگاہ بن چکے تھے، لوگ وحدہ لاشریک کی بارگاہ بےکس پناہ میں سجود نیاز لٹانے کے بجائے ہزاروں باطل خداؤں کے قدموں میں ڈھیر کر چکے تھے، جو جتنے خداؤں کی پرستش کرتا لوگ اسے اتنا ہی بڑا تصور کرتے تھے، طاقت کی پوجا کرتے کرتے لوگ دنیا کے ہر طاقتور کے قدموں پر اپنا سر خم کر دینے کے عادی ہو چکے تھے، ایسے میں انھیں ان کی ضلالت و گمراہی سے آگاہ کرنے اور انھیں تمام باطل خداؤں سے پھیر کر صرف ایک خدا کی بارہ تک پہنچانے کا تصور اچھے اچھوں کا جگر پانی کر دیتا، لیکن خواجۂ ہند نے ہندوستان کے اجمیر جیسے خطے کو اپنے تبلیغی مشن کا مرکز بنایا جہاں دُور دُور تک کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں کا دَور دَورہ تھا۔

آپ نے اسلامی تعلیم و تربیت اور اخلاق و کردار کا وہ جوہر دکھلایا کہ لوگ خواہی نخواہی آپ کے گرویدہ ہوتے چلے گئے، اسلام کی بھینی بھینی خوشبو ظلمت زدہ لوگوں کے مشام جاں کو معطر کرتی چلی گئی، جوق در جوق انسانوں کا ہجوم دین مصطفےٰ کے دامن میں پناہ لینے لگا، ہندوستان میں اسلام کی بڑھتی مقبولیت کے پیش نظر طاقت و قوت کے بل پر دیوتاؤں کا پیکر اختیار کرنے والے پاکھنڈیوں کے ہوش اڑنے لگے، سوچا کیوں نہ انھیں طاقت کے زور پر شہر بدر کر دیا جائے، پریشانیوں سے دوچار کر دیا جائے جس سے یہ فقیر اور اس کے ہمنوا یہاں سے نقل مکانی پر مجبور ہو جائیں، چناں چہ طرح طرح کی ایذا رسانیوں کا سلسلہ شروع ہوا، شعبدہ بازوں اور جادوگروں کا سہارا لیا گیا، لیکن وہ مرد حق آگاہ صبر و رضا کے ساتھ باطل کے تمام حملوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹا رہا، اس کے پائے ثبات میں ذرّہ برابر بھی لرزش نہ آئی، بالآخر حق غالب آیا، مخالفین موافقین میں بدل گئے، دشمن دوست بن گئے، ایذا رسانیاں کرنے والے راہوں میں پھول اور پلکیں بچھانے لگے، صرف آپ کی مومنانہ، صوفیانہ، مخلصانہ اور مؤثرانہ تبلیغ کے نتیجے میں لاکھوں بندگان خدا ایمان و اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

خراسان سے چل کر سرزمین ہند کو قدوم میمنت لزوم سرفراز کرنے والے روحانیت کے اس تاجدار نے انسانی قلوب و اذہان پر ایسی حکومت قائم کی کہ آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی سکہ رائج الوقت کی طرح آپ کی وہ حکومت قائم و دائم ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہاں کی ولایت تو انھیں بارگاہ مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تفویض کی گئی تھی، ایک دن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا:

> ”اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے، میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی، وہاں کفر کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اجمیر جا، تیرے وجود سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کا نور ہر سو پھیلے گا۔“ (سیر الاقطاب، ص ۱۲۴)

حضور خواجہ غریب نواز نے اپنے تبلیغی مرکز میں مبلغین و دعاۃ کی ایسی پختہ کار جماعت تیار کی جس نے ہندوستان کے دیگر شہروں اور صوبوں میں اسلامی ہمہ جہتی کا نور پھیلایا، بے شمار گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا، انھیں اللہ و رسول کی معرفت اور مقصد حیات کا پتہ بتایا، آپ کے خلفا میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ وجیہ الدین، سلطان مسعود غازی اور شیخ وحید الدین خراسانی بقیہ ص ۵۳ / پر

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

صبر، تحمل اور برداشت

اسلامیات

صبر و تحمل و بردباری کا لغوی معنی برداشت کرنا، بوجھ اٹھانا اور نرمی اختیار کرنا ہے، جبکہ اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد ناگوار باتوں میں برداشت سے کام لینا اور نامُوافق حالات میں نرمی اور تواضُع کا اظہار کرنا، تحمل و بُردباری کہلاتا ہے۔(۱)

تحمل و بُردباری کی اہمیت

دینِ اسلام میں تحمل و بُردباری کی بڑی اہمیت ہے، یہ ایک گراں قدر نعمت ہے، اس کی بدولت ہم ایک اچھی اور بہترین زندگی بسر کر سکتے ہیں، اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ حلم (برداشت) اللہ تعالیٰ کی متعدد صفات میں سے ایک صفت ہے، اللہ کریم اپنے بندوں کی لغزشوں گناہوں کو مُعاف اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے، خالق کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کا ارشادِ پاک ہے:

"وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ۔(۲) جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔"

تحمل و بُردباری انبیا کی بھی صفت ہے

تحمل و برداشت ایک ایسا وصف ہے جس سے تمام انبیا متصف فرمائے گئے، حضرت سیّدنا ابراہیم کے اس وصف کا بالخصوص ذکر کرتے ہوئے اللہ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ لَحَلِيۡمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيۡبٌ۔(۳) یقیناً ابراہیم تحمل والا، بہت آئیں کرنے، رُجوع لانے والا ہے۔"

تحمل و بُردباری کا مظاہرہ سنّتِ انبیا ہے

جاہل اور بے وقوف لوگوں کی بدتمیزی اور جہالت پر تحمل، بُردباری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا سنّتِ انبیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰٮكَ فِىۡ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ، قَالَ يٰقَوۡمِ لَيۡسَ بِىۡ سَفَاهَةٌ وَّلٰـكِنِّىۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ، اُبَلِّغُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّىۡ وَاَنَا لَـكُمۡ نَاصِحٌ اَمِيۡنٌ۔(۴) اس کی قوم کے کافر سردار بولے: یقیناً ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور یقیناً ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں، کہا: اے میری قوم! مجھے بے وقوفی سے کوئی تعلق نہیں، میں تو پروردگارِ عالم کا رسول ہوں، تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں۔"

صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی ان آیاتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "کفّار کا حضرت سیّدنا ہود علیہ السلام کی جناب میں یہ گستاخانہ کلام کہ "تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں، جھوٹا گمان کرتے ہیں" انتہائی درجہ کی بے ادبی اور کمینگی تھی اور وہ مستحق اس بات کے تھے کہ انہیں سخت ترین جواب دیا جاتا، مگر آپ نے اپنے اَخلاق وادب اور شانِ حلم (تحمل و برداشت) سے جو جواب دیا، اس سے شانِ مقابلہ ہی نہ پیدا ہونے دی اور ان کی جہالت سے چشم پوشی فرمائی۔"(۵)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے

دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دینے والے مبلغین کو چاہیے، کہ حسن اَخلاق اور تحمل و برداشت سے کام لیں اور کوئی کتنی ہی سخت بات کہہ دے، اس پر صبر و تحمل سے کام لیں، خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور رِضائے الٰہی کے لیے اپنے غصے کو پی جائیں؛ کہ یہ اللہ کے نیک بندوں اور مقبولانِ بارگاہ کا خاص وصف اور پہچان ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ وَالۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔(٦) غصہ پینے والے اور لوگوں سے

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔"

جاہلوں سے اجتناب

اللہ کے نیک بندے جاہلوں سے اِعراض (اجتناب) کرتے ہیں اوران کی ناگوار باتوں پر تحمل و برداشت کا مظاہرہ کرتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا-(۷) رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں: بس سلام! حضرت سیّدنا مجاہد اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ زمین پر آہستہ چلنے سے مراد ان کا تحمل، برداشت اور وقار ہے۔" (۸)

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا-(۹) جب بے ہودہ پر گزرتے ہیں، اپنی عزّت سنبھالے گزر جاتے ہیں اور اپنے آپ کو لہو و باطل سے ملوث نہیں ہونے دیتے، ایسی مجالس سے اِعراض کرتے ہیں۔" (۱۰)

صبر کرنے کی تلقین

اہلِ ایمان کو حکم ہے کہ اگر کوئی گروہ تمہارے ساتھ ظلم و زیادتی کرے، تو تم انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود تحمل، برداشت اور صبر سے کام لو؛ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر اور افضل ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَىٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ-(۱۱) اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کو صبر سب سے اچھا ہے۔"

"عجائب القرآن" میں ہے کہ "حضرت سیّدنا نُوح علیہ السلام ساڑھے نوسو 950 ؍برس تک اپنی قوم کی طرف سے اِیذا رَسانیوں، دِلخراش طعنوں اور گالیوں کے باوجود صبر و تحمل کے ساتھ اپنی قوم کو ہدایت کا درس دیتے رہے اور جب تک ان پر وحی نہیں آگئی کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے، اس وقت تک آپ برابر ہدایت کا وعظ سناتے ہی رہے، جب بذریعہ وحی آپ ان لوگوں کے ایمان سے مایوس ہوگئے، تو آپ نے ان ظالموں کے لیے ہلاکت کی دعا فرمائی، قومِ مسلم کے واعظوں اور ہادیوں کے لیے حضرت نُوح علیہ السلام کا اُسوۂ حسنہ چراغِ ہدایت و منارۂ نور ہے، کہ وہ بھی صبر و استقلال کے ساتھ برابر تبلیغ و اِرشاد کا کام جاری رکھیں۔" (۱۲)

ذاتی انتقام سے گریز

حضور نبی کریم ﷺ کو راہِ خدا میں بے شمار تکلیفیں پہنچائی گئیں، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے انتہائی صبر اور تحمل و برداشت کا مظاہرہ فرمایا اور کبھی کسی کو ذاتی انتقام کا نشانہ نہیں بنایا، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

"وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلّٰهِ-(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی سے ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا، سوائے اس صورت کے کہ کسی نے اَحکامِ خداوندی کی نافرمانی کی ہو۔"

سب سے زیادہ بُردبار

طاقت اور انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود اپنے مخالفین کو مُعاف کردینا، تحمل، بُردباری اور برداشت کی علامت ہے، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"وأحلَمُكُم مَن عفَا بعدَ قدرةِ-(۱۴) تم میں سب سے زِیادہ بُردبار (برداشت والا) وہ ہے، جو طاقت کے باوجود مُعاف کردے۔"

تحمل و بُردباری! اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ خصلت

تحمل و بردباری وہ پیاری صفات ہیں، جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے حضرت اشج عبد قیس میں حلم، بُردباری اور سنجیدگی دیکھی تو ان سے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ-[1] الْحِلْمُ[2] وَالْأَنَاةُ-(۱۵) تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند

فرماتا ہے: [1] بردباری (برداشت) [2] اور سمجھ۔"

غرور وتکبّر! تحمل وبرداشت کی راہ میں بڑی رکاوٹ

تحمل وبرداشت کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ غرور وتکبّر ہے، غرور وتکبّر کے باعث انسانی طبیعت میں بے جا غصہ اور شدّت جیسی مذموم صفات پیدا ہوتی ہیں، جو اسے تحمل مزاجی، رافت ونرمی اور برداشت کا مظاہرہ کرنے سے روکتی ہیں، حجۃ الاسلام سیّدنا امام محمد غزالی "کیمیائے سعادت" میں فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے امیر المومنین سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سخت کلامی کی، آپ نے سر جھکا لیا اور فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے غصہ آجائے؟ اور شیطان مجھے تکبر اور حکومت کے غرور میں مبتلا کرے؟ اور میں تم کو ظلم کا نشانہ بناؤں؟ اور بروزِ قیامت تم مجھ سے اِس کا بدلہ لو؟ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہوگا! یہ فرما کر خاموش ہوگئے۔" (۱۶)

تحمل مزاجی اپنانے کا طریقہ

جس طرح کوئی بھی چیز سیکھنے سے آتی ہے، اسی طرح تحمل مزاجی کی صفت بہ تکلف صبر کرنے اور برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے، لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ خلافِ مزاج بات پر اپنے غصے کو قابو میں رکھے اور تحمل وبرداشت کا مظاہرہ کرے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ، وَالْحِلْمُ بِالتَّحَلُّمِ، وَمَنْ يَتَحَرَّ الْخَيْرَ يُعْطَهُ، وَمَنْ يَتَّوَقَّ الشَّرَّ يُوقَّهُ۔ (۱۷) علم سیکھنے سے آتا ہے اور تحمل مزاجی بہ تکلف برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور جو بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کرے اسے بھلائی دی جاتی ہے اور جو شر سے بچنا چاہتا ہے، اسے شر سے بچا لیا جاتا ہے۔"

تحمل مزاجی سے مزیّن ہونے کی دعا

ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر تحمل مزاجی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا بھی کریں؛ کہ سرکارِ دوجہاں ﷺ بھی تحمل مزاجی، تقویٰ، علم اور عافیت کے لیے بنفسِ نفیس یہ دعا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ أَغْنِنِي بِالْعِلْمِ، وَزَيِّنِّي بِالْحِلْمِ، وَأَكْرِمْنِي بِالتَّقْوَى، وَجَمِّلْنِي بِالْعَافِيَةِ۔ (۱۸) اے اللہ! مجھے علم کے ذریعہ غنی، تحمل مزاجی سے مُزیّن، تقویٰ سے مکرم اور عافیت سے آراستہ فرما۔"

بُردباری سے پیش آنے کا اِنعام

کسی کے جاہلانہ برتاؤ پر تحمل، بُردباری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا، مددِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ! میں اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے قطع تعلقی کرتے ہیں! میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے بُرا سلوک کرتے ہیں! میں ان کے ساتھ بُردباری سے پیش آتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے جاہلانہ برتاؤ کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ، مَادُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ۔ (۱۹) اگر مُعاملہ اسی طرح ہے جیسے تم نے کہا، تو گویا انہیں جلتی ہوئی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس حال پر رہو گے، تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا۔"

عورتوں کے ساتھ نرمی اور بُردباری سے پیش آنے کی تلقین

تحمل، برداشت اور نرمی کے سب سے زیادہ حقدار انسان کے اپنے اہل وعیال ہیں، لہٰذا اگر زَوجین (میاں بیوی) میں سے کوئی ایک بدمزاج، بداَخلاق اور زبان دراز ہو، تو فریقِ ثانی کو چاہیے کہ صبر، تحمل اور برداشت سے کام لے، سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا۔ (۲۰) خواتین سے نیک سلوک کرو؛ کیونکہ

اسلامیات

اُن کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی کا سب سے اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے، اگر تم نے اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑے رکھو تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، لہٰذا خواتین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

تحمل مزاجی، برداشت اور صبر افضل ترین اعمال میں سے ہیں، بزرگانِ دین کے نزدیک تحمل و برداشت زُہد کا دوسرا نام ہے، منقول ہے کہ حضرت سفیان ثوری، ابوخزیمہ یربوعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فضیل بن عیاض جمع ہو کر زُہد کے بارے میں گفتگو کرنے لگے، تو اُن سب نے اس پر اِتفاق کیا کہ اعمال میں سب سے افضل غصے کے وقت تحمل مزاجی اور مصیبت کے وقت صبر سے کام لینا ہے۔" (۲۱)

بے جا غصّہ، عدم برداشت اور بے صبری انسانی قوتِ اِیقان و اطمینان کو ختم کر دیتی ہیں، اس کے باعث انسان ذہنی دباؤ کا شکار ہو کر بڑے بڑے جرائم اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے، جبکہ تحمل، برداشت اور رَواداری کے باعث نئی امیدیں پروان چڑھتی ہیں، قلبِ انسانی میں امید اور یقین کے نئے چراغ روشن ہوتے ہیں، لہٰذا مُعاشرے کے امن، سکون اور بقا کے لیے بحیثیت مسلمان ہمیں اپنی شخصیت کو تحمل و بُردباری، برداشت اور صبر جیسی اعلیٰ صفات سے مزیّن کرنا چاہیے، کہ مُعاشرتی امن، سکون اور ترقی کے لیے تحمل و برداشت کی حیثیت ایک ضامن کی سی ہے۔

اے اللہ! ہمیں تحمل، بُردباری اور برداشت جیسی اعلیٰ صفات سے مزیّن فرما، غرور و تکبّر سے محفوظ فرما، جاہلوں کے ساتھ اُلجھنے سے اجتناب کی توفیق مرحمت فرما، اپنے اہل و عیال اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کی توفیق عطا فرما اور بے جا غصّہ، بے صبری اور عدم برداشت جیسی صفاتِ رَذِیلہ سے نجات عطا فرما، آمین یاربّ العالمین۔

(۱) "جمہرۃ اللغۃ" للأزدی، الحلم، 1/565، ملخصاً۔ و"التعریفات" للجرجانی، الحلم، ص۹۲ و"فرہنگِ آصفیہ" تحمل، 1/596، ملخصاً۔ (۲) پ2، البقرۃ: 235 (۳) پ۱۲، ہُود.۷۵ : (۴) پ۸، الأعراف۶۶ :-.۶۸ (۵) "تفسیر خزائن العرفان" پ8، الاعراف، زیرِ آیت68 :،300۔ (۶) پ۴، آل عمران.۱۳٤ : (۷) پ۱۹، الفرقان.۶۳ : (۸) "تفسیر الطبری" تحت الآیۃ۶۳ :، ر20086 :، الجزء۱۹، ص۴3 (۹) پ۱۹، الفرقان.۷۲ :(۱۰) "تفسیر خزائن العرفان" پ19، الفرقان، زیرِ آیت 72/680۔ (۱۱) پ۱٤، النحل.۱۲۶ : (۱۲) "غرائب القرآن" (28) طوفان کیونکر ختم ہوا، درسِ دایت 325۔ (۱۳) "صحیح البخاری" کتاب الأدب، ر۶۱۲۶ :، ص.۱۰۶۷ (۱۴) "الفِردَوس بماثور الخطاب" باب الألف، ر850 :، ۱/.222 (۱۵) "صحیح مسلم" کتاب الإیمان، ر۱۱۸ :، ص۳۱ (۱۶) "کیمیائے سعادت" رکنِ سوم 3، اصلِ چہارُم 4، خشم و حقد و حسد 504۔ (۱۷) "تاریخ دِمشق" لابن عساکر، تحت ر2162 :–رَجاء...اِلخ، 18/.99 (۱۸) "الجامع الصغیر" حرف الہمزۃ، ر1532 :، الجزء1، ص.96 (۱۹) "صحیح مسلم" کتاب البرّ والصلۃ والآدب، ر6525 :، ص.1122 (۲۰) "صحیح البخاری" کتاب النکاح، ر5186/ص926 (۲۱) "اِحیاء علوم الدِین" رُبع المہلکات، کتاب ذمّ الغضب...اِلخ، 3/..176–

◆◆◆

ص ۱۲/ کا بقیہ.......................

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"احادیث و روایات میں مطلق سیاہ رنگ سے ممانعت فرمائی تو جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ نرا نیل یا مہندی کا میل یا کوئی تیل غرض کچھ ہو سب ناجائز و حرام اور ان وعیدوں میں داخل ہے۔" اھ

(فتاویٰ رضویہ: ج:۹، نصف آخر، ص۳۲ :، رضا اکیڈمی ممبئی)

◆◆◆

ص ۱۶/ کا بقیہ.......................

نکال دیا لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے مگر وہ طلاق دینے پر کسی طرح راضی نہیں ہے اسی طرح کئی ماہ گزر چکے ہیں مگر وہ نہیں مانتا، حضور کوئی حل بتائیے نومسلم لڑکی کے دین پہ استقامت اور گناہ سے بچنے کی دُعا کی درخواست ہے؟

ارشاد...: اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو استقامت نصیب فرمائے اور اس کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور اس کی مشکل آسان فرمائے اُس لڑکے سے جیسے بنے طلاق لی جائے زبانی طور پر یا تحریری طور پر یا کچھ اس کو دے کر یا زبانی طور پر جبراً حاکم کے دباؤ سے یا اہل اثر کے دباؤ سے اس سے طلاق کہلوائی جائے۔

.........جاری

اسلامیات

از: مولانا عبداللطیف علیمی *

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

اسلامیات

سوال: کیا مرنے کے بعد کسی کا دوبارہ جنم ہوگا؟

جواب: مرنے کے بعد کسی کا بھی دوسرا جنم نہیں ہوگا یعنی دوبارہ پیدا نہیں کیا جائے گا کیوں کہ جو ایک بار پیدا ہو گیا موت آ گئی تو مرنے کے بعد اس کی روح نہ کسی دوسرے بدن میں جائے گی نہ اس کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا بلکہ قیامت آنے تک اس کی روح عالم برزخ (دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے) میں رہے گی لیکن یہ خیال رکھنا کی کسی کی روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے چاہے آدمی کا بدن ہو یا جانور کا یا پیڑ پودے میں یہ سراسر غلط اور اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے اس کا ماننا کفر ہے اسی کو آواگون اور تناسخ کہتے ہیں۔

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱/ح۱/ص۲۶/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا بغیر وضو کے فاتحہ درست نہیں ہے؟

جواب: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر فاتحہ بغیر وضو کے پڑھی جائے تو فاتحہ درست نہیں ہے، یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے حالانکہ درست مسئلہ یہ ہے کہ فاتحہ پڑھنے کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں مگر کرلینا افضل ہے کیوں کہ فاتحہ میں قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن شریف کو زبانی تلاوت کرنے کے لئے وضو کرلینا بہتر ہے نہ کہ واجب اس لیے کہ یہ تلاوت کے آداب میں سے ہے۔

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن عظیم پڑھنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱/ح۲/ص۲۳/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا قرآن شریف کی تلاوت کرنے میں صرف ہونٹ ہلانے اور آواز نہ نکالنے سے تلاوت درست ہے؟

جواب: کچھ لوگ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں خواہ نماز میں یا نماز کے باہر تو صرف ہونٹ ہلاتے ہیں اور آواز بالکل نہیں نکالتے ان کا اس طریقے سے پڑھنا پڑھنا نہیں، اگر اس طریقے سے نماز میں پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی اور اگر قرآن پاک کی تلاوت کریں گے تو تلاوت کا ثواب بھی نہیں پائیں گے اس لیے کہ آہستہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنی آواز سے ضرور پڑھے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن لے صرف ہونٹ ہلنا اور آواز کا بالکل نہ نکلنا پڑھنا نہیں ہے۔

حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں:

"آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس طرح آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شوروغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱/ح۳/ص۶۶/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا ناجائز ہے؟

جواب: بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد میت کے چہرے کو دیکھنے کے لیے منع کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں یہ غلط ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دفن سے پہلے چہرا دیکھ سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں لیکن اس سے بچنا چاہیے کہ دفن کرنے میں تاخیر ہوگی جب کہ حدیث شریف میں میت کو جلد دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ہاں اگر ضرورت ہو تو دیکھ لیں ورنہ بلا ضرورت میت دفن کرنے

* مضمون نگار فیضانِ تاج الشریعہ بریلی شریف تخصص کے طالب علم ہیں۔

میں تاخیر نہ کریں، لیکن میت اگر عورت ہو تو غیر محرم کو دیکھنا جائز نہیں، فتاویٰ برکاتیہ میں ہے:

" جس طرح نماز جنازہ سے پہلے میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے ایسے نماز جنازہ کے بعد بھی دیکھنا جائز ہے۔" اھ

(فتاویٰ برکاتیہ: ص ۴۱۰ رشبیر برادرز)

سوال: جنازہ کے آگے آگے چلنا کیسا ہے؟

جواب: کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب جنازہ لے جا رہے ہوتے ہیں تو وہ اس کے آگے آگے چلتے ہیں حالانکہ جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے بہتر ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں دائیں بائیں بھی نہ چلیں اور اگر آگے ہوں تو اتنا آگے ہوں کہ ساتھیوں میں نہ گنے جائیں، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازے سے پیچھے چلیں دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔" اھ

بعض لوگ قبرستان دور ہو تو سواری سے جاتے ہیں ان کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ آگے نہ چلیں اور آگے ہوں تو جنازے سے دور ہوں، اسی میں ہے:

" جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازے سے دور ہو۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱رح۴ رص ۱۴۴ رقادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: قبرستان میں جانور چرانا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں گائے بیل بھینس اور بکری وغیرہ جانور چرانا یا باندھنا ناجائز و گناہ ہے اور قبور مسلمین کی توہین و بے حرمتی اور اموات مسلمین کی ایذا رسانی کا باعث ہے کیونکہ گائے بیل بھینس بکری وغیرہ جہاں چرتے ہیں پیشاب اور لید گوبر کرتے ہیں اور قبرستان میں انہیں چرانے اور باندھنے کا مطلب ہوا کہ قبور مسلمین کو جانوروں سے پامال کرنا ان کے پیشاب و لید گوبر سے قبروں کو ملوث اور گندہ کر کے ان کی بے حرمتی کرنا اور مردوں کو ایذا دینا ہے یہ سراسر ناجائز و گناہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" قبرستان میں گھاس اگتی ہے جب تک سبز ہے اسے کاٹنے کی اجازت نہیں جب سوکھ جائے تو کاٹ کر جانوروں کے لیے بھیج سکتے ہیں مگر جانوروں کا قبرستان بھی چرانا کسی طرح جائز نہیں مطلقا حرام ہے قبروں کی بے ادبی ہے مذہب اسلام کی توہین ہے کھلی مذہبی دست اندازی ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ: ج۶ رص ۴۹۲ ررضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: کیا عورت ناپاکی کی حالت میں فاتحہ کا کھانا نہیں پکا سکتی؟

جواب: کچھ عورتیں یہ خیال رکھتی ہیں کہ عورت ناپاکی کی حالت میں فاتحہ کا کھانا نہیں پکا سکتی ان کی یہ کم علمی ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ حیض و نفاس کی حالت میں بھی عورت نیاز فاتحہ کا کھانا پکا سکتی ہے شرعاً کوئی حرج نہیں، جس طریقے سے حیض کی حالت میں حائضہ عورت عام کھانا پکا سکتی ہے اسی طریقے سے فاتحہ کے لئے شیرنی بھی پکا سکتی ہے، اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

" اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی جائز ہے، اسے اپنے ساتھ کھلانا بھی جائز ہے ان باتوں سے احتراز یہود و مجوس کا مسئلہ ہے۔" اھ (فتاویٰ رضویہ: جلد ۲ رصفحہ ۳۶ ررضا اکیڈمی ممبئی)

لہٰذا معلوم ہوا کہ حائضہ عورت نیاز فاتحہ کے لئے کھانا بنا سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا ناخن پانی میں پڑ جائے تو پانی حرام ہو جاتا ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ اگر ناخن پانی میں پڑ جائے تو پانی حرام ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر بے وضو شخص بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں ناخن ڈالے گا تب پانی مستعمل ہوگا ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" عوام میں مشہور ہے کہ بے وضو کا ناخن ڈوبنے سے پانی مکروہ ہو جاتا ہے اور مسئلہ ہے یوں کہ بے وضو کے اعضائے وضو میں جو کوئی بے دھلا حصہ سر کے سوا آب قلیل سے بے

اسلامیات

ضرورت مس کرے گا وہ پانی قابلِ وضو نہ رہے گا۔" اھ

(فتاویٰ رضویہ: ج۱ ص۳۱۸ رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: کیا عورت فاتحہ نہیں پڑھ سکتی ہے؟

جواب: بعض عورتوں کا خیال یہ ہے کہ عورت فاتحہ نہیں پڑھ سکتی ان کی یہ غلط فہمی ہے فاتحہ وایصال ثواب جس طرح مردوں کے لیے جائز ہے اسی طرح بلاشبہ عورتوں کے لیے بھی جائز ہے لیکن بعض عورتیں بلاوجہ پریشان ہوتی ہیں اور فاتحہ کے لئے بچوں کو ادھر ادھر دوڑاتی ہیں حالانکہ وہ خود بھی فاتحہ پڑھ سکتی ہیں، اور کچھ عورتیں اور لڑکیاں جاہل مردوں سے زیادہ پڑھی لکھی نیک پارسا ہوتی ہیں اگر وہ خود ہی قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کریں تو بہتر ہے۔ اگر عورتیں گھر میں پڑھی ہوئی ہیں اور مرد گھر میں نہیں ہیں تو فاتحہ پڑھ سکتی ہیں، فتاویٰ بحر العلوم میں ہے:

" جب عورتیں نماز پڑھ سکتی ہیں تو فاتحہ ودرود پاکی کے عالم میں ضرور کر سکتی ہیں۔" اھ (فتاویٰ بحر العلوم: ج۲ ص۲۷۰)

سوال: کیا کھانا کھانے کے دوران باتیں کرنا درست نہیں ہے؟

جواب: عوام میں یہ غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کھانا کھانے کے دوران باتیں کرنا درست ہے لیکن بے ہودہ باتیں نہ کرے کیوں کہ بالکل چپ رہنا مجوسیوں یعنی آگ کی پوجا کرنے والوں کا طریقہ ہے، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر بے ہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱ ح۱۶ ص۱۹ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا جانور ذبح کرتے وقت سر الگ ہو جائے تو اس کو کھانا حرام ہے؟

جواب: عوام میں مشہور ہے کہ اگر مرغ، بکرا یا کوئی اور حلال جانور جن کو کھانے کا حکم ہے اگر ان کو ذبح کرنے کے وقت سر الگ ہو جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اب ذبیحہ کے سر کو کھانا درست نہیں ہے حالانکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس کے سر کو بھی کھانا درست ہے جس طرح سے اس کے گوشت کو کھانا درست ہے، صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔" اھ

(بہار شریعت: ج۴ ح۱۵ ص۱۱۸ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: مسلمان عورتوں کو مانگ میں سیندور اور ماتھے پر ٹکلی لگانا کیسا ہے؟

جواب: مسلمان عورتوں کو ماتھے پر سیندور لگانا اور سر کی مانگ میں سیندور بھرنا جائز نہیں ایسے ہی ٹکلی لگانا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ طریقہ غیر مسلم کی عورتوں میں رائج ہے، لہٰذا ایسا کرنے میں ان کی مشابہت ہے اور حدیث شریف میں ہے:

" جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے"

اس لیے مسلمان عورتوں کو سندور اور ٹکلی لگانا شرعاً درست نہیں، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" سیندو لگانا مثلہ میں داخل اور حرام ہے نیز اس کا جرم پانی بہنے سے مانع ہوگا جس سے غسل نہیں اترے گا اور افشاں یا ٹکلی بھی وضو و غسل کے ادا کرنے میں مانع ہیں اور ٹکلی میں ہندوؤں سے مشابہت ہوتی ہے کہ مسلمان عورتیں استعمال نہیں کرتیں، ان کے استعمال سے اعراض چاہئے۔"

(فتاویٰ امجدیہ: ج۴ ص۶۰ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا کالی مہندی لگانا جائز ہے؟

جواب: لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ کالا خضاب لگانا حرام ہے مگر کالی مہندی لگانا جائز یہ بات لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح حالت جہاد کے سوا کالا خضاب لگانا حرام ہے، اسی طرح کالی مہندی بھی لگانا حرام ہے حدیث شریف میں بغیر کسی قید کے کالے رنگ سے روکا گیا ہے، لہٰذا جو چیز بالوں کو کالا کرے چاہے وہ مہندی ہو یا تیل یا کوئی اور چیز سب ناجائز حرام ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری

بقیہ ص۹ پر

چوالیسویں قسط

از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ارشادات وفرمودات کو ''ملفوظات'' کے نام سے جانا جاتا ہے، ہر دور میں صالحین اور اولیائے کاملین کے ارشادات وفرمودات قلم بند کرنے یا انھیں محفوظ کرنے کی روایت رہی ہے تاکہ آنے والی نسلیں ان سے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کرسکیں، صوفیائے کرام کے ارشادات وفرمودات اگرچہ سادہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے مؤثر اور معنی خیز ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے، ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھا ہے، کسی شاعر نے ان کی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور تاج الشریعہ نے سوال وجواب کا یہ سلسلہ جنوری ۲۰۰۵ء میں شروع کیا جو مسلسل ۲۰۱۶ء تک جاری رہا، یعنی پورے ۱۲؍سالوں تک یہ زرّیں سلسلہ جاری وساری رہا، اس دوران آپ نے کم وبیش ۷۰۰۰؍ہزار سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائے جو یقیناً ہماری آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں، ''ملفوظات تاج الشریعہ'' صرف مئی ۲۰۱۰ء سے اکتوبر ۲۰۱۰ء تک کے سوالات وجوابات پر مشتمل ہے، یعنی حضور تاج الشریعہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے جواہر پارے ریکارڈنگ کی شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہیں، ان شاء اللہ الرحمٰن وہ بھی کتابی صورت میں قارئین کرام کے مطالعہ کی میز پر ہوں گے، راقم الحروف ارباب علم ودانش سے التماس کرتا ہے کہ ''ملفوظات تاج الشریعہ'' میں اگر کوئی شرعی خامی یا غلطی نظر آئے تو اسے ناقل ومرتب کی غلطی تصور کرتے ہوئے ادارے کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے، راقم اس کی چوالیسویں قسط قارئین سنی دنیا کی نذر کررہا ہے۔

احقر محمد عبدالرحیم نشترؔ فاروقی

گزشتہ سے پیوستہ

عرض... ۱۳: کیا منیٰ، مزدلفہ، عرفات مکہ کے حصے ہیں؟ اگر میں ۱۴؍دن مکہ شریف میں ٹھہرتا ہوں اور پندرہویں دن میں منیٰ جاتا ہوں تو کیا مجھے قصر پڑھنی ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: اس صورت میں آپ قصر نماز پڑھیں گے اور اس مسئلے کی ابھی چند منٹ پہلے اردو میں، میں مختصر وضاحت کرچکا ہوں۔

عرض... ۱۴: اسلام میں پوسٹ مارٹم جائز ہے یا نہیں اگر کسی وجہ سے کرنا پڑے تو کیا اس کی اجازت ہے؟

ارشاد...: کرنا پڑے یہ ناچاری اور ضرورت کی حالت کی خبر دیتا ہے کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے تو اس پر الزام نہیں ہے اور اگر بے ضرورت اس سے بچ سکتا تھا پھر بھی پوسٹ مارٹم کرایا تو ناجائز وحرام اور میت کے لئے ایذا کا باعث ہے سخت گناہ ہے اور میت کے لئے ایذا ہے۔

عرض... ۱۵: اگر کوئی میڈیکل سائنس کی پڑھائی کررہا ہے تو کیا انسانی جسم پر تحقیق جائز ہے؟ زندہ یا مردہ جسم پر؟

ارشاد...: جو حکم پوسٹ مارٹم کا ہے وہی اس کا ہے۔

عرض... ۱۶: آج کل حمل روکنے کی تدابیر کرنا عام بات ہے کیا اسلام میں اس کی اجازت ہے؟

ارشاد...: تدابیر میں کیا تدابیر کی جاتی ہیں تفصیل سے سوال کیا جائے پھر اس کا جواب ہوگا۔

عرض...۱۷: میری والدہ ماجدہ کا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۰ء کو انتقال ہو گیا میں نے ان کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن شریف، سورۂ ملک اور کلمہ طیبہ پڑھے ہیں برائے کرم مجھے ایصالِ ثواب کا طریقہ تعلیم فرما دیجئے؟

ارشاد...: ایصالِ ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دُعا کرے کہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اے اللہ عزوجل! تو اس کو قبول فرما اور اس پر اگر کچھ ثواب تیری بارگاہ سے ملنا ہے قبولیت کی شرط پر تو اس کا ثواب سب سے پہلے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اور ان کے اہلِ بیت کرام کو ان کے اصحاب عظام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو اور درجہ بدرجہ تمام اولیائے کاملین، علمائے عاملین پھر جس کو ثواب پہنچانا چاہتا ہے اس کا نام لے اور جملہ مومنین مومنات کو اس کا ثواب پہنچائے۔

عرض...۱۸: چہلم کا کھانا اپنے عزیز واقارب کو کھلا سکتے ہیں یا اس کے حقدار صرف فقیر اور مسکین لوگ ہیں؟

ارشاد...: چہلم کا عرف یہ ہے کہ اس میں ایصالِ ثواب مقصود ہوتا ہے اور میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے یہ چہلم کی دعوت کی جاتی ہے تو اس کا کھانا عزیز واقارب، فقرا اور اغنیا سب کھا سکتے ہیں لیکن بہتر میت کے لئے زیادہ ثواب کا باعث یہ ہے کہ اغنیا وہ کھانا نہ کھائیں اور وہ کھانا فقرا پر تصدق کر دیا جائے اس لئے کہ فقرا پر تصدق کرنا اس کا ثواب اس کی بنسبت زیادہ ہے کہ اغنیا پر تصدق کیا جائے۔

عرض...۱۹: میری بیٹی ڈینٹل ڈاکٹر بنی ہے کیا اسے کلینک یا ہاسپٹل میں کام کرنے کی اجازت ہے جہاں وہ صرف خواتین اور چھوٹے بچوں کا علاج کرے؟

ارشاد...: پردے کے ساتھ اگر وہ نوکری کرنے کی اس کی ضرورت ہے اور کوئی بقدر کفایت اس کو کسب کرنے کی ضرورت ہے اور کوئی اس کی کفایت کرنے والا نہیں ہے تو اس صورت میں وہ یہ نوکری کر سکتی ہے اور اگر کوئی اس کا کفیل ہے اور وہ اس کی کفایت کر سکتا ہے تو اس کو یہ نوکری کرنا شرعاً منع ہے۔

عرض...۲۰: میری کمپنی مجھے سود سے پاک قرض دے رہی ہے اور چار سال کی مدت میں مجھے یہ قرض ادا کرنا ہے جو میری تنخواہ سے کٹتے ہیں تو کیا میں اس قرض کی رقم سے قربانی کر سکتا ہوں؟

ارشاد...: کر سکتے ہیں۔

عرض...۲۱: میں ابھی لیسٹر انگلینڈ میں رہتا ہوں اور کالج میں پڑھتا ہوں میں جب کالج سے گھر پہنچتا ہوں تو بہت دیر ہو جاتی ہے اور گھر سے قریب ترین مسجد دس پندرہ منٹ دور ہے جب کہ سلفیوں کی مسجد میری گلی میں ہے برائے کرم مجھے بتائے کہ کیا مجھے وہاں نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: نہیں، سلفی امام کی اقتدا کی اجازت نہیں۔

عرض...۲۲: میں ساؤتھ افریقہ میں رہتا ہوں تو کیا میں پاکستان میں ہونے والی قربانی میں حصہ دار بن سکتا ہوں؟

ارشاد...: بن سکتے ہیں وہاں سے اپنی قربانی کا کسی کو وکیل بنا دیں تو اس صورت میں جس کو وکیل بنائیں وہ وکیل آپ کی نیابت میں آپ کی قربانی کر سکتا ہے۔

عرض...۲۳: کیا سرکار کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اور تمام سنی مسلمانوں کے ناموں پر قربانی کی اجازت ہے؟

ارشاد...: کیا حرج ہے۔

عرض...۲۴: کیا زکاۃ صرف رمضان میں دی جائے گی؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: نہیں یہ آپ پر منحصر ہے آپ اپنی زکاۃ رمضان میں بھی ادا کر سکتے ہیں اور یا جب آپ دینا چاہیں۔

عرض...۲۵: میں بائیوٹیکنالوجی میں گریجویٹ ہوں میری عمر ۳۱ سال ہے مجھے اسلامی مطالعہ سے گہری دلچسپی ہے میں صرف عربی پڑھ سکتا ہوں لیکن سمجھ نہیں سکتا میں اردو پڑھ اور لکھ سکتا ہوں برائے کرم کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ میں علم کیسے حاصل کروں۔ (انگریزی سوال)

ارشاد...: میں دُعا کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے علم کو زیادہ کرے اور وہاں پر جو لوگ ہیں ان سے رابطہ کریں اور وہ ان کو مشورہ دیں۔

عرض...۲۶: رمضان میں عمرہ کیا اور عید مدینہ شریف میں منائی

اور صاحب مال حج کے لئے نہیں ہے تو کیا حج فرض ہے؟

ارشاد...: جب اس کو شوال کا چاند حدودِ میقات میں ہوگیا تو اصل مذہب کے اعتبار سے ایسے شخص پر حج پر جانا فرض ہے اگرچہ پیدل جائے لیکن سعودیہ کا قانون یہ ہے کہ عمرہ کرنے والوں کو وہ پابند کرتی ہے کہ وہ ملک چھوڑ دیں اور اپنے ملک کو واپس جائیں یہ پابندی سعودی حکومت کی طرف سے ہے اس صورت میں وہ مجبور ہے اگر وہ واپس ہوگیا اور فقیر ہے تو اس صورت میں اس کو حج کے لئے جانا فرض نہیں ہے جب تک کہ وہ معسر ہو اور حج کی استطاعت نہ رکھے اس کو حج کے لئے جانا فرض نہیں ہے، اس سلسلے میں حضرت عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی تحقیق کی ہے کہ اس پر حج کو جانا فرض نہیں۔

عرض... ۲۷: شوہر کے گزر جانے پر یا طلاق ہونے پر عورتوں کو عدت گزارنے کی حکمت ارشاد فرمادیں؟

ارشاد...: حکمت یہ ہے کہ زن و شوہر کا ایک تعلق محبت کا ہوتا ہے اور اس رشتے کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو اس رشتے میں منسلک ہوتے ہیں شرع نے سوگ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ نہ رکھا لیکن عورت کے لئے طلاق ہوجانے کی صورت میں اور شوہر کے وفات پانے کی صورت میں اس کے لئے یہ مدت رکھی کہ وہ طلاق کی صورت میں تین حیض یا تین مہینے یا وضع حمل تک مختلف جو حالت ہو اور موت کی صورت میں جب کہ غیر حاملہ ہو چار مہینے دس دن عدت گزارے حرمت نکاح کی مراعات اور بعض جو رسوم اس سلسلے میں اسلام سے پہلے قائم تھیں ان میں جو جائز رسوم جس طور پر ہوسکتی تھیں شریعت نے ان کو برقرار رکھا۔

عرض... ۲۸: کیا سیدنا شیخ احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ کو ''سلطان الاولیا'' کہہ سکتے ہیں یا یہ خطاب صرف حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے؟ برائے کرم انگلش میں جواب عنایت فرمادیں۔ (انگریزی سوال)

ارشاد...: حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم سلطان الاولیا ہیں البتہ آپ شیخ احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سلطان الاولیا کہہ سکتے ہیں۔

عرض... ۲۹: علم میں اضافے کے لئے آپ کونسی دُعا تجویز فرماتے ہیں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ (سورۃ طٰہٰ، جز آیت ۱۱۴)

عرض... ۳۰: کیا انگریزی میں لفظ Grave ہمارے پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے مزار اقدس کے لئے مناسب ہے؟ برائے کرم اس مسئلے پر روشنی ڈالیں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: آپ یہ لفظ استعمال کرسکتے ہیں اور اگر آپ مزید تعظیم سے بولنا چاہتے ہیں تو آپ کوئی اور لفظ بھی اس کی جگہ استعمال کرسکتے ہیں مثلاً آپ یہ کہہ سکتے ہیں:

Blessed Grave (مبارک قبر، مقدس قبر)

عرض... ۳۱: ۷۸۶/ ۹۲/ ۱۳/ ۳۱۳/ ۲۴/ ۱۵۰/ یہ کن ناموں کے اعدا ہیں اور کیا نہیں لکھنا جائز ہے؟

ارشاد... ۷۸۶: بسم اللہ کا اختصار ہے ۹۲/ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے نام اقدس ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کے حروف کا عدد ہے اور ۱۳/ ۳۱۳/ کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ یہ کس کا ہے ۲۴/ غالباً وہابی کا اختصار ہے ۱۵۰/ کے سلسلے میں مجھے اس وقت معلوم نہیں اور ان کو لکھنا جائز ہے۔

عرض... ۳۲: اگر کوئی پانچ وقت کی نماز کا پابند نہیں مگر کچھ وقتوں کی نماز ادا کرتا ہے تو کیا ان نمازوں کے قبول ہونے کی امید رکھنا ٹھیک ہے؟

ارشاد...: اس پر لازم ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں پابندی سے پڑھے اور جب تک اس کے ذمے قضا نمازیں ہیں تو جب تک فرض اس کے ذمے ہیں نفل قبول نہیں ہوگا جو نمازیں ادا کرتا ہے فرض اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان کے قبول کی امید ہے وہ اس کے ذمہ کرم پر ہے چاہے تو قبول فرمائے اور چاہے تو قبول نہ کرے۔

حافظ وظیفہ تو دُعا گفتن است و بس
دربند آں مباش کہ نہ شنید یا شنید

اگر وہ نمازیں خشوع وخضوع اور حقوق کے ساتھ ادا کی جائیں تو اُمید قبول ہے لیکن قبول کا یقین نہیں کیا جاسکتا۔

ملفوظات

عرض... ۳۳: کیا دیہات میں جمعہ کی جماعت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی وضاحت فرمادیں اور اگر دیہات میں جمعہ کے وقت دو سو، تین سو آدمی جمع ہوں تو کیا تب بھی جماعت قائم نہیں ہوسکتی؟

ارشاد...: مذہب حنفی میں دیہات میں جمعہ اور عیدین صحیح نہیں ہیں اس لئے دیہات والوں پر جمعہ کے دن ظہر فرض ہے جو بنام جمعہ دو رکعت پڑھ لینے سے ادا نہ ہوگا بلکہ ذمے پر رہے گا جہاں جمعہ قائم ہے وہاں پر روکا نہ جائے کہ آخر یہ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لیتے ہیں جو ایک مذہب پر صحیح آتا ہے اگرچہ حنفی مذہب میں اس کی اجازت نہیں ہے ہاں ان سے بنرمی کہا جائے کہ بنام جمعہ دو رکعت پڑھ لینے کے بعد چار رکعت فرض باجماعت بھی پڑھ لیا کرو تا کہ تمہارے ذمے اس سے فرض ظہر اتر جائے اور فرض ظہر تمہارے ذمے میں باقی نہ رہے۔

عرض... ۳۴: اگر گھر میں حصول برکت کے لئے سورۂ بقرہ کی تلاوت ٹیپ میں لگا کر ہم اپنے کام کاج میں مصروف ہوجائیں تو کیا یہ جائز ہے؟ کیا اس سے قرآن کریم کی بے ادبی تو نہیں ہوگی؟

ارشاد...: یہ جائز نہیں ہے جب قرآن کریم پڑھا جائے تو ضروری ہے کہ اس کو سنا جائے اور ٹیپ میں لگا کر اور پھر کام کاج میں مصروف ہوں یہ جائز نہیں۔

عرض... ۳۵: کیا مرتے ہوئے اگر کسی کو ایمان نصیب نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کافر ہو کر مرا اور قیامت کے دن جب وہ اٹھے گا تو کافروں کی صف میں ہوگا یا مسلمانوں کی؟

ارشاد...: سوال بہت مبہم ہے مرتے ہوئے ایمان نصیب نہ ہو اس کا مطلب کیا ہے؟ اگر وہ شخص پہلے مسلمان تھا اور مرتے وقت کسی وجہ سے وہ کلمہ نہ پڑھ پایا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو ایمان نصیب نہ ہوا جس کو ہم نے اس حالت پر دیکھا کہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اس نے زندگی بھر پڑھا اور کوئی فعل اس کا منافی ایمان و اسلام اس سے سرزد نہ ہوا مثلاً بت کو سجدہ نہ کیا کافروں کی کوئی رسم مذہبی اس نے نہ اپنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ کی یا ضروریاتِ دین کا انکار نہ کیا سب اہل سنت و جماعت کے مسلک پر سب مانتا رہا، اب اس کا آخری وقت ہوا اور وہ کسی وجہ سے کلمہ نہ پڑھ سکا تو وہ مسلمان ہے ہم اس کے کافر ہونے کا حکم نہیں کر سکتے اور یہ کہ وہ پہلے بے ایمان تھا اب مرتے وقت اگر حالتِ غرارہ ہے کہ سانس حلق میں اٹک گئی ہے اس وقت اس نے کوشش کر کے کلمہ پڑھ لیا تو اس وقت کا ایمان معتبر نہیں ہے۔

عرض... ۳۶: کیا قیامت تک جتنے بھی انسان دنیا میں آئیں گے چاہے وہ مسلمان ہوں، عیسائی ہوں یا کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتے ہوں وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل ہیں؟

ارشاد...: حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کی امت دو قسم ہے امت دعوت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی دعوت یہودی، نصرانی، مشرکین عرب سب تمام انسانوں کو کافر اصلی اور اہل کتاب جن پر کتابیں اتریں ان سب کو شامل ہے اس لحاظ سے سب امت دعوت ہے اور امت کا اطلاق عرف عام میں ان لوگوں پر ہوتا ہے جو امت اجابت ہیں جنہوں نے سرکار علیہ الصلاۃ و السلام کا کلمہ پڑھا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اور اس کا مصداق روز اول سے قیامت تک اہل سنت و جماعت ہیں جو ضروریاتِ دین میں سے کسی امر کا انکار نہیں کرتے اور اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان جیسے مطلوب ہے وہ ایمان رکھتے ہیں۔

عرض... ۳۷: کیا میں اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے عمرہ ادا کر سکتا ہوں اور جدہ سے احرام باندھ سکتا ہوں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: اس میں کوئی حرج نہیں ہے آپ کر سکتے ہیں۔

عرض... ۳۸: یہاں جرمنی میں ایک جرمن لڑکی مسلمان ہوئی اور اس کی شادی ایک مسلمان سے کردی گئی نکاح میں کوئی لکھت پڑھت نہیں ہوئی کیوں کہ یہاں اسلامی طریقے سے ہونے والے نکاح کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے، شادی کے فوراً بعد پتہ چلا کہ لڑکا نشے کا عادی ہے اور لڑکی سے نشے کے لئے پیسوں کا مطالبہ کرنے لگا، لڑکی نے اسے اپنے گھر سے بقیہ ص ۹ پر

(از: مولانا محمد رضوان عالم مرکزی*

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ میں کون سا علم مراد ہے؟ ایک تحقیقی جائزہ

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام الفصحاء والبلغاء تاجدار علم وحکمت سید المحققین امام المدققین سرخیل متکلمین ومحدثین ماہر اسجاع فی العبارات شیخ الاسلام والمسلمین مجدد مأۃ ماضیہ وحاضرہ مؤید ملت طیبہ وطاہرہ الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ حضور حدیث "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ" میں عموماً ہر علم مراد ہے یا کوئی خاص علم مقصود ہے، اگر علم خاص مقصود ہے تو وہ کون سا علم ہے؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز یوں جواب رقم فرماتے ہیں:

حدیث "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ۔" ﴿سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، جلد اوّل صفحہ ۲۱۴/الحدیث ۲۲۴﴾ (علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے) کہ بوجہ کثرت طرق وتعدّد مخارج حدیث حسن ہے، اس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد وعورت پر طلب علم کی فرضیت تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر ان علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو، ان کا اعم واشمل واعلیٰ واکمل واہم واجل علم اصول عقائد ہے، جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنّی المذہب ہوتا ہے اور انکار ومخالفت سے کافر یا بدعتی، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سب میں پہلا فرض آدمی پر اِسی کا تعلّم ہے اور اِس کی طرف احتیاج میں سب یکساں، پھر علمِ مسائل نماز یعنی اس کے فرائض وشرائط ومفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے، پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم، مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ، صاحب استطاعت ہو تو مسائل حج، نکاح کیا چاہے تو اس کے متعلق ضروری مسئلے، تاجر ہو تو مسائل بیع و شراء، مزارع پر مسائل زراعت، موجر ومستاجر پر مسائل اجارہ، وعلیٰ ھذا القیاس ہر اس شخص پر اس کی حالت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے اور انہیں میں سے ہیں، مسائل حلال و حرام کہ ہر فرد بشر ان کا محتاج ہے اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع واخلاص وتوکل وغیرہا اور ان کے طرق تحصیل اور محرمات باطنیہ تکبر وریا وعجب وحسد وغیرہا اور ان کے معالجات کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے جس طرح بے نماز فاسق وفاجر ومرتکب کبائر ہے یونہی بعینہ ریا سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے، نسئل اللہ العفو و العافیۃ۔

... توصرف یہی علوم حدیث میں مراد ہیں وبس۔

علامہ مناوی تیسیر میں زیر حدیث مذکور لکھتے ہیں "أراد به ما لا مندوحة له عن تعلمه كمعرفة الصانع ونبوة رسله وكيفية الصلاة ونحوها فان تعلمه فرض عين" (التیسیر شرح الجامع الصغیر للمناوی مکتبۃ الامام الشافعی الریاض جلد دوم صفحہ ۱۱۰)

ترجمہ: اس سے وہ علم مراد ہے جس کے سیکھنے سے کوئی چارہ نہیں، جیسے صانع کی پہچان، رسولوں کی نبوت، کیفیت نماز اور اس جیسے دوسرے مسائل کی معرفت، کیونکہ ان باتوں کا سیکھنا فرض عین ہے۔

درمختار میں ہے "اعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه" (درمختار، المقدمہ جلد اول صفحہ ۱۲۵) ترجمہ: جان لیجئے! علم سیکھنا اور اسے حاصل کرنا فرض عین ہے اور اس سے مراد اتنی مقدار ہے کہ جس کی دین میں ضرورت پڑتی ہے۔

ردالمحتار میں فصول علامی سے ہے "فرض علی کل

تحقیقات وتدقیقات

* مضمون نگار گھیرا باڑی، ٹھاکر گنج کشن گنج بہار کے متوطن ہیں۔

مکلف ومکلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم وعلم الزكوة لمن له نصاب والحج لمن وجب عليه والبيوع على التجار ليحترزوا عن الشبهات والمكروهات في سائر المعاملات وكذا اهل الحرف وكل من اشتغل بشيء يفرض عليه علمه وحكمه ليمتنع عن الحرام فيه" (فتاویٰ شامی، مقدمہ، جلداوّل صفحہ ۱۲۵/ ۱۲۶) ترجمہ: دینی علم اور ہدایت حاصل کرنے کے بعد ہر عاقل بالغ مرد وعورت پر وضو غسل نماز اور روزے کے مسائل سیکھنا فرض ہے اور اسی طرح مسائل زکوٰۃ کا جاننا اس شخص کے لئے ضروری ہے جو صاحب نصاب ہے اور حج کے مسائل اس کے لئے جس پر وہ واجب ہے اور خرید و فروخت کے مسائل جاننا کاروبار کرنے والوں کے لئے تا کہ وہ اپنے تمام معاملات میں مشکوک اور مکروہ کاموں سے بچ جائیں یونہی پیشہ ور اور ہر ایسا آدمی جو کسی کام میں مشغول ہوتو اس پر اس کام کا علم رکھنا اور اس کا حکم جاننا فرض ہے تا کہ وہ اس معاملے میں حرام سے بچ جائے۔

اور اسی میں ہے" في تبيين المحارم لا شك في فرضية علم الفرائض الخمس وعلم الإخلاص لأن صحة العمل موقوفة عليه وعلم الحلال والحرام وعلم الرياء لأن العابد محروم من ثواب عمله بالرياء وعلم الحسد والعجب إذهما ياكلان العمل كما تاكل النار الحطب وعلم البيع والشراء والنكاح والطلاق لمن أراد الدخول في هذه الأشياء وعلم الألفاظ المحرمة أو المكفرة ولعمري هذا من أهم المهمات في هذا الزمان" (حاشیۂ ابن عابدین، مقدمہ، جلد اول صفحہ ۱۲۶) ترجمہ: تبیین المحارم میں ہے: اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجگانہ فرض نمازوں کی فرضیت جاننا اور حصول اخلاص کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ ہر عمل کی صحت اس پر موقوف ہے، یونہی حلال حرام کا علم اور ریا کا علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ عابد ریا کار اپنی ریا کاری کی وجہ سے اپنے عمل کے اجر وثواب سے محروم ہوتا ہے، حسد اور خود بینی کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں انسانی اعمال کو اس طرح کھا جاتے ہیں جیسے آگ لکڑی کو، خرید وفروخت، نکاح، طلاق وغیرہ کے مسائل جاننا اس شخص کے لیے ضروری ہے جو ان کاموں کو کرنا چاہے، یوں ہی حرام اور کفریہ الفاظ جاننا ضروری ہے، مجھے اپنی زندگی کی قسم! اس زمانے میں یہ سب سے زیادہ ضروری امور ہیں۔

''اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ'' میں تحت حدیث مسطور فرماتے ہیں" مراد بعلم در ینجا علمیست کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام درآمد واجب شد بروئے معرفت صانع تعالیٰ و صفات وعلم بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جز آں ازانچہ صحیح نیست ایمان بے آں و چوں وقت نماز آمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ و چوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم۔" (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، جلداوّل، صفحہ ۱۶۱) ترجمہ: اس جگہ (یعنی حدیث مذکور میں) علم سے وہ علم مراد ہے جو مسلمان ہونے کے وقت ضروری ہے مثلاً جب کوئی شخص اسلام لائے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت، یونہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا علم رکھنا اور اس کے علاوہ وہ اسلامی مسائل کہ جن کو جانے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا، پھر جب نماز کا وقت آجائے تو مسائل نماز کو سیکھنا ضروری ہے اور جب رمضان شریف آجائے تو احکام روزہ سیکھنے ضروری ہیں۔

غرض اس حدیث میں اسی قدر علم کی نسبت ارشاد ہے، ہاں آیات واحادیث دیگر کہ فضیلت علما وترغیب علم میں وارد، وہاں ان کے سوا اور علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم فرض کفایہ یا واجب یا مسنون یا مستحب، اس کے آگے کوئی درجۂ فضیلت وترغیب اور جو ان سے خارج ہو ہرگز آیات واحادیث میں مراد نہیں ہوسکتا، اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃً جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط، وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط خواہ وساطۃً مثلاً نحو وصرف ومعانی وبیان کہ فی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن وحدیث کے لیے وسیلہ ہیں اور

فقیر غفر اللہ تعالیٰ اس کے لئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے مراد متکلم جیسے خود اس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہوسکتی، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے علم وعلما کے فضائل عالیہ وجلائل غالیہ ارشاد فرمائے انہیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علما وارث انبیا کے ہیں، انبیا نے درہم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑے، علم اپنا ورثہ چھوڑا جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔

اخرج ابو داؤد والترمذي وابن ماجة وابن حبان والبيهقي عن أبي درداء رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول فذكر الحديث في فضل العلم وفي آخره "إنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهما، وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ-" (سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، جلد چہارم صفحہ ۳۹، الحدیث ٣٦٤١) ترجمہ: ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تخریج فرمائی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا، پھر انہوں نے فضیلت علم میں حدیث بیان فرمائی اور اس کے آخر میں فرمایا کہ بلا شبہ علماء، انبیا کے وارث ہیں اور انبیائے کرام نے درہم و دینار ورثہ میں نہیں چھوڑے بلکہ انہوں نے وراثت میں علم چھوڑا ہے پھر جس نے اس کو حاصل کیا تو اس نے وافر حصہ حاصل کیا۔

بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تک تو بے شک محمود اور فضائل جلیلہ موعود کا مصداق اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا استحقاق ورنہ مذموم وبد ہے جیسے فلسفہ ونجوم یا لغو وفضول جیسے قافیہ وعروض یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ ومساحت، بہر حال اُن فضائل کا مورد نہیں، نہ اس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں، ائمۂ دین فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول رہے اس کا نام دفتر علما سے محو ہو جائے۔

في الطريقة المحمدية عن التاتارخانية عن أبي الليث الحافظ وهو كان بسمرقند متقدما في الزمان علي الفقيه أبي الليث قال "من اشتغل بالكلام محي اسمه من العلماء- (الطریقۃ المحمدیۃ، النوع الثانی فی منہی عنہا، جلد اوّل صفحہ ۹۳/۹٤) ترجمہ: طریقۂ محمدیہ میں تاتارخانیہ کے حوالے سے ابو اللیث حافظ سے منقول ہے یہ بزرگ سمرقند کے رہنے والے تھے اور مشہور فقیہ ابو اللیث سے زمانے میں پہلے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا: جو علم کلام میں مشغول ہو گیا اس کا نام زمرۂ علما سے مٹ گیا۔

سبحان اللہ! جب متأخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنت واسلام ہیں بوجہ اختلاط فلسفہ وزیادات مزخرفہ مذموم ٹھہرا اور اس کا مشتغل لقب عالم کا مستحق نہ ہوا تو خاص فلسفہ ومنطق فلاسفہ ودیگر خرافات کا کیا ذکر ہے، ولہٰذا حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کے لیے کچھ وصیت کر جائے تو ان فنون کا جاننے والا ہرگز اس میں داخل نہ ہوگا۔

في الهندية عن المحيط "اذا أوصى لاهل العلم بلدة كذا فإنه يدخل فيه اهل الفقه واهل الحديث ولا يدخل من يتكلم بالحكمة " الخ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الوصایا، الباب السادس، جلد ششم صفحہ ١٤٦) ترجمہ: فتاویٰ عالمگیری میں محیط کے حوالے سے روایت ہے" اگر کوئی شخص شہر کے اہل علم کے لیے کسی چیز کی وصیت کر جائے تو یقیناً اس میں اہل فقہ اور اہل حدیث داخل ہوں گے لیکن جو علم حکمت میں کلام کرے وہ اس وصیت میں داخل نہیں" الخ۔

ونقل مثله في شرح الفقه الاكبر للمتكلمين عن كتب الفتاوى لاصحابنا وسمى منها الظهيرية۔ ترجمہ: اور اسی جیسا کلام ہمارے اصحاب کے فتاووں کے حوالے سے" شرح فقہ اکبر" میں متکلمین کے متعلق ذکر کیا گیا ہے ان فتاووں میں سے فتاویٰ ظہیریہ کا خاص نام لیا گیا ہے۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ قرآن وحدیث سے صدہا دلائل اس معنیٰ پر قائم کرسکتا ہے کہ مصداق فضائل صرف علوم دینیہ ہیں و

بس، ان کے سوا کوئی علم شرع کے نزدیک علم، نہ آیات واحادیث میں مراد، اگر چہ عرف ناس میں باعتبار لغت اسے علم کہا کریں ہاں آلات ووسائل کے لیے حکم مقصود کا ہوتا ہے مگر اسی وقت تک کہ وہ بقدر توسل وتقصد توسل سیکھے جائیں اس طور پر وہ بھی مورد فضائل ہیں جیسے نماز کے لیے گھر سے جانے والوں کو حدیث میں فرمایا کہ وہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے، نہ یہ کہ انہیں مقصود قرار دے لیں اور ان کے توغل میں عمر گزار دیں، نحوی لغوی ادیب منطقی کہ انہیں علوم کا ہو رہے اور مقصود اصلی سے کام نہ رکھے زنہار عالم نہیں کہ جس حیثیت کے صدقہ میں انہیں نام ومقام علم حاصل ہوتا جب وہی نہیں تو یہ اپنی حد ذات میں نہ ان خوبیوں کے مصداق تھے نہ قیامت تک ہوں، ہاں اسے یہ کہیں گے کہ ایک صنعت جانتا ہے جیسے آہنگر ونجار اور فلسفی کے لیے یہ مثال بھی ٹھیک نہیں کہ لوہار بڑھئی کو ان کا فن دین میں ضرر نہیں پہنچاتا اور فلسفہ تو حرام ومضر اسلام ہے، اس میں منہمک رہنے والا لقب اجہل جاہل، اجہل بلکہ اس سے زائد کا مستحق ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، ہیہات ہیہات! اسے علم سے کیا مناسبت، علم وہ ہے جو مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترکہ ہے، نہ وہ جو کفارِ یونان کا پس خوردہ۔

سیدی عارف باللہ فاضل ناصح عبد الغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہ القدسی "حدیقۂ ندیہ" میں فرماتے ہیں:

"الصحابة رضي الله تعالى عنهم لم يكونوا يشغلوا أنفسهم بهذا الفشار الذي اخترعه الحكماء الفلاسفة بل من اعتقد في النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه كان يعلم هذه الشقاشق والهذيانات المنطقية فهو كافر لتحقيره علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم " الخ (الحدیقۃ الندیۃ، النوع الثانی من الأنواع الثلاثۃ فی العلوم المنتہی عنہا، جلد اوّل، صفحہ ۳۳۸)

ترجمہ: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے نہ تھے کہ وہ اپنے آپ کو اس خلفشار میں مشغول رکھتے کہ جس کو حکما فلاسفہ نے ایجاد کیا بلکہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھا کہ وہ منطقی یاوہ گوئی اور غیر معقول باتیں جانتے تھے تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی تحقیر کی الخ۔

قلت فإذا كان هذا قوله في المنطق فما ظنك بالتفلسف الموبق نسأل الله العافية- ترجمہ: میں کہتا ہوں: جب منطق کے بارے ان کا یہ قول ہے تو پھر تباہ کن فلسفہ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔"

اسی طرح وہ ہیئت جس میں انکار وجود آسمان وتکذیب گردش سیارات وغیرہ کفریات وامور مخالفہ شرع تعلیم کئے جائیں وہ بھی مثل نجوم حرام وملوم اور ضرورت سے زائد حساب یا جغرافیہ وغیرہما داخل فضولیات ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: علم تین ہیں قرآن یا حدیث یا وہ چیز جو وجوب عمل میں ان کی ہمسر ہے (گویا اجماع وقیاس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول۔

أخرج ابو داؤد وابن ماجة والحاكم عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : العلم ثلاثة آية محكمة أو سنة قائمة أو فريضة عادلة وما كان سوا ذلك فهو فضل- (سنن ابی داؤد، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی تعلیم الفرائض، جلد سوم صفحہ ۲۰۷، الحدیث ۲۸۸۵) ابو داؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے تخریج کی، انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: علم تین ہیں، اوّل: پختہ آیت، دوم: سنت قائمہ، سوم: فریضہ عادلہ (یعنی وہ ضروری چیز جو وجوب عمل میں کتاب وسنت کے برابر ہو) اور جو کچھ ان کے علاوہ ہے وہ زائد ہے۔

اشعہ میں ہے "فریضۃ عادلۃ" فریضہ کہ مثل وعدیل کتاب وسنت ست اشارت ست باجماع وقیاس کہ مستند ومستنبط اند ازان وبایں اعتبار آنرا مساوی ومعادل کتاب وسنت داشتہ اند وتعبیر

ازاں بفریضہ کردند تنبیہ برآنکہ عمل بآنہا واجب ست چنانکہ بہ کتاب وسنت وما کان سوی ذلک فہو فضل وہر چہ کہ ہست از مواد علوم جزیں پس آں فضل ست ولایعنی....

ہر چہ قال اللہ نے قال الرسول

فضلہ باشد فضلہ می خواں اے فضول

ترجمہ: فریضہ عادلہ" جو کتاب وسنت کے مماثل اور ان کے برابر ہو، یہ اجماع اور قیاس کی طرف اشارہ ہے جو ان سے منسوب اور ماخوذ ہو، اسی اعتبار سے اس کو کتاب وسنت کے مساوی اور برابر ٹھہراتے ہیں اور اس کی تعبیر فریضہ کے ساتھ کر کے اس بات پر آگاہ کیا کہ اس پر کتاب وسنت کی طرح عمل کرنا واجب ہے اور جو کچھ ان تین کے علاوہ ہے وہ فالتو ہے یعنی ان کے علاوہ جو مواد علوم ہے وہ فضول اور لایعنی ہے، جو کچھ اللہ تعالیٰ اور رسول کا ارشاد نہیں، وہ زائد ہے اسے فضول اور زائد سمجھو، ملخصاً۔ (اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ، کتاب العلم، جلد اول، صفحہ ۱٦٧)

اسی حدیث کا پورا خلاصہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: كل العلوم سوى القرآن مشغلة، إلا الحديث و علم الفقه في الدين-(دیوان امام الشافعی، قافیۃ النون (افضل العلوم) دار الفکر بیروت صفحہ ۳۸۸) ترجمہ: قرآن وحدیث اور فقہ دینی کے علاوہ تمام علوم ایک مشغلہ ہیں، یہ مجمل کلام ہے، باقی تفصیل مقام کے لیے دفتر طویل درکار، جسے منظور ہو احیاء العلوم وطریقۂ محمدیہ وحدیقۂ ندیہ و درمختار وردالمحتار وغیرھا اسفار علما کی طرف رجوع کرے۔

وفيما ذكرنا كفاية لأهل الدراية والله سبحانه وتعالى أعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم- ترجمہ: جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ اہل دانش کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اور اس جلیل القدر کا علم نہایت کامل اور بڑا اپختہ ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد نہم صفحہ ١٦)

اخیر میں اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دولتِ علم دین سے مالا مال فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید الاولین والآخرین علیہ التحیۃ والتسلیم۔ ◆◆◆

ص ۳۳ / کا بقیہ..

میں اسلامی اجالا بخشا، ان حضرات نے تصنیفات وتالیفات کی دنیا کو آباد کیا اور قلمی وادیوں کو لالہ زار بنایا درس وتدریس کی زمین کو شادابی عطا کی اس کے توسط سے کثرت کے ساتھ اہل علم کا بٹالین پیدا کیا، کوئی ایسا میدان نہیں جہاں انہوں نے کام نہ کیا ہو، اس طرح انہوں نے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے خواب کو پورا کیا، حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بڑی سرعت وتیز گامی کے ساتھ باطل کی بیخ کنی ہوتی رہی اور حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کا مشن مسلک اعلیٰ حضرت سے منسوب ہو کر جگمگاتا رہا اور حقانیت وصداقت کی تابانیاں بانٹتا رہا۔

اس وقت جو نت نئے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جس سے خوف زدہ ہو کر ایک مرتبہ پھر صلح کلیت کی وبا نے زور پکڑ لیا ہے، حضور غریب نواز علیہ الرحمہ سے محبت کرنے والوں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے حاملین کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں کہ وہ معاشرے کو اس ایمان سوز بیماری سے نجات دلا کر اپنی غلامی کا ثبوت دیں اور خود بھی اقوال حضور غریب نواز علیہ الرحمہ پر عمل کریں اور معاشرے کو اس پر عمل کرائیں۔

◆◆◆

تحقیقات وتدقیقات

از: مولانا محمد اشرف رضا قادری*

اختلافِ رائے کے مختلف دائرے اور ان کا حکم

احوال قوم و ملت

اختلافِ رائے کے مختلف دائرے ہیں:

[۱] دائرۂ ایمان و کفر! مثلاً: یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین اور دیگر باطل مذاہب کے ماننے والوں سے ہمارا اعتقادی و نظریاتی اختلاف۔

[۲] دائرۂ حق و باطل! مثلاً: اہلِ قبلہ کے مختلف گروہوں (اہل سنت، معتزلہ، خوارج و روافض) کے آپسی اختلافات۔

[۳] دینی احکام و فقہی مسائل میں اہل سنت کے علما و فقہا کا دائرۂ اختلاف! مثلاً: احناف و شوافع، مالکیہ و حنابلہ کے مابین اختلاف۔

[۴] جدید فقہی مسائل میں علمائے احناف کا دائرۂ اختلاف۔

[۵] اختلافِ رائے کا ایک دائرہ اسلامی عقائد کی تعبیرات کا بھی ہے، یہاں مسلمہ عقائد میں نہیں بلکہ ان کی تعبیرات میں اختلاف ہوتا ہے، جیسا کہ علم الکلام میں اشاعرہ و ماتریدیہ کا اختلاف دیکھنے کو ملتا ہے۔

پہلے اور دوسرے دائرۂ اختلاف میں ضروریاتِ دین کے انکار کی صورت میں تکفیر و تضلیل کا حکم دیا جا سکتا ہے، لیکن تیسرے اور چوتھے دائرۂ اختلاف میں کسی بھی فریق پر تکفیر تو کجا تضلیل و تفسیق کا بھی حکم نہیں لگایا جا سکتا، پانچواں دائرۂ اختلاف کے تحت مسلمہ عقائد کے باب میں کسی عقیدہ سے اختلاف کرنے والوں کو اہل سنت سے خارج تو قرار دیا جا سکتا ہے، لیکن نفسِ عقیدہ کو درست تسلیم کرتے ہوئے اس کی تعبیر میں اختلاف کرنے والے کو دائرۂ اہل سنت سے خارج قرار دینا درست نہیں۔

صحابہ و تابعین، ائمۂ مجتہدین، احناف و شوافع اور اشاعرہ و ماتریدیہ کے درمیان فقہی احکام، فروعی مسائل اور تعبیراتِ عقائد میں کثیر اختلافات رونما ہوئے، نو پید مسائل میں اختلافِ رائے ماضی میں بھی ہوا، آج بھی جاری ہے اور یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا، لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج نت نئے مسائل میں اختلافِ رائے امت میں انتشار و تفریق کا ذریعہ بنتا جا رہا ہے، جہاں کسی مسئلے کو لے کر دو بڑے عالم و مفتی میں اختلافِ رائے ہوتا ہے، فریقین کے حمایتی اور طرف دار میدان میں کود پڑتے ہیں اور اس کے بعد لعن طعن، تفسیق و تذلیل اور بعض اوقات گالی گلوچ تک کی نوبت آ جاتی ہے، ہمارے اکابر و اسلاف میں بھی اختلافِ رائے بلکہ شدید علمی اختلاف ہوا کرتا تھا، لیکن ان کا لب و لہجہ عالمانہ اور سنجیدہ ہوا کرتا تھا۔

حق واضح ہو جانے پر وہ نہایت فراخ دلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر لیتے تھے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ اور ننگ و عار محسوس نہیں کرتے تھے، نیز آج کی طرح ان کے محبین و معتقدین آپے سے باہر نہیں ہوتے تھے اور نہ گالی گلوچ کا افسوس ناک بازار گرم ہوتا تھا، لیکن افسوس صد افسوس! آج معاملہ برعکس ہے، حق واضح ہو جانے کے باوجود اہلِ علم اپنے سابقہ موقف پر ڈٹے رہتے ہیں اور توبہ و رجوع تو دور کی بات ہے، حد درجہ تعصب و ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

فروعی مسائل اور علمی تحقیقات میں اختلافِ رائے عام بات ہے، یہ ہر دور میں ہوا ہے اور ہوتا رہے گا، علمی و فقہی اختلاف، اختلاف ہی رہے، گروہ بندی اور مسلکی انتشار کا سبب نہ بنے، اس کے لیے ہمیں دو باتوں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ جب دو اہل علم کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلافِ رائے ہو جائے تو طرفین کے چاہنے والوں کو خاموش رہنا چاہیے اور زبانِ طعن دراز کرنے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہ اختلافِ رائے، جدید علمی و فقہی تحقیق یا

*مضمون نگار دو ماہی امین شریعت بریلی شریف کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

اپنے فتویٰ کے خلاف کسی بڑے عالم ومفتی کا فتویٰ جو حق سے زیادہ قریب ہے، منظر عام پر آجانے کی صورت میں ہمیں کشادہ قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، نیز اختلاف وانتشار کی فضا ہموار کرنے اور دو گروہ کو آپس میں لڑانے کے بجائے یہ خیال کرتے ہوئے ہمیں اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر لینا چاہیے کہ ہمارے اس طرزِ عمل سے امت اختلاف و افتراق سے بچ جائے گی، وہ اختلاف و انتشار جو رحمت کے بجائے باعثِ زحمت ہیں، اس سے نجات پانے کا سب سے بہتر راستہ یہ ہے کہ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تحقیقات وتنقیحات پر عمل کیا جائے۔

اگر آپ سوال کریں کہ اہل سنت کے دیگر اکابر علما وفقہا کو چھوڑ کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی تحقیقات پر ہی کیوں عمل کرنا چاہیے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا معیارِ تحقیق نہایت بلند تھا اور آپ کے جملہ کتب و رسائل زبردست تحقیقی مباحث اور ذخائر سے مالا مال ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے جن علوم وفنون میں تحقیق کے گوہرِ آب دار لٹائے ہیں، آج کے دور میں خال خال افراد ہی ان تحقیقات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، آپ کی گراں قدر علمی وفقہی تحقیقات پر اکابر علما ومشائخ نے اپنی پسندگی اور اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

آپ کے اعلیٰ فکر وفن اور بلند پایہ معیارِ تحقیق کا اعتراف کرتے ہوئے صدر الافاضل حضرت علامہ شاہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

" آپ کا اندازِ بحث بالکل محققانہ ہے، منطقی مغالطات اور سفسطوں سے آپ کا کلام بالکل پاک ہوتا ہے، تدقیق اس قدر کہ علما کو مطالب تک پہنچنے کے لئے بسا اوقات عرق ریزی اور جانفشانی کی ضرورت ہوتی ہے، احتمالاتِ مخالف کی تمام راہیں زبردست دلائل سے اول بند کر دی جاتی ہیں، آپ نے جس بحث میں قلم اٹھایا ہے، ممکن نہیں کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی رہی ہو، معاندانہ مکابرے اور سفیہانہ سب وشتم تو کسی علمی تحقیق کا جواب نہیں ہو سکتے اور اس کام کا انجام دینا ہر زبان دراز، عدیم المروت والحیا کو آسان بھی ہے، مگر علمی معارک میں ہرزہ سرائی کیا بار پانے کے قابل ہے؟ مگر نہیں دیکھا گیا کہ محققانہ طور پر کسی شخص کو اس امام المتکلمین کے سامنے لب کشائی کی جرأت ہوتی ہو۔"

(افاضاتِ صدر الافاضل، بحوالہ قاری امام احمد رضا نمبر، ص ۱۸۸)

اعلیٰ حضرت کی تصانیف، تراجم اور تحریروں میں جو علوئے فکر اور علمی جامعیت پائی جاتی ہے، وہ متقدمین ومتاخرین کے یہاں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے، آپ کے معیارِ تحقیق کی عظمت و بلندی کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اپنے موقف کے اثبات میں دلائل وبراہین کے انبار لگا دیتے ہیں، فتاویٰ رضویہ (جو فقہ حنفی کا ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا اور دائرۃ المعارف ہے) کا مطالعہ کرنے والا راقم کے دعویٰ کی صداقت پر خود کو مجبور پائے گا، کفل الفقیہ الفاہم، حجب العوار عن مخدوم بہار، الھاد الکاف فی حکم الضعاف جیسے تحقیقی رسائل آپ کی تحقیقی عظمت ورفعت کو اجاگر کرتے ہیں، تحقیق متن جس پر آج کی ادبی دنیا کو ناز ہے، آپ نے ''حجب العوار'' میں متنِ کتاب کی تحقیق سے متعلق وہ قیمتی نکات واصول بیان فرمائے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور طبیعت جھوم اٹھتی ہے، غرض کہ امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنی تمام نگارشات میں اصولِ تحقیق کا پورا پورا خیال رکھا ہے، اجتہادی فکر کے حامل ایک ممتاز فقیہ ومفتی، محتاط محقق، عظیم المرتبت مدبر اور بلند پایہ مصنف کی حیثیت سے آپ کی تہہ دار فکر وشخصیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

دینی وعلمی مسائل میں اختلافِ رائے کے حوالے سے ہمارے اکابر واسلاف کا کیا طریقۂ کار رہا، اس سلسلے میں دو واقعات عوام وخواص کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ وہ ان پر سنجیدگی سے غور کریں اور اختلافی مسائل میں اسلاف کرام کی کشادہ قلبی اور مخلصانہ روش کو اپنائیں۔

[۱] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے معاصرین میں ایک سے ایک اصحابِ فضل وکمال اور ماہرینِ علوم وفنون موجود تھے، ان یگانۂ روزگار شخصیات میں ایک جامع معقول و منقول حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین صاحب رام پوری علیہ الرحمہ

بھی تھے، جن کے علمی وجاہ وجلال کا ایک جہاں معترف ومداح تھا اور آج بھی ہے، آپ نے ایک مرتبہ کوئی فتویٰ صادر فرمایا، جس پر اس وقت کے چوٹی کے علمائے کرام ومفتیانِ عظام نے تائید وتوثیق فرمائی، جب ان کا فتویٰ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ نے اس کے مندرجات سے اختلاف کیا اور اس کے بر عکس فتویٰ تحریر فرمایا۔

جب یہ فتویٰ بریلی سے رام پور پہنچا اور اسے نوابِ رام پور اور خود مفتی ارشاد حسین رام پوری نے ملاحظہ فرمایا تو اپنی علمی عظمت وشہرت کو پسِ پشت ڈال کر نہایت انشراحِ صدر کے ساتھ فرمایا کہ ”یہی فتویٰ درست اور صحیح ہے جو بریلی سے آیا ہے“ اور جب والیِ رام پور نے کہا کہ آپ کے فتویٰ کی تو ہندوستان کے بڑے بڑے علما نے تصدیق کی ہے تو آپ نے یہ کہہ کر بات ختم کردی کہ ان علمائے کرام نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے ایسا کیا ہے۔

(مضامینِ امین شریعت، ص ۱۶۰)

[۲] حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی علیہ الرحمہ کی زبان سے چند کلمات خلافِ شرع نکل گئے، یہاں تک کہ آپ کہہ گئے ”عمرے بآیات واحادیث گزشت رفتی وشاربت پرستے کردی“ اس بات کو لے کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے نہایت عالمانہ طرز پر افہام وتفہیم کے لیے خط و کتابت کا سلسلہ شروع فرمایا، لیکن مولانا عبد الباری علیہ الرحمہ نے ان مکاتیب اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کیا، بالآخر اعلیٰ حضرت نے ان کے رد میں دو جلدوں پر مشتمل ایک کتاب ”الداری الطاری لہفوات عبد الباری“ تحریر فرمائی۔ جب یہ کتاب مولانا عبد الباری علیہ الرحمہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا اور ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اعلیٰ حضرت نے پہل فرماتے ہوئے اپنے بڑے صاحب زادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی، صدر الشریعہ مولانا امجد علی علیہما الرحمہ کو حضور صدر الافاضل کی معیت میں مولانا عبد الباری کے پاس لکھنؤ بھیجا، جب مولانا عبد الباری کو ان حضرات کے آنے کی خبر ملی تو وہ اپنے معتقدین کے ساتھ ملنے اسٹیشن پہنچ گئے، جب گاڑی آئی اور یہ حضرات ٹرین سے باہر آئے تو مولانا عبد الباری نے سب سے پہلے حجۃ الاسلام سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے، لیکن حجۃ الاسلام نے مولانا پر شرعی مواخذہ کی وجہ سے ہاتھ ملانے سے انکار کردیا، اس بات پر مولانا عبد الباری اور آپ کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کے چہرے پژمردہ ہوگئے اور وہ واپس جانے لگے، ایسے نازک وقت میں حضور صدر الافاضل نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے مولانا عبد الباری سے اس انداز سے گفتگو کی کہ وہ اصل موضوع پر بات کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔ کچھ دیر تک افہام وتفہیم کا سلسلہ جاری رہا۔

آخر کار مولانا عبد الباری رحمۃ الباری اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ نامہ تحریر فرمانے لگے، دریں اثنا ایک سیٹھ صاحب جو مولانا کا بڑا معتقد تھا، کہنے لگا: حضرت! یہ چیک بک ہے، جتنے روپے چاہو لے لو، لیکن توبہ نامہ تحریر مت کرو، یہ سن کر مولانا عبد الباری نے فرمایا: تم اس چیک بک سے میرا ایمان خریدنا چاہتے ہو، میرے سامنے سے دور ہوجاؤ، پھر آپ نے توبہ نامہ تحریر فرما کر حضرت صدر الافاضل کے سپرد کردیا، آپ نے فرمایا: حضرت! یہ توبہ نامہ صرف ہم لوگوں تک ہی محدود رہے گا، اسے پریس میں نہیں دیا جائے گا، اس وقت مولانا عبد الباری نے برجستہ فرمایا: جب میں خدا کی بارگاہ میں تائب ہو رہا ہوں تو مجھے دوسروں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

یہ تینوں حضرات (حجۃ الاسلام، صدر الافاضل، صدر الشریعہ) وہاں سے رخصت ہوکر سرکار اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں پہنچے اور سارے احوال وکوائف بیان کرکے توبہ نامہ بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں پیش کیا، آپ نے توبہ نامہ ملاحظہ فرمانے کے بعد حکم دیا کہ کتاب ”الداری الطاری لہفوات عبد الباری“ نذرِ آتش کردی جائے، آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور اس طرح دو اہل علم حضرات کے درمیان مصالحت ہوگئی۔

(فیضانِ رحمت، حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ، ص ۱۶ — ۱۵)

◆◆◆

از: مفتی محمد صابر القادری فیضی*

خواجہ غریب نواز اور ان کی نکتہ آفرینیاں

اسلاف واخلاف

امام ارباب طریقت، پیشوائے اصحاب حقیقت، مستغرق در ذات ذو الجلال، ناطق بلسان احوال، طوفان ضلالت کی کشتی، قطب وحدت، حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ بن سید غیاث الدین حسن سنجری اولیائے کبار اور عارفین صاحب اسرار میں سے تھے، آپ کے کمالات وکرامات بے شمار ہیں، حقائق ومعارف میں آپ کے کلمات بہت بلند ہیں، آپ حق تعالیٰ کے محبوبان ومقربان خاص میں سے تھے، آپ کی شان بہت بلند اور حال نہایت قوی تھا، جو شخص آپ کا چہرۂ مبارک دیکھتا تھا، وحدانیت حق اور رسالت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آتا تھا۔

ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں جو لوگ غیر اللہ کی پرستش میں مبتلا تھے، آپ ان سب کو تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے آئے، یہ اس وجہ سے تھا کہ بحکم حدیث "الشیخ في القوم کا النبی فی الامت- یعنی شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح ایک نبی اپنی امت میں، آپ وارث کتاب اللہ اور نائب رسول اللہ ﷺ ہیں، چنانچہ آپ کو رسول ہند کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (مرآۃ الاسرار)

حضرت خواجہ غریب نواز کی ولادت باسعادت

دنیا باطل کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی اور انسان اپنے مذہب اور انسانیت سے غافل ہو کر بے دینی اور بے حیائی کی طرف تیزی سے قدم بڑھا رہا تھا، جو لوگوں میں انسانیت اور شرافت کی رمق باقی تھی، وہ بھی آہستہ آہستہ دم توڑ رہی تھی، نفرت ودشمنی، تعصب وتنگ نظری گروہ بندی واقربا پروری جیسی تباہ کن برائیوں نے انسان پر غلبہ حاصل کر لیا تھا، وہ جس کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے، حیوان بلکہ اس سے بدتر اور ذلیل وخوار بنتا جا رہا تھا، اپنی اس کامیابی پر شیطان اور اس کے حواری خوشی سے پاگل ہوئے جا رہے تھے اور زبان حال سے چیخ کر کہہ رہے تھے کہ ہم انسان کو گمراہ کرنے میں اور اس کو جہنم میں لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں، لیکن شیطنت ابھی اپنی جیت کے نشے میں چور انسان کی گمراہی پر قہقہہ لگا رہی تھی کہ رحمت الٰہی کو جوش آ گیا اور ۱۴؍ رجب المرجب ۵۳۶ھ کو صحرا کے قریب قصبہ سنجر میں علی الصباح جبکہ زاہدان شب بیدار کے علاوہ تمام انسان نیند کے مزے لے رہے ہوتے ہیں۔

غنچوں کے نازک لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگتی ہے، رنگا رنگ کے پھول ہنسنے لگتے ہیں اور نسیم سحر درختوں کی ہری بھری ٹہنیوں پر بسیرا کرنے والے پرندان خوش اطوار کو جھولا جھلانے لگتی ہے، حضرت بی بی ام الورع کے بطن مبارک سے اس ساعت سعید میں ایک ایسا عظیم المرتبت بچہ اس عالم رنگ وبو میں تشریف لایا، جس نے برائیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے کو نور الٰہی سے جگمگا دیا جو اس آیت کی تفسیر بن کر جہالت کی تاریکی میں سورج کی طرح طلوع ہوا "جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا- یعنی حق ظاہر ہوا اور باطل نے منہ چھپا لیا، ظاہر ہے باطل تو مٹنے والی چیز ہے۔

اس فرزند عالی مقام کا نام نامی اسم گرامی معین الدین حسن علیہ الرحمہ تجویز کیا گیا جس کے معنی ہی دین کا مددگار کے آتے ہیں، حقیقتاً اپنے نام کی مناسبت سے دین اسلام کی وہ خدمت کی کہ رہتی دنیا تک جس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا، آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ شکم مبارک میں تھے تو میں بہت اچھے اور سچے خواب دیکھا کرتی تھی، گھر میں کھانے پینے کی فراوانی اور سکون تھا، الحاصل کہ گھر میں خیر ہی خیر اور برکت ہی

* مضمون نگار جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی کے پرنسپل ہیں۔

برکت تھی، جس وقت شکم مبارک میں آپ کے اندر روح پھونکی گئی کو نصف شب کے بعد سے تسبیح وتہلیل کی مبارک آواز آپ کی والدہ بخوبی سنتیں اور محسوس کرتیں، آپ کی والدہ ماجدہ کے قول کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت کے مبارک موقع پر انوار حق کی شعاؤں نے سارے گھر کو بقعۂ نور بنا دیا تھا۔

(مرآۃ الاسرار)

حضرت خواجہ غریب نواز کا شجرۂ نسب

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نجیب الطرفین سید ہیں یعنی والد کی جانب سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، دونوں سعادتیں حاصل ہیں یعنی آپ حضرات حسنین کریمین کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا زمانۂ طفولیت

حضرت خواجہ بزرگ نے ملک سجستان میں عالم کو اپنے وجود مسعود سے روشن و منور فرمایا لیکن آپ نے آبا و اجداد شہر چشت (جو کہ ہرات کے کنارے واقع ہے) کے باشندے تھے، اسی لئے آپ کو چشتی کہا جانے لگا، آپ کے والد گرامی خواجہ غیاث الدین حسن چشتی علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے اکابر علما میں سے تھے، آپ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ پرہیزگار اور کامل ولی تھے۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ ہی کی نگرانی میں ہوئی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کا بچپن بھی اسرار الٰہی ومعرفت حق کے عظیم ترین واقعات سے پُر ہے اور آپ کے بچپن ہی میں لوگ اس بات کو بھانپ چکے تھے کہ حضرت خواجہ غیاث الدین کا یہ لخت جگر امام انسانیت اور رہبر قوم وملت بن کر دنیا میں تشریف لایا ہے، آپ بچپن ہی سے غریب نواز اور سخی واقع ہوئے تھے، چنانچہ بچپن میں کھیل کود کے بجائے ہم عمر بچوں کو اپنے یہاں بلا کر کھانا کھلانا آپ کا محبوب مشغلہ تھا، آپ کے زمانۂ رضاعت یعنی دودھ پینے کے دنوں کا ایک خاص واقعہ جس کو مستند سمجھا جاتا ہے کہ جب کوئی عورت اپنے شیر خوار کو لے کر آپ کے یہاں آتی اور اس کا بچہ دودھ کے لئے روتا تو آپ اپنی والدہ محترمہ کو اشارہ کرتے کہ وہ اس بچہ کو دودھ پلائیں اور جب وہ دودھ پلاتیں تو آپ بہت خوش ہوتے وغیر ذالک۔

(مہتاب اجمیر، ص۹۰)

آپ کا صبر وضبط

اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کا امتحان لیتا ہے آپ کو دنیاوی مصائب کی بھٹی میں تپا کر کندن بنا تا ہے، قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی کو اس سے مفر نہیں، چنانچہ آپ کو چاروں طرف سے پریشانیوں اور مصیبتوں نے گھیرنا شروع کر دیا، ابھی آپ کی عمر مبارک بمشکل پندرہ سال تھی، آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ غیاث الدین حسن علیہ الرحمہ اس دار فانی سے کوچ فرما کر اس عالم جاودانی میں منتقل ہو گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اتنی کم عمری میں آپ یتیم ہو گئے لیکن ابھی امتحان پورا نہیں ہوا تھا، ابھی آزمائش اور بھی باقی تھی، چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ کے وصال کا غم سامنے آ گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنی کم عمری کے باوجود ان بڑی بڑی آزمائشوں کا مردانہ وار سامنا کیا اور ہر مقابلہ میں کامیاب و کامران ہوئے، لیکن ماں باپ کی محبت وشفقت بہرحال ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی ہے، چناں چہ ان تمام صدمات نے آپ کو کافی کمزور کر دیا مگر صبر وضبط کا دامن آپ نے کسی بھی حالت میں ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور برابر صبر کرتے رہے، حدیث پاک میں آیا ہے:

”العطایا علی قدر البلایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ امتحان و آزمائش کے مقدار ہی انعام عطا فرماتا ہے۔“

آپ کے والد محترم حضرت خواجہ غیاث الدین صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ان کی متروکہ جائیداد سے آپ کو ایک باغ اور ایک پن چکی ملی، آپ اسی کی آمدنی سے اپنے متعلقین کے مصارف برداشت کرتے اور اپنے بچپن اور جوانی کی درمیانی عمر کو کھیل کود میں ضائع کرنے کے بجائے باغبانی اور پن چکی کا کام سنبھال کر گزارا اور مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے تمام فرائض

کو بخیر وخوبی سرانجام دیا، لیکن قدرت خداوندی کو آپ سے کچھ اور ہی کام لینا مقصود تھا، وہ تو آپ کے سر باغ کی ترقی کے بجائے اس کی ترقی کا شہرہ باندھنا جاتی تھی۔ (مہتاب اجمیر)

خواجہ غریب نواز اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپ کی ذات بابرکات ہر سہ جانب یعنی خلافت، مادر و پدر سے حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتی ہے، حضرت علی کی فہم وتدبیر اور ان کی اسلام کے لئے قربانیاں کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں، آپ کی ذات اوّل المومنین میں سے ہے اور خلافت راشدہ میں آپ کا شمار چوتھے نمبر پر ہے، اس کے علاوہ آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہیتے بھائی بھی ہوتے ہیں، آپ کی بزرگی اور برتری فخر دو عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس حدیث پاک سے معلوم ہوتی ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا "انا مدینہ العلم و علی بابہا۔ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ۔" جس طرح کوئی شخص بغیر دروازے سے گزرے شہر میں داخل نہیں ہوسکتا، اسی طرح کوئی عالم حضرت علی سے فیضیاب ہوئے بغیر اسلام کی روح کو نہیں سمجھ سکتا۔

حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے القابات وخطابات

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو قطب المشائخ بحر و بر کے عظیم خطاب سے نوازا ہے، اس کے علاوہ بہت سے علما و مشائخ طریقت اور اولیاء اللہ نے جن خطابات سے یاد فرمایا ہے، ان کی تعداد کثیر ہے، ان میں سے چند جو مشہور ومخصوص یہ ہیں:

وارث الانبیاء والمرسلین، برہان الواصلین، تاج العاشقین، قطب دوراں، تاج المقربین والمحققین، معین الحق، امام شریعت وطریقت، معین الملت، برہان الصفاء امام المشائخ، صاحب اسرار، سید العابدین وغیرہ وغیرہ، ان سب کے علاوہ آپ کا ایک خطاب نایاب اور بھی ہے جو سب سے زیادہ ہمہ گیر اور عالمگیر قسم کا ہے، وہ وہی ہے جس سے حضرت خواجہ کے کروڑوں شیدائی حضرت کو پکارتے اور مدد کے طالب ہوتے ہیں اور وہ ہے ''خواجہ غریب نواز'' علیہ الرحمہ۔ (ایضاً)

حضرت غریب نواز علیہ الرحمہ کی مجالس پاک

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ دلیل العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعرات کے دن قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی، اس وقت جنابت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، مولانا بہاء الدین بخاری اور مولانا شہاب الدین بغدادی حاضر خدمت تھے، زبان مبارک سے فرمایا کہ انسان کے ہر بال تلے جنابت ہے پس ضروری ہے کہ جس جس بال تلے جنابت ہے وہاں پانی پہنچائے اور اپنے بالوں کو تر کرنا چاہیے اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے گا تو قیامت کے دن وہی بال اس سے جھگڑے گا، پھر فرمایا: فتاویٰ ظہیریہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ آدمی کا منہ پاک رہتا ہے، جب تک جنب کی حالت میں رہے جو کچھ پانی وغیرہ پیئے وہ ناپاک نہیں ہوتا اگر وہ بے طہارت ہے یا جنبی یا حائض مومن ہو خواہ کافر اس کا منہ پاک ہے۔

اس کے بعد اسی بارے میں فرمایا: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، ایک صحابی نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! اگر کوئی جنبی ہو اور گرم ہوا چلتی ہو اور پسینے سے کپڑے تر ہو جائیں تو وہ کپڑے ناپاک ہو جائیں گے یا نہیں؟ فرمایا آب دہن پاک ہے، پھر اس موقع کے مناسبت فرمایا کہ میں نے خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کی زبانی سنا ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے باہر دنیا میں آئے اور حضرت حوا کے ساتھ صحبت کا اتفاق ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا اٹھ کر غسل کرو، تو بہت خوش ہوئے اور کہا بھائی جبرئیل اس غسل کا کچھ اجر؟ جواب ملا آپ کے بدن کے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب اور پانی کا ہر ایک قطرہ جو آپ کے بدن سے چھوا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جو قیامت کے دن تک عبادت کرتا رہے گا اور اس عبادت کا ثواب آپ کو ملے گا، پوچھا: اے بھائی جبرئیل! یہ ثواب میرے ہی لئے ہے یا میرے فرزندوں کے لئے بھی؟ جواب ملا! جو آپ کا فرزند مومن ہوگا اور حلال غسل کرے گا۔

اس کے لئے بالوں کی تعداد کے موافق اتنے ہی سالوں کی

عبادت اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی اور جو قطرے اس کے بدن سے گریں گے ہر قطرے کے عوض اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو قیامت تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہیں گے اور اس کا ثواب اس مومن کو ملے گا، جب خواجہ صاحب نے یہ بات ختم کی تو رو پڑے اور فرمایا کہ یہ فائدے اس شخص کے بارے میں ہیں، جو حلال غسل کرتا ہے اور جو حرام غسل کرتا ہے اس کے غسل کے وقت بدن سے گرنے والے ہر ایک قطرے سے ایک شیطان پیدا ہوتا ہے، وہ قیامت تک جو بدی یعنی برائی اس شیطان سے سرزد ہوتی ہے، وہ اس شخص کے ذمہ لکھی جاتی ہے۔

(ہشت بہشت)

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ راہ شریعت پر چلنے والوں کا شروع یہ ہے کہ جب لوگ شریعت میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور شریعت کے تمام فرمان بجالاتے ہیں اور اس میں ذرہ برابر تجاوز نہیں کرتے تو اکثر وہ دوسرے مرتبہ پر پہنچتے ہیں جسے طریقت کہتے ہیں، اس کے بعد جب بمعہ شرائط طریقت ثابت قدم ہوتے ہیں اور تمام احکام شریعت پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں تو معرفت کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں، جب مقام معرفت کو پہنچتے ہیں تو شناخت کا مقام آجاتا ہے جب اس مقام پر بھی ثابت قدم ہو جاتے ہیں تو درجۂ حقیقت کو پہنچتے ہیں، اس مرتبہ پر پہنچ کر جو کچھ طلب کرتے ہیں پا لیتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے عارف کی تعریف یوں سنی ہے کہ عارف وہ ہے جو دونوں جہاں سے قطع تعلق کرلے، پھر مقام فردانیت پر پہنچے کیوں کہ یہ راہ وہی شخص اختیار کرسکتا ہے جو سب سے بیگانہ بن جائے۔ اس موقع سے فرمایا کہ نماز ایک امانت ہے جو اللہ نے بندوں کو سپرد کی ہے پس بندوں پر واجب ہے کہ امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں اور فرمایا کہ انسان نماز ادا کرے تو رکوع و سجود کما حقہ بجالائے اور ارکان نماز اچھی طرح ملحوظ رکھے۔ (دلیل العارفین)

پھر فرمایا کہ میں نے صلوٰۃ مسعودی میں لکھا دیکھا ہے کہ جب لوگ نماز اچھی طرح ادا کرتے ہیں اور اس کے تمام حقوق بجالاتے ہیں، رکوع و سجود اور قرأت و تسبیح کو ملحوظ رکھتے ہیں تو فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں پھر اس نماز سے نور شائع ہوتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، جب وہ نماز عرش سے نیچے لائی جاتی ہے تو حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کرا اور نماز ادا کرنے والے کے لئے بخشش مانگ کیوں کہ وہ تیرے حقوق اچھی طرح بجالایا ہے، پھر خواجہ صاحب روئے اور فرمایا یہ تو اچھی طرح نماز ادا کرنے والوں کے حق میں ہے لیکن جو ارکان نماز کو اچھی طرح ملحوظ نہیں رکھتے، جب ان کی نماز کو فرشتے آسمان پر لے جانا چاہتے ہیں تو آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور حکم ہوتا ہے کہ اس نماز کو لے جا کر اسی نمازی کے منہ پر دے مارو، پھر نماز زبان حال سے کہتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے خدا تجھے بھی ضائع کرے۔ (دلیل العارفین)

مجاہدات

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خواجہ بزرگ نے بڑے بڑے مجاہدات کئے، آپ سات دن کے بعد پانچ مثقال کے برابر روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے تھے، آپ کا لباس دو چادریں تھیں جن میں کئی کئی پیوند لگ چکے تھے، پیوند لگانے کے لئے جس قسم کا کپڑا مل جاتا آپ چادر میں سل لیتے تھے، جب آپ اصفہان تشریف لے گئے تو شیخ محمود اصفہانی (جو وہاں کے بڑے مشائخ میں سے تھے) کی خدمت میں گئے، خواجہ قطب الدین بختیار کا کی کا اس وقت یہ ارادہ تھا کہ شیخ محمود علیہ الرحمہ سے بیعت کرلیں، لیکن جب خواجۂ بزرگ کے جمال احوال کا مشاہدہ کیا تو بے اختیار ہو کر آپ کی خدمت میں مصروف ہوگئے اور بیعت کرلی، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے لئے بھی ان سے بہتر کوئی مصاحب اور محرم راز نہ تھا جیسا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کے لئے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ سے بہتر کوئی مرید نہ تھا، آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا معین الدین اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور مجھے اپنے مرید پر فخر ہے، اسی طرح حضرت خواجہ غریب نواز علیہ بھی حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ کے ساتھ کمال شفقت

اسلاف و اخلاف

سے پیش آتے تھے بالآخر آپ نے وہ چادریں حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ کو عطا فرمائیں جو ان سے حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ تک پہنچیں۔ (مرآۃ الاسرار، ص ۵۹۵)

سلطان المشائخ فوائد الفوائد میں فرماتے ہیں کہ میں نے ان دو چادروں کی زیارت کی ہے، غالباً سلطان المشائخ کو ملی ہوں گی، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کو باون برس کی عمر میں خرقۂ خلافت و اجازت نامہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ سے ملا تھا، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ جہاں کہیں جاتے تھے اکثر قبرستان میں قیام فرماتے تھے اور روزانہ دو قرآن پاک ختم فرماتے تھے، جس جگہ آپ کی شہرت ہوجاتی آپ وہاں سے چلے جاتے تھے، آپ خرقان تشریف لے گئے تو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ کے مزار اقدس سے فیض حاصل کیا، دو سال اس علاقے میں رہنے کے بعد استرآباد تشریف لے گئے اور شیخ احمد ناصرالدین استرآبادی علیہ الرحمہ کا فیض صحبت حاصل کیا، شیخ ناصرالدین عظیم القدر مشائخ میں سے تھے جن کی عمر اس وقت ایک سو سات سال کی تھی اور جو تین واسطوں سے سلطان العارفین بایزید بسطامی سے نسبت رکھتے تھے، نیز انہوں نے شیخ ابوالحسن خرقانی اور شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ کی صحبت بھی پائی تھی۔

(ایضاً، ص ۵۹۶)

ملفوظات گرامی

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مشائخ طبقات اور اہل سلوک لکھتے ہیں کہ "سورۂ فاتحہ" میں ایک سو چوبیس حروف ہیں اور کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرے ہیں، اس سورہ کے ہر حرف کے بدلے ہزار پیغمبر کا ثواب ہے جو ملتا ہے، اس سورہ میں سات آیتیں ہیں، حضرت امام ناصر بستی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ خدا نے انسان کے جسم میں ہفت اندام پیدا کئے ہیں جو شخص اس کو پڑھتا ہے، وہ ساتوں دوزخوں سے محفوظ رہتا ہے، خواجۂ بزرگ علیہ الرحمہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ سورہ فاتحہ تمام دردوں اور بیماریوں کے لئے شفا ہے، جو بیماری کسی علاج سے درست نہ ہو وہ نماز فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ۴۱ مرتبہ سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ شریف پڑھ کر دم کرنے سے دور ہوجاتی ہے، پھر فرمایا حدیث پاک میں ہے: الفاتحة الشفاء من کل داءٍ۔ یعنی سورۂ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے۔

نیز فرمایا کہ "الحمد" کے پانچ حرف ہیں، اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے، جو شخص اسے پڑھتا ہے تو جو نقص اس نے پانچوں نمازوں میں کیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے، پھر فرمایا کہ "اللہ" میں تین حرف ہیں، اگر پانچ الحمد کے ملایا تو کل آٹھ ہوجاتے ہیں، اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے تاکہ جس دروازے سے اس کی مرضی ہو داخل ہوسکے، "رب العلمین" میں دس حرف ہیں، دس اور آٹھ مل کر اٹھارہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں جو شخص یہ اٹھارہ حروف پڑھتا ہے، اسے اٹھارہ ہزار عالم کا ثواب ملتا ہے "الرحمٰن" میں چھ حرف ہیں، چھ اور اٹھارہ مل کر چوبیس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے بنائے ہیں جو بندہ ان چوبیس حروف کو پڑھتا ہے، وہ گناہوں سے ایس پاک ہوجاتا ہے گویا کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے "الرحیم" میں چھ حرف ہیں، چھ اور چوبیس مل کر تیس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے پل صراط بہ مقدار تیس ہزار سالہ راہ بنایا ہے جو بندہ تیس حرفوں کو پڑھتا ہے، وہ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا "مالك یوم الدین" میں بارہ حرف ہیں، بارہ اور تیس مل کر بیالیس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سال کے بارہ مہینے پیدا فرمائے جو شخص کا ان بارہ حرفوں کو پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بارہ مہینے کے گناہ بخش دیتا ہے "ایاك نعبد" میں آٹھ حرف ہیں، آٹھ اور بیالیس پچاس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا پیدا کیا ہے جو بندہ ان پچاس حروف کو پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے صدیقوں سا معاملہ کرتا ہے اور "وایاك نستعین" میں گیارہ حرف ہیں، گیارہ اور پچاس مل کر اکسٹھ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں دریا پیدا کئے ہیں، جو شخص ان اکسٹھ حروف کو پڑھتا ہے تو اکسٹھ دریاؤں کے قطروں کے موافق نیکیاں اس

کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اسی قدر برائیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹائی جاتی ہیں"اهدنا الصراط المستقيم" میں انیس حرف ہیں، انیس اور اکسٹھ مل کر اسّی ہوتے ہیں جو دنیا میں شراب پیتا ہے اسے اسّی درّے لگانے کا حکم ہے، اس کے پڑھنے والے کو اسّی درّے معاف کرتا ہے" انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين. آمين" میں چوالیس حروف ہیں، چوالیس اور اسّی مل کر ایک سو چوبیس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا کئے ہیں، جو شخص ان ایک سو چوبیس حروف کو پڑھتا ہے اسے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا ثواب ملتا ہے۔

(دلیل العارفین، ص ۷۹-۷۷)

آپ کا وصال مبارک

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مرآۃ الاسرار کے صفحہ نمبر ۶۰۹ / پر سیر الاولیاء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ جس رات خواجہ بزرگ نے رحلت فرمائی، چند اولیاء اللہ نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اللہ کے دوست معین الدین سنجری آ رہے ہیں، ہم ان کے استقبال کو آئے ہیں، انتقال کے وقت آپ کی پیشانی پر ہرے نور کے رنگ سے لکھا تھا، حبيب الله، مات فی حب الله (یہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے جس نے اللہ کی محبت میں جان دے دی) آپ کے کمالات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔

آپ تمام مقامات غوثی، قطبی اور قطب الاقطاب سے گزر کر مقام فرد حقیقی یعنی مرتبۂ محبوبیت سے مشرف ہو کر کمال استغراق فنائے احادیث میں دوست سے یک رنگ ہو چکے تھے، آپ کا وصال دوشنبہ مبارکہ کے دن ماہ رجب المرجب ۶۳۲ھ اور دوسری روایت کے مطابق یکشنبہ ماہ ذوالحجہ ۶۳۳ھ کو ہوا، "آفتاب ملک ہند" سے آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے لیکن سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور دیگر مشائخ چشت نے یہ تصحیح کی ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کا وصال ماہ ربیع الاوّل کی ۱۴/ تاریخ ۶۳۳ھ کو ہوا اور دلیل العارفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور خواجہ قطب الدین نے خود تحریر فرمایا ہے کہ خواجہ بزرگ کا وصال اس وقت ہوا، جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ بقید حیات تھے، پس اس سے اختلاف رفع ہو جاتا ہے اور کتاب کلمات الصادقین سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا وصال ۶/ رجب المرجب ۶۲۷ھ (تسبع و عشرين سته) کو سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں ہوا، اللہ تعالیٰ ان کی مزار مقدس کو روشن و منور کرے۔

وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ستانوے سال کی تھی، اس میں سے چالیس سال آپ نے اجمیر شریف میں بسر فرمائے، آپ کا وصال آپ کے حجرۂ خاص میں ہوا اور وہیں تدفین عمل میں آئی، چنانچہ آپ کا مزار مبارک تمام ہندوستان کا قبلہ ہے۔

(مرآۃ الاسرار)

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

کرامات

ایک مرتبہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ وضو فرما رہے تھے کہ ایک غمزدہ عورت آپ کے پاس آئی اور آپ سے اپنا دکھ اس طرح بیان کیا کہ حضور میں آپ کے پاس ایک فریادی کی حیثیت سے آئی ہوں، کیوں کہ شہر کے راجہ نے بلاقصور میرے صاحبزادے کو قتل کر دیا ہے، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ یہ خبر سن کر کہ صاحبزادے کو بلاقصور قتل کر دیا گیا ہے بھلا کیسے چین آ سکتا تھا، چنانچہ آپ وضو کر کے فوراً اس عورت کے ساتھ راجہ کے پاس پہنچے، مقتول کے سر اور دھڑ کو ایک دوسرے سے ملا کر بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کیا کہ "اے رب العلمین اگر یہ لڑکا بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو تو اپنے فضل و کرم سے اس کو دوبارہ زندگی عطا فرما" یہ دعا مانگ کر آپ نے اپنا عصا مبارک لڑکے کے جسم پر رکھ کر ارشاد فرمایا: خدا کے حکم سے اٹھ، آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا، جب راجہ نے یہ کرامت دیکھی تو اپنی غلطی پر بہت

نادم ہوا اور اس سے سچی توبہ کرتے ہوئے آئندہ کے لئے معافی مانگی آپ نے اس کو معاف کردیا۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا گزر ایک ایسی آبادی سے ہوا جہاں مشرک کافر آباد تھے اور کوئی مسلمان نہیں رہتا تھا، جب ان لوگوں کو آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ لوگ آپ کو نقصان پہنچانے بلکہ شہید کرنے کی غرض سے آپ کے پاس آئے، لیکن جب انہوں نے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے مقدس اور پر جلال چہرۂ مبارک کو دیکھا تو ان پر ایسا خوف اور دہشت طاری ہوئی کہ ساری شیخی اور منصوبہ سازی بھول گئے، حضرت والا کی خدمت بابرکت میں یوں عرض کرنے پر مجبور ہوئے کہ حضور ہماری خطا معاف کیجئے اور ہماری غلطی کو نظر انداز فرماتے ہوئے ہمیں مسلمان بنا لیجئے، چنانچہ آپ نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کی غلطی کو معاف کر انہیں دولت اسلام سے بھی سرفراز فرمایا۔

ایک مقام پر سات آتش پرست رہتے تھے، وہ لوگ ریاضت کرکے ایسے ایسے روزے رکھتے کہ چھ ماہ بعد صرف ایک لقمہ کھاتے اور لوگوں کو آنے والے واقعات کی خبر دیتے اور ان کی خبریں اکثر صحیح نکلتیں، چنانچہ بہت سے لوگ ان کے معتقد ہوگئے، ایک دن انہوں نے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کو دیکھا تو فوراً ان کے قدموں پر گر پڑے، آپ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ "اے آتش پرستو! خدا کو جاننے اور اس کی طاقت وقدرت کا اعتراف کرنے کے بعد بھی غیر اللہ یعنی آگ کو پوجتے ہو؟ آپ کی یہ بات سن کر ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ تو آگ کو صرف اس وجہ سے پوجتے ہیں تاکہ قیامت کے دن یہ ہمارا خیال رکھے اور ہمیں نہ جلائے۔

حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے ان سے فرمایا کہ تم اگر اللہ کی عبادت کرنا شروع کردو تو آگ نہ تمہیں جلائے گی اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچائے گی، وہ لوگ آپ کی خدمت میں یوں گویا ہوئے کہ آپ خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں ہم تو جب جانیں گے کہ آپ آگ میں کود جائیں اور آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، تب ہم آپ کی بات بھی مان لیں گے اور مذہب اسلام قبول کرلیں گے، جب حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے ان کی یہ شرط سنی تو ارشاد فرمایا کہ آگ میں تو اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ ہماری جوتی بھی جلا سکے وہ ہمیں کیا جلائے گی، یہ فرما کر آپ نے اپنی نعلین مبارک آگ میں ڈال دی اور آگ سے یوں خطاب فرمایا: اے آگ ہماری جوتیوں کی حفاظت کر، آپ کے یہ ارشاد فرماتے ہی آگ فوراً سرد ہوگئی اور غیب سے آواز آئی کہ آگ میں یہ طاقت کہاں کہ ہمارے دوست کی جوتیوں کو جلا سکے، جب ان آتش پرستوں نے خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی یہ کرامت دیکھی تو ان کے دل پر اس کرامت کا بڑا اثر ہوا، اور وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اور آپ کی بیعت سے مشرف ہوکر سب کے سب ولئ کامل ہوئے۔ (مہتاب اجمیر)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

یوں تو حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی بے شمار کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں، یہاں مضمون کے طوالت کے پیش نظر اختصار سے کام لیا گیا ہے، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات سے بہت سی عبرتیں حاصل ہوتی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کبھی بھی مصائب وآلام سے پریشان نہیں ہونا چاہئے "مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ ست" کے تحت اپنی محنت وکاوش صبر وشکر کے ساتھ جاری رکھتے ہوئے خدائے وحدہ لاشریک کے فرائض کو بخوبی انجام دیتے رہنا چاہئے۔

دعا ہے کہ مولائے کریم بطفیل حبیب پاک ﷺ اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ مجھے اور تمام خوش عقیدہ مسلمانوں کو استقامت فی الدین والایمان اور تمام بلیات وآفات وشیاطین کی شرور، دشمنوں، بدمعاشوں وجناتوں کے شر وفساد سے محفوظ رکھتے ہوئے حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات سے نوازے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

●●●

از: مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی *

سلطان الہند کے ارشادات اور ہمارا معاشرہ

اسلاف وارشادات

خواجۂ خواجگان، عطائے رسول، سلطان الہند، ہندالولی، غریب نواز، حضرت سید معین الدین حسن سجزی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دنیائے اسلام بالخصوص اہل ہند پر بہت بڑا احسان ہے کہ آج بھی گلستان ہند اسلامی باد بہاری سے سرسبز وشاداب ہے، سرزمین ہند پر اسلام کی جلوہ گری اس کے ابتدا ہی دور میں ہو چکی تھی اور اس کے پھلنے پھولنے کا تسلسل بھی جاری تھا جو ایک تاریخی کی حقیقت ہے جس سے انحراف نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ بھی ایک مسلمہ صداقت ہے کہ ہندوستان میں اسلامی روایت کو تقویت واستحکام حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کی آمد پر ضیا کے بعد ہی ملی۔

یہ سب کچھ آپ کے اعلی اقدار، بے مثالی کریکٹر وکردار، عمدہ اخلاق، صالح عادات واطوار، ملاحت سے مملو گفتار، دعوت وتبلیغ کے احسن اسلوب، انتھک کوشش وکاوش، جاں سوز محنت ومشقت، جگر پاش جہد مسلسل کا نتیجہ وثمرہ رہا کہ آپ کے مقدس و نیربار ہاتھوں پر ہزاروں لوگ حلقہ بگوشان اسلام ہوئے اور آپ کے حیات مستعار تک ایمان لانے کا سلسلہ جاری وساری رہا، آپ کے بعد آپ کے خلفا وتربیت یافتگان نے اس مشن کو آگے بڑھانے کا کام کیا اور یہ سلسلہ ایک زمانہ تک چلتا رہا اس کے بعد تعطل وجمود کا دور آیا جس نے اندھیروں کو جلا بخشا۔

اس درمیان کئی فقید المثال شخصیات کی طلعت باری ہوئی جنہوں نے تاریکیوں کے وجود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی سعئ تام کی اور اس میں ایک حد تک کامیاب وکامران بھی ہوئے پھر انگریزوں نے اپنا قدم جما لیا اور اس نے فضائے ہند پر کالی گھٹاؤں کا ہر چہار سمت پہرہ بیٹھا دیا اور اہل اسلام میں ضمیر فروشوں کی خریداری کر کے انہیں اصول اسلام ومشن غریب نواز علیہ الرحمہ کا باغی بنا دیا یہ باغی گروپ رفتہ رفتہ کئی خیموں میں بٹتے چلے گئے اور منفرد انداز میں ہر ایک جماعت نے دستورات اسلامی پر یلغار کرنے لگے اور خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کے لگائے ہوئے چمن کا جو حصہ باقی تھا، اس کو بھی تاراج کرنے کے درپے ہوئے اس زمانہ میں امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے ان تحریکات کے خلاف انقلاب عظیم برپا کیا اور دشمنان اسلام کا دندان شکن قلمی جواب دیکر خوب خوب اس کی سرکوبی کی سلطان الہند علیہ الرحمہ کی انقلابی تحریک کو سبوتاج ہونے سے بچا لیا اور اس آفاقی تحریک کو استحکام بخشنے کیلئے جن جن لوازمات کی ضرورت درکار ہوئی سب کو وجود بخشا۔

مثلاً علمی کتب کا عظیم ذخیرہ عطا کیا، تلامذہ وخلفا کا بہت بڑا لشکر تیار کیا علمی دانش گاہ منظر اسلام کو وجود میں لایا اور جماعت رضائے مصطفی کی داغ بیل ڈالی ان بنیادی چیزوں کے ذریعہ وہ کارہائے نمایاں انجام پائے کہ غلامی کا حق ادا ہو گیا۔

منظر اسلام سے آج تک علما کی شکل میں سپاہیان اسلامی کا ایک جم غفیر نکل کر میدان میں آرہا ہے اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں منہمک ہوتا چلا جارہا ہے، غریب نواز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں؛ نماز مومن کی معراج ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: الصلوٰۃ معراج المومنین۔ تمام مقاموں سے بڑھ کر یہی نماز ہے، نماز ہی کے ذریعہ لقائے ربانی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے بیان کرتا ھے قرب وہی پاسکتا ہے جو راز کے لائق ہو یہ راز سوائے نماز کے کسی طرح حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

اہل عشق صبح کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر سورج نکلنے تک قرار پکڑتے ہیں جس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی

* مضمون نگار فخر ازہر دار الافتاء، ہاسپیٹ بلاری کرناٹک کے مفتی ہیں۔

نظر میں مقبول ہوں اور انوار کی تجلی ان پر دم بدم ہو، نماز ایک امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد کی ہے، اس لئے بندوں پر واجب ہے کہ امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں جب انسان نماز ادا کرے تو اسے چاہئے کہ رکوع وسجود کما حقہ بجا لائے اور ارکان نماز اچھی طرح یاد رکھے، نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے جب ستون قائم ہوگا، گھر بھی قائم ہوگا اور ستون اگر ہٹ جائے تو چھت فورا گر پڑے گی چونکہ اسلام و دین کے لئے بمنزل ستون ہے، اس لئے نماز کے اندر جب فرض؛ سنت؛ رکوع اور سجود میں خلل آئے گا تو حقیقت اسلام و دین میں بھی نقص وخرابی پیدا ہوجائے گی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں۔

(دلیل العارفین)

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ نے نماز کی حقیقت وحیثیت کو خوب اجاگر فرمادیا مگر امت مسلمہ کی زبوں حالی کا جائزہ لیجئے تو کہنا پڑے گا کہ نماز جیسے لازوال دولت سے مسلمانوں کی اکثریت دور ہے اور یہی اس کی ذلت وخواری کا اصل سبب ہے، ہم چھٹی شریف تو بڑے دھوم دھام سے مناتے ہیں اور اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں لیکن غریب نواز علیہ الرحمہ کے مشن کا جوجز ولاینفک حصہ تھا، اس کو فراموش کر بیٹھے جو درحقیقت عقیدت ومحبت کے منافی ہے، اگر ہمیں زندگی مطلوب ہے تو تحریک حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کا عملی حصہ بننا پڑے گا، اس طرح تحریک بھی زندہ رہے گا، عقیدت کا اظہار بھی ہوگا اور ذلت وخواری سے محفوظ بھی رہ پائیں گے آج جب کہ کفر سر چڑھ کر بول رہا ہے اس کی تباہی سے بچنے کے لئے ہمارے پاس اس کے سوائے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دل وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہو اور مشاہدۂ حق میں باقی ہو، اللہ تعالیٰ اس کے سارے اعمال پر غالب ہو، اپنے آپ پر اعتبار کچھ نہ ہو اور عرش تک اسے کچھ قرار نہ ہو۔ (دلیل العارفین)

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کی تحریک کا یہ ایک اٹوٹ حصہ ہے جس نے انہیں ہر محاذ پر کامیابیوں سے ہم کنار فرمایا انہوں نے کبھی بھی اپنی ذات پر اعتماد نہیں کیا بلکہ اپنے رب کی مرضی پر اپنی حیات کی کشتی کو لگا کر چھوڑ دیا اس اعتماد ویقین کے ساتھ کہ جو اس کے بھروسے پر چلتا ہے وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھاتا ہے اور نہ ہی کسی بیساکھی کا محتاج ہوتا ہے، اگر ہماری حالت بھی یہی ہوتی تو آج موت کے ڈر سے کافر کو خوش کرنے کے لئے اور کی حمایت وتعاون کے حصول کے لئے کلمات کفریہ کے مرتکب نہ ہوتے اور اپنے ایمان کو برباد نہ کرتے۔

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہوتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ کے دوستی ومحبت نے خاموش کررکھا ہے کیونکہ وہ عالم موجودات سے بے خبر و بے نیاز ہوجاتے ہیں، محبت میں صادق وہ ہے کہ والدین اور خویش واقربا سے قطع تعلق کرکے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرلے پس وہ شخص ہے جو کلام الٰہی کے حکم پر چلے اور دوستئ حق میں ثابت قدم ہو، اللہ تعالیٰ کی دوستی اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ دشمن جانتا ہے ان سے دشمنی کی جائے۔ (دلیل العارفین)

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کی حیات مستعار کا پل پل ان امور سے عبارت رہی یہی وجہ ہے کہ دشمنان اسلام ہزاروں جتن کے باوجود ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے کل بھی ان کی عظمت کا ڈنکا بجا موجودہ وقت میں بھی بج رہا ہے اور سدا بجتا رہے گا اور جنہوں نے اس مشن کو اپنایا، اس سے پیار کیا حیات مستعار کیلئے مشعل راہ بنالیا وہ بھی آفاقی شہرت وعظمت کے حامل بنے اسی مشن و تحریک کو آج مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے، اس لئے تو حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں پیغام دیا۔ ؎

مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لئے

اس منظر اسلام نے ہزاروں ادارے کو جنم دیا جہاں سے اسلامی کرنیں بکھر کر عالم اسلام کو منور کررہی ہیں، خلفا وتلامذہ کی تبلیغی کوشش وکاوش نے لاکھوں تیرو تار محلات

بقیہ ص ۲۱ پر

مشائخ چشت اہل بہشت کے ساتھ
امام احمد رضا کی عقیدت ومحبت

از: ڈاکٹر حافظ عبدالسلام ثمر*

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے مری سرکاروں کے

یہ ایک فطری امر ہے کہ انسان جس سلسلے سے منسلک ہوتا ہے، وہ اسی سے محبت وعقیدت کا دم بھرتا ہے، وہ خواہ علمی سلسلہ ہو یا طریقت کا سلسلہ ہو، اپنے استادوں اور پیروں کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا، ایسا ہونا بھی چاہیے، یہ جذبہ قابل ستائش ہے، لیکن اس میں اعتدال بہر حال ملحوظ رکھا جائے، افراط وتفریط کہیں بھی مناسب نہیں ہوتا، ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ ہماری عقیدت کے ترازو غیر متوازن ہوجاتے ہیں، ہم ہر صورت میں اپنے سلسلے کی برتری اور تفوق قائم رکھنے کے لیے حد اعتدال سے نکل کر ایک انتہا تک جا پہنچتے ہیں، نتیجۃً دوسرے سلسلے کے اصحابِ فضل وکمال کے منکر اور ان کے متعلق تنگ دل ہوجاتے ہیں۔

کسی بھی علمی وروحانی تحریک سے وابستہ افراد کا عمومی رویہ یہی بن چکا ہے، لیکن وسیع المشرب، بلند ہمت نفوسِ قدسیہ کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنے سلسلے کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے دوسروں کے حقوق سے بھی صرف نظر نہیں کرتے، ان کی عظمتوں کے معترف ہوتے ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کا تعلق بھی مؤخر الذکر گروہ سے ہے، آپ کشتہ عشقِ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، محبوب کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبتوں کا بھی لحاظ رکھتے تھے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں یا امت کے اولیاء کاملین ہوں، امام احمد رضا سب کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے، آپ کا سلسلہ طریقت چونکہ قادریہ تھا۔

اس لیے آپ کو حضور سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی، بارگاہِ غوثیت سے آپ کو اتنا ملا تھا کہ کہیں اور جانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی، آپ کا مجموعۂ کلام "حدائق بخشش" ہو یا "قصیدہ اکسیر اعظم" ہو، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب سے بھرے پڑے ہیں، بایں ہمہ آپ کو دیگر سلاسل تصوف بالخصوص حضراتِ چشت عنبر سرشت قدست اسرارہم کے بزرگانِ دین سے بھی بڑی عقیدت ومحبت تھی۔

آپ نے اپنی تحریروں میں بڑے بڑے القابات کے ساتھ مشائخ چشت کا ذکر کیا ہے، ان کی بارگاہ کی حاضری اور ان سے فیض پانے کے واقعات درج کیے ہیں، معلومات پر اطلاع نہ ہونے اور قلت مطالعہ کے باعث ہمارے سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے بعض متعلقین ومتوسلین یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ "مولانا احمد رضا خان تو قوالی کے بھی قائل نہیں تھے، چشتی بزرگوں کے مناقب نہیں لکھے وغیرہ وغیرہ" اور بعض تو آپ کے نام کے ساتھ "اعلیٰ حضرت" کہنا بھی گوارا نہیں کرتے حالانکہ "اعلیٰ حضرت" کا لقب آپ کو دیگر خانقاہوں کے سجادگان نے ہی مشترکہ طور پر دیا تھا، اب یہ لقب آپ کے ساتھ ایسا خاص ہو گیا ہے کہ جب بھی کہیں مطلق "اعلیٰ حضرت" بولا جائے تو مراد امام احمد رضا خان قادری کی ہی ذات گرامی ہوتی ہے۔

مشائخ چشت کے ساتھ آپ کی عقیدت کی ایک جہت یہ ہے کہ آپ نے ان کی تعلیمات ومعمولات کو قرآن وسنت سے دلائل قائم کر کے مدلل کیا ہے، علم غیب ومسئلہ حاضر وناظر، نذر ونیاز، ایصال ثواب، عرس، توسل واستمداد، زیارت قبور، میلاد وقیام وغیرہا بے شمار امور ہیں جو بزرگانِ دین کے ہاں مسلم ہیں، آپ نے قرآن وسنت اور متقدمین علمائے اہلسنت کی کتابوں

اسلاف واخلاف

* مضمون نگار چیلا واہن شریف، فاضل بھیرہ شریف کے متوطن ہیں۔

سے ان کا ثبوت فراہم کر کے ان کی استنادی حیثیت کو متعین کر دیا ہے، مخالفین کی طرف سے اولیائے کرام کے اوراد و وظائف پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

طریقت و تصوف کے بے شمار مسائل پیری مریدی، بیعت وسجادگی، خلافت، اقوال صوفیاء کی تشریحات اور عارفانہ کلام کی توضیحات اپنے فتاویٰ میں درج کیے ہیں بلکہ بعض مسائل پر تو مستقل رسائل لکھ دیئے ہیں، سلاسل سے منسلک حضرات کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے مشائخ کے ملفوظات کے علاوہ ان کی مستقل تصانیف بہت کم ہیں، کسی بھی مسئلہ کا ثبوت دینا ہو تو ہمیں تاجدارِ بریلی کی تحقیقات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، بعد والے علما انہیں کی خوشہ چین ہیں۔

چشتیوں کی عقیدت کا مرکز اجمیر شریف ہے، حضور سیدنا سلطان الہند، حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی عقیدت ملاحظہ فرمائیں:

[۱] اجمیر شریف سے ایک استفتاء آپ کے پاس آیا کہ اگر کوئی مولوی اپنے مدرسے کے دروازے پر اور خلافت کے بورڈ پر اور خلافت کی ٹوپی پر اور خلافت کی رسید پر فقط اجمیر لکھے، کیا اجمیر کے ساتھ شریف نہ لکھنا اور اصلی نام غلام معین الدین پر غلام نہ لکھا، خلاف عقیدہ اہل سنت ہے یا نہیں ہے؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے جواب دیا:

"اجمیر شریف کے نام پاک کے ساتھ لفظ شریف نہ لکھنا اوران تمام مواقع میں اس کا التزام کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلوہ افروزی حیات ظاہری و مزار پرانوار کو (جن کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدو اللہ ہے، صحیح بخاری شریف میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل فرماتا ہے: من عادى لى وليًا فقد اذنته بالحرب۔ جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے اور اگر یہ ناپاک التزام بربنائے کسل و کوتاہ قلمی ہے تو سخت بے برکتا اور فضل عظیم وخیر جسیم سے محروم ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۵ ار ب)

اسی طرح آپ کے پاس ایک سوال آیا: حضرت غوث اعظم پاک قدس سرہ کو دستگیر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

"حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۹ ر ج)

اجمیر شریف اور محبوب الٰہی کی بارگاہ میں حاضری

خواجہ بزرگ، سلطان الہند غریب نواز اجمیری بادشاہ اور شیخ المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں چوکھٹ بوسی کے لیے وقت کا مجدد امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن جان و دل کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے حاضر ہوتا ہے، محققین کے نزدیک آپ نے دو مرتبہ اجمیر شریف حاضری دی، ایک مرتبہ عالم رؤیا میں پیش ہو کر درِ خواجہ کو چوم کر قسمت چمکائی اور درد چشم کے مرض سے شفا پائی، غریب نواز سے احمد رضا کو اتنا عشق تھا کہ بوقت حاضری اس کی وارفتگی، وابستگی، فنائیت اور فدائیت عشاق خواجہ کے لیے قابلِ تقلید و عمل ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں فارسی میں ایک طویل قصیدہ "اکسیر اعظم" کے نام سے لکھا تھا، پھر اس قصیدے کی خود ہی فارسی زبان میں ایک دلآویز شرح "مجیر معظم" کے نام سے کی، اعلیٰ حضرت اس میں خود لکھتے ہیں:

"گدائے سرکار غوثیہ، سگ کوئے قادریہ عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی (اللہ اس کا حشر سگان مولیٰ میں فرمائے) عرض پرداز ہے کہ فقیر نے ماہ مبارک ربیع الآخر 1302ھ میں سراپا طہارت، حضور پرنور، صاحب فضل بلند، سلطان المشائخ محبوب الٰہی علیہ الرضوان الغیر المتناہی کی زیارت کے قصد سے بریلی سے شد رحال (سفر) کر کے بارگاہ غیاث پور کی خاک بوسی کی، تین دن بعد وہاں

سے آ کر شاہ جہاں آباد دہلی میں قیام کا عزم کیا۔"

اب دیکھیے دردِ دل اور دوائے چشم کیسے ہوتی ہے، خوب صورت خواب اور اس کی تعبیر اعلیٰ حضرت سے سنیے:

"اس سے دو سال قبل میری داہنی آنکھ میں کثرت مطالعہ کے باعث کچھ ضعف آ گیا تھا، دل نے کہا، آنکھ کی شفا و صفا کی امید پر دوائے چشم کے لیے طبیبوں کے پاس رجوع کیا جا سکتا ہے، میں نے دل کا مشورہ قبول کر لیا لیکن چالیس دن تک پہاڑ کھودا، سوکھی گھاس بھی ہاتھ نہ آئی، سلطان المشائخ کے فضل راسخ کی جانب توجہ کی، از راہ محبت و شوق حضرت کی مدح میں چند اشعار لکھے، رات کے وقت جب سر تکیے سے لگایا، اب خواب مجھے کس دروازے سے اور کس بارگاہ میں لے گیا؟ وہ سنیے: ایک رنگین جنت نشان مقام ہے، جس کے جنوب میں مسجد ہے اور شمال میں ایک درگاہ ہے، بخت رسا کے ہمراہ جب وہاں پہنچا تو اس احاطے میں تین تربتیں نظر آئیں، قبلہ کی جانب حضرت کارساز خواجہ غریب نواز، سلطان الہند، وارث نبی قدس سرہ العلی کا مزار باامتیاز ہے، اسی کے پیچھے ایک ہاتھ کے فاصلے پر ایک ایسے چاند کی منزل ہے جس کی تابندگی سورج کی طرح ہے، جیسے آفتاب اور وقت چاشت اور چاند جب سورج کے پیچھے آئے یعنی درجات بخشنے والے صاحب برکات سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی کا مخزن برکات مرقد مبارک ہے، اس کی پشت پر ایک اور قبر ہے، جسے میں پہچان نہ سکا، سر عقیدت کو قدم بنایا، جب پہنچنے کے قریب ہوا تو دیکھا کہ پہلے خواجۂ پاک کا مزار ہے، میں پائتانے بیٹھ گیا۔

اب کیا دیکھتا ہوں کہ مرقد کا بالائی حصہ چاک ہوتا ہے اور خواجہ اس کے اوپر قبلہ رو آرام فرما ہیں، چشم مبارک کھلی ہوئی ہے، قوی، تناور، دراز قامت شخصیت ہے، رنگت سرخ ہے، ساتھ ہی ایک دبدبہ اور شوکت و دلیری بھی عیاں ہے، آنکھیں کشادہ، ڈاڑھی کے بال سیاہ و سفید، عیب سے دور، محاسن سے بھرپور ذات مبارک ہے، بےخود ہو کر دوڑا اور اپنے آپ سے بڑھ گیا، وہ خاک پاک جو مزار کے چاک ہونے سے برآمد ہوئی تھی، چہرے اور آنکھ پر لگائی، پھر کیا تھا؟ اپنی خوش قسمتی پہ ناز کرنے لگا اور سورۂ کہف کی تلاوت شروع کر دی، دروازۂ مسجد کے پاس چند مجاور میری تلاوت پر ترش رو ہو گئے کہ نماز کا وقت ہے اور اس شخص نے تلاوت کا باب کھول دیا، میں نے اپنے دل میں کہا: سبحان اللہ! ایک بندہ ایک خواجہ کے سامنے تلاوت میں مصروف ہے، ان کے دل پر کیوں گراں گزر رہا ہے؟ اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے لب اقدس پر تبسم کی شیرینی نمایاں ہو جاتی ہے، گویا مجھے اشارہ فرما رہے ہیں کہ انہیں چھوڑ دو، تم پڑھو اور خبردار! اے فقیر! ان کی بات کا کچھ خیال نہ کرنا، اس التفات کی حلاوت نے میرے دل سے ان ترش روبول کی تلخی مٹا دی۔

میری آنکھ کھل گئی اور وہ باب بند ہو گیا، بحمد اللہ، ادھر یہ خواب دیکھا اور ادھر مرض میں نمایاں تخفیف ہوئی، میں نے کہا یہ اس پاک تربت کی خاک ملنے کی برکت ہے اور خواجہ کی یہ بندہ نوازی حضرت محبوب الٰہی کی برکت کی بدولت ہے، میرا دل جوش میں آیا اور صدا لگائی کہ اے شخص! تو نے آنکھ سے دیکھ لیا اور آنکھ پر آزما لیا؟ تو کوئی پتھر ہی ہوگا، اگر اب بھی تیرے یقین میں اضافہ نہ ہوا۔"

(قصیدہ اکسیر اعظم مع شرح و ترجمہ مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور)

یہ تو خواب کی حاضری تھی، اب حالت بیداری کی حاضری کی روداد سنیے، جسے بہت سارے محققین نے درج کیا ہے:

اعلیٰ حضرت جب 1325ھ میں زیارت حرمین شریفین سے ہندوستان واپس تشریف لائے، بمبئی بندرگاہ پر آپ کے فدائی مختلف علاقوں اور شہروں سے آپ کو لینے کے لیے پہنچ گئے تھے اور بھی کئی جگہ سے تار دیئے گئے کہ آپ ہمارے وطن کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائیں، آپ نے کسی کی نہ سنی، سارے عقیدت مندوں کی عقیدت پر سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری سرکار رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی عقیدت و شیفتگی کو ترجیح دی، یہ

اسلاف و اخلاف

حاضری ایسی عقیدت ومحبت کی حامل تھی کہ خدام آستانہ اور تمام مسلمانانِ اجمیر شریف کے دلوں پر نقش ہو کر رہ گئی، کافی عرصہ تک اس کے چرچے رہے، یہی وجہ تھی کہ جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا 25/صفر 1921ھ میں بریلی شریف میں وصال ہوا اور اجمیر شریف آپ کے وصال کی خبر پہنچی تو سید حسین صاحب نے دربار شریف پر فاتحہ سوم کا انتظام کیا۔

نماز صبح کے بعد قرآن خوانی ہوئی، جس میں صاحبزادگان و مدرسین وطلبہ مدرسہ معینیہ عثمانیہ اور مدرسین معینیہ اسلامیہ ہائی اسکول شریک ہوئے، بعد ختم تبرک تقسیم ہوا، اس طرح اعلیٰ حضرت کی فاتحہ سوئم سرکارِ اعظم اجمیر شریف میں کی گئی۔

بارگاہِ خواجۂ اجمیر میں نہ صرف امام اہل سنت کی حاضری ہوتی تھی بلکہ آپ عرس پاک کے موقع پر وعظ بھی فرماتے تھے، اس وعظ کا انتظام خود خانقاہ شریف کے دیوان صاحب کیا کرتے تھے، جس میں علما وفضلا دور دور سے آ کر وعظ میں شرکت کرتے، بعض دفعہ دکن کے حکمران نظام دکن میر محبوب علی خان اور میر عثمان علی خان بھی اس وعظ میں شریک ہوتے رہے، ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے قیام اجمیر مقدس کے دوران جمعہ مبارک پڑا، اعلان ہوا کہ مجدد دین وملت درگاہ معلیٰ اجمیر شریف میں مسجد شاہجہانی کے اندر قبل جمعہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی شان ولایت پر بیان فرمائیں گے۔

نماز جمعہ سے کئی گھنٹے قبل عقیدت مندان غریب نواز و اعلیٰ حضرت کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا، درگاہ ومسجد بھر گئی، نواب آف دکن میر عثمان علی خان صاحب بھی موجود تھے، ایسا دل کیف ووجد آفریں بیان تھا کہ سامعین جھوم جھوم اٹھے، جمعہ تاخیر سے ہوا، اعلان ہوا کہ بقیہ بیان عشاء کی نماز کے بعد ہوگا، نواب آف دکن معتقد ہو کر بعد وعظ حاضر خدمت ہوا اور صدر الصدور کا عہدہ پیش کیا، لیکن مظہر امام ابوحنیفہ، امام احمد رضا نے فرمایا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں، نواب کے مسلسل اصرار پر بھی آپ انکار کرتے رہے، رسول ﷺ کے اس درویش کی بے نیازی اور استغنا سے نواب متأثر ہو کر واپس چلا گیا۔ (سفرنامۂ اعلیٰ حضرت، از ڈاکٹر غلام جابر شمس)

اس طرح اجمیر شریف کا ایک اور سفر بھی بڑا یادگار ہے جو آپ نے اپنے چند مریدوں اور شاگردوں کے ساتھ ریل پہ کیا تھا، پھلیرہ جنکشن پر پہنچتے ہی مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا، آپ نے ریل گاڑی سے اتر کر پلیٹ فارم پر باجماعت نماز پڑھائی، یہیں پہ آپ کی مشہور کرامت کا ظہور ہوا کہ ابھی آپ نے ایک رکعت پڑھائی تھی کہ یک دم گاڑی نے سیٹی بجادی لیکن گاڑی کسی خرابی کے نہ ہونے کے باوجود بھی نہیں چل رہی تھی، جب آپ ہمراہیوں کے ساتھ سوار ہوئے تو گاڑی روانہ ہو گئی، آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ سکون کے ساتھ نماز پڑھو، جب تک ہم سوار نہیں ہوں گے ریل نہیں چلے گی، اسٹیشن ماسٹر آپ کی اس زندہ کرامت کو دیکھ کر اپنے پورے خاندان سمیت آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ (معارف رضا، کراچی مطبوعہ 1404ھ)

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کی ایک حاضری کا بیان تو اوپر آچکا ہے، دوسری حاضری کا بیان سنیے جو آپ نے خود درج فرمایا ہے:

"سترہویں شب ماہ فاخر ربیع الآخر 1293ھ میں فقیر کو اکیسواں سال تھا، اعلیٰ حضرت مصنف علامہ سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد وحضرت محب الرسول جناب مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب قادری بدایونی کے ہمراہ رکاب حاضر بارگاہ بے کس پناہ حضورِ پُرنور محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ وعنہم ہوا، دونوں حضرات عالیہ اپنے قلوب مطمئنہ کے ساتھ حاضر مواجہ اقدس ہو کر مشغول ہوئے۔

اس فقیر بے توقیر نے ہجوم شور وشر سے خاطر پریشان پائی، دروازۂ مطہرہ پر کھڑے ہو کر حضرت سلطان الاولیا سے عرض کی کہ: اے مولیٰ! غلام جس کے لیے حاضر ہوا، یہ آوازیں اس میں خلل انداز ہیں، یہ عرض کر کے بسم اللہ کہہ کر داہنا پاؤں دروازۂ حجرۂ طاہرہ میں رکھا، بعون رب قدیر وہ سب آوازیں دفعۃً گم تھیں، مجھے گمان ہوا کہ یہ لوگ خاموش ہو رہے، پیچھے پھر کے دیکھا تو وہی بازار گرم

اسلاف واخلاف

تھا، قدم کے اندر رکھا تھا باہر ہٹایا پھر آوازوں کا وہی جوش پایا، پھر بسم اللہ کہ کر داہنا پاؤں اندر رکھا، بحمد اللہ پھر ویسے ہی کان ٹھنڈے تھے۔

اب معلوم ہوا کہ یہ مولیٰ کا کرم اور حضرت سلطان الاولیا کی کرامت اور یہ بندۂ ناچیز شکر الٰہی بجالایا اور حاضر مواجہ عالیہ ہو کر مشغول رہا، کوئی آواز نہ سنائی دی، جب باہر آیا پھر وہی حال تھا کہ خانقاہ اقدس کے باہر قیام گاہ تک پہنچنا دشوار ہوا۔"

(ذیل الدعاء لأحسن الوعاء، مطبوعہ کراچی)

فتاویٰ رضویہ میں مشائخ چشت اہل بہشت کا ذکر جمیل

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں متعدد مقامات پر حضور نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کے ملفوظات شریفہ "فوائد الفواد" کے حوالے درج کیے ہیں اور آپ کا ذکر مبارک کیا ہے، فتاویٰ رضویہ میں آپ سے ایک سوال کیا گیا ہے کہ ایک حکایت میں حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سماع میں حاضر ہوتے ہیں اور حاضرین محفل کی جوتوں کی حفاظت کرتے ہیں، کیا یہ نبی کی توہین نہیں ہے؟ امام احمد رضا خان قادری نے جواب ارشاد فرمایا کہ اولیائے کرام میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ جو خضر اولیا سے ملاقات کرتے رہتے ہیں کیا یہ وہی خضر موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کی نبوت میں اختلاف ہے یا وہ مراد ہے جو ہر دور میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے یعنی مناصب ولایت میں سے ایک عہدے کا نام خضر ہے، اس پر فائز کو اسی نام سے پکارا جاتا ہے....... آخر میں لکھتے ہیں:

" تو کیا ضرور ہے کہ عہد کرامت مہد حضرت سلطان الاولیا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خضر حضور سے افضل ہو بلکہ ممکن ہے کہ حضور کا خادم ہو، حضور کا لقب ساقِ عرش پر قطب الدین لکھا ہے اور یہ قطب اور غوث شئے واحد ہے، نہ وہ قطب کہ ہر شہر ہر قریہ ہر لشکر کا جدا ہوتا ہے، غالباً اس لئے حضور کا نام سلطان المشائخ ہوا کہ قطب سلطان اولیائے دورہ ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج30)

ایک مقام پر تفسیر عزیزی کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

" کچھ اولیا خلائق کے مسجود اور دلوں کے محبوب ہو گئے ہیں، جیسے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین قدس اللہ سرہما۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد 9)

ہمارے بعض چشتی حضرات امام احمد رضا سے اس لیے نالاں رہتے ہیں کہ وہ سماع بالمزامیر کے قائل نہیں تھے، حالانکہ آپ نے اس کی حرمت کا فتویٰ خود نہیں دیا بلکہ سادات چشتیہ کی کتب اور ان کے ملفوظات کا حوالہ دیا ہے، اگر کسی کو اس مسئلہ پر آپ کی تحقیقات سے اتفاق نہیں ہے تو کوئی بات نہیں ہے لیکن یہ کوئی مناسب رویہ نہیں ہے کہ وہ آپ کی ساری خدمات سے صرف نظر کر کے قوالی والے مسئلے کی وجہ سے ناراض رہے، قوالی پر دین کی بنیاد قائم نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قوالی بھی شروط کے ساتھ شروع کی گئی تھی، وہ شروط اب بالکل باقی نہیں رہیں، تیسری بات یہ ہے کہ بہت ساری چشتی خانقاہوں پر بھی مزامیر کے بغیر قوالی ہوتی ہے، اعلیٰ حضرت ایک مقام پر لکھتے ہیں:

" پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبان خدا بر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدّین سلطان الاولیا رضی للہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد شریف میں فرماتے ہیں : مزامیر حرام ست (گانے بجانے کے آلات کا استعمال کرنا حرام ہے) مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی للہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا اس میں صاف ارشاد ہے کہ: اما سماع مشائخنا رضی الله تعالٰی عنھم فبریئ عن ھذہ التھمة وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعة الله تعالٰی۔

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر

کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج24)

حضور بابائے چشت گنج شکر اور چند دیگر چشتی بزرگوں کا بڑی محبت اور تعظیم کے ساتھ امام احمد رضا خان یوں ذکر کرتے ہیں:

"سید مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پُرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیّدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی للہ تعالیٰ عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں۔"

(فتاوی رضویہ، ج24)

ایک مرتبہ ''پان'' کی بابت آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"پان بلا شبہ جائز ہے اور زمانۂ حضرت شیخ العالم فرید الدین گنج شکر وحضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین علیہا الرضوان سے مسلمانوں میں بلا نکیر رائج ہے۔" (ایضاً، ج24)

اسی طرح عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مستغرق امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے باقی مشائخ چشت اہل بہشت مثلاً حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی امیر خسرو وغیرہم رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی بڑی عقیدت کے ساتھ مختلف مقامات پر اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

مضمون کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ضرور درج کرتا، آخر میں ایک بات درج کر کے بات ختم کرتا ہوں، سوال کیا جاتا ہے کہ امام احمد رضا خان کے مطبوعہ کلام حدائق بخشش میں مشائخ چشت کے مناقب کیوں نہیں ہیں؟ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ آپ کا سارا کلام نہیں چھپ سکا بلکہ بہت سارا کلام ضائع بھی ہوگیا تھا، آپ خود شرح اکسیر اعظم میں فرماتے ہیں:

"فقیر کی چار بیاضیں گم ہوگئیں ہیں۔"

محبوب الٰہی کی بارگاہ میں جو اشعار آپ نے لکھے تھے، جن کا ذکر اوپر ہوا ہے، وہ بھی محفوظ نہیں رہے، اسی طرح خلفائے ثلاثہ کے مناقب بھی مطبوعہ کلام میں نہیں ہیں، حالانکہ آپ نے ان کی شان میں بہت کچھ لکھا تھا، آپ کے برادرِ اصغر استاذ سخن مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں زوردار منقبت کہی ہے جو ان کے مجموعہ کلام "ذوق نعت" میں درج ہے۔

◆◆◆

ص ۵۴ / کا بقیہ...

شک ہوتا ہے غلاموں کو کہیں آفتاب سے
کیوں کہوں رشک وہ بدر ہے تلوا تیرا

بشر افضل ہیں ملک سے تری یوں مدح کروں
نہ ملک خاص بشر کرتے ہیں مجرا تیرا

جب سے تو نے قدم غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہے
اے حسؔن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

پھر مجھے اپنا در پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پرنور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظل حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ
سایہ گستر سر خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شان رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
بحر بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

کرسی ڈالی تری تخت شہ جیلاں کے حضور
کتنا اونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

از: مولانا مجتبیٰ اشرف عظیم آبادی*

سیدنا غریب نواز اور ہندوستان

اسلاف وا خلاف

تاج الاولیاء، سید الاصفیاء سلطان الہند حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۴۲ء میں سیستان کے علاقہ سنجر میں پیدا ہوئے، آپ کا اسم گرامی حسن ہے، آپ نجیب الطرفین حسنی و حسینی سید ہیں، آپ مادرزاد ولیوں میں سے ہیں، آپ کے القاب کثیر ہیں جن میں مشہور معین الدین، غریب نواز، سلطان الہند وغیرہ ہیں۔

آپ کے والد ماجد حضرت سید غیاث الدین علیہ الرحمہ سنجر کے امرا اور رؤسا میں سے تھے اور متقی و پرہیز گار اور صاحب کرامت بزرگ تھے، آپ کی والدہ محترمہ حضرت بی بی ام الورع نہایت نیک سیرت خاتون تھیں، حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ چونکہ امیر گھرانے کے فرزند تھے، اس لئے آپ کی پرورش بڑے نازونعم اور شاندار طور سے ہوئی، لیکن غریبوں کی غمخواری، بے نواؤں کی دلداری ابتدا سے ہی آپ کی فطرت میں شامل تھی، آپ کے زمانۂ طفولیت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس آتی اور وہ بچہ رونے لگتا تو آپ اپنی والدہ کی طرف اشارہ فرماتے، پس والدہ اس بچے کو بھی دودھ پلاتیں۔

آپ کے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو خلوت وجلوت، شب وروز، صبح وشام اور سفر وحضر میں آپ کے ساتھ عرصۂ دراز تک سایہ کی طرح رہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت تک آپ کی خدمت میں رہا مگر کبھی بھی کسی سائل کو آپ کے در سے محروم جاتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ کے غربا پروری کے اسی انداز نے آپ کو غریب نواز سے مشہور کر دیا، اسی کی ترجمانی کرتے ہوئے استاذ زمن علامہ حسن رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
نہیں محروم کوئی مانگنے والا تیرا

آپ پندرہ ہی سال کے تھے کہ آپ کے والد کا وصال ہو گیا تھا، والد کے وصال کے بعد آپ کو وراثت میں ایک باغ اور ایک پن چکی (پانی سے چلنے والی چکی) ملی جسے آپ نے ذریعہ معاش بنالیا تھا اور خود ہی باغ کی نگہبانی کرتے اور درختوں کی آبیاری فرماتے، اتفاقاً ایک دن آپ باغ کی سینچائی میں مصروف تھے کہ ایک مجذوب بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہاں سے گزر ہوا تو جیسے آپ کی نظر اس مجذوب بزرگ پر پڑی فوراً آپ نے ان کو سلام کیا اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ ان کو درخت کے سائے میں بٹھایا، پھر نہایت عاجزی کے ساتھ انگور کا ایک گچھا پیش کیا اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔

اللہ کے اس ولی کو آپ کا یہ انداز بہت پسند آیا، انہوں نے خوش ہو کر کھلی (تل یا سرسوں) کا ایک ٹکڑا چبا کر آپ کے منہ میں ڈال دیا، کھلی کا ٹکڑا حلق سے نیچے اترتے ہی ایک دم دل کی ساری دنیا بدل گئی اور آپ نے اپنا سارا ساز وسامان بیچ کر فقرا و مساکین میں تقسیم کر دیا اور حصول علم دین کے لئے سمرقند کا رخ کیا جو اس وقت ترکستان کے علاقہ میں بخارا کی طرح علم وادب کا گہوارہ تھا، جہاں آپ نے حضرت مولانا شرف الدین علیہ الرحمۃ والرضوان سے قرآن مجید حفظ کیا اور چند ابتدائی کتابیں پڑھیں پھر بخارا کا رخ کیا جہاں اس وقت کے بہت ہی مشہور اور بڑے عالم حضرت شیخ حسام الدین موجود تھے، آپ نے وہیں رہ کر پانچ سال میں ان ہی سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل فرمائی اور حضرت شیخ حسام الدین علیہ الرحمہ نے آپ کو دستار فضیلت عطا فرمائی۔

آپ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی حاصل کرنے

کے لئے مرشد کامل کی تلاش میں نکل پڑے ان دنوں نیشا پور کے قریب ایک قصبہ ہارون تھا، جہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ رونق افروز تھے، جن کی بزرگی کا چرچہ دور دور تک تھا، جب آپ نے ان کے روحانی کمالات کی شہرت سنی تو آپ ہارون پہنچے اور حضرت کی خدمت میں رہ کر علوم باطنی کا حصول کیا، حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت کے بہت ہی اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور حضرت خواجہ غریب نواز دونوں دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچے وہاں کوئی کشتی نہ تھی تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے حضرت خواجہ سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرو پھر فرمایا آنکھیں کھولو پس جب خواجہ غریب نواز نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دریا کے اس کنارے پر پایا۔

حضرت خواجہ نے عرض کیا یہ کیسے ہوا؟ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے فرمایا: پانچ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھر جب آپ سلوک وعرفان کی منزلوں کو طے کر چکے اور اپنے مرشد اعظم کے فیضان سے مستفیض ہو چکے تو اپنے وطن تشریف لائے اور کچھ ہی مدت گزرے تھے کہ مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کی تڑپ دل میں پیدا ہوئی، آپ مدینہ منورہ بارگاہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم حاضری کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچنے کے بعد کافی دنوں تک عبادت وریاضت میں مشغول رہے حتی کہ ایک دن اسی طرح عبادت میں مستغرق تھے کہ روضہ انور سے آواز آئی: اے معین الدین! تو ہمارے دین کا معین ومددگار ہے، ہم نے تمہیں ہندوستان کی ولایت پر فائز کیا، تم اجمیر جاؤ اور میرے دین کو پھیلاؤ، اس لیے کہ وہاں کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی ہے، تمہارے وہاں قیام کرنے سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کی روشنی پھیلے گی۔

آپ یہ مژدہ سن کر بہت خوش ہوئے اور سوچنے لگے کہ ہندوستان میں اجمیر کس جگہ پر ہے، وہاں کیسے پہنچوں گا، اسی اثنا میں آنکھ لگی اور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، سرکار دوعالم ﷺ نے خواب میں ہی آپ کو مشرق تا مغرب دنیا کی سیر کرائی اور اجمیر بھی دکھا دیا، حتیٰ کہ آپ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ملک ہندوستان کا رخ کیا، جہاں پہلے سے آپ کا کوئی عقیدت مند موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی رشتہ داری تھی لیکن آپ سب کچھ قربان کر کے جگہ جگہ مصیبتوں اور زحمتوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنی خداداد قوت اور روحانی شوکت سے آگے بڑھتے رہے اور دنیا والوں کو یہ پیغام دیتے رہے، جسے ڈاکٹر اقبال نے اپنے شعر میں یوں پرویا ہے۔

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

آپ ایک جنگل سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ وہاں کچھ لوگ آگ کی پوجا میں مصروف ہیں، آپ نے ان سے فرمایا: تم آگ کو کیوں پوج رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا تاکہ یہ ہمیں جہنم میں تکلیف نہ پہنچائے اس لئے! آپ نے فرمایا: آگ کو نہ پوجو بلکہ آگ پیدا کرنے والے کو پوجو، تاکہ آگ تمہارے اوپر اثر نہ کرے، تم لوگ اتنے دنوں سے آگ کی پوجا کر رہے ہو، ذرا آگ میں ہاتھ ڈال کر تو دیکھو کہ آگ تمہیں جلاتی ہے یا نہیں، انھوں نے جواب دیا کہ آگ کا کام ہی جلانا ہے، اگر اس میں ہاتھ ڈالیں گے تو وہ جلا دے گی مگر اس کا کیا ثبوت ہے کہ آگ کو پیدا کرنے والے کی عبادت کی جائے تو وہ نہیں جلائے گی؟ آپ نے فرمایا: ہم آگ کے خالق کو ماننے والے ہیں، یہ آگ ہمارے جسم ولباس کو کیا جلا پائے گی، یہ ہمارے قدموں کی جوتی کو بھی نہیں جلا سکتی، یہ کہہ کر آپ نے اپنی ایک جوتی آگ میں ڈال دی، کافی دیر آگ میں رکھنے کے باوجود آگ کا کوئی اثر اس پر نہ دکھا، پس وہ آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر سارے کے سارے آتش پرست کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔

آپ مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے اولیائے کرام سے کسب فیض کرتے ہوئے لاہور تشریف لائے اور وہاں حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی اور مزار کے سامنے ہی چلہ کیا اور بے پناہ فیوض وبرکات حاصل کر کے وہاں سے روانہ ہوئے اور دہلی پہنچے اور یہاں بھی چند دن

قیام فرمایا پھر یہاں سے چلے اور اجمیر پہنچ کر آبادی سے دور ایک ایسی جگہ درخت کے نیچے قیام فرمایا، جہاں راجہ پتھورا کے اونٹ باندھے جاتے تھے، جب رات ہوئی تو راجہ کے ملازم اونٹ لے کر آئے اور آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے لئے ہے، آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اونٹوں کو بٹھالو، آپ اٹھے اور اناساگر پہاڑ پر تشریف لے گئے، جہاں آج چلہ گاہ بنا ہوا ہے، پھر جب صبح ہوئی، ملازمین اونٹوں کو اٹھانے کے لئے آئے لیکن وہ ہزارہا کوششوں کے باوجود اسے اٹھا نہ سکے، کیونکہ اسے خواجہ غریب نواز نے بٹھایا تھا۔

یہ خبر راجہ پتھورا تک پہنچی، وہ بہت حیران ہوا اور حکم دیا کہ عافیت اسی میں ہے کہ اس درویش سے معافی مانگو اور عاجزی کا اظہار کرو، لہٰذا ملازمین نے حضرت خواجہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور عجز کا اظہار کیا پس حضرت نے فرمایا جاؤ اونٹ کھڑے ہو گئے، جب وہ آئے تو دیکھا کہ اونٹ واقعی کھڑے ہیں، پھر یہ خبر پتھورا تک پہنچی تو وہ اور حیران ہوا، یہ واقعہ بھی اسی جگہ کا ہے کہ وہاں پر ایک گوالہ راجہ کی گائیں چرا رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا: دودھ پلاؤ، اس نے کہا: اس میں کوئی بھی دودھ والی نہیں ہے، حضرت نے فرمایا: جاؤ اس گائے سے دودھ نکالو گوالہ تو بہت حیران ہوا لیکن وہ گیا اور ہاتھ پھیرتے ہی تھن دودھ سے بھر گیا حتیٰ کہ اس نے اور اس کے چالیس ساتھیوں نے شکم سیر ہو کر اس کا دودھ پیا اور گوالہ اسی وقت آپ کی یہ کرامت دیکھ کر ایمان لایا۔

جہاں پر اناساگر پہاڑ ہے، وہاں پر بے شمار مندر تھے اور ان مندروں میں تقریباً ایک ہزار بت رکھے ہوئے تھے اور تین سو پجاری تھے، ان مندروں میں روشنی کرنے کی غرض سے راجہ روزانہ ساڑھے تین من تیل بھیجا کرتا تھا، ان مندروں میں ایک خاص مندر راجہ کا بھی تھا، جسے ''راج مندر'' کہتے تھے، اس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے راجہ نے کئی کئی گاؤں وقف کر رکھے تھے اور اس مندر میں عام آدمیوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی، صرف راجہ اور اس کے وزرا، ہندوؤں کے معزز افراد اور شاہی خاندان کے لوگوں کو داخلہ کی اجازت تھی، ان مندروں کے نزدیک ایک تالاب بھی تھا، جس سے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب وغیرہ وضو کرتے تھے۔

وہاں رہنے والے برہمنوں کو یہ بات بہت گراں گزرتی تھی، کیونکہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگنے سے تالاب کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے، لہٰذا انہوں نے راجہ تک اپنی یہ شکایت پہنچائی تو پرتھوی راج نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ انھیں وہاں پر آنے سے روکا جائے، جب خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے خادم پانی لینے کے لئے تالاب پر گئے تو پرتھوی کے ملازمین نے اس کے ساتھ سختی کی، اس نے یہ بات آ کر حضرت خواجہ کی بارگاہ میں پیش کی، آپ جلال میں آگئے اور اناساگر سے ایک پیالہ پانی لانے کا حکم دیا، خادم حضرت خواجہ کے حکم سے تالاب پر گیا، ابھی پیالہ بھرا ہی تھا کہ آپ کی کرامت سے پورا تالاب خشک ہو گیا، اس واقعہ سے برہمن اور خوف زدہ ہوئے اور راجہ تک شکایت پہنچائی اور یہ مطالبہ کیا کہ ان کو شہر سے نکالا جائے، پھر پرتھوی راج نے ایکشن لیتے ہوئے اپنے ملازمین کو برہمنوں کے ساتھ بھیجا تاکہ حضرت خواجہ اور آپ کے اصحاب کو شہر سے نکال دیا جائے۔

لہٰذا وہ راجہ کے حکم سے آئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے زبردستی کی، حملہ کے قصد سے آگے بڑھے، آپ نے ایک مشت خاک اٹھائی اور آیت الکرسی پڑھ کر دم کیا اور ان کی طرف پھینک دی، اس خاک کے ذرے جس جس پر پڑے وہ یا تو پاگل ہو گیا یا اس کا جسم خشک ہو گیا، جب پرتھوی راج اس حربہ میں بھی ناکام ہو گیا تو دوسرا حربہ استعمال کیا، وہ یہ کہ اس زمانے کے مشہور پجاری رام دیو سے رابطہ کیا جو جادوگری کے اسرار و رموز کو اچھی طرح جانتا تھا، اس نے پہلے تو اس کام کے کرنے سے یہ کہہ کر اعراض کیا کہ وہ بڑا صاحب کمال فقیر ہے میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن راجہ کے بہت اصرار کرنے پر وہ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا یہاں تک کہ وہ اپنے پنڈت ساتھیوں کے ہمراہ بڑے متکبرانہ انداز میں منتر پڑھتے ہوئے آپ کے پاس آیا۔

آپ اس وقت نماز میں مشغول تھے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد جیسے ہی آپ نے اس پر ایک نگاہ ڈالی وہ اپنی جگہ ٹھہر

اسلاف و اخلاف

گیا، اس کی زبان بند ہوگئی اور اس کے دل کی دنیا بدل گئی، تھر تھر کانپنے لگا اور اس کی زبان سے رام کی جگہ رحیم رحیم نکلنے لگا، یہ منظر دیکھ کر اس کے ساتھی تو وہاں سے فرار ہوگئے، لیکن رام دیو آپ کے قدموں میں گر گیا اور کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا اور آپ کا سچا غلام بن گیا۔

رام دیو کے اسلام قبول کر لینے سے پرتھوی راج اور دیگر ہندوؤں کے دلوں پر آپ کی مزید ہیبت بیٹھ گئی لیکن پھر بھی وہ باز نہ آئے اور تیسرا حربہ استعمال کیا، اس زمانہ کے ہندوستان کے بہت بڑے جادوگر جوگی جے پال کو اجمیر طلب کیا اور ساری باتوں سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز کے مقابلہ پر آمادہ کیا، جے پال کو اپنے جادو کے کمالات پر بہت بھروسہ تھا، لہٰذا وہ پوری تیاری کے ساتھ اجمیر پہنچا اور پہنچتے ہی اپنے جادو کے زور سے یہ انتظام کیا کہ آپ کے ساتھی کسی بھی طرح تالاب سے پانی نہ لے جاسکیں مگر جب یہ خبر حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ تالاب سے ایک پیالہ پانی لے آؤ خادم گیا اور جیسے ہی اس نے تالاب سے پانی بھرا پورا تالاب خشک ہوگیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں کبھی پانی تھا ہی نہیں، خادم نے پانی سے بھرا ہوا پیالہ لاکر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے اس پیالے کو اپنے پاس رکھ لیا اور آپ کے مریدوں میں سے جس کو بھی پانی کی ضرورت پڑتی، وہ اس پیالے سے لے لیتا لیکن اس پیالے سے پانی کم نہ ہوتا تھا اور ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اجمیر کے سارے کوئیں خشک ہوگئے۔

اجمیر کے لوگ اور جانور سب پیاس کی شدت سے بے چین ہوگئے اور جب ان کے پاس کوئی راستہ نہ بچا تو جے پال آپ کی بارگاہ میں آکر آہ وزاری کرنے لگا، آپ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور پانی تالاب میں ڈال آؤ، لہٰذا جب تالاب میں پانی کا پیالہ انڈیلا گیا تو وہ تالاب اور شہر کے سارے کوئیں پانی سے بھر گئے، ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل وکرم سے جگ کے داتا اور ہندوستان کے مہاراجہ ہیں، آپ نے لوگوں کے دلوں پر ایسی حکومت کی کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

ہندوستان میں آپ کی آمد سے لے کر اب تک دنیا آپ کو ہی سلطان الہند مانتی آئی ہے اور قیامت تک مانتی رہے گی، دنیا میں جو بادشاہ ہوئے، ان کی بادشاہت ایک مخصوص مدت تک رہی پھر ختم ہوگئی، نہ وہ بادشاہ رہے اور نہ ہی ان کی بادشاہت! مگر سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کل بھی تھی، آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گی، آپ نے چالیس سال تک ہندوستان کی سرزمین پر اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ فرمائی اور ۶ر رجب المرجب ۶۳۳ھ کو اس دار فانی سے تشریف لے گئے۔

وصال کی رات بعد نماز عشا آپ نے تنہائی اختیار کر لی تھی اور پوری رات آپ کے حجرے سے ذکر اللہ کی آواز آتی رہے اور رات کے اخیر حصے میں آواز آنی بند ہوگئی، لہٰذا جب فجر کے وقت دروازہ کھولا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں اور آپ کی پیشانی اقدس پر لکھا ہوا ہے، ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ- اللہ کا یہ محبوب اللہ کی محبت میں انتقال کر گیا۔

(ماخوذ از مرآۃ الاسرار، انیس الارواح، اقتباس الانوار، دیوان خواجہ معین الدین)

ارشادات غریب نواز

☆ علم وہ ہے جو آفتاب کی طرح طلوع ہو اور کل عالم کو اپنی روشنی سے منور کر دے۔

☆ زندگی کا سب سے اہم لمحہ وہ ہے جب انسان اپنی خواہشات پر قابو پالیتا ہے۔

☆ دنیا میں دو باتوں سے بڑھ کر کوئی بات نہیں پہلی عالموں کی صحبت اور دوسری بڑوں کی عزت۔

☆ اچھے لوگوں کی صحبت اچھائی کی وجہ سے اچھی ہے اور برے لوگوں کی صحبت برائی کی وجہ سے بری ہے۔

☆ عبادت اور ریاضت میں سب سے بڑا کام عاجزی ہے۔

☆ اگر دوست کی دوستی میں ساری دنیا کو چھوڑ دیا جائے تب بھی وہ کم ہے۔

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

تیرہویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

خیانت موجب عذاب قبر

نتیجۂ خبر: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا): خبر مذکور میں دلیل ہے اس بات پر کہ خیانت (دھوکا دہی، بے ایمانی، چیزوں میں ملاوٹ وغیرہ) عذاب قبر کا ایک سبب ہے جو منظر اس کے ساتھیوں نے دیکھا تھا اس میں زندوں کے لئے عبرت (سبق آموزی) ہے تا کہ خیانت سے باز رہیں۔

ہر روز زمین کی پکار، بندوں کو پانچ بار

قول بزرگاں: کہا جاتا ہے کہ زمین روزانہ پانچ مرتبہ ندا کرتی ہے۔ (پکار پکار کے کہتی ہے)

پہلی ندا: اے آدم کی اولاد! تو (آج) میری پیٹھ پر چلتا ہے اور (کل) میرا پیٹ تیرا ٹھکانہ ہوگا۔ (۱)

دوسری ندا: اے ابن آدم! تو (آج) میری پیٹھ پر رنگ رنگ کے کھانے کھاتا ہے، (کل) میرے پیٹ میں کیڑے مکوڑے تجھے کھائیں گے۔ (۲)

تیسری ندا: اے ابن آدم! تو میری پیٹھ پر ہنستا کھلکھلاتا پھرتا ہے عنقریب تو میرے پیٹ میں آ کر روئے گا۔ (۳)

چوتھی ندا: اے ابن آدم! تو آج میری پیٹھ پر مگن (مسرور و شاداں) ہے عنقریب میرے پیٹ میں محزون (وغمگین) رہے گا۔ (۴)

[۱] مطلب یہ ہے کہ قبر کے عذاب سے بچنے کی تدبیر کر، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔
[۲] یعنی حرام کھانے پینے سے بچ اور قبر کی پریشانی سے غافل مت رہ، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔
[۳] یعنی غافلانہ ہنسی مت ہنس، عذاب قبر سے ڈر، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔
[۴] یعنی فکر نجات میں آج مغموم رہ، غافلوں کی سی شادمانی اچھی نہیں، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

پانچویں ندا: اے ابن آدم! تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا رہتا ہے، بہت جلد میرے پیٹ میں تو عذاب بھگتے گا۔ (۵)

چغلی، نماز میں سستی اور طہارت میں لاپرواہی عذاب قبر لائی

ایک سچی حکایت: حضرت عمرو ابن دینار (تابعی بزرگ رحمۃ اللہ علیہ) سے مروی ہے کہ ایک شخص مدینہ منورہ کا رہنے والا تھا اس کی ایک بہن تھی جو مدینے شریف کے ناحیہ (قریبی کسی بستی) میں رہتی تھی، وہ بیمار پڑ گئی، یہ اس کی عیادت کے لئے آتا جاتا رہا پھر اس کی وفات ہوگئی، جب اس کی تجہیز و تدفین سے فارغ ہو کر گھر لوٹا تو اسے یاد آیا کہ اس کی ایک تھیلی (پیسوں کی) قبر میں رہ گئی ہے، اس نے اپنے ایک رفیق سے اس کام میں استعانت چاہی، دونوں (رات کے وقت) بہن کی قبر پر گئے، قبر کھول کے تھیلی نکال لی، پھر اس نے ساتھی سے کہا: تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ تا کہ میں دیکھوں کہ بہن کس حال میں ہے؟ پھر اس نے تھوڑی سی لحد کھولی تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر میں آگ بھڑک رہی ہے، دیکھ کر لحد (فوراً) بند کر دی اور قبر درست کر کے گھر لوٹ آیا، اپنی والدہ سے پوچھا: بتائیے میری بہن کس عمل پر تھی؟ ماں نے کہا مت پوچھ اس کی حالت، وہ بڑی گنہگار تھی، اس نے ماں سے اصرار کیا بتا دیجئے کہ وہ کیا کرتی تھی؟ (آخر) ماں نے بتایا کہ تیری یہ بہن نماز مؤخر کرتی (یعنی کبھی کبھی وقت کھو کر پڑھتی یا قضا کر دیتی) اور کامل طہارت کے ساتھ نہیں پڑھتی تھی اور (ایک عیب اس کا یہ بھی تھا کہ) جب پڑوسی لوگ سو جاتے تو ان کے دروازے پر جا کے کان لگاتی اور ان کی باتیں سن کے دوسروں کو سناتی (چغلی کرتی) تھی۔

[۵] یعنی گناہوں سے باز آجا، توبہ و استغفار اور اصلاح حال میں جلدی کر، ٹال مٹول مت کر، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

فتنۂ قبر اور عذاب قبر سے نَجات پانے کی تدبیر

ناصحانہ تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) اور چغلی، عذاب قبر کا (خاص) سبب ہے تو جو بندہ متمنی ہو کہ اسے قبر کے عذاب سے نجات میسر آئے تو وہ اپنے اوپر یہ پابندی عائد کرلے کہ میں (آج سے) سب گناہوں سے احتراز کروں گا خاص کر چغلی سے (بچنے کی پوری کوشش کروں گا)۔ کیونکہ قبر کے عذاب سے نجات پانے کے لئے یہ التزام ضروری ہے اور تا کہ منکر نکیر کے سوالات کی جواب دہی سہل ہو سکے۔ (مصنف علیہ الرحمہ نے اپنی بات کی تائید میں قرآن شریف سے استشہاد کرتے ہوئے کہا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالقولِ الثَّابت فِی الحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الآخِرَۃ۔ (ترجمہ) اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔"

[سورۂ ابراہیم: ۲۷ / کنزالایمان]

اس تثبیت کی کیفیت کا بیان

حدیث شریف: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور پرنور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"اذا سئل المسلم فی القبر---الحدیث۔ (ترجمہ) جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عبدیت و رسالت کی شہادت دیتا ہے، تو اس آیت کریمہ ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بالقولِ الثَّابت فِی الحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الآخِرَۃ﴾ کا یہی معنیٰ ہے۔" (۱)

یہ تثبیت کس کس موقع پر حاصل ہوتی ہے؟

(مصنف یا راوئ حدیث کا بیان ہے کہ) یہ تثبیت تین احوال میں ہوتی ہے اور اُس مومن کیلئے ہے جو مخلص بھی ہو اور اللہ کا فرمابردار بھی ہو، ایک تو ملک الموت کے معاینہ کے وقت (یعنی نزع روح سے ذرا پہلے) دوسرے منکر نکیر کے سوالات کے وقت (قبر میں) اور تیسرے روز قیامت حساب و باز پرس کے وقت۔

[۱] یعنی قبر میں اللہ کے کرم سے مومن صحیح صحیح جواب دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے، لہٰذا عقلمند کو چاہئے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور ایمانی تقاضے پورے کرنے میں کوشاں رہے، ۱۲/ مترجم غفرلہ۔

تینوں حالتوں میں ہر تثبیت کی تین–تین صورتیں

☆ **تثبیت وقت موت:** ملک الموت کو دیکھنے کی حالت میں تثبیت کی تین انواع ہیں۔

(۱) ارتکاب کفر و شرک سے اللہ تعالیٰ (بندۂ مومن کو مرتے دم) محفوظ رکھتا ہے حتیٰ کہ توحید پر استقامت مرحمت فرماتا ہے تا کہ بحالت اسلام اس کی روح نکلے۔

(۲) اور اس کو (وقت موت) ملائکہ رحمت (نظر) آتے ہیں اور وہ رحمت کی بشارت دیتے ہیں۔

(۳) اور اس کا جنت میں جو مقام ہے (وقت وفات اسے) دکھا دیا جاتا ہے۔

☆ **قبر میں تثبیت:** اور قبر میں جو تثبیت ہے، وہ بھی تین صورتوں پر ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ اسے درست جواب کی تلقین فرماتا ہے حتیٰ کہ وہ منکر نکیر کو ایسے جواب دیتا ہے جن سے رب تعالیٰ راضی ہو جائے۔ (قابل قبول ہوں)

(۲) اور اس سے خوف، ہیبت، دہشت زائل ہو جاتی ہے۔ (یعنی منکر نکیر کو دیکھ کر گھبراتا نہیں ہے، بدحواس نہیں ہوتا ہے)

(۳) اور وہ (یہاں بھی) اپنا جنتی ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ تو قبر اس کے لئے جنت کی کیاریوں سے ایک کیاری ہو جاتی ہے۔

☆ **حشر میں تثبیت:** اور حساب کے وقت کی تثبیت بھی تین طرح پر ہے:

(۱) اسے روز قیامت باز پرس کے وقت حجت سکھا دی جائے گی۔ (۱)

(۲) اس پر حساب میں تسہیل و تیسیر ہوگی۔ (۲)

[۱] یعنی اللہ کی رحمت سے اسے ٹھیک جواب دینے کی توفیق مل جائے گی، ۱۲/ مترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی حساب آسانی سے ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَیُحَاسَبُ حِسَاباً یَّسِیراً**۔ ۱۲/ مترجم غفرلہ۔

ترغیبات

(۳) اوراس کی لغزشیں خطائیں، نظر انداز کردی جائیں گی۔

تثبیت کے بارے میں ایک اورقول

خبر دیگر : اور کہا جاتا ہے کہ یہ تثبیت (یعنی اللہ تعالی کا بندۂ مومن کوایمان پر ثابت وقائم رکھنا) چار حالتوں میں ہے۔

(۱) موت کے وقت۔

(۲) قبر میں! تا کہ بلاخوف، جوابات دیدے۔

(۳) روز قیامت، حساب کے وقت۔

(۴) اور پل صراط پر گزرنے کے وقت بھی تا کہ (آسانی اور تیزی سے) برق خاطف کی طرح، گزر جائے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

قبر میں سوالوں کی کیفیت؟

ایک متعلمانہ سوال کا عالمانہ جواب: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) اگر کوئی دریافت کرے کہ قبر میں ہونے والے سوالوں کی کیا کیفیت ہوتی ہے تو اس سے (جواب میں) کہا جائے گا کہ اس بارے میں علمائے متکلمین کی رائیں مختلف ہیں (اس سلسلے میں) وجہ اختلاف یہ ہے کہ روایات مختلف آئی ہیں چنانچہ بعض علما نے کہا کہ سوالِ قبر، روح سے ہوتا ہے نہ کہ جسد سے، اس وقت، روح جسد میں سینے تک داخل کی جاتی ہے اور ایک قول یہ آیا ہے کہ روح (بروقت سوال) جسد و کفن کے درمیان ہوتی ہے، (نہ کہ سینے کے اندر) اور اس بارے میں صحابۂ کرام کے بھی اقوال (ونظریات) مختلف آئے ہیں اور (جمہور) اہل علم کے نزدیک (اس بارے میں) صحیح (نظریہ) یہ ہے کہ آدمی یہ عقیدہ رکھے کہ سوالِ قبر، حق ہے اور کیفیت سوال میں مشغول نہ ہو اور کہے اللہ اعلم بالصواب، اس سوال کی کیفیت کیا ہوگی؟ وہ تو ہمیں تبھی معلوم ہوگی جب قبر میں پہنچ کر معاینہ کریں گے (ابھی اس بحث سے کیا حاصل؟)

سوال قبر کا انکار، کیسا؟

معقولی دلیل: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) پھر اگر کوئی شخص، منکر نکیر کے سوال کا انکار کرتا ہے تو اس کا انکار دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا تو یہ مانتا ہوگا کہ یہ، ازراہ عقل ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ خلاف طبیعت ہے یا کہے گا عقلا ممکن تو ہے لیکن (روایۃً) ثابت نہیں ہے۔

مطلق انکار، اسلامی حدود سے پار

شق اوّل کی خرابی: تو اگر پہلی شق اختیار کرتا ہے تو اس کا قول، (اسے) شان نبوت کی تعطیل اور معجزۂ نبی کے ابطال تک پہنچا دے گا کیونکہ نبی ورسول سب بنی آدم سے ہیں ان کی طبیعت انسیہ، دوسرے انسانوں کی طبیعت کے مانند ہے، اس کے باوجود (ان کی امتیازی شان یہ ہے کہ) ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور انہوں نے ملائکہ کا (بچشم سر دنیا میں) مشاہدہ فرمایا ہے اور (مثلاً) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا پھٹ گیا (اس میں راستے بن گئے) اور آپ کا مبارک عصا، اژدھا بن گیا، تو یہ سب چیزیں بھی تو خلاف طبیعت ہیں، تو یہ منکر بوجہ قول مذکور اسلام سے خارج ٹھہرے گا، جہاں سے اسلام میں داخل ہوا تھا وہیں سے باہر ہو گیا۔ (معاذ اللہ)

گول مول انکار، بدمذہبی وگمرہی کا شعار

شق ثانی کی خرابی: اور اگر شق ثانی اختیار کرتا ہے (کہ عقلاً) ممکن تو ہے لیکن (نقلاً) ثابت نہیں ہوا ہے تو (سنو) ہم (گزشتہ سطور میں) کچھ اخبار واحادیث روایت کر چکے ہیں، وہ بگوش ہوش سننے والوں کے لئے کافی وافی ہیں اور (جو نہ سنے گمراہ بددین ہے اور تو اور) خود قرآن میں بھی اس پر دلیل موجود ہے۔

(ایک جگہ) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''وَمَنۡ أَعۡرَضَ عَن ذِكۡرِىۡ فَإِنَّ لَهُۥ مَعِيۡشَةً ضَنكاً وَنَحۡشُرُهُۥ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ أَعۡمىٰ۔ (ترجمہ) اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔'' [سورۂ طٰہٰ: ۱۲۴]

تفسیر آیت: مفسرین کرام کی ایک جماعت نے کہا (معیشتِ ضنک) سے مراد سوال قبر ہے، اور (دوسری جگہ) فرمایا ہے:

''يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ آمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡآخِرَةِ۔ (ترجمہ) اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔''

[سورۂ ابراہیم: ۲۷ / کنزالایمان]

یہ سوال وجواب اورعذاب وثواب، حدیث سے بھی ثابت

(فقیہ ابواللیث سمرقندی یعنی مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) مجھے فقیہ ابوجعفر نے اپنی پوری سند کے ساتھ، بطریق سعید ابن مسیب، (امیرالمومنین حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اذا دخل المومن قبرہ اتاہ فتّانا القبر فاَجلساہ فی قبرہ... **الحدیث**۔ (ترجمہ) جب مومن اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے پاس کڑی آزمائش والے دو (فرشتے یعنی منکر نکیر) آتے ہیں، وہ اس کو قبر میں بیٹھاتے اور سوال کرتے ہیں اور جب دفن کرنے والے پیٹھ پھیر کر واپس ہوتے ہیں تو وہ یقیناً ان کے چلنے کی آہٹ تک سنتا ہے۔ (۱) وہ دونوں پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ وہ (جواب میں) کہتا ہے اللہ، میرا رب ہے، اسلام، میرا دین ہے اور محمد، میرے نبی ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ (جواب سن کر) وہ کہتے ہیں، اللہ تجھے (ہر مرحلے میں) ثابت رکھے۔ (آرام سے) سوجا اے ٹھنڈی آنکھ والے۔ (یعنی قبر کے عذاب سے مامون رہنے والے) اور یہ وہی (مضمون) ہے جو مذکورہ بالا آیت کریمہ میں آیا ہے۔ (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (قبر وغیرہ میں) قول حق پر ثابت و قائم رکھتا ہے اور ظالموں (یعنی کافروں منافقوں) کو قول حق کی توفیق نہیں دیتا ہے۔ (اور حضور نے اسی حدیث میں آگے فرمایا:) واذا دخل الکافر... الیٰ آخرہ۔ (ترجمہ) اور جب کافر یا منافق قبر میں داخل ہوتا ہے، تو وہ دونوں (فرشتے) اس سے پوچھتے ہیں کون ہے تیرا رب؟ کیا ہے تیرا دین؟ اور کون ہیں تیرے نبی؟ تو وہ (جواب میں) کہتا ہے میں کچھ نہیں جانتا ہوں، تو وہ کہتے ہیں ''**لا دریت**'' (ہاں) تو نے نہیں جانا پھر وہ گرز سے اس کی پٹائی کرتے ہیں جسے دنیا بھر کی ساری مخلوق سنتی ہے، ہاں جن و انس نہیں سنتے ہیں۔

.... جاری ■◄

[۱] یعنی مردہ قبر میں بیشک زندہ کیا جاتا ہے یقیناً اسے حقیقی طور پر زندگی دے کر بٹھایا جاتا ہے حتیٰ کہ اوپر چلنے والوں کے پیروں کی آواز تک سن لیتا ہے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں یہ جملۂ حالیہ رفع شبہ ہی کے لئے لایا گیا ہے، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

ص ۵۴/کا بقیہ...

شہنشاہِ رسالت کے تصدق حضرتِ عاشق
قیامت تک رہے آباد تیرا خرمنِ عترت

نقوشِ حضرتِ احمد رضا خاں پر فدا ہو کر
کرے تا عمر مع اخلاص وہ اسلام کی خدمت

سماں کیا رنگ لایا ہے خوشی کی لہر ہے ہر سو
سمٹ آئیں ہے گلشن کی بہاریں بر در دولت

زہے قسمت انوکھی شان سے آمد ہوئی ایسی
بڑھی کاشانۂ اختر رضا کی رونق و زینت

خدائے لم یزل سے التجائے خاص کرتا ہوں
عروج وارتقائے دیں ہو ان کی ذات بابرکت

نگاہِ مفتی اعظم کا ان پہ فیض جاری ہو
ہو ان سے دور ہر رنج و مصیبت آفت و کلفت

طفیل فاطمہ زہرا پئے سرکار دو عالم
کرے ان کو عطا اللہ عمرِ خضر کی دولت

بنے وہ عالم و مفتی محقق حافظ قرآں
ہمالہ پر بھی لہرائے یوں ان کا پرچم رفعت

جسیمؔ قادری عاشق میاں کے واسطے ہیں وہ
سکون دل قرار روحِ جاں اور زیست کی راحت

◆◆◆

ترغیبات

ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف کا خصوصی نمبر

از: مولانا محمد طفیل احمد مصباحی*

نقوشِ تاج الشریعہ! ایک خصوصی مطالعہ

آفتابِ شریعت، ماہتابِ طریقت، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، استاذ الاساتذہ، زین الفقہاء، امام الاتقیاء، تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی قدس سرہ (متوفی ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء) کی ہمہ جہت دینی، علمی، ادبی اور روحانی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، اکیسویں صدی عیسوی کے علمائے اسلام اور صوفیائے عظام کی فہرست میں آپ کا مقام سرِ فہرست ہے۔

آپ کی حیات و خدمات اور تابناک فکر و شخصیت نے پورے عہد کو متاثر کیا ہے اور امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ آپ بلا مبالغہ وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، مظہرِ مفتیِ اعظم ہند اور یادگارِ حضور حجۃ الاسلام تھے، حضور تاج الشریعہ اسم با مسمیٰ شخصیت کا نام ہے، آپ شریعت کے تاج، آسمانِ طریقت کے ماہِ تمام، بزمِ رشد و ہدایت کے صدر نشیں، میدانِ تحقیق و تنقیح کے شہ سوار، مملکتِ فقہ و افتا کے تاج دار، عربی، فارسی و اردو کے مسلم الثبوت ادیب و شاعر اور سلوک و تصوف کے محرمِ راز تھے، صورت ایسی کہ دیکھ کر خدا یاد آجائے اور سیرت ایسی کہ صحابۂ کرام کا نقشہ نگاہوں کے سامنے پھر جائے، اکیسویں صدی کے مرشدانِ طریقت اور فقیہانِ امت میں آپ کو بہت سارے علمی تفردات و امتیازات حاصل تھے، جو ذاتِ گرامی اتنے سارے اوصاف و کمالات کی جامع ہو، بلا اس کی عبقریت میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے؟ آپ کی شہرت و مقبولیت کا کیا پوچھنا! شارحِ بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے بقول:

"حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو جو شہرت و مقبولیت زندگی کے آخری حصے میں ملی تھی، حضور تاج الشریعہ کو وہ عمر کے اوائل ہی میں مل گئی ہے۔"

نمازِ جنازہ میں کروڑوں افراد کی شرکت اور عرسِ چہلم کے موقع پر آپ کی حیات و خدمات سے متعلق مختلف رسائل و جرائد کی طرف سے پچاس سے زائد "نمبرات" کی خصوصی اشاعت، آپ کی شہرت و مقبولیت اور بلند قامت شخصیت کا ایک واضح ثبوت ہے، ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف ستمبر و اکتوبر 2018ء / ذی الحجہ و محرم الحرام 1440ھ کی یہ گراں قدر، تاریخ ساز اور فخریہ پیشکش بنام "نقوشِ تاج الشریعہ" پندرہ نقوش (۱۵) اور ۱۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے، ہر نقش ایک باب کا درجہ رکھتا ہے اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تہہ دار فکر و شخصیت اور گراں قدر حیات و خدمات کا بڑا عمدہ تعارف پیش کرتا ہے، جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

نقشِ اوّل [تعزیتی خطوط] نقشِ دوم [خاندانی پس منظر، اجدادِ کرام، ابتدائی حالات] نقشِ سوم [اساتذۂ کرام، مشائخ عظام، علمائے عصر] نقشِ چہارم [علمی و فقہی خدمات] نقشِ پنجم [علمی افادات، تصنیفات و تالیفات] نقشِ ششم [اخلاق و آداب، محاسن و کمالات] نقشِ ہفتم [تنظیمی، تعمیری، تدریسی اور سماجی خدمات] نقشِ ہشتم [بیعت و ارشاد، شہرت و مقبولیت] نقشِ نہم [زیارتِ حرمین شریفین، تبلیغی اسفار] نقشِ دہم [میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے؟] نقشِ یازدہم [مناقب و مادہائے تاریخ] نقشِ دوازدہم [نوادراتِ تاج الشریعہ] نقشِ سیزدہم [عربی مقالات] نقشِ چہاردہم [شہزادۂ تاج الشریعہ: ایک نظر میں] نقشِ پانزدہم [تاج الشریعہ: علمائے عرب کی نظر میں/ تقریظات و تاثراتِ تاج الشریعہ/ مقالاتِ تاج الشریعہ۔

نقوشِ تاج الشریعہ کا آغاز ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف کے مدیر، پیکرِ علم و حکمت، سعادتِ لوح و قلم حضرت علامہ مفتی محمد

* مضمون نگار ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کے سابق نائب مدیر ہیں۔

عبد الرحیم نشتر فاروقی دام ظلہ العالی کی اس مؤثر تحریر سے ہوتا ہے، جسے" جذباتِ فاروقی" کا نام دیا گیا ہے، ۲۴ رصفحات پر مشتمل اس تحریر میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی فکر و شخصیت، تابندہ نقوشِ حیات و خدمات اور آپ کے محاسن و کمالات کا جس والہانہ انداز میں نقشہ کھینچا گیا ہے، وہ بڑا پُر کیف اور وجد آفریں ہے، ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

" کہنے کو تو لوگ اسے ''اختر رضا'' کہتے تھے، لیکن وہ کسی چودھویں کے چاند سے کم نہ تھا، وہ ہلالِ عید سعید تھا، وہ بدرِ منیر بھی تھا، اس کی روشنی فلکِ سنیت کو جگمگا رہی تھی، اس کی ضیاباریوں سے ایک عالم منور ہو رہا تھا، اس کی شعائیں آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ کر رہی تھیں، اس کی تابشیں زمین کی وسعتوں میں پھیل چکی تھیں، وہ جدھر سے گزر جاتا تھا، اس کی ایک جھلک پانے کو دیوانوں کا ہجوم اکٹھا ہو جایا کرتا تھا، وہ جہاں کہیں بھی جاتا تھا، اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا ذکر وہاں پہنچ جایا کرتا تھا، حد تو یہ ہے کہ جہاں کبھی پہنچا ہی نہیں، وہاں بھی اس کا والہانہ ذکر ہو رہا تھا، مجلس کوئی بھی ہو، اس کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی، جلسہ کسی کا بھی ہو، اس کی فکر سے سرشار ہوتا، کانفرنس کیسی بھی ہو، کہیں بھی ہو، اس کا چرچا ہی اسے کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ''بستی بستی، قریہ قریہ، تاج الشریعہ، تاج الشریعہ''..............کون سا دل ہے جس میں اس کی سحر آگیں محبت موجیں نہ لے رہی ہو، کون سی نگاہ ہے جس میں اس کی دید و باز دید کا سودا نہ سمایا ہو، کون سی جاں ہے جو اس پر مر مٹنے کو حیاتِ جاوداں نہ سمجھتی ہو، وہ رہتا تو فرشِ گیتی پر تھا، مگر بستا کروڑوں دلوں میں تھا، وہ چلتا پھرتا تو زمین کے طول و عرض پر تھا، مگر حکمرانی انسانی قلب و جگر پر کرتا تھا، یہ محبت، یہ عقیدت اور یہ دیوانگی اسے بزور طاقت و قوت حاصل نہیں ہوئی تھی، اس کے خواص کی فراہم کردہ بھی نہ تھی، یہ بس راضی برضائے الٰہی کا نتیجہ تھی، ناموسِ رسالت کی پہرے داری کا انعام تھی، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا ثمرہ تھی، عوام و خواص میں مقبولیت ایسی کہ محض چند ساعتوں کے دیدار کے لیے لوگ ہزاروں کلومیٹر کا سفر طے کرتے اور گھنٹوں محو انتظار رہتے تھے، خلقِ خدا میں ادب و احترام ایسا کہ اکابرین بھی ادب بجا لانے میں فخر محسوس کرتے۔" (نقوشِ تاج الشریعہ، ص ۳۳)

یوں تو اس وقیع دستاویز کا ہر نقش اور ہر باب گراں قدر اور معلومات افزا ہے، لیکن اس کا بابِ اول، بابِ چہارم، بابِ پنجم، بابِ ششم، بابِ ہفتم اور بابِ ہشتم اپنی اہمیت و معنویت اور افادیت و جامعیت کے لحاظ سے پورے مجموعہ کی جان ہے، بابِ اوّل میں موجود تقریباً ۲۵ رملک و بیرونِ ملک کے اکابر علما و مشائخ کی تعزیتی تحریریں، آپ کی علمی و روحانی عظمتوں کو اجاگر کرنے کے لیے کافی ہیں: الدکتور حمزہ الکتانی، الشیخ منور عتیق، الشیخ الدکتور احمد محمود شریف، الشیخ العلامۃ محمد علی یمانی، الشیخ رامی العبادی، الشیخ محمد محمود الحاجی، الشیخ العلامۃ الفقیہ نضال ابراہیم، الشیخ العلامۃ الفقیہ الحبیب علی الجعفری، الشیخ الدکتور حازم محفوظ۔

ان کے علاوہ ہندوستان کے مرجع انام علما و مشائخ میں شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی، چشم و چراغ خاندانِ برکات حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مارہروی، حضرت سید شاہ نجیب میاں برکاتی، محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی، حضرت سید کمیل اشرف صاحب کچھوچھوی، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، حضرت سید شاہ اویس مصطفیٰ صاحب واسطی، حضرت شیخ ابوبکر احمد صاحب، شیخ سید خالد جیلانی بغدادی، شیخ سید محمد یعقوبی اور حضرت گلزار اسماعیلی واسطی دام ظلہم العالی کے تعزیتی پیغامات اس میں شامل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات مرجع عوام و خواص تھی، اکابر علما و مشائخ اور معاصرین و اقران آپ کی علمی و روحانی فضیلتوں کے معترف و مداح تھے، معاصرین کی شہادت بڑی اہمیت کی حامل ہوا کرتی ہے، اس حوالے سے شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت محدثِ کبیر دام ظلہ العالی کی شہادتیں بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:

سخن در سخن

(الف)"امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے، عالمِ اسلام کے مشہور و معروف عالمِ دین مفتی اختر رضا خان ازہری نور اللہ مرقدہ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اس دنیائے فانی میں نہ رہے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی رحلت بلا شبہ علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے، جس کا پُر ہونا مستقبل قریب نظر نہیں آتا، ازہری صاحب نے دین وسنیت اور رشد و ہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں، یقیناً وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔"

(ب)"حضور تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قادری علیہ الرحمہ نہ صرف ایک عالمِ دین تھے، بلکہ دین کے متعدد علوم میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، فقہی بصیرت میں یکتا اور بے مثل تھے، آپ کی ذہانت اور قوتِ حافظہ بھی بے مثال تھی، جس کی وجہ سے بے شمار عبارتیں، احادیث اور جزئیاتِ فقہیہ بلکہ لوگوں کی گفتگو بھی لفظ بہ لفظ محفوظ رکھتے، یہی وجہ تھی آپ نے بصیرت سے معذوری کے بعد بھی کئی مفصل مقالات و رسائل تصنیف فرمائے، اسی طرح آپ علمِ توقیت میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، آپ کی حیات شریعت و طریقت کا سنگم تھی، سنتوں کی طرف سے کسی حال میں غافل نہ رہتے، مخالفین کا کبھی کوئی جواب نہ دیتے، البتہ مسائلِ شرعیہ میں اپنی نادر تحقیقات سے اپنے مخالف کی زبان بندی فرما دیتے، حق یہ ہے کہ آپ علم و عمل، فیوض و برکات اور مقبولیت عامہ میں اعلیٰ حضرت کے حقیقی وارث تھے۔"

(نقوشِ تاج الشریعہ، ص ۷۱-۷۹)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ایک عظیم الشان علمی و روحانی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے خاندان کا ہر فرد اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب کا درجہ رکھتا ہے، آپ کے آباو اجداد کی علمی فضیلت، بلند و بالا مقامِ امتیاز اور بے مثال کارناموں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں، امام نقی علی خان، امام احمد رضا خان محدث بریلوی، استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی، مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان وغیرہم کو کون نہیں جانتا، یہ وہ عظیم المرتبت ہستیاں ہیں، جن کی عظیم الشان دینی و علمی و ادبی و روحانی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

بابِ دوم میں آپ کے انہیں باوقار آبا و اجداد کا ذکرِ جمیل ہے، اس باب میں پانچ مضامین شامل ہیں، بابِ سوم کے ذیلی عنوان کو" اساتذۂ کرام و مشائخ عظام و علمائے عصر" کے نام سے معنون کیا گیا ہے، جس سے اوّل نظر میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اس میں آپ کے اساتذۂ کرام و مشائخ عظام کا تذکارِ جمیل ہوگا، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے، بلکہ اس باب میں حضرت تاج الشریعہ کے مقامِ ارفع کو اکابرینِ اہل سنت اور آپ کے معاصرین کے اقوال وارشادات کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔ حالاں کہ آپ کے اساتذۂ کرام و مشائخ عظام کا تفصیلی یا اجمالی تذکرہ ضروری تھا، ممکن ہے کہ وقت کی قلت کے سبب فاروقی صاحب کی نظر اس پر نہ پڑ سکی ہو، جس کا اعتراف انھوں نے ''جذبات فاروقی'' میں یوں کیا ہے:

"ابتدائی مرحلے میں ہم نے جو وقتی تبویب کی تھی، اس میں اچھے خاصے مقالے غیر متعلقہ ابواب میں چلے گئے، ہمارا خیال تھا کہ فائنل ترتیب کے وقت انھیں ان کے متعلقہ ابواب میں شامل کر دیا جائے گا لیکن حالت یہ ہے کہ آخری وقت میں بھی فائنل ترتیب کا موقع نہیں ملا، لہٰذا معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ مجبوراً مقالات کو ہم پہلی ہی ناقص ترتیب میں پریس کے حوالے کر رہے ہیں۔" (نقوشِ تاج الشریعہ، ص ۴۹)

بہر کیف! یہ باب بھی قارئین کو خصوصی مطالعہ کی دعوت دیتا ہے، ضخامت اور مضامین کی جامعیت کے لحاظ سے بابِ چہارم پورے مجموعے کا خلاصہ اور حضور تاج الشریعہ کے علمی محاسن اور روحانی کمالات کا دل آویز مرقع ہے، جس میں ستّر (70) اصحابِ علم و اربابِ قلم کے مضامین و مقالات شامل ہیں۔

یہ باب آپ کی ہمہ جہت دینی، علمی، ادبی و روحانی خدمات کا احاطہ کرتا ہے اور مختلف علوم و فنون میں آپ کے تبحّر و تفوّق اور

آپ کے مقام امتیاز واختصاص کو اجاگر کرتا ہے، بابِ چہارم کی طرح بابِ پنجم بھی گراں قدر مضامین اور فکر انگیز تحقیقی مقالات پر مشتمل ہے، اس باب کے تحت مولانا ابو یوسف محمد قادری ازہری، مفتی ناظم علی مصباحی، ڈاکٹر غلام زرقانی قادری، شبیر احمد عرف شاہد رضا، مفتی شمشاد احمد مصباحی، مولانا محمد مزمل برکاتی، مولانا عطاء النبی حسینی مصباحی، مولانا ارسلان قادری، مولانا محبوب رضا نوری، مولانا صلاح الدین رضوی، مولانا سید اولادِ رسول قدسی، مفتی سید شہباز اصدق چشتی سہسرامی، مولانا توفیق احسن برکاتی، مفتی عابد رضا مصباحی بھاگل پوری، مفتی مطیع الرحمٰن نظامی اور مفتی محمد ناظر اشرف جیسے اصحابِ علم کے مضامین کافی اہمیت کے حامل ہیں اور پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس باب میں محب گرامی مولانا توفیق احسن برکاتی کا مضمون " الفردہ شرحِ قصیدۃ البردہ: ایک تعارفی جائزہ" دیکھ کر راقم الحروف کو ایک پرانی بات یاد آ گئی، جسے تحدیثِ نعمت کے طور پر یہاں لکھنا مناسب سمجھتا ہوں، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی مایۂ ناز عربی کتاب" الفردہ شرحِ قصیدۃ البردہ" جب پہلی بار شائع ہوئی تو اس کی ایک جلد محب گرامی حضرت مولانا مفتی ابرار احمد قادری مصباحی کی معرفت راقم الحروف کو بھی موصول ہوئی، حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب پر اپنے دستِ خاص سے اس فقیر کا نام لکھا تھا اور نیچے اپنا دستخط بھی فرمایا تھا، راقم نے اس گراں قدر علمی وتحقیقی کتاب پر تبصرہ لکھ کر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور میں شائع کیا اور اس کی ایک کاپی محب گرامی حضرت مولانا محمد عاشق حسین کشمیری دام ظلہ کو بریلی شریف ارسال کر دیا، حضرت نے فقیر کے اس تبصرے کو پسند فرمایا اور جب یہ فقیر بریلی شریف حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: آپ نے بڑا اچھا تبصرہ کیا ہے، آپ تلخیص کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی کر دیجیے، فقیر نے عرض کیا: جی حضور! اس کے چند مہینوں بعد یہ فقیر ترجمہ کے کچھ صفحات لے کر بریلی شریف گیا اور آپ کو تبصرے کا دو صفحہ پڑھ کر سنایا تو اس پر بھی آپ فرحت ومسرت کا اظہار فرمایا اور اسی موقع پر حضرت نے اس گنہگار کو بخاری شریف کی پہلی حدیث پڑھا کر سندِ حدیث کی اجازت کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا، الحمدللّٰہ علیٰ ذلک!

بابِ ششم" حضرت کے اخلاقِ حسنہ، آدابِ عالیہ اور محاسن وکمالات پر روشنی ڈالتا ہے، جس میں ۲۸ ر اہلِ علم کے مضامین اس خصوصی نمبر کی زینت بنے ہیں، جب کہ" بابِ ہفتم" میں آپ کی تنظیمی، تعمیری، تدریسی اور سماجی خدمات کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے اور اس حوالے سے ۲۰ ر مختلف اصحابِ قلم نے سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے" بابِ ہشتم" آپ کی صوفیانہ عظمت پر روشنی ڈالتا ہے اور آپ کے مرشدِ کامل، عارف باللہ اور پیر روشن ضمیر ہونے پر شرح وبسط کے ساتھ قارئین کو معلومات فراہم کرتا ہے" بابِ دہم ونقشِ دہم" میں ایک درجن علما ومشائخ کے تاثراتی مضامین ہیں، حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی علیہ الرحمہ، مفکر اسلام حضرت علامہ عبد المبین نعمانی، مناظر اسلام، ماہرِ علوم وفنون حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی وحضرت علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد ساحل سہسرامی دام ظلہم العالی کے مضامین بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور حضور تاج الشریعہ کی زندگی وبندگی کے بہت سارے مخفی گوشوں کو اجاگر کرتے ہیں۔

حضرت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے مضمون کا یہ پیراگراف بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ چند شافعی حضرات جب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مختلف علمی مسائل پر تبادلۂ خیال کے دوران جب یہ حضرات کسی موضوع پر دو یا تین حدیثیں پیش کرتے تو ہم نے دیکھا حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اسی عنوان پر پانچ چھ حدیثیں کتابوں کے حوالوں کے ساتھ پیش فرما دیتے، وہ حضرات اگر کوئی آیت تلاوت کرتے اور اس کی تفسیر میں ایک یا دو کتابوں کی عبارتیں پڑھتے تو حضرت علیہ الرحمہ (حضور تاج الشریعہ) چار پانچ تفسیروں کی عبارتیں سنا دیتے، جس سے ان حضرات کے علاوہ میں اور مولانا یاسین اختر مصباحی صاحب بھی استعجاب وحیرت کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کا منہ تکنے لگتے اور دل اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ یہ دراصل امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتیِ اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیضانِ علمی کا ثمرہ

ہے۔ (نقوش تاج الشریعہ،ص ۱۰۸۹۔۔۔۱۰۹۰)

"بابِ یازدہم" میں ان شعرائے اسلام اور ادبائے عصر کے" منظوم کلام و مادہ ہائے تاریخِ وصال" کو جگہ دی گئی ہے، جنہوں نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصالِ پُر ملال کے بعد منقبتیں لکھی ہیں اور آپ کے" مادہ ہائے تاریخ" تحریر کر کے اپنے محسن کی بارگاہ میں نذرانۂ خلوص و عقیدت پیش کیا ہے، ایسے خوش نصیب افراد کی تعداد دو درجن کے قریب ہے، جس میں یہ حقیر فقیر بھی شامل ہے، ہر ایک کا نام پیش کرنا، باعثِ طوالت ہوگا۔" نقشِ دوازدہم" نوادراتِ تاج الشریعہ پر مشتمل ہے، جس میں خصوصیت کے ساتھ آپ کے کلامِ بلاغت نظام کو پیش کیا گیا ہے، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جہاں اپنے وقت کے باکمال مدرس و مفتی، عظیم المرتبت محدث و محقق اور مایۂ ناز مرشدِ طریقت تھے، وہاں عربی و اردو زبان کے ایک قادر الکلام ادیب و شاعر بھی تھے، آپ کی عربی شاعری پر راقم الحروف کا ایک مضمون زیر تبصرہ مجموعے میں شامل ہے۔

آپ کی شاعری زبان کی سلاست و نفاست، فکر و خیال کی طہارت اور بیان و اسلوب کی لطافت کا ایک دل آویز مرقع ہے "نقشِ سیزدہم" میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ہمہ جہت دینی و ملی خدمات اور بالخصوص عربی زبان و ادب میں آپ کی مہارت و بصیرت پر نصف درجن اصحابِ فکر و دانش کے عربی مقالات ہیں، جن کے اسمایہ ہیں: مولانا محمد اختر المصباحی، مولانا رابع النورانی، مولانا سید عظیم الدین الازہری، مولانا آصف العلوی الازہری، مولانا شکیل المصباحی، مولانا شاکر الازہری، مولانا محمد اختر المصباحی (استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف) اپنے مضمون [تاج الشریعۃ کشاعرٍ عربی عظیم] میں لکھتے ہیں:

"من المعلوم ان العالم لم يخل قط من العلماء الربانيين المخلصين و من الصالحين المقبولين و من الدعاة المرشدين و من الداعين المبتهلين و من الخاشعين المنيبين........................ و من تلك الشخصيات العلمية و الادبية المحدث المفسر و الخطيب البارع اليقظان و لسائر العلوم بحر عدان، رحلة للاوان، قرة لاعيان الاعيان، بين الفقهاء المعاصرين مثل نعمان و الشاعر البليغ الذى يثير الاكنان، المرشد المعنوى تاج الشريعة و نجم الايمان، قاضى القضاة فى الهند الشيخ المفتى محمد اختر رضا القادرى البريلوى عليه الرحمة و الرضوان .... انه كان شاعرا بليغا نابغا فى العروض و القافية، فكان يقرض الابيات فى العربية الفصيحة احسن ممن نشاء فى بلاد العرب و تبرع فى لغاتها كما كان يقرض الابيات فى الاردوية السلسة، له قصائد عربية متعددة۔" (نقوش تاج الشریعہ،ص ۱۱۳۹۔۔۔۱۱۴۰)

مولانا محمد رابع نورانی (مدرس دار العلوم فیض الرسول، براؤں شریف) حضور تاج الشریعہ کی علمی جلالت اور آپ کی دینی و ملی اور تعمیری و قلمی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولد فى بيت كله علم و دين و صلاح و رشاد و تربى فى حجر الدين و العلم و قد ظهر فيه النبوغ المبكر يبشر بمستقبل زاهر و قرأ الكتب الدرسية على العلماء الفطاحل ....
كرس حياته كلها لخدمة الاسلام و المسلمين مرشدا روحيا و خطيبا و محاضرا و مؤلفا و داعية و متجولا فى ارض الله الواسعة و ترك آثارا لا تمحى على كر العصور و مر الدهور و من آثاره تأسيس المدارس و الدور العلمية و على راسها جامعة الرضا ببريلى الشريفة و تاليف كتب قيمة كمثل: تحقيق أن أبا إبراهيم تارخ لا آزر، ازهر الفتاوىٰ فى خمس مجلدات، ازهر الفتاوى باللغة الإنجليزية، حاشية على صحيح البخارى، صيانة القبور، مرآة النجدية، الفردة شرح قصيدة البردة للبوصيرى۔ (نقوشِ تاج الشریعہ،ص ۱۱۴۶۔۔۔۱۱۴۷)

"باب چہار دہم" شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا الحاج محمد عسجد رضا خان قادری رضوی بریلوی دام ظلہ العالی اور جماعت رضائے مصطفیٰ کے تعارف پر مشتمل ہے،" باب پانز دہم" تاج الشریعہ! علمائے عرب کی نظر میں" باب شانز دہم" تقریظات وتأثرات تاج الشریعہ اور" بابِ ہفدہم" مقالات تاج الشریعہ۔

مؤخر الذکر ابواب بھی کافی اہم اور بیش قیمت معلومات پر مشتمل ہیں اور اہل سنت کے عوام وخواص کے لیے علمی تحفہ کی حیثیت رکھتا ہے،" مقالاتِ تاج الشریعہ" کے ضمن میں آپ کا بلند پایہ علمی وتحقیقی مقالہ" نہایۃ الزین فی التخفیف عن أبی لہب یوم الاثنین" نہایت پُر مغز اور محقق ومدلل ہے، ۱۶؍صفحات پر پھیلے اس عربی مقالے سے آپ کی علمی بصیرت، استدلالی قوت، محدثانہ شان وشوکت اور عربی زبان پر قدرت صاف طور پر نکھر کر سامنے آتی ہے۔ ۲۱؍صفحات پر محیط آپ کا مقالہ" حدیث افتراقِ امت اور عقائد اہل سنت" بھی خاصے کی چیز ہے اور آپ کے تحقیقی ذوق اور علمی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔ ۵۵؍صفحات پر مشتمل مقالہ" ایمان، کفر اور تکفیر کی بخیہ دری" کی سطر سطر سے آپ کا علمی تفوق، شانِ تحقیق واجتہاد، متکلمانہ طرزِ استدلال اور عالمانہ جاہ وجلال مترشح ہوتا ہے، واضح ہو کہ نقوش تاج الشریعہ میں ''باب'' کو لفظ ''نقش'' سے تعبیر کیا گیا ہے، اس طرح کل ملا کر ۱۷؍نقوش یا ابواب پر محیط یہ عظیم وضخیم دستاویز اہل ذوق کو دعوت مطالعہ دے رہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی پوری زندگی درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور وعظ وتلقین میں بسر ہوئی، آپ کے قلم اعجاز رقم سے ہزاروں فتاویٰ، تحقیقی مضامین اور علمی وفقہی مقالات وجود میں آئے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل سنت کے مختلف رسائل وجرائد سے آپ کے مضامین تلاش کیے جائیں اور ان سب کو کتابی شکل میں مرتب کر کے شائع کیا جائے۔

راقم الحروف نے ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور کی پرانی فائلوں میں آپ کے متعدد مضامین دیکھے ہیں، ماہنامہ اشرفیہ کے علاوہ دیگر ماہناموں سے بھی آپ کی نگارشات دستیاب ہوسکتی ہیں، اللہ کرے کوئی بندہ سامنے آئے اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے، ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور کا تاریخ ساز" سید ین نمبر" اب تک کا سب سے ضخیم نمبر مانا جارہا تھا لیکن مقامِ شکر واطمینان ہے کہ اب اس طرح کے ضخیم نمبرات مسلسل شائع ہورہے ہیں، سہ ماہی المختار، کلیان، بھیونڈی کا" خواجۂ علم وفن نمبر" اور" بحر العلوم نمبر" اس کے واضح ثبوت ہیں، ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف کا یہ عظیم الشان، ضخیم اور تاریخ ساز نمبر" نقوشِ تاج الشریعہ" ظاہری ومعنوی اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کے عرسِ چہلم کے موقع پر اتنا وقیع اور ضخیم نمبر شائع کرنا، اس کی مجلسِ ادارت کے عزم وحوصلہ کو ظاہر کرتا ہے، قابلِ مبارک باد ہیں ماہنامہ سنی دنیا کے سرپرست اور مدیر اعلیٰ، شہزادۂ تاج الشریعہ، مخدوم گرامی حضرت علامہ محمد عسجد رضا خان قادری رضوی بریلوی دام ظلہ العالی اور مدیرِ رسالہ حضرت علامہ ومفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی دام ظلہ، جن کی انتھک کاوشوں سے یہ عظیم الشان نمبر منظر عام پر آیا، اللہ تعالیٰ اس کے مرتبین حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری دام ظلہ اور حضرت مولانا محمد شکیل بریلوی صاحب کو جزائے خیر سے نوازے اور حضرت تاج الشریعہ کے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵؍ کا بقیہ ....

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نام قابل ذکر ہیں، آپ کے تربیت یافتہ ان بزرگوں اور ان کے بعد ان کے خلفا اور تلامذہ کی بے لوث کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں اسلام کی روشنی پھیلی اور یہاں کی فضا قال اللہ اور قال الرسول کے ملکوتی نغموں سے گونج اٹھی۔

آج ہندوستان میں جو ایمان واسلام کی بہاریں نظر آرہی ہیں ان میں سلطان الہند، خواجۂ خواجگاں، عطائے رسول، حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کاوشوں کا نمایاں کردار ہے، آپ نے تبلیغ وارشاد کا وہ دل نشین طریقہ اپنایا کہ ہزاروں باطل خداؤں کے سامنے اپنا سر جھکانے والے اب وہ ایک خدا کی بارگاہ میں اپنا جبین نیاز خم کرنے لگے۔

◆◆◆

منظومات

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا

(از: استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

مئے سر جوش در آغوش ہے شیشہ تیرا
بے خودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالہ تیرا

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

جورِ پامالیٔ عالم سے اسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرّہ تیرا

کس قدر جوشِ تحیر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینے کو تلوا تیرا

گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم زور برسنا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرّہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

بقیہ ص ۳۹ پر

ایسا ظالم، چمن کا مالی ہے

(از: مولانا سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان

باغِ ہستی کی پائمالی ہے
خون سے تر، ہر ایک ڈالی ہے

بلبلوں کی زباں پہ ہے پہرہ
آہ! زاغوں کی کوتوالی ہے

آگ برسا رہا ہے پھولوں پر
ایسا ظالم، چمن کا مالی ہے

خار زاروں کو مل رہی ہے غذا
لالہ زاروں پہ خشک سالی ہے

تحفۂ گل کہاں سے لاؤں میں
ہر شجر، نقشِ خستہ حالی ہے

ایسی حالت میں سالِ نو آیا
جب بہاروں کا ہاتھ خالی ہے

ہو مسرت کی اب سحر یارب
چار سُو غم کی رات کالی ہے

تحفۂ گل کہاں سے لاؤں میں
ہر شجر، نقشِ خستہ حالی ہے

تیرے در سے دلِ فریدیؔ بھی
اے خدا امن کا سوالی ہے

خسروا دہر میں فرمان ہے چلتا تیرا

(از: حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
خسروِ دہر ہوا مانگنے والا تیرا

فیض سلطانِ سخاوت ہے نرالا تیرا
کبھی محروم نہیں پھرتا ہے منگتا تیرا

تیری چوکھٹ پہ جو آیا وہ بنا شاہِ زماں
خسروا دہر میں فرمان ہے چلتا تیرا

مبارک ہو نواسہ آپ کو اے قائدِ ملت

(از: مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی، متعلم جامعۃ الرضا

اتر آئی ہے آنگن میں ضیائے کشورِ جنت
مبارک ہو نواسہ آپ کو اے قائدِ ملت

ولادت باسعادت کا سویرا جس گھڑی پھیلا
ہوئی ہر گوشۂ گھر میں جھما جھم بارشِ رحمت

مسرت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو دخترِ مسجد
فلک کا چاند تیری گود میں چمکا خوشا قسمت

بقیہ ص ۴۷ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इशाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

FEBRUARY-2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan



MARCH-2023 Rs. 30/-
www.muftiakhtarrazakhan.com
شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ / مارچ ۲۰۲۳ء

حضرت جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری بریلوی

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سُنّی دُنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

عقیدۂ ختم نبوت

ہم تو مائل بہ کرم ہیں

امام اعظم اور تین عورتیں

عظمت امام اعظم ابو حنیفہ

شعبان المعظم کے فضائل اور معمولات

سانحۂ اجمیر! الزامات اور گستاخیاں

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات

عہد وسطیٰ میں علما کی سائنسی خدمات

فرضی قصہ گوئی اور اس کے گمراہ کن اثرات

کثرت طلاق کی وجوہات اور ان کا شرعی حل

فضائل شب برأت اور معمولات اہل سنت

مُدیر
مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی


مرکز الدراسات الإسلامیۃ
جامعۃ الرضا
بریلی شریف یوپی، ہند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام و طعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

اہلسنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۳
Issue No. 03
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۴ھ
شعبان المعظم
مارچ ۲۰۲۳ء

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپیے
سالانہ ۳۵۰ روپیے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپیے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپیے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح 9 بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

شعبان میرا مہینہ ہے

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے، شعبان گناہوں سے پاک کرنے والا اور رمضان گناہوں کو مٹانے والا ہے، ایک دوسری روایت میں فرمایا: رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، شعبان میرا اور رمضان میری اُمت کا! آپ ﷺ نے فرمایا تمام مہینوں پر رجب کی فضیلت ایسی ہے جیسے قرآن مجید کی تمام کتابوں پر، شعبان باقی مہینوں سے اسی طرح افضل ہے جس طرح مجھے باقی تمام انبیا پر فضیلت حاصل ہے اور رمضان کی باقی مہینوں پر فضیلت ایسی جیسے اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے افضل ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

مفتی محمد عبد الرحیم نشترؔ فاروقی

ہم تو مائل بہ کرم ہیں

ادار یــــــہ

شعبان المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے اور اس مہینے میں رحمت الٰہی کی جھما جھم برسات ہوتی ہے، حدیث پاک میں ہے کہ اس مہینے کی پندرہویں شب کو اللہ غفور و رحیم نبی کلب کی بکریوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتا ہے، ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس رات کو قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات سورج غروب ہوتے ہی (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور فرماتا ہے: کیا ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا! جس کی میں مغفرت کردوں؟ کیا ہے کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا! جسے میں رزق عطا کردوں؟ کیا ہے کوئی مبتلائے مصیبت! جسے میں عافیت عطا کردوں؟ کیا ہے کوئی فلاں حاجت والا؟ کیا ہے کوئی فلاں شئے کا طلب گار؟ (اسی طرح ارشاد ہوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔

مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ یہ کیسا سنہرا موقع ہے جب اللہ رب العزت خود مائل بہ کرم ہے اور سائلوں کو مانگنے کا آفر دے رہا ہے، صلائے عام ہو رہا ہے کہ اگر تم بخشش و مغفرت چاہتے تو مجھ سے طلب کرلو، رزق و دولت چاہئے تو آجاؤ میری بارگاہ میں، عزت و عظمت کے سوالی ہو تو دوڑو میری طرف، مصائب و آلام کے شکار ہو تو آؤ ان سے تجھے نجات دے دوں، اپنے خوابوں کی تعبیر چاہئے تو آجاؤ، دین و دنیا سنوارنا چاہتے ہو تو آؤ میری بارگاہ میں، بگڑی سنور جائے گی۔

لیکن افسوس! دنیا طلبی کے عفریت نے ہمیں ایسا اپنے شکنجے میں دبوچ رکھا ہے کہ ہمیں اس حسین موقع کی اہمیت و افادیت کا اندازہ ہی نہیں! ہماری غفلتوں کا عالم یہ ہے کہ ہم اس دنیائے فانی کے آفروں کے لئے تو اپنا قیمتی وقت نکال لیتے ہیں لیکن اخروی نعمتوں کے آفرز کو ہم طاق نسیاں کے حوالے کر بیٹھے ہیں، آج کمپنیاں جب کوئی آفر دیتی ہیں تو ہم اس آفر کا فائدہ اٹھانے کے لئے بے تحاشہ دوڑ پڑتے ہیں، اس وقت نہ کوئی ڈیوٹی دکھتی ہے نہ کوئی کاروبار نظر آتا ہے اور نہ ہی کوئی ضروری کام! ساری مصروفیات چھوڑ کر ہماری بس یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح ہم اس آفر کا فائدہ اٹھالیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سنہرا موقع ہمارے ہاتھوں سے نہ نکل جائے۔

ہماری اس غفلت شعاری پر کس کو نہ رونا آئے گا کہ دنیا کی چند روزہ زندگی کے لئے ہم اس قدر حساس ہیں کہ سب کچھ چھوڑ کر اس کے حصول میں لگ جاتے ہیں اور آخرت جو ہمیشہ کے لئے ہے، ہم اس کے لئے اس قدر غیر ذمہ دار اور غیر حساس ہیں کہ سہل الحصول ہونے کے باوجود بھی اس سلسلے میں مسلسل غفلتوں کے شکار ہیں، یاد رکھئے اَحادیث مبارکہ میں شب برأت کی بے شمار فضیلتیں اور برکتیں وارد ہیں، جس طرح اللہ رب العزت نے یوم جمعہ کو ہفتہ کے تمام دنوں پر، ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر، قبولیت کی ساعت کو تمام ساعتوں پر، لیلۃ القدر کو تمام راتوں پر فضیلت دی ہے، اسی طرح شب برأت کو دیگر راتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اس مبارک رات کو بندوں کے نامۂ اعمال بارگاہ ایزدی میں پیش کئے جاتے ہیں، سال میں جتنے بھی لوگ پیدا ہونے والے ہوتے ہیں اور جتنے بھی لوگ فوت ہونے والے ہوتے ہیں سب کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں اور لوگوں کی روزی مقرر کردی جاتی ہے۔

کیسی ناعاقبت اندیشی ہے کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہوتے ہوئے بھی اس ماہ مقدس میں کثرت سے روزے رکھتے، عبادت و ریاضت کرتے، مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرماتے اور ایک ہم ہیں کہ ہمارا لمحہ لمحہ گناہوں کی آلائش سے عبارت ہونے کے باوجود بھی بارگاہ ایزدی میں حضوری، فرائض و نوافل کی ادائیگی اور طلب رحمت و مغفرت کے اس سنہرے موقع سے غافل ہیں۔ ◆◆◆

از: مولانا طفیل احمد مصباحی*

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات

اسلامیات

معصیت یا گناہ شقاوت و بدبختی کی علامت اور دنیا و آخرت میں ہلاکت و خسران کا سبب ہے، گناہوں کے باعث عبادت کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور طاعت کی قوت کمزور اور مضمحل ہو جایا کرتی ہے، گناہوں کا دلدادہ انسانیت و شرافت کا لبادہ اتار کر حیوانیت کا رقص کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے، معصیت ، ظلمت کا دوسرا نام ہے، جس سے ایوانِ حیات میں ہر طرف اندھیرا اور مہیب سناٹا دامن پسارے نظر آتا ہے، گناہوں کی وجہ سے عبادت کی لذت ختم ہو جاتی ہے، غرض کہ انسانی زندگی پر گناہوں کے بڑے بھیانک نتائج اور منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

گناہوں کا وبال! قرآن کی روشنی میں

اللہ رب العزت نے جہاں قرآنِ مقدس میں اعمالِ صالحہ کی انجام دہی پر جنت اور اس کی نعمتوں کی بشارت دی ہے، وہاں گناہوں کے ارتکاب پر وعید بھی سنائی ہے، وعدہ و وعید اور ترغیب و ترہیب دونوں پہلوؤں پر قرآن نے روشنی ڈالی ہے:

"فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔"

قرآن کا اٹل فیصلہ ہے:

"الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور دنیا دار العمل والامتحان بھی ہے۔"

اللہ رب العزت آخرت میں بندوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا، لیکن اچھے کاموں کا ثمرہ و نتیجہ اور گناہوں کی نحوست کا اثر دنیا ہی میں ظاہر فرما دیتا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ اس پر شاہد ہے:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔ یعنی جو کوئی نیک کام کرے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو، تو ہم اُسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔"
(سورۃ النحل، آیت نمبر ۹۷)

اس آیتِ کریمہ سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ عملِ صالح (اچھا کام) پاکیزہ زندگی اور پُرسکون حیات کا سبب ہے اور اللہ رب العزت نے ایمان و عملِ صالح کے نتیجے میں "حیوۃً طیبۃً" یعنی اچھی ، پاکیزہ ، عمدہ اور پُرسکون زندگی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، اس سے ایک عام پڑھا لکھا آدمی بھی یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ اگر صورت اس کے برعکس ہو، یعنی انسان ایمان کے بجائے کفر و الحاد یا اعمالِ سیّئہ (بُرے کاموں) میں مبتلا ہو تو اسے "حیاتِ طیّبہ" کے بجائے "حیاتِ سیّئہ" میں مبتلا کر دے گا اور اسے پاکیزہ زندگی کے بجائے مصیبت اور مشکل بھری زندگی کے جہنم میں جھونک دے گا، انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات مرتب ہونے سے متعلق سورۃ طٰہٰ کی یہ آیت بھی ہمیں بار بار متنبہ کرتی ہے:

"وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكاً۔
ترجمہ: اور جو شخص میرے ذکر (نصیحت) سے اعراض کرے گا تو اس کے لیے (دنیا و آخرت میں) تنگی کا جینا ہوگا۔"

تفسیرِ ابنِ عباس میں **"معیشۃ ضنکا"** کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے:

"قال الإمام البخاری : قال ابن عباس رضی اللہ عنہما: [ضنکا] الشقاء .... و الضنک ھو الضیق و الشدۃ و تفسیرہ بالشقاء من التفسیر باللازم لأن الشقاء لازم للضیق و ناتج عنه۔ امام بخاری نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس آیت میں **"ضنکاً"** سے شقاوت

یعنی بدبختی مراد ہے۔" ضنك " دراصل تنگی اور شدت و مصیبت کو کہتے ہیں، اس کی تفسیر" شقاوت" سے کرنا اقرب الی الصواب ہے، کیوں کہ شقاوت تنگی کو لازم ہے اور اس کا لازمی نتیجہ ہے۔'' (تفسیر ابن عباس، ص ۶۲۵ / جامعہ ام القریٰ، مکہ)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہیں کرتا، دن رات اس کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا کی زندگی تنگ کر دیتا ہے اور اسے غربت و تنگدستی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر وہ مالی طور پر مضبوط بھی ہو تو اس کے رزق سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور سکونِ قلب کی دولت اس سے چھین لی جاتی ہے، خلاصۂ کلام یہ کہ اللہ عزوجل کی فرماں برداری خوش حالی زندگی کی ضمانت ہے اور اس کی نافرمانی ذلت و نکبت، تنگدستی اور معاشی انحطاط کا سبب ہے۔ اللہ عزوجل کے حکم سے منہ موڑنا اور ان کے اوامر و نواہی کے خلاف کام کرنا، معصیت کے زمرے میں آتا ہے اور یہ حکم عدولی عذابِ الٰہی کا سبب ہے۔

سورۂ اعراف کی آیت ہے: [فلما عتوا عن ما نهوا عنه قلنا لهم كونوا قردة خٰسئين] پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی، ہم نے ان سے کہا: ہو جاؤ دھتکارے ہوئے بندر، اللہ کی رحمت اس کے غضب پر اور اس کا فضل اس کے عدل پر غالب ہے، اللہ کی رحمت مجرموں کو مہلت دیتی ہے اور گنہگاروں کو موقع دیتی ہے کہ وہ راہِ راست پر آجائیں، اگر اللہ تعالیٰ مجرموں کو ان کے جرائم پر مواخذہ شروع فرما دے تو وہی ہوگا جس کا ذکر قرآن مقدس میں یوں ہوا ہے: [ولو يؤاخذ الله الناس بما كسبوا ما ترك علىٰ ظهرها من دابة] اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کرتوت پر پکڑتا (مواخذہ کرتا) تو روئے زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔ الامان و الحفیظ!

گناہوں کا وبال! حدیث کی روشنی میں

''أخبرنا مَالِك، أخبرنا يحيى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ المَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ المكْيَالَ وَالميزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَ لَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الحقِّ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ وَ لَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ۔ (مؤطا امام محمد، ابواب السیر، ص ۳۶۸–۳۶۹ / مجلسِ برکات، مبارک پور)

ترجمہ: حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس قوم میں مالِ غنیمت کی چوری رائج ہو جائے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں دشمن کا رعب اور ہیبت ڈال دیتا ہے اور جس قوم میں زنا کاری و بے حیائی عام ہو جاتی ہے، اس میں کثرت سے موتیں واقع ہوتی ہیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کا رزق قطع (تنگ) کر دیتا ہے اور جو قوم حق کے خلاف فیصلہ کرتی ہے، اس میں قتل و غارت اور خون ریزی عام ہو جاتی ہے اور جو قوم وعدہ خلافی کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو مسلط فرما دیتا ہے۔''

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مالِ غنیمت میں چوری، بے حیائی زنا کاری، ناپ تول میں کمی اور وعدہ خلافی ایسے سخت گناہ ہیں کہ ان کے اثرات و عواقب دنیا ہی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مجرموں کے سروں پر مذکورہ عذاب و عقاب دنیا میں مسلط فرما دیتا ہے، نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

کثرتِ معصیت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ گناہوں کی کثرت سے دل سیاہ اور پتھر کی مانند سخت ہو جاتا ہے اور نیکیوں کی طرف اس کا میلان کم ہو جاتا ہے، معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

''إنَّ المؤمنَ إذا أذنبَ كانت نُكتةٌ سوداءُ في قلبِه، فإن تَابَ وَنَزَعَ وَاستَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُه فإن زَادَ زَادَتْ فذلك الرَّانُ الَّذي ذكر اللهُ في كتابِه: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ ترجمہ: مومن جب گناہ کرتا ہے تو دل پر ایک سیاہ نقطہ (دھبّہ) پڑ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ و استغفار کر کے گناہوں سے الگ ہو جائے تو اس کا دل صاف و

صیقل کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ توبہ و استغفار نہ کرے اور گناہوں میں زیادتی کا مرتکب ہوتا رہے تو وہ سیاہ دھبّہ پھیل جاتا ہے (اور پورے دل پر چھا جاتا ہے) اور یہ گناہوں کا وہی میل (زنگ) ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن نے میں ذکر فرمایا ہے: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا جاتا ہے ان کی کمائیوں (کرتوتوں) کی وجہ سے۔'' (سنن ابنِ ماجہ، کتاب الزہد، حدیث نمبر ۴۲۴۴–ص ۱۴۱۸ / مطبوعہ: داراحیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

اس حدیث پاک سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، اوّل: یہ کہ گناہوں کا اثر براہِ راست انسان کے دل پر پڑتا ہے، انسان جب جب معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دل پر ایک کالا نقطہ (دھبّہ) پڑ جاتا ہے اور کثرتِ گناہ کے سبب انسان کا دل سخت کالا ہو جاتا ہے۔

دوم: یہ کہ توبہ و استغفار سے گناہوں کے میل ڈُھل جاتے ہیں، دل حسبِ سابق آئینہ کے مثل چمکنے لگتا ہے اور توبہ طہارتِ قلب ونظر کا سبب ہے۔

ترکِ معصیت سے متعلق حضور ﷺ کی پیاری نصیحت

معلم کائنات، فخرِ موجودات، جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ طیبہ کا مقصد کتاب وحکمت کی تعلیم اور گناہوں سے اذہان وقلوب کی تطہیر تھا، تزکیۂ نفس وتطہیر باطن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ چوں کہ معصیت بنتی ہے، اس لیے آپ نے گناہوں کی جڑ کو اکھاڑ پھینکنے کی بھر پور کوشش فرمائی اور معصیت کی آلودگیوں سے محفوظ ایک ایسا صاف وشفاف معاشرہ تشکیل دیا، جس میں نیکیوں کی حکمرانی تھی اور گناہوں کا شائبہ تک نہیں تھا، ایک روز حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت میں عرض گذار ہوئیں کہ یارسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں: آپ نے ارشاد فرمایا:

''اھجری المعاصی فانھا افضل الھجرۃ و حافظی الفرائض فانھا افضل الجھاد و اکثری من ذکر اللہ فانک لا تاتی اللہ بشیٔ احب الیہ من کثرۃ ذکرہ۔

ترجمہ: گناہوں سے ہجرت کرلو یعنی گناہوں کو چھوڑ دو، کیوں کہ یہ سب سے بڑی ہجرت ہے، فرائض کی پابندی کرو، کیوں کہ یہ افضل ترین جہاد ہے اور کثرت سے اللہ عز وجل کا ذکر کرو، کیوں کہ اللہ کی بارگاہ میں کثرتِ ذکر سے زیادہ کوئی محبوب عمل لے کر تم خدا کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوگی۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ۲۵ / ص ۱۲۹ / حدیث نمبر ۳۱۳ / مطبوعہ: مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ)

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات

حدیث پاک کی صراحت کے مطابق علم ایک نور ہے اور معصیت ظلمت ہے اور نور وظلمت میں تضاد ہے، دونوں کا اجتماع محال ہے۔ جس دل میں معصیت کی ظلمت ہوگی، وہاں علم وحکمت کا نور اور فکر ونظر کا چراغ نہیں جل سکتا۔ نورِ علم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا دل گناہ کی نحوست اور معصیت کی تاریکی سے پاک ہو۔ گناہ نہ صرف یہ کہ علم سے محرومی کا سبب ہے، بلکہ حافظے کی خرابی کی بھی ایک بڑی وجہ ہے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عزیزم! علم ایک نور اور ایک چراغ ہے، اس کو گناہوں کی ظلمت سے بجھنے مت دینا۔

اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ حضرت امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے قوتِ حافظہ کمزور ہونے کی بابت استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا: گناہ کرنا چھوڑ دو، قوتِ حافظہ درست اور مضبوط ہو جائے گی۔ کیوں کہ علم، اللہ کا نور ہے اور نورِ الٰہی کسی گنہگار کے حصے میں نہیں آتا، شکوت الیٰ وکیع سوء حفظی فاوصانی الیٰ ترک المعاصی فان العلم نور من الہ و نور اللہ لا یعطیٰ۔

گنہگار کی رزق سے محرومی

گناہوں کی نحوست کی وجہ سے بندہ علم وحکمت کے علاوہ رزق ودولت سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دسترخوان بہت وسیع ہے۔ مومن، کافر، دوست، دشمن، نیکوکار، بد کار اور صالح وفاجر سب اس سے فیضیاب ہوتے ہیں، شیخ سعدی

شیرازی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہے : ادیمِ زمیں سُفرۂ عام او
ست چہ دشمن بریں خوانِ یغما چہ دوست۔

اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ستر ماؤں سے زیادہ رحیم وشفیق ہے کہ بندہ رات دن اس کی نافرمانی کرتا ہے،لیکن جرم ومعصیت کی وجہ سے اس کا رزق بند نہیں فرماتا ہے، انسان وحیوان سمیت روئے زمین پر رینگنے والی ساری مخلوق کا رزق اللہ رب العزت نے اپنے ذمۂ کرم پر لے رکھا ہے: وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا ۔غرض کہ رزق ایک ایسی عام نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا دروازہ گنہگار بندے پر بھی بند نہیں فرماتا۔ لیکن کثرتِ گناہ کے سبب بندہ بعض اوقات رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے، سنن ابنِ ماجہ کی مشہور حدیث ہے :

''عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بھلائی عمر کو زیادہ کر دیتی ہے اور تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں لوٹا نہیں سکتی اور آدمی اپنے اس گناہ کی وجہ سے جو وہ کرتا ہے، رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔'' (سننِ ابن ماجہ، کتاب الفتن، ص ۱۳۳۴، حدیث نمبر ۴۰۲۲، مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

اسی طرح گناہوں کے سبب دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے، دل گھبراتا ہے اور سکون کی دولت ختم ہو جاتی ہے، لوگوں سے اچھے تعلقات بگڑ جاتے ہیں، معاملات خراب ہو جاتے ہیں، جائز مقاصد کے حصول میں قدم قدم پر رکاوٹیں پیش آتی ہیں، چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے، گناہوں کے عادی شخص سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور ان سے دور رہنے میں ہی اپنی عافیت محسوس کرتے ہیں، الامان و الحفیظ ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور گناہوں سے دور ونفور رکھے، آمین۔

◆◆◆

ص ۲۴ رکا بقیہ..

ناراضگی علاوہ جو ظاہری نقصان اور اصراف بے جا ہوتا ہے، اس کا اندازہ اخبارات و اطلاعات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، تمام مسلمانوں کو اجتماعی طور پر اس غلط رسم ورواج اور خلاف شرع عمل کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، ہر برائی کو شش کی جائے تو ختم کی جاسکتی ہے، مومن کی شان یہ ہے کہ اس کا ہر قول وعمل اسلامی احکام کا آئینہ دار ہوتا ہے، اسی لئے تو رب قدیر نے ہمارے سروں پر ''خیرامت'' کا تاج زرّیں رکھا ہے، ارشاد فرمایا:

''کنتم خیر امت اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ یعنی تم بہترین امت ہو، لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔'' (آل عمران:۱۱۰)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اس عمل کو کبھی ترک نہ کریں اور ہمیشہ دعوت وتبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے رہیں، کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور اب یہ ذمہ داری رب کریم نے امت محمدیہ کے سپرد فرما دیا ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اس مقدس فرائض سے منہ موڑنے کے بجائے دلچسپی کے ساتھ تبلیغی کاموں میں حصہ لینا اپنا شعار بنالیں، آج ہماری تنزلی اور غلامی کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے، ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں کہ۔ ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

آج بھی اگر ہم اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہو جائیں تو کامیابیاں قدموں کا بوسہ لیتی ہوئی نظر آئیں گی۔ ؎

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو اسلام کے اصولوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان پر ہمارا خاتمہ نصیب فرمائے، آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

◆◆◆

اسلامیات

پہلی قسط

عہدِ وسطیٰ میں علما کی سائنسی خدمات

(از: ڈاکٹر محمد احمد نعیمی*)

علمِ طب، علمِ ریاضی اور علمِ فلکیات کے حوالے سے

اسلامیات

''عہدِ وسطیٰ میں عقلی علوم یا سائنسی علوم میں مسلمانوں کی خدمات! علمِ طب، علمِ ریاضی اور علمِ فلکیات کے حوالے سے۔''

"Muslim Contribution of Rational Sceince in the Middle Period: With reference of Medicine, Mathematics and Astronomy."

ذکر کردہ موضوع پر گفتگو کرنے سے قبل ضروری ہے کہ پہلے سائنس کا مختصر تعارف پیش کیا جائے۔

سائنس کا معنی ومفہوم

سائنس لاطینی زبان کے لفظ سائنیٹا سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے سیکھنا، جاننا اور مخصوص علم۔ انگریزی زبان میں سائنس لفظ سے مراد فطری، قدرتی، مادی اور جسمانی علوم ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان نے اپنی ضروریات اور سہولیات کے لیے جو نئی ایجادات کی ہیں وہ سب سائنس کی ہی دین ہیں۔

سائنس وہ منظم علم یا تعلیم ہے جو غور وخوض، تحقیق، مطالعہ اور تجربے سے حاصل ہوتی ہے۔ کسی بھی چیز کے بارے میں علم حاصل کرنا اور پھر اس معلومات کو صحیح طریقے سے استعمال کرنا یعنی کسی بھی شئی کا صحیح معائنہ، صحیح تجزیہ، صحیح قیاس اور صحیح تجربہ کرنا ہی سائنس ہے۔

سائنس کا مقصد

سائنس کا مقصد یہ جاننے کی کوشش کرنا ہے کہ کائنات کیسے بنی؟ یہ زندگی کس طرح وجود میں آئی؟ دنیا کیسے چلتی اور کیسے کام کرتی ہے؟ سائنس کے ذریعے اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ کائنات یا کائنات کی اشیا کے اندرونی رازوں اور پوشیدہ حقائق کو جانا جائے۔

سائنسی علوم کی اقسام

اہلِ علم ودانش کائنات کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: (۱) فطرت یا مادّہ (۲) زندہ اجسام (۳) انسانی وجود، اسی طرح سائنس بھی تین حصوں میں تقسیم ہے، فطرت یا مادہ سے تعلق رکھنے والے سائنسی علوم میں علم طبقات الارض (Stratigraphy)، علم طبعیات (Physics)، علم کیمیا (Chemestry)، علم ہیئت یا علم الافلاک (Astronomy) وغیرہ شامل ہیں، با حیات یا زندہ اجسام اور زندگی سے متعلق سائنسی علوم میں علمِ حیات (Bio-Science)، علم الحیوان (Zoology)، علم معدنیات (Metallographies)، علم نباتات (Botany)، علم الاجسام (Physiology)، علم الارحام (Embryo)، علم العلاج (Pathology)، علم طب (Medicine) اور علم جراحت (Surgery) وغیرہ داخل ہیں اور انسان کے وجود کی حقیقت اور اس کی علامات وحالات اور مناظر سے متعلق سائنسی علوم میں سائیکلوجی (Psychology)، علم النفس، علم التاریخ (History)، علم سیاسیات (Politics)، علم الاخلاق (Ethics)، علم الاقتصاد (Economics)، علم قانون (Canon, Jurisprodence) اور علم التعلیم (Pedagogy) وغیرہ شامل ہیں۔

ہمیں یہاں سائنس کی تینوں اقسام سے متعلق علوم، بالخصوص علمِ طب، علمِ فلکیات اور علمِ ریاضی سے متعلق یہ بتانا ہے کہ دیگر سائنسی علوم کی طرح علمِ طب (میڈیکل سائنس) (علمِ فلکیات، علم ریاضی، سے متعلق بھی اکثر وبیشتر علوم مسلم اہلِ علم ودانش کی دین ہیں۔ علم طب، علم علاج، علم ہیئت اور علم ریاضی کی باضابطہ بنیاد رکھنے والے، اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں لکھنے والے، منظم

شفاخانے، اسپتال قائم کرنے والے، رصدگاہیں تعمیر کرنے والے اور ریاضی کی بنیادیں استوار کرنے والے مسلم علما ہی ہیں۔

کون کس سے بحث کرتا ہے

دین یا مذہب اللہ یا خالق کے بارے میں بحث کرتا ہے اور سائنسی علوم خدا کی پیدا کی ہوئی اشیا اور مخلوق کے بارے میں کھوج اور تحقیق کرتے ہیں، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن اور نبیٔ اکرم ﷺ نے حدیث میں خود حکم دیا ہے:

★ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا۔ (سورۂ محمد، آیت ۲۴) کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

★ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (سورۂ حشر، آیت ۲) اے بصیرت یا عقل والو تم اعتبار کرو۔

★ قال رسول اللہ ﷺ: اطلبوا العلم من المھد الی اللحد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرو ماں کی گود سے لے کر قبر میں جانے تک۔

★ قال رسول اللہ ﷺ: اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے۔

مسلم سائنس دانوں کو سائنسی انداز اور سائنس پر کام کرنے کی ترغیب اور حوصلہ قرآن و حدیث کی انھیں تعلیمات سے ہی ملا تھا، دوسری بات یہ کہ تمام علوم وفنون اسلامی ہیں اور سائنس اس کا ایک جز، ایک حصہ ہے اور قرآن و حدیث میں جہاں جہاں علم کی بات آئی ہے، علم کے حصول کی تاکید و نصیحت کی گئی ہے وہاں علم کے لیے عام حکم دیا گیا ہے، مثلاً:

★ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ کیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے ہیں؟

★ طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سائنس کے بنا مذہب اور مذہب کے بنا سائنس نامکمل ہیں۔ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ سائنسی علوم سے ناواقف انسان ہرگز ان آیات کی تشریح و تفسیر بیان نہیں کرسکتا جو سائنس سے متعلق ہیں، اسی طرح مذہبی علوم سے نابلد انسان سائنس کے میدان میں کبھی بھی فریب کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس تعلق سے آئنسٹائن نے بڑی عمدہ بات کہی ہے:

"Science without religion is lame and Religion without Science is blind."

(سائنس مذہب کے بغیر لنگڑی ہے اور مذہب بغیر سائنس کے اندھا ہے۔)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو مذہب اور سائنس دونوں کی روشنی فراہم کرتا ہے اور دونوں قسم کے علوم حاصل کرنے کی تاکید و ترغیب دیتا ہے۔

سائنسی علوم سے متعلق قرآن و حدیث کی ترغیب

قرآن و حدیث مسلمانوں کو فطرت، مادّہ، کائنات اور اس کی اشیا کا مطالعہ کرنے، حقیقت کی کھوج لگانے اور حق جاننے کے لیے ترغیب دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں سیکڑوں ایسی آیات اور احادیث موجود ہیں کہ جن میں نہ صرف فطری اور قدرتی واقعات اور حادثات کا ذکر کیا گیا ہے بلکہ اہلِ علم و دانش کو اس میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے، مثلاً:

"افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا۔ (سورۂ محمد، آیت ۲۴) کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔"

ہمیں یہاں صرف علمِ طب، علمِ علاج یعنی میڈیکل سائنس، علم فلکیات اور علمِ ریاضی سے متعلق گفتگو کرنا ہے۔ لہٰذا اس سے متعلق قرآن ارشاد فرماتا ہے:

"ھو الذی خلقکم من تراب، ثم من نطفة ثم من علقة ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخاً۔ ومنکم من یتوفّٰی من قبل و لتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعلقون۔ وہی ہے جس

اسلامیات

نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر پانی کی بوند سے، پھر جمے ہوئے خون سے پھر تم کو بچے کی حالت میں ماں کے پیٹ سے نکالتا ہے، پھر تمہارا پالن پوشن کرتا ہے تا کہ تم جوانی کو پہنچو۔ پھر تم کو زندہ رکھتا ہے تا کہ تم بڑھاپے کو پہنچو اور تم میں سے کچھ اس سے پہلے مر جاتے ہیں اور تمہیں اس لیے بھی زندہ رکھتا ہے تا کہ تم اپنی مقرر عمر تک پہنچو اور تم عقل سے کام لو۔'' (سورۂ مومن، آیت ۶۷)

سورۃ المومنون کی آیت ۱۲ – ۱۳ / اور ۱۴ / میں فرمایا:

''ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين۔ ثم جعلنه نطفة فى قرار مكين۔ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظماً فكسونا العظم لحماً ثم انشأنه خلقاآخر فتبارك الله احسن الخالقين۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا، پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ مقام یعنی ماں کے پیٹ میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر پانی کی بوند کو جما ہوا خون بنایا، پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کا لوتھڑا بنا دیا، پھر ہم نے اس گوشت کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنا دیا پھر اس کے بعد دوسری پیدائش یا تخلیق میں انسان پیدا کر دیا اور اللہ برکت والا ہے جو سب سے حسین و جمیل پیدا کرنے والا ہے۔''

اسی حقیقت کو نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

''تمہاری پیدائش کی تیاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ یعنی پانی کی بوند کی صورت میں کی جاتی ہے، اتنے ہی دنوں تک پھر ایک جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے اور پھر چالیس دن تک ہی ایک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے، اس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ اس کی صورت، کان، آنکھ، کھال، گوشت اور اس کی ہڈیاں بنا تا ہے پھر کہتا ہے اے میرے رب یہ مرد ہوگا یا عورت پھر تمہارا رب جو چاہتا ہے وہ فیصلہ سنا تا ہے۔'' (صحیح بخاری، ۳۲۰۸)

چودہ سو سال پہلے بچے کی پیدائش سے متعلق قرآن وحدیث نے جو ریسرچ اور تحقیق پیش کی ہے آج میڈیکل سائنس اس کو بسر و چشم قبول کرتی نظر آتی ہے، چنانچہ فرینچ میڈیکل ڈاکٹر مورس بکیل (Dr. Maurtce Bucaille) اپنی کتاب "The Bible The Quran and Science" میں لکھتے ہیں کہ ''نطفہ قرار پانے اور اس کے پروان چڑھنے اور پھر پیدائش کے بارے میں جو کچھ قرآن نے ذکر کیا ہے حق ہے سچ ہے اور جو کچھ موجودہ بائبل میں بیان کیا گیا ہے وہ حقیقت سے قریب نہیں ہے۔'' (www.islam-guide.com)

اسی طرح ڈاکٹر جولیہ سمپسن Dr. Jooleigh Simpson جو امریکہ کے شہر ہوسٹن میں واقع "Biylor College of Medicine" کے محکمۂ امراضِ نسواں اور نوزائیدہ بچوں کے ڈائرکٹر ہیں انھوں نے اللہ کے رسول کی دو حدیثوں کا مطالعہ کیا:

(۱) اگر نطفے پر چالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ اس پر ایک فرشتہ بھیجتا ہے، جو اس کو شکل وصورت دیتا ہے اور اس کے کان، آنکھ، کھال، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے۔

(۲) دوسری حدیث یہ کہ تم میں سے ہر ایک میں تمہاری پیدائش کے سبھی حصوں کو ایک ساتھ تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دنوں میں جمع کر دیا جاتا ہے، ان دونوں حدیثوں میں غور وفکر اور تحقیق کے بعد اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے ڈاکٹر سمپسن کہتے ہیں کہ:

''ان دونوں حدیثوں نے ہمیں چالیس دن سے پہلے کا ایک خاص نظام الاوقات یا وقت کی خاص ترتیب حمل کے پھلنے پھولنے کے بارے میں مہیا کرائی ہے، یہ ان سائنسی معلومات کے سبب حاصل نہیں کی جاسکتی تھیں جو اس وقت موجود تھیں اور ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش اور انسانی نسل کی افزائش کے علوم اور اسلام میں کوئی تضاد یا ٹکراؤ نہیں ہے۔''

میڈیکل سائنس کے مطابق انسان کے جسم میں (Metabolism)، باڈی کے ری ایکشن، کیمکل ری ایکشن،

غذا وخوراک کے زندگی دینے والے مادوں میں تبدیل ہونے، میٹابولائز کی ٹوٹ پھوٹ کے انرجی پیدا کرنے یعنی جسم میں پہلے غذا کے Enzymes کے ذریعے کٹنے ٹوٹنے اور پھر اس سے جسم کو انرجی ملنے کا کام مسلسل چلتا رہتا ہے جس کی وجہ سے ہر لمحہ سیکڑوں نئے سیل بنتے اور پرانے ٹوٹتے رہتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ٹوٹنے والے سیل سونے کے درمیان بستر پر ہی گر جاتے ہیں، جو بہت زیادہ باریک اور چھوٹے ہونے کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتے۔

ایسی حالت میں اگر بستر بنا جھاڑے اس پر لیٹ جائیں تو یہ مردہ سیل جسم میں داخل ہو کر مختلف جان لیوا بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ نیومیڈیکل سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ ان مردہ سیلوں کو دور کرنے کے لیے بستر کو کم سے کم تین بار جھاڑنا ضروری ہے اور ایسا کرنے سے خطرہ ٹل جاتا ہے۔ اور اس بات کو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ چودہ سو سال پہلے بیان فرما چکے ہیں: ''اللہ نے کوئی ایسی بیماری یا مرض نہیں اتارا جس کے لیے شفا یا علاج نہ اتارا ہو۔'' اس لیے اس میدان میں تحقیق کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اور قرآن و حدیث میں اس کے لیے مختلف مقامات پر ترغیب دی گئی ہے۔

سائنس اور عہد نبوی

یہی وجہ ہے کہ عہدِ رسالت ﷺ میں ڈسپنسریاں، موبائل یونٹ اور میڈیکل ایڈ سینٹر موجود تھے جو جنگ خندق کے موقع پر بھی شہر مدینہ میں اپنا کام بحسن وخوبی انجام دے رہے تھے۔

سائنس اور عہدِ اموی

خلیفہ ولید بن عبد الملک کے دور میں اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا اسپتال پہلی صدی ہجری میں قائم ہو گیا تھا، اس اسپتال میں باقاعدہ وارڈس تھے، ڈاکٹروں کو رہنے کے مکانات کے علاوہ مناسب تنخواہیں بھی دی جاتی تھیں۔

سائنس اور عہدِ عباسی

عہدِ عباسی میں دیگر علوم وفنون کی طرح سائنسی علوم کو بہت عروج وفروغ ملا، اس زمانے میں بہت سی یونیورسٹیاں اور کالجیز وجود میں آچکے تھے، بالخصوص دمشق کا نوری اسپتال اور مصر کا ابن طولون اسپتال بہت مشہور تھے، ابن طولون میڈیکل کالج میں اتنی عظیم لائبریری موجود تھی جس میں صرف علمِ طب اور علمِ علاج پر ہی ایک لاکھ کتب موجود تھیں۔ اسپتالوں میں مختلف ڈپارٹمنٹ بھی بن چکے تھے اور کچھ بڑے اسپتالوں سے میڈیکل کالج بھی جوڑ دیئے گئے تھے۔ جہاں پوری دنیا کے طالب علم میڈیکل سائنس کی تعلیم حاصل کرتے تھے، اسپتالوں کا نظم ونسق دورِ جدید کے مغربی اسپتالوں کی طرح منظم ومعقول تھا۔ بغداد کا ازدی اسپتال ۳۷۱ھ میں جس کی تعمیر ہوئی اور دمشق کا نوری اسپتال اس وقت دنیا کے سب سے بڑے اور تمام ضروری سہولیات اور آلات سے آراستہ تھے۔ (اسلام اور جدید سائنس، ص ۷۹ تا ۸۱)

مختصر یہ کہ دنیا میں سب سے پہلے اسپتال مسلمانوں نے ہی قائم کیے اور سب سے پہلے رجسٹرڈ ڈاکٹروں اور سرجنوں کا باضابطہ ایک نظام بھی انھوں نے ہی تیار کیا تا کہ مختلف امراض کے مریضوں کا بہتر طبی طریقے کے مطابق علاج کیا جا سکے اور اس میں عباسی دور کا خاص کردار رہا ہے۔

دنیا میں سب سے پہلے ڈاکٹروں اور طبیبوں کے امتحان اور رجسٹریشن کا آغاز بغداد میں ۹۳۱ء میں یعنی اسلامی دور میں ہوا، جس کی وجہ یہ بنی کہ ایک نیم حکیم کے علاج سے ایک شخص کی جان چلی گئی، اس کا جب خلیفہ کو علم ہوا تو اس نے تحقیق کرنے کا حکم دیا، معلوم ہوا کہ فلاں طبیب نامکمل ہے، کچھ کتابیں پڑھ کر مطب کھول کر بیٹھ گیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حکومت کی طرف سے ڈاکٹروں کے امتحان اور رجسٹریشن کا بورڈ بنایا گیا، جس کا ناظم وڈائریکٹر مشہور طبیب وسائنس داں سنان بن ثابت کو بنایا گیا، اس بورڈ نے صرف بغداد کے ڈاکٹروں اور طبیبوں کی گنتی کی تو پتہ چلا کہ ایک ہزار طبیب ہیں لیکن تحریری اور زبانی امتحان لیا گیا تو صرف سات سو طبیب کامیاب ہوئے اور تین سو ناکام، لہٰذا صرف کامیاب طبیبوں کو مطب کی اجازت دی گئی۔

(اسلام اور جدید سائنس، ص ۶۱۱ — ۶۱۲)

اسلامیات

اندلس کی اموی حکومت

عباسی دور کی طرح اندلس کی اموی حکومت کے اندر بھی سیکڑوں مشہور ومعروف سائنس داں پیدا ہوئے، اندلس کی اموی حکومت اور بغداد کی عباسی حکومت کے زیر سرپرستی ہزاروں مسلم سائنس داں حضرات نے کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں جن میں سے بہت سو کو ہم نے گمنام کردیا ہے اور چند مشہور اس طرح ہیں:

ابنِ سینا(Avicenna)

عباسی دور میں جن مسلم سائنس دانوں نے مثالی خدمات انجام دیں ان میں ایک نام بوعلی سینا یا ابنِ سینا کا ہے، دیگر موضوعات کی طرح انھوں نے علمِ طب میں بھی عظیم کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، ابن سینا کی کتاب القانون "Canon of Medicine" ۱۴ رجلدوں پر مشتمل ہے، جو میڈیکل سائنس کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔

اس میں علم الحیوان، علمِ طب، علمِ علاج، علمِ ادویہ، جڑی بوٹیوں کی تاثیر، مجرب دواؤں اور نسخوں کا بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ۱۶۵۰ء تک یہ کتاب یوروپ کی اکثر یونیورسٹیز کے کورس میں داخل تھی اور آج بھی میڈیکل سائنس میں اکثر کام اسی دائرے میں ہورہے ہیں جو ابنِ سینا نے بیان کیے ہیں۔

البیرونی(Al-Biruni)

دیگر سائنسی علوم وفنون کی طرح البیرونی نے علم طب وغیرہ میں بھی بہت مثالی خدمت انجام دی ہے۔"الصیدلہ فی الطب" آپ کی عظیم کتاب ہے جس میں اطبا اور ان سے متعلق الفاظ، دواؤں کی اقسام اور دواؤں کے عربی، یونانی، سریانی، فارسی اور ہندی ناموں کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ابنِ ہیثم (Alhezen)

آنکھ اور روشنی کے تعلق سے ابن ہیثم نے جو سائنسی کارنامہ انجام دیا ہے آج بھی دنیا اس کی مرہونِ منت ہے، آپ کی کتاب"کتاب المناظر" اس موضوع پر اولین کتاب ہے، اس کے بعد کی اکثر کتب اسی کا چربہ ہیں۔

ابومحمد عبداللہ ابن احمر البیطار، ابنِ بیطار(Ibn Al-Baitar)

ابنِ بیطار علم نباتات، علم غذا وخوراک، علم طب، علم ادویہ، علم علاج اور علم معدنیات کا ماہر تھا، جس نے سیکڑوں جڑی بوٹیوں پر تحقیق وریسرچ کی ہے۔ ان کی کتاب"المغنی فی الادویۃ المفردۃ" اور"الجامع المفردۃ الادویۃ والاغذیۃ" کا جادو آج بھی سر چڑھ کو بولتا ہے۔

علاؤالدین ابوالحسن ابن نفیس(Ibn Al-Nafees)

ابن نفیس نے آنکھوں کے علاج کے بہترین طریقے اور دوائیں اور خون کی گردش کے متعلق بہترین تحقیق پیش کی اور بتایا کہ آنکھوں کا بہتر علاج کس طرح کیا جاسکتا ہے اور خون انسان کے جسم میں کس طرح گردش کرتا ہے۔

جابر بن حیان(Jabir Ibn Hayyan)

اس نے دھاتوں کو بھسم کر کے کشتہ بنانے کا آسان طریقہ کھوجا اور تیزاب وغیرہ کو ایجاد کیا، نیز لوہے سے فولاد بنانے اور بالوں کے کالے خضاب کا طریقہ بیان کیا۔ تقریباً ۳۰۰ کتابیں ان کی تصنیف بتائی جاتی ہیں۔

ابوالقاسم ابن عباس الزہراوی(Abul Qasim Al-Zahrawi)

زہراوی پوری دنیا میں پہلے سرجن ہیں جنھوں نے آپریشن کی کھوج کی اس سے قبل صرف دواؤں سے ہی علاج کیا جاتا تھا، انھوں نے دو طریقے جاری کیے ایک دوا کے ذریعے علاج اور دوسرے آپریشن کے ذریعے اور کن مرضوں میں آپریشن ضروری ہے اس کو بھی تفصیل سے بیان کیا، انھوں نے موتیابند کا آپریشن کیا جب کہ یہ بہت نازک ہوتا ہے، کینسر اور پھوڑے پھنسی وغیرہ کے امراض پر بھی انھوں نے بہترین تحقیق وتجربہ پیش کیا، نیز آپریشن کے مریض کو کیسے بے ہوش کرنا چاہیے، کونسی دوا دینی چاہیے اس کو بھی واضح کیا۔

جاری.........

از: مولانا عبدالرحمٰن پٹیل مصباحی*

فرضی قصہ گوئی اور اس کے گمراہ کن اثرات

”وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشۡتَرِي لَهۡوَ ٱلۡحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًاۚ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٞ مُّهِينٞ- ترجمہ: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنا لیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔“ (سورۃ القمان: ۶ / ترجمہ کنزالایمان)

یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے عجمی لوگوں کی قصہ کہانیوں پر مشتمل کتابیں خریدی ہوئی تھیں اور وہ کہانیاں قریش کو سنا کر کہا کرتا تھا کہ محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عاد وثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم، اسفندیار اور ایران کے شہنشاؤں کی کہانیاں سناتا ہوں، کچھ لوگ اُن کہانیوں میں مشغول ہوگئے اور قرآنِ پاک سننے سے دور ہوگئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اللہ کا کلام اور پیغمبر کے فرامین چھوڑ کر محض دنیا داروں کے قصے سننے والوں کو لہو ولعب میں مبتلا قرار دیا گیا۔

آیت کریمہ میں قصہ گوئی کا کام کرنے والوں کا مقصد یہ بیان ہوا کہ وہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھٹکانا چاہتے ہیں اور اپنی قصہ گوئی سے الٰہی تعلیمات کا مذاق اڑانے کے خواہاں ہیں، ایسے لوگوں کی خاص صفت "بِغَيۡرِ عِلۡمٖ" ذکر کی گئی، یعنی قصہ گوئی کی کثرت اور اس کی تمام تر علمی ملمع سازی کے باوجود یہ لوگ بے علم ہیں، قصہ گوئی سے ان کی جہالت وقتی طور پر چھپ تو جائے گی مگر فکر ونظر کے درست استعمال کے ذریعے وہ حقیقی علم تک پہنچنے سے محروم رہیں گے، آیت کے آخری جز میں جہالت وبدنیتی پر مشتمل گمراہ کن قصہ گوئی کے سبب ان لوگوں کے لیے ذلت آمیز عذاب کی وعید بھی سنائی گئی ہے، قاضی بیضاوی "لھوَ الحدیث" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ما يُلْهِي عَمّا يَعْنِي كالأحادِيثِ الَّتِي لا أصْلَ لَها و الأساطِيرِ الَّتِي لا اعْتِبارَ بِها والمَضاحِكِ وفُضُولِ الكَلامِ- ترجمہ: لایعنی کلام کو "لھو الحدیث" کہتے ہیں جیسے وہ باتیں جن کی کوئی اصل نہیں اور وہ قصہ کہانیاں جن کا کوئی اعتبار نہیں اور ہنسنے ہنسانے کی باتیں اور بے ہودہ بکواس۔“ (بیضاوی)

ہمارا زمانہ تو خاص طور پر پُرتکلّف قصہ گوئی کا زمانہ ہے، ہمارے دور کا ناول نگار فرضی قصہ گوئی کا بے تاج بادشاہ ہے، موٹیویشنل اسپیکر فرضی حکایات کی چلتی پھرتی دکان ہے، اسٹینڈ اپ کامیڈیَن اپنے وضع کردہ مزاحیہ قصوں سے بناوٹی مسکراہٹ کی سوداگری کا ماہر ہے، ڈرامہ نگاری تو جھوٹ کا پورا ایک کارخانہ ہے جہاں ہمہ وقت ہزاروں فرضی کردار تراشے اور اسکرین پر نبھائے جاتے ہیں، حتیٰ کہ حقیقت کی پرستار کہی جانے والی سائنس میں بھی فکشن وضع کرلی گئی ہے جہاں مستقبل کی دنیا کے فرضی نقوش اور مفروضہ واقعات کے من گھڑت پرزے جوڑے جاتے ہیں، افسانوی ادب کے تحت خودنوشتوں سے لے کر سفرناموں تک ہر تحریری شعبہ مفروضہ قصہ گوئی سے اثر پذیر دکھائی دیتا ہے، گویا پوری دنیا کا ہر انسان کتاب سے لے کر اسکرین تک اپنے آس پاس کے علمی وسائل میں فرضی واقعہ نگاری اور من گھڑت قصہ گوئی سے گھرا ہوا ہے۔

مزید یہ کہ جدید قصہ گوئی کا یہ پورا اسسٹم اس طور پر کام کرتا ہے کہ ہر مرتبہ اس کا نتیجہ یا خلاصہ؛ الٰہی تعلیمات کی مخالفت یا تضحیک پر مبنی ہوتا ہے اور ہر واقعہ کا شعوری ٹارگٹ مذہبی تعلیمات کا کوئی نہ کوئی پہلو ہوتا ہے، یہاں تک کہ حیا سوز معلومات پر مشتمل فحش نگاری کو بھی قصہ گوئی کی ایک صنف کا

درجہ دیا جاتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ لوگوں کی اخلاقیات سے لے کر اعتقادات تک ہر چیز میں تخریب کاری کرنا ہی جدید قصہ گوئی کا اوّل وآخر مقصد ہے۔

ہمارے دور میں امت کا المیہ یہ ہے کہ موجودہ مسلمان نسل زندگی خوش گوار بنانے کے لیے ہر قصہ گو موٹو یشنل اسپیکر کو سن رہی ہے، ہر فکشن نگار لکھاری کو پڑھ رہی ہے، ہر اسٹینڈ اپ کامیڈیَن کی فرضی حکایات میں رہنمائی تلاش کر رہی ہے، مگر کلامِ الٰہی کے "احسن القصص" اور حکمت بھرے واقعات سے غافل ہے، قرآن کے صفحات پر موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے درجنوں واقعات میں پوشیدہ ہدایت اور زندگی کے لیے کارآمد افکار سے مسلمانوں کی نئی نسل لاپرواہی کی حد تک بے تعلقی کا مظاہرہ کر رہی ہے، دینی تعلیم سے آراستہ نہ ہونے کی وجہ سے مسلم نوجوانوں کی ذہنی کیفیت یہ ہو چکی ہے کہ وہ انسانی تاریخ کے بیان کردہ قرآنی واقعات کو شبہ کی نظر سے دیکھتے اور غیر شعوری طور پر سوال اٹھاتے ہیں کہ اس کے حقیقی ہونے کی کیا گارنٹی (ضمانت) ہے؟ ممکن ہے یہ واقعات غلط ہوں یا بعینہ ایسے نہ ہوں جیسے آسمانی کتاب میں نازل ہوئے ہیں، لہٰذا ایسے واقعات سے رہنمائی لینا عقلی معیار کے خلاف ہے۔

ایک طرف تو یہ بے جا احتیاط بلکہ ہٹ دھرمی کہ آسمانی کتاب میں بیان شدہ انسانی تاریخ کے متواتر واقعات سے انحراف اور اس کی افادیت سے انکار جب کہ دوسری طرف جانتے بوجھتے ہوئے کہ یہ سب ناول نگار کی اختراع ہے یا موٹیویشنل اسپیکر کا فرضی واڑہ ہے یا ڈرامہ نگار کا خیالی پلاؤ ہے یا اسٹینڈ آپ کامیڈین کے ذہن کی مضحکہ خیز پیداوار ہے، اس کے باوجود اس میں زندگی کی حقیقت کا راز پنہاں ہونے کے دعوے اور اپنے ماضی کا عکس نظر آجانے یا اپنے مستقبل کی دھندلی تصویر دکھ جانے کا راگ الاپا جا رہا ہے، ایسی دوطرفہ بے احتیاطی اور دوہری جہالت نے مسلمانوں کی نئی نسل کو مثبت عقلی اقدام سے محروم کر رکھا ہے۔

ایسے ماحول میں قرآن مجید کی درج بالا آیت اہل اسلام کے شعور کو کس قدر متاثر کرنے والی ہے، پیغمبر جو بات بیان کر رہے ہیں؛ وحی متلو (قرآن) یا غیر متلو (حدیث) کی شکل میں؛ اس کو چھوڑ کر ادھر ادھر کے حکیموں کے اقوال یا ان کے قصوں میں مشغول ہو جانا، قرآن کے نقطہ نظر سے **لھو الحدیث** (کھیل کی بات، لغو بات) کہلاتا ہے، غور کا مقام ہے ان لوگوں کے لیے جو ارسطو سے لے کر ڈیوڈ ہیوم تک، ہر فلسفی کے لایعنی خیالات میں الجھے ہوئے ہیں اور بات بات پر منٹو سے لے کر چغتائی تک، لکھاریوں کے ناولانہ فقروں میں زندگی کی حقیقت نظر آنے کا اعلان کرتے پھرتے ہیں۔

نیز سائنس کی (ایلیَن یا ڈائنوسار جیسی) لایعنی ابحاث اور جدید سیاست کے (پارٹی ولیڈر پرستی) کے گمراہ کن معاملات میں الجھ کر قرآن وسنت کی تعلیمات کو فراموش کر جانا بھی "لھوَ الحدِیث" کی واضح مثال ہے، ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ جب تک ہم "لھوَ الحدِیث" کی نئی بھول بھلیا سے نہیں نکلیں گے اس وقت تک صراط مستقیم پر دلجمعی کے ساتھ چلنا ناممکن نہیں تو کم از کم انتہائی مشکل ضرور ہوگا۔

◆◆◆

ص ۲۴ رکابقیہ..

حاصل کرنے کے لئے آتے رہے۔ جب منصور نے دیکھا کہ قید کرنے سے بھی کوئی بات نہیں بن رہی ہے تو اس نے خفیہ طور پر آپ کو زہر دلوا دیا جس کی وجہ سے آپ کا وصال مبارک نوے سال کی عمر میں دو شعبان المعظم ۱۵۰ھ کو بغداد میں ہوا۔ اور وصال ہوتے ہی یہ خبر بجلی کی طرح پورے بغداد میں پھیل گئی اور چہار جانب سے لوگوں کا سیلاب امنڈ پڑا حتیٰ کہ قاضی بغداد حضرت حسن بن عمار نے آپ کو غسل دیا اور غسل سے فارغ ہوتے ہوئے، اس قدر جم غفیر اکٹھا ہو گیا کہ پہلی نماز جنازہ میں پچاس ہزار کا مجمع تھا، اس پر بھی آنے والے لوگوں کا تانتا بندھا رہا، حتی کہ آپ کی نماز جنازہ چھ دفعہ پڑھی گئی، اخیر میں آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے پڑھائی اور عصر کے قریب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ (ماخوذ از مقدمہ نزھۃ القاری)

◆◆◆

اسلامیات

از: حافظ افتخار احمد قادری*

ماہ شعبان المعظم کے فضائل و معمولات

اسلامیات

ماہِ شعبان المعظم بڑی برکتوں اور رحمتوں والا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جگہ ارشاد فرمایا: ماہ شعبان المعظم کو تمام مہینوں پر ایسی فوقیت حاصل ہے جیسے مجھے تمام انبیا پر حاصل ہے، ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص 341)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام مہینوں سے پیارا ماہ شعبان تھا، اس لیے آپ اس ماہِ مبارک میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، ماہ شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو ''شب برأت'' کہتے ہیں، اس رات بندوں پر اللہ رب العزت کی لاتعداد رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

مختصر یہ کہ اس مبارک رات کا ہر لمحہ اپنے اندر کروڑوں انوار و برکات رکھتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اگر ماہ شعبان المعظم کی اہمیت اور فضیلت کی اور کوئی وجہ نہ ہوتی تو صرف یہ رات ہی اس کے فضائل اور خوبیوں کے لیے کافی تھی، یہ رات مسلمانوں کے لیے اللہ رب العزت نے ایک انعام کے طور پر دی ہے — پہلے کسی قوم کو یہ رات نصیب نہیں ہوئی، پوری امتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک شکریہ کے طور پر سجدہ ریز ہو تب بھی اللہ رب العزت کے اس احسان کا حق ادا نہیں ہوسکتا، مگر بعض جگہ لوگ اس مقدس رات میں عبادت و ریاضت تسبیح و تہلیل میں مشغول ہونے کے بجائے آتش بازی اور غیر اسلامی حرکتوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔

ماہ شعبان المعظم کے فضائل

شعبان ''شعب'' سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ہیں گھاٹی وغیرہ! کیونکہ اس ماہِ مبارک میں خیر و برکت کا عمومی نزول ہوتا ہے، اس لیے اسے شعبان کہا جاتا ہے، جس طرح کھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتا ہے، اسی طرح یہ مقدس مہینہ خیر و برکت کی راہ ہوتی ہے۔

حضرتِ ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: جب ماہ شعبان المعظم آئے تو اپنے جسموں کو پاکیزہ رکھو اور اس ماہِ مبارک میں اپنی نیتیں اچھی رکھو، انہیں حسین بناؤ، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ماہِ مبارک کو بڑی عبادت و ریاضت میں گزارتے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضور سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم اس ماہ اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ نمبر 178 رمیں ہے)

''قالت کان یصوم شعبان کلہ وکان یصوم شعبان قلیلا۔ وہ فرماتیں ہیں: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے شعبان کے روزے رکھتے سوائے تھوڑے دنوں کے۔''

''ما ثبت بالسنۃ'' میں شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ رب العزت کا مہینہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محبوب مہینہ شعبان المعظم عظمت و برکات والا ہے، ہم اس کو شعبان المعظم اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو بڑی برکت والی ہے جسے شب برآت کہا جاتا ہے اس کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشادِ مبارک ہے، ترجمہ: اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔'' (پارہ 25 ر رکوع 15)

صاحبِ تفسیر روح البیان اس آیتِ مقدسہ کے تحت لکھتے ہیں: اللہ رب العزت اس رات میں روزی و رزق کا معاملات

اسلامیات

حضرت میکائیل علیہ السلام کے سپرد فرما دیتا ہے اور اعمال و افعال کا پروگرام آسمان اوّل کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے حوالے کر دیا جاتا ہے، مصائب و آلام کا پروگرام حضرت عزرائیل علیہ السلام کے سپرد کیا جاتا ہے۔

(روح البیان، جلد3،ص598)

ایک اور روایت میں ہے: حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا! ماہ شعبان المعظم میں آپ کے روزہ رہنے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ماہ شعبان سے شعبان تک مرنے والوں کی اجل لکھی جاتی ہے تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری اجل لکھی جائے تو میں روزے دار رہوں۔

(الترغیب والترہیب،ص209)

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا ''شب برأت'' وہ رات ہے جس میں سارے سال میں واقع ہونے والے امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے اس لیے ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ رب العزت کی بارگاہِ عالیہ سے بخشش حاصل کرنے کے لیے اس رات کو عبادت و ریاضت میں، توبہ واستغفار میں گزاریں۔

شیخ محقق شاہ عبد الحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوہ میں حدیث نقل فرماتے ہیں: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پندرہ شعبان کی رات کو قیام فرمایا پھر اس قدر دراز سجدہ فرمایا کہ میں یہ گمان کرنے لگی شاید آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی ہے چنانچہ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں آپ کے پاس پہنچی اور پائے اقدس کے انگوٹھا مبارک کو ہلایا تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر اقدس کو جنبش دی اور اپنے سر انور کو سجدہ سے اٹھایا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمانے لگے اے عائشہ! تم نے گمان کیا ہے کہ رسولِ خدا نے تمہارے حق میں خیانت کی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بات نہیں، بلکہ میں نے آپ کے سجدے کی درازی سے یہ گمان کیا کہ شاید آپ کی روح پرواز کر گئی ہے۔

اس پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتیں یہ کونسی رات ہے؟ میں نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے، فرمایا اے عائشہ! پندرہ شعبان المعظم کی رات ہے اس رات میں اللہ رب العزت اپنے بندوں پر خاص توجہ فرماتا ہے اور ایک روایت میں ہے: غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک مطلب یہ کہ اور راتوں سے زیادہ اس رات میں زیادہ توجہ فرماتا ہے اور مغفرت مانگنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے، طالبانِ رحمت پر اپنی رحمت فرما کر بخش دیتا ہے۔

(مدارج النبوۃ)

سید الاولیاء سند الاصفیاء قطب الاقطاب غوث صمدانی حضرتِ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

''ترجمہ: یہ وہ رات ہے جس میں اللہ رب العزت تین سو رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جو مشرک نہ ہو اس رات میں بخش دیتا ہے مگر جادوگر، کاہن، ہمیشہ شراب پینے والا اور سود خور کو اس رات میں نہیں بخشتا جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لے۔'' (غنیۃ الطالبین،ص577)

مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا یہ رات بڑی عظمت والی رات ہے اسے عبادت و ریاضت میں گزارنا چاہیئے، اس رات قبرستان میں بھی حاضری دینی چاہیئے اس لیے کہ یہ وہ پیاری رات ہے جس میں خداوند کریم اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے گناہگاروں کی بخشش ہوتی ہے، اب ان لوگوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے جو اس مقدس رات میں طلب بخشش کے بجائے ساری ساری رات آتش بازی کر کے اللہ رب العزت کے غضب کو دعوت دیتے ہیں اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہیں۔

آیئے ہم عہد کریں کہ ان افعال بد سے پرہیز کریں گے، اسی طرح ان لوگوں کو بھی توبہ کر کے اس رات کے فیضانِ رحمت کو حاصل کرنا چاہیئے جن کے بارے میں آیا ہے کہ وہ اس رات عطائے خداوندی سے محروم رہتے ہیں یعنی مشرک، شرابی، سود خور۔

شبِ برأت کے فضائل و برکات

شب برأت کے فضائل و برکات قرآن کریم سے ثابت ہیں محدثین اور مفسرین کی بھی رائے یہی ہے جس کے فضائل و برکات کا انکار گویا دن کے اُجالے میں سورج کے وجود سے انحراف ہے، اللہ رب العزت قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے،

ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں، اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام، ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔

حضرتِ ابنِ عباس، قتادہ اور دیگر مفسرین کی رائے یہ ہے: وہ رات لیلۃ القدر ہے، جیسا کہ سورہ قدر سے واضح ہے، لیکن حضرت عکرمہ اور ایک بڑی جماعت کا خیال یہ ہے کہ یہاں لیلۃ مبارکہ سے شعبان کی نصف شب یعنی پندرہویں کی رات مراد ہے، اللہ رب العزت نے شعبان المعظم کی نصف شب یعنی پندرہویں شب کو مبارک شب قرار دیا ہی ہے مگر اس رات کے علاوہ بھی اپنے بندوں کے لیے بہت سی چیزوں کو مبارک فرمایا ہے، اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید کو مبارک فرمایا ہے یہ قرآنِ کریم ہی ہے کہ بندہ براہِ راست اپنے رب سے ہم کلامی کا شرف پاتا ہے تلاوتِ قرآن سے دلوں کو اطمینان میسر آتا ہے بڑے بڑے جابر و ظالم کو بھی اس کی شرینی اور حلاوت سے جبر و ظلم چھوڑنے پر مجبور ہوتا دیکھا گیا ہے، وہ بڑا ہی بدنصیب اور گستاخ دل ہوگا جو اس کی شرینی کلام سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکا، راہ راست پر اپنے آپ کو گامزن نہ کرسکا دل محبت رسول میں مستغرق نہ ہوسکا۔

حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب پندرہویں شعبان کی رات ہو تو رات میں قیام کرو دن میں روزہ رکھو، اس حدیث پاک کی تشریح میں حضرتِ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: بہتر یہ ہے ساری رات ہی جاگ کر عبادت کرے اور اگر نہ ہو سکے تو اوّل رات سوئے آخر رات میں تہجد پڑھے اور زیارت قبور کرے اور تین روزے رکھے تیرہویں، چودھویں، پندرہویں کہ ایک نفلی روزہ رکھنا بہتر نہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد2، ص295)

مسلمانوں کو چاہیے وہ شعبان کی پندرہویں رات شب بیداری کریں، اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود رہیں، فرائض واجبات سے فارغ ہو کر نوافل کثرت سے پڑھیں، اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، استغفار کریں، اپنے اور اپنے والدین اور تمام عالمِ اسلام کی فلاح و بہبود کی دعا کریں، حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں: ایک رات میں نے حضور کو اپنے بستر پر نہیں پایا تو میں حضور کی تلاش میں نکلی مین نے حضور کو جنت البقیع میں پایا کہ آسمان کی طرف حضور نے سر اٹھایا ہوا تھا مجھے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے جس قدر بال ہیں اتنے ہی لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

چار راتوں میں خیر کے دروازے کھلے ہوتے ہیں

ابو نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بالاسناد ام المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا: اللہ رب العزت چار راتوں میں خیر و برکت کے دروازے صبح تک کھلا رکھتا ہے، شب عید الاضحیٰ، شب عید الفطر، شب نصف شعبان! اس رات مخلوق کی عمر ان کی روزی اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں: شب یوم عرفہ، حضرتِ سعید نے فرمایا: مجھ سے ابراہیم بن ابی نجیح نے فرمایا: وہ پانچ راتیں ہیں اور پانچویں رات شب جمعہ ہے، حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس نصف ماہ شعبان المعظم کی شب جبریل آئے اور فرمایا: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھائیے، میں نے ان سے دریافت کیا: یہ کون سی رات ہے؟ انھوں نے کہا

یہ وہ رات ہے جس رات اللہ رب العزت رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جس نے اس کے ساتھ کسی کو اپنا شریک نہیں ٹھہرایا بشرطیکہ وہ جادو گر نہ ہو، کاہن نہ ہو، اور سود خور نہ ہو، شراب کا عادی نہ ہو، ان لوگوں کی اللہ رب العزت اس وقت تک بخشش نہیں فرماتا جب تک وہ توبہ نہ کرلیں، پھر جب رات کا چوتھائی حصہ گزر گیا تو جبریل علیہ السلام پھر آئے اور کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا سر مبارک اٹھائیے! آپ نے ایسا ہی کیا، آپ نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہیں اور پہلے دروازے پر ایک فرشتہ پکار رہا ہے خوشی ہو اس شخص کے لیے جس نے رات کو رکوع کیا، دوسرے دروازے پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا ہے:

بشارت ہو! اس کے لیے جس نے اس رات میں سجدہ کیا!

تیسرے دروازے پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا تھا خوش خبری ہو! اس کے لیے جس نے اس رات دعا کی، چوتھے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا، بشارت ہو اس کے لیے جو اللہ رب العزت کے خوف سے اس رات میں رویا، چھٹے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا، اس رات میں تمام مسلمانوں کے لیے خوشی ہو، ساتویں دروازے پر فرشتہ ندا دے رہا تھا کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ اس کی آرزو اور طلب پوری کی جائے؟ آٹھویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا کوئی معافی کا طلبگار ہے! اس کے گناہ معاف کئے جائیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے کہا جبریل یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ جبریل نے کہا: اوّل شب سے طلوع فجر تک! اس کے بعد جبریل نے کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس رات میں دوزخ سے رہائی پانے والوں کی تعداد بنی کلاب کی بکریوں کے بالوں کے برابر ہوگی۔ (غنیۃ الطالبین، ص 344)

وہ لوگ جو اس رات نہیں بخشے جاتے

قاطع الرحم: اقارب سے صلح رحمی نہیں کرتا بلکہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے، عاق: یعنی ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا، شرابی: شراب میں بدمست رہتا ہے، زنا کار: لعنت الٰہی میں گرفتار ہے، مسبل: اترانے کے طور پر ٹخنوں سے نیچے پاجامہ وغیرہ لٹکائے پھرتا ہے، عشار: ظلماً لوگوں سے محصول لیتا ہے، جادوگر: اس فعل شنیع میں مبتلا رہتا ہے، نجومی و کاہن: غلط سلط لوگوں کو خبریں دیتا ہے، شرطی حکومت کا کارندہ: دوسروں پر ظلم رواں رکھتا ہے، جابی: زبردستی لوگوں کا مال حکومت تک پہنچاتا ہے، صاحبِ کوبہ: نرد و شطرنج میں وقت گنواتا ہے، صاحب عرطبہ: ڈھولک طنبورہ وغیرہ میں مشغول رہتا ہے۔

اس مبارک رات کو شب بیدار رہنا ذکر و نفل کا شغل رکھنا اپنے اور اپنے اہل و عیال و اعزا و اقارب بلکہ جملہ اہل اسلام و ایمان کے لیے دعائے عفو و عافیت دارین کرنا، احیا و اموات مسلمین کو فائدہ و ثواب پہنچانا وغیرہ یہ وہ باتیں ہیں جو اس مبارک رات میں شریعتِ مطہرہ کو مطلوب ہیں، لیکن افسوس! آج کی مبارک رات ہمارے مسلمان بھائی خواب غفلت میں گزار دیتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو آج کی رات بھی تاش، سنیما، تھیٹر وغیرہ تماشوں میں بسر کرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے اور ان سے بڑھ کر گناہ پر جرآت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو آج کی رات خود اپنے ہاتھوں اپنی دولت میں آگ لگاتے اور گھر پھونک کر تماشہ دیکھتے ہیں، آتش بازی کے نام پر لاکھوں روپے آگ کی نذر ہو جاتا ہے، کہیں بدن جھلستے ہیں، کہیں جانیں جاتی ہیں۔

غرض یہ کہ آتش بازی جس طرح شب برأت یا شادی وغیرہ میں رائج ہے، بے شک حرام ہے کہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے، قرآن کریم میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے۔

مسلمانو! اللہ رب العزت کا یہ بے پایاں کرم نہیں تو پھر کیا ہے کہ اس نے تمہیں میں سے برگزیدہ رسول مبعوث فرمایا نیز اسلام، دولتِ ایمان، عقل و فراست، صحت و تندرستی عطا فرمائی، یوں تو اپنے بندوں کو ہر لحہ ہر آن روزی دیتا ہے، خبر رکھتا ہے، توبہ قبول فرماتا ہے، مگر غافل بندوں کو بھی کچھ مخصوص لیل و نہار عطا فرمائے کہ اے میرے گنہگار بندو! یہ لیلۃ القدر ہے مانگو دیا جائے گا، یہ شب برأت ہے توبہ کرنے کی رات ہے توبہ تو کرلو قبول کی جائے گی، دست سوال دراز تو کرو دامن مراد کو بھر دیا

جائے گا، اپنے اور عالم اسلام کے مرحومین ومرحومات اور مومنین ومومنات کے لیے بخشش کی دعا تو کرو، انہیں بخش دیا جائے گا بیمار ہو تو شفا دی جائے گی، تنگ دستی دور کردی جائے گی قرض کی ادائیگی کے لیے راہیں نکل آئیں گی۔

مگر واہ رے شومئ قسمت! فرشتے اللہ رب العزت کی جانب سے تو ہمیں اس کی رحمت کی طرف بلا رہے ہیں مگر ہم ہیں کہ خواب غفلت میں شب وروز گزار دیتے ہیں، ہمیں اپنا وقت ذکر واذکار، یاد نبی، حکم نبی میں گزارنا چاہئے امر بالمعروف والنھی عن المنکر کا پاس ولحاظ رکھنا چاہیے مگر وہ رے مسلمان! ہم تو شیطان کے دام فریب کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں ہمارے ایسے ایام ولیال بھی خواب غفلت، تاش، سینما، ناچ گانے، آتش بازی، چغل خوری، لوٹ کھسوٹ کی نظر ہو کر رہ جاتی ہے اور ذرا بھی شرم نہیں آتی۔

شبِ برأت کی نفل نمازیں

(۱) ۱۰۰ ررکعت نفل نماز دو دو رکعت کی نیت سے ادا کریں، یوں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھیں اور بعد سلام دعا کریں۔

(۲) ۱۰ ررکعت نماز دو دو رکعت کی نیت سے ادا کریں اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سو مرتبہ پڑھیں، احیاء العلوم میں ہے کہ یہ نمازیں منجملہ ان نمازوں کے ہیں جو سلف صالحین ہمیشہ پڑھتے آئے، یہ نماز ان میں صلوۃ الخیر سے موسوم ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص یہ مذکورہ بالا نماز شب برأت میں ادا کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے اور ہر مرتبہ اس کی ستر حاجتیں روا کرتا ہے ان میں سب سے کم یہ ہے کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

نزہۃ المجالس میں بحوالہ کتاب البرکۃ یہ حدیث منقول ہے: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ماہ شعبان المعظم کی پندرہویں شب میں بارہ رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اللہ رب العزت اس کے گناہ معاف فرمائے اور اس کی عمر میں برکت دے۔

بعض مشائخ سے منقول ہے: جو شخص ماہ شعبان المعظم میں آٹھ رکعت نماز ایک ہی سلام سے ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر ان رکعتوں کا ثواب حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح پر فتوح کو نذر کرے اس کے حق میں سیدہ خاتونِ جنت ارشاد فرماتی ہیں: میں جنت میں ہر گز قدم نہ رکھوں گی جب تک اس کی شفاعت نہ کرلوں گی۔ (اعمالِ رضا)

◆◆◆

ص ۲۹ رکا بقیہ..

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

اس کی تشریح فرمادیں؟

ارشاد... : یہ محاورے کو بہت ہی اچھے طور پر استعمال کیا ہے محاورے میں کہتے ہیں کہ فلاں کا سر پھر گیا یعنی یہ دیوانہ ہو گیا اب اس کو دوسرے معنی میں استعمال کیا اور کہا کہ تم مجھ کو کہتے ہو دیوانہ، میں دیوانہ نہیں ہوں میرا معاملہ حسن ادب میں ایسا ہے کہ حرم کے طواف میں جب میں نے طواف کیا اور میرے پاؤں تھک گئے تو میں نے سر کو پاؤں بنا لیا اور میں سر سے طواف کرنے لگا سر پھر گیا۔

عرض... ۲۳: ''عالم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے مقدس ہے'' کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد... : مجھے اس وقت مستحضر نہیں البتہ یہ روایت ''الاشباہ والنظائر'' میں درج ہے۔

.........جاری

از: مفتی محمد صابر القادری فیضی*

فضائل شب برأت اور معمولات اہل سنت

اسلامیات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سی چیزوں کو مبارک فرمایا ہے، قرآن مجید کی فضیلت وعظمت مسلم اس کو بھی مبارک کہا گیا، فرمایا: ھٰذا ذکر مبارك انزلناہ۔ یعنی قرآن مبارک ذکر ہے جس کو ہم نے نازل کیا، اسی قرآن عظیم میں اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے:

''حٰمٓ والکتٰب المبین انا انزلناہ فی لیلۃ المبارکۃ۔ یعنی قسم اس روشن کتاب کی! بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔'' (کنز الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حٰمٓ یعنی روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرما چکا ہے، والکتاب المبین قسم ہے کتاب مبین کی! یعنی قرآن مجید کی، انا انزلناہ فی لیلۃ المبارکۃ۔ ہم نے قرآن یعنی کتاب مبین برکت والی رات میں اتارا، یعنی نصف شعبان کی رات میں، حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''مبارکۃ'' سے شب قدر مراد ہے۔

آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پاک کی تلاوت اوراق دیکھ کر کی، اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ سے عذاب ہلکا کر دیتا ہے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا: وجعلنا من الماء کل شئی حتی افلا یؤمنون۔ یعنی ہم نے سب چیزوں کو پانی سے زندہ کیا ہے پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ (غنیۃ الطالبین)

کعبہ شریف برکت والا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً۔ یعنی بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے قائم کیا گیا وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے برکتوں والا۔''

یہ کعبہ ہی کی برکت ہے کہ جو کوئی اس میں داخل ہوا اس پر گناہوں کا کتنا ہی بڑا بوجھ کیوں نہ ہو، جب وہ اس گھر سے باہر آتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے کئے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: جو مومن گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے کعبہ میں داخل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو عذاب سے محفوظ و مامون کر دیتا ہے، اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

بعض علما نے مذکورہ آیت میں مامون ہونے سے مراد لی ہے کہ حرم کے اندر اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جا سکتی ہے تاوقتیکہ وہ باہر نکل کر نہ آجائے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حرمت کعبہ کا لحاظ وہیں کرتے ہوئے حرم کے جانوروں کا شکار کرنا اور وہاں کے درخت کاٹنا حرام قرار دیا گیا ہے، یہ خانۂ کعبہ کی حرمت کی وجہ سے ہے اور مسجد حرام کی حرمت خانۂ کعبہ کی حرمت کے باعث ہے اور حرم کی حرمت، مکہ مکرمہ کی حرمت مسجد حرام کے باعث اور حرم کی حرمت مکہ مکرمہ کی بنا پر ہے، جیسا کہ منقول ہے کہ کعبہ مسجد حرام والوں کا قبلہ ہے۔

اس کا نام مکہ مکرمہ اس لئے رکھا گیا ہے وہاں مختلف الرائے فرقوں کا ہجوم اور اژدہام ہوتا ہے اور آدمی اس ہجوم میں ایک دوسرے پر روندے جاتے ہیں، بکہ اور مکہ ایک ہی لفظ ہے، اسی طرح شب برأت بھی فضیلت و برکت والی چیزوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی مبارک فرمایا، کیوں کہ اہل زمین کے لئے اس رات میں رحمت و برکت، گناہوں سے بخشش اور نزول مغفرت ہے۔

شعبان کی فضیلت و برکت کے تعلق سے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا فرمان عالی شان ہے، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذکانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلتها وصوموا یومها فان الله تعالیٰ ینزل فیهالغروب الشمس الی السماء الدنیا ولقول الله الارض مستغفر فاغفرله الامن مسترزق فارزقه الامن مبتل فاعافیةالامن کذاالامن کذاحتی یطلع الفجر۔ ترجمہ: جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو، یعنی نماز پڑھو اور دن کو روزہ رکھو، کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت ہی سے آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں، کیا کوئی زرق مانگنے والا ہے کہ اسے عطا کردوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ اسے چھوڑ دوں، کیا کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے کہ میں اس کی حاجت پوری کردوں، حتیٰ کہ صبح ہوجاتی ہے۔" (ابن ماجہ)

معلوم ہوا کہ پندرہویں شعبان کی رات بڑی ہی فضیلت، برکت ورحمت والی ہے، اس رات گنہگاروں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ آسمان دنیا سے فرماتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ! جو ایسی مبارک راتوں کو یاد الٰہی میں گزارتے ہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اولٰئك علیهم صلوات من ربهم ورحمه۔ یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں:

"فقدت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لیلة فاذا هو بالقیع فقال ا کنت خافین ان یخیف الله علیك ورسوله فقلت یا رسول الله انی ظننت أنك أتیت بعض نسائك فقال ان الله تعالیٰ ینزلو لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لا کثرمن عددشعرغنم بنی کلب۔ ترجمہ میں نے ایک رات حضور علیہ السلام کو نہ دیکھا پھر وہ قبرستان مدینہ میں ملے، آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں اس بات کا ڈر لگا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں، تب آپ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، پس بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گنہگاروں کو بخشتا ہے۔"

اس حدیث پاک سے پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں رات آنے سے پہلے جملہ حقوق عبادات سے حتی الوسع فراغت حاصل کرلی جائے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر و برکت کے دروازے صبح تک کھلا رکھتا ہے: (۱) شب عید الاضحیٰ (۲) شب عید الفطر (۳) شب یوم عرفہ (۴) شب نصف شعبان! اس رات میں مخلوق کی عمر، ان کی روزی اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ وہ پانچ راتیں ہیں، پانچویں شب یوم جمعہ ہے۔ (ماثبت من السنہ)

حضرت حسن بصری کا ایک رقت انگیز واقعہ

روایت ہے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نصف شعبان کی شب کو اپنے مکان سے باہر نکل رہے تھے، اس وقت ان کے چہرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ جیسے ان کو قبر میں دفن کر دیا گیا تھا اور وہ اس سے باہر نکل کر آرہے ہیں، آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی، آپ نے فرمایا: قسم خدا کی! جس شخص کی کشتی وسط سمندر میں ٹوٹ گئی ہو، اس کو مصیبت میری مصیبت سے کٹھن

نہیں ہے، آپ سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے، آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے گناہوں کا تو یقین ہے لیکن میری نیکیاں معرض خطر میں ہیں، معلوم نہیں وہ قبول ہوتی ہیں یا میرے منہ پر مار دی جائیں گی۔

شب برأت کی نمازیں

شب برأت میں جو نماز اسلاف سے منقول اور وارد ہے، اس میں ۱۰۰/رکعتیں ہیں ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص کے ساتھ، یعنی ہر رکعت میں ۱۰/مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جائے، اس نماز کا نام ''صلوٰۃ الخیر'' ہے، اس کے پڑھنے سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں، اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اس کا ثواب کثیر ہے۔

حضرت حسن بصری نے علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مجھ سے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تیس صحابۂ کرام نے بیان کیا کہ اس رات کو جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف ۷۰/بار دیکھتا ہے اور ہر بار کے دیکھنے میں اس کی ۷۰/حاجتیں پوری کرتا ہے، جن میں سب سے ادنیٰ حاجت اس کے گناہوں کی مغفرت ہے۔

مستحب ہے کہ اس نماز یعنی ''صلوٰۃ الخیر'' ان ۱۴/راتوں میں بھی پڑھے جن میں عبادت کرنا اور شب بیداری کرنا مستحب ہے، ان راتوں کے مزید فضائل ومسائل راقم کی کتاب'' ماہ رجب کے فضائل'' میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

روایت عجیبہ

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے اور وہاں ایک خوبصورت گیند نما پتھر دیکھا، آپ تعجب سے اس کے گرد گھومنے لگے، اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ کیا تمہاری خواہش ہے کہ اس پتھر کا راز تم پر ظاہر کر دوں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی میری تمنا تو یہی ہے، اتنے میں پتھر شق ہو گیا تو آپ نے دیکھا کہ اس میں ایک آدمی عبادت میں مشغول ہے اور اس کے قریب ہی ایک انگور کی بیل ہے اور ایک نہر جاری ہے، اس شخص نے کہا کہ یہی انگور میں ہر روز کھاتا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: تم اس پتھر کے اندر کتنے دنوں سے عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا: چار سو برس سے! یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ الٰہی شاید اس جیسی عبادت تو تیرے کسی بندے نے نہ کی ہوگی، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے عیسیٰ! میرے حبیب ﷺ کا جو امتی شعبان کی پندرہویں رات میں دو رکعت نماز پڑھے گا، وہ اس کی چار سو برس کی عبادت سے بہتر وافضل ہوگا، یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ! تو مجھے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں داخل فرما لے۔ (روض الاذکار)

معمولات اولیائے کرام

(۱) اولیائے امت کے معمولات سے ہے کہ بعد نماز مغرب ۶/رکعتیں نفل پڑھیں، ہر دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک مرتبہ سورۂ یونس یا ۲۱/مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں، پہلی بار سورۂ یونس درازی عمر کے لئے پڑھیں، دوسری بار رزق کی ترقی کے لئے اور تیسری بار دفع بلا کے لئے، پھر دعائے نصف شعبان پڑھیں۔

(۲) بعد نماز عشا ۱۲/رکعت نماز نفل پڑھیں، ہر رکعت میں الحمد کے بعد ۱۰/مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں اور نماز کے بعد ۱۰/مرتبہ کلمۂ توحید، ۱۰/مرتبہ کلمۂ تمجید اور ۱۰۰/مرتبہ درود شریف پڑھیں۔

(۳) یہ دعا جتنی مرتبہ پڑھ سکیں پڑھیں، اللھم انی اسئلك العفو والعافیة والمعافاة الدائمة فی الدنیا والآخرة۔ اے میرے رب! میں تجھ سے درگزر اور عافیت اور ہمیشہ کی معافی کی دنیا وآخرت میں دعا کرتا ہوں۔

شب برأت کی غلط رسمیں

شب برأت اتنی اہم رات ہے کہ اس رات انسان کو چاہئے کہ عبادت الٰہی میں مصروف ہو کر اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائے، مگر آج کل مسلمانوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہو گیا ہے، چنانچہ جہنم کی آگ سے بچنے کے بجائے گھر گھر آتش بازی کی جاتی ہے، خدا جانے کہاں سے مسلمانوں میں شب برأت کے پاکیزہ موقع پر یہ رسم بد رواج پا گئی ہے، جو سراسر اسلام کے خلاف ہے۔

آتش بازی سے خدائے قہار وجبار کی بقیہ ص ۹/پر

پینتالیسویں قسط

از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

ملفوظات تاج الشریعہ

ملفوظات

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ارشادات وفرمودات کو''ملفوظات'' کے نام سے جانا جاتا ہے، ہر دور میں صالحین اور اولیائے کاملین کے ارشادات وفرمودات قلم بند کرنے یا انھیں محفوظ کرنے کی روایت رہی ہے تا کہ آنے والی نسلیں ان سے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کرسکیں، صوفیائے کرام کے ارشادات وفرمودات اگرچہ سادہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے مؤثر اور معنی خیز ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے، ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھتا ہے، کسی شاعر نے ان کی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور تاج الشریعہ نے سوال وجواب کا یہ سلسلہ جنوری ۲۰۰۵ء میں شروع کیا جو مسلسل ۲۰۱۶ء تک جاری رہا، یعنی پورے ۱۲؍سالوں تک یہ زرّیں سلسلہ جاری وساری رہا، اس دوران آپ نے کم وبیش ۷۰۰۰؍ہزار سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائے جو یقیناً ہماری آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں''ملفوظات تاج الشریعہ'' صرف مئی ۲۰۱۰ء سے اکتوبر ۲۰۱۰ء تک کے سوالات وجوابات پر مشتمل ہے، یعنی حضور تاج الشریعہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے جواہر پارے ریکارڈنگ کی شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہیں، ان شاء اللہ الرحمٰن وہ بھی کتابی صورت میں قارئین کرام کے مطالعہ کی میز پر ہوں گے، راقم الحروف ارباب علم ودانش سے التماس کرتا ہے کہ''ملفوظات تاج الشریعہ'' میں اگر کوئی شرعی خامی یا غلطی نظر آئے تو اسے ناقل ومرتب کی غلطی تصور کرتے ہوئے ادارے کو مطلع فرمائیں تا کہ اس کی اصلاح کی جاسکے، راقم اس کی پینتالیسویں قسط قارئین سنی دنیا کی نذر کر رہا ہے۔

احقر محمد عبد الرحیم نشترؔ فاروقی

گزشتہ سے پیوستہ

۳۱؍اکتوبر ۲۰۱۰ء، بریلی شریف، ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض... ۱: احکام شریعت میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسئلے کے ضمن میں فرمایا: بحمد للہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ محمد موجود ہیں اور پانچ سے زیادہ اپنی راہ گئے۔ حضرت ان کے بارے میں کچھ تفصیل بیان فرمائیں۔

ارشاد...: سرِ دست مجھے اس سلسلے میں کچھ تفصیل مستحضر نہیں ہے غالباً دو تو حضور اعلیٰ حضرت کے صاحبزدگان ان دونوں کا نام اعلیٰ حضرت نے محمد رکھا حضرت حجۃ الاسلام محمد حامد رضا اور حضور مفتیٔ اعظم ہند محمد مصطفی رضا اور تیسیر کے حاشیے میں میں نے دیکھا تھا کہ ایک صاحبزادے کا اور ذکر کیا جو غالباً ان کا نام محمود رضا ان کا بھی نام اعلیٰ حضرت نے محمد رکھا ہوگا ان کا انتقال اعلیٰ حضرت کی زندگی میں ہو گیا تھا اور بہت خوبصورت تھے ان کی خوبصورتی کا بھی ذکر کیا اور یہ لکھا کہ: و کان من الحسن بما کان۔ بہت زیادہ خوبصورت تھے اور اس کے علاوہ جو اعلیٰ حضرت کے بھائی ان کا بھی نام مجھے یاد آتا ہے کہ ان کے نام میں بھی شروع میں محمد اور پانچ وہ کون حضرات ان کی تفصیل مجھے اس وقت یاد نہیں۔ (رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہم اجمعین)

عرض... ۲: آج مارہرہ شریف کے عرس کا اختتام ہوا، صاحب

عرس حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

ارشاد...: ان کے بارے میں مجھے لب کشائی کی کیا مجال اور سب سے بڑی برکت اس صاحب برکات کی یہ ہے کہ ان کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ ان کے سلسلے میں مرید ہیں حضور سیدنا آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے مورث اعلیٰ ہیں اور ہم سب برکاتی غلام ان کی برکتوں سے مالا مال ہیں۔

عرض...۳: لوگوں میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جس کی ۱۲ر ذی الحجہ کی مغرب منیٰ میں ہوجائے اب اس پر ۱۳ر کی رمی واجب ہوگئی؟ رہنمائی فرمائیں۔

ارشاد...: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ لکھا ہے کہ ۱۲ر کو رخصت ہونے کا اختیار ہے لیکن اگر ۱۲ر کی شام ہونے سے پہلے غروب سے پہلے وہ نہ گیا اور غروب ۱۲ر کا منیٰ میں ہوگیا تو فرمایا ہے کہ اب ۱۳ر کی رمی کر کے جائے اس سے ظاہر وجوب ہی ہے۔

عرض...۴: صفا و مروہ میں جہاں سعی کی جاتی ہے اسے وسیع کیا گیا ہے تو کیا اس توسیع شدہ حصے میں سعی ہوجائے گی؟

ارشاد...: حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی امجدی نے اس سلسلے میں یہ بتایا کہ ۱۹۶۷ء میں انہوں نے اس جگہ کا معائنہ کیا تھا اور اس کے حساب سے یہ اضافہ اسی مسعیٰ کی حد میں ہے لہٰذا اس طور پر وہاں جو مسعیٰ ہے وہ حد مسعیٰ کے اعتبار سے آگے نہیں ہے وہاں سعی ہوجائے گی لیکن بہت لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ اس حد سے باہر ہے اس سلسلے میں مجھے لوگوں کے مقالات اور رسالے دیکھنے کی فرصت نہیں نہ میں آج کل کچھ دیکھتا ہوں ضرورتاً اگر مجھے ضرورت ہوتی ہے تو پڑھوا کر سن لیتا ہوں اس لئے جو احتیاط کریں ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ پرانے مسعیٰ ہی میں رہیں اور جو لوگ محدث کبیر نے جو فرمایا اس پر عمل کریں تو ان کے مطابق ان کی سعی ہوجائے گی اور کچھ لوگوں کو چاہیے کہ اس سلسلے میں خود بھی جو وہاں کے حاضر باش لوگ ہیں ان سے معلومات کریں اور جو معلومات مہیا ہوں صحیح اس پر عمل کریں۔

عرض...۵: بہت سارے علما کو سیدنا کہا جاتا ہے جب کہ وہ سید نہیں تو کیا غیر سید کو سید کہنے کی اجازت ہے؟

ارشاد...: بخاری شریف میں تعلیقاً حدیث شریف ہے:

"ابو بکر سیدنا و اعتق سیدنا۔" (صحیح البخاری، ۵/۲۷)

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ ہمارے سید ہیں اور انہوں نے ہمارے سید بلال حبشی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کو آزاد کیا جس کا قصہ مثنوی میں ہے کہ ؎

گفت ما دو بندگان کوی تو
کر دمش آزاد من بر روی تو

حضور اقدس صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوبکر، بلال حبشی رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہما کو لے کر حاضر ہوئے اور یوں عرض کی کہ ہم دونوں آپ کی گلی کے غلام ہیں اور میں نے آپ کے روئے زیبا پر نچھاور کیا اور میں نے اس غلام کو آپ کے لئے آزاد کر دیا تو اس سے بڑھ کر اور کیا سند ہوگی کہ حضرت عمر رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ خود سید نہیں ان کو بھی سید کہا جاتا ہے اور انہوں نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کو کہ ہمارے سید ہیں جب کہ اصطلاحی اعتبار سے سید اب عرف عام میں اولاد سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہا کی اولاد ذکور حسن و حسین رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہما کی اولاد سید کہلاتی ہے تو وہ ایک عرف ہے اور دوسرا عرف یہ ہے کہ علما کو اور بزرگانِ دین کو اس لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

عرض...۶: میرا ایک میڈیکل اسٹور ہے میرے پاس مقامی اور غیر ملکی کمپنیوں کے ڈسٹری بیوٹر آتے ہیں انٹرنیشنل اصل کمپنی کے ڈسٹری بیوٹر مجھے ایک گولی کا پتہ بیچنے پر تقریباً تیس روپے دیتے ہیں اور مقامی کمپنی کے ڈسٹری بیوٹر مجھے وہی گولی بیچنے کے ستائیس روپے دیتے ہیں میرے لئے کیا حکم ہے؟

ارشاد...: اس میں کیا حکم پوچھنا ہے یہ جائز ہے۔

عرض...۷ :

اے خدا نظروں کو آج کچھ ایسی خدائی دے
جدھر دیکھوں ادھر مدینہ دکھائی دے
کاش ایسی مہربانی ہو آج ہوا میں
حضور پر درود بھیجوں اور جواب سنائی دے

یہ شعر پڑھنا ٹھیک ہے؟

ارشاد...: شعر ٹھیک ہے، اس میں بظاہر کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا لیکن ''نظروں کو خدائی دے'' یہ مصرعہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا شاعر بظاہر نظروں میں قوت ابصار اور دیکھنے کی صلاحیت زیادہ مانگ رہا ہے اس کو خدائی سے تعبیر کرنا یہ کچھ زبان میں غرابت ہے۔

عرض...۸: اشراق کی نماز کا وقت طلوع آفتاب سے بیس منٹ کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن کب تک رہتا ہے؟

ارشاد...: ضحویٰ کبریٰ سے پہلے تک۔

عرض...۹: کیا فجر کی نماز پڑھ کر تھوڑا مارننگ واک (صبح کی چہل قدمی) کر کے پھر اشراق پڑھ سکتے ہیں؟ لوگ کہتے ہیں کہ فجر کے بعد اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے جب تک طلوع آفتاب کے بعد اشراق نہ پڑھ لیں، رہنمائی فرمائیں۔

ارشاد...: یہ جو جبروتی حکم کہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے یہ ایسا نہیں ہے معمولات میں یہ مشائخ نے ضرور بتایا ہے کہ اس جگہ میں بیٹھا ہوا درود، استغفار، ذکر وغیرہ میں اور تلاوت میں مصروف رہے اور جب آفتاب طلوع ہونے لگے اس وقت تلاوت موقوف کر دے اور ذکر وغیرہ میں مصروف رہے یہاں تک کہ وقت مکروہ ختم ہو جائے تو نماز پڑھے یہ بہتر ہے اچھا ہے معمولات مشائخ میں ہے لیکن ہل بھی نہیں سکتے اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہلنا ناجائز ہے یہ غلط ہے۔

عرض...۱۰: یہاں بمبئی میں اجتماعی قربانی کے لئے کچھ کمیٹیاں اس کام کو انجام دیتی ہیں وہ لوگ جانور کی قربانی بمبئی سے دور پونا وغیرہ میں پہلی عید گزار کر رات ۱۲/ بجے بعد کرتے ہیں اور باسی عید کو بمبئی میں قربانی کا حصہ لا کر حصہ دار کو تقسیم کرتے ہیں کیا رات میں قربانی ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جو کمیٹی ایسا کرتی ہے ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور جو حصہ دار اس کام سے ناواقف ہے ان کی قربانی ہو جاتی ہے یا نہیں؟

ارشاد...: رات میں بھی قربانی ہو جاتی ہے اور اس میں ان لوگوں پر کوئی حکم نہیں ہے جب ان کو سہولت ہوتی ہے قربانی کرتے ہیں اگر ذبح کرنا صحیح طور پر جانتے ہیں اور رات میں بھی ذبح کی اجازت ہے جب کہ ذبح شرعی ہو جائے تو قربانی بھی ہو جائے گی اور جانور کا ذبح صحیح ہوگا۔

عرض...۱۱: مولانا روم اور حضرت شمس تبریز (علیہما الرحمہ) کون ہیں اور مثنوی شریف کیا معتمد کتاب ہے؟

ارشاد...: مثنوی شریف وعظ و نصیحت کی بڑی معتمد کتاب ہے اور ہر زمانے کے علما نہ صرف اس زمانے کے علما بلکہ روح البیان جو ایک صوفیانہ مسائل پر مشتمل دقائق و معارف پر مشتمل نفیس تفسیر ہے اس کے مصنف حضرت مولانا محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر بیشتر موقع کی مناسبت سے مثنوی کے اشعار اس تفسیر میں درج کرتے ہیں اور ماضی قریب کے علما کا یہ دستور رہا حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ بھی جگہ جگہ مثنوی شریف سے استیراد کرتے ہیں اس سے پتہ لگا کہ وہ بہت بڑی مستند کتاب ہے اور حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غالباً حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کے پیر ہیں اس لئے کہ مثنوی میں ایک شعر یہ ہے کہ :

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولائے روم مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے لئے کہتے ہیں کہ میں مولوی نہیں ہوا جب تک کہ میں شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا غلام نہ بنا۔

عرض...۱۲: کیا کافر بینک سے قرض لے سکتے ہیں؟

ارشاد...: قرض بلاوجہ لینا تو جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس میں قرض کی رقم سے زیادہ دینا پڑتا ہے اور یہ ناجائز ہے اگرچہ یہ سود کے زمرے میں نہیں ہے کہ سود مسلمان، مسلمان کے درمیان میں

ملفوظات

یا مسلمان اور ذمی کافر کے درمیان میں ہوتا ہے اب ذمی کافر تو کہیں موجود نہیں ہے تو اب جو موجودہ کفار ہیں وہ غیر ذمی ہیں ان سے یہ معاملت کسی طرح سود نہیں ہے، لہٰذا ان سے ان کی رضا سے بغیر بدعہدی کے جو کچھ ملے وہ مسلمان کے لئے خالص مباح ہے اور ان کو زیادہ دینا بلا ضرورت اور بلا حاجت یہ جائز نہیں ہے ہاں اگر سچی سچی ضرورت ہو یا حاجت شرعیہ ہو کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو یا کام نکل سکتا ہو لیکن بہت مشکل سے نکلے گا اس صورت میں قرض لینے کی اجازت ہے جب کہ یہ اعتماد ہو کہ بینک کرپٹسی (دیوالیہ) کی نوبت نہیں آئے گی دیوالیہ نہیں ہوگی اور جو اس نے قرض لیا ہے اس کی قسطیں وقت مقررہ پر بھر دے گا اور پوری قسطیں ادا دے گا یہ اعتماد ہو تو اس صورت میں قرض لے سکتا ہے کہ اس میں بہر حال مسلم کا نفع زیادہ ہے تھوڑا ان کو زیادہ دینا پڑتا ہے۔

عرض... ۱۳: کیا کافر بینک کے قرض ڈیپارٹمنٹ میں نوکری کر سکتے ہیں جس میں سود پر قرض بیچ کر کمیشن ملتا ہے؟

ارشاد...: کر سکتے ہیں۔

عرض... ۱۴: ایک شخص نے کسی قاصد کو اپنی بیوی کے لئے تین طلاقوں کا پیغام دے کر بھیجا اور وہ راستے میں ہی مر گیا تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟

ارشاد...: پیغام کی تفصیل بتائی جائے کہ وہ پیغام زبانی تھا یا تحریری تھا اور اس میں کتنی طلاقیں درج تھیں اور وہ طلاقیں معلق تھیں کسی شرط پر کنڈیشن پر یا کوئی شرط نہیں تھیں جیسی اور جتنی طلاقیں اس پیغام میں تھیں ویسی اور اتنی طلاقیں اسی شرط پر واقع ہوں گی۔

عرض...: زبانی تین طلاقیں کہہ کر بھیجا۔

ارشاد...: زبانی تین طلاقیں کہہ کر بھیجا تو کیسے کہا تھا؟ اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں جاؤ اس کو خبر دے دیں اتنا کہنے سے اس پر تین طلاقیں پڑ گئیں، اگرچہ وہ راستے میں ہی ختم ہو گیا اور اس تک بات نہ پہنچی اب جب اس کو پتہ لگا کہ وہ قاصد کو یہ کہہ چکا تھا مطلقاً تو اس صورت میں بیوی جب یہ باور کرتی ہے وہ مطلقہ ہو جائے گی اور جب سے اسے خبر پہنچی اس پر عدت لازم ہوگی۔

عرض... ۱۵: جب لوگ مدینہ شریف کے سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو لوگ انہیں سرکار کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہِ بے کس پناہ میں سلام کی عرض کرتے ہیں معترض کا کہنا ہے کہ یہ بدعت ہے اور قرآن وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں نہ ہی صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے ثابت ہے، رہنمائی فرمائیں؟

ارشاد...: معترض کا اعتراض بے جا ہے اور یہ مسلمانوں کا قدیمی معمول ہے اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ تو بہت بڑا ہے آپس میں بھی یہ دستور چلا آیا اور آج تک قائم ہے کہ اپنے دوستوں کے لئے اپنے بزرگوں کے لئے اور اپنے دوست احباب کے لئے لوگ جب کوئی وہاں سے جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ تم فلاں جگہ جا رہے ہو میرا فلاں سے سلام کہہ دینا اور اس کا دعویٰ کہ یہ کہیں سے ثابت نہیں یہ اس کا دعویٰ بے جا ہے اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے تو اس کا بدعت اور ناجائز ہونا یہ اس کے ذمے ہے کہ وہ دکھائے کہ یہ ناجائز وحرام ہے اپنی زبان سے جس کو چاہو ناجائز کہہ دو یہ خود بدعت ہے جس کو قرآن نے منع فرمایا:

''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّ ھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ۔'' (سورۃ النحل:۱۱۶)

تمہاری زبانیں جس کو کہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس کو تم اپنی زبانوں سے حرام وحلال مت کہو تا کہ اللہ پر بہتان اللہ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیابی کو مراد کو نہیں پہنچتے۔

تو یہ اس کا کہنا اس کا دعویٰ یہ خود محلِ منع میں ہے اور قرآن نے اس سے منع فرمایا تو بدعت کا مرتکب تو وہ ہے اور ظالم اہل سنت وجماعت کو معمولی باتوں پر جن باتوں پر ان کا توارث بزرگوں سے چلا آرہا ہے بدعت کہتا ہے یہ اس کا بہتان ہے۔

عرض... ۱۶: میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک قبرستان کے پاس سے گزر رہا ہوں اور ایک سانپ نظر آتا ہے وہ میری

ملفوظات

طرف آتا ہے میں ڈر جاتا ہوں مگر وہ مجھے کاٹتا نہیں، تعبیر ارشاد فرمادیں۔

ارشاد...: ان شاء اللہ عزوجل اس کے ضرر سے حفاظت ہے۔

عرض...۱۷: بچت کی نیت سے لائف انشورنس کرانا کیسا ہے جس سے 80C کے تحت انکم ٹیکس میں ریبیٹ بھی ملے اور پالیسی پوری ہونے پر جمع رقم کچھ ٹیکس کٹ کر پھر سے مل جائے؟

ارشاد...: یہ اُن بلاد میں جیسے کہ ہندوستان وغیرہ وہاں پر یہ معاملہ جائز ہے۔

عرض...۱۸: الیکشن میں لوگ ہر امیدوار سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آپ کو ووٹ دیں گے لیکن ووٹ کسی ایک ہی کو دیتے ہیں کیا اس طرح وعدہ کرنا درست ہے؟

ارشاد...: یہ تو ٹھیک نہیں ہے ہر ایک سے وعدہ کرلینا ایک طرح کا دھوکہ معلوم ہوتا ہے۔

عرض...۱۹: ایسا کہنا کہ میرے رب عزوجل کی قسم وہ فلاں بد مذہب فرقے یا فلاں بدمذہب شخص سے ناراض ہے، ٹھیک ہے؟

ارشاد...: اس میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔

عرض...۲۰: یہ شعر:

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

اس پر دیوبندیوں کا ایک اعتراض سننے میں آیا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو جنم لینے والا بتایا ہے، حضرت سے گزارش ہے کہ اس شعر کی تشریح فرمادیں جس میں بدمذہبوں کے اس بے ہودہ اعتراض کا رد بھی ہوجائے؟

ارشاد...: شعر تو بہت واضح ہے اور بہت خوب ہے یہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر تو حقیقتاً کوئی حجاب نہیں ہے حجاب ہمارے اعتبار سے ہے اور مخلوق کے اعتبار سے ہے سید المخلوقین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو مشرف فرمایا اور وہ سفر معراج پر تشریف لے گئے تو جب وہ منزل آئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار بچشم سر محمد رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اس سے پہلے جو حجاب تھا کہتے ہیں کہ اس حجاب کے اٹھنے میں لاکھوں پردے تھے اور وہ پردے بھی ایسے تھے کہ ہر ایک پردے میں لاکھوں اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلوے تھے تو اب پردے کے اعتبار سے یہ فرقت ہے اور جلوؤں کے اعتبار سے یہ وصل ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ سے گویا کہ وہ ان جلوؤں میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے مل رہے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا وصل ان کو نصیب ہو رہا تھا اب یہ کہہ رہے ہیں کہ عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے وصل و فرقت باہم آپس میں دونوں نقیضین ہیں اور یہ جب سے پیدا ہوئے ان کے اندر اجتماع ہو ہی نہیں سکتا، وہ اس شعر کو سمجھا ہی نہیں اور اس نے یہ اعتراض کردیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو جنم لینے والا بتایا اس شعر کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں ہیں وہ معنیٰ اس نے خود پہنائے۔

عرض...۲۱: قانونِ شریعت حصہ اوّل میں نجاستِ غلیظہ کے بارے میں لکھا ہے کہ کپڑے پر ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہو تو اس کا دھونا فرض ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ ایک درہم کے برابر ہو تو اس کا دھونا واجب ہے ورنہ نماز واجب الاعادہ ہوگی اور ایک درہم سے کم ہو تو دھونا سنت ہے اگر نہیں دھویا تو نماز ہو جائے گی مگر دھولینا چاہیے۔

سوال یہ ہے کہ کسی کو پیشاب کے قطرے کی شکایت ہے اس وجہ سے قطرے اس کے کپڑے پر گر گئے مگر ایک درہم سے کم ہے تو وہ استنجاء کرے مگر کپڑے کو نہ دھوئے کیا وہ اس کپڑے پر نماز ادا کرسکتا ہے؟

ارشاد...: مسئلہ بتانے کے بعد مسئلہ تو خود قانون شریعت سے نقل کیا تو یہی ہے کہ نماز اگر ادا کرے گا نماز ادا ہوجائے گی لیکن یہ بہت برا ہے بہت خلاف ادب ہے لہٰذا اس کو دھونا چاہیے اور کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ وہ نجاست پھیل کر ایک درہم سے زیادہ ہوجائے اگر ایسی صورت ہے یا اس کا ظن غالب ہے اس صورت میں نماز نہیں ہوگی لہٰذا اس طور پر اس کا دھونا اور زیادہ مؤکد ہے۔

عرض...۲۲:

بقیہ ص ۲۱ پر

از: مولانا محمد اظہر القادری مرکزی*

عقیدۂ ختم نبوت

اعتقادیات

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول ماننا ضروریات دین میں سے ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی قرب قیامت دنیا میں جب تشریف لائیں گے تو پہلے نبوت و رسالت کے وصف سے موصوف و متصف ہونے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر تشریف لائیں گے اور دین محمدی کی تبلیغ و اشاعت کریں گے۔ (خصائص کبریٰ، 2/ 329)

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ماننا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرح کا کوئی نیا ورسول نہ آیا ہے اور نہ ہی آسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا - محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

خزائن العرفان میں علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتی کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حد تواتر تک پہنچتی ہیں، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے، حضور کا فرمان عالیشان ہے:

"فانی آخر النبیاء و ان مسجدی آخر المساجد۔ میں سب نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔" [جسے کسی نبی نے خود تعمیر کیا ہے] (مسلم ص، 553)

رد قادیانیت اس دنیا میں جتنے بھی فرقے وجود پذیر ہوئے ان فرقوں میں سے سب سے بدترین فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار احمدیہ، غلامیہ اور قادیانی اپنے کفریہ عقائد میں سب سے بڑھ گئے، ان کی کتابیں کفریہ عقائد سے بھری پڑی ہیں، ان میں سے چند باتیں رقم طراز ہیں، ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے:

"ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے۔" (ازالہ اوہام، ریاض الہند، امرتسر بھارت، ص ۲۳۴)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے اس عبارت کے تحت فرمایا:

"یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی تکذیب ہے عام اقوام کفار لعنہم اللہ کا کفر حضرت عزت عزّ جلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا: كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ﹰالْمُرْسَلِيْنَ كَذَّبَتْ عَادُ اۨلْمُرْسَلِيْنَ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلِيْنَ كذبت اصحب الايكة المرسلين۔" (فتاویٰ رضویہ، ج، 15، ص، 588)

اور آگے فرماتے ہیں:

"ائمہ کرام فرماتے ہیں، جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیا کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے، واقع میں جھوٹا ہو جانا، شفا

شریف میں ہے: من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ و نبوۃ بنبینا صلی االلہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذٰلک المصلحۃ بزعمہ اولم یدعھا فھو کافر باجماع۔(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، شرکۃ صحافیہ فی بلاد العثمانیہ ۲/ ۲۶۹) یعنی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نبوّت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعمِ خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔"

اسی طرح قادیانیوں کی ساری کتابیں کفریہ عبارات سے بھری پڑی ہیں، ان کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اس کے متبعین نے اس کو نبی مانا، یہ امر بہت سے کفریات پر مشتمل ہے، اس میں ایک تو حضور خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا جائز سمجھا جائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوں گے؟ اور پھر ختم نبوت کا انکار قرآن کریم کی آیت مقدسہ کا انکار اور اس کو جھٹلانا ہے، نیز کثیر احادیث صحیحہ کا انکار ہے جو خود کفر ہے اور غیر نبی کو نبی ماننا یہ فی نفسہ کفر ہے۔

لہٰذا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور پوری دنیا کے اجلہ علمائے کرام و مفتیان عظام نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا اور بلاشبہ یہ سب کے سب کافر ہیں، جو ان کے کفر میں ذرہ بھر بھی شک کرے وہ کافر ہے، عصر حاضر میں ہندوستان میں بھی قادیانیت اپنے پیر پھیلا رہی ہے۔

علمائے اہل سنت کو اس پر خصوصی توجہ دینا چاہئے اور قادیانیت کے بارے میں عوام اہل سنت کو آگاہ کرنا چاہئے اور سب کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت باور کرانا چاہئے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

◆◆◆

ص ۳۴ر کا بقیہ.........

مذمت کے لیے سارے لوگ ادب کی کتابیں کھولے گھوم رہے تھے مگر شان صحابیت میں بدتمیزی کرنے والے مجاور پر کسی سیکولر مزاج کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا، کبھی ٹھنڈے دل سے سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچنا کہ وہ کون سا سبب تھا جس نے نعرہ زنوں کی مخالفت پر ابھارا اور وہ کون سی وجہ ہے کہ توہین صحابہ پر بھی سیکولروں کی زبانیں گونگی بنی ہوئی ہیں؟

اچھی طرح یاد رکھیں

صحابہ کرام کی عزت و حرمت نسبت رسالت کی بنیاد پر ہے اگر کوئی بدنصیب انسان فرمان رسالت کی مخالفت کرتے ہوئے صحابہ کرام کی شان میں بدزبانی کرتا ہے تو وہ صرف صحابی ہی کی نہیں بل کہ نسبت رسالت کی بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے، سرور چشتی کو چاہیے کہ وہ آستانۂ غریب نواز پر ناک رگڑ کر سلطان الہند سے معافی طلب کرے جس نے ان کے جد اعلیٰ حسنین کریمین کے منتخب کردہ امیر المومنین کی شان میں بے ادبی کر کے نہ صرف غریب نواز، حسنین کریمین اور ان کے جد اعلیٰ حضور سید عالم ﷺ کو بھی ناراض کیا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ محبوبوں کے گستاخ کبھی فلاح نہیں پاتے بل کہ نشان عبرت بنا دیئے جاتے ہیں۔

◆◆◆

ص ۵۴ر کا بقیہ.........

نگاہِ مفتی اعظم کا ان پہ فیض جاری ہو
ہو ان سے دور ہر رنج و مصیبت آفت و کلفت
طفیل فاطمہ زہرا پئے سرکار دو عالم
کرے ان کو عطا اللہ عمرِ خضر کی دولت
بنے وہ عالم و مفتی محقق حافظ قرآں
ہمالہ پر بھی لہرائے یوں ان کا پرچم رفعت
جسیمؔ قادری عاشق میاں کے واسطے ہیں وہ
سکون دل قرار روحِ جاں اور زیست کی راحت

◆◆◆

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی *

احوال قوم وملت

سانحۂ اجمیر! الزامات اور گستاخیاں

آستانۂ غریب نواز پر ہوئے افسوس ناک سانحہ کے بعد انجمن خدام کے سیکرٹری سرور چشتی نے ایک ویڈیو جاری کیا تھا، جس میں اس شخص نے فساد کی ساری ذمہ داری اہل سنت پر ڈالتے ہوئے جو باتیں کہیں ان پر ہر اس انسان کو غور کرنے کی ضرورت ہے جو عقیدہ اہل سنت اور احترام صحابہ واہل بیت کے نظریئے پر یقین رکھتا ہے، ویڈیو کے اہم نکات یہ ہیں:

1- ان لوگوں نے صدقہ معاویہ مانگا، وہ بھی علی کے لاڈلے حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی درگاہ پہ۔

2- معاویہ کون؟ ابوسفیان، ہندہ کا بیٹا! جو یزید کا باپ ہے۔

3- بنو امیہ کے نعرے بنو ہاشم کے گھر پہ لگائے گئے، کیا یہ بغض غریب نواز ہے، بغض اہل بیت ہے؟

4- سلطان کی درگاہ پہ ان غلاموں کے نعرے لگانے کی کیا ضرورت ہے؟

5- ہمیں بدنام کر رکھا ہے کہ ہم رافضی ہیں۔

6- کیا ہم بریلی میں جاکے قوالی کر سکتے ہیں؟

7- ہر انسٹیٹیوشن کا قاعدہ قانون ہوتا ہے، ہمارا یہاں کا بھی قاعدہ قانون ہے، کیوں آکے توڑ رہے ہیں؟

8- یہ اہل سنت وجماعت نہیں ہیں کوئی نیا فرقہ ہے۔

یہ وہ اعتراضات ہیں جو سرور چشتی کے جاری کردہ ویڈیو سے لیے گئے ہیں، الفاظ من وعن ہیں، آٹھ نکاتی اعتراضات میں سے تین کا تعلق براہ راست صحابی رسول، کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پاک سے ہے، بقیہ جماعت اہل سنت پر لگائے ہیں۔

ہم اہم اعتراضات کا تجزیہ کرتے ہیں اسی سے سرور چشتی کے سارے اعتراضات کی حقیقت اور وقعت کھل جائے گی، ضرورت محسوس ہوئی تو بقیہ پر بھی تجزیاتی کلام کیا جائے گا۔

اعتراض نعرے پر یا نظریئے پر؟

آستانۂ غریب نواز پر ہوئی نعرے بازی کی دو حیثیتیں ہیں: (۱) نعرہ زنوں کا انداز (۲) نعرے بازی کے الفاظ! نعرے بازی اور نعرہ زنوں کے انداز کی اہل سنت کے کسی ایک ذمہ دار فرد نے بھی تائید نہیں کی۔

انداز یقیناً ناپسندیدہ اور قابل تردید ہے، کسی جاہل/ رافضی/ سنفضی کی بدزبانی/ ایذارسانی کے جواب میں بھی ایسا رویہ اہل سنت کو زیب نہیں دیتا کہ ہمیں اسلاف نے بزرگوں کی بارگاہوں میں مؤدب رہنے کا حکم دیا ہے۔ مجاورین آستانہ کو بھی انداز نعرہ پر ہی اعتراض ہوتا تو یقیناً دنیائے سنیت ان کی تائید کرتی لیکن سرور چشتی نے اس سانحہ کے فوراً بعد جو ویڈیو جاری کیا اس سے یہ بات پورے طور پر صاف ہوگئی کہ سرور چشتی اور اس کے ہم نواؤں کو انداز ہی پر نہیں نعروں کے الفاظ پر بھی اعتراض ہے، یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اصل اعتراض ہی نعروں کے روپ میں ظاہر کئے گئے نظریات سے ہے جیسا کہ سرور چشتی نے ویڈیو میں سب سے پہلے یہ اعتراض کیا کہ:

"انہوں نے صدقہ معاویہ مانگا۔"

حالانکہ نعرہ زنوں نے "صدقہ معاویہ" سے پہلے "صدقہ حیدری" بھی مانگا تھا لیکن سرور چشتی کو امیر معاویہ کا صدقہ مانگنا انتہائی ناگوار گزرا، اور یہ ناگواری اس تبصرے کے روپ میں ظاہر ہوئی:

"ان لوگوں نے صدقہ معاویہ مانگا، وہ بھی علی کے لاڈلے حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی درگاہ پہ!"

سرور چشتی کی مانیں تو چونکہ غریب نواز اولاد علی ہیں، اس

لیے ان سے صدقہ معاویہ مانگنا جائز نہیں ہے، اگر اس دعوے کو مان لیا جائے تو خود امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی مخالفت لازم آتی ہے کہ تاریخ کے صفحات گواہی دیتے ہیں کہ مولیٰ علی کے حقیقی لاڈلوں امام حسن اور امام حسین نے بارہا امیر معاویہ کی مہمان نوازی کا لطف اٹھایا اور "ہدیہ معاویہ" بھی محبت وا پنائیت سے قبول فرمایا ہے۔

حضرت امیر معاویہ حسنین کریمین کو پانچ ہزار سے لے کر دس لاکھ/بیس لاکھ درہم تک کا ہدیہ پیش کرتے تھے، مشہور شیعہ عالم ابومخنف لوط بن یحی الغامدی (م 170ھ) نے اپنی کتاب "مقتل الحسین" میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ مختلف تحائف کے علاوہ حسنین کریمین کو دس لاکھ درہم بطور ہدیہ پیش کرتے تھے، شیعوں کے ایک اور بڑے عالم اور ان کی سب سے معتبر کتاب نہج البلاغہ کے شارح ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

"معاویہ دنیا میں پہلے شخص تھے جنھوں نے دس دس لاکھ درہم بطور عطیہ دیئے.......... حضرت علی کے دونوں بیٹوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو ہر سال دس دس لاکھ درہم دیئے جاتے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو بھی دیئے جاتے۔" (ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغۃ، 11/265)

سرور چشتی! آنکھیں کھول کر پڑھو، بار بار پڑھو! حسنین کریمین مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حقیقی لاڈلے ہیں، جب مولیٰ علی کے حقیقی لاڈلوں کی بارگاہ میں امیر معاویہ کا ہدیہ اور تحفہ قبول کرلیا گیا تو ان کی بارہویں پشت میں پیدا ہونے والے لاڈلے کی درگاہ پر صدقہ معاویہ کیوں نہیں مانگا جا سکتا؟ یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ صدقہ معاویہ پر اعتراض کرنا حسنین کریمین کے مزاج ومنہج کی مخالفت ہے۔

اب سنی اپنے سردار کی مانیں یا رافضیت کے طرف دار کی مانیں! امیر معاویہ کی نفرت میں رافضی اور سرور چشتی تقریباً ایک جیسی زبان استعمال کرتے ہیں، اس لیے ہم نے ہدیہ معاویہ پر اہل سنت کی بجائے شیعہ مکتب فکر کے حوالے نقل کئے ہیں کہ سرور چشتی اور ہم نواؤں کو یاد رہے کہ شیعہ جیسے دشمنان معاویہ نے بھی ہدیہ معاویہ کی سچائی کو قبول کیا ہے۔

حالانکہ ہدیہ معاویہ پر اہل سنت کے یہاں بھی متعدد تحقیقی روایات ہیں، تفصیل کے لیے تاریخ دمشق، البدایہ والنہایہ اور کشف المحجوب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

جاہلی عصبیت کا مظاہرہ

ایک طرف سرور چشتی اور اس کے ہم نوا "ہدیہ معاویہ" والی روایات اور حسنین کریمین کی مخالفت کرتے ہیں تو دوسری جانب اپنی فکر کو صحیح ٹھہرانے کے لیے یہ غیر اسلامی اور متعصبانہ تبصرہ بھی کرتے ہیں:

"بنو امیہ کے نعرے بنو ہاشم کے گھر پہ لگائے گئے۔"

حضرت امیر معاویہ خاندان بنو امیہ اور غریب نواز خاندان بنو ہاشم سے ہیں، اس لیے سرور چشتی کو اس بات کی بھی شکایت ہے کہ بنو ہاشم کے گھر میں بنو امیہ کے فرد کا ذکر کیوں کیا گیا؟ قبول اسلام سے پہلے بنو ہاشم اور بنو امیہ کی آپسی شکر رنجیوں کی بنیاد پر افتراق وانتشار کی باتیں کرنا تعصب بے جا اور جاہلی عصبیت کا شرم ناک مظاہرہ ہے۔

افسوس! بغض صحابہ نے اس شخص کو جاہلی تعصب کی غلاظت تک پہنچا دیا، اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ہرگز ایسی گندی بات زبان پر نہ لاتا، اسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ اگر بنو امیہ اتنے ہی خراب تھے تو بنو ہاشم نے ان سے دوستیاں/رشتہ داریاں کس لیے قائم کیں؟

☜ نبی کریم ﷺ کے نکاح میں خاندان بنو امیہ کی بیٹی ام المومنین سیدہ ام حبیبہ بھی تھیں جو حضرت امیر معاویہ کی سگی بہن اور حضرت ابوسفیان وہندہ کی بیٹی ہیں۔

☜ نبی کریم ﷺ نے اپنی تین شہزادیوں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کا نکاح خاندان بنو امیہ میں حضرت ابوالعاص بن ربیع اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

☜ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سگی پھوپی زاد بہن اروی بنت کریز خاندان بنو امیہ کے بیٹے عفان بن ابوالعاص کی زوجہ اور سیدنا عثمان غنی کی والدہ تھیں۔

☜ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی بھتیجی سیدہ ام کلثوم بنت

جعفر طیار بن ابو طالب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ابان بن عثمان سے بیاہی گئی تھیں۔

یہ تو محض چند مثالیں ہیں ورنہ ایسی درجنوں مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خاندان بنو ہاشم اور خاندان بنو امیہ میں قبول اسلام کے بعد کسی طرح کا کوئی اختلاف یا تعصب نہیں تھا، دونوں خاندانوں کے درمیان قبائلی تعصب پھیلانے کا کام کبھی ابن سبا جیسے منافقوں نے کیا تھا اور آج اس کی جانشینی کا فریضہ سرور اور اس کے ہم نوا انجام دے رہے ہیں۔

سرور چشتی کو فرزند بنو ہاشم غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کا یہ اقتباس پڑھنا چاہیے جس میں آپ نے صلح امام حسن کے بعد امیر معاویہ کی خلافت کو ماننا واجب قرار دیا ہے، لکھتے ہیں کہ:

"امام حسن رضی اللہ عنہ کے صلح کرنے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت واجب ہوگئی، اس سال کا نام ''سن جماعت'' اس لیے رکھا گیا کہ مسلمانوں کا اختلاف ختم ہو گیا اور سب نے حضرت امیر معاویہ کی طرف رجوع کر لیا پھر کوئی تیسرا مدعی خلافت باقی نہ رہا۔" (غنیۃ الطالبین مترجم ص 165)

یہ بھی یاد رہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رشتہ داریاں معرکہ کربلا سے پہلے بھی ہوئیں اور سانحہ کربلا کے بعد بھی، اس لیے سرور چشتی اختلاف بنو امیہ و بنو ہاشم والا راگ اپنے اور شیعوں تک ہی رکھے، اہل سنت میں جھوٹ پھیلانے کی کوشش نہ کرے۔

کیا یہ اسلوب مشائخ چشت سے ثابت ہے؟

سرور چشتی کے ویڈیو میں ایک بات جو سختی سے نوٹ کیے جانے لائق ہے، وہ صحابی رسول امیر معاویہ کے متعلق نہایت بدتمیزی اور بے ہودہ اسلوب ہے، سرور چشتی اور اس کے حامی مشائخ چشت سے یہ اسلوب اور لہجہ ثابت کر سکتے ہیں؟ ایک طرف خود کو مظلوم اور بے قصور دکھانے کی ایکٹنگ کرنا، غریب نواز کی خدامی کے نام پر عوام اہل سنت سے نذرانے وصولنا اور دوسری جانب نسبت رسالت کو پامال کرتے ہوئے ایک ایسے صحابی کی شان میں بے ادبی کرنا جس کو نواسہ رسول امام حسن نے خلیفہ بنایا، جن کے ہاتھ پر امام حسن نے لوگوں سے بیعت کرائی، جن کی مہمان نوازی کا لطف اٹھایا، ان کے پیش کردہ ہدایا اور تحائف قبول کئے، انہیں امیر المومنین مانا اور منوایا۔

کیا ایسی ذات پر اس بازاری لہجے میں بات کرنے پر بھی اہل خانقاہ اور مشائخین خاموش رہیں گے؟ کیا ایک صحابی کی حرمت ذاتی مفادات سے زیادہ عزیز ہے؟

یہ سوال انجمن سیدزادگان اور خدام آستانہ سے جواب چاہتا ہے کہ کیا سیدنا غریب نواز اور مشائخ چشت نے امیر معاویہ کے متعلق یہی ہلکا لہجہ اور گھٹیا اسلوب اختیار کیا تھا؟ اگر نہیں تو پھر آستانہ غریب نواز کے سکریٹری جیسے اہم منصب پر بیٹھنے والا شخص اس دیدہ دلیری کے ساتھ حرمت صحابہ پر کس طرح حملے کر رہا ہے۔

اب تک اس کی زبان بندی کیوں نہیں کی گئی؟ اتنے اہم معاملے پر انجمن کے ذمہ داران کس لیے خاموش ہیں؟ اگر حرمت صحابہ جیسے معاملے پر بھی مشائخ خاموش رہتے ہیں تو عوام اہل سنت میں یہی پیغام جائے گا کہ سرور چشتی کی بدتمیزی کو سبھی خدام کی حمایت حاصل ہے، اس لیے آستانہ غریب نواز کے ذمہ داران سامنے آئیں اور سرور چشتی کی ہفوات پر لگام لگائیں اور توہین صحابہ کی پاداش میں اسے برطرف کر کے کسی صحیح العقیدہ شخص کو اس منصب پر مقرر کریں۔

سیکولر حضرات کا رویہ

سانحۂ اجمیر کے فوراً بعد ہی کچھ نازک مزاج حضرات نے آداب مزارات کی تلقین و تاکید کا سلسلہ شروع فرما دیا جو کہ ان کا حق بھی تھا مگر اس سانحہ کے بعد جس بے باکی کے ساتھ حرمت صحابہ کو پامال کیا گیا اس پر نازک مزاجوں کی خاموشی نے ان کے دعویٰ آداب پر سوالیہ نشان لگا دیئے ہیں: ؎

کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں
خامشی ان کی مجرمانہ ہے

نعرہ زنوں کا رویہ اگر آداب درگاہ کے خلاف تھا تو حرمت صحابہ پر حملہ زنی اس سے زیادہ خطرناک ہے لیکن یار لوگوں کی سیکولر مزاجی کی داد دینا ہوگی کہ نعرہ زنوں کی

بقیہ ص ۳۱ پر

احوال قوم و ملت

از: مفتی مشتاق احمد امجدی*

کثرت طلاق کی وجوہات اور ان کا شرعی حل

احوال قوم وملت

اسلام کا منشا یہ ہے کہ جب ایک مسلم جوڑا رشتۂ ازدواج سے منسلک ہو تو ہر ممکن نباہ کی کوشش کی جائے، میاں بیوی نکاح کی گرہ میں قائم رہ کر نکاح کے دینی ودنیاوی فوائد ومصالح حاصل کریں، اللہ ورسول کی رضا کے طالب ہو کر ایک باوقار اور کامیاب زندگی گزاریں اور ہر اس چیز سے اجتناب و پرہیز کریں جس سے اس رشتہ میں کسی قسم کی کمزوری اور خلل پیدا ہو اور نکاح کے مصالح و برکات سے محرومی ہاتھ آئے البتہ جب کسی طرح اس پاکیزہ رشتہ میں کجی پیدا ہو جائے اور میاں بیوی میں نااتفاقی اور ناچاقی بڑھنے لگے خواہ یہ نااتفاقی مرد کی جانب سے ہو یا عورت کی طرف سے، جہاں تک ہو سکے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کو دور کیا جائے اور اگر کسی طرح اس کی اصلاح ممکن نہ ہو اور ایسی صورت میں خطرہ ہو کہ اگر بدستور رشتۂ نکاح میں بندھے رہے تو یہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے اور نکاح کے مقاصد فوت ہو جائیں گے تو ان کی عدم موافقت اور باہمی نفرت کے باوجود ان کو نکاح میں رہنے پر مجبور کرنا بھی اسلام کو پسند نہیں، ایسی صورت میں مرد وعورت، ان کے رشتہ داروں اور معاشرہ کے دیگر افراد کی بہتری اور مصلحت اسی میں ہے کہ عقد نکاح کو باقی نہ رکھا جائے۔

اگر منافرت عورت کی طرف سے ہو تو اللہ عزوجل نے اس کی اصلاح کے درج ذیل رہنما اصول عطا فرمائے ہیں، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

”وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡهِنَّ سَبِیۡلًا۔[سورۂ نساء، آیت ۳۴] اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور (نہ سمجھنے کی صورت میں) ان سے الگ سوؤ اور (پھر نہ سمجھنے پر) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو (اب) ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو۔“ (کنزالایمان)

مذکورہ آیت کریمہ میں نافرمان بیوی کی اصلاح کے لیے تین انفرادی کوششوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اگر ان تینوں انفرادی کوششوں میں سے کسی کے ذریعے نافرمان بیوی فرماں بردار نہ ہو تو پھر اجتماعی طریقۂ اصلاح کی تعلیم کرتے ہوئے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا اِنۡ یُّرِیۡدَاۤ اِصۡلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیۡنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیۡمًا خَبِیۡرًا۔[سورۂ نساء، ۳۵] اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا، خبردار ہے۔“

اوپر ذکر کردہ دونوں آیات طیبات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح وعیاں ہوتا ہے کہ اگر میاں بیوی میں عداوت اور پھوٹ پڑ جائے تو اس کا حل صرف طلاق نہیں ہے بلکہ طلاق سے پہلے بھی اصلاح کے کئی طریقے ہیں جن کے ذریعہ نفرت محبت میں تبدیل کی جا سکتی ہے، ہاں اگر ان طریقوں سے بھی اصلاح نہ ہو سکے تو اب میاں بیوی میں تفریق وجدائیگی سے چارہ نہیں۔

معزز قارئین! مندرجہ بالا شرعی آداب معاشرت اور ازدواجی اصول وقوانین سے آپ پر بخوبی عیاں ہو چکا ہوگا کہ اسلامی نقطہ نظر سے طلاق ایک دفاعی نظام قدرت ہے جو صرف وقت ضرورت ہی استعمال کیا جا سکتا ہے، اگر بلا ضرورت طلاق دی جائے تو اگرچہ طلاق پڑ جائے گی مگر یہ قانونِ فطرت سے بغاوت

*مضمون نگار ازہری دارالافتا امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک کے مفتی ہیں۔

ہوگی ،اس کے نقصانات سے دور چار ہونا پڑے گا ، جب تک معاشرہ کے افراد ورجال اللہ کے قانونِ فطرت پر عمل پیرا رہے وہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ، خیر وخوبی کا سر چشمہ اور فوز وفلاح کا مرکز بنا رہا، ایسے مثالی معاشرہ کے افراد کی عائلی زندگیاں ہمارے لیے صبح قیامت تک مشعل راہ اور نمونۂ عمل ہیں۔

لیکن آج حالات اس قدر ناگفتہ اور خستہ ہو چکے ہیں کہ عصر حاضر میں طلاق ایک فیشن اور کھیل بن چکی ہے، آئے دن طلاق کے قصے سننے میں آتے ہیں، طلاق کی کثرت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ دارالافتا اور دارالقضا طلاق وخلع کے مسائل اور میاں بیوی میں تفریق وجدائی گی کے حوادثات واقعات میں سے بھرے پڑے ہیں، معمولی معمولی باتوں پر طلاق ہوجانا عام سی بات ہوگئی ہے، دن بدن طلاق کا یہ بڑھتا ہوا تناسب ہمارے لیے ایک بہت بڑا لمحۂ فکریہ اور تازیانہ عبرت ہے، ایسے سنگین حالات میں اس کے اسباب وعلل اور محرکات وعوامل تلاش کرنا اور ان کا شرعی ودینی حل پیش کرنا ہمارا ایمانی ، اخلاقی اور معاشرتی و سماجی فریضہ ہے، ذیل میں تلاش وجستجو اور قیاس واستقرا سے چند اسباب وعوامل کی نشان دہی کی جاتی ہے اور ساتھ ہی ان کا شرعی حل بھی نذر قارئین کیا جاتا ہے، اصحاب نظر سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اسے بنظر استحسان دیکھیں گے اور بے جا تنقید کا نشانہ بنانے سے گریز کریں گے اور اصلاح سے نوازیں گے اور فقیر کی طرف سے مشکور ہوں گے۔

(۱) اسلامی تعلیم وتربیت نہ ہونا

ہر قسم کی بھلائی اور ہر طرح کی فلاح وترقی صرف دینی تعلیم اور اسلامی تربیت پر موقوف ہے، دینی تعلیم وتربیت کے بغیر کسی قسم کی کامیابی پالینا ایک مشکل امر ہے، جہاں والدین اپنے بچوں کے ظاہر کو سنوارنے اور نکھارنے کی بھر پور کوشش کرتے ہیں اور ان کی ضروریات زندگی پورے کرنے میں خوب محنت کرتے ہیں وہیں ماں باپ کی یہ بھی بڑی اہم ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کو دینی تعلیمات اور اسلامی اخلاق وآداب مثلا کھانے پینے، ہنسنے بولنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے وغیرہ کے آداب سے بھی روشناس کرائیں، بچوں کو سورہ مائدہ کی تعلیم اور بچیوں کو سورۂ نور کی تعلیم دیں، خاص بیٹیوں کو شادی کے بعد شوہر کی اطاعت و فرمابرداری کی اہمیت بتائیں، بچوں کے دلوں میں خوف خدا، عشق رسول اور فکر آخرت راسخ ومضبوط کریں تاکہ وہ جہاں کہیں رہیں ایک باوقار اور باکردار فرد کی حیثیت سے کامیاب زندگی بسر کریں، اولاد کی ناقص تربیت اور دینی ماحول میں ان کی پرورش نہ کرنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ آج کا نوجوان طبقہ انگریزی تعلیم کے ساتھ انگریزی تہذیب میں بھی خوب ترقی کر رہا ہے اور دنیاوی رنگ رَلیوں میں اچھی طرح رنگتا چلا جاتا ہے۔

شادی تو خوب دھوم دھام سے کرتا ہے مگر شادی شدہ زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ اور میاں بیوی کے حقوق وفرائض کا علم نہ ہونے کے سبب رشتۂ نکاح کی نزاکتوں کو نہیں سمجھ پاتے ہیں نتیجۃً زیادہ دنوں تک نکاح کے فوائد ومصالح حاصل نہیں کر پاتے اور پھر بہت جلد دونوں میں تفریق وجدائیگی ہوجاتی ہے، دور جدید میں طلاق کی بہتات کا یہ سب سے بڑا اور بنیادی سبب ہے۔

(۲) ایک دوسرے کے حقوق پورے نہ کرنا

پیغمبر اسلام نے ایک پر امن معاشرہ کی تشکیل کے لیے جو رہنما اصول مقرر کیے ہیں ان میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سماج کے جملہ افراد کے حقوق معین فرما کر ان کی ادائیگی کی تاکید کرتے ہوئے یہ کلی ضابطہ ارشاد فرمادیا:

”فاعطوا کل ذی حق حقه۔ یعنی ہر حق والے کو اس کا حق دو۔“

جب تک پیغمبر اسلام کے اس پر امن قانون پر عمل ہوتا رہا سماج میں کسی قسم کی بے چینی وبدامنی پیدا نہ ہوئی اور جب جب اس سے روگردانی کی گئی تب تب معاشرہ میں فساد وبگاڑ پیدا ہوا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے میاں بیوں کے اوپر ایک دوسرے کے کچھ حقوق وفرائض ہیں جب تک دونوں خوش اسلوبی سے ایک دوسرے کے حقوق پورے کرتے رہیں گے زندگی میں تلخی پیدا نہ ہوگی، ہنسی خوشی سے پورا گھر روشن مستقبل کی طرف رواں

دواں رہے گا، بہت سے مرد وعورت ایک دوسرے کے حقوق سے باخبر نہیں ہوتے اور بہتوں کو حقوق زوجین کا علم تو ہوتا ہے مگر اس کی ادائیگی میں سستی و کوتاہی کرتے ہیں، جس سے زندگی میں تلخیاں شروع ہوجاتی ہیں بلکہ بسا اوقات یہی تلخیاں میاں بیوی میں جدائیگی کا سبب بن جاتی ہیں، لہٰذا میاں بیوی کو اچھی طرح اپنے اوپر عائد ہونے والے حقوق جاننے چاہیے اور انہیں پوری دیانت داری سے ادا کرتے رہنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔

(۳) ناجائز مطالبات

"بے جا مطالبات" عورتوں کی جانب سے پایا جانے والا بہت بڑا اور اہم سببِ طلاق ہے، یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جس عورت کو چٹخارنے اور شوق اڑانے کی مذموم عادت ہو اور کھانے، پینے، پہننے اوڑھنے میں فضول خرچی کی لت لگی ہو ایسی عورت بار بار اپنے شوہر سے بے جا مطالبات کرتی ہے اور اس کے ناجائز مطالبات پورے نہ ہونے پر وہ عورت طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہوتی چلی جاتی ہے مثلاً کبھی اپنے خاوند کے مال میں خیانت و چوری کی مرتکب ہونا اور کبھی دوسروں سے قرض لے کر شوہر کو مقروض بنانا وغیرہ، ایسی عورت کی زبان پر سدا ناشکری کے الفاظ ہوتے ہیں اور شکوہ وشکایت اس کا عام شیوہ بن جاتا ہے نتیجۃً مرد اپنی بیوی کی ناشکریوں کی تاب نہ لاکر اس سے جدائی ہی میں عافیت سمجھتا ہے اور پھر بات طلاق تک پہنچتی ہے۔

اس لیے عورت کو ہمیشہ قناعت پسند، سلیقہ شعار، شوہر کے مال کا محافظ اور شوہر کی آمدنی کو مدنظر رکھ کر اخراجات کرنے والی ہونا چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد عالی شان سے واضح ہوتا ہے اللہ رب العزت جل وعلا ارشاد فرماتا ہے:

"فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔[سورۂ نسا، آیت ۳۴] تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں، خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔" [کنزالایمان]

اور یہی سچ وحق ہے کہ جو عورت اپنی زندگی میں ان خوبیوں کو اپنائے گی اور بے جا مطالبات سے خود کو محفوظ رکھے گی وہ ہمیشہ خوش وخرم، شاد وآباد اور شوہر اور اس کے اہل خانہ کی نظر میں محبوب ومقبول ہوگی، بلکہ اس کی زندگی اس معاشرہ کی دوسری عورتوں کے لیے نمونۂ عمل ہوگی۔

(۴) مرد سے بدزبانی کرنا

میاں بیوی میں کسی بات یا کسی چیز کو لے کر تکرار عام سی بات ہے اور فطری تقاضا بھی، جس سے بچ پانا اور خود کو بچالینا ممکن نہیں تاہم ایسے موقع پر ایک دوسرے کا ضد پر اتر آنا خصوصاً بیوی کو اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنا اور شوہر سے بدزبانی کر بیٹھنا اور اس کے احترام وعظمت کا خیال نہ رکھنا نہایت مہلک اور خطرناک ہے جس سے ایک غیور وباحیا مرد سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے اور ایسی بدزبان عورت سے علاحدگی ہی میں عافیت سمجھتا ہے اور طلاق کی نوبت آتی ہے لہٰذا جب کبھی میاں بیوی میں کسی بات پر یا اور کسی سلسلے میں بحث وتکرار ہو تو عورت اپنی زبان پر کنٹرول رکھے، ادب وتہذیب کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑے اور ہر حال میں شوہر کی عزت نفس کا بھرپور خیال رکھے، بزرگوں سے منقول ہے کہ شادی شدہ عورت کے لیے صبر وضبط کامیابی اور سرخروئی کی ضمانت ہے۔

(۵) ایک دوسرے کے گھر والوں کی عزت نہ کرنا

ایک مثالی اور صالح معاشرہ کی بڑی علامت یہ ہے کہ اس میں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم کی جائے، اسی کو حسن سلوک سے بھی تعبیر کرتے ہیں، حسن سلوک بندۂ مومن کا وہ اصلی اور حقیقی زیور ہے جس کی چمک ودمک سے مومن کی پوری زندگی جگمگاتی ہے، دینی ودنیاوی صلاح وفلاح اس پر مضمر ہے، پیغمبر اسلام نے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا۔
یعنی جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور (جو چھوٹا) بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔"

یعنی ہمارے معاشرے سے نہیں، بعض مرد وعورت حسن سلوک کی دولت سے محروم ہوتے اور وہ ایک دوسرے کے اہل خانہ، رشتہ دار اور اہل قرابت سے بدتہذیبی اور بے عزتی کا برتاؤ

احوال قوم وملت

کرتے ہیں اوران کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہیں آتے بسا اوقات یہی چیز دونوں میں جدائی کا سبب بن جاتی ہے،ایک اسلامی اوردینی معاشرہ کے افراد کو چاہیے کہ شفقت وروداری کو لازم پکڑے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کرے تو یقیناً ہمارا گھر گھرانا خوشیوں سے لبریز ہوجائے گا اور ہم سب اس شعر کے حقیقی مصداق بن جائیں گے، کسی نے کیا ہی خوب کیا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

(۶) بدگمانی، شکوک وشبہات اور جاسوسی

"بدگمانی اور جاسوسی" طلاق کے اسباب میں ایک اہم ترین سبب ہے بعض مرد وعورت اس کے سخت مرتکب ہوتے ہیں مثلاً بعض مرد اپنی عورت کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بغیر شرعی ثبوت کے یہ سمجھتا ہے کہ میری بیوی کا شاید کسی دوسرے مرد سے کوئی ناجائز تعلق ہے اسی طرح اپنے خاوند کے متعلق عورت بد گمانی کرتی ہے اور شکوک وشبہات اور دوسروں کی سنی سنائی باتوں پر دھیان دیتی ہے جو اکثر وبیشتر طلاق کا سبب بن جاتا ہے جبکہ اسلام بدگمانی اور جاسوسی سے سخت اجتناب کی تاکید کرتا ہے اور کھلے الفاظ میں ان کی مذمت بیان کرتا ہے چناں چہ رب تعالی ارشاد فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا-[سورۂ حجرات، آیت ۱۲]
یعنی اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو۔" (کنزالایمان)

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث-[بخاری شریف] خود کو بدگمانی سے بچاؤ کیوں کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہوتا ہے۔"

غرض کہ میاں بیوی کے خوش گوار تعلقات اور ایک دوسرے کی شادی شدہ کامیاب زندگی کے لیے ہر ایک کا دوسرے پر کامل اعتماد اور مکمل بھروسہ کرنا از حد ضروری ہے ورنہ اس کے ہولناک انجام سے ایک دوسرے کو سخت دوچار ہونا پڑے گا جیسا کہ عام مشاہدہ ہے۔

(۷) والدین کی بے جا محبت

والدین کو اپنی اولاد سے محبت ہونا ایک فطری بات ہے لیکن ہر کام کی طرح اس میں بھی میانہ روی اور اعتدال اسلام کو محبوب وپسندیدہ ہے، افراط وتفریط نقصان اور خسارے کے موجب ہیں، بعض والدین شادی کے بعد اپنی بیٹی سے حد درجہ محبت کرتے ہیں اور اسی محبت میں یہ سبق بھی پڑھاتے ہیں کہ دیکھ سسرال میں کسی کے ماتحت یا کسی کی نوکرانی بن کر مت رہنا بلکہ اپنے خاندانی رعب ودبدبہ کے ساتھ رہنا اور اگر کسی قسم کی کوئی بات ہو تو فوراً اس کی اطلاع دینا پھر دیکھنا ہم ان کا کیا کرتے ہیں اس طرح اول دن سے ہی اپنی بیٹی کو جری اور بہادر بنا کر بھیجا جاتا ہے اور پھر جب معمولی سی کوئی بات ہوتی ہے تو بیٹی فوراً اس کی اطلاع اپنے والدین کو دیتی ہے جس کے سبب لڑکی کے والدین اپنے داماد اور اس کے اہل خانہ پر اپنا بے جا رعب دکھاتے ہیں، بعض بے توفیق ماں باپ اپنی لڑکی کو بھاگ کر گھر آجانے کا مشورہ بھی دیتے ہیں اس طرح جب ایک مرد اپنے سسرال والوں کی بے اعتدالی اور اپنی اور اپنے اہل خانہ کی بے عزتی محسوس کرتا ہے تو نا چاہتے ہوئے بھی وہ طلاق دے بیٹھتا ہے۔

لہٰذا ہر والدین کو چاہیے کہ اپنی بیٹی سے محبت کریں اور ضرور کریں لیکن اعتدال کی حد تک، اس سے تجاوز نہ کریں ورنہ آپ کی بے اعتدالی کی وجہ سے آپ کی بیٹی کا گھر اجڑ سکتا ہے جس سے نہ صرف آپ کی بیٹی کا سکون غارت وبرباد ہوگا بلکہ آپ بھی دور نہ ہونے والی پریشانی میں مبتلا ہوں گے، ہمارے سماج میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں: فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۸) بیوی کے مناسب اخراجات پورے نہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے فطرۃً عورت کو صنف نازک اور مرد کو طاقت ور اور توانا بنایا ہے اور اسی فطرت کے مطابق ہر ایک پر الگ الگ ذمہ داری عطا فرمائی، عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اندرون خانہ کے امور کی دیکھ بھال کرے، بچوں کی پرورش وپرداخت پر کامل

دھیان دے اور مرد کو یہ ڈیوٹی دی گئی ہے کہ حلال مال کما کر خود اپنی اور بیوی بچوں کی کفالت کرے، اپنی حیثیت کے مطابق ان کے مناسب کھانے پینے، پہننے اوڑھنے میں اپنا مال خرچ کرے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ -[سورۂ نساء، آیت ۳۴] یعنی مرد افسر ہے عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے۔" [کنز الایمان]

سنن ابوداؤد میں ہے:

"عن معاویۃ قال: اتیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال قلت یاتقول فی نسائنا قال: اطعموھن مماتاکلون واکسوھن مماتکتسون۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہماری بیویوں کے حقوق کے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اس کو کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اس کو پہناؤ۔"

[ابوداؤد شریف، کتاب النکاح، باب فی حق المراۃ علی زوجھا، ج ا رص ۲۹۲]

مگر کچھ ناعاقبت اندیش مرد تنہاخوری کے عادی ہوتے جو صرف اور صرف اپنے اوپر خرچ کرتے ہیں، بیوی بچوں کے اخراجات کا مناسب بندوبست نہیں کرتے، ہزار فہمائش کے باوجود جب ایسا مرد اپنی اصلاح نہیں کرتا تو عورت اس سے جدائی پر آمادہ ہوتی ہے بلکہ بسااوقات جدائی واقع ہوجاتی ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور اپنے اوپر خرچ کرنے کے ساتھ اپنے اہل وعیال پر بھی حسب استطاعت خرچ کریں اور تنہاخوری کی مذموم عادت کو ترک کریں۔

(۹) طعنہ زنی

انسان خطا کا پتلا ہے اسی لیے انسان ہی سے غلطی ہوتی ہے، کسی کی غلطی پر اس کی مناسب اصلاح ہونی چاہیے مگر بہت سے مردوں اور عورتوں کو بات بات پر ایک دوسرے کو طعنہ دینے کی عادت سی ہوجاتی ہے، طعنہ دینا وہ مذموم عادت ہے جو بہت بار انتہائی مہلک اور خطرناک ثابت ہوتی ہے، بہت سے حریص اور لالچی شوہر اور بسااوقات شوہر کے اہل خانہ سامان جہیز کم ملنے پر اس قدر لعن طعن کرتے ہیں کہ عورت کا جینا دوبھر ہوجاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ اس نے سامان جہیز سے شادی کی ہو یا سامان جہیز کے لیے ہی پروان چڑھا ہوئے، ایسے میں ایک عورت سکون کی سانس لینے کے لیے علاحدگی اختیار کرلیتی ہیں اور دونوں کا گھر اجڑ جاتا ہے، لہٰذا ہر مرد وعورت کو چاہیے کہ طعنہ زنی کے نقصانات سے بچنے کے لیے، عفو ودرگذر اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرے خصوصاً مرد کے اہل خانہ اس پر کامل توجہ دیں۔

(۱۰) بیوی کو بے سبب زدوکوب کرنا

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو مارنے پیٹنے اور کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا اور ایسے لوگوں کو "برے لوگ" قرار دیا، خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے کہ آپ نے کبھی اپنی بیویوں میں سے کسی پر کبھی اپنا ہاتھ نہیں اٹھایا ہاں مخصوص صورتوں میں بیوی کو بغرض اصلاح معمولی پٹائی کی اجازت ہے مگر کچھ ناہنجار مرد اس قدر ظالم وجابر، اخلاق ومروت سے عاری اور نفس کے غلام ہوتے ہیں جو بات بات پر اپنی بیوی کو تختہ مشق بناتے ہیں، خوب زدوکوب کرتے ہیں اور ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں لاچار عورت مجبور ہو کر اس سے علاحدگی حاصل کرلیتی ہے، جو لوگ بے جا اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھاتے ہیں انہیں اس حدیث شریف سے سمجھ حاصل کرنی چاہیے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے فرمایا:

"لا یجلد احدکم امرأتہ جلد العبد ثم یجامعھا فی آخر الیوم۔ [بخاری شریف، کتاب النکاح، باب مایکرہ من ضرب النساء، ج ۲ رص ۱۸۴] یعنی تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹنے لگے جس طرح غلام کو پیٹا جاتا ہے اور پھر دوسرے دن جنسی میلان کی تکمیل کے لیے اس کے پاس

جائے۔"

(۱۱) موبائل کا غلط استعمال

یہ ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے کہ موبائل آج کل ہماری زندگی کا ایک لازمی حصہ بن چکا ہے، اس کے فوائد سے بھی کسی کو انکار کی گنجائش نہیں تاہم اس کے نقصانات اس کے فوائد پر غالب ہیں، خصوصاً اس کی وجہ سے انسانی اقدار اور اسلامی اخلاق وآداب میں جو گراوٹ اور بدتری پیدا ہوئی ہے وہ ناقابل بیان ہے، عوام تو عوام بعض خواص بھی جس سینما بینی کو پہلے معیوب سمجھتے تھے اور خلاف شرع جانتے تھے، اب اس پر اسلامی سیریل کا خوبصورت لیبل لگا کر نہ صرف تنہائی میں دیکھنا بلکہ اپنے افراد خانہ میں اجتمائی نمائش سے ذرا برابر بھی نہیں ہچکچاتے، اس سیریل بینی نے بالعموم سب کو اور بالخصوص خواتین کو انسانی ہمدردی اور رشتوں کی نزاکت سے غافل و بے بہرہ کر دیا ہے، جس کے سبب اکثر گھروں میں ساس بہو، میاں بیوی اور نند بھوجائی وغیرہ میں اَن بَن لگی رہتی ہے بالآخر بات طلاق تک پہنچتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ دینی حمیت وغیرت کا مظاہرہ کریں، خود بھی اس بلا سے دور رہیں اور اپنے بچوں کو بھی دور رکھیں، خالی اوقات میں سیریل کی جگہ محافل درود سجائیں یا صالحین وصالحات کی حکایات پر مشتمل کتابیں پڑھیں یا کسی اور نیک کام میں اپنی مصروفیت رکھیں۔

کثرت طلاق کے یہ چند اسباب قدرے اختصار کے ساتھ بیان ہوئے، امید ہے کہ اگر ان اسباب پر دھیان دیا گیا اور اسے دور کرنے کی کوشش کی گئی تو ہمارے سماج سے کثرت طلاق کی یہ وبا ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی اور چین وسکون ہمارے معاشرہ کا مقدر ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم کی دولت سے نوازے اور ہمارے سماج ومعاشرہ سے اس بیماری کا خاتمہ فرمائے، آمین یارب العالمین۔

◆◆◆

ص ۱۴ر کا بقیہ..

سے ڈرتا ہے، دوزخ سے نہیں (رب تعالیٰ سے نہ ڈرنے کی جو بات کی ہے، اس کا منشا یہ ہے کہ) عذاب الٰہی میں ظلم سے نہیں ڈرتا، یعنی اسے اطمینان ہے کہ اللہ پاک اس کے ساتھ ظلم نہیں کرے گا (مردار کھانے کا مطلب) وہ مچھلی اور ٹڈی کھاتا ہے (جنہیں مر جانے کی صورت میں بھی کھانا جائز ہے اور وہ جو اس نے کہا کہ بغیر قرآت اور بلا رکوع و سجود کی نماز پڑھتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ) وہ جنازہ کی نماز کے بارے میں کہتا ہے (رہ گئی بن دیکھے گواہی کی بات! تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ) وہ توحید یعنی رب تعالیٰ کے ایک ہونے کی گواہی، بغیر دیکھے دیتا ہے (حق کو ناپسند کرنے کا مطلب) وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور وہ حق ہے (فتنہ سے محبت کرنے کا مطلب) وہ مال اور اولاد سے محبت کرتا ہے اور وہ دونوں فتنہ ہیں۔"

اتنا سن کر وہ آدمی، جس نے سوال کیا تھا، اٹھ کھڑا ہوا، اور سیدنا امام کا سر مبارک چوم لیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ برتن ہیں، جو علم سے بھرا ہوا ہے۔

(الاشباہ والنظائر، جلد سوم ص 368–369)

نوٹ: کسی بندے کا یہ کہنا کہ "میں جنت کی امید نہیں رکھتا" اس کا ایک غلط مطلب بھی ہو سکتا ہے، یعنی یہ کہ "میں خدا کی رحمت کی امید نہیں رکھتا" اور یہ رحمت خداوندی سے ناامیدی ہے، لہٰذا ایسا جملہ بولنا جائز نہیں، اشباہ کی شرح "غمز عیون البصائر" میں ہے:

"قال فی الفتاوی الظہیریہ لکن فی ہذہ العبارۃ ضرب من الاستبعاد لا یجوز استعمالھا- سیدنا امام نے سائل کے سوال کا مطلب بتایا تھا، استعمال کی اجازت نہیں دی تھی۔"

◆◆◆

از: مفتی جمیل احمد قادری*

امام اعظم اور تین عورتیں

اسلاف و اخلاف

سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین عورتوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک نے مجھے دھوکا دیا، دوسری نے فقہی مسئلہ سکھایا اور تیسری نے متقی بنا دیا، دھوکا دینے والی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں راہ چل رہا تھا، ایک عورت نے میری طرف اشارہ کر کے، راستے میں پڑی ہوئی ایک چیز کی طرف توجہ دلائی، مجھے لگا وہ گونگی ہے، اس لیے اشارے سے اپنا پڑا ہوا سامان اٹھوا رہی ہے، جب میں نے وہ چیز اٹھا کر اسے دینا چاہی، تو وہ بولی کہ:

"یہ کسی کا گرا ہوا سامان ہے، اپنے پاس باحفاظت رکھیے اور مالک تک پہنچا دیجئے گا۔"

راستے میں پڑے ہوئے سامان کے بارے میں بہار شریعت میں ہے کہ:

"ملتقط (یعنی اٹھانے والے) پر تشہیر لازم ہے، یعنی بازاروں اور شارع عام (عام راستوں) اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے، کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا، یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لقطہ (گری ہوئی چیز) کی حفاظت کرے، یا کسی مسکین پر تصدّق کر دے، مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آ گیا، تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کر دے، یا نہ کرے، اگر جائز کر دیا، ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا، تو اگر وہ چیز موجود ہے، اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہوگئی ہے تو تاوان لے گا۔" (حصہ 10 صفحہ 475 المدینۃ العلمیہ)

اس عورت نے اپنے سر اتنا بڑا جھمیلا نہ پال کر، حضرت امام کے سر ڈال دیا، زبان سے نہ بولی کہ بات شاید حقیقت کھل جاتی، امام المسلمین کی آنکھوں میں دھول جھونکنا آسان نہ تھا، لہٰذا اس عورت نے اشارے کا استعمال کر کے اپنا مدعا حاصل کیا، اسی لئے حضرت امام نے فرمایا کہ "خدعتنی امرأة- مجھے ایک عورت نے دھوکا دیا۔"

دوسری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے مجھ سے حیض کے بارے میں ایک ایسا مسئلہ پوچھا، جو مجھے معلوم نہ تھا، تو اس نے ایک ایسی دانائی کی بات کہی، جس کی وجہ سے میں مسئلہ جان لیا، امام کے الفاظ ہیں:

"فقالت قولا تعلمت الفقه من اجله"

تیسری عورت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں ایک راستے سے گزر رہا تھا، تو ایک عورت نے میری طرف اشارہ کر کے دوسری سے کہا کہ یہ وہ شخص ہے، جو عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا ہے، تو میں نے ارادہ کر لیا اور وہی میرا معمول بن گیا، امام کے الفاظ ہیں "فتعمدت ذالک حتی صار دابی"

کسی نے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں مسئلہ پوچھا، جس کا کہنا تھا کہ:

"میں جنت کی امید نہیں رکھتا، جہنم سے نہیں ڈرتا، اور نہ خدا سے خوف کھاتا ہوں، مردار کھاتا ہوں، بغیر قرأت کے نماز پڑھتا ہوں، نماز میں رکوع سجدہ بھی نہیں کرتا، بغیر دیکھے گواہی دیتا ہوں، حق کو ناپسند کرتا ہوں، فتنہ سے محبت ہے۔"

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب نے کہا: اس شخص کا معاملہ مشکل بھرا ہے، امام نے فرمایا کہ (اس کی باتوں کی تاویل ہو سکتی ہے، اس نے کہا کہ:

"جنت کی امید نہیں رکھتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ) وہ اللہ تعالیٰ کی امید رکھتا ہے، جنت کی نہیں (یہ جو کہا کہ دوزخ سے نہیں ڈرتا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ) اللہ

بقیہ ص ۴۰ پر

* مضمون نگار جامع رضا پٹنہ کے بانی و سرپرست ہیں۔

از: مولانا مجتبیٰ اشرف عظیم آبادی*

عظمت امام اعظم ابو حنیفہ

اسلاف و اخلاف

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ایک روایت کے مطابق ۷۰ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۸۰ھ میں کوفہ میں ہوئی، آپ کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہے اور والد محترم کا نام ثابت، عربی میں نعمان اس خون کو کہتے ہیں کہ جس خون پر مدار حیات ہوتا ہے اور فقاہت میں آپ اسی خون کی طرح اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (الناس فی الفقہ عیال ابی حنیفۃ) فقہ میں سب لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں، آپ کی کنیت ابو حنیفہ کی تو جیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کا حلقۂ درس بہت وسیع ہوتا تھا طلبہ کے لئے وقف کی چار سو دواتیں ہمیشہ ہوتی تھیں اور اہل عراق دوات کو حنیفہ کہتے تھے اس لئے آپ کو ابو حنیفہ یعنی دوات والے کہا گیا۔

بعض نے کہا کہ آپ کی حنیفہ نام کی ایک شاہزادی تھیں جن کی وجہ سے آپ کو ابو حنیفہ کہا گیا، آپ کے پیدا ہونے کی خوشخبری سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی عطا فرمادی تھی جیسا کہ علامہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ تعلیٰ علیہ (م ۵۷۸) اپنی کتاب مناقب امام اعظم ابو حنیفہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میری امت میں ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام ابو حنیفہ ہوگا وہ قیامت کے دن میری امت کا چراغ ہوگا۔“

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ”تبییض الصحیفۃ“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے نعمان کہا جائے گا اور اس کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی وہ اللہ کے دین اور میری سنت کو زندہ کرے گا۔“

آپ کے پوتے اسماعیل بن حماد فرماتے ہیں کہ ہمارے دادا امام اعظم ابو حنیفہ کے دادا زوطا اپنے بیٹے اور امام اعظم کے والد ثابت کو لے کر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی، اسی دعا کی برکت ہیں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ!

خطیب بغدادی ابو یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو حنیفہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کھود رہا ہوں، اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے پھر جب میں بصرہ آیا تو میں نے اس کی تعبیر حضرت محمد بن سرین سے معلوم کرائی تو انھوں نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو پرکھنے اور ان کی جستجو میں لگا ہوا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور کوفہ

کوفہ وہ عظیم شہر ہے جو عراق میں دریائے فرات کے کنارے آباد ہے، جسے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے ۱۷ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بسایا تھا، جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے راس الاسلام، راس العرب، کنز الایمان فرمایا، جسے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے رمح اللہ اور سیف اللہ فرمایا اور ساتھ ہی اسے اپنا دار الخلافت بھی بنایا، جہاں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن وحدیث کا درس دیا اور اس درس میں بیک وقت چار چار ہزار افراد حاضر ہوتے تھے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے تلامذہ کے ساتھ آپ کے استقبال کے لئے نکلے تو سارا میدان آپ کے تلامذہ سے بھر گیا۔

جسے دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور

فرمایا: اے ابن مسعود! آپ نے تو کوفہ کو علم فقہ سے بھر دیا ہے، اب کوفہ آپ کی بدولت مرکز علم بن گیا ہے، جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے قبۃ الاسلام واھل الاسلام یعنی اسلام اور اہل اسلام کا گھر فرمایا، جہاں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام آ کر آباد ہوئے جن میں ستر اصحاب بدر اور تین سو بیعت رضوان کے شرکا تھے، جس جگہ یہ نجوم ہدایت اکٹھے ہوں اس کی ضوفشانیاں کہاں تک ہوں گی، اس کا اندازہ ہر ذی فہم لگا سکتا ہے۔

اسی کی برکتیں تھیں کہ کوفہ کا ہر گھر علم کے نور سے جگمگا رہا تھا ہر گھر دار الحدیث اور دار العلوم بن گیا تھا، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جس عہد میں پیدا ہوئے، اس وقت کوفہ میں حدیث وفقہ کے ایسے ائمہ مسند تدریس کی زینت تھے کہ ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ آفتاب وماہتاب تھے، مثال کے طور پر کوفہ میں اس وقت حضرت ابراہیم نخعی موجود تھے جو فقہ کے ساتھ ساتھ علم حدیث کے مسلم الثبوت امام گزرے ہیں، جنھیں فقیہ عراق کہا جاتا تھا، جو متعدد صحابہ کرام کی صحبت میں رہے بصرہ، کوفہ، حجاز اور شام جیسی جگہ میں آپ سے زیادہ علم والا اس وقت کوئی نہ تھا، جن کے انتقال پر امام شعبی نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم نخعی حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور حضرت علقمہ کے فضل و کمال میں نمونۂ وجانشین تھے۔

ایسی عظیم اور مقبول شخصیت کی صحبت میں امام اعظم چھبیس سال رہے اور ان سے اکتساب فیض کیا، وہیں کوفہ میں اس وقت حضرت ہشام بن عروہ بن زبیر بھی موجود تھے، جن کی بارگاہ میں حضرت سفیان ثوری، امام مالک، ابن عینیہ جیسے کوہ علم وفضل نے زانوئے تلمذ طے کیا اور کوفہ کی اس وقت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس وقت صحابہ کرام میں سے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے، جن کی زیارت سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مشرف ہوئے ان کا وصال ۸۷ھ میں ہوا، گویا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کی حیات مبارکہ کے سترہ سال ملے، اس کے علاوہ اگر آپ کی سن ولادت ۸۰ھ مانیں تو آپ نے مندرجہ ذیل صحابۂ کرام کا زمانہ پایا اور کچھ سے ملاقات بھی ہوئی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بصرہ میں متوفی ۳۹ھ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بصرہ میں متوفی ۲۹ھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ مدینے میں متوفی ۱۹ھ، حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ مدینے میں متوفی ۲۹ھ، حضرت ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ متوفی ۱۰۰ھ کوفے میں، حضرت ابو البدّاح رضی اللہ عنہ کوفے میں متوفی ۱۱۷ھ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کوفے میں متوفی ۹۴ھ۔

(اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۲۲ / اصابہ، ج ۲ ص ۱۳)

اور اگر آپ کی سن ولادت ۷۰ھ مانیں تو آپ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ھ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ھ۔ حضرت مسلم بن اکوع رضی اللہ عنہ ۷۴ھ۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ۷۳ھ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ھ۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ھ۔ کا بھی زمانہ پایا جو مختلف ادیار میں جلوہ گر تھے، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے چھبیس صحابہ کرام سے ملاقات کی، بعض نے لکھا کہ بیس صحابہ کرام سے ملاقات کی۔

بعض نے لکھا کہ دس صحابہ سے ملاقات کی لیکن اس تعلق سے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو سات صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور بعض صحابہ سے احادیث روایات کرنے کا بھی اعزاز حاصل ہوا اور وہ صحابہ جن سے آپ کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا وہ حضرت انس بن مالک، حضرت عبد اللہ بن حارث، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت معقل بن یسار حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت عبد اللہ بن انیس، حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں، پھر کوفہ کی یہ علمی شان صحاح ستہ کے مصنفین کے عہد تک باقی رہی، یہی وجہ ہے کہ جب امام بخاری سے پوچھا گیا کہ آپ کوفہ کتنی دفعہ گئے؟ آپ نے فرمایا: کوفہ اور بغداد تو میں اتنی دفعہ گیا کہ اس کو شمار نہیں کرسکتا۔

اگر کوفہ میں کچھ نہیں تھا تو امام بخاری علیہ الرحمہ جیسے احادیث کے بحر ناپیدا کنار اتنی دفعہ کوفہ کیوں گئے کہ جس کو وہ

اپنے محیر العقول حافظے کے باوجود شمار نہیں کر سکے، تو کہنا پڑے گا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ ان گنت دفعہ کوفہ علم حاصل کرنے کے لئے گئے، پھر کوفہ کی یہ حالت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے تقریباً اسّی سال بعد کی تھی تو اسی سال پہلے کوفہ میں علم وفضل کا کیا حال رہا ہوگا جو کہ تابعین عظام کا زمانہ تھا بلکہ صحابہ کرام کا اخیر دور تھا۔

امام اعظم کا علمی مقام

منصور خلیفہ نے ایک دفعہ آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے علم کس کس سے حاصل کیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے علم حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اصحاب سے حاصل کیا ہے، اسی کی برکتیں ہیں کہ اکثر محدثین آپ رضی اللہ عنہ کے باواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد ہوئے، مثلاً آپ کے شاگرد امام مالک اور امام محمد ان کے شاگرد امام شافعی اور امام شافعی کے شاگرد امام احمد بن حنبل اور ان کے شاگرد امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام بخاری کے شاگرد امام ترمذی اور امام نسائی رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں، غرض کوئی محدث ایسا ہو جس کو امام اعظم سے بلاواسطہ یا باواسطہ شرف تلمذ حاصل نہ ہوا ہو۔

(فتح المبین مع تنبیہ الوھابیین، ص ۲۵۶ / علامہ منصور خان)

ایک دفعہ مدینہ طیبہ کی حاضری کے موقع پر آپ سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے ایک ساتھی نے تعارف کرایا کہ یہ ابوحنیفہ ہیں پس امام باقر رضی اللہ عنہ نے امام اعظم سے فرمایا: وہ تمھیں ہو جو قیاس کر کے میرے جد کریم کی حدیثوں کا رد کرتے ہو (چونکہ حاسدین نے آپ کے بارے میں یہ پھیلا رکھا تھا کہ یہ مسئلہ قیاس سے بیان کرتے ہیں) پس امام اعظم نے عرض کیا: معاذ اللہ حدیث کو کون رد کر سکتا ہے، حضور اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔

اجازت ملنے کے بعد امام اعظم نے عرض کیا: حضور! مرد کمزور ہے یا عورت؟ امام باقر نے فرمایا: عورت! پھر عرض کیا وراثت میں مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا؟ امام باقر نے فرمایا: مرد کا! آپ نے عرض کیا: حضور! اگر میں قیاس سے حکم دیتا تو عورت کو مرد کا دونا حصہ دینے کا حکم دیتا حالانکہ ایسا نہیں ہے، پھر عرض کیا: حضور! نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز! پھر عرض کیا کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جب نماز روزہ سے افضل ہے تو حائضہ پر نماز کی قضا بدرجہ اولیٰ لازم ہونی چاہئے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

پس اگر میں احادیث کے خلاف قیاس سے حکم دیتا تو یہ حکم دیتا کہ حائضہ نماز کی بھی قضا ضرور کرے، اس علمی گفتگو پر امام باقر اتنا خوش ہوئے کہ کھڑے ہو کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا، خطیب بغدادی احمد بن صباغ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے امام شافعی محمد بن ادریس علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی نے امام مالک بن انس سے پوچھا کیا: آپ نے امام اعظم ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے دیکھا ہے وہ ایسے شخص تھے کہ اگر وہ تم سے کہہ دیتے کہ یہ سواری سونے کی ہے تو وہ دلائل کے ذریعہ ثابت کر دیتے کہ یہ سواری سونے کی ہے۔

ایک دفعہ امام اعظم اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگردوں کے درمیان اپنے اپنے شیخ کو لے کر بحث شروع ہوگئی، ہر گروہ اپنے امام کی فضیلت کا دعویدار تھا، اس موقع پر حضرت امام ابوعبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں گروہ کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے اصحاب امام شافعی سے فرمایا: تم اپنے امام کے اساتذہ کو شمار کراؤ جب انھوں نے اپنے امام کے اساتذہ کو شمار کرایا تو وہ 80 تھے، پھر انہوں نے اصحاب امام اعظم سے فرمایا: اب تم اپنے امام کے اساتذہ کو شمار کراؤ! پس جب انہوں نے امام اعظم کے اساتذہ کو شمار کرایا تو وہ چار ہزار تھے۔

اس طرح اساتذہ کی تعداد کے ذریعہ آپ نے ان کے مابین اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا کہ امام اعظم حدیث وفقہ دونوں میں امام الائمہ تھے، آپ کے تقریباً ایک ہزار شاگرد تھے جن میں چالیس افراد اجتہاد کے بہت ہی اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اور وہ آپ کے مشیر خاص بھی تھے، جن میں امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن الشیبانی، امام حماد بن ابی حنیفہ، امام زفر بن ہذیل، امام

عبد اللہ بن مبارک، امام وکیع بن جراح، امام داؤد بن نصیر رحمہم اللہ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

خطیب بغدادی یحییٰ بن ضریس سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت سفیان ثوری کو کہتے ہوئے سنا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ابو حنیفہ فرماتے ہیں، کوئی بھی مسئلہ ہو میں سب سے پہلے کتاب اللہ میں دیکھتا ہوں پھر اگر اس میں وہ مسئلہ نہیں ملتا ہے تو میں سنت رسول اللہ میں تلاش کرتا ہوں پھر جب کتاب اللہ اور سنت دونوں میں وہ مسئلہ نہیں ملتا تو میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے متفق علیہ قول کی طرف رجوع کرتا ہوں، اس میں بھی وہ مسئلہ نہیں پاتا تو میں ان کے مختلف فیہ قول کی طرف رجوع کرتا ہوں پھر ان میں سے بھی وہی لیتا ہوں جو ان میں قوی ہوتا ہے پھر بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا پھر میں ان میں سے کسی ایک کی روشنی میں قیاس کرتا ہوں پھر جب مسئلہ مکمل ہو جاتا ہے تو اسے حضرت ابراہیم، شعبی، ابن سرین، عطا ابن مسیب رضی اللہ عنہم وغیرہ چالس مجتہدین کے سامنے رکھتا ہوں پھر وہ اسی نہج پر غور و فکر اور اجتہاد کرتے ہیں۔

امام اعظم ائمہ وفقہا کی نظر میں

امام شافعی نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''سُبْحَانَ اللّٰہِ لَمْ اَرَ مِثْلَہٗ تَاللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے ابو حنیفہ کے مثل کسی کو نہیں دیکھا۔''

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں فرمایا: وہ علم اور زہد و تقویٰ کے ایسے مقام پر فائز تھے کہ دوسرا اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، امام خطیب تبریزی نے فرمایا: اہل اسلام پر لازم و ضروری ہے کہ وہ نماز میں امام اعظم ابو حنیفہ کے لئے دعا مانگا کریں کیونکہ انھوں نے حدیث وفقہ کی ان کے لئے حفاظت کی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے متعلق ان دو شخصوں کے سوا کوئی بدگمانی نہیں کرسکتا: ایک تو وہ شخص جو ان کے علم سے حسد کرنے والا ہو، دوسرا وہ شخص جو ان کے علم سے ناواقف ہو۔

ابو بکر بن عیاش بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا تو ہم ان کو تعزیت پیش کرنے کے لئے ان کے گھر گئے تو تعزیت کرنے والوں سے پورا گھر بھرا ہوا تھا، اسی اثنا میں ابو حنیفہ بھی اپنی ایک جماعت کے ساتھ تعزیت پیش کرنے کے لئے تشریف لائے، پس حضرت سفیان آپ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور عزت و احترام کے ساتھ اپنی جگہ لا کر بیٹھایا اور خود آپ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے، یہاں تک کہ جب آپ چلے گئے تو میں نے حضرت سفیان سے پوچھا کہ آپ نے ان کو اپنی جگہ کیوں بیٹھایا اور اس قدر تعظیم و تکریم کیوں کی؟ تو آپ نے فرمایا:

''وہ علم و تقویٰ میں بہت ہی اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اگر میں ان کے علم کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو ان کے فقہ کے لئے کھڑا ہوتا اگر فقہ کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو ان کے تقویٰ و ورع کے لئے کھڑا ہوتا۔''

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن عمارہ کو کہتے ہوئے سنا کہ خدا کی قسم میں نے فقہ میں آپ سے زیادہ عمدہ کلام کرتے ہوئے کسی کو نہ دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ کسی کو حاضر جواب پایا، حافظ عبد العزیز امام ابو داؤد سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص امام ابو حنیفہ کو دوست رکھے، وہ سنی ہے اور جو بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔

امام مسعر بن کدام بیان کرتے ہیں کہ میں امام اعظم کی مسجد میں آیا تو میں نے آپ کو اشراق کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا پھر اس کے بعد آپ طلبہ کو پڑھانے کے لئے بیٹھ گئے اور ظہر تک پڑھاتے رہے پھر آپ نے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر پڑھانے کے لئے بیٹھ گئے اور عصر تک پڑھاتے رہے پھر آپ نے عصر کی نماز ادا کی اور پھر پڑھانے کے لئے بیٹھ گئے اور مغرب تک پڑھاتے رہے پھر آپ نے مغرب کی نماز ادا کی اور عشا تک مسجد میں ہی بیٹھے رہے، میں نے اس وقت اپنے دل میں سوچا کہ یہ عجیب بزرگ ہیں یہ اپنے شغل سے فارغ ہی نہیں

ہوتے اور نہ ہی تھکتے ہیں پھر جب عشا کے بعد لوگ مسجد سے چلے گئے تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک فجر طلوع ہو گئی، اس کے بعد آپ اپنے دولت کدہ پہ تشریف لے گئے اور لباس وغیرہ تبدیل کر کے مسجد تشریف لائے اور فجر کی نماز ادا کی اور حسب سابق طلبہ کو ظہر تک پڑھایا اور ظہر کی نماز ادا کی پھر ظہر سے لے کر عصر تک پڑھایا اور عصر کی نماز ادا کی پھر عصر سے لے کر مغرب تک پڑھایا اور مغرب کی نماز ادا کی پھر مغرب سے عشا تک پڑھایا اور پھر عشا کی نماز ادا کی۔

پس میں نے سوچا کہ یہ عجیب بزرگ ہیں کہ یہ تھکتے ہی نہیں ہیں پھر عشا کے بعد جب لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور صبح صادق تک عبادات میں مشغول رہے پھر وقت صبح صادق اپنے مکان پہ تشریف لے گئے اور لباس وغیرہ تبدیل کر کے تشریف لائے اور فجر کی نماز ادا کی، پھر اس دن اور رات میں بھی آپ کا یہی معمول رہا، پس میں نے اپنے دل میں یہ عہد کیا کہ میں یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا حتی کہ ان کا انتقال ہو جائے یا میں مر جاؤں۔

ابن ابی معاذ بیان کرتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں ہی حضرت مسعر کا حالت سجدہ میں انتقال ہوا۔

امام اعظم اور قرآن پاک

خطیب بغدادی حماد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ جس مقام پر امام اعظم ابوحنیفہ کا انتقال ہوا اس جگہ پر آپ نے ستر ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم فرمایا تھا، خطیب بغدادی نے خارجہ بن مصعب کو کہتے ہوئے سنا کہ ختم قرآن ایک رکعت میں چار اماموں نے کیا ہے، ایک سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تیسرے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، چوتھے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خطیب بغدادی نے یحیٰ بن نصر کو کہتے ہوئے سنا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسا اوقات ماہ رمضان میں ساٹھ ختم قرآن فرماتے تھے۔

اسد بن عمرو سے روایت ہے کہ انھوں نے امام اعظم ابو حنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم کی کوئی ایسی سورۃ نہیں جس کی میں نے اپنے وتر کی رکعتوں میں تلاوت نہ کی ہو۔

امام اعظم کی تقویٰ شعاری

خطیب بغدادی علی بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حفص ابن عبدالرحمن تجارت میں امام اعظم کے شریک تھے پس امام اعظم نے ایک دفعہ ان کو کچھ سامان تجارت دے کر بھیجا تو فرمایا فلاں کپڑے کے تھان میں عیب ہے، لہٰذا جب تم اس کو فروخت کرنا تو ضرور بتا دینا، چنانچہ حفص بن عبدالرحمٰن گئے اور وہ تمام مال فروخت کر دیا اور خریدار کو عیب بتانا بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ وہ تھان کس سے فروخت کیا ہے، جب حضرت امام اعظم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اس مال تجارت سے آئے ہوئے سارے مال کو صدقہ کر دیا، آپ نے مسلسل چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور تیس سال روزہ رکھے اور رات میں مسلسل چالیس برس لیٹے نہیں۔

آپ کے وصال کی وجہ اور تجہیز و تدفین

منصور نے جب بغداد کو دارالسلطنت بنایا تو آپ کو بلوایا اور آپ کی خدمت میں عہدۂ قضا پیش کیا، آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اس عہدہ کے لائق نہیں ہوں، منصور نے جھنجھلا کر کہا کہ تم جھوٹے ہو، امام اعظم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی بات میں سچا ہوں تو بھی ثابت کہ میں عہدہ قضا کے لائق نہیں اور تمہارے اعتبار سے جھوٹا ہوں تو بھی عہدہ قضا کے لائق نہیں اس لئے کہ جھوٹے کو قاضی بنانا جائز نہیں، اس پر بھی منصور نہ مانا اور قسم کھا کر کہا تم کو قبول کرنا پڑے گا، پس آپ نے بھی قسم کھا کر کہا کہ میں بھی ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

اس پر منصور بہت ناراض ہوا اور آپ کو قید خانے میں ڈال دیا، لیکن اس سے آپ پر کوئی اثر نہ پڑا بلکہ اس کے قید کرنے سے آپ کی عظمت و رفعت اور بلند ہو گئی اور عوام و خواص سبھی آپ سے کسب فیض کے لئے قید خانہ میں ہی آنے لگے اور امام محمد تو اخیر وقت تک قید خانے میں ہی آپ سے علم

بقیہ ص ۱۶ر پر

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

گیارہویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

فتنۂ قبر کی منظر کشی! فاروق اعظم سے حضور کا ایک سوال

حضرت ابو حازم (علیہ الرحمہ) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور پرنور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک بار، حضرت عمر سے) فرمایا:

”کیف بک اذا جاءک فتانا القبر۔۔۔ الحدیث۔“

(ترجمہ) اے عمر! تیرا کیا حال ہوگا؟ اس وقت جب دو فتان [۱] جن کا رنگ کالا، آنکھیں نیلی نیلی (ڈراؤنی) اپنے لمبے لمبے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے تیرے پاس، قبر میں اس حال میں آئیں گے کہ ان کے بدن پر بڑے بڑے بال ہوں گے، ان کی آواز میں ایسی زور دار کڑک ہوگی جیسی زور سے گرجنے والی آسمانی بجلی کی ہوتی ہے۔ ان کی نگاہیں چکا چوند کر دینے والی بجلی کی طرح تیز چمک دار ہوں گی؟۔۔۔

۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا (اس وقت) میرے ساتھ میری عقل ہوگی اور کیا میں اِسی حالت پر ہوں گا جس پر آج ہوں؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تو حضرت عمر نے عرض کیا تب تو میں اللہ کے حکم سے ان کو کافی ہوں، ان کا جواب سن کر حضور نے فرمایا: اِنَّ عُمَرَ لَمُوَفَّقٌ۔ بے شک عمر کو ضرور توفیق ملے گی۔

مومن کو قبر میں اپنے اعمال حسنہ کی حمایت حاصل

(مصنف علیہ الرحمہ نے کہا:) حضرت ابو القاسم ابن عبد الرحمٰن شابازی نے اپنی پوری اسناد کے ساتھ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے مجھے حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ما من میت یموت الا و لہ خوار۔۔۔ الحدیث“

(ترجمہ) جو بھی مرنے والا (کوئی انسان) مرتا ہے وہ ضرور بڑی چیخ پکار (واویلاہ) مچاتا ہے جسے انسانوں کے علاوہ ہر جاندار جو اس کے نزدیک ہوسنتا ہے، اگر کوئی انسان اسے سن لے تو ضرور بے ہوش ہو کر گر پڑے، جب اس کو قبر کی طرف لے جایا جاتا اگر نیک ہے تو کہتا ہے میرے ساتھ جلدی کرو (دفن میں تاخیر نہ کرو) جو خیر میرے سامنے ہے اگر تم اسے جان لیتے تو ضرور مجھے تیزی سے، بہت جلد آگے پہنچاتے اور اگر نیک نہیں تو کہتا ہے میرے ساتھ جلدی نہ کرو اگر تم میری اس خرابی کو جان لیتے جس کے لئے مجھے آگے لے جا رہے ہو تو ہرگز میرے ساتھ جلدی نہ کرتے پھر جب اسے قبر میں چھپا دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے فرشتے آتے ہیں جن کی آنکھیں نیلی (بہت ڈراؤنی) ہیں، دونوں فرشتے سرہانے سے آنا چاہتے ہیں تو اس کی نماز (متمثل ہو کر آڑے آتی اور) کہتی ہے میری طرف سے اس کے پاس تم نہیں جا سکو گے کیونکہ اس نے اکثر راتیں (عبادتِ الٰہی میں) جاگ جاگ کر گزاری ہیں اسی قبر کے ڈر سے، پھر اس کے پاس پاؤں کی طرف سے آنا چاہیں گے تو بِرُّ الوالدین (یعنی ماں باپ کی خدمت گزاری، نیک سلوکی) آڑے آئے گی اور کہے گی ہماری طرف سے اس کے پاس نہیں جایا جا سکتا کیونکہ یہ ہم پر (یعنی ٹانگوں پر) چلتا اور (ماں باپ کی خدمت کے لئے) مستعد رہتا تھا اسی قبر کے ڈر سے، پھر وہ داہنے ہاتھ کی طرف سے آنا چاہتے ہیں تو اس کی خیر، خیرات (آڑے آتی اور) کہتی ہے میری طرف سے اس کے پاس نہیں

---

[۱] دوفتان = فتنہ (یعنی کڑی آزمائش) میں ڈالنے والے دو افراد، یعنی دو فرشتے۔ قبر کے سوالوں کو اور منکر نکیر کی آمد کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فتنہ سے تعبیر فرمایا کیونکہ وہ بیشک بہت کڑی آزمائش ہے، بڑی خطرناک جانچ ہے، اللّٰھم انا نعوذبک من فتنۃ القبر و عذاب القبر، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

جایا جاسکتا، بے شک یہ اسی قبر کے ڈر سے، میری وساطت سے صدقہ خیرات کرتا تھا، پھر بائیں ہاتھ کی طرف سے آیا چاہتے ہیں تو اس کا روزہ (آڑے آتا اور) کہتا ہے تم میری طرف سے اس تک نہیں پہنچ سکتے کہ یہ بندہ اسی قبر سے ڈرتے ہوئے بھوکا پیاسا رہا کرتا (بکثرت روزے رکھتا) تھا پھر اسے بیدار کیا جاتا ہے جیسے سوتے ہوئے کو جگاتے ہیں۔

اس سے پوچھا جاتا ہے کہ ان صاحب کے بارے میں جنہوں نے وہ کہا جو کہا ہمیں بتا کہ تو ان سے کس نسبت پر تھا، وہ کہتا ہے: من ھو؟ (یعنی ان کا نام تو کھولو) تو کہا جاتا ہی **محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم)** تو وہ (جواب میں) کہتا ہے: **اشھد انہ رسول اللہ**۔ میں گواہی دیتا ہوں بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منکر نکیر کہتے ہیں تو نے زندگی گزاری مومن رہ کر اور تجھے موت آئی ایمان پر! پس اس کے لئے قبر میں فراخی کردی جاتی ہے اور اس کے لئے (قبر میں) اللہ کی طرف سے جو طرح طرح کی کرامتیں عزتیں ہیں، پھیلا دی (یا کھول دی) جاتی ہیں جتنی اللہ چاہتا ہے۔

دعائے مصنف

تو ہم اللہ تعالیٰ سے خیر کی توفیق کا اور (دین و ایمان کی) حفاظت کا سوال کرتے ہیں اور یہ کہ ہمیں، گمراہوں سے، گمراہ گروں کی اھواء سے اور غفلت سے اپنی پناہ میں رکھے اور قبر کے عذاب سے بچائے (۱) کیونکہ (ہم تو ہم، ہمارے آقا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی (تعلیم امت کے لئے، یا تواضعاً) عذاب قبر سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے۔

قبر کے عذاب وثواب کا حق ہونا، نیا عقیدہ نہیں

حدیث شریف: منقول ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں اس (عقیدے) سے ناواقف تھی کہ قبر میں بھی عذاب (وثواب) ہوتا ہے، یہاں تک کہ ایک روز ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کچھ بھیک مانگی، میں نے کوئی چیز دے دی تو اس نے (دعا دیتے ہوئے) کہا اللہ، تمہیں عذاب قبر سے پناہ دے، میں نے گمان کیا کہ یہ بات یہودیوں کی باطل باتوں میں سے ہوگی پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور میں نے اس کا حضور سے ذکر کیا تو حضور نے مجھے خبر دی کہ عذاب قبر بے شک حق ہے۔

تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب عذاب قبر کا عقیدہ حق ہے): تو ہر مسلمان پر فرض ہے کہ عذاب قبر سے (برابر) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا (اور ڈرتا) رہے اور یہ کہ قبر میں پہنچنے سے پہلے، اعمال صالحہ کے ذریعے قبر کے لئے تیاری میں لگا رہے۔ کیونکہ بات یہ ہے کہ ابھی جب تک کہ بندہ دنیا میں ہے اس پر (آسائش قبر کے لئے تیاری کا) معاملہ آسان ہے (کیونکہ بعد موت عمل کا موقع نہیں ملے گا حتی کہ) جب قبر میں داخل ہوگا تو تمنا کرے گا کہ کاش اسے (کم از کم کسی) ایک نیکی کے کرنے کا اذن واختیار مل جاتا اور وہ ملے گا نہیں تب وہ حسرت وندامت میں پڑا رہ جائے گا۔

بازارِ دنیا میں اُخروی سودا کتنا سستا؟

نصیحت از مصنف علیہ الرحمہ

لہٰذا عقلمند کو چاہئے کہ مُردوں کے امور واحوال میں خوب غور کیا کرے۔ بے شک مردے تمنا کرتے ہیں کہ انہیں دو رکعت نماز کا اذن مل جائے یا ایک بار **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہنے کا موقع مل جائے یا ایک بار سبحان اللہ کہنے کی اجازت حاصل ہوجائے مگر انہیں اس کا اذن نہیں ملے گا پھر وہ زندوں کی حالت پر تعجب کرتے ہیں کہ (وہ ہماری اس بدحالی اور مجبوری سے سبق نہیں لیتے اور) غفلت وبطالت (۲) میں اپنے دن ضائع کررہے ہیں۔ تو اے بھائی! تو اپنے (باقی ماندہ) ایام برباد مت کر۔ بے شک یہ ایام (گویا) رأس المال ہیں تو جب تک تجھے اپنی اس اصل پونجی (کے برتنے) پر دسترس حاصل ہے اس کے ذریعہ نفع حاصل کرسکتا ہے اس لئے کہ آخرت میں کام آنے والا سودا آج سستا ہے لہٰذا اس مندے کے وقت میں

[۱] حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ نے خاص طور سے یہی دعا اس جگہ کیوں مانگی؟ خود اس کی وجہ بتاتے ہوئے آگے کہتے ہیں: کیونکہ...الخ۔'' ۱۲ مترجم غفرلہ۔

[۲] ''بطالت'' = بے کاری، بدکاری، فضول روی۔ ۱۲ مترجم غفرلہ۔

اخروی سرمایہ (زیادہ سے زیادہ) جمع کرنے میں جُٹ جا (خوب محنت وریاضت کر) کیونکہ آج کمایا ہوا سرمایہ آنے والے دن میں بڑا اعزیز، نہایت قابل قدر ہوگا۔

لہٰذا اس مندے کے وقت یوم عزت کیلئے اس سرمایہ کو کثیر سے کثیر کرنے کی کوشش کر، پھر اس دن تجھے اِس پر دسترس حاصل نہیں ہوگی، تو ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں فقر وحاجت کے دن کے لئے تیاری میں لگے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ندامت والوں میں سے نہ کرے جو واپسی کے طالب ہونگے اور ان کی یہ طلب (طلب اقالہ) منظور نہیں کی جائے گی، ہم پر اور سبھی مسلمانوں پر اللہ تعالی سکرات موت اور قبر کی سختی سہل فرمائے، آمین یارب العلمین بے شک وہ ارحم الراحمین ہے اور ہمیں کافی وافی ہے، نہایت اچھا کارساز، و**لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

.... جاری

ص ۵۳ / کا بقیہ.........

تأثرات، مخالفین کے اعترافات، مشاہیر علم و دانش کے تاثرات اور پھر سرضیاء الدین کی حاضری کا تذکرہ انیسواں باب ترجیحات جس کے تحت اہل سنّت کا مرکز بریلی شریف اور مسلک اعلیٰ حضرت کا بیان ہے، بیسویں اور آخری باب میں شاعر کی قلبی التجا ہے، اتنے ابواب پہ پھیلی ہوئی یہ سوانح حیات اپنے متن اور مافیہ کے اعتبار سے کس قدر اہمیت کی حامل ہوگی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ابواب بندی میں عالمانہ فاضلانہ نقشبندی ہے تاہم کہیں کہیں نظر ٹھہرتی اور ذوق اسے قبول نہیں کرتا۔

اعلیٰ حضرت کی حیات وخدمات کے حوالے سے اس بات کا دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت محبوب گوہر نے جامعیت کے ساتھ سارے گوشوں پہ مکمل اور بھر پور روشنی ڈالنے کا اہتمام کیا ہے تاہم یہ ضرور ہے کہ موجودہ تحقیقی مواد کے تناظر میں اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا جو عکس و نقش ابھر رہا ہے حتیٰ المقدور اس کا مکمل احاطہ کرنے کی ایک کوشش کی گئی ہے، یقیناً قدر شناس اور جوہر بیں نگاہیں مولانا موصوف کی اس گراں قدر خدمت پہ تحسین وآفرین کہیں گی۔

ص ۵۴ / کا بقیہ.........

رفعت وعظمت میں شاہِ دیں کا ہمسر کون ہے
آج بھی آواز ہے یہ گونجتی معراج کی
مسجدِ اقصیٰ کی وہ پُرکیف محفل دیکھیے
انبیا نے بھی منائی ہے خوشی معراج کی
آسمانوں کے سفر کی سوچ یوں پیدا ہوئی
آج دنیا کر رہی ہے، پیروی معراج کی
مثلِ خورشیدِ حقیقت، ہے ہمیشہ کے لیے
آسمانِ صدق پر جلوہ گری معراج کی
بندگی کا اک حسیں تحفہ ملا اس رات میں
اہلِ ایماں پر نوازش ہے بڑی، معراج کی
قربِ مولیٰ چاہتے ہو تو پڑھو دائم نماز
مومنو! ہے یہ عبادت نسبتی معراج کی
رب کے آگے سر جھکانا، رفعتوں کا ہے سفر
پنجوقتہ ملتی ہے لذت نئی معراج کی
ہر بَرَس آ کر برستے ہیں اُسی پَل کے سَحاب
کِشتِ جاں سیراب کرتی ہے ندی معراج کی
اِس لیے بادل کا پانی اب تلک سوکھا نہیں
موسمِ افلاک نے پائی نمی معراج کی
گلشنِ ہستی ہے تازہ ہر نبی کا تا ابد
اِس پہ شاہد ہے نمازِ موسوی معراج کی
عشق والے، جی اٹھے اِس معجزے کو مان کر
ہر غلامِ عقل پر بجلی گری معراج کی
جب وہاں جا ہی نہیں سکتے پرندے عقل کے
کیسے سمجھیں گے حقیقت، فلسفی معراج کی
یا خدا سب کاروانِ اہلِ حق ہوں متحد
باغِ دل پائے، بہارِ دوستی معراج کی
سن رہی ہے وقت کی رفتار، سانسیں تھام کر
ہے فریدی کے لبوں پر بات ابھی معراج کی

ترغیبات

از: مفتی ملک الظفر سہسرامی*

منظوم سوانح اعلیٰ حضرت: ایک مطالعہ

1272 / 1856 میں ہندستان کے معروف شہر بریلی میں جلوہ فرما ہونے والی ذات امام احمد رضا جنہیں دنیا مختلف القاب سے یاد کرتی ہے اعلیٰ حضرت کے بلند و بالا لقب سے یاد کی جانے والی یہ شخصیت آج علم و فکر کی دنیا میں اپنی سطوت علمی اور جودت فکری کی بنیاد پہ ایک انفرادی شناخت اور پہچان رکھتی ہے، آپ نے ایسے دور میں شعور کی کمان سنبھالی جو بہت پر آشوب تھا، سیاسی، سماجی، مذہبی اور ملی محاذ پہ طرفہ انتشار تھا، مذہب کے نام پہ دین کے نام نہاد ٹھیکیداروں نے بدمذہبی کا طوفان بدتمیزی برپا کرنے کی مہم شروع کر رکھی تھی تاریخ کا طالب علم اس بات سے بخوبی واقف و آگاہ ہے کہ یہ دور فتنہ سامانیوں کے اعتبار سے بہت انقلابی تھا برصغیر کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مذہبی اور سیاسی اعتبار سے اسلام اور مسلمانوں پہ کیا کیا قیامتیں توڑی گئیں اور امت مسلمہ کن محشر بردوش حالات سے دوچار تھی۔

ایک طرف انگریزوں کا تغلب و تسلط تھا تو دوسری جانب ان کے کاسہ لیس، ضمیر فروش زرخرید علما کی جانب سے دین اور اقدار دین پہ شب خون مارنے کا مکروہ و ناپسندیدہ عمل جاری تھا عوام میں معمولات و مراسم کے نام پہ بے ہودگیوں اور غیر شرعی رسم و رواج کا جو طوفان مچا ہوا تھا، اس نے دین اسلام کا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا، داخلی اور خارجی طوفان کے اس دور میں مذہبی منظر نامے پہ ابھر کر سامنے آنے والی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک بہت اہم ذات ہے جس نے اپنے زمانے کے تمام ابھرتے ہوئے فتنوں کے خلاف بہت چابک دستی سے محاذ سنبھالا اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ان فتنوں کے خلاف مضبوط پشتہ باندھ کر دین کے خود ساختہ ٹھیکیداروں کے اسلام مخالف تمام منصوبوں کو پیوند خاک کر دیا۔

حالات کی نازکی بتا رہی تھی کہ اگر اس بطل جلیل نے اس زمانے میں ان فتنوں کے خلاف منصوبہ بند انداز میں پیش قدمی نہ فرمائی ہوتی تو آج ہند و پاک کی فضاؤں میں عشق رسول کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھینی بھینی خوشبوئیں جو ہماری ایمانی رگوں میں گردش کر رہی ہیں تو نقشہ کچھ اور ہی ہوتا۔

حیات اسلامی کا وہ کون سا گوشہ ہے جس پہ چودہویں صدی کے اس عظیم مفکر نے اپنے علم و فکر کا چراغ نہیں جلایا بلکہ جدید عصری علوم پہ ایسی تحریریں یادگار چھوڑی ہیں جن پہ دور جدید کے مفکرین خود کو داد دینے پہ مجبور پاتے ہیں، وہ اپنے علم و فکر، فقہ و تدبر اور تجدیدی کارناموں کی بنیاد پہ لاریب ایک ایسے مذہبی مفکر و دانشور تھے تاریخی شواہد کی روشنی میں جنہیں اپنی پیش کردہ تحقیقات سے کبھی رجوع کی نوبت نہیں آئی، چنانچہ ان کی علمی و فکری برتری اور تجدیدی کارناموں نے ان کے ہم عصروں میں انہیں مرجع فتاویٰ بنا دیا کسی بھی اختلافی مسئلے میں ان کی رائے اور ان کا فیصلہ حرف آخر کی حیثیت رکھتا، انہوں نے انہی افکار و خیالات کی ترویج و اشاعت میں اپنی عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ صرف فرمایا جو سیدی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تھے۔

چنانچہ ان کی قدیم الخیالی اور حنفیت میں پختہ فکری کی گواہی غیر سنی مفکرین سے لے کر غیر مسلم دانشوروں نے بھی پیش کی ہے، مشہور غیر مقلد عالم احسان الٰہی ظہیر کا یہ اعتراف "یہ جماعت اپنی پیدائش اور نام کے لحاظ سے نئی ہے لیکن افکار اور عقائد کے اعتبار سے قدیم ہے۔" (البریلویہ، صفحہ 07)

ایک دوسرے مؤرخ کی رائے میں "انہوں نے (فاضل بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طرز کی حمایت کی" (موج کوثر)

مشہور محقق اور ادیب مالک رام کے خیال میں" جیسا کہ سب کو معلوم ہے بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔"

جماعت اسلامی کے آرگن ماہنامہ "الحسنات" نے اس سلسلے میں یہ تبصرہ تحریر کیا" یہ خیال درست نہیں ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے دین اسلام میں ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی ہے البتہ یہ درست ہے کہ علما کی اس جماعت کو عرف عام میں احمد رضا خاں بریلوی سے عقیدت کی بنا پر بریلوی کہا جاتا ہے اور دوسرے احناف سے بعض مسائل میں اختلاف کی بنا پر الگ تشخص قائم ہو گیا۔" (الحسنات رامپور کا شخصیات نمبر صفحہ 55-54)

حضرت علامہ سید جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمہ جہت دینی و مذہبی خدمات کا اعتراف اور ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے عربی زبان و ادب کے شہرت یافتہ استاد اور معروف مستشرق محقق آرائے نکلس نے بہت نپے تلے جملے میں کہا تھا:

" زوال بغداد کے بعد مسلمان علما میں سے اسے کسی ایک کا انتخاب کرنے کو کہا جائے تو وہ بغیر کسی توقف کے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کا نام لے گا۔"

نکلس کی اس رائے پہ تبصرہ قلم بند کرتے ہوئے عربی، فارسی اور اردو زبان و ادب کے ایک بڑے اسکالر محقق و ادیب ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی رقم طراز ہیں:

" امام السیوطی علیہ الرحمۃ کی علمی کاوشوں کو کسی محدود دائرے میں اسیر نہیں کیا جاسکتا تفسیر سے ادب تک، لغت سے نحو تک، تاریخ سے سوانح تک، سیرت سے خصائص تک جس حوالے سے بھی نظر اٹھائیں امام السیوطی کی ذات فیض بار نظر آتی ہے، اس قدر متنوع اصناف پر اس اعتماد سے بے تکان لکھتے جانا کسی کرم خاص کا مظہر محسوس ہوتا ہے۔"

اس بالغانہ اور عالمانہ تبصرے کے بعد وہ تحریر فرماتے ہیں:

" میں بلا خوف تردید اسی قسم کا دعویٰ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں کرنے میں راحت پاتا ہوں، وہی ماحول ایسی ہی زوال آشنا قوم ویسے ہی چوبائی حملے، چہار جانب دندناتے فتنوں کے سامنے سینہ سپر ہو جانا کسی توفیق پائے ہوئے مرد مجاہد ہی کا حوصلہ ہے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ایسی نابغہ شخصیت کا نام ہے جو فلک کی صدیوں کی گردش کے بعد علمی و فکری منظر نامے پہ ابھرتی ہے، اپنے زمانے کے تمام مروجہ علوم و فنون پہ آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی علم کی وہ کون سی شاخ ہے جس پہ آپ نے اپنی نادر و نایاب تحریریں یادگار نہ چھوڑیں حال کی تحقیقات کی روشنی میں جن علوم و فنون پہ آپ کو دسترس حاصل تھی ان کی تعداد سو سے بھی متجاوز ہے، آپ کی تصنیفات و تالیفات ہزاروں میں ہیں، آپ کے فتاوے اور دیگر تحریروں میں ان علوم و فنون کے عکس و نقش دیکھے جاسکتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیت کے علمی و فکری نوادرات کا تعارف و تجزیہ کچھ بہت آسان نہیں، کام ہونے کے باوجود ابھی اس عبقری کی شخصیت کے سارے گوشے علمی منظر نامے پہ نمایاں نہیں ہو پائے ہیں، اس سلسلے میں کچھ حضرات انفرادی طور پہ کوششوں کے چراغ جلا رہے ہیں تو کچھ تنظیمیں اور جماعتیں بھی ہیں جو منصوبہ بند انداز میں تحقیق و جستجو کے میدان میں آبلہ پائی کر رہی ہیں جو ایک خوش آئند بات ہے، آپ کی حیات و خدمات اور سوانح نگاری پہ مختلف جہتوں سے الگ الگ انداز میں کام ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں، ستر سے زائد تحقیقی مقالات تحریر ہو چکے ہیں اور مزید یہ سلسلہ آگے کی جانب رواں دواں ہے، کسی ایک شخصیت پہ اتنی بڑی تعداد میں پی ایچ ڈی شائد نہیں ہوئی ہو۔

سوانح نگاری کی تاریخ بہت قدیم اور پرانی ہے ہر دور میں اس حوالے سے زبان و قلم کے خدمت گاروں نے خدمات انجام دیں، سوانح نگاری کا یہ عمل اگر تاریخی حقائق کے مطابق ہے تو یقیناً قابل تعریف ہے اور اگر حقائق اور صداقتوں کا گلا گھونٹ کر مزعومات و خیالات پہ مبنی تاریخ گڑھ لی گئی ہو تو نہ ہی مذہب اسلام میں اس کے جواز کی کوئی صورت ملتی اور نہ ہی ایسی تاریخ

سخن در سخن

انصاف پسند اور حق طبع افراد قبول فرماتے، سوانح نگاری کے باب میں ہر دو قسم کی تاریخ آپ کو مل جائے گی، لیکن حق پسند علمائے کرام نے ہمیشہ تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں ہی سوانح نگاری فرمائی ہے۔

تاریخ نویسی کا یہ عمل اردو زبان میں بالعموم نثر میں ہی انجام دیا گیا ہے چوں کہ نظم نگاری اپنے قیود و شرائط کے اعتبار سے نثر کے مقابلے میں مشکل ہے اور پھر تاریخ نویسی اور سوانح نگاری پیرایۂ نظم میں پیش کرنا بہت ہی سنگلاخ زمین پہ گل بوٹے کھلانے کا عمل ہے تاہم کچھ نظم نگاروں نے پیرایۂ نظم میں بھی اپنے فن کا اظہار فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گونا گوں مذہبی، ملی اور سیاسی خدمات پہ تاریخ نویس اور سوانح نگاروں نے اپنے اپنے انداز میں علمی خدمات انجام دی ہیں آپ کی حیات و خدمات پہ ملک العلماء حضرت علامہ سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ضخیم چار جلدوں میں " حیات اعلیٰ حضرت" کو اس باب میں اساس و بنیاد کی حیثیت حاصل ہے بعد کے ادوار میں اسی ماخذ و مرجع سے اخذ و استفادے کا سلسلہ جاری ہوا جو آگے کی جانب رواں دواں ہے۔

حضرت علامہ محمود جان جام جودھپوری جو اعلیٰ حضرت کے خلفا میں ہیں انہوں نے مختصر انداز میں اعلیٰ حضرت کی منظوم سوانح حیات کی ترتیب کا فریضہ انجام دیا ہے، مظفر پور کی سرزمین سے ابھرنے والے جواں سال عالم دین حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری جن کی فطرت اور طبیعت میں شعر گوئی ہے فی البدیہہ اور برجستہ رواں دواں اشعار پیش کرنے کا کمال ہنر قدرت نے انہیں عطا فرمایا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان پہ ہر وقت شعر کی آمد کی کیفیت رہتی ہے کچھ دنوں قبل ان کا خوبصورت نعتیہ مجموعہ " ثنائے سرکار ہے وظیفہ" منظر عام پہ آیا اور اہل نظر کی نگاہوں کی زیب و زینت بنا نقادانِ فن اور ادب شناس زبان و قلم نے ان کی کوشش و کاوش کو داد و تحسین سے نوازا اور مرحبا فرمایا۔

نہ جانے وہ کون سی ساعت تھی جس میں انہوں نے بغیر سمجھے بوجھے ایک بہت بڑے پروجکٹ پہ کام شروع کر دیا" بغیر سمجھے بوجھے" میں نے سمجھ بوجھ کر لکھا ہے یقیناً اس لمبے سفر کی سنگلاخ وادی کا درست اور صحیح اندازہ انہیں اس وقت نہیں تھا، ورنہ وہ حوصلہ ہار جاتے لیکن جب اس وادی میں قدم رکھ دیے تو پھر رفتہ رفتہ انہیں حوصلوں کا زادِ سفر بھی فراہم ہوتا رہا اور پھر اس طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات پہ ڈھائی ہزار خوبصورت اشعار کا حسین و شاداب گل دستہ آپ کے روبرو پیش کرنے میں وہ سرخ رو ہو رہے ہیں۔

حضرت محبوب گوہر کی ترتیب دی ہوئی منظوم سوانح اعلیٰ حضرت ایک مکمل تحقیقی کاوش ہے جامعات میں جو تحقیقی مقالے داخل کیے جاتے ہیں جن پہ پی ایچ ڈی کی ڈگری یونیورسٹی کی جانب سے تفویض کی جاتی ہے وہ تمام خوبیاں اس منظوم سوانح میں نظر آتی ہیں، اس کتاب کی ترتیب و تہذیب کا کام بالکل اسی انداز میں دیا گیا ہے مثلاً اعلیٰ حضرت کا خاندانی پس منظر، ولادت، عہد طفلی کے واقعات، علمی فضائل و کمالات، بیعت و خلافت، تدریسی خدمات، فتویٰ نویسی، تفقہ فی الدین، تبلیغی و تعلیمی اسفار، تصنیفات و تالیفات، ترجمۂ قرآن پاک، عشق رسول مقبول ﷺ، اصلاح معاشرہ، امت مسلمہ کی فلاح و نجات کے بنیادی نکات، رد بدعات و منکرات، نعتیہ شاعری، مدارس و مکاتب کا قیام، عصری علوم پہ مہارت، علمائے عرب سے روابط و تعلقات، اولاد امجاد، خلفاء، وصال و وصایا۔

اگر مولانا موصوف نے باقاعدہ پی ایچ ڈی کا رجسٹریشن حاصل کرنے کے بعد یہ تحقیقی خدمت انجام دی ہوتی تو یقیناً انہیں تاریخی و تحقیقی منظوم سوانح حیات کی ترتیب و تہذیب کی اس گراں قدر کوشش و کاوش پہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کر دی جاتی، اب بھی وقت نہیں کیا گیا ہے کسی دانشور پروفیسر کو بحیثیت نگراں منتخب کر کے کسی یونیورسٹی سے رجسٹریشن حاصل کر لیں اور پھر مزید اسے رنگ و روغن دے کر نئے آب و تاب کے ساتھ عصری جامعہ میں داخل کریں۔

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ چودھویں صدی کے اس

عبقری اور مجدد دین وملت کو سرزمین بہار سے جو لگاؤ و تعلق رہا اس کا اظہار الگ الگ انداز میں ہر دور میں ہوتا رہا، اردو نثر میں آپ کی مکمل حیات وخدمات کی ترتیب وتہذیب کا سہرا آپ کے نامور شاگرد و خلیفہ حضرت علامہ سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پہ سجتا ہے تو بہار کی سرزمین پہ ہی آپ کے بے مثال تجدیدی کارناموں کی بنیاد پہ مجدد کے اعلیٰ لقب سے آپ کو سرفراز کیا گیا۔

بہار کے ہی ایک دیدہ ور نابغہ اور علم حدیث پہ گہری نظر رکھنے والے عالم دین مقبول خاص وعام خطیب ومقرر طوطئ ہند حافظ حدیث حضرت علامہ الحاج محمد قادر بخش سہسرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلی مرتبہ "مسلک اعلیٰ حضرت" کی اساس و بنیاد رکھی اور آپ کی محبت کو سنیت کی علامت اور پہچان بتایا اور آپ سے بعض و دشمنی کو بدعقیدگی کا نتیجہ، پہلی مرتبہ اعلیٰ حضرت کی حیات وخدمات پہ بہار کے ہی ایک اسکالر ڈاکٹر حسن رضا خان نے بہار کی پٹنہ یونیورسٹی سے آپ کی شان فقاہت میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کی تصنیفات وتالیفات ومضامین ومقالات کی اشاعت بھی بہار کی سرزمین عظیم آباد سے آپ کے نامور اور محبوب خلیفہ حضرت علامہ قاضی عبدالوحید فردوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وساطت سے ہوتی رہی، مکمل حیات اعلیٰ حضرت علم دوست حضرات کے ہاتھوں سے گزرتے گزرتے بالآخر پہلی مرتبہ الجامعۃ الرضویہ پٹنہ کے روح رواں حضرت سید ولی الدین رضوی کی کوشش وکاوش سے منظر عام پہ آئی، اسے حسن اتفاق ہی کہا جائے گا کہ منظوم سوانح اعلیٰ حضرت پیش کرنے میں اولیت کا یہ سہرا بھی پٹنہ کے معروف دینی ومذہبی ادارہ الجامعۃ الرضویہ جو شہر عظیم آباد میں مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان ہے، اس کے شعبۂ دعوت وتبلیغ سے وابستہ اور باوقار استاذ شاعر فطرت حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری ڈھائی ہزار اشعار سے "حیات اعلیٰ حضرت" کا گلشن سجا سنوار کر علمی وادبی منظرنامے پہ نمایاں ہو رہے ہیں۔

مولانا محبوب گوہر کے قلم زرنگار کی جو گوہر افشانی ڈھائی ہزار اشعار پہ پھیلی ہوئی ہے میں نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ نظم کی جو فنی خوبیاں اور محاسن ہیں وہ سب اس کتاب میں یکجا ہو گئی ہیں، روانی، تسلسل، الفاظ کا درست انتخاب، غنائیت سلیس اور شگفتہ زبان و بیان نے اسے اہل نظر کے لیے سامان توجہ بنا دیا ہے۔

موصوف نے یہ منظوم سوانح حیات بیس ابواب پہ ترتیب دی ہے، باب اوّل سوانحات اس ضمن میں خاندانی پس منظر، آباء و اجداد، ولادت، عہد طفلی کے حالات و کمالات، حسن سیرت، عادات وخصائل پابندئ شرع، معمولات حیات، بیعت وخلافت، اولاد امجاد، خلفاء، سفر آخرت، وصایا، وصال اور خانوادۂ رضا کے چشم وچراغ اس کے بعد درسیات، فقہیات اور سفریات، سفریات کے تحت اعلیٰ حضرت کے زیارت حرمین شریفین کے دو اسفار اور مزید تبلیغی اسفار کا تذکرہ ہے اس کے بعد تصنیفات کا باب ہے، اس ضمن میں کنز الایمان، فتاویٰ رضویہ اور الدولۃ المکیہ کا خصوصی ذکر پھر اس کے بعد علمیات، تصوفات، سائنسیات، تعاقبات، تعاقبات کے تحت عہد رضا کے فتنے اور ان کا استیصال اور حسام الحرمین کا تذکرہ اس کے بعد ایمانیات اس ضمن میں اعلیٰ حضرت کے عشق رسول کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تحریک عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوے اور احترام سادات کا ذکر ہے۔

اس کے بعد اصلاحات اور اس ضمن میں اصلاح معاشرہ میں اعلیٰ حضرت کی خدمات کا تذکرہ پھر باب خصوصیات اس کے تحت آپ کے اہم اور نمایاں کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے پھر شعریات کا باب ہے اس کے تحت اعلیٰ حضرت کی نعت گوئی، حدائق بخشش، سلام رضا اور اس کی مقبولیت اور قصیدۂ معراجیہ اس کے بعد تعمیرات، کرامات، پیغامات کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کے دس نکاتی فارمولے کا تذکرہ کیا گیا ہے، پھر باب امتیازات اس کے تحت اعلیٰ حضرت کے حوالے سے لکھی گئی کتابوں کا تذکرہ، پی ایچ ڈی کرنے والوں کے اسمائے گرامی اور ایم فل کرنے والوں کا تذکرہ ہے، اس کے بعد اعترافات کا باب ہے، اس ضمن میں علمائے عرب کے

بقیہ ص ۹۴ پر

منظومات

کیسے کر پائے کوئی، منظر کشی معراج کی

از مولانا سلمان رضا فریدی، مسقط عمان

کیسے کر پائے کوئی، منظر کشی معراج کی
ماوَرائے عقل ہے جلوہ گری معراج کی

سوگئی اِس رات میں چشمِ نظامِ کائنات
دہر میں ساعت رہی بس جاگتی معراج کی

میرِ محفل ربِ تعالیٰ، شمعِ محفل مصطفیٰ
لامکاں میں انجمن ایسی سجی معراج کی

عشق سے دیکھو تو ایمانی نظر ہوجائے تیز
پڑھ رہی ہے ہر جھلک نعتِ نبی، معراج کی

چاند تاروں کو ملا تھا پاؤں چھونے کا شرَف
بانٹتے ہیں آج تک وہ، روشنی معراج کی

مصطفیٰ کی آنکھ سے دیدارِ مولیٰ کرلیا
چشمِ موسیٰ کو چمک ایسی ملی معراج کی

بقیہ ص ۹۴ر پر

آقا کے در مجھے دل بیتاب لے گیا

از: سید خادم رسول عینی قدوسی ارشدی

ذکر نبی سلگتے مرے خواب لے گیا
اور زندگی کے بحر سے گرداب لے گیا

نکلا تھا آفتاب یوں جاہ وجلال سے
باطل کا آب ہی نہیں سیلاب لے گیا

لمحاتِ یادِ سرورِ کونین آئے کام
جب وقت میری خوشیوں کے اسباب لے گیا

اس کے تصورات کی قوت تو دیکھیے
آقا کے در مجھے دل بیتاب لے گیا

یا مصطفیٰ کا فقرہ محافظ بنا رہا
گرچہ زمانہ مجھ کو تہ آب لے گیا

دریا سے بھی زیادہ ہے فیاض ان کا در
آیا جو در پہ، موتی وہ نایاب لے گیا

محروم کوئی رہ گیا عین چراغ سے
اور کوئی آفتاب سے مہتاب لے گیا

آیا فرشتہ، قبض کیا روح کو، مگر
دراصل درد وفکر کا وہ باب لے گیا

حق راستے پہ لایا اسے نعت گوئی نے
شعر وادب سے جب کوئی آداب لے گیا

عاشق فراق یار میں ہے بے قراریوں
رستم کے دست سے کوئی سہراب لے گیا

اب بھی ہے وقت دینی اثاثے سنبھالیے
پھر کہنا مت، وہ منبر ومحراب لے گیا

آیا تھا سایہ دار شجر بن کے عینی کون
ماحولیات سے کوئی زہراب لے گیا

مبارک ہونواسہ آپ کو اے قائد ملت

از: محمد جسیم اکرم مرکزی

اتر آئی ہے آنگن میں ضیائے کشور جنت
مبارک ہونواسہ آپ کو اے قائد ملت

ولادت باسعادت کا سویرا جس گھڑی پھیلا
ہوئی ہر گوشۂ گھر میں جھما جھم بارش رحمت

مسرت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو دختر عسجد
فلک کا چاند تیری گود میں چمکا خوشا قسمت

شہنشاہِ رسالت کے تصدق حضرتِ عاشق
قیامت تک رہے آباد تیرا خرمنِ عترت

نقوشِ حضرتِ احمد رضا خاں پر فدا ہو کر
کرے تا عمر مع اخلاص وہ اسلام کی خدمت

سماں کیا رنگ لایا ہے خوشی کی لہر ہے ہر سو
سمٹ آئیں ہے گلشن کی بہاریں بر در دولت

زہے قسمت انوکھی شان سے آمد ہوئی ایسی
بڑھی کاشانۂ اختر رضا کی رونق وزینت

خدائے لم یزل سے التجائے خاص کرتا ہوں
عروج وارتقائے دیں ہو ان کی ذات بابرکت

بقیہ ص ۱۳۱ر پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इशाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25
MARCH-2023
PAGES 56 WITH COVER
PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

APRIL-2023 Rs. 30/-

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ / اپریل ۲۰۲۳ء

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیرِ اعلیٰ جانشینِ تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی مدظلہ العالی

رمضان مبارک

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی


مرکز الدراسات الإسلامیة
جامعۃ الرضا
بریلی شریف یوپی، ھند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتئ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتئ اعظم نور دیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی ادبی و اصلاحی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۴
Issue No. 04
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۴ھ
رمضان المبارک
اپریل ۲۰۲۳ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۱۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲، سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

پہلی ام المومنین! حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امت مسلمہ کی وہ پہلی مقدس خاتون! جن کی رفاقت نے پیغمبر اسلام اور ان کے تبلیغی مشن کو تقویت پہنچائی

اداریہ

نظام قدرت ہے کہ جہاں تاریکی گہری ہوتی ہے، روشنی کی کرن زیادہ تر وہیں سے پھوٹتی ہے، تاریخ میں اس کی بکثرت نظیریں موجود ہیں، مکہ روئے زمین کا قلب ہے اسی لئے اسے کائنات انسانی کا قبلہ بنایا گیا، پوری دنیا کی تاریکی مکہ میں سمٹ آئی تھی، دنیا کی کون سی برائی تھی جو اہل مکہ میں نہیں تھی، کعبہ جو اللہ رب العزت کا اوّلیں گھر ہے اس میں تین سو ساٹھ بت نصب کر دیئے گئے تھے اور صبح و شام ان کی پرستش کی جاتی تھی، ہر شخص نے اپنا الگ خدا تراش رکھا تھا، معبود حقیقی سے دنیا یکسر غافل ہو چکی تھی۔

اہل مکہ کا یہ حال تھا کہ ان کے درمیان خدائے واحد کا نام لینا جرم عظیم سمجھا جاتا تھا، ظلم و ستم اور جور و جفا کی شمشیریں ہر وقت نیام سے باہر رہا کرتی تھیں، کمزوروں سے جینے کا حق چھین لیا گیا تھا اور ظالم و جابر کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہ تھا، انسانیت کراہ رہی تھی اور شرافت آنسو بہا رہی تھی، ایسے سسکتے حالات میں فاران کی چوٹی سے آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت طلوع ہوتا ہے، صداقت کی روشنی سے جہالت کی تاریکی خوف زدہ ہو جاتی ہے، اہل مکہ بربریت کی آخری علامت تھے، وہ صداقت کے نور کو قبول کرنے کے لئے قطعی آمادہ نہ تھے، حشر و نشر کا تصور ان کے نزدیک ایک فسانہ تھا، اعلان نبوت نہیں ہوا تھا پھر بھی نبوت کی چاندنی سے مکہ کے در و دیوار روشن ہو رہے تھے، اہل مکہ نے انسان تو بہت دیکھے تھے مگر محمد عربی ﷺ جیسا امین و صادق نہیں دیکھا تھا۔

آقائے کریم ﷺ عمر کی پچیسویں منزل میں قدم رکھ چکے تھے، پوری دنیا ذات رسالت مآب ﷺ کی پناہ میں تھی، لیکن مکہ میں بظاہر ذات رسالت کو کسی مضبوط پناہ کی ضرورت تھی، چناں چہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حرم نبوت میں داخل ہوتی ہیں اور ذات رسالت کے لئے ایک مضبوط پناہ بن جاتی ہیں، سرور دو عالم ﷺ جب بھی حالات کی شدت سے متأثر ہوتے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سائبان بن کر سامنے کھڑی ہو جاتیں، انہوں نے اپنی ذات کو ہی ذات رسالت مآب ﷺ کے لئے وقف نہیں کیا بلکہ اپنی زندگی کا سارا سرمایہ ان کے قدموں میں ڈال دیا تھا، دین اسلام کے لئے ایک خاتون کی یہ اوّلین قربانی تھی، اسلامی اقدار و روایات کی تعمیر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے جو ایثار و قربانی کی تاریخ مرتب کی ہے، اسے دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی، رفیق رسالت مآب ﷺ کو اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ القوی نے یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

سیما، پہلی ماں کہف امن و اماں
حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

ذیل میں ہم رسالت مآب ﷺ کی انھیں حق گزار رفاقت سیدہ، جیدہ، طیبہ، طاہرہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذکر خیر کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، جو کائنات کی تمام خواتین کے لئے بجا طور پر نمونۂ حیات اور آئیڈیل ہیں، کاش! ہماری ماں بہنیں ان کی پاکیزہ روش کو اپنا لیں تو خدا کی قسم! ان کی دنیا و آخرت دونوں کامیابیوں سے ہمکنار ہو جائیں۔

ولادت باسعادت

آپ شہر مکہ کے ایک عالی نسب اور معزز ترین قبیلۂ قریش سے تعلق رکھتی تھیں، آپ کی ولادت عام الفیل سے ۱۵ ر سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی، آپ کے والد کا نام خویلد ابن اسعد اور والدہ کا نام فاطمہ تھا، سلسلۂ نسب اس طرح ہے: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن

عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ (اسد الغابہ، جلد ۷ ص ۸۱)

حضرت خدیجہ کی والدہ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے: فاطمہ بنت زید بن اصم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی، قصی پر پہنچ کر آپ کا سلسلۂ نسب حضور نبی کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔

دیگر خصائل وفضائل کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی نسبت آپ کا سلسلۂ نسب صرف چار واسطوں سے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے، چناں چہ آپ کا سلسلۂ نسب (۱) خویلد بن (۲) اسد بن (۳) عبد العزٰی بن (۴) حضرت قصی سے جاملتا ہے جو حضور ﷺ کے پانچویں جد محترم ہیں۔

خاندانی پس منظر

حضرت خدیجہ کے والد اپنے قبیلے کے نہایت ہی معزز، غیرت منداور بااخلاق انسان تھے، بت پرستی سے دور ونفور تھے، مؤحد تھے، مکہ آ کر آباد ہوئے، جہاں اپنے چچا زاد بھائی عبدالدار بن ابن قصی کے حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے حضرت خدیجہ پیدا ہوئیں، جلد ہی کا شمار قریش کے معززاور دولت مند افراد میں ہونے لگا، انھوں نے تجارت کو اپنا پیشہ بنایا اور اس میں اتنی محنت ولگن سے کام کیا کہ بہت جلد مکہ میں ایک ''برانڈ'' کی حیثیت سے متعارف ہوئے، چناں چہ مکہ میں جو اشیا بیرونی ممالک کی دکھائی دیتیں ان میں سے اکثر انھیں کی امپورٹ کی ہوئی ہوتیں، کل ملا کر ان کا امپورٹ ایکسپورٹ کا اچھا خاصا بزنس تھا۔

ان کا خاندان زمانۂ جاہلیت کے تمام برے کاموں سے سخت بیزار اور متنفر رہتا تھا، اہل خاندان برے کاموں میں ملوث لوگوں کو حقارت بھری نگاہوں سے دیکھتے اور قطع تعلق رکھتے تھے، عرب معاشرے میں لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا تھا اور ان کے پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کرنے کی رسم بد تھی، لیکن بنو اسد میں لڑکیوں کو نجس نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ لڑکیوں کی پرورش بھی لڑکوں کی طرح شفقت ومحبت سے کی جاتی تھی اور ان کی تعلیم وتربیت کا مکمل خیال رکھا جاتا تھا۔

خویلد نے فجار کی لڑائی میں اپنے قبیلے کی قیادت کی، جب تبع حجر اسود کو اکھیڑ کر یمن لے گیا تو اسے واپس لانے میں بھی ان کی کوشش کا اہم رول تھا، عام الفیل کے ۲۰ رسال بعد ہونے والی اس جنگ ''فجار'' میں ان کا قتل ہو گیا، جس کے بعد تجارت کا مکمل بوجھ آپ کے کاندھوں پر آ گیا، جسے آپ نے نہایت ہی مستعدی کے ساتھ سنبھالا۔

اس دور جاہلیت میں جب عورتوں کی کوئی عزت وعظمت نہ تھی، کوئی معاشرتی حقوق نہ تھے، جب عورتیں سامان خرید وفروخت کی طرح نہایت ہی بے دردی کے ساتھ بیچی اور خریدی جارہی تھیں اور جب انھیں صرف ظلم وستم کے لئے تختۂ مشق تصور کیا جاتا تھا، اس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ پورے مکہ میں اپنی عفت و پاک دامنی کے سبب'' طاہرہ'' کے لقب سے مشہور ومعروف تھیں، قبیلۂ قریش میں آپ کی فہم وفراست، عزت وعظمت، جاہ وحشمت، فضل وشرافت، ذہانت وفطانت اور تجارتی مہارت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے دور دراز تک پھیلے اپنے والد کا کاروبار نہایت ہی کامیابی کے ساتھ سنبھال رکھا تھا، سیکڑوں افراد کی روزی روٹی آپ کے کاروبار سے وابستہ تھی، اہل مکہ آپ کو ایک کامیاب اور بااثر تاجرہ کی حیثیت سے جانتے تھے، اہل فہم وفکر کے نزدیک آپ ایک دانشور، مدبر اور متأثر کن شخصیت کی حامل خاتون تھیں۔

اکثر اہل مکہ تجارت پیشہ تھے، مشرقی ممالک سے درآمد اشیائے خورد ونوش اور دیگر مصنوعات کشتیوں کے ذریعہ یمنی بندرگاہوں تک پہنچتی تھیں، جہاں سے اہل مکہ بالخصوص تاجران قریش انھیں خرید کر بحیرۂ روم کی بندرگاہوں اور شام کے شہروں میں فروخت کرتے اور پھر وہاں سے مغربی ممالک سے درآمد اشیا خرید کر یمنی بندرگاہوں اور شہروں میں فروخت کرتے تھے، اہل قریش کی یہ تجارت بڑے پیمانے پر ہوا کرتی تھی جس کے سبب اکثر اہل قریش متمول اور مالدار تھے، نہایت ہی فارغ البالی اور خوشحالی کے ساتھ ان کے شب و

روز گزر رہے تھے، ان نامور تاجروں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالی عنہا کا اسم گرامی سرفہرست تھا، تجارتی قافلوں میں جتنا مال تجارت تمام اہل قافلہ کا ہوتا اتنا صرف حضرت خدیجہ کا ہوتا تھا۔

حالاں کہ ان کی دولت کا ایک بڑا حصہ انھیں اپنے والد سے وراثت میں ملا تھا لیکن خود ان کی کوششوں سے بھی ان کا کاروبار بہت وسیع ہوا تھا، وہ خود انفرادی طور پر بھی ایک کامیاب کاروباری خاتون تھیں جن میں بہت خود اعتمادی تھی، وہ اپنے کاروبار کے مختلف کاموں کے لیے لوگوں کی خدمات حاصل کرتی تھیں، حضرت خدیجہ کا طریقۂ تجارت یہ تھا کہ آپ کا مال تجارت لے جانے والے یا تو ملازم ہوتے جن کی اجرت یا تنخواہ مقرر ہوتی، انھیں نفع ونقصان سے کوئی سروکار نہ ہوتا، یا نفع میں ان کا کوئی حصہ مثلاً نصف، تہائی یا چہارم مقرر رہوتا، اگر نفع ہوتا تو وہ اپنا حصہ لے لیتے، بصورت دیگر ساری ذمہ داری آپ پر ہوتی۔

انھوں نے اپنی خداداد صلاحیتیوں کو بروئے کار لا کر ایک بہت بڑا بزنس ایمپائر کھڑا کیا تھا اور اس سے بھی بڑی حیرت واستعجاب کی بات یہ تھی کہ کئی ممالک میں پھیلا اپنا یہ کاروبار وہ اپنے گھر میں ہی رہ کر نہایت کامیابی کے ساتھ ہینڈل کیا کرتی تھیں، مکہ کے بڑے بڑے امرا اور بزنس مین یونہی آپ سے مناکحت کے خواہاں نہ تھے، انھیں آپ کی ان خداداد صلاحیتیوں کا بخوبی علم تھا، انھیں اس نکاح سے ایک مثالی شریک حیات کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب ''بزنس تھینک ٹینک'' بھی حاصل ہوتی نظر آرہی تھی، جبکہ آپ کی ان میں قطعی کوئی دل چسپی نہ تھی، بلکہ آپ نے اب آگے نکاح کا ارادہ ہی ترک کر دیا تھا، لیکن قدرت نے آپ کی قسمت میں ایک ایسے ''انسان کامل'' کو مقدر فرمایا تھا جو ہر میدان میں اکمل ہے، جس کی عظمت وسربلندی کے آگے سلاطین زمانہ بھی دریوزہ گری کرتے نظر آتے ہیں، جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اس انسان کامل سے تجارتی معاملات کئے اور اس کی سحر انگیز شخصیت کو قریب سے دیکھا تو اپنا ارادہ ترک کر کے اسی کی ہو کر رہ گئیں۔

حضور ﷺ کے چچا ابو طالب جنھوں نے آپ کی پرورش وپرداخت کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے رکھی تھی، انھوں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگ خدیجہ کا مال تجارت لے کر شام جا رہے ہیں، اگر تم چاہو تو وہ تمہیں دوسروں پر ترجیح دیں گی، کیوں کہ وہ تمہارے اوصاف حمیدہ سے واقف ہیں، لیکن حضور ﷺ نے خاموشی اختیار کی، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا: وہ خود ہی مجھے بلائیں گی۔

اِدھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ بھی کسی ایسے فرد کی ضرورت محسوس کر رہی تھیں جو پوری امانت ودیانت کے ساتھ ان کی ترقی پذیر تجارت اور اس سے جڑے ملازمین کی سربراہی کر سکے، چوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت وصداقت شہر مکہ اور اطراف میں ضرب المثل تھی، اپنے بے گانے سبھی آپ کے اخلاق وکردار کے معترف ومداح تھے، جس سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بخوبی واقف تھیں، چناں چہ اس اہم ذمہ داری کے لئے ان کی نظر انتخاب کئی مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ پر پڑی مگر کبھی انھیں پیش کش کی جرأت نہ ہوئی لیکن جیسے ہی انھیں چچا اور بھتیجے کی اس گفتگو کی کا علم ہوا تو فوراً حضور کو پیغام بھیجا اور کہا:

> ''آپ تکلیف دینے کی وجہ وہ بات ہے جو مجھے آپ کی سچائی، امانت داری اور اَخلاق حسنہ کے بارے میں پہنچی ہے، اگر آپ میرا مال تجارت اپنی نگرانی میں لے جائیں تو اس سے زیادہ معاوضہ آپ کو پیش کروں گی جو قریش کے دوسرے لوگوں کو دیتی ہوں۔''

(دلائل النبوۃ، جلد ۱ رص ۱۷۳)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی اس پیش کش کو قبول فرمایا اور اپنی نگرانی میں مال تجارت لے کر ملک شام روانہ ہوئے، اس موقع پر حضرت خدیجہ نے اپنے معتمد غلام میسرہ کو بھی حضور کے ساتھ بھیجا اور اسے تاکید کی کہ ان کا خیال رکھنا اور کبھی ان کی حکم عدولی نہ کرنا، حضور مال تجارت کے ساتھ بازار تشریف لے گئے، دوران تجارت ایک شخص سے کسی بات کو لے کر کہا سنی ہو گئی، اس شخص نے کہا:

"یہ بات ہے تو لات وعزّیٰ کی قسم کھائیے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میں ان دونوں کی قسم کبھی نہیں کھاتا بلکہ جب میں ان کے پاس سے گزرتا ہوں تو ان سے منہ پھیر لیتا ہوں، اس شخص نے کہا: آپ کی بات حق ہے، پھر وہ میسرہ کو ایک طرف لے جا کر بولا: اے میسرہ! یہ نبی ہیں، قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یہ وہی شخصیت ہے جس کی صفات ہمارے علما اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔" (دلائل النبوۃ، جلد ۱ رص ۱۷۴ — ۱۷۳)

تجارت سے فراغت کے بعد واپسی کے لئے جب حضور اونٹ پہ سوار ہوئے تو میسرہ نے دیکھا کہ دو فرشتے دھوپ سے حفاظت کے لئے آپ پر سایہ کر رہے ہیں، اس بار کاروبار میں کئی گنا زیادہ منافع ہوا تھا، چناں چہ میسرہ نے خوش ہو کر میں نے اتنا زیادہ نفع کبھی نہیں دیکھا، یہ سب حضور کے قدموں کی برکت ہے، حضور نبی کریم ﷺ جب دوپہر کو مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو آپ کو دھوپ کی تپش سے بچانے کے لئے فرشتے آپ پر سایہ فگن تھے، یہ حیرت انگیز نظارہ حضرت خدیجہ نے اپنے گھر کے بالا خانے سے ملاحظہ کیا اور پڑوس کی عورتوں کو بھی دکھایا جسے دیکھ کر وہ تمام عورتیں بھی انگشت بدنداں تھیں۔ (زرقانی علی المواہب، جلد ۱ رص ۱۹۹)

میسرہ نے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کے حسن سلوک، اخلاق و کردار، صدق وصفا، امانت و دیانت، تجارتی ہنرمندی، اموال تجارت کی کئی گنا منافع بخش فروختگی کے ساتھ ساتھ دھوپ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرشتوں کا سایہ فگن ہونا، یہودی شخص اور راہب کی پیشین گوئی جیسی باتیں تفصیل سے بتائیں جو آپ کے لئے باعث فرحت و مسرت ثابت ہوئیں اور ان غیر معمولی واقعات سے آپ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔

آقائے کائنات ﷺ سے آپ کا نکاح

حضور ﷺ کی امانت و دیانت کی تو آپ پہلے ہی سے قائل تھیں، اب حضور سے متعلق سفر شام کے واقعات سن کر اور فرشتوں کا آپ کے لئے سایہ فگن ہونا دیکھ کر مزید آپ کی گرویدہ ہوگئیں، دل نے آواز دی کیوں نہ اس پاک طینت، عظیم الشان اور خوبرو نوجوان کو شریک حیات بنا لیا جائے، چناں چہ آپ نے اپنے دل کی بات اپنی سہیلی نفیسہ بنت منیہ سے کہی، ان کی سہیلی اس واقعہ کی روداد کچھ اس طرح سناتی ہیں:

"خدیجہ نے نکاح سے قبل نبی کریم ﷺ کے پاس مجھے بھیجا تاکہ میں آپ کی مرضی معلوم کرسکوں، میں نے جا کر ان سے کہا" آپ کو شادی سے کس چیز نے روکا ہے؟ فرمایا: میرے پاس کیا رکھا ہے جو میں شادی کرلوں؟ میں نے کہا: اگر مال کی طرف سے آپ کو بے پرواہ کر دیا جائے اور صاحب ثروت، حسین و جمیل اور ہم کفو خاتون سے نکاح کی دعوت دی جائے تو کیا آپ اسے قبول فرمالیں گے؟ آپ نے فرمایا" وہ کون ہے؟" میں نے کہا" خدیجہ" آپ نے فرمایا: مجھے منظور ہے۔" (الاصابہ، جلد ۸ رص ۱۰۱)

ابن اسحاق نے اسے یوں روایت کیا:

"حضرت خدیجہ ایک نہایت دور اندیش، شریف النفس، دانش مند خاتون تھیں اللہ نے انھیں معزز اور صاحب ثروت بنایا تھا، میسرہ سے ان واقعات کو سن کر اس بات کی متمنی ہوئیں کہ حضور نبی کریم ﷺ انھیں اپنی زوجیت سے سرفراز فرمائیں تو حضور کو انھوں نے اس طرح پیغام بھیجا کہ اے میرے چچا زاد! چونکہ آپ مجھ سے قرابت قومی رکھتے ہیں، آپ پوری قوم میں محترم ہیں، امانت و دیانت، حسن خلق اور صدق مقال کے اوصاف سے متصف ہیں لہٰذا مجھے آپ کے ساتھ رغبت ہے، میں آپ کی زوجیت کی خواہش رکھتی ہوں۔

حضرت خدیجہ قریش کی عورتوں میں اعلیٰ نسب والی اور سب سے زیادہ مالدار تھیں، قریش کا ہر شخص اس بات کا خواہاں تھا کہ کاش! وہ آپ سے شادی کر سکتا۔" (البدایہ والنہایہ، جلد ۲ رص ۲۷۳ — ۲۷۲)

حضرت خدیجہ نے مذکورہ واقعات دیکھ اور سن کر اپنی دور اندیشی و فراست باطنی سے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ کوئی معمولی ہستی

نہیں، ضرور مستقبل کی کوئی باکمال اور یگانۂ روزگار ہستی ہے، تو کیوں نہ ایسے عظیم اور محترم شخص کی رفاقت حاصل کی جائے، مکہ کے بڑے بڑے امرا ٔ اور ؤسا کو ٹھکرا کر ایک دریتیم کو اپنا شریک حیات منتخب کرنا آپ کی طہارت باطنی اور شرافت پسندی کی روشن دلیل ہے۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب اور خاندان کے دیگر مخصوص حضرات جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے، سے مشورے لئے، اِدھر حضرت خدیجہ نے بھی اپنے چچا عمرو بن اسد اور چچا زاد بھائی ورقہ ابن نوفل وغیرہ سے رائے مشورہ کیا، پھر طریفین کی رضامندی کے بعد تاریخ نکاح متعین ہوئی اور نبی کریم ﷺ تاریخ مقررہ پر ابوطالب اور تمام اکابر خاندان جن میں آپ کے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت ابوبکر صدیق اور قبلۂ مضر کے روسا بھی تھے، کے ہمراہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مکان پر تشریف لائے، حضرت خدیجہ نے بھی اپنے چچا عمرو بن اسد کے ساتھ ہی اپنے خاندان کے دیگر بڑوں کو جمع کیا تھا، ابوطالب نے خطبۂ نکاح پڑھا، عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰ رطلائی درہم مہر قرار پایا، اس طرح حضرت خدیجہ حرم نبوت میں داخل ہو کر پہلی ''ام المومنین'' کے شرف سے ممتاز ہوگئیں، اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عمر چالیس سال کی تھی۔

اس سے قبل یکے بعد دیگرے حضرت خدیجہ کے دو نکاح ہوئے تھے اور دونوں شوہروں کے فوت ہوجانے کے سبب آپ نے اور نکاح کا خیال ذہن سے نکال دیا تھا، یہی وجہ تھی کہ مکہ کے بڑے بڑے امرا ٔ و رؤسا نے آپ کو نکاح کے پیغامات بھیجے لیکن آپ نے کسی کی طرف ذرّہ برابر بھی التفات نہ فرمایا۔

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ نے نکاح سے قبل ایک خواب دیکھا تھا کہ سورج اُن کے گھر میں اُتر آیا ہے جس کا نور اُن کے گھر سے پھیل رہا ہے، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کا کوئی گھر ایسا نہیں بچا جو اُس نور سے روشن نہ ہوا ہو، جب وہ بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا، جو ایک ماہر عالم اور نجومی تھے، اُنھوں نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ آفتاب نبوت ﷺ تم سے نکاح کریں گے جو بالکل درست ثابت ہوا۔

اس سلسلے میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ مکہ کی عورتیں جاہلیت کی کسی عید کے موقع پر جمع تھیں جن میں حضرت خدیجہ بھی شامل تھیں، اچانک ایک شخص ظاہر ہوا جس نے بلند آواز سے یہ ندا کی کہ: اے مکہ کی عورتو! تمہارے شہر میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا جس کا نام ''احمد'' ہوگا، تو تم میں سے جو عورت ان کی زوجہ بننے کا شرف حاصل کر سکے تو وہ ایسا ضرور کرے، اس پر تمام عورتوں نے اس منادی کو کنکریاں ماریں لیکن حضرت خدیجہ نے اسے ایک بھی کنکر نہیں مارا۔

آغاز وحی اور حضرت خدیجہ کی بالغ نظری

آثار و قرائن، واقعات و حالات اور پیشن گوئیوں سے حضرت خدیجہ کو یہ یقین ہو چلا تھا کہ ان کے شریک حیات ہی وہ آخری نبی ہیں جن کی بعثت کی بشارت حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے دی ہے، اس کے بعد حضور سے آپ کی عقیدت و محبت میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا اور اس بات کی آرزو بھی کہ جلد سے جلد وہ ساعت سعید آجائے جب حضور اپنی نبوت کا اعلان فرمائیں اور اسی شوق و لگن میں وہ بار بار ورقہ بن نوفل سے بعثت نبوی کے بارے میں دریافت فرماتیں، چناں چہ زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ جب جب ورقہ بن نوفل سے نبی آخر الزماں کی بعثت کے بارے میں دریافت کرتیں تو وہ جواب دیتے: میرا گمان ہے کہ یہ وہی نبی ہیں، جن کی بشارت حضرت موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) نے دی ہے۔

حضرت خدیجہ بحیثیت بیوی

بحیثیت بیوی ایک عورت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ہر دکھ سکھ میں ساتھ دے، اس کی رضا و خوشنودی کا خیال رکھے، بیوی پر بعض اہم فرائض عائد ہوتے ہیں، جن کو ادا کر کے ایک عورت اپنے گھر، اپنے سماج اور معاشرے کو جنت نشان بنا کر خود

بھی اپنی عاقبت سنوارتی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل مال ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور صالح بیوی ہے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت اس وقت تک ایمان کی حلاوت نہیں پا سکتی جب تک وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔

چناں چہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی جاں نثار تھیں، اعلان نبوت سے قبل ایک وفا شعار رفیقۂ حیات کی حیثیت سے تاحیات حضور کی رفاقت میں رہیں، آپ کی سیرت طیبہ بحیثیت بیوی ہر مسلم خاتون کے لئے نمایاں اور قابل تقلید ہے، اپنی جان، مال سب کچھ اپنے شوہر پر نچھاور کر دیا، اعلان نبوت کے بعد نبی کریم ﷺ کے خلاف مخالفتوں کا ایک طوفان سا برپا ہو گیا، انھیں امین وصادق تسلیم کرنے والے بھی ''ساحر'' گرداننے لگے، ایسے میں حضرت خدیجہ ہی وہ ہستی تھیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی دلجوئی فرمائی اور انھیں ہمت وحوصلہ دیا، آپ نے آغاز وحی کے دن جس فہم وفراست کا ثبوت دیا وہ تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے، چناں چہ حدیث پاک میں ہے:

''غار حرا میں اچانک جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ پڑھئے، حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں، آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے سینے سے لگا کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھئے، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں، فرشتے نے مجھے پھر اتنی طاقت سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا کہ پڑھئے! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، فرشتے نے تیسری بار مجھے بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے، پڑھئے اور آپ کا رب بڑی ہی عظمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان آیتوں کے ساتھ اس حال میں غار حرا سے واپس ہوئے کہ آپ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا، آپ حضرت خدیجہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو، انھوں نے آپ کو کمبل اڑھا دیا، یہاں تک کہ خوف کی کیفیت جاتی رہی، پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پورا واقعہ سنایا اور فرمایا: میری جان خطرے میں ہے، آپ کی رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرنے والے، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھنے والے، مفلسوں کے لیے کمانے والے، مہمان نوازی کرنے والے اور راہ حق میں مصائب برداشت کرنے والے ہیں۔

پھر مزید تسلی کے لیے حضرت خدیجہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو چکے تھے اور عبرانی زبان میں پڑھنے لکھنے کے ماہر تھے، چناں چہ اس وقت انجیل کو حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے، وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے چچا زاد بھائی! ذرا اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بات سنو! ورقہ بن نوفل نے دریافت کیا: اے میرے بھتیجے! کیا معاملہ ہے، ذرا تفصیل بتاؤ، چناں چہ حضور نے ازاوّل تا آخر پورا واقعہ سنا دیا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا، کاش! میں آپ کے اعلان نبوت کے وقت جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا: کیا میری قوم مجھے اس شہر سے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جو پیغام آپ لے کر آئے ہیں، وہ جو بھی لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہو گئے، اگر مجھے آپ کے اعلان نبوت کا زمانہ مل گیا تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا، مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے، پھر کچھ عرصہ تک وحی کا سلسلہ

موقوف رہا۔ (بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۲-۳)

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہ نے نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے یوں کہا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں خدیجہ کی جان ہے، مجھے امید قوی ہے کہ آپ ہی اس امت کے آخری نبی ہیں۔''

(سیرت ابن ہشام، جلد ۱ ص ۲۵۴)

سب سے پہلے ایمان سے سرفراز ہونے والی خاتون

جس وقت نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا، اس وقت پورے شہر مکہ میں خاموشی چھا گئی، کسی نے حضور کی آواز پر لبیک نہیں کہا، ہر سمت سے سناٹا تھا، کسی نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق نہ کی! صرف انھیں جھٹلانے والوں کا شور تھا، ایسے پر خطر ماحول میں نبی ﷺ کی تصدیق کے لئے اگر کسی کی آواز عرب کے اس ظلمت وضلالت بھرے ماحول میں گونج رہی تھی تو وہ تھی سیدہ طاہرہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات بابرکات جن کے لبوں پر لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ کا سرمدی ترانہ جاری تھا۔

آپ کو مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کو ان کی خوشی کس قدر عزیز تھی کہ ان کے وصال کے بعد بھی آپ کی کوئی محفل ان کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی تھی، یہی نہیں بلکہ آقائے کریم ﷺ نے ان عورتوں کو بھی کبھی فراموش نہیں کیا جو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کی صف میں آتی تھیں یا ان سے محبت کرتی تھیں، ہر اہم موقع پر ان کو تحفہ وتحائف بھی بھیجا کرتے تھے، تاریخ میں میاں بیوی کے درمیان ایسی محبت کی نظیر نہیں ملتی، اگر ہماری ماں بہنیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو اپنا آئیڈیل بنالیں تو اسلامی معاشرہ بہت ساری لعنتوں محفوظ ہوجائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تمام اولاد کرام آپ سے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولادوں میں چار شہزادیاں ہیں جبکہ شہزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے کچھ نے تین شمار کیا ہے (۱) حضرت قاسم (۲) حضرت عبداللہ (۳) حضرت ابراہیم اور کچھ نے پانچ شمار کیا ہے (۴) حضرت طیب (۵) حضرت طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہم! لیکن اکثر تین پر متفق ہیں اور اس سلسلے میں یہ کہا گیا کہ طیب وطاہر حضرت عبداللہ ہی کا لقب تھا، بہرحال اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور کی تمام اولادیں سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہی بطن مبارک سے تولد ہوئیں، صاحبزادوں میں (۱) حضرت قاسم (۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صاحبزادیوں میں (۳) حضرت زینت (۴) حضرت رقیہ (۵) حضرت ام کلثوم اور (۶) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن، صاحبزادوں کی قدر تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) سب سے پہلے شہزادۂ اکبر حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مکہ مکرم میں ہوئی، جنھوں نے ۲ر سال کی عمر پائی اور اعلان نبوت سے پہلے ہی انتقال فرماگئے، حضور نے انہیں کے نام سے ''ابوالقاسم'' کنیت اختیار فرمائی۔

(۲) دوسرے شہزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور ایک سال ۶ر ماہ ۸ر دن کی عمر پاکر طائف میں انتقال فرماگئے۔

(۳) تیسرے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے تھے، یہ حضور نبی کریم ﷺ کی آخری اولاد ہیں، سن ۸ر ہجری میں ولادت ہوئی اور تقریباً ۱۶ر ماہ کی عمر گزار کر ۱۰ر ہجری میں انتقال فرمایا۔

حضرت خدیجہ تمام ازواج مطہرات سے افضل ہیں

دیگر فضائل وخصائل کے ساتھ ساتھ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام امہات المومنین میں افضل ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، چناں چہ حضرت ابوامامہ بن نقاش فرماتے ہیں:

''حضرت خدیجہ کی سبقت اوّل اسلام میں ان کی تاثیر اور دین خدا کے قیام ونصرت اور اس کی تقویت کے لئے اپنے مال کو خرچ

کرنے میں ہے، جس میں ان کا کوئی شریک نہیں، نہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور نہ دیگر امہات المومنین۔"

(زرقانی علی المواہب، جلد ۳ ص ۲۲۶)

فروغ اسلام کے لئے حضرت خدیجہ کی مالی قربانیاں

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پچیس سالوں تک بلا شرکت غیر نبی کریم ﷺ کی رفاقت و زوجیت نصیب ہوئی، اس دوران آپ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت و اطاعت، عزت و عظمت، الفت و محبت، عقیدت و احترام اور وفا شعاری و فرماں برداری کی وہ روایت قائم کی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی، آپ نے اپنا مال و متاع، درہم و دینار اور زمین و جائداد سب کچھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا، نکاح کے بعد اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے فرمایا:

"یہ سارا مال لے کر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو کہ یہ سب مال میری طرف سے ان کی خدمت میں ہدیہ ہے، اب یہ اُن کی ملکیت ہے، جس طرح چاہیں اس کو خرچ کریں اور ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ میرے پاس جو کچھ ہے، میرا مال، میرے غلام اور جو چیزیں میرے ماتحت، تصرف یا قبضہ میں ہیں، میں نے سب کا سب ان کو ہبہ کیا، آپ کے ارشاد کے مطابق ورقہ بن نوفل گئے اور زمزم و مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر نہایت بلند آواز سے لوگوں کو پکارا: اے گروہ عرب! حتمی طور پر خدیجہ تمہیں اس بات پر گواہ بناتی ہیں کہ انہوں نے اپنے نفس، اپنے مال، اپنے غلام و خدام اور وہ تمام چیزیں جن کی وہ مالکہ ہیں، از قسم چوپایہ و اموال اور ہدایا وغیرہ سب کچھ محمد کو ہبہ کیا اور جو کچھ خدیجہ نے انہیں ہبہ کیا، انہوں نے قبول فرمالیا ہے، خدیجہ نے اپنا سارا مال و متاع ان کی جلالت و عظمت کے پیش نظر اور ان کی طرف رغبت کرتے ہوئے ہبہ کیا ہے، لہٰذا تم سب لوگ اس بات پر گواہ رہو۔"

جس کا ذکر اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں یوں فرمایا:

"ووجدک عائلا فاغنیٰ۔ یعنی (اے محبوب) تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔" (سورۃ والضحیٰ، آیت ۸)

امام نسفی نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی:

"فاغناک بمال خدیجۃ۔ یعنی نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ کے مال کے ذریعہ غنی کر دیا۔" (تفسیر نسفی، جلد ۴ ص ۶۶۴)

حضرت خدیجہ نے اپنی ملک گیر تجارت سے حاصل ہونے والی بے پناہ رقم کو اسلام کی ترویج و اشاعت میں صرف کیا، چناں چہ اعلان نبوت کے کچھ عرصہ قبل کا واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دفعہ مکہ سے باہر تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ پہاڑوں کی وادی میں ایک قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے، اہل قافلہ انتہائی مفلوک الحال، بھوک پیاس سے نڈھال ہو چکے ہیں، جسم پر کپڑے تک نہ تھے، غریبوں کے غم خوار نبی نے ان لوگوں کی حالت دیکھی تو بہت غمگین ہوئے، گھر تشریف لائے اور چادر اوڑھ کر لیٹ گئے، حضرت خدیجہ کو تشویش ہوئی آپ نے خیریت دریافت کی تو حضور نے اس قبیلے کا حال کہہ سنایا اور فرمایا: میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ میں ان کی مدد کروں، یہ سن کر حضرت خدیجہ تڑپ اٹھیں اور کہا: "حضور ذرا مکہ کے فلاں، فلاں سرداروں کو بلائیے، آپ نے ایسا ہی کیا، اتنی دیر میں حضرت خدیجہ نے اشرفیوں کا ڈھیر لگا دیا کہ جب حضور ﷺ واپس تشریف لا کر بیٹھے تو اس ڈھیر کے پیچھے چھپ گئے، حضرت خدیجہ نے تمام سرداران قریش کو مخاطب کر کے فرمایا" آپ سب گواہ رہیے کہ میں نے یہ ساری دولت محمد (ﷺ) کو دے دی، وہ جیسے چاہیں اسے خرچ کریں، اہل سیر اور محدثین فرماتے ہیں:

(۱) دعوت ذوالعشیرہ کے سہ روزہ اجلاس کے انتظامات اور دسترخوان کو حضرت خدیجہ ہی کے مال سے سجایا گیا۔

(۲) ہجرت حبشہ جس کے پہلے قافلہ میں ۱۱ر مرد اور ۴ر عورتیں، دوسرے قافلے جس میں ۸۵ر مرد اور ۱۷ر مستورات شامل تھیں، ان کی آمد

(۳) سابقون الاوّلون جو کہ انتہائی پسماندہ اور مکہ کے غریب ترین، نادار و مفلس، غلاموں اور کنیزوں پر مشتمل طبقہ تھا، اہل مکہ نے جن پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا اور مکہ کا چپہ چپہ ان کا دشمن بنا ہوا تھا، ان کے جملہ اخراجات اور حضور ﷺ کی جانب سے کی جانے والی استعانت مال خدیجہ ہی سے تھی۔

(۴) مکہ کی شدید قحط سالی کے زمانے میں اہل اسلام کے علاوہ پورے مکہ اور اطراف و جوانب کے پریشان حال لوگوں کی مدد اور خوراک کی فراہمی بھی آپ کے مال سے ہوئی۔

(۵) بعثت نبوی کے ساتویں سال محرم الحرام سے لے کر بعثت نبوی کے نویں سال ذی الحجہ تک شعب ابی طالب میں پورے خاندان بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کی قید و بند کی سختیوں کے دوران پورے قبیلہ کی کفالت اور بعد ازاں حضور کی جملہ ضروریات کے اخراجات بھی حضرت خدیجہ کے مال سے پورے ہوئے۔

(۶) حضور نبی کریم ﷺ کے سفر طائف کے تمام اخراجات حضرت سیدہ خدیجہ کے مال سے ہوئے۔

(۷) غار ثور میں تین شبانہ روز قیام اور مدینہ منورہ جانے کے لئے سواری اور اہل اسلام کی ہجرت مدینہ کے تمام اخراجات آپ ہی کے مال سے ادا ہوئے۔

(۸) عالم اسلام کی پہلی مسجد قبا کے لئے خریدی جانے والی زمین کے لئے دس ہزار دینار، آپ ہی کے مال سے ادا ہوئے۔

(۹) اصحاب صفہ کے جملہ اخراجات حضرت خدیجہ ہی کے مال سے ادا ہوتے رہے۔

(۱۰) ہجرت مدینہ کے لئے مکہ کے بیکس و مجبور، مظلوم و ستم رسیدہ، فاقہ کش و نادار، غریب مہاجرین جو ابھی تک کفار مکہ اور صنادید قریش کے پنجۂ ظلم و ستم میں سسک رہے تھے، جن میں مؤذن رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی بھی شامل ہے، ان کی آزادی کے عوض کفار مکہ نے کئی سو گنا زیادہ رقم کا مطالبہ کیا جو حضرت خدیجہ ہی کے پاکیزہ مال سے ادا کی گئی۔

غرض کہ اسلام کی رگوں میں دوڑنے والے خون کا ایک ایک قطرہ اور اس کے عظیم الشان قلعہ کی ایک ایک اینٹ ام المومنین حضرت سیدہ جیدہ طیبہ طاہرہ کے مبارک و مسعود مال کا رہین منت ہے۔

عورتوں میں تبلیغ اسلام

حضرت خدیجہ ایمان لانے کے بعد اپنے عزیز از جاں شوہر اور ان کے تبلیغی کے مشن میں دل و جان سے جٹ گئیں، آپ نے خواتین میں تبلیغ اسلام کی کمان سنبھال لی، آپ کی مسلسل کوششوں سے بے شمار خواتین حلقہ بگوش اسلام ہوئیں، جن میں ام فضل، اسما بنت ابوبکر، ام جمیل، فاطمہ بنت خطاب، اسماء بنت عمیس کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

امتیازات و خصوصیات

۱ اعلان نبوت کے بعد سب سے پہلے آپ ہی نے نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی اور ایمان و اسلام کی لازوال دولت سے مالا مال ہوئیں، اس طرح آپ دنیا کی سب سے ''پہلی مسلمان'' تھیں۔

۲ سب سے پہلی ''ام المومنین'' ہونے کا مقام و مرتبہ آپ کے حصے میں آیا۔

۳ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہی کے گھر سے اسلام کا نور چمکا اور پوری کائنات کو روشن و منور کیا نیز اسی میں سیدۂ کائنات حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی تمام خواہرات کی ولادت باسعادت ہوئی، حضور جب تک مکہ مکرمہ میں رہے اسی گھر میں رہے اور حضرت خدیجہ کا وصال بھی اسی مقدس گھر میں ہوا۔

۴ مکہ معظّمہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا گھر مسجد حرام کے بعد سب سے افضل ترین جگہ ہے۔

نسب کے لحاظ سے بھی آپ دیگر ازواج مطہرات کی بنسبت حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ قریب تھیں۔

۶ حضرت خدیجہ دنیا کی وہ پہلی خاتون ہیں جنھیں اللہ رب العزت نے اپنا سلام بھیجا۔

۷ تمام ازواج مطہرات میں حضرت خدیجہ کو سب سے زیادہ ۲۵ رسال تک نبی کریم ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی۔

۸ جب حضرت خدیجہ باحیات رہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔

۹ جس سال حضرت خدیجہ کا وصال ہوا، حضور کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ نے اس سال کا نام ہی ''عام الحزن''، یعنی غموں کا سال رکھ دیا۔

۱۰ حضور نبی کریم ﷺ کو اولاد کی نعمت بھی انھیں کے بطن مبارک سے حاصل ہوئی۔

۱۱ بعد وصال حضرت خدیجہ کی قبر انور میں بنفس نفیس حضور نبی کریم ﷺ اترے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

۱۲ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے وصال کے بعد بھی کثرت سے آپ کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے۔

۱۳ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کا انگور کھلایا۔

وصال مبارک

نبی کریم ﷺ نے ان کے علاج ومعالجہ، خبرگیری ودلجوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، بالآخر ۲۵ رسال کا ایک طویل عرصہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی رفاقت میں گزار کر ہجرت سے ۳ رسال قبل ۱۰ ررمضان المبارک کو ۶۵ رسال کی عمر میں آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کی، حجون میں مدفون ہوئیں جو مکہ معظّمہ کے ایک بلند مقام پر واقع ہے، جسے ''جنت المعلّٰی'' بھی کہتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ بنفس نفیس خود آپ کو قبر انور میں اتارا، دعائے خیر فرمائی اور سپر دِ خاک کیا، اس وقت تک نماز جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی۔ (زرقانی علی المواہب، جلد ۳ رص ۲۲۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''جس وقت حضرت خدیجہ مرض الموت کی حالت میں تھیں تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے خدیجہ! جب تم اپنی سوتنوں سے ملو تو ان کو میرا سلام کہنا، آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے مجھ سے پہلے بھی کسی سے نکاح فرمایا ہے؟ حضور نے فرمایا: نہیں، لیکن جنت میں اللہ میرا نکاح مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون اور کلثم خواہر حضرت موسیٰ سے فرمائے گا اور زبیر ابن بکار کے الفاظ ہیں: حضور مرض الموت کے وقت حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے خدیجہ! جو کچھ میں نے تمہارے لئے دیکھا ہے، کیا تم اس سے خوش نہیں، اللہ تعالیٰ اس ناپسندیدگی میں ہی خیر فرمانے والا ہے، یعنی ہماری جدائی کے اس غم میں بھی خیر ہے، تمہیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ عنقریب جنت میں تمہارے ساتھ ساتھ میرا نکاح مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون اور کلثم سے فرمائے گا، یہ سن کر آپ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ نے آپ کو یہ خبر دی ہے، حضور نے فرمایا: بے شک۔'' (زرقانی علی المواہب، جلد ۳ رص ۲۲۶)

حضرت خدیجہ بحیثیت ماں

حضرت خدیجہ نے جہاں ایک مثالی اور قابل تقلید بیوی کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے، وہیں بحیثیت ماں اپنی اولاد کی ایسی مثالی تربیت فرمائی جو رہتی دنیا تک خواتین اسلام کے لئے نمونۂ عمل ہے، آپ نے نہ صرف اپنی چھ اولاد کی مثالی پرورش و پرداخت کی بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اپنی اولاد کی طرح پالا پوسا، آپ کے صاحبزادگان حضرت قاسم اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بچپنے میں ہی راہی ملک عدم ہو گئے، جن کے وصال پر ملال پر آپ نے جس صبر وتحمل کا ثبوت دیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے ؂

پھول تو دو چار دن اپنی چمک دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

بقیہ ص ۱۸ ر پر

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

عبادت وریاضت اور ماہِ رمضان

رمضان شریف اپنی تمام تر برکتوں، رحمتوں اور مبارک ساعتوں کے ساتھ جلوہ گر ہو چکا ہے، یہ مہینہ عبادت وریاضت اور کامیابیوں کے حصول کا مہینہ ہے، ہمیں چاہیے کہ اس مبارک مہینے میں زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ بجالائیں، زُہد وتقوی اور پرہیزگاری اختیار کریں؛ کہ اسی میں ہماری عزّت اور دنیا وآخرت کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے، اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَاللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ-(۱) یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیزگار ہے۔"

رمضان المبارک کو دیگر تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے، اس مہینے میں اللہ ربّ العزّت کی عنایتوں اور کرم نوازیوں کا دریا جوش پر ہوتا ہے، اس مبارک مہینے میں عبادت وریاضت کا اجر وثواب بہت بڑھا دیا جاتا ہے، حضرت سیّدُنا ابو سعید خُدری سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَلَا يُغْلَقُ مِنْهَا بَابٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُصَلِّي فِي لَيْلَةٍ، إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفاً وَخَمسَمِئَةِ حَسَنَةٍ بِكُلِّ سَجْدَةٍ، وَبَنَى لَهُ بَيْتاً فِي الجَنَّةِ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمرَاءَ، لَهَا سِتُّونَ أَلْفَ بَابٍ، لِكُلِّ بَابٍ مِنْهَا قَصرٌ مِنْ ذَهَبٍ مُوَشَّحٍ بِيَاقُوتَةٍ حَمرَاءَ. فَإِذَا صَامَ أَوَّلَ [يَوْمٍ] مِنْ رَمَضَانَ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَاسْتَغْفَرَ لَهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ إِلَى أَنْ تُوَارَى بِالحِجَابِ، وَكَانَ لَهُ بِكُلِّ سَجْدَةٍ يَسْجُدُهَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِلَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، شَجَرَةٌ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا خَمسَ مِئَةِ عَامٍ-(۲) جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی ہے، تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ آخری رات تک بند نہیں ہوتے، جو بندہ اس ماہِ مبارک کی کسی رات میں نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے ہر سجدے کے بدلے اس کے لیے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے، اس کے لیے جنّت میں سُرخ یاقُوت کا گھر بناتا ہے، جس کے ستّر ہزار دروازے ہیں، اس کے ہر دروازے سے سونے کا سُرخ یاقوت سے مزیّن ایک محل ہے اور جو کوئی ماہِ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ ایک سال کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتا ہے، اس کے لیے نمازِ صبح سے شام تک ستّر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں، ماہِ رمضان کے رات یا دن میں جو کوئی سر بسجود ہوتا ہے، اس کے ہر سجدے کے بدلے اُسے (جنّت میں) ایک ایسا (بڑا اور طویل) درخت عطا کیا جاتا ہے، جس کے سائے میں گھوڑ سوار پانچ سو 500 برس تک چلتا رہے۔"

عبادت وریاضت کی فضیلت سے متعلّق ایک اَور روایت میں حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ آپ مجھے کوئی ایسا کام ارشاد فرمائیں، جس پر اگر میں ہمیشگی کروں تو جنّت کا حقدار ہو جاؤں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ المَكْتُوبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ المَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ۔ اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز قائم کرو، فرض زکات دو اور رمضان کے روزے رکھو! دیہاتی نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان

اسلامیات

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

باتوں پر میں کوئی زیادتی نہیں کروں گا، جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا۔ (٣) اگر کوئی کسی جنّتی کو دیکھنا چاہے، تو اسے دیکھ لے۔"

عبادت و ریاضت کی ترغیب ہی سے متعلّق ایک روایت میں، حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، ایک دن میں صبح کے وقت چلتے ہوئے نبی رحمت ﷺ سے قریب ہوا، اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنّت میں داخل کر دے اور جہنم سے دُور رکھے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا:

"لَقَدْ سَأَلْتَ عَظِيمًا، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ۔ تم نے ایک بہت بڑی چیز کا سوال کیا ہے! اور یقیناً یہ عمل اس کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کر دے؛ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، نماز قائم کرو، زکات دو، رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو! پھر رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الخَطِيئَةَ، كَمَا يُطْفِئُ النَّارَ المَاءُ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔ (٤) کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازے نہ بتاؤں! (1) روزہ ڈھال ہے، (2) صدقہ گناہوں کو ایسے ہی مٹاتا ہے، جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے، (3) اور آدھی رات میں آدمی کا نماز (تہجد) ادا کرنا۔"

رمضان المبارک کے روزے فرض کیے جانے کا مقصد تقویٰ و پرہیزگاری ہے، یہ ایک ایسی عبادت ہے جو ریاضت، اصلاحِ نفس اور باطنی طہارت کا سبب ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (٥) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جیسے تم سے پہلے والوں پر فرض ہوئے تھے؛ تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔"

مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "روزے کا مقصدِ اعلیٰ اور اس سخت ریاضت کا پھل یہ ہے، کہ تم متقی اور پاکباز بن جاؤ، روزے کا مقصد یہ نہیں کہ صرف کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرو، بلکہ تمام بُرے اَخلاق اور اعمالِ بد سے انسان مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار کرے، تم پیاس سے تڑپ رہے ہو، تم بھوک سے بے تاب ہو رہے ہو، تمہیں کوئی دیکھ بھی نہیں رہا، ٹھنڈا پانی اور لذیذ کھانا پاس رکھا ہے، لیکن تم ہاتھ تو کُجا، آنکھ اُٹھا کر اُدھر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے، اس کی وجہ صرف یہی ہے نا، کہ تمہارے رب کا یہ حکم ہے! اب جب حلال چیزیں اپنے رب کے حکم سے تم نے ترک کر دیں، تو وہ چیزیں جن کو تمہارے رب تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا ہے، مثلاً چوری، رشوت، بد دیانتی وغیرہ حرام کاریاں، اگر یہ خیال پختہ ہو جائے، تو کیا تم ان کا اِرتکاب کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں کرو گے! مہینے بھر کی اِس مشقت کا مقصد یہی ہے، کہ تم سال کے باقی گیارہ ماہ بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حرام سے اجتناب کرو۔

لہٰذا جو لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں، لیکن جھوٹ، غیبت، بد نظری، فحش گوئی اور گالی گلوچ وغیرہ برائیوں سے باز نہیں آتے، ان کے متعلّق سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے واضح الفاظ میں فرما دیا:

"مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔ (٦) [جس نے روزہ رکھنے کے باوجود] جھوٹ اور اُس پر عمل نہیں چھوڑا، رب تعالیٰ کو اُس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔" (٧)

روزے میں جہاں مسلمان کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے اپنے آپ کو روکے رکھتا ہے، وہیں اسے چاہیے کہ جھوٹ، غیبت وغیرہ گناہوں سے بھی باز رہے؛ تاکہ اسے تقویٰ و پرہیزگاری حاصل ہو اور یہی روزے کا مقصد بھی ہے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"إِنَّ الصِّيَامَ لَيْسَ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، وَلَكِنْ

مِنَ الْكَذِبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ۔(۸) روزہ صرف کھانے پینے سے باز رہنے کا نام نہیں، بلکہ روزہ جھوٹ، گناہوں اور بے کار چیزوں سے بچنے کا نام ہے۔"

اسی طرح ایک اَور حدیثِ پاک میں حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔(۹) جس نے ماہِ رمضان میں ایمان کی حالت میں، ثواب کی اُمید سے قیام کیا، اُس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

یعنی جو مسلمان روزہ دار، فرائض وواجبات اور نمازِ تراویح، نوافل، تلاوتِ قرآن اور دیگر نیک اعمال میں وقت گزارتا ہے، اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ خود کو عبادت و ریاضت کا عادی بناتے ہوئے، نمازِ پنج گانہ کی پابندی کریں، اپنی زبان کی حفاظت کریں، غیبت وچغلی، گالی گلوچ، بدکلامی اور بدنگاہی سے اجتناب کریں، رمضان المبارک میں فیس بک، ٹک ٹاک، ٹویٹر اور دیگر سوشل میڈیا ذرائع پر ٹائم پاس کرنے کے بجائے، اپنا وقت عبادت و ریاضت میں گزاریں، قرآنِ پاک کی تلاوت کریں، اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھیں، ذکر واَوراد کی کثرت کریں، دینی کتب کا مطالعہ کریں اور تراویح وقیام اللیل کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔

جوانی میں عبادت کی فضیلت

احادیثِ مبارکہ میں جوانی میں عبادت و ریاضت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، جو شخص جوانی میں توبہ کرتا ہے اور اپنا وقت عبادت و ریاضت میں صَرف کرتا ہے، بروزِ قیامت اس کے لیے فرشتوں جیسا مقام اور سایۂ رحمت کا وعدہ ہے، حدیث شریف میں فرمایا:

"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ۔ سات قسم کے لوگ ایسے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اپنے سائے رَحمت میں جگہ عطا فرمائے گا، جس دن اُس کے سایۂ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا؛ انہی میں سے ایک کے متعلّق فرمایا: وَشَابٌّ نَشَأَفِي عِبَادَةِ رَبِّهِ۔(۱۰) وہ جوان جس نے جوانی اپنے رب کی عبادت میں گزاری۔"

اسی طرح ایک اَور حدیث شریف میں ہے:

"وَلِلشَّابِ التَّارِكِ لِحرُمَاتِ اللهِ، العَامِلِ بِطَاعَةِ اللهِ، كُلُّ أَجْرِ سَبْعِينَ صِدِّيقاً۔(۱۱) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے اور اس کے اَحکام پر عمل کرنے والے نوجوان کے لیے 70 صدّیقین کے برابر ثواب ہے۔"

علّامہ ابنِ رجب حنبلی جوانی میں عبادت کرنے سے متعلّق ارشاد فرماتے ہیں کہ " جس نے اللہ تعالیٰ کو اس وقت یاد کیا، جب وہ جوان اور تندرست تھا، تو اللہ تعالیٰ اُس کا اُس وقت خیال رکھے گا، جب وہ بوڑھا اور کمزور ہو جائے گا، اور اسے بڑھاپے میں بھی اچھی قوّتِ سماعت، بصارت، طاقت اور ذَہانت عطا فرمائے گا۔" (۱۲)

زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانیے

ہماری زندگی برف کی طرح پگھل رہی ہے، لہٰذا ہمیں اپنے شب و روز غفلت میں گزار کر، اسے کسی صورت ضائع نہیں کرنا چاہیے، اس چند روزہ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانتے ہوئے، خوب عبادت و ریاضت کرنی چاہیے، فرائض وواجبات کی پابندی، علمِ نافع، عملِ صالح اور رضائے الٰہی جیسے اَہداف کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے؛ کیونکہ اسی میں ہماری کامیابی اور سرخ رُوئی ہے، بصورتِ دیگر ناکامی کا عمیق (گہرا) گڑھا ہمارا مقدّر ٹھہرے گا۔ (معاذ اللہ)

رَحمتِ عالم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

"اِغْتَنِمْ خَمساً قَبْلَ خَمسٍ: (1) شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ (2) وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ (3) وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ (4) وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ (5) وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔ (۱۳) پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو: (1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (2) صحت کو بیماری سے پہلے (3) مالداری کو فقیری سے پہلے (4) فرصت کو مصروفیت سے پہلے (5) اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔"

اسلامیات

ابھی بھی دیر نہیں ہوئی، رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں اور اس میں ہونے والی چھما چھم رحمتوں کی برسات سے فائدہ اٹھائیے، سچے دل سے توبہ واستغفار کیجیے، زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گزاریئے، زُہد وتقوی اختیار کیجیے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا خاص اہتمام کیجیے، ورنہ یاد رکھیے! اگر توبہ سے قبل موت آ گئی، تو پھر کوئی چھوٹے سے چھوٹا عمل بجا لانے کی بھی اجازت نہیں ہوگی اور بروزِ قیامت ہم اپنے پل پل کا حساب وکتاب دے رہے ہوں گے، جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يوم الْقِيامَةِ حتّى يُسْأَلَ عن أَرْبَعِ خِصَالٍ: (1) عن عُمرِهِ فِيما أَفْناهُ، (2) وَعَنْ شَبَابِهِ فِيما أَبْلاهُ، (3) وَعَنْ مَالِهِ من أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَ فِيما أَنْفَقَهُ (4) وَعَنْ علمهِ مَاذَا عَمِلَ فيه-(۱۴)

بروزِ قیامت آدمی اُس وقت تک اپنی جگہ سے قدم نہیں ہٹا سکے گا، جب تک چار 4 سوالات کے جواب نہ دے لے (۱) عمر کس کام میں گزاری؟ (۲) جوانی کیسے گزاری؟ (۳) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (۴) اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟"

فکر آخرت پر مبنی اس فرمانِ رسول ﷺ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، ہر بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ وہ نفسانی خواہشات سے بچتا رہے، عِفّت، عصمت اور پاکدامنی کے حصول کے ذرائع اختیار کرتا رہے، بدنگاہی، فُحش اَعمال وکلام، جھوٹ، غیبت، چغلی، حرام ومشتبہ چیزوں، فلموں، ڈراموں، گانے باجوں، بے پردگی وغیرہ وغیرہ گناہوں سے بچ کر، اَحکامِ شریعت، فرائض واَعمالِ صالحہ وغیرہ جیسی عبادات کی بجا آوری میں خوب کوشش کرے، نیز اس ماہِ مبارک کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے تمام گناہوں، اور نافرمانی والی زندگی سے توبہ کر کے، اپنی عاقبت سنواریئے اور سچی توبہ کر کے اللہ ورسول کے پیارے بن جائیے۔

اے اللہ! رمضان المبارک کے صدقے، ہمارے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما، ہمیں سچی توبہ کرنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما، رمضان شریف کی خوب خوب برکتیں نصیب فرما، ہمیں اس ماہِ مبارک کے تمام روزے رکھنے، نمازِ تراویح ادا کرنے اور ذوق وشوق سے دیگر عبادات ونیک اعمال کی توفیق وہمت عطا فرما، اس ماہِ غفران کے صدقے ہماری اور ہمارے تمام عزیز واقارب کی بخشش ومغفرت فرما، وصلّی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقِه ونورِ عرشِه، سيّدنا ونبيّنا و حبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين و بارَكَ وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين۔

حوالہ جات:

(۱) پ۲۶، الحجرات ۱۳ (۲) "شعب الایمان" 23- باب فی الصیام، ر ۳۶۳۸/ ۳/ ۱۳۴۱ (۳) "صحیح البخاری" باب وجوب الزکاۃ، ر ۱۳۹۷/ ص ۲۲۵ (۴) "سنن ابن ماجہ" باب کفّ اللسان فی الفتنۃ، ر ۳۹۷۳/ ص ۶۷۴ (۵) پ۲، البقرۃ ۱۸۳ (۶) "صحیح البخاری" کتاب الصّوم، ر ۱۹۰۳/ ص ۳۰۶ (۷) "تفسیر ضیاء القرآن" البقرۃ، زیرِ آیت ۱۸۳/ ۱/ ۱۲۳- ۱۲۴، ملتقطاً (۸) "السنن الکبری" للبیہقی، کتاب الصیام، ۴/ ۲۰۹ (۹) "صحیح البخاری" باب تطوّع قیام رمضان من الاِیمان، ر ۳۷/ ص ۹ (۱۰) "صحیح البخاری" کتاب الاَذان، ر ۶۶۰: ص ۱۰۷ (۱۱) "الترغیب فی فضائل الاَعمال وثواب ذلک" ر ۲۲۹/ ص ۷۸ (۱۲) "مجموع رسائل ابن رجب" قولہ: یحفظک، 3/ 100 ملخّصاً (۱۳) "شعب الاِیمان" باب فی الزہد وقصر الاَمل، ر ۱۰۲۴۸/ ۷/ ۳۳۱۹ (۱۴) "المعجم الکبیر" معاذ بن جبل الاَنصاری، ر ۱۱۱/ ۲۰/ ۶۱- ◆◆◆

ص ۱۴/ کا بقیہ..

لیکن آپ کی چار صاحبزادیاں اپنی طبعی عمر کو پہنچی اور آپ نے حضرت زینت، حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی ایسی قابل تقلید پرورش وپرداخت کی اور انھیں تعلیم وتربیت، اخلاق وکردار اور ایمان واسلام کے زیور سے اس طرح آراستہ وپیراستہ کیا کہ ان کی دنیا وآخرت دونوں سنور گئی، ان کی تعلیم وتربیت کا صرف ایک نمونہ سیدۂ کائنات ''حضرت فاطمۃ الزہرا'' کو ہی دیکھ لیا جائے تو یہ اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں کہ آپ نے بحیثیت ماں اپنی صاحبزادیوں کی کیسی مثالی تربیت فرمائی ہے، حضرت فاطمۃ الزہرا کے سر ''خاتون جنت'' کا تاج زرّیں سجانے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ آپ کی تربیت کا بھی اہم رول ہے۔

◆◆◆

اسلامیات

از: مفتی رضوان عالم مرکزی*

روزے کی اہمیت وفضیلت

جس طرح ایک مسلمان پر بعد قبولیت ایمان نماز، زکوٰۃ اور حج بشرط استطاعت فرض ہیں اسی طرح روزہ بھی فرض ہے اور روزے کی فرضیت مثلِ نماز قرآن و حدیث سے ثابت ہے، چنانچہ اللہ ربّ العزت کا فرمان عالیشان ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۸۳) اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ-(۱۸۴)

(سورۃ البقرۃ، پارہ ۲ / رکوع ٦ / آیت ١٨٣—١٨٤) ترجمہ:

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے، گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (رکھے) اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔" (کنز الایمان)

حدیث شریف میں ہے:

"عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَهُوَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَهُوَ شَهْرٌ يُزَادُ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ فِيهِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِذُنُوبِهِ وعِتْقُ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُعْطِي اللّٰهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ. أو كما قال صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (شعب الایمان، باب فی الصیام، الحدیث ٣٦٠٨ / جلد سوم، صفحہ ٣٠٥)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا، فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ۷۰ / فرض ادا کیے، یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (یعنی غمخواری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا

*مضمون نگار مکہ مسجد مکہ نگر جبل پور ایم پی کے خطیب وامام ہیں۔

رزق بڑھایا جاتا ہے، جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو، ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا، جس سے روزہ افطار کرائے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا، جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خُرما یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو بھر پیٹ کھانا کھلایا، اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے، یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔"

اسی میں ہے:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم قال إنَّ الجنةَ تُزَخْرَفُ لِرمضانَ مِن رأسِ الحَوْلِ إلى الحولِ القابلِ، قال فإذا كانَ أَوَّلُ يومٍ من رمضانَ هَبَّتْ رِيحٌ تحتَ العرشِ نَشَرَتْ مِن وَرَقِ الجنةِ على الحورِ العينِ فَيَقُلْنَ يا ربِّ اِجعلْ لَنا مِنْ عِبادِكَ أزواجًا تَقِرُّبِهِمْ أَعينُنا و تَقِرُّ أعينُهم بِنا۔ (شعب الایمان، باب فی الصیام، فضائل شہر رمضان، الحدیث: ۳۶۳۳/ جلد سوم، صفحہ ۳۱۲/ ۳۱۳) ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتّوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں، اے رب! تُو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔"

روزہ دار جنت میں باب الریّان سے پکارا جائے گا

بخاری شریف میں ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ" فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: " نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ ۔ (صحیح البخاری، کِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ الرَّیَّانِ لِلصَّائِمِینَ، الحدیث ۱۸۹۷، جلد سوم صفحہ ۲۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے راہ خدا میں مال میں سے دو جوڑے دیے اسے جنت کے تمام دروازوں سے یوں پکارا جائے گا "یَا عَبْدَ اللّٰہِ! ھٰذَا خَیْرٌ" "اے اللہ کے بندے! یہ نیک کاموں میں بہتر کام ہے، تو جو نمازی ہے اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا، جو مجاہد فی سبیل اللہ ہے اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا، جو روزہ دار ہے اسے باب الریّان سے پکارا جائے گا اور جو صدقہ دیتا ہے اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جب یہ سنا) بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اگر کوئی یہ سارے کام کرے تو کیا اسے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ سرکار نے فرمایا ہاں! اور (اے ابوبکر!) مجھے یقین ہے تم انہیں میں سے ہو۔"

احادیث روزے کی فضیلت واہمیت پر بکثرت وارد ہیں اور کتب احادیث خصوصاً صحاح ستہ ان سے لبریز ہیں۔

روزہ کسے کہتے ہیں؟

روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیّت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً (یعنی جان بوجھ کر) کھانے پینے جماع سے باز رکھنا روزہ کہلاتا ہے اور عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا بھی شرط ہے، روزے کے تین درجے ہیں: ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا، دوسرا خواص کا روزہ کہ ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا، تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوی للہ سے اپنے کو بالکلیہ جُدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔

(ماخوذ از بہار شریعت، جلد اوّل، حصہ پنجم صفحہ ۹۶۶ مکتبۃ المدینہ)

ایک ایسی عبادت مطہرہ ہے جو اپنے اندر خیر کثیر سمیٹے ہوا ہے اور اس کی شہادت احادیث مصطفویہ دے رہی ہیں کیونکہ روزہ ہی کی برکت سے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ابواب جہنم بن کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید خانے میں ڈال دیئے جاتے ہیں اور روزہ اپنے ایام معدودات میں رحمت، مغفرت اور جہنم سے چھٹکارا کا پروانہ لے کر آتا ہے اور روزہ ایسی عبادت ہے کہ اس کے عامل کے لئے اللہ تعالیٰ کی تمام بہشتیں مشتاق رہتی ہیں، روزہ رب قدیر کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، روزہ جنت میں جانے کا ایک بہت بڑا واسطہ ہے، روزہ رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

روزہ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے، روزہ شہوتوں کو ختم کر دیتا ہے، روزہ منہیات سے دور رکھتا ہے اور معروفات کے قریب کرتا ہے، روزہ حدیث "صوموا تصحوا" کے پیش نظر اکسیر علاج ہے، روزہ بندے کو خالق سے ملا دیتا ہے، گویا روزہ ہم گنہگاروں کے لئے سرچشمۂ رحمت ہے، روزے داروں کا استقبال فرشتے کرتے ہیں، امام المفسرین زبدۃ العارفین شیخ التفسیر حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی بروسوی علیہ رحمۃ الباری متوفی ۱۱۳۷ھ اپنی مایہ ناز تفسیر "روح البیان فی تفسیر القرآن" میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں جس میں ہے کہ روزے داروں کا استقبال اللہ کے مقدس فرشتے کرتے ہیں:

"اذا کان یوم القیامۃ و بعث من فی القبور اوحی اللہ الی رضوان انی اخرجت الصائمین من قبورھم جائعین عاطشین فاستقبِلھم بشھواتھم من الجنان فیصیح ویقول ایھا الغلمان والولدان علیکم باطباق من نور فیجتمع اکثر من عدد الرمل وقطرات الامطار و کواکب السماء و اوراق الاشجار بالفا کھۃ الکثیرۃ والاشربۃ اللذیذۃ والاطعمۃ الشھیۃ فیطعم من لقی منھم ویقول کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ۔ (جلد اوّل صفحہ ۲۹۴) ترجمہ: جب قیامت میں اللہ تبارک وتعالیٰ اہل قبور کو قبروں سے اٹھنے کا حکم دے گا تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائے گا: کہ اے رضوان! آگے چل کر میرے روزے داروں سے ملو کیونکہ وہ میری خاطر بھوکے پیاسے رہے، اب تم بہشت کی خواہشات کی تمام اشیا لے کر ان کے پاس پہنچ جاؤ، اس کے بعد وہ رضوان زور سے پکار کر کہے گا اے جنت کے غلمان وولدان! نور کے بڑے بڑے تھال لاؤ، اس میں دریا کی ریت کے ذرات، بارش کے قطرات، آسمان کے ستاروں اور درختوں کے پتوں کے برابر میوہ جات اور کھانے پینے کی لذیذ اشیاء جمع کر کے روزے داروں کے سامنے رکھ دی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا جتنا مرضی ہو، کھاؤ پیو، یہ ان روزوں کی جزا ہے جو تم نے دنیا میں رکھے تھے۔"

یہ ہے روزہ داروں کا مقام، یہ ہے روزہ داروں کی فضیلت، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ ہم سب کو روزہ رکھنے کی توفیق بخشے اور برکاتِ صیام سے مستفیض فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

●●●

از: حافظ افتخار احمد قادری*

روزے کا حکم اور اس کی غرض وغایت

اسلامیات

ماہ رمضان المبارک وہ ہے جس میں قرآنِ مجید بھیجا گیا، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے اور واضح الدلالت بھی منجملہ ان کتب کے جو ذریعہ ہدایت بھی ہیں اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی بھی، جو شخص اس ماہِ مبارک میں موجود ہو اس کو ضرور اس ماہِ مبارک میں روزہ رکھنا چاہیے، اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام میں اتنا ہی شمار کر کے ان میں روزہ رکھنا واجب ہے، اللہ رب العزت کو تمہارے ساتھ احکام میں آسانی کرنا منظور ہے احکام وقوانین مقرر کرنے میں دشواری منظور نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے اللہ رب العزت کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے، ذرا غور کیجیے کہ اس نے اپنے معذور بندوں پر کتنا بڑا فضل واحسان فرمایا کہ حالت عذر اور بیماری وسفر میں قضا صوم کی رخصت عطا فرمادی، سبحان اللہ!

قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گیے ہیں جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کیے گیے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔'' (البقرہ)

اس آیت مقدسہ سے روزے کی فرضیت اور اس کی غایت دونوں ثابت ہوگئیں چنانچہ روزے کا حکم اور اس کی غرض وغایت کا ہمیں علم ہو گیا یعنی روزے کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ہم متقی بن جائیں تا کہ نفس پر پورا کنٹرول اور ہماری حکومت ہو، متقی عرف شرع میں وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو ہر اس چیز سے بچائے رکھے جو آخرت میں موجب ضرر اور باعثِ ہلاکت ہو ایسے ہی شخص کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو کر سہما اور ڈرا اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کو روکا اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

تو معلوم ہوا تقویٰ ہی وہ جوہر لطیف ہے جو انسان کو برائی سے دور کرتا ہے اور نور ایمانی کو بڑھاتا ہے، یہ صفت جس کے اندر پیدا ہوگئی اس کی نجات ومغفرت کا اللہ رب العزت محافظ وناصر ہے ورنہ روز محشر وہ سخت دن ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے:

''اس دن یہ عالم ہوگا کہ انسان اپنے ماں باپ بھائی بہن دوست واحباب سب سے بھاگے گا اس دن ہر شخص کو اپنی ہی فکر ہوگی کوئی کسی کا نہ ہوگا صرف اپنے اعمال اور اللہ رب العزت کا فضل ہوگا۔''

حضرتِ عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''جنت کو ماہ رمضان المبارک کے لیے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے، پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مشیرہ ہے، جس کے جھوکوں سے جنت کے درختوں کے پتے اور دروازوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں اس سے ایسی دل آویز اور سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آوازیں دیتی ہیں کہ ہے کوئی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تا کہ اللہ رب العزت اسے ہم سے جوڑ دے، پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ سے پوچھتی ہیں یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں: یہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کھول دیے گئے ہیں، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت داروغہ رضوان سے فرما دیتا ہے: جنت کے دروازے کھول دے اور جہنم کے داروغہ سے فرما دیتا ہے: میرے حبیب ﷺ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے اور حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے: زمین پر جاؤ اور سرکش شیطان کو قید کردو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو تا کہ میرے محبوب کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔‘‘

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

’’جس شخص نے ایمان کے جذبے اور طلب ثواب کی نیت سے ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھا تو اس کے گزشتہ گناہوں کی بخشش ہوگئی۔‘‘ (بخاری، مسلم، مشکوۃ)

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے یعنی قیامت کے دن روزہ کہے گا اے رب! میں نے اس کو دن بھر کھانے اور پینے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا اس بندے کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن مجید کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا کہ تیرا بندہ رات کی نماز میں تلاوت کرتا تھا لہٰذا اس بندے کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کرلی جائے گی۔‘‘ (مشکوۃ، بیہقی)

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’تین اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی، روزہ دار کی دعا یہاں تک کہ وہ افطار کرے، حاکم کی دعا اور مظلوم کی دعا اللہ رب العزت اس کو بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اللہ رب العزت ماہ رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گنہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے اور عید الفطر کے دن سارے رمضان المبارک کے برابر گنہگاروں کی بخشش کی جاتی ہے۔‘‘

ذرا غور کیجیے کہ اللہ رب العزت کا کس قدر احسان و اکرام و انعام کہ روزے کی برکت سے اس کے پہلے کھانے کو سحری کہتے ہیں اللہ رب العزت نے امت کے لیے ثواب کی چیز بنا دیا ہے اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے اکثر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ تراویح سے فارغ ہونے کے بعد کھانا کھانے کے بعد سو جاتے ہیں اور پھر سحری کے لیے نہیں اٹھتے ہیں ایسا کر کے وہ ایک بہت بڑی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

’’ہمارے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے وہ لوگ سحری نہیں کھاتے۔‘‘

ایک اور جگہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

’’سحری کھایا کرو اس میں بہت برکت ہے، آپ جب کسی صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سحری کھانے کو مدعو فرماتے تو ارشاد فرماتے: آؤ اور برکت والا کھانا تناول کرو۔‘‘

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: ہمیشہ لوگ خیر سے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے۔

روزہ کس چیز سے افطار کرے

سلطان بن عامر سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

’’جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کیونکہ اس میں برکت ہے، اگر اتفاق سے کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ افطار کرے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔‘‘

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ مغرب سے قبل تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خرمہ چھوہارے کے

چند دانوں سے افطار کرتے تھے اگر اتفاق سے چھوہارے میسر نہیں آتے تو پانی کے چند گھونٹ سے ہی افطار کر لیتے۔

(ابوداؤد، ترمذی)

ذرا غور فرمائیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنے صابر و شاکر تھے کہ روزہ افطار کھجوروں اور چھوہاروں سے اور وہ بھی میسر نہیں آتے تو پانی کے چند گھونٹ سے ہی روزہ افطار فرما لیتے تھے، دوسری طرف ہم ناشکر ہیں، اچھے اچھے کھانے کھا کر بھی کہتے ہیں کہ مزہ نہیں آیا، حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے :

”رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ رب العزت کے یہاں سے جہنم کے قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں ہوتی۔“

افطار کے وقت دعا قبول ہونے کی بہت سی روایات ہیں، مگر افسوس! کہ ہم لوگ اس برکت والی ساعت میں کھانے پینے کی چیزوں پر اس طرح گرتے ہیں کہ ایسے وقت میں دعا مانگنے کی فرصت تو درکنار خود افطار کی دعا بھی یاد نہیں رہتی، دعا قبول کے قبول ہونے کی کچھ شرائط بھی ہیں کہ ان شرائط کے فوت ہو جانے سے بسا اوقات دعائیں رد کر دی جاتی ہیں منجملہ ان کے حرام غذا ہے اس کی وجہ سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بہت سے پریشان حال لوگ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں، مگر ان کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، پھر ایسی حالت میں ان کی دعا کہاں قبول ہو سکتی ہے۔

روزہ کے آداب

نگاہ کی حفاظت: نگاہ کی حفاظت ایسی ہو کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے حتیٰ کہ اپنی بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے کسی اجنبی کا ذکر ہی کیا ہے، اسی طرح لہو و لعب اور ناجائز جگہ پر نہ پڑے، حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے؛ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص اس تیر سے اللہ رب العزت کے خوف سے بچ رہے اللہ رب العزت اس کو نورِ ایمانی عطا فرماتا ہے جس کی لذت اس کے قلب میں محسوس ہوتی ہے۔

زبان کی حفاظت: جھوٹ، چغل خوری، غیبت، بدکلامی، گالی گلوچ وغیرہ یہ سب اس میں داخل ہیں۔

کان کی حفاظت: روزے دار کو چاہیے کہ اپنے کانوں کی بھی حفاظت کرے ہر مکروہ چیز جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”غیبت کرنے والے اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں اس لیے روزہ دار کو چاہیے کہ اپنے اعضا کی حفاظت کرے اور زیادہ وقت عبادت ہی میں گزارے۔“

روزے داروں کی شان

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں: بروز قیامت روزے دار اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اپنے روزے کی خوشبو سے پہچانے جائیں گے اور ان کے مونہوں سے مشک سے بھی تیز خوشبو نکل رہی ہوگی، ان کے پاس دسترخواں اور صراحیاں لائی جائیں گی جن کے منہ مشک سے بندھے ہوئے ہوں گے پھر ان سے کہا جائے گا: کھاؤ کہ تم اس وقت بھوکے رہتے تھے جب لوگ پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور پیو کہ تم اس وقت پیاسے رہتے تھے جب لوگ سیراب ہوتے تھے اور آرام کرو کہ تم اس وقت تھکتے تھے جب لوگ آرام کر رہے ہوتے تھے تو وہ کھائیں گے پئیں گے اور آرام کریں گے حالانکہ لوگ تھکے ماندے اور پیاس سے حساب و کتاب میں مشغول ہوں گے۔ (کنزالعمال، الحدیث 23639/جلد 8/صفحہ 213)

یہ ماہ رمضان المبارک کے روزہ داروں کے لیے بشارت ہے جب تک کہ وہ اپنے آپ کو خطاؤں اور نافرمانیوں سے بچاتے رہیں گے اور اللہ رب العزت کی رضا کے لیے روزے رکھیں گے، پس اس گناہگار کا کیا حال ہوگا جو روزہ رکھنے کے باوجود اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتا ہے اور نماز اس طرح پڑھتا ہے کہ اس کا جسم ایک جگہ ہوتا ہے اور دل دوسری جگہ، زبان سے تو اللہ رب العزت کا ذکر کرتا ہے مگر دل فلاں فلاں کی یاد میں مشغول رہتا ہے؟ اور اے وہ شخص! جو اس حال میں صبح کرتا ہے کہ خسارے کا سبب بننے والے اعمال کا ارتکاب کرتا ہے اور شام

اس امید پر کرتا ہے جس کی دیوار موت کے ہاتھوں گرنے والی ہوتی ہے، اب وہ لوگ اپنی زندگی کا محاسبہ کریں جو ماہ رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتے کیا ان لوگوں نے اپنی قبر کی تیاری کرلی ہے؟ کیا ان لوگوں کے پاس کوئی ایسا عمل ہے جو میدان حشر میں نجات کا ذریعہ بن سکے؟ کیا ان لوگوں نے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی حدود کی حفاظت کی ہے یا اس کی حرمت کو پامال کردیا؟۔ ◆◆◆

ص ۲۶ کا بقیہ

ہو، زکوٰۃ کے اہل غیر اقامتی تعلیمی اداروں کے مقابل اقامتی مدارس کو ترجیح دی جائے، مفلوک الحال رشتہ داروں، متعلقین کا خاص خیال رکھا جائے۔

[۵] اللہ تعالیٰ ماہِ صیام میں رزق میں خاص برکت نازل فرماتا ہے، دسترخوان کشادہ ہوجاتا ہے، انواع واقسام کی نعمتیں زینت بنتی ہیں، ان نعمتوں میں غربا و مساکین کو بھی عزو وقار کے ساتھ شامل کریں، جو انواع واقسام کے کھانوں سے محروم ہیں انھیں بھی حق دار سمجھتے ہوئے لذتِ کام و دہن کا موقع مہیا کریں۔

[۶] معاشرے میں ایسے افراد تلاش کریں جو بیمار ہوں یا ضعیف وناتواں وحق دار؛ ان کے علاج کے کفیل بنیں، ان کے لیے دوا کا نظم کریں، ویسے بھی بیماری میں مبتلا انسان یاسیت کا شکار ہوتا ہے؛ اگر ایسوں کو سہارا دے دیا جائے تو گویا، ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل گیا۔

[۷] رمضان المبارک میں نمازوں کی پابندی بھی خوب ہوتی ہے، اسے پورے سال بلکہ ساری زندگی برقرار رکھنے کے لیے عزم کریں۔

[۸] ہم نمازوں سے بڑی کوتاہی کرتے ہیں، اس لیے حساب لگائیں تو یقیناً قضا نمازیں ذمہ آئیں گی، الا ماشاء اللہ! اس لیے شبِ رمضان میں قضا نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام بھی کریں، کوشش کریں کہ جو نمازیں باقی ہوں وہ جلد از جلد ادا ہوجائیں؛ آئندہ ہر نماز وقت پر باجماعت صحیح صحیح فکر کے حامل امام کی اقتدا میں ادا کریں۔

[۹] اوقاتِ سحر وافطار میں احتیاط سے کام لیں، بعض کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اذانِ فجر تک وقت سحر رہتا ہے یہ غلط ہے، اذانِ فجر نماز کے لیے ہے نہ کہ ختمِ سحر کے لیے۔

[۱۰] تراویح بڑی بابرکت نماز ہے، اس سے کوتاہی نہ کریں، آج یہ بہانہ تراش لیا گیا ہے کہ ۶/دن یا ۱۰/دن یا شبینہ پڑھ لیں تو بری الذمہ ہوجائیں؛ جب کہ رمضان کی ہر شب میں ۲۰/ رکعت تراویح کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے جس کی پاسداری بہرحال ضروری ہے۔

[۱۱] حقوق العباد کی ادائیگی بھی کریں، ورنہ ہم عبادتوں کے پابند تو کہلوا لیں گے، لیکن حقوق ذمہ باقی ہوں گے تو آخرت میں مواخذہ ہوگا۔

[۱۲] روزہ میں صبر کا مظاہرہ کریں، غصہ سے روزے کا فیض کم ہونے کا اندیشہ ہے، دوسروں پر روزے کا اثر ظاہر کرنے کی بجائے نارمل سلوک کریں تاکہ آپ کے صبر کا اظہار بھی ہو اور روزے کے برکات بھی حاصل ہوں، اللہ کریم عملِ صالح کی توفیق دے، اپنی اور اپنے پیارے محبوب پاک ﷺ کی رضا وخوشنودی والی زندگی عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ ◆◆◆

ص ۵۳ کا بقیہ

آپ کی محفل سجاؤں اپنے گھر میں فخر سے
میرے گھر کو بھی منوّر جانِ جاناں کیجیے

آپ کی مدحت سے ہے درکار مجھ کو روشنی
یا نبی شمعِ تخیّل میری تاباں کیجیے

جیتے جی اپنا دیارِ نور دِکھلا کر مری
تیرہ بختی کو مثالِ مہ درخشاں کیجیے

واسطہ دے کرشہِ کونین کا رب کے حضور
اپنی بخشش کے لیے دنیا میں ساماں کیجیے

ملتجی ہیں آپ سے ہم اے شہِ ہر دوسرا
قسمتِ شب گوں ہماری اب درخشاں کیجیے

اس نعیم قادری کی ہے تمنّا شاہِ دیں
بزمِ محشر کے مراحل سارے آساں کیجیے

اسلامیات

فلاح دارین حاصل کرنے کا مبارک موسم رمضان المبارک

از: غلام مصطفےٰ رضوی*

اسلامیات

ماہِ صیام رمضان المبارک کی بہاریں جلوہ نما ہیں بلکہ پہلا عشرہ برکتوں کی صبح طلوع کر گیا، ہر سال یہ موسمِ بہار آتا ہے، اپنی برکتیں لُٹاتا ہے، سعادتوں کے توشے بٹتے ہیں، رحمتوں کی بادِ بہاری چلتی ہے، برکتوں سے دامنِ مراد بھر بھر دیئے جاتے ہیں، اِس کی ہر ساعت افضل، ہر لمحہ قیمتی، ہر گھڑی نور نور، ایسے ماہِ مبارک کو غنیمت جانتے ہوئے اس کی عطا پر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔

اس کے حقوق کی ادائیگی کو وطیرہ بنائیں، اس ضمن میں چند نکات درج کیے جاتے ہیں جن پر عمل آوری سے ہم دارین کی سعادتیں پا سکتے ہیں، آخرت کو سنوار سکتے ہیں؛ اور عروج و بلندی کی منزلیں پا سکتے ہیں۔

[۱] اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کی نعمتوں سے نوازا، ان میں ایک عظیم نعمت ماہِ رمضان ہے، اس لیے اس کے ادب و احترام میں کوئی کمی نہ آنے دیں، ادب سے زندگی کا وقار ہے، ادب سے خوش عقیدگی کی بہار ہے، ادب ہی شرف و فضل کے مقامِ بلند پر فائز کرتا ہے، اس لیے رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے سرفرازی کے لیے اکرام و احترام کا مظاہرہ کیجیے۔

[۲] تقویٰ کی راہ اپنائیے، ماہِ رمضان کا مقصد بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کو تقویٰ کا جوہر عطا ہو، روزہ تقوے والی زندگی کی تربیت کرتا ہے، روزہ باطنی تطہیر کا سامان مہیا کرتا ہے، روزہ تزکیۂ روح، اصلاحِ قلب، تعمیر فکر کے ذریعے متقی بناتا ہے، اس لیے رمضان کا حق یہ ہے کہ اس سے تقویٰ کی فکر بیدار کی جائے۔

[۳] تزکیۂ نفس کا مرحلۂ شوق ہے رمضان المبارک، نفس گناہوں کی عادت سے بڑا سخت ہو جاتا ہے، معاذ اللہ! نیکیوں سے رغبت نہیں رہتی، روزہ روح کا علاج اور نفس کا محاسبہ کرتا ہے؛ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

اللہ اللہ کے نبی سے
فریاد ہے نفس کی بدی سے
دن بھر کھیلوں میں خاک اُڑائی
لاج آئی نہ ذرّوں کی ہنسی سے

اعلیٰ حضرت نے ان اشعار میں جو معروضہ پیش کیا ہے، وہ احتسابِ نفس سے متعلق ہے، دُنیا میں رہ کر دُنیا کی رنگینی اور شرارتِ نفس سے بچ جانا یقیناً مقبولیت کی دلیل ہے، بندۂ مومن کے لیے ماہِ رمضان اصلاح کا پروانہ ہے؛ جس میں باطنی تربیت سے اصلاحِ نفس کا مرحلۂ شوق طے ہوتا ہے اور کامیابی کی منزل ملتی ہے، بس دُعا یہی ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نفس کی شرارتوں سے ہمیں محفوظ رکھے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

[۴] زکوٰۃ کا نظام معاشی اعتبار سے بہت جامع ہے، اس سے جہاں گداگری پر قابو پایا جا سکتا ہے؛ وہیں مفلسی کے شکار مسلمانوں کی دادرَسی بھی کی جا سکتی ہے، معاشرے کے دَبے کچلے افراد کے لیے زکوٰۃ ایک ایسا سہارا ہے جس کے ذریعے خود کفیل زندگی گزاری جا سکتی ہے، ماہِ صیام میں ثواب کی زیادتی کی وجہ سے بڑی تعداد میں مسلمان زکوٰۃ نکالتے ہیں، حالاں کہ اصولاً مالکِ نصاب پر نصاب کی مدت جب بھی پوری ہو زکوٰۃ نکالنی ضروری ہے، جن کے یہاں زکوٰۃ ماہِ صیام میں ہی نکالنے کی روایت ہے انھیں چاہیے کہ مستحقین کا جائزہ لے لیں۔

بڑی تعداد ان افراد کی بھی ہوتی ہے جو اہل ہوتے ہوئے بھی سوال نہیں کرتے اور صبر اختیار کر کے اپنی حاجت چھپاتے ہیں، ایسے افراد تک بھی مدد پہنچائی جائے، زکوٰۃ دینے کا عمل احسان کی بجائے رضائے الٰہی کی خاطر انجام پذیر

بقیہ ص ۲۵ / پر

*مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

اسلامیات

رمضان المبارک

از: مفتی محمد معراج عالم مرکزی*

عوام الناس کو دین سے قریب کرنے کا سنہرا موقع

رمضان المبارک کا مقدس و بابرکت مہینہ جب عالم اسلام پر سایہ فگن ہوتا ہے تو اپنی رحمت و نور سے زمانے بھر کو معطر کر دیتا ہے اور سارا عالم اپنے رب کے حضور اس کی رحمتوں، برکتوں کی سوغات لینے سوالی بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ مقصد وجود انسانی کے تحت انسان کا دل گناہوں کی آلودگی سے کنارہ کش ہو کر روزہ پر استقامت، نماز کی ادائیگی، سنن و واجبات کی پابندی، جذبۂ اخلاص و ایثار، صبر و استقلال، تلاوت قرآن کریم اور اوراد و ظائف اور اعمال خیر کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور مومن کی ایمانی حرارت میں مزید تیزی آجاتی ہے۔

ایسے پر بہار موقع سے امت کے علمائے کرام و ائمہ عظام کے لیے بڑا بہترین موقع ہے کہ وہ اپنے فریضۂ دینی یعنی دعوت و اصلاح، تبلیغ و ارشاد کے ذریعہ عوام الناس کو دین کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرائیں اور دینی مراکز میں درس قرآن، درس حدیث اور فقہی مسائل جیسے حلقوں کا اہتمام کریں، اس وقت جبکہ ملک ہندوستان میں سنگھی ذہن والے، ملک کی قومی یکجہتی کو خراب کرنے میں تُلے ہیں اور آئے دن حکومت، اسلامی تہذیب و روایات میں اپنی من مانی کرنے میں سرگرم عمل ہے، ایسے میں عوام الناس تک اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت وقت کی اہم ضرورت بھی ہے۔

جبکہ دعوت و اصلاح اور تبلیغ و ارشاد کی اہمیت و فضیلت مذہب اسلام میں مسلم ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے، یہاں تک کہ مولائے کائنات، حیدر کرار حضرت علی مشکل کشا کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اسے افضل الجہاد قرار دیا ہے، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ الخ" (النحل، آیت نمبر ۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔" (کنزالایمان)

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران، آیت نمبر ۱۰۴) ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔" (کنزالایمان)

اور احادیث مبارکہ میں بھی امر بالمعروف نھی عن المنکر کی واضح تاکید کی گئی ہے چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان کے ذریعے روکے، اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔" (مسلم شریف)

لہٰذا علمائے کرام، ائمہ مساجد اور داعیان اسلام اس رمضان المبارک کے پر بہار موقع سے اپنی اپنی مسجدوں میں بعد نماز فجر یا عصر مختصر دینی نشستوں کا انعقاد ضرور کریں تاکہ عوام الناس تک اسلامی تعلیمات اچھی طرح پہنچ سکے اس کے لیے مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے، جس کا نتیجہ دارین کی سعادتوں سے ہمکنار ہونا ہے۔

درس قرآن

بلا شبہ قرآن عظیم ہی اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ، انسانی

نجات کا ضامن، خداوند کریم کا تحفہ اور تمام تر علوم ومعارف کا خزانہ ہے، یہ اہل نظر کو بصیرت کی روشنی اور ہدایت کا نور عطا فرماتا ہے، لہٰذا اس مقدس کتاب میں اللہ جل جلالہ نے انسانی فلاح کے لیے جن اسباب کا ذکر اور دارین میں نجات پانے کے لیے جن احکام کی تاکید فرمائی ہے، ساتھ میں جن عجائبات وغرائبات کا ذکر فرمایا ہے، داعیان اسلام، رمضان کے مبارک دنوں میں عوام کو ان باتوں کا درس ضرور دیں۔

تفسیر قرآن

ملک کے اکثر مساجد میں عوام الناس کو حفاظ کرام کے ذریعے پورا قرآن پاک، نماز تراویح میں سننے کا موقع میسر آتا ہے، ایسے میں اگر انہیں قرآن کی سماعت کے ساتھ ساتھ اس کی تفسیر وتفہیم اور قدرے شان نزول کے متعلق بھی درس مل جائے تو یہ ان کے لیے بڑا سود مند ہوگا، اس کے لیے ائمہ کرام، تفاسیر کی چند کتابوں (تفسیر روح البیان، تفسیر نعیمی، کنزالایمان مع خزائن العرفان) میں سے کسی ایک عمدہ تفسیر کا انتخاب کریں اور مطالعہ کے بعد روزانہ کچھ منتخب سورتوں یا آیتوں کی تفسیر قوم کے سامنے بیان فرمائیں، یہ سلسلہ بھی اخیر رمضان تک جاری رکھیں۔

درس حدیث

اسی طرح رمضان المبارک میں عوام الناس کے لیے درس حدیث کا اہتمام بھی کر سکتے ہیں، اس کے لیے ائمہ کرام صحاح ستہ یا دیگر کتب احادیث میں سے کچھ احادیث کریمہ کا انتخاب کریں، پھر اس کی تشریح وتوضیح کتب معتبرہ سے مطالعہ کریں، بعدہ قوم کو اس کی تعلیم دیں اور ہو سکے تو اصلاح فکر واعتقاد کو ترجیح دیں کہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے اور پھر درستگی اعمال واخلاق۔

فقہی مسائل کا درس

عام طور پر لوگ روزہ، نماز، حج وزکاۃ کے تفصیلی مسائل سے نا آشنا ہوتے ہیں، یا تو اسلامی تعلیم نہ پانے کی وجہ سے یا پھر کچھ لوگ علما سے فقہی مسائل دریافت کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں، ایسے میں رمضان المبارک ایک اچھا موقع ہے نوجوانوں کو فقہی مسائل کی تعلیم دینے کا اور اُن کے سوالات کے علمی جواب دینے کا، اس درس کے لیے نصابی کتاب "بہار شریعت" سب سے اہم ہے۔

پند ونصائح

جس طرح تحریر دعوت وتبلیغ کا اہم ذریعہ ہے کہ اس سے قوموں میں انقلاب رونما کیا جا سکتا ہے، اسی طرح وعظ ونصیحت، دعوت وارشاد، پاستانی حالات اور بزرگوں کی روایات وکرامات کا تذکرہ، یقیناً پژمردہ دلوں کو جلا بخشتا ہے اور اسے جذبۂ عمل سے معمور کر دیتا ہے، ایک مخلص داعی کے چند بول کسی بھی ویرانے دل کو آباد کر سکتا ہے اور اسے رشد وہدایت کے نور سے جگمگا سکتا ہے، لہٰذا رمضان کے مبارک ومسعود لمحات میں اس درس کا بھی اہتمام کیا جا سکتا ہے، اس کے لیے "احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب" وغیرہ کتابیں زیادہ کارآمد ہیں۔

◆◆◆

ص ۴۵ کا بقیہ..

عرب نے جسے "امام المحدثین" کہا "مفسر شہیر" کہا، جس کی ریاضی میں مہارت کے جلوے دیکھ لینے کے بعد علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد نے کہا تھا:

"صحیح معنوں میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے۔"

بے شک یہ عظمت خوفِ خدا، خشیت الٰہی کے سبب ہی تھی؛ جس کا اظہار بچپن میں ہی ہو گیا تھا، سچ ہے! اللہ والوں کا بچپن بھی شان والا ہوتا ہے، یہ خدائی اہتمام ہوتا ہے، اللہ جسے دین کی خدمت اور اسلام کی پاسبانی کو چُن لیتا ہے؛ اس کی ذات کو نکھار دیتا ہے، اُس کا بچپن بھی نرالا، شباب بھی نرالا، بڑھاپا، بھی نرالا اور زندگی نمونۂ عمل، اسوۂ نبوی پر عمل کی تصویر اور وہ مردِ مومن اور مردِ حق آگاہ ہوتا ہے، اس کی نگہِ ولایت سے انقلاب برپا ہوتا ہے، اقبالؔ نے ایسی ہی ذات کے لیے کہا تھا ؎

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

◆◆◆

دوسری اور آخری قسط

(از: ڈاکٹر محمد احمد نعیمی*

عہدِ وسطیٰ میں علما کی سائنسی خدمات

علمِ طب، علمِ ریاضی اور علمِ فلکیات کے حوالے سے

گزشتہ سے پیوستہ

علم ہیئت وافلاک (Astronomy)

اگر ہم بات کریں علم ہیئت اور افلاک کے بارے میں تو قرآن فرماتا ہے:

''وسخر لکم الیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرٰت بامرہ. ان فی ذالک لاٰیٰت لقوم یعقلون۔ اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو، سورج اور چاند کو قابو میں کر دیا ہے اور تمام ستارے بھی اسی کے انتظام کے ماتحت ہیں۔'' (سورۃ النحل ۱۲)

''اللہ الذی یرسل الریح فتیثر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفًا فتر الودق یخرج من خللہ۔ فاذا اصاب بہ من یشآء من عبادہ اذا ھم یستبشرون۔ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر وہ جس طرح چاہتا ہے اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور پرت پر پرت کر دیتا ہے پھر تم اس کے اندر سے بارش کو نکلتے دیکھتے ہو۔'' (سورۃ الروم ۴۸)

''یایھا الذین اٰمنوا اذا تداینتم بدین الیٰ اجل مسمیًّ فاکتبوہ۔ اے ایمان والو جب تم کسی مقررہ مدت تک آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔'' (سورۃ البقرہ ۲۸۲)

قرآن کی ان جیسی آیات کو آئینہ بنا کر مسلم سائنس دانوں نے علم فلکیات وریاضی وغیرہ میں بھی ایسے مثالی نقوش قائم فرمائے کہ جن سے آج بھی دنیا فیضیاب ہو رہی ہے، اس حوالے سے جن حضرات نے مثالی کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں، ان کی ایک بڑی فہرست ہے، جن میں عمر خیام، محمد بن موسیٰ خوارزمی، یعقوب کندی، البیرونی اور ابن سینا وغیرہ کو سرفہرست بیان کیا جا سکتا ہے۔

عمر خیام (Omar Khayyam)

عمر خیام سلجوقی دور کا سب سے عظیم اور معروف ومشہور سائنس داں، مؤرخ اور بے مثال شاعر ہے، اہلِ علم جس کو "Space Science" خلائی سائنس، علم خلا، علم فلکیات (Astronomy) اور ریاضی والجبرا (Mathematics) کا ماہر، اعلیٰ درجے کا فلسفی، شمسی وقمری تاریخ وکلینڈر کا محقق ومصلح اور ماحول وموسم سے متعلق سائنسی علوم کا مدبر ومفکر کی حیثیت سے جانتے ہیں۔

عمر خیام علم فلکیات (Astronomy) کا بھی ماہر تھا لہٰذا اس نے سلجوق حاکم ملک شاہ کی مدد سے اصفہان میں ایک اعلیٰ درجے کا ایک ایسا تحقیقی ادارہ رصدگاہ قائم کیا جہاں سے ستاروں کا حال دیکھا جاتا تھا، اس مرکز میں عمر خیام کے مشوروں سے بہترین اعلیٰ قسم کے آلات نصب کیے گئے اور دوسرے انتظامات کا بندوبست کیا گیا۔

عمر خیام نے نوروزنامہ نامی ایک کتاب لکھی جس میں شمسی کلینڈر سے متعلق اصلاحات اور ایجادات کی ایک تاریخ پیش کی ہے، علمِ خلا، علم فلکیات اور علم ہیئت کے ماہر ومحقق کے اہم فرائض ہیں آسمان سے متعلق اشیا اور مادوں کا تجربہ اور کھوج کرنا، دن، رات، طلوع آفتاب، غروبِ آفتاب، شمسی سال، قمری سال اور موسم وغیرہ کے بارے میں تحقیق کرنا۔

سلجوقی شہنشاہ ملک شاہ کے ذریعے تعمیر کردہ رصد گاہ (Observatory) میں خیام نے جو تحقیق وریسرچ کی اور نئی چیزیں ایجاد کیں ان میں سب سے زیادہ اہم اور دشوار کام سورج اور چاند کے سال کی پیمائش اور ان دونوں میں مطابقت پیدا کرنا تھی، زمانۂ قدیم کے یونانی اہلِ علم ودانش سال کو پورے ۳۶۵ م

* مضمون نگار شعبۂ اسلامک اسٹڈیز ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

دن کا مانتے تھے اور اس سے مہینوں اور دنوں کا حساب لگاتے تھے، عمر خیام نے بہت احتیاط سے شمسی سال پر تحقیق کی اور پیمائش کے بعد پورے سال کی مقدار ۳۶۵ر دن ۵ر گھنٹے اور ۴۹ر منٹس بتائی، جو آج کی تحقیق کے بہت قریب اور زیادہ صحیح ہے، موجودہ زمانے کے سائنس داں ۳۶۵ر دن ۵ر گھنٹے ۴۸ منٹس اور سات سیکنڈ بتاتے ہیں، عمر خیام کا یہی کلنڈر آج بھی یوروپ، امریکہ اور دوسرے ممالک میں رائج ہے، عمر خیام کا مغربی اور مشرقی دنیا پر یہ بہت بڑا احسان ہے۔

اسی طرح علم ریاضی اور الجبرا میں ”الجبر والمقابلہ“ عمر خیام کی ایک شاہکار تصنیف ہے، اس کتاب میں ریاضی (Mathematics) سے متعلق عمر خیام نے نئی نئی تحقیقات پیش کی ہیں اور علم ریاضی کو عروج بخشا ہے اور نئے نئے اصول ترتیب دیئے ہیں۔

یہ کتاب یوروپ میں شائع ہونے کے بعد بہت مشہور و مقبول ہوئی اور اس کا مطالعہ کرنے کے بعد مغربی دنیا کے اہلِ علم نے آپ کو عظیم ریاضی داں تسلیم کیا، اسی طرح علم ریاضی میں عمر خیام نے بہت محنت و عرق ریزی کے بعد اپنی پہلی کتاب ”مکلب“ تصنیف فرمائی، جو مستقبل میں طلبۂ ریاضی کے لیے ایک بہترین مشعلِ راہ ثابت ہوئی۔

محمد بن موسیٰ خوارزمی (Algaurizin-Algoritmi)

خوارزمی علم ریاضی اور الجبرا وغیرہ کے عظیم محقق و موجد کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، عباسی خلیفہ مامون رشید خوارزمی کو بہت مانتے تھے، خوارزمی نے مامون کی خواہش پر انتہائی تحقیق کے بعد ایک کتاب ”علم الحساب“ لکھی، جس میں ریاضی کے نئے نئے اصول و قواعد اور فارمولے بیان کیے، دوسری کتاب ”الجبرا و المقابلۃ“ تصنیف فرمائی، خوارزمی نے سیکڑوں سال پہلے الجبرا اور ریاضی کے جو اصول و قواعد تلاش کیے ہیں آج بھی اسکولوں اور کالجوں میں وہی پڑھائے جاتے ہیں۔

یعقوب کندی (Al-Kindus)

ابو یوسف یعقوب بن اسحاق کندی فلسفہ، علم فلکیات، علم نجوم (Astrology)، علمِ ریاضی اور علم ہندسہ وغیرہ کا عظیم ماہر محقق اور دو سو سے زائد کتابوں کا مصنف تھا جو مختلف موضوعات پر تھیں، علم ریاضی اور علم الہندسہ پر بھی کندی نے انتہائی مفید تحقیقات و تخلیقات پیش کی ہیں۔ ہندسے کو لکھنے کے طریقے کو بھی کندی نے بہت ترقی دی، اس موضوع پر آپ کی چار کتابیں یوروپ وغیرہ میں بہت مشہور ہوئیں۔

البیرونی (Al-Biruni)

برہان الحق ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی کو فلسفہ، سائنس اور ریاضی جیسے بہت سے علوم پر مہارت حاصل تھی، مختلف علوم میں آپ نے بہت سی بے مثال تحقیقات و ایجادات پیش کی ہیں، آپ نے مختلف موضوعات پر سو سے زائد کتابیں یادگار چھوڑی ہیں، علم فلکیات اور ریاضی میں بھی آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، آپ کی تصنیف ”تفہیم“ علم فلکیات اور علم ریاضی پر اس کا منہ بولتا شاہکار ہے، جس میں سوال و جواب کے انداز میں علم فلکیات اور ریاضی کی گتھیوں اور معموں کو سلجھایا گیا ہے، پھول کی پنکھڑیوں کی تعداد ۳-۴-۵-۶ر یا ۱۸ر ہونا اور کبھی ۷ر یا ۹ر ہونا، یہ تحقیق بھی بیرونی نے پیش کی ہے۔

روشنی کی رفتار آواز کی رفتار سے کہیں زیادہ ہے یہ بھی سب سے پہلے بیرونی نے ثابت کیا اور سمندر کے پانی کے نمکین و کھاری ہونے کی وضاحت بھی سب سے پہلے بیرونی نے بیان کی ہے۔

ابن سینا (Avicenna)

اسی طرح شیخ الرئیس ابن سینا منطق، فلسفہ، طب، فلکیات، ریاضی جیسے بہت سے علوم کے ماہر، محقق و موجد تھے، مختلف موضوعات پر آپ نے بھی بہت سی کتب تصنیف فرما کر اہلِ علم پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے، دیگر علوم و فنون کی طرح علمِ ریاضی، علمِ فلکیات اور علم نجوم وغیرہ پر بھی ”کتاب الشفا“ اور ”مقالہ فی الاجرام السماویہ“ بے مثال کتابیں تحریر فرمائی ہیں، خیال رہے کہ عہدِ وسطیٰ میں اکثر مسلم علما ”جامع العلوم (Polymath)“ ہوا کرتے تھے، یعنی بیک وقت وہ مختلف علوم و فنون کے ماہر، موجد و محقق ہوتے تھے۔

اگر ہم بات کریں ریاضی کی تو پورا قرآن ریاضی کا نظام

پیش کرتا نظر آتا ہے، مثلاً:

☆ قرآن کریم کا آغاز ''بسم اللہ'' سے ہوتا ہے، جس میں ۱۹/ حروف ہیں۔

☆ قرآن میں ۱۱۴/ سورتیں ہیں اور ۱۱۴/ بار ہی بسم اللہ آئی ہیں جو ۱۹/ سے برابر تقسیم ہو جاتی ہیں۔ ۱۹/۶ = ۱۱۴

☆ قرآن میں سب سے پہلے سورۂ ''اقرا'' کی ۵/ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں ۱۹/ کلمے ہیں۔

☆ قرآن میں سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے اور اس کی کمی سورۂ ''نمل'' پوری ہوگئی ہے اور کمال کی بات یہ کہ سورۂ نمل سورۂ توبہ سے ۱۹/ ویں نمبر پر اور انیسویں پارے میں ہے۔

☆ قرآن میں دوسری سورۂ ''المدثر'' نازل ہوئی اور اس کی تیسویں آیت میں ۱۹/ خود موجود ہے یعنی ''علیہا تسعۃ عشر'' (اس پر ۱۹/ فرشتے مقرر ہیں)

☆ ''ق'' سورۂ ''ق'' میں ۵۷/ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹/ سے برابر تقسیم ہو جاتا ہے، نیز اس سورہ میں ایک جگہ ''اخوان'' کو چھوڑ کر ہر جگہ ''قوم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اخوان وقوم کا تقریباً ایک ہی مفہوم ہے اگر یہاں بھی قوم استعمال ہوتا تو ۱۹/ کا حساب بگڑ جاتا، اسی طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں قرآن میں موجود ہیں جن کی روشنی میں بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ۱۹/ کا ہندسہ قرآن کی ماسٹر چابی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ قرآن ۱۹/ کے ہندسے کا پابند ہو، ہاں قرآن علم ریاضی کی بھی بہترین عکاسی کرتا ہے، یہ حقیقت ہے۔

سائنس اور مسلمان

حقیقت یہ ہے کہ ساتویں صدی عیسوی سے لے کر چودھویں صدی عیسوی تک عرب اور فارس کے مسلم سائنس دانوں نے میڈیکل سائنس اور دیگر سائنسی علوم میں بھی بنیادی کردار ادا کیا ہے، آج جو مغربی دنیا بالخصوص یوروپ اور امریکہ سائنس کی ترقی کے راگ الاپتا ہے، اس کی بنیادیں مسلم سائنس دانوں نے ہی ڈالی ہیں لیکن مغربی دنیا اور مغربی ممالک کے لوگوں نے بڑی ہی چالاکی اور مکر وفریب سے ان کو گمنام کر دیا ہے۔

جس کا سب سے بڑا ثبوت مسلم سائنس دانوں کے ناموں کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں یوروپ اور امریکہ کے اہلِ علم ودانش نے ان کے ناموں کو ایسے مسخ کیا ہے کہ وہ عیسائی اور یہودی نام محسوس ہوتے ہیں، جیسے جابر بن حیان کو ''گیبر''، ابوالمعاشر بلخی کو ''بوماسار''، محمد بن موسیٰ خوارزمی کو ''گوریزن یا گورتمی''، فارابی کو ''فارابیس''، محمد بن جابر البطانی کو ''بٹینیس''، بوعلی سینا کو ''اَوِیسنا'' ابوبکر الرازی کو ''رہزس''، ثابت بن قرا کو ''تھبیت''، ابن اسحاق الکندی کو ''کِندُس''، ابن ہیثم کو ''ہیزن''، ابنِ زہر کو ''اویزور''، ابن باجہ کو ''اویمپس'' اور ابن رشد کو ''اوروز'' وغیرہ جیسے بگڑے ناموں سے یاد کرتے ہیں جن سے پہلی نظر میں یہی لگتا ہے کہ یہ سب غیر مسلم سائنس داں ہیں۔

جب کہ بہت سے مغربی اہلِ علم نے اس بات کو قبول کیا ہے کہ سائنسی علوم وفنون کے حصول وارتقا میں مغربی دنیا مسلم سائنس دانوں کی مرہونِ منت ہے، مشہور مغربی سائنس داں راجر بیکن خود کہتا ہے کہ اس نے سائنس کا علم اندلس اور قرطبہ کی مسجدوں میں مسلمانوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر حاصل کیا ہے، اس وقت یوروپ جہالت میں ڈوبا ہوا تھا، ان کے یہاں سائنس سیکھنے کے لیے ہرگز اجازت نہ تھی، راجر بیکن کو بھی جیل میں ڈال دیا گیا تھا، جبکہ مسلمان سائنس کے میدان میں پوری دنیا میں چھائے ہوئے تھے۔

اٹلی کے مشہور سائنس داں گیلیلیو گیلیلی نے ۱۶/ ویں صدی عیسوی میں جب دوربین ایجاد کی اور سولر سسٹم کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کی تو پادریوں نے اس جرم کے بدلے میں اسے قید کی سزا سنائی اور وہیں وہ ختم ہو گیا، مختصر یہ کہ میڈیکل سائنس اور دیگر سائنسی علوم وفنون میں مسلمانوں نے بہترین خدمات اور ایجادات پیش کی ہیں، یہ ہمارے اسلاف کی گمشدہ نعمت ودولت ہے، اس کو دوبارہ حاصل کرنا اور اس میدان میں پھر سے اپنا لوہا منوانا ہماری اوّلین ذمہ داری وفریضہ ہے، بالخصوص میڈیکل سائنس۔

اس لیے کہ بفرمانِ رسول ﷺ مریض کی عیادت کرنے والے کے لیے ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں تو پھر معالج وطبیب کا کیا مرتبہ ہوگا؟

اسلامیات

جدید سائنس اور مسلمان

جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں مسلمانوں کے پچھڑنے کے مختلف اسباب ہیں جن میں سے چند خاص اسباب اس طرح ہیں:

☆ عباسی دور نقلی وعقلی علوم وفنون کے ارتقاوفروغ کا سنہرا دور ہے، عباسی حکومت کے زوال اور عراق وخراسان بالخصوص بغداد، بلخ، نیشاپور، سمرقند، بخارا وغیرہ میں منگولوں کے ذریعے کئے گئے قتل عام، مالی وشہری تباہی وبربادی، اسلامی شان وشوکت کے زوال اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہونے کے بعد مسلمان دوبارہ اپنی عظمتِ رفتہ کو بحال نہ کر سکے اور ہمیشہ مختلف سیاسی، ملکی اور مذہبی حساس مسائل ومعاملات سے دوچار رہے اور اس طرح علوم وفنون کے ارتقاوفروغ پر غور وفکر کے بجائے اپنا وجود بچانے کی تگ ودو کرتے رہے۔

☆ مختلف وجوہات کی بنا پر مسلمان یوروپین اقوام کے ذہنی وفکری اور سیاسی غلام بن گئے۔ اور غلامی کے اس طویل دور میں مسلمان سائنس داں اور ماہرین حکومت کی سرپرستی وحمایت سے محروم رہے، یہ بھی مسلمانوں کے سائنسی میدان میں پسماندگی وتنزلی کا ایک سبب ہے۔

☆ تیسری خاص وجہ یہ ہے کہ مسلم ممالک اگرچہ اب آزاد ہو چکے ہیں لیکن سیاسی غلامی کے ختم ہونے کے باوجود ذہنی غلامی اب بھی موجود ہے، ایک آزاد مسلم قوم اور ملک کے لیے ضروری تھا کہ وہ جملہ سائنسی علوم کو اپنے اصول زندگی، طریقہ غور وخوض، روایات اور اپنی اپنی زبانوں کے لحاظ سے مرتب کرتے اور اپنی زبان کے اعتبار سے تعریفات اور اصطلاحات استعمال کرتے، دوسری تہذیبوں اور اقوام سے سبق لیتے ہوئے اپنے تحقیقی ادارے قائم کرتے اور تحقیق وکھوج (Research) کے لیے دورِ جدید کے مطابق نئی راہیں ہموار کرتے تو سائنسی علوم میں مسلم اقوام کا آج یہ حال نہ ہوتا، مسلمانوں کی سائنسی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ اب تک کی سائنسی ترقی کو نئے ڈھنگ سے مرتب کیا جائے ایسا ڈھنگ اور ایسا طریقہ جو اسلامی فکر سے ہم آہنگ ہو۔

جدید سائنس میں مسلمانوں کے زوال سے متعلق الزامات

آج کچھ نام نہاد اہلِ علم و دانش یہ الزام لگاتے ہیں کہ سائنس کے میدان میں مسلمانوں کے پچھڑنے کی وجہ مسلم علما وفقہا کی مخالفت وتردید ہے، وہ کہتے ہیں کہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی میں مسلمانوں کی پسماندگی اور زوال کی وجہ امام غزالی اور ترکی کے شیخ الاسلام کے دو فتوے ہیں، امام غزالی نے اپنی کتاب ”تہافت الفلاسفہ“ کے ذریعے فتویٰ دیا کہ نمبرات سے کھیلنا شیطان کا کام ہے، اس لئے میتھمیٹکل کیلکولیشن سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہئے، امام غزالی کی چونکہ اس وقت پوری اسلامی دنیا میں بہت قدر ومنزلت تھی، لہٰذا ان کے فتوے کی خلاف ورزی کرنا مسلمانوں نے اسلام کی خلاف ورزی سمجھا اور اس طرح جدید سائنسی علوم وفنون میں مسلمانوں کا عروج وارتقا تھم گیا۔

درحقیقت یہ امام غزالی پر سراسر بہتان ہے، اس لئے کہ انہوں نے سائنس کی مخالفت وتردید میں کبھی کوئی فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ فلسفیوں کے بے ہودہ اور ملحدانہ عقائد ونظریات کی تردید کی ہے، مثلاً فلسفی کہتے ہیں:

☆ یہ سارا جہان اللہ نے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ ایک طاقت ہے جس کو وہ عقل کا نام دیتے ہیں، اس سے ایک طاقت اور عقل نے جنم لیا، اس سے ایک اور عقل نے یہاں تک کہ یہ سلسلہ دسویں عقل تک پہنچا اور اس سے یہ ساری کائنات پیدا ہوئی۔

☆ مابعد الطبعیات (Metaphysics) کے بارے میں ان کا لکھا ہوا علم منطق اور ریاضی یعنی دو اور دو چار کی طرح یقینی ہے۔

☆ کائنات ہمیشہ سے ہے۔ ایسا نہیں کہ خدا نے اس کو کسی گھڑی میں پیدا کیا، جب سے خدا ہے تب سے کائنات بھی ہے۔

☆ قیامت کے بعد ارواح دوبارہ جسم میں نہیں لوٹائی جائیں گی، نیز امام غزالی کے دور میں اور آپ کے بعد بھی سیکڑوں سائنس داں ہوئے ہیں، اسلامی تاریخی کتب آج بھی جس کی شاہد ہیں۔

ترکی کے شیخ الاسلام کے تعلق سے یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے پرنٹنگ پریس کے خلاف فتویٰ جاری کیا اور اس وقت کی سلطنت عثمانیہ نے اس فتوے کی خلاف ورزی پر سزائے

موت کا فرمان جاری کیا جس کی وجہ سے مسلم قوم سائنس اور ٹیکنالوجی میں پستی وتنزلی کا شکار ہوگئی، حالانکہ یہ بھی سراسر بہتان والزام ہے، کیونکہ اس بات کے بہت سے شواہد اور دلائل موجود ہیں کہ اس دور میں عیسائی اور یہودی پرنٹنگ پریس سے طبع شدہ کتب اور قرآن ترکی میں بآسانی ملتے تھے۔

ایسی صورت میں غیر مسلموں کی پرنٹنگ پریس سے پرنٹ کی ہوئی کتب یا قرآن کا فروخت کرنا، خریدنا یا پڑھنا جائز ہو اور اس پر کوئی پابندی نہ ہو اور اپنے ملک کی پرنٹنگ پریس اور اس سے کتابیں چھاپنا ممنوع وحرام ہو یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے، نیز جو فتویٰ مسلمانوں کی تعلیمی وفکری تنزلی وتباہی کا سبب بنا یقیناً وہ بہت اہم اور تاریخی فتویٰ ہوگا لہٰذا معترضین اگر اپنے الزام میں درست وصادق ہیں تو وہ فتویٰ پیش کریں، یقیناً وہ قیامت تک نہیں کر پائیں گے۔

◆◆◆

ص ۳۵ / کا بقیہ

تو پایا مگر دیدارِ جمال نبوی ﷺ سے مشرف نہ ہوسکے، ہر وقت اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، ایک مرتبہ والدہ سے اجازت طلب کی کہ مدینہ منورہ حاضر ہوکر شرف صحبت حاصل کر سکوں، والدہ نے کہا کہ بیٹا جاؤ مگر جلدی واپس آجانا، حضرت اویس قرنی مدینہ منورہ حاضر ہوئے مگر نبی علیہ السلام کسی غزوہ کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تھے، والدہ کے حکم کی وجہ سے انتظار میں زیادہ نہ رک سکے اور واپس گھر چلے آئے۔

جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے اور آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ قبیلہ قرن کا ایک نوجوان آپ کے دیدار کے لئے حاضر ہوا تھا مگر والدہ کے حکم کی وجہ سے واپس چلا گیا تو نبی علیہ السلام نے اپنا جبہ مبارک حضرت عمر وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیا اور فرمایا کہ میری طرف سے یہ ہدیہ اویس قرنی کو پہنچا دینا اور اسے کہنا کہ یہ جبہ پہن کر میری گناہ گار امت کے لئے مغفرت کی دعا کرے، تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ وصالِ نبوی ﷺ کے بعد حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وہ جبہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا۔

واقعہ 6

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بھائی نہایت عبادت گزار تھے اور رات دن عبادت میں مشغول رہتے تھے جبکہ آپ کا بیشتر وقت والدین کی خدمت واطاعت میں گزرتا تھا، ایک رات جب آپ کے بھائی ذکر وعبادت میں مشغول تھے تو ایک ندا سنی کہ کسی کہنے والے نے کہا ”ہم نے تمہارے بھائی کی مغفرت کی اور اس کی برکت سے تمہیں بھی بخش دیا“ یہ بھائی بڑے حیران ہوئے کہ ذکر وعبادت میں تو میں ہر وقت مشغول رہتا ہوں مگر مجھے ابوالحسن کے طفیل بخش دیا گیا، ندا آئی کہ ہمیں تیری عبادت کی حاجت نہیں بلکہ محتاج ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہمیں مطلوب ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء) ◆

ص ۳۳ / کا بقیہ

صرف مذہبی حلیے میں ملبوس شخص ہی کیوں نا ہو! اگر وہ اس قدر سطحی پن اور تملق بازی کا مظاہرہ کرے گا تو بقیہ جو حضرات اس چیز سے حتی الوسع باز رہتے ہیں اور اس حرکت کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کے تعلق سے عوام میں کیا پیغام جائے گا؟ عوام تو بلا شبہ یہی سوچیں گے کہ سارے مولانا ایسے ہی ہوتے ہیں، ایسے نیم خواں لوگ "ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کر کے چھوڑتی ہے" والے محاورے کی جیتی جاگتی عملی تصویر ہوتے ہیں، انھیں اپنی اس بچکانہ حرکتوں سے باز آنا چاہیے، غالباً حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ "محمد" نامی ایک شخص کو کوئی رذیل کام کرتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یا تو اپنا کام بدل دو اور اگر کام نہیں بدل سکتے تو اپنا نام بدل دو۔

آج جو لوگ علمائے محتاطین کے کردار کو اپنی ان سطحی حرکتوں سے داغ دار کرنے پر تلے ہیں، ان کے سامنے میں آپ کی اسی بات کو دہرانا چاہوں گا کہ آپ لوگ یا تو اپنی ان طفلانہ حرکتوں سے باز آجاؤ اور اگر اس قدر چسکا لگ چکا ہے کہ آپ یہ چیز نہیں چھوڑ سکتے تو کم از کم پھر ظاہری لباس وغیرہ بدل کر یہ بے جا حرکتیں کیا کرو، غیر ضروری کمنٹ کر کے انگوٹھوں کی انرجی ضائع مت کریں۔

◆◆◆

اسلامیات

از: سوشل میڈیا

والدین کا ادب واحترام اور اس کے ثمرات چند واقعات کی روشنی میں

اسلامیات

واقعہ 1

بنی اسرائیل کا ایک یتیم بچہ ہر کام اپنی والدہ سے پوچھ کر ان کی مرضی کے مطابق کیا کرتا تھا، اس نے ایک خوبصورت گائے پالی اور ہر وقت اس کی دیکھ بھال میں مصروف رہتا، ایک مرتبہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں اس بچے کے سامنے آیا اور گائے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا، بچے نے قیمت پوچھی تو فرشتے نے بہت تھوڑی قیمت بتائی، جب بچے نے ماں کو اطلاع دی تو اس نے انکار کر دیا، فرشتہ ہر بار قیمت بڑھاتا رہا اور بچہ ہر بار اپنی اماں سے پوچھ کر جواب دیتا رہا، جب کئی مرتبہ ایسا ہوا تو بچے نے محسوس کیا کہ میری والدہ گائے بیچنے پر راضی نہیں ہیں، لہٰذا اس نے فرشتے کو صاف انکار کر دیا کہ گائے کسی قیمت پر نہیں بیچی جاسکتی، فرشتے نے کہا کہ تم بڑے خوش بخت اور خوش نصیب ہو کہ ہر کام اپنی والدہ سے پوچھ کر کرتے ہو، عنقریب تمہارے پاس کچھ لوگ اس گائے کو خریدنے کے لئے آئیں گے تو تم اس گائے کی خوب بھاری قیمت بتانا۔

دوسری طرف بنی اسرائیل میں ایک آدمی کے قتل کا واقعہ پیش آیا اور انہیں جس گائے کی قربانی کا حکم ملا وہ اسی بچے کی گائے تھی، چنانچہ بنی اسرائیل کے لوگ جب اس بچے سے گائے خریدنے کے لئے آئے تو اس بچے نے کہا کہ اس گائے کی قیمت اس کے وزن کے برابر سونا ادا کرنے کے برابر ہے، بنی اسرائیل کے لوگوں نے اتنی بھاری قیمت ادا کر کے گائے خرید لی۔

تفسیر عزیزی اور تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن میں لکھا ہے کہ اس بچے کو یہ دولت والدین کے ادب اور ان کی اطاعت کی وجہ سے ملی، تفسیر طبری میں بھی اسی طرح کا واقعہ منقول ہے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت و ادب کا کچھ صلہ اس دنیا میں بھی دے دیا جاتا ہے۔

واقعہ 2

بنی اسرائیل کے تین آدمی اکٹھا سفر کر رہے تھے کہ اچانک موسلا دھار بارش شروع ہوگئی، تینوں نے بھاگ کر ایک قریبی پہاڑ کی غار میں پناہ لے لی، اسی دوران ایک چٹان اوپر سے گری جس سے غار کا منہ بند ہو گیا، غار کے اندر اندھیرا ہو گیا، سانس گھٹنے لگی حتیٰ کہ تینوں کو موت سامنے کھڑی نظر آرہی تھی، انہوں نے مشورہ کیا کہ کیوں نہ بارگاہ الٰہی میں اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا جائے، چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا، اے پروردگار عالم! تو جانتا ہے کہ میرے والدین بوڑھے تھے، میں سارا دن بکریاں چراتا تھا اور شام کو گھر واپس آ کر ان بکریوں کا دودھ اپنے والدین کو پلاتا تھا، ایک دن گھر واپس آنے میں تاخیر ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ والدین سو چکے ہیں۔

اے اللہ! میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لے کر انتظار کرتا رہا کہ جب ان کی آنکھ کھلے گی تو دودھ پیش کر دوں گا، اسی حال میں میری ساری رات گزر گئی، رب کریم! اگر میرا یہ عمل تیری نظر میں مقبول ہے تو اس کی برکت سے چٹان کو دور فرما، چنانچہ چٹان اپنی جگہ سے سرک گئی اور غار کے منہ کا تیسرا حصہ کھل گیا، پھر دوسرے اور تیسرے نے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلے سے دعا مانگی حتیٰ کہ چٹان ہٹ گئی اور ان لوگوں کی جان میں جان آئی۔

(بخاری شریف، ج ا رص ۴۹۳)

واقعہ 3

ایک نوجوان اپنے والدین کا بڑا ادب واحترام کیا کرتا تھا اور ہر وقت ان کی خدمت میں مشغول رہتا تھا، جب والدین کافی

عمر رسیدہ ہو گئے تو اس کے بھائیوں نے مشورہ کیا کہ کیوں نہ اپنی جائیداد کو والدین کی زندگی ہی میں تقسیم کرلیا جائے تا کہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ کھڑا ہو، اس نوجوان نے کہا کہ آپ جائیداد کو آپس میں تقسیم کرلیں اور اس کے بدلے مجھے اپنے والدین کی خدمت کا کام سپرد کردیں، دوسرے بھائیوں نے برضا ورغبت یہ کام اس بھائی کے سپرد کردیا، یہ نوجوان سارا دن محنت مزدوری کرتا پھر گھر آکر بقیہ وقت اپنے والدین کی خدمت اور بیوی بچوں کی دیکھ بھال میں گزارتا۔

وقت گزرتا رہا حتیٰ کہ اس کے والدین نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا، ایک مرتبہ یہ نوجوان رات کو سو رہا تھا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا اسے کہہ رہا ہے، اے نوجوان! تم نے اپنے والدین کا ادب کیا، ان کو راضی اور خوش رکھا، اس کے بدلے تمہیں انعام دیا جائے گا، جاؤ فلاں چٹان کے نیچے ایک دینار پڑا ہے وہ اٹھا لو، اس میں تمہارے لئے برکت رکھ دی گئی ہے۔

یہ نوجوان صبح کے وقت بیدار ہوا تو اس نے چٹان کے نیچے جا کر دیکھا تو اسے ایک دینار پڑا ہوا مل گیا، اس نے دینار اٹھا لیا اور خوشی خوشی گھر کی طرف روانہ ہوا، راستے میں ایک مچھلی فروش کی دوکان کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے خیال آیا کہ اس دینار کے بدلے میں ایک بڑی سے مچھلی خرید لی جائے تا کہ بیوی بچے آج اس کے کباب بنا کر کھائیں، چنانچہ اس نے دینار کے بدلے ایک بڑی مچھلی خرید لی، جب گھر واپس آیا تو اس کی بیوی نے مچھلی کو پکانے کے لئے کاٹنا شروع کیا، پیٹ چاک کیا تو اس میں سے ایک بہت قیمتی ہیرا نکلا، نوجوان اس ہیرے کو دیکھ کر خوشی سے پھولا نہ سمایا، جب بازار جا کر اس ہیرے کو بیچا تو اتنی قیمت ملی کہ اس کی ساری زندگی کا خرچہ پورا ہو گیا۔

واقعہ 4

ایک بزرگ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے، ایک دفعہ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی دوست سے ملاقات کرنی چاہیئے، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نوجوان اپنی بکریوں کو چرا رہا ہے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ نوجوان اللہ کا دوست ہے، تم اس سے ملاقات کرلو، وہ بزرگ بیدار ہوئے تو انہیں اس نوجوان سے ملاقات کی جستجو ہوئی، ایک دن انہوں نے دیکھا کہ وہ نوجوان اپنی بکریوں کا ریوڑ لے کر راستے سے گزر رہا ہے، وہ بزرگ اس نوجوان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں چند دن آپ کے گھر مہمان بن کر رہنا چاہتا ہوں، نوجوان نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور اس بزرگ کو اپنے گھر لے آیا۔

رات کے وقت دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ اس بزرگ نے نوجوان سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا اور پوچھا کہ تمہارا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا ہے کہ تمہیں اس پروردگار نے اپنے دوستوں میں شامل کرلیا ہے؟ یہ سن کر وہ نوجوان آبدیدہ ہو گیا، پھر اس نے قریب کا کمرہ کھول کر دکھایا کہ اس میں دو مسخ شدہ چہروں والے انسان بندھے ہوئے تھے، وہ بزرگ حیرت زدہ رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ نوجوان نے کہا کہ یہ میرے غافل اور گنہگار والدین ہیں، ایک مرتبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی گستاخی کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں کو مسخ کردیا۔

میں سارا دن بکریوں کا ریوڑ چراتا ہوں اور جب واپس گھر آتا ہوں تو پہلے والدین کو کھانا کھلاتا ہوں بعد میں خود کھاتا ہوں، گو انہوں نے اپنے جرم کی سزا دنیا ہی میں پالی مگر میرا فرض بنتا ہے کہ ان کی خدمت کروں، آخر میرے تو والدین ہیں، وہ بزرگ حیران ہوئے اور انہوں نے نوجوان کو سینے سے لگا کر کہا کہ ہم نے ساری ساری رات عبادت کی اور سارا سارا دن روزہ رکھا مگر اس مقام تک نہ پہنچ سکے جس مقام پر آپ کو والدین کے ادب اور ان کی خدمت کی وجہ سے پہنچنا نصیب ہوا۔

(حقوق والدین)

واقعہ 5

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر تابعین میں سے تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ بقیہ ص ۴۳ پر

اسلامیات

(از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی *

حضرت علی! شیر خدا بھی، باب علم بھی

اسلاف و اخلاف

رات آہستہ آہستہ گہراتی جارہی تھی کہ اچانک بستر پر لیٹے ہوئے جوان کو اس کے کفیل نے بیدار کیا، کچھ ذمہ داریاں سپرد کیں اور اپنے ہی بستر پر لٹا دیا، عمر کا 23واں سال تھا، والد کا سایہ سر پر تھا نہیں، جس مہربان مربی کی کفالت میں تھے، وہ خود شہر چھوڑ کر جارہے تھے، باہر دشمن ننگی تلواریں لیے اسی "مربی" کے منتظر تھے، رات کے خوف ناک سناٹے میں موت کی خاموش آہٹ صاف سنائی دے رہی تھی، کسی بھی وقت بستر پر ننگی تلواریں گر سکتی تھیں۔

ایسے ماحول میں اس نوجوان نے اپنا بستر چھوڑ کر اپنے "کفیل" کا بستر سنبھالا، خوف و دہشت کے مہیب سناٹے کے درمیان اس نوجوان نے دشمنوں کی تلواروں کا ذرہ برابر خیال نہیں کیا اور نہایت بے خوفی کے ساتھ بستر پر لیٹ گیا، آپ جانتے ہیں دشمنوں کے بیچ بے خوفی سے لیٹنے والا نوجوان کون تھا؟

یہ نوجوان شیر خدا، باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے اور ان کے کفیل و مربی تاجدار کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ تھے! اس کارنامے پر فخر کرتے ہوئے آپ کہا کرتے تھے:ـ

وَقَیتُ بِنَفسی خَیرَ من وطی الثریٰ
وَمَن طَافَ بِالبَیتِ العتیق و بِالحجر

"میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو اہل زمین اور کعبہ و حطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے بہتر بلند رتبہ ہیں۔

آپ کی ولادت عام الفیل کے تقریباً 30 سال بعد 13 رجب المرجب کو ہوئی، آپ کے والد ابو طالب بن عبد المطلب اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد تھیں، جناب ابو طالب حضور اقدس ﷺ کے سگے چچا تھے، اس رشتے سے حضرت علی آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی بھی ہوتے ہیں۔

جس وقت حضور مادر شکم میں تھے تو والد کے سایے سے محروم ہوئے، چار سال کی عمر میں مشفقہ والدہ اور چھ سال کی عمر میں شفیق دادا بھی رخصت ہو گئے، امتحان و آزمائش کے زمانے میں جناب ابو طالب نے آگے بڑھ کر یتیم بھتیجے کے سر پر دست شفقت رکھا۔ اپنی اولاد سے بڑھ کر پیار دیا۔ زندگی کے کسی لمحے مہربان باپ کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا۔ قدرت کے کھیل بھی عجیب ہوتے ہیں، وقت نے پلٹا کھایا اور ابو طالب مالی مشکلات کا شکار ہوئے، مہربان چچا کی مشکلات دیکھ حضور اکرم ﷺ نے آگے بڑھ کر حضرت علی کو اپنی کفالت میں مانگ لیا۔

اس طرح حضرت علی حضور علیہ السلام کی تربیت میں پروان چڑھے، جس ذات کی پرورش اور تربیت نور نبوت کے جلووں میں ہوئی ہو اس کی علمی و روحانی رفعتوں کا اندازہ بھلا کون لگا سکتا ہے؟

جس وقت حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ دس سال کے تھے، عرب معاشرے میں بت پرستی عام تھی مگر اپنی سلجھی ہوئی طبیعت اور نبی کونین کی تربیت کی بدولت کفر و شرک کی گندگی سے ہمیشہ دور رہے، معاشرے کی دیگر خرابیاں بھی آپ کے دامن عفت پر کوئی داغ نہ لگا سکیں اور آپ تمام برائیوں سے محفوظ رہے، زمانہ کفالت میں ایک روز آپ نے حضور ﷺ اور سیدہ خدیجہ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ عمر بھلے ہی کم تھی مگر آپ کی فہم و فراست نے سمجھ لیا کہ یہ طریقہ عبادت اہل مکہ سے جدا اور منفرد ہے۔ آپ نے حضور سے سوال کیا۔

عموماً اس عمر کے بچوں کو جواب کی بجائے ٹال دیا جاتا ہے، کیوں کہ بچوں کا ذہن گہری اور بڑی بات کا متحمل نہیں ہوتا، مگر حضور جانتے تھے کہ علی کم عمر ضرور ہیں مگر اعلی درجے کے فہیم و

ذکی ہیں، اس لیے حضور علیہ السلام نے آپ پر دعوت اسلام پیش کی، پیغام اسلام سن کر آپ نے غور کرنے کے لیے کچھ وقت مانگا۔ غور وفکر کے بعد اسلام کی حقانیت نے آپ کے دل کے دروازے کھول دیئے اور آپ کلمہ پڑھ کر دامن رسالت سے وابستہ ہوگئے، حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَوّل من اَسلَم مَعَ رَسُول اللہ ﷺ عَلِیّ۔ رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی ہیں۔" (مصنف ابن ابی شیبہ۔7/263)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"وَکان اَوّلُ من اَسلم مِن النّاس بَعْد خَدِیجة۔ حضرت علی نے سیدہ خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔" (مسند احمد 1/331)

ان روایتوں کے مطابق حضرت علی نے سب سے پہلے یا حضرت خدیجہ کے بعد اسلام قبول کیا، بعض روایتوں کے مطابق سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا، امام ترمذی لکھتے ہیں:

"وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ، وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ، وَأَسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ غُلَامٌ ابْنُ ثَمَانِ سِنِينَ، وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَة۔ سب سے پہلے ایمان لانے کے سلسلے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے، بعض راویوں نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام قبول کیا ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی اسلام لائے ہیں اور بعض اہل علم نے کہا ہے: بڑے مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے اسلام لائے اور علی جب اسلام لائے تو وہ آٹھ سال کی عمر کے لڑکے تھے، اور عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ نے اسلام قبول کیا۔" (سنن ترمذی: رقم الحدیث 3734)

ممکن ہے بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ آخر ان روایتوں میں اتنا فرق کیوں ہے؟ جواب بڑا سادہ سا ہے حضرت خدیجہ آپ کی شریک حیات تھیں اور حضور ﷺ کی بدلتی ہوئی کیفیت کی عینی شاہد بھی! آپ نے ہی سب سے پہلے حضور کی رسالت کا اقرار کیا۔ لیکن یہ گھر کا معاملہ تھا۔

گھر کے باہر سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق ہی وہ شخص تھے جو معاشرے میں ایک پہچان رکھتے تھے اس لیے جب آپ نے قبول اسلام کیا تو پورے مکے میں اس بات کا چرچا ہوا، حضرت علی اس وقت نوعمر تھے اس لیے ان کے ایمان کی شہادت گھر کے قریبی افراد نے ہی دی جبکہ حضرت ابوبکر کے قبول اسلام کا سارے مکے کو پتا تھا۔ بس ہر ایک نے اپنی معلومات کے حساب سے روایت بیان کی۔ اور بہترین بات وہی ہے جسے امام ترمذی نے بیان کیا ہے۔

جنگ خیبر کا معرکہ گرم تھا، کئی حملوں کے بعد خیبر میں اسلامی لشکر کا عَلَم سیدنا علی المرتضیٰ کے حصے میں آیا۔ آپ فوج لے کر قلعہ قموص پہنچے اور یہودیوں کو اسلام کی دعوت پیش کی۔ مسلمانوں کی پرامن دعوت کا جواب اینٹ پتھروں سے دیا گیا، اس سے بھی جی نہیں بھرا تو قلعہ کا سردار مُرحّب پورے دَل بَل کے ساتھ مقابلے پر اترا، چہرے پر زرد رنگ کا نقاب اور سر پر پتھر کا خود پہن کر اتراتے ہوئے کہا:ـ

قَد عَلِمت خَیبر اَنّی مُرَحّب
شَاکیِ السّلاح بطَل مجرّب

"خیبر اچھی طرح جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔
اسلحہ پوش اور اعلیٰ درجے کا تجربہ کار بہادر ہوں۔"

عقل مند کہتے ہیں کہ اصل جنگ ہتھیار سے نہیں دماغ سے لڑی جاتی ہے۔ ایک بار فریق مخالف کے دماغ میں مد مقابل کا خوف بیٹھ جائے تو معمولی وار سے بھی طاقت ور دشمن کو زیر کیا جاسکتا ہے، مرحب ایک تجربہ کار فوجی تھا، اس نے مولی علی پر اسی نفسیاتی وار کا حملہ کیا تا کہ آپ مرعوب ہوجائیں۔ مگر آج مرحب کا برا دن تھا۔ اس کا مقابلہ اس جوان سے تھا، جو بہادری کے ساتھ نفسیات جیسے کتنے ہی علوم کا ماہر بھی تھا۔ مرحب کے نفسیاتی وار کو

کاٹتے ہوئے آپ نے بڑی جواں مردی اور شان بے نیازی سے جواب دیا: ؎

اَنا الّذی سَمّتنِی اُمّی حَیدرہ
کَلَیثِ غَابَاتٍ کَرِیہِ المنظَرہ

"میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، میں کچھار کے شیر کی طرح ہیبت ناک ہوں۔"

نفسیاتی وار خالی جاتے دیکھ مرحب نے تلوار نکالی اور آپ پر زبردست حملہ کیا۔ آپ نے نہایت پھرتی سے خود کو بچایا۔ اب باری آپ کی تھی، ذوالفقار حیدری بجلی کی طرح چمکی ابھی نگاہ ڈھنگ سے ٹھہر بھی نہ پائی تھی کہ تلوار مرحب کے سر پر قہر خداوندی بن کر ٹوٹ چکی تھی۔ وار کی شدت کا عالم یہ تھا کہ تلوار نے پہلے خود کو کاٹا، پھر مغفر اور سر کو کاٹتی ہوئی مُرحب کے دانتوں تک اتر آئی، ایک ہی وار میں مرحب لاش میں بدل چکا تھا۔ ؎

شاہ مرداں، شیر یزداں، قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی، لاسیف الاذوالفقار

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے ان اہم افراد میں شامل تھے جو تعلیم کا ماحول نہ ہونے کے باوجود لکھنے پڑھنے کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے، صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں اور کافروں کے مابین جو صلح نامہ لکھا گیا وہ آپ نے ہی لکھا تھا۔ اسی موقع پر نبی اکرم ﷺ کی ذات سے آپ کی بے لوث محبت کا ایک عدیم المثال منظر بھی سامنے آیا۔ معاہدہ لکھتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا:

"ھَذَا مَا کَاتَبَ عَلَیْہِ محمّدٌ رَسُولُ اللہِ۔ یہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے تحریری صلح فرمائی۔"

کفار مکہ کے سفیر سہیل بن عمرو نے "رسول اللہ" کے لفظ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے اور ہمارے درمیان اسی بات کا تو جھگڑا ہے، اگر ہم آپ کو رسول مانتے تو اس صلح کی ضرورت ہی کیا تھی؟

"فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللہِ لَمْ نُقَاتِلْكَ۔ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے ہرگز نہ لڑتے۔"

حضور نے یہ سن کر حضرت علی کو لفظ "رسول اللہ" مٹانے کا حکم دیا، اب حضرت علی کے لیے آزمائش کا مرحلہ تھا، عقل کا اصرار تھا کہ وہ لفظ مٹا دیا جائے مگر عشق کہتا تھا جس ذات کو "رسول اللہ" کو مان کر ابدی عزت ملی ہے، اس لفظ کو کس طرح مٹاؤں؟ عقل و عشق کے مابین جنگ چھڑ گئی، آخر عشق بازی لے گیا اور آپ نے بہ کمال ادب عرض کیا:

"مَاأَنَابِالّذِي أَمحاہُ۔ سرکار! میں اس لفظ کو نہیں مٹا سکتا۔"

حضرت علی عشق کے ہاتھوں مجبور تھے، دلوں کے حال جاننے والے مصطفیٰ جان رحمت سے علی کی کیفیت پوشیدہ نہ تھی اس لیے آپ نے حضرت علی کے عشق کو عزت بخشتے ہوئے خود ہی اس لفظ کو مٹا دیا "فَمَحَاہُ النَّبِيُّ صَلیَ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہِ۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے اس لفظ کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔"

(صحیح مسلم، رقم الحدیث 4629)

نبی رحمت کی بارگاہ سے ہر صحابی کو ایک منفرد مقام و مرتبہ حاصل ہوا، سیدنا علی اس لحاظ سے بڑے خوش نصیب ثابت ہوئے کہ آپ کو "أنا مدینة العلم، وعلي بابها۔" کا مقام رفیع عطا ہوا، یمن کی قضا سونپتے وقت آپ نے حضرت علی کے سینے پر ہاتھ رکھ یہ دعا فرمائی:

"اللّھم اھدِ قلبَه، وَثَبّت لِسانَه، فَوالّذِي فلق الحبّة مَا شَککت فِي القَضَاء بَینَ اثنَین۔ اے اللہ! اس کے دل کو روشن فرما دے اور زبان کو تاثیر عطا فرما، حضرت علی فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے حکم سے بیجوں سے درخت پیدا ہوتے ہیں، اس دعا کے بعد مجھے کسی فیصلے میں کوئی شک یا تردد نہیں ہوا، بغیر کسی شک وشبہ کے میں نے ہر مقدمے میں درست فیصلہ دیا۔" (ایضاً ص:137)

اِجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

دعائے محمدی کا اثر ہی تھا کہ اصحاب رسول میں حضرت علی کی علمی رفعتوں کے چرچے ہوتے تھے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كُنّا نَتحدث أن أقضى أهل المدينة عَلي۔ ہم لوگ آپس میں چرچا کرتے تھے کہ سارے مدینے میں حضرت علی سب سے زیادہ علم والے ہیں۔" (تاریخ الخلفا للسیوطی 137)

مرادرسول سیدنا عمر فاروق اعظم فرماتے تھے:

"عَلِي أَقضَانَا۔ حضرت علی ہم سب میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔"

صحابی رسول حضرت سعید ابن مسیب فرماتے تھے:

"لم يَكُن أَحَد مِنَ الصَّحَابَة يقول: سَلُوني إلاّ عَلي۔ حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ میں سوائے حضرت علی کے کوئی نہیں تھا جو یہ کہہ سکتا ہو کہ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔" (ایضا ص 137)

سیدنا ابوطفیل کی روایت ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"سَلُونِي عَن كِتَابِ الله، فَوالله مَا مِنْ آيَةٍ إلاّ وَأنَا أعْلَمُ أبِلَيلٍ نُزلَت أم بِنَهَارٍ، أم في سَهلٍ أم في جَبَل۔ مجھ سے قرآن کے بارے میں جو چاہو پوچھ لو، میں تمام قرآنی آیات کے بارے میں جانتا ہوں کہ کون سی آیت دن میں نازل ہوئی اور کون سی آیت رات میں، کون سی آیت عام جگہ نازل ہوئی اور کون سی آیت پہاڑ میں نازل ہوئی۔"

(تاریخ دمشق 398/42)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا، حالانکہ آپ انکاری تھے مگر اہل مدینہ کے مسلسل اصرار پر آپ کو منصب خلافت سنبھالنا پڑا، حضرت علی کی شجاعت و بہادری، زہد و تقوی، صبر و قناعت اور علم و فضل سے امید تھی کہ مسلمان عروج و ارتقا کی ایک نئی داستان لکھیں گے، جس طرح آپ کے پیش رو خلفاے ثلاثہ کو پر سکون اور سازگار حالات ملے تو انہیں نے اپنی انتظامی صلاحیتوں سے اسلامی مملکت کو خوب وسیع کیا مگر اب حالات بالکل بدل چکے تھے، مسلمانوں میں خانہ جنگی کا ماحول بنا ہوا تھا، خاندانی رقابت سر اٹھا رہی تھی، ایسے ماحول میں منصب خلافت کانٹوں بھرا تاج تھا، ملت اسلامیہ ایک خطرناک موڑ پر کھڑی تھی، حضرت علی کے کاندھوں پر بڑی ذمہ داری آن پڑی تھی، کاش حضرت علی کو سکون کے چند لمحات ملے ہوتے تو تاریخ کچھ اور ہی ہوتی ع

مگر مرضی مولی از ہمہ اولی

ذوالحج 35ھ میں آپ خلیفہ مقرر ہوئے، منصب خلافت سنبھالتے ہی آزمائشوں کا دور شروع ہو گیا، پہلے جنگ جمل (36ھ) اس کے بعد جنگ صفین (37ھ) اور پھر جنگ نہروان (38ھ) نے آپ کو کسی طور چین سے بیٹھنے نہیں دیا۔ جنگ جمل اور جنگ صفین تو نہایت تکلیف دہ جنگیں تھیں جن میں دونوں طرف اجلہ صحابہ کرام موجود تھے، جو تلواریں کبھی کفر و شرک کے خلاف چمکتی تھیں آج وہی تلواریں ایک دوسرے کے خون میں ڈوبی ہوئی تھیں، ایک دوسرے کے سگے ماں جائے رشتے دار ایک دوسرے کے خلاف شمشیر بکف تھے۔ ان جنگوں نے مسلمانوں کی عسکری طاقت کو ہی کمزور نہیں کیا بلکہ اس رشتہ اخوت پر بھی ضرب لگائی جو رسول ہاشمی ﷺ نے باندھا تھا۔ ان جنگوں کے زخم سوکھنے نہ پائے تھے کہ مقام نہروان پر خوارج سے جنگ لڑنا پڑی۔ بڑے سے بڑا بہادر سپہ سالار بھی ان اعصاب شکن جنگوں سے ٹوٹ گیا ہوتا مگر قدرت نے شاید مولیٰ علی کو اسی موقع کے لیے ہی چُنا تھا، آپ نے نہایت صبر و تحمل کے ساتھ ناموافق حالات کا مقابلہ کیا، اپنے پیارے ساتھیوں کی تلواروں کا سامنا بھی کیا۔ مگر کمال ضبط کے ساتھ حالات کو سازگار بنانے میں جٹے رہے۔ اس زمانہ آزمائش میں وہ لمحہ انتہائی تکلیف دہ تھا جب حالات کی سختیوں سے تنگ آ کر آپ کو مدینہ چھوڑنے کا ارادہ کرنا پڑا۔ اس وقت سیدنا علی المرتضیٰ کے دل پر کیا گزری ہوگی، وہی جانتے ہیں۔

جس ذات نے غزوہ تبوک کے سوا کبھی حضور ﷺ سے جدائی اختیار نہ فرمائی۔ آج اسے مدینے سے جانے پر مجبور ہونا پڑا، غم و اندوہ اور آزمائشوں کا یہ دور تقریباً چار سال نو ماہ چلا یہاں تک کہ صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، 17 رمضان المبارک 40ھ کو اپنے شہزادے امام حسن سے فرمایا:

"رأيت الليلة رسول الله ﷺ فقلت: يارسول الله، مالقيت من أمتك من الأود واللدد، فقال لي: ادع

الله عليهم، فقلت: اللهم أبدلني بهم خير إلي منهم وأبدلهم شرا لهم مني۔ رات میں نے خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت اور آپ سے امت کی شکایت کی کہ آپ کی امت نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ سخت جھگڑا برپا کردیا ہے۔ حضور نے جواب دیا کہ تم ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، لہٰذا میں نے دعا کی: اے اللہ! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچادے اور ان لوگوں پر مجھ سے بدتر حاکم مسلط فرمادے۔"

(تاریخ الخلفاللسیوطی ص 140: /141)

ابھی آپ خواب بیان فرما ہی رہے تھے کہ اذان کی آواز آئی، آپ نماز پڑھانے کے لیے گھر سے مسجد کی جانب نکلے، مسجد میں چھپے ہوئے ابن ملجم خارجی نے زہر بجھی تلوار سے آپ پر ایک کاری وار کیا۔ دنیا کے بہادروں کو دھول چٹانے والے شیر خدا زخمی ہوکر زمین پر گرے۔ اسی زخم سے لڑتے ہوئے 21 رمضان المبارک کو اہل دنیا کی بے وفائی سے تنگ آکر اپنے پیارے آقا اور اپنے عزیز دوستوں کے ساتھ جا ملے۔ ؎

شیر شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتَو دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

ص ۴۶ رکا بقیہ..

یتیموں کے حقوق کا خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی ان کے حقوق کی جانب متوجہ فرماتے، دل شکنی و دل آزاری کو ناپسند فرماتے، آپ کی حیات طیبہ کا یہ پہلو بڑا اہم ہے کہ محتاجوں کی دل جوئی فرماتے اور یتیموں پر شفقت کریمانہ۔

یوں ہی غریب سنیوں کے مسائل کے حل کے لیے کوشاں رہتے، طبی تعاون بھی فرماتے جب کہ اعتقادی درستی کی تاکید کے ساتھ رزق حلال کے لیے جتن اور تگ و دو کی تعلیم فرماتے، آپ کا دستر خوان بھی سادہ اور بناوٹ سے عاری ہوتا جس میں مستحقین کو بھی ملحوظ رکھا جاتا، سادی غذا بھی غریب پروری کی جھلک ہے، قیام چھتیس گڑھ کے دوران تو بارہا ایسے واقعات مشاہدہ ہوئے کہ غریبوں اور ضرورت مندوں کے کھانے پینے کے اسباب مہیا کروائے اور انھیں احترام کے ساتھ دستر خوان پر بٹھایا، مہمان نوازی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہی وجہ ہے کہ عام و خاص کوئی بھی آپ کے عظیم اخلاق کا انکار نہیں کرسکتا۔

یہی شفقت غریب طلبہ پر بھی سوا ہوتی کہ ان کے سینے میں علم دین بس رہا ہوتا ہے، آپ طلبہ کی کفالت پر توجہ فرماتے، ان کی دل جوئی کا خیال رکھتے، ان کی ضروریات کو پورا کرتے، بلکہ بعض طلبہ کو رغبتِ علم دین دلاتے، کہ ان میں دین کے علم کے حصول کا جذبہ پیدا ہوجائے اور وہ طلبہ کچھ بن جائیں، اپنے اور اپنے اقربا کے ایمان و عقیدے کی فکر کریں، دنیا سے بے نیازی کا یہ عالم کہ شہروں کی رونق کو چھوڑ کر چھتیس گڑھ کے دیہی علاقوں میں اپنی خدمات کا تاج محل تعمیر کیا۔ غریب پروری بھی کرتے اور علم دین کی سوغات بھی تقسیم کرتے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی خدمات کے نقوش پر خار وادیوں میں بکھرے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کے احترام کی توفیق بخشے اور ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

◆◆◆

ص ۵۴ رکا بقیہ..

میں امن و امان کی بجائے انتشار پھیلے گا اور لوگوں میں نفرت اور عداوت پیدا ہوگی۔

انہوں نے عام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ قرآن کریم کے متعلق اپنے قول و عمل سے عام لوگوں کو بتائیں کہ یہ کلام الٰہی ہے جو صرف اور صرف انسانیت کی رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے، اس میں دہشت گردی کی نہیں بلکہ امن عالم کی ضمانت دی گئی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی شخص کو مذہب قبول کرنے پہ مجبور نہیں کیا جاسکتا، انہوں نے مسلم ممالک کے اربابِ حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اسلام مخالف طاقتوں کی ان گھناؤنی حرکتوں کے خلاف سخت نوٹس لیں، اقوام متحدہ پہ اس حساس اور نازک مسئلے پہ جلد ایکشن لینے کے لئے دباؤ بنایا جائے مسلم ممالک سویڈن سے سفارتی تعلقات منقطع کریں۔ ◆◆◆

اسلاف واخلاف

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حیات مقدسہ کے چند روشن اوراق

از: حافظ افتخار احمد قادری*

تاریخِ اسلام کی وہ عظیم القدر ہستیاں جن کے علم کے نور سے زمانہ آج بھی پر نور ہے وہ اپنے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ اوصاف کی وجہ سے آج بھی اسی طرح زندہ وجاوید ہیں جیسے حیات ظاہری میں تھیں، ان میں سے ایک بلند رتبہ ذات ام المومنین زوجہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے، امت کی اس عظیم ماں کو اللہ رب العزت نے اس قدر کثیر فضائل سے نوازا ہے جس کا احاطہ وشمار ممکن نہیں ایک یہی فضیلت کیا کم ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے محبوب زوجہ مطہرہ ہیں مزید یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کی گواہی خود اللہ رب العزت نے دی اور اس کے لیے قرآنِ مجید کی 18 آیات نازل فرمائیں، آپ کو حضرتِ سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے سلام کہا، آپ کے بستر اقدس میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، آپ ہی کے حجرہ اقدس میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا، یہیں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار اقدس بنا اور قیامت تک یہ مزار مبارک فرشتوں کے جھرمٹ میں گھرا رہے گا۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو بتوں کی پوجا پاٹ سے کنارہ کش ہونے اور اللہ رب العزت کی عبادت کرنے کی دعوت دی تو شرک وکفر میں پروان چڑھے لوگوں کی طبیعتوں پر یہ بات سخت ناگوار گزری اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہوگیے، اس شر وفتنہ سے بھرپور دور میں کچھ حضرات ایسے بھی تھے جب ان تک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کی خبر پہنچی تو وہ بغیر کسی حیل وحجت کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اسلام کے سایہ رحمت میں داخل ہوگئے ان میں سے ایک نمایاں نام امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے دولتِ اسلام سے بہرہ ور ہوتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبلیغ دین کا آغاز فرما دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی بدولت بہت سے افراد مشرف بہ اسلام ہو کر اجلہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فہرست میں شامل ہوئے۔

اعلان نبوت کے 10 رویں سال 10 ر رمضان المبارک کو جب حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر تقریباً 06 ر برس تھی ام المومنین حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوگیا، ان کے انتقال سے تین دن پہلے ابو طالب بھی وفات پا چکے تھے ابو طالب اور حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت رنجیدہ ومغموم رہنے لگے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس میں حضرتِ سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو قدر ومنزلت تھی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسے جانتے تھے، اس وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افسردگی کی وجہ سے بھی بخوبی واقف تھے۔

ایک دن جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرتِ سیدتنا خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خیال ہے کہ حضرت خدیجہ کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو تنہائی نے آلیا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ میرے بچوں کی ماں اور گھر کی نگہبان تھی، حضرت سیدتنا خولہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ شادی کیوں

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

نہیں فرما لیتے؟ استفسار فرمایا: کس سے؟ عرض کیا: اگر چاہیں تو باکرہ سے اور اگر چاہیں تو سیبہ سے! فرمایا: باکرہ کون ہے؟ عرض کیا: اللہ رب العزت کی مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب شخص کی شہزادی عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! پھر فرمایا: سیبہ کون ہے؟ عرض کیا: سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی پیروی کرتی ہیں، اس پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاؤ! دونوں کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دے دو۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت پاکر حضرتِ سیدتنا خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرتِ سیدتنا ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: اے ام رومان! اللہ رب العزت نے تم لوگوں کو کیا خوب خیر و برکت عطا فرمائی ہے! حضرتِ ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: وہ کیا؟ کہا: مجھے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے نکاح کا پیغام دوں، حضرتِ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنے کا انتظار کیجئے، جب حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو صورتحال معلوم ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا عائشہ کا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوسکتا ہے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی کی بیٹی ہے؟ حضرتِ سیدتنا خولہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال عرض کیا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر کے پاس لوٹ جاؤ اور اس سے کہو کہ میں تمہارا بھائی اور تم میرے بھائی اسلامی رشتے کے اعتبار سے ہو، لہٰذا تمہاری بیٹی کا نکاح مجھ سے ہوسکتا ہے۔

حضرت سیدتنا خولہ رضی اللہ عنہا نے حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا اور پھر انہوں نے حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کر دیا، اس طرح حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آکر امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہوگئیں، حضرتِ سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے چند ہفتوں بعد شوال المکرم کے مہینے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا لیکن اس وقت رخصتی عمل میں نہیں آئی بلکہ رخصتی بعد میں ہوئی۔

(مسند احمد، حدیث السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، ج10/ص485/الحدیث 26517)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی اور آپ اپنے والدین کے گھر میں ہی تھیں کہ ہجرتِ مدینہ کا واقعہ پیش آیا اور مسلمان حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے، کچھ روز بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ شریف لے آئے، مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہونے کے کچھ عرصہ بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ کو مدینہ شریف لانے کے لئے حضرتِ زید بن حارثہ اور اپنے غلام حضرتِ ابورافع رضی اللہ عنہما کو 500/درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ مکرمہ روانہ کیا حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی اہلیہ حضرتِ ام رومان رضی اللہ عنہا اور دو شہزادیوں حضرتِ عائشہ اور حضرتِ اسما رضی اللہ عنہن کو مدینہ شریف لانے کے لیے حضرتِ عبداللہ بن اریقط رضی اللہ عنہ کو دو یا تین اونٹ دے کر ان کے ہمراہ کر دیا۔

جب یہ حضرات حضورِ اقدس ﷺ اور حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کو لے کر مدینہ شریف پہنچے ان دنوں حضورِ اکرم ﷺ مسجدِ نبوی اور اس کے گرد حجروں کی تعمیر فرما رہے تھے پھر آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو انہیں حجرے میں ٹھہرایا، مدینہ منورہ آنے کے کچھ عرصہ بعد ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کے پاس رہیں پھر ہجرت کے سات ماہ بعد شوال المکرم میں رخصت ہوکر کاشانہ نبوی

میں داخل ہوئیں، جب آپ رضی اللہ عنہا کاشانہ نبوی میں آئیں تو اس وقت آپ کی عمر شریف 09 سال تھی، آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کے کھلونے بھی تھے اور آپ ان کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، حضورِ اقدس ص صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کا خاص اہتمام فرماتے تھے، ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو وہ اندر چھپ جاتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میرے پاس بھیج دیتے اور وہ پھر میرے ساتھ کھیلنے لگتیں۔'' (صحیح البخاری، ص 1521/الحدیث 6130)

کاشانہ اقدس میں آنے کے بعد دن رات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار شریف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمہ علم سے بھی خوب سیراب ہوئیں اور اس بحر محیط سے علم کے بیش بہا موتی چن کر آسمان علم و معرفت کی ان بلندیوں کو پہنچ گیے، جہاں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ آپ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں کی فہرست میں نظر آنے لگے، صحابہ کرام کو جب بھی کوئی گھمبیر اور ناحل مسئلہ آن پڑتا تو اس کے حل کے لیے آپ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع لاتے، حضرتِ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم اصحابِ رسول کو کسی بات میں اشکال ہوتا تو ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سوال کرتے اور آپ سے ہی اس بات کا علم پاتے۔''

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان تمام معاملات کو بطورِ احسن انجام دینے کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت بھی بہت کرتی تھیں دن کو آپ اکثر روزہ دار ہوتیں اور رات کو معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتیں آپ کے بھتیجے حضرت سیدنا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر کا بیان ہے:

''ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلا ناغہ نمازِ تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔''

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرتِ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر یومِ عرفہ کو ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اس دن حضرتِ عائشہ روزے سے تھیں اور گرمی کی شدت کی وجہ سے آپ پر پانی چھڑکا جا رہا تھا، حضرت سیدنا عبد الرحمٰن نے عرض کیا:

''روزہ افطار کر لیجیے، آپ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: میں اسے افطار کر لوں...؟ حالانکہ میں نے اپنے سرتاج حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال پہلے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(مسند احمد، ج 10/ 227/الحدیث 25712)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دن رات حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شربتِ دیدار سے اپنی آنکھوں کو سیراب کرتے ہوئے کاشانہ اقدس میں آرام وسکون کے دن گزار رہی تھیں کہ وہ قیامت خیز سانحہ بپا ہونے کا وقت قریب آیا جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا، وصال شریف سے چند روز پیشتر جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بستر علالت پر تشریف فرما ہوئے تو آپ کی کیفیت یہ تھی کہ بار بار دریافت فرماتے:

''کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ اس سے امہاتُ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن جان گئیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہنا چاہتے ہیں لہٰذا سبھی نے متفقہ طور پر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! حضور جہاں رہنا پسند فرماتے ہیں رہیے، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہنے لگے۔''

(صحیح البخاری، صفحہ نمبر 1341/الحدیث 5217)

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ کریمانہ تھی کہ اس قدر عدل فرماتے تھے ورنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ واجب نہ تھا، یقیناً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل مبارک

اسلاف و اخلاف

سے امت کو تعلیم حاصل کرتے ہوئے اپنے لیے راہ عمل متعین کرنی چاہیے مگر بدقسمتی سے آج کا مسلمان اس سے یکسر غافل ہے، تقریباً 08/روز تک حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں مقیم رہنے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ ظاہری فرمایا، وصال شریف کے وقت ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سینے پر سہارہ دیا ہوا تھا۔ (سیرتِ سید الانبیاء، حصہ دوم، باب سوم، صفحہ 597)

مختصر تعارف سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''عائشہ'' اور آپ کے والد ماجد کا نام حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ''زینب'' تھا لیکن یہ اپنی کنیت ''ام رومان'' سے زیادہ مشہور ہیں، حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ''ام عبد اللہ'' ہے یہ کنیت اولاد کی نسبت سے نہیں بلکہ بھانجے حضرتِ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت سے ہے، حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے القاب بے شمار ہیں جن میں سے ایک ''صدیقہ'' بھی ہے کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت کی گواہی قرآن مجید نے دی ہے اور ایک لقب ''حمیرا'' ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت سے مقامات پر آپ کو اسی لقب سے یاد فرمایا ہے۔

حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو ہزار دو سو دس 2210 احادیث مروی ہیں جن میں سے 174 متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم دونوں میں 54 احادیث صرف بخاری شریف میں اور 68 احادیث صرف مسلم شریف میں ہیں۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات، صفحہ 473)

حضرتِ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ ارشاد فرماتے ہیں:

''مرد و عورت میں سوائے حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے برابر احادیث روایت نہیں کیں۔''

دنیائے اسلام کو اپنے علم و عرفان کے انوار سے جگمگاتے ہوئے باختلاف اقوال 17/رمضان المبارک منگل کی رات 58/ہجری کو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس فانی دنیا سے کوچ فرمایا، عظیم محدث جلیل القدر صحابی رسول حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حسب وصیت رات کے وقت جنت البقیع میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سپرد خاک کیا گیا بوقت وفات حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف 67/سال تھی۔

(شرح الزرقانی علی المواهب، عائشہ ام المومنین، جلد 04/صفحہ 392)

◆◆◆

ص ۴۹/کا بقیہ ....

گے، تو ان کی (مارے تکلیف کے) ایک چیخ نکل جائے گی، ایسی چیخ کہ اگر سب مخلوق زندہ ہوتی تو اسے سن کر سب کی سب مر جاتی اور کہیں گے اگر ہیں (علم شہودی سے) جانتا کہ روح نکالنے میں اس جیسی سختی و تلخی ہوتی ہے تو میں ضرور ارواح مومنین قبض کرنے میں اور زیادہ شفقت سے کام لیتا، پھر جب وہ بھی مر جائیں گے اور اس وقت خلق خدا میں کوئی بھی (مرنے سے) باقی نہیں رہ جائے گا۔

اب اللہ عز وجل دنیائے دنی کے لئے فرمائے گا: **این الملوک** کہاں ہیں بادشاہ و شہنشاہ؟ **و این ابناء الملوک** اور کہاں ہیں شاہ زادے؟ **این الجبابرہ** کہاں ہیں مغرور قاہر جابر حکام؟ اور کہاں ہیں ان کے بیٹے یا پیروکار؟ اور کہاں ہیں وہ جو کھاتے تھے میرا دیا اور پوجتے تھے میرے غیر کو؟ پھر فرمائے گا: **لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ** آج کس کی بادشاہت ہے تو (کون ہے جو جواب دے) جب کوئی جواب نہیں دے گا تو خود ہی فرمائے گا: **للہ الواحد القہار**۔ اللہ واحد قہار ہی کی (بادشاہت) ہے۔

.........جاری

ص ۵۳/کا بقیہ ....

طیبہ کے ہوتے خلد بریں کیا کروں حسن
مجھ کو یہی پسند ہے مجھ کو یہی عزیز

از: غلام مصطفےٰ رضوی*

اللہ دیکھ رہا ہے

بچپنے میں اعلیٰ حضرت کی خشیت الٰہی کا دل کش نظارہ

اسلاف و اخلاف

گرمی کے ایام ہیں، سورج غروب ہو چکا ہے، شام کی تیرگی چھا گئی ہے، افق پر نگاہیں جمی ہوئی ہیں، اچانک فضا میں ارتعاش پیدا ہوا، پوری فضا پاکیزہ ہو اُٹھی، ایک صدا اُبھری، رمضان کا چاند نظر آ گیا! مسرتوں کے دیپ جل اُٹھے، مسجدوں میں نئی رونق، سحر و افطار کے پر کیف نظارے، عالم ہی بدل گیا، چمن میں بہار آ گئی، روحانی بہار، ایمانی بہار، اللہ اللہ! کردار چمکنے لگے، جذبات مچلنے لگے، چھوٹے بڑے سبھی خوشی و مسرت سے جھومنے لگے۔

موسم گرما میں ویسے بھی دن بڑے ہو جاتے ہیں اور راتیں چھوٹی، سخت گرمی ہے، تمازت کا عجب عالم، شمالی ہند کا علاقہ روہیل کھنڈ کے شہر بریلی میں گرمی کی شدت کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے، ایسے میں بریلی کے ایک معزز گھرانے میں ایک کم سن بچہ بھی روزے سے ہے، گرمی کی شدت سے بڑوں کا بھی حال عجب ہے، آفتاب نصف النہار پر پورے آب و تاب سے روشن ہے، شدتِ گرمی سے ہر شے متاثر ہے۔

ایسے وقت میں اس روزہ دار بچہ کے والد؛ بچے کو ایک محفوظ کمرے میں لے جاتے ہیں، جہاں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، والد صاحب اندر سے دروازہ بند کر لیتے ہیں، والد صاحب کے ہاتھ میں ''فیرنی'' کا ایک پیالہ ہے اور! بچے سے کہتے ہیں:

''اسے کھا لو''

بچہ ادب سے کہتا ہے:

''میرا تو روزہ ہے، کیسے کھاؤں؟''

والد صاحب کہتے ہیں:

''بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، لو کھا لو! مَیں نے کواڑ بند کر دیئے ہیں، کوئی دیکھنے والا ابھی نہیں ہے۔''

بچہ کہتا ہے:

''جس کے حکم سے روزہ رکھا وہ تو دیکھ رہا ہے۔''

یہ سنتے ہی والد گرامی کی آنکھوں سے مسرت کے آنسو بہہ نکلے، بات ایمان افروز تھی، یہ بچہ بڑا عظیم تھا، والد صاحب نے امتحان کے طور پر ایسا کیا تھا اور! بچہ والد صاحب کے معیار پر پورا اُترا، اہلِ خاندان اس طرح کے واقعات کا پہلے بھی مشاہدہ کر چکے تھے، اس سے بچے کی ثابت قدمی دیکھنی تھی، اللہ کی ذات پاک پر یقین کامل دیکھنا تھا۔

یہ بچہ کون تھا؟ جس کے ایمان کی تازگی کا یہ عالم! جس کا دل اللہ کی یاد سے روشن، اس بچے نے بڑے ہو کر اسلام کی عظیم خدمت کی، مسلمانوں کو انگریزوں کی سازشوں سے باخبر کیا، ایمان کے لٹیروں سے گلشن اسلام کی نگہبانی کی، شرک کے طوفان سے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی، وہ مسلمانوں کا ہم درد اور خیر خواہ تھا، وہ عاشقِ رسول تھا، محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی پہچان تھی، وہ علم و دانش کا سمندر تھا، اُس کی دینی بصیرت اپنے زمانے سے آگے دیکھتی تھی، اُس نے اسلام کی سرحد وسیما پر محبت رسول کی پختہ فصیل کھڑی کی، اُس نے بدعات کے خلاف سیکڑوں کتابیں لکھیں۔

اُس نے قرآن کریم کا ایمان افروز ترجمہ (بنام کنزالایمان) کیا، اُس نے علم حدیث میں بہت سی کتابیں لکھیں، اُس نے علمِ تفسیر میں کام کیا، جانتے ہو وہ بچہ کون تھا؟ جس نے آگے چل کر عظیم کارنامے انجام دیئے اور ملتِ اسلامیہ کا سر فخر سے بُلند کیا۔

وہ بچہ ''احمد رضا خان'' تھا، جسے دُنیا ''مفکر اسلام امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی'' کے نام سے جانتی ہے "اعلیٰ حضرت" کے لقب سے شہرت ہے، علمائے بقیہ ص ۲۸ پر

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

از: مولانا محمد اشرف رضا قادری *

امین شریعت اور احترام رمضان المبارک

اسلاف و اخلاف

ہر سال تربیت مومن کا مبارک موسم ”رمضان المبارک“ آتا ہے، دل کی کلیاں کھلاتا ہے، بزم ایمان کو مہکا جاتا ہے، توشۂ عمل میں عظیم اضافہ کرتا ہے اور اعمال صالحہ پر استقامت کا پیغام دے کر رخصت ہوتا ہے، الحمدللہ! امسال بھی ماہ رمضان کی بہاریں جاری ہیں، عرفان کے ہدیے تقسیم ہو رہے ہیں، نعمتوں کا ہر آن نزول ہو رہا ہے۔

حضور امین شریعت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم عالم تھے، باعمل صوفی تھے، آپ نے بے مثال اور بڑی سادہ زندگی بسر کی، اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی کو مطمح نظر بنایا، یہی وجہ ہے کہ کبھی حبِ مال اور دنیوی مفاد کو ترجیح نہیں دی، بلکہ شریعت کے مطابق زندگی گزار دی، اسی کا درس دیا، اسی کو مقدم رکھا، خلاف شرع کام جب اور جہاں دیکھا تو بروقت تنبیہ کی، شریعت پر عمل خود بھی کیا اور دوسروں کو بھی عمل کی تاکید کی، مداہنت/مصلحت کو شریعت کے معاملے میں راہ دینے سے مکمّل گریز کیا، یک رنگی اختیار کی، محتاط موقف اختیار کیا جس میں نہ لچک پیدا ہوئی نہ بے اعتدالی۔

ماہ رمضان المبارک کا احترام

رمضان المبارک میں رزق کشادہ کر دیا جاتا ہے، برکتوں کی ساعتیں طویل ہو جاتی ہیں، رحمتوں کا ہر آن نزول ہوتا ہے، اس ماہ مبارک میں حضور امین شریعت بڑا اہتمام فرماتے، اکرام و احترام کرتے، زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن مجید فرماتے، بڑی دل جوئی کرتے، غریبوں کے حقوق کا خیال رکھتے، ان کی خوشی کو اپنی خوشی تصور کرتے، ویسے آپ کے عمومی معمولات بھی درس عمل سے پر تھے اور زندگی کی ایک ایک ساعت لائق درس اور باعث تقلید و نمونۂ عمل تھی، رمضان المبارک کے لیے پہلے سے ہی مستعد ہو جاتے، اس کے اہتمام کو سعادت جانتے، اپنے معمول کے مطابق عبادتوں کا سلسلہ جاری رکھتے ساتھ ہی رمضان المبارک کے مخصوص معمولات بڑھ جاتے، دیکھا یہ جاتا کہ شرعی رہنمائی کے ساتھ ساتھ لوگوں کو، ملنے جلنے والوں اور مریدوں کو تنبیہاً رمضان المبارک میں روزے کی پابندی کی تلقین فرماتے، فرائض و واجبات کی ادائیگی کی رغبت دلاتے، سنتوں کی راہ پر گامزن رہنے کی نصیحت فرماتے، جنھیں لاپروائی میں مبتلا پاتے انھیں احترامِ رمضان کی تاکید فرماتے، نعمتوں کی قدردانی کا درس دیتے۔

تلفظ کی درستی

حضور امین شریعت کی عادت تھی کہ قرآن مجید کے صحیح و درست تلفظ پر بہت توجہ اور دھیان دیتے، اسی لیے عموماً آپ کی موجودگی میں تجوید و تلفظ کی رعایت کرنے والے حضرات ہی قراءت فرماتے، یہی وجہ ہے کہ آپ ماہ رمضان میں بھی تراویح میں اس بات کا بہت لحاظ رکھتے اور تعیین امامت و تراویح کے لیے خوش الحانی پر درست ادائیگی والے امام کو فوقیت دیتے کہ کلام اللہ کے احترام کا یہ تقاضا ہے کہ مکمل احتیاط کے ساتھ صحیح صحیح پڑھا جائے، آپ طلبہ کو علم تجوید سیکھنے کی نصیحت فرماتے اور اس کی مشق پر بھی توجہ دلاتے، بلکہ اس رخ سے عملی پیش رفت بھی کی۔

غریب پروری

آپ کی سخاوت کریمانہ؛ اسلاف کی سخاوت کی آئینہ دار تھی، لیکن رمضان المبارک میں اس میں اضافہ ہو جاتا، سائل کی مراد پوری فرما دیتے، مسکینوں پر شفقت فرماتے، بقیہ ص ۴۰ / پر

* مضمون نگار دوماہی امین شریعت بریلی شریف کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

تصنیف: امام فقیہ ابواللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

پندرہویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

اعتذار

مارچ ۲۰۲۳ء میں ''فکر آخرت'' کی چودھویں قسط شائع ہوئی ہے، غلطی سے ''گیارہویں قسط'' ہوگئی ہے، قارئین کرام اپنی اپنی کاپیوں میں ''چودھویں قسط'' بنالیں۔

فاروقی

حدیث شریف:

(حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالی) اپنے شیخ خلیل ابن احمد سے سن کر باسناد تام، بطریق قاسم ابن محمد، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا (وعنہم) سے راوی ہیں فرماتی ہیں میں نے (حضور سے) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا روز قیامت حبیب اپنے حبیب کو (پیارا اپنے پیارے کو) یاد کرے گا؟ حضور نے فرمایا:

''اما عند ثلاث مواضع فلا...الحدیث۔ (ترجمہ)

تین مقام (ایسے سخت ہیں کہ ان) میں تو کوئی کسی کو یاد نہیں کر سکے گا: (نفسی نفسی کا عالم ہوگا)

(پہلا) میزان کے پاس! یہاں تک کہ جان لے کہ تول ہلکی ہے یا بھاری؟

(دوسرا) تطایر صحف کے موقعہ پر! (یعنی اعمال ناموں کے اُڑ اُڑ کے ہاتھوں میں پہونچنے کے وقت) آیا داہنے ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں؟

(تیسرا) اس موقعہ پر کہ جب دوزخ سے ایک گردن برآمد ہوگی اور اہل محشر پر کنڈلی مار کے بولے گی کہ میں آج تین (قسم کے) لوگوں پر مؤکل ہوں: (۱) اس پر جو اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش کرتا تھا یعنی مشرک تھا۔ (۲) اور ہر جابر ظالم پر۔ (۳) اور ہر اُس پر جسے روز حساب پر ایمان ویقین نہیں تھا۔ پھر وہ تینوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی یہاں تک کہ ان سب کو (منھ سے پکڑ پکڑ کے) جہنم کے ویرانوں (یا گڑھوں) میں پھینکتی جائے گی۔

اور (حضور نے مزید فرمایا کہ) جہنم کا ایک پل ہے (جو اس کے اوپر رکھا گیا ہے) وہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے، اس پر کلالیب اور حسک ہیں (یعنی پل کے کناروں پر چُبھنے والے نوکیلے کنڈے اور سیہی کے سے کانٹے) لوگ اس پر گذریں گے (بعض لوگ اسے) برق خاطف (بجلی کے کوندے) کی طرح عبور کرلیں گے اور بعض آندھی کے جھونکے کی طرح۔ تو کوئی اسے عبور کرلے گا صحیح سلامت رہ کر اور کوئی زخمی ہوکر، خراشیں کھا کر، چُٹیال ہوکر اور کوئی (عبور نہیں کر سکے گا بلکہ) اوندھے منہ دوزخ میں جا گرے گا۔''

[روایت صدیقہ پوری ہوئی]

دونوں نفخوں کے درمیان وقفہ کتنا؟

حدیث شریف: مصنف علیہ الرحمہ اپنے شیخ محمد ابن فضل سے سن کر، باسناد تام بطریق امام اعمش حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مابین النفخین اربعون سنة............الحدیث۔

(ترجمہ) دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا پھر اللہ تعالی آسمان سے مردوں کی منی کے مشابہ ایک پانی نازل فرمائے گا۔ تو (اس سے) لوگ ایسے اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے (اور ایک دوسری روایت میں نفخوں کی تعداد تین بتائی گئی ہے، چنانچہ مصنف علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں

ترغیبات

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

کہ:)

صور اور نفخۂ صور کا بیان

حدیث شریف:...اور ایک ثقہ بزرگ نے اپنی چند مختلف اسنادوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے مجھے خبر دی کہ حضور پرنور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لما فرغ اللہ تعالی من خلق السماوات والارض الحدیث۔..... (ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرما چکا تب صور خلق فرمایا اور وہ اسرافیل کو دیا حضرت اسرافیل علیہ السلام اسے اپنے منھ سے لگائے ہوئے (حکم کے) انتظار میں عرش اعظم کی طرف ٹکٹکی لگائے (مستعد کھڑے) ہیں کہ کب (نفخ صور کا) حکم ہو (اور میں پھونکوں)

...(ابوہریرہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ صور کیا چیز ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا: ایک نورانی قرن ہے (گویا سینگ نما ایک بڑا بھونپو ہے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ اسکی کیفیت کیا ہے (یعنی کیسا بنا ہوا ہے)؟ حضور نے ارشاد فرمایا: وہ عظیم الدارۃ ہے یعنی بہت بڑے حلقہ والا ہے قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھے برحق نبی مبعوث فرمایا صور کے حلقہ کی عظمت زمین وآسمان کے عرض جیسی ہے (اور فرمایا) صور، تین بار پھونکا جائے گا۔

نفخے دو ہیں یا تین اور کونسا نفخہ کس کام کیلئے؟

دیگر روایت: اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ نفخے صرف دو ہیں پہلا نفخہ، ہلاک وفنا کے لئے اور دوسرا نفخہ، بعث (یعنی دو بارہ زندہ کر کے اٹھانے) کے لئے اور حضرت کعب (احبار) کی روایت میں بھی دو ہی نفخوں کا ذکر آیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہوئی روایت میں تین نفخوں کا جو ذکر ہے، ایک نفخہ ان میں "نفخۂ فزع اکبر" ہے (عظیم گھبراہٹ میں ڈالنے والا) ایک "نفخۂ صعق" ہے (مدہوش اور ہلاک کرنے والا) اور تیسرا "نفخۂ بعث" ہے (دو بارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے کے لئے)

جب اللہ تعالیٰ اسرافیل (علیہ السلام) کو نفخۂ اول کا حکم دے گا تو وہ اس میں پھونکیں گے لہٰذا (اس کے اثر سے جملہ اہل آسمان وزمین باستثنائے بعض) عظیم گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ...الآیۃ۔ (ترجمہ) اور جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی تو گھبرا اُٹھیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ہیں سوا ان کے جنہیں اللہ (اس گھبراہٹ سے) بچانا چاہے۔" [سورۂ نمل-۸۷]

اور زمین میں عظیم زلزلہ آئے گا، ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بالکل بھول جائے گی اور ہر حاملہ اپنا حمل، ہر گابھن اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ نشے میں مدہوش پڑے ہیں حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ (بات یہ ہے کہ وہ اللہ کا عذاب ہوگا اور) اللہ کا عذاب، سخت چیز ہے اور بچوں پر (مارے دھشت ایک دم) بڑھاپا آجائے گا (ان کے بال سفید ہو جائیں گے) اور سب شیطان گھبرائے ہوئے (ادھر سے اُدھر) بھاگتے اڑتے پھریں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝۱ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲۔ (ترجمہ) اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے (یعنی اس کے عذاب کا خوف کرو اور اس کی طاعت میں لگو) بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے جس دن تم اسے دیکھو گے (تمہیں دکھے گا کہ) ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے (ننھے بچے) کو بھول جائے گی اور ہر گابھن اپنا گابھ ڈال دے گی اور تجھے لوگ دکھیں گے جیسے نشہ میں مدہوش ہوں حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ (بات یہ ہے کہ وہ

اللہ کا عذاب ہے اور) اللہ کا عذاب بہت کڑا ہے۔''

[شروع سورۂ حج]

...تو وہ (سب کے سب باستثنائے بعض اسی حالت میں مدت دراز تک) جب تک اللہ چاہے گا پڑے رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ (دوبارہ نفخ صور کا) اسرافیل علیہ السلام کو حکم فرمائے گا وہ اس میں پھونکیں گے، وہ نفخہ نفخۂ صعق ہوگا۔[۱]

تو (اس کے اثر سے بعض کو چھوڑ کر کہ جن کو اللہ چاہے گا) سب اہل آسمان اور سب اہل زمین بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے، (مصنف علیہ الرحمہ نے ایضاحاً کہا) یعنی سب، زمین و آسمان والے مرجائیں گے ہاں وہ نہیں مریں گے جن کا مرنا اللہ (ابھی) نہیں چاہے گا اور یہی معنی ہے اللہ کے اس ارشاد کا کہ فرمایا:

''وَ نُفِخَ فِي الصُّوۡرِ فَصَعِقَ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنۡ فِي الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ۔ (ترجمہ) اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہوجائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے۔'' [الزمر ۶۸ / کنزالایمان]

فزع اکبر سے کون کون مستثنیٰ؟

...اور (معلوم ہو کہ) اس مستثنیٰ سے، ارواح شہداء مراد ہیں اور بعض مفسرین کے مطابق جبرائیل ومیکائیل واسرافیل اور ملک الموت مراد ہیں، صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (واللہ تعالیٰ اعلم)

حدیث کا بقیہ:

...(حضور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے

[۱] یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب حضرت ابوہریرہ کی روایت کے مطابق نفخے تین ہیں تو اس مقام تفصیل میں صاحب تنبیہ الغافلین نے تین میں سے صرف دو کے ذکر پر اکتفا کیوں کیا؟ ''نفخۂ بعث'' کو کس وجہ سے نظرانداز فرمایا؟ تو جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ نفخۂ بعث دونوں نظریوں میں چونکہ بالاتفاق آخری نفخہ ہے، کعب احبار وغیرہ کی روایت کے لحاظ سے یہ دوسرا ہے اور روایت ابی ہریرہ میں تیسرا، اور آخری نفخے کا ذکر اوپر بصراحت گزر چکا ہے، اس لئے حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اس کا مکرر ذکر مناسب نہیں سمجھا ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اس آخری نفخے کا (یعنی نفخہ بعث کا) صریح ذکر خود اسی آیت زُمر میں متصلاً مسطور ہے فرمایا: ثُمَّ نُفِخَ فِيۡهِ اُخۡرٰى فَاِذَا هُمۡ قِيَامٌ يَّنۡظُرُوۡنَ۔ (ترجمہ) پھر وہ بار دیگر پھونکا جائے گا جبھی وہ (سب لوگ زندہ ہوکر) کھڑے ہوجائیں گے (اپنے سر کی آنکھوں سے) یہ (اٹھنے کا منظر) دیکھتے ہوئے، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

فرمایا) پھر (جب سب فنا ہوجائیں گے تب) اللہ عزوجل ملک الموت سے پوچھے گا، حالانکہ خود خوب جانتا ہے ''مَن بقی من خلقي؟'' میری مخلوق میں کون کون (مرنے سے) باقی رہ گئے ہیں؟ وہ عرض کریں گی: اے میرے رب تو حی ہے تجھے موت نہیں، باقی بچے ہیں جبرائیل میکائیل واسرافیل اور حاملان عرش اور خود میں بچا ہوں، اب اللہ تعالیٰ ملک الموت کو ان فرشتوں کی بھی روحیں قبض کرنے کا حکم دے گا۔'' (مصنف نے کہا) بالکل اسی طرح مذکور ہے روایت کلبی اور روایت مقاتل میں بھی اور محمد ابن کعب کی روایت میں (جو کہ ایک آدمی کے توسط سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہے) یہ ہے کہ:

''ان اللہ سبحانہ تعالیٰ یقول لیمت جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و لیمت حملۃ العرش۔ (ترجمہ) بے شک اللہ پاک وبرتر فرمائے گا: چاہیے کہ مرجائے جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور چاہیے کہ حاملان عرش بھی مرجائیں۔[۱]

...پھر اللہ عزوجل پوچھے گا: اے موت کے فرشتے! میری خلق میں (مرنے سے) کون بچا ہوا ہے؟ تو وہ عرض کریں گے: انت الحی الذی لایموت۔ تو حی ہے ایسا کہ تجھے کبھی موت نہیں صرف تیرا یہ ناتواں بندہ (ملک الموت) باقی ہے، اللہ (ملک الموت سے) فرمائے گا: اے ملک الموت! کیا تو نے میرا ارشاد (كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ) نہیں سنا ہے؟ جب کہ تو بھی میری خلق میں سے ایک (جاندار) مخلوق ہے، میں نے ہی پیدا کیا ہے تجھے جب چاہا، فَمُتۡ۔ تو تو بھی مرجا تو وہ بھی (بامرالٰہی) مرجائیں گے۔

اور ایک دیگر خبر میں یوں آیا ہے:

''انہ یامرہ بان یقبض روحہ نفسہ.....الخ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ملک الموت کو حکم دے کہ وہ (اب سب کے آخر میں) خود اپنی روح قبض کرے تو وہ جنت، دوزخ کے درمیان ایک مقام پر آئیں گے اور خود سے اپنی روح کھینچیں

[۱] یعنی اس خبر کے مطابق ان ملائکہ مقربین کی روح عزرائیل علیہ السلام قبض نہیں کریں گے بلکہ امرالٰہی سے ان پر موت طاری ہوگی، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

بقیہ ص ۴۴/ پر

صدیق اکبر کی افضلیت اور انسانی فکریں ارشادات اعلیٰ حضرت کی روشنی میں

از: مفتی جمیل احمد قادری*

میں ایک کتاب دیکھ رہا تھا "مطلع القمرین" یہ امام اہل سنت، حضور اعلیٰ حضرت کی تصنیف ہے، آیات واحادیث اور عقلی دلائل کی موجوں سے گزرتے ہوئے جب انسانی فکروں کے جزیرے پر پہنچا، تو میں دم لینے کو رک گیا، سوچا اپنے ناظرین کو بھی اس کے دلکش مناظر کی سیر کرادوں، کہ امام کیسے۔ ع

جس سمت آگئے ہو، سکے بٹھا دیئے ہیں

امام نے سچ میں دریا بہا دیئے ہیں، در بے بہا دیئے ہیں، صدیق اکبر کی افضلیت کی بحث تھی، امام اہلسنت دلائل و براہین کے دریا بہا رہے تھے، اسی ضمن میں انسانی طبیعت اور فکری معیار کا ذکر آ گیا تو فرمایا:

"یہ حکم باختلاف مقاصد، مختلف ہو جاتا ہے، کفار کا غایت مرام ونہایت مراد، غناو زینت حیات دنیا ہے۔"

یعنی جیسی سوچ، ویسا مقصد! کافروں کے لیے دنیا ہی سب کچھ ہے، لہٰذا مال و دولت، دنیوی ساز وسامان اور آرائش و زیبائش ہی ان کا معیار ہے، جسے مال ومنال میں زیادہ دیکھا، اسے بڑا سمجھا اور جس کے پاس دنیوی اسباب کم نظر آئے، وہ کفار کی نظروں میں کمتر وحقیر ہو گیا اور کمال تو یہ ہے کہ آج بیشتر مسلمانوں کا زاویہ نظر بھی ایسا ہی ہے، وہ بھی دنیا اور اسباب دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں، کفار کی الٹی سوچ کو مجدد اسلام نے آیت قرآنی سے ثابت کیا، کہ دیکھو فرعون نے سیدنا کلیم کو کیا کہا اور کیا سمجھا:

"اور پکارا فرعون اپنی قوم میں، بولا اے قوم میری! کیا نہیں ہے میرے لیے بادشاہی مصر کی اور یہ نہریں بہتی میرے نیچے، سو کیا تمہیں سوجھتا نہیں یا میں بہتر ہوں اس سے، یعنی موسیٰ سے، وہ ذلیل ہے اور قادر نہیں بات صاف کرنے پر۔"

(سورۃ الزخرف، آیت 52-51/ترجمہ کنز الایمان)

ایک ذلیل کافر، ایک مقدس پیغمبر کو صرف اس لئے ذلیل اور کمتر کہہ رہا ہے، کیونکہ اس کے پاس سلطنت ہے، سامان عیش وعشرت ہے، صاف زبان ہے جبکہ اس کے بالمقابل اللہ کا پیارا رسول، اسباب دنیا سے عاری اور زبان میں لکنت والا ہے، اس کافر کی نظروں میں اخلاقی حسنات، اخروی محاسن، باطنی کمالات، کچھ معنی نہیں رکھتے، ظاہری اسباب ہی اس کے نزدیک سب کچھ ہیں، کفار مکہ کے نظریات کو قرآن نے یوں بیان فرمایا:

"اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی عظمت والے مرد پر، دونوں بستیوں مکہ مدینہ میں سے۔"

(سورۃ الزخرف آیت نمبر 31/ترجمہ کنز الایمان)

یعنی معاذ اللہ! رسول گرامی وقار، اہل مکہ کی نظروں میں عظمت والے نہ تھے، کیونکہ عظمت کا معیار ان کفار کے یہاں دولت وثروت تھا، وہ جن کے قدموں کا بوسہ عرش الٰہی، ملائکہ اور سید الملائکہ جن کی خدمت گاری پر نازاں ہوں، جن کے تلوؤں کا دھون آب حیات ہو، اور اگر انھیں قدموں سے ٹھوکر لگا دیں تو احد پہاڑ کا زلزلہ تھم جائے، شجر وحجر جنھیں سلامی دیں، قیصر وکسری کے تاج جن کی جوتیوں کے سامنے شرمائیں، وہ کافروں کی نظر میں عظمت والے نہیں اور لطف کی بات تو یہ کہ عظمت کا معیار دو چیزوں کو ٹھہرایا: ۱— دولت وثروت، ۲— اور مکہ یا مدینہ کا باشندہ ہونا! مگر پہلی چیز کے نہ ہونے کی وجہ سے دوسری حیثیت بھی بے معنی ہو گئی۔

رسول پاک مکی تھے، کیونکہ مکہ ان کا وطن تھا، حضور مدنی تھے، کیونکہ مدینہ تشریف لا کر مستقل قیام فرما لیا تھا، مگر ان مال ودولت کے پجاریوں کی نظروں میں کوئی عظمت والا، تب قرار پائے گا، جب وہ مکی یا مدنی ہونے کے ساتھ ساتھ دولت وثروت

* مضمون نگار جامع رضا پٹنہ کے بانی وسرپرست ہیں۔

والا بھی ہو، لے دے کر بات وہی کہ کفار کی نظروں میں مال و اسباب ہی عزت وعظمت کا سبب ہیں، انسانی فکر میں جب کفر یا جہالت کا غلبہ ہوتو یہ حال ہوتا ہے، مگر جب تکبر غالب آجائے تو، اب زاویہ نگاہ کا قبلہ کوئی اور قرار پاتا ہے، امام فرماتے ہیں:

"اہل تکبر نجابت اصل وشرافت نسب ونسل پر نازاں ہوتے ہیں اور اسی کو، اگر چہ خلاف واقع ہو، اپنے زعم کے مطابق مدار خیریت ومناط مفاخرت سمجھتے ہیں۔"

ایسے لوگوں کو سمجھنا ہو تو مسلمانوں اور ہندؤں میں بڑی برادری کو دیکھ کر سمجھا جا سکتا ہے، بعض جگہ مسجد کے امام کو اس لیے اہمیت نہیں دی جاتی کہ وہ انصاری برادری کے ہوتے ہیں، کیونکہ مسلم اقوام میں انصاری کو چھوٹی برادری سے شمار کیا جاتا ہے، میں نے تو ایک خان صاحب کو یہاں تک کہتے ہوئے سنا کہ:

"میں کسی جولاہے پیر سے مرید نہیں ہوں گا، کوئی دوسرا پیر بتاؤ جو بڑی برادری کے ہوں۔"

ایسے افراد کے یہاں ظاہر ہے کہ بڑا اور عظمت والا وہی قرار پائے گا، جو بڑی برادری سے تعلق رکھتا ہو، عشق کا مزاج بھی سب سے مختلف ہوتا ہے، بندہ جب عشق کا شکار ہوتا ہے، تو اس کا بھی فکری زاویہ بدل جاتا ہے، امام فرماتے ہیں:

"عشاق صورت کے دل سے تناسب اعضا وحسن دلربا و صفائے چہرہ ونزاکت بشرہ وصباحت خدو رشاقت قد کی لو لگی ہے، وہ اپنے محاورات میں اسی کو افضل کہتے ہیں، جو سب سے زیادہ حسین وصاحب ادائے شیریں وحسن نمکین ہو۔"

یعنی عشق پیشہ دل کو محبوب کے اندر چاہیے، اعضا کا تناسب! یعنی جسمانی اعضا متناسب ہوں، محبوب اتنا حسین ہو کہ دیکھتے ہی دل قربان ہونے لگے، چہرہ گورا اور روشن ہو، جلد نازک اور چکنی ہو، رخسار نمکین ہو، قد خوبصورت ہو اور جو، ان اوصاف میں فائق ہو، اسے ہی افضل کہتے ہیں، امام اہل سنت نے انسانی مزاج وفکر کی چند صورتوں کو بیان فرما کر ایک مومن کی شان و پہچان بیان فرمائی کہ:

"ہم معشر اسلام کا مقصد اعلیٰ ومرام اسنی حضرت الٰہی تبارک و تعالیٰ سے تقرب وحصول عرفان وبلوغ رضوان وعز وجاہ و کرامت عنداللہ! کماقال ربنا عزمن قائل: ان الی ربك لمنتھی۔ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔" (سورۂ ص، آیت ٤٧ ترجمہ کنزالایمان)

سبحان اللہ! کیا کہنے، اے کاش اتر جائے ترے دل میں مری بات، کاش مسلمان یہ نکتہ سمجھ لیں اور اپنا اصل قبلہ متعین کر لیں، امام فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کا مقصد اعلیٰ ہونا چاہیے، رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب، رب کی ذات وصفات اور شان وعظمت کی پہچان! آج مومن اپنے رب کو پہچانتا تو اس کے دشمنوں کے دامن میں پناہ نہ لیتا، غیر مسلموں کے ساتھ ساز باز نہ کرتا، ان کی مذہبی اور شرکیہ تقریبات میں خوشی اور مسرت سے شریک نہ ہوتا، کفار کے جلسوں میں شرکت اور ان کی عبادت گاہوں میں تفریح نہ کرتا، کافرو بد مذہب سے دوستی اور ان کے یہاں شادی بیاہ نہ کرتا۔

یہ ساری حرکتیں مسلمان اس وجہ سے کرتا ہے، کیونکہ وہ اپنے رب کو پہچانتا ہی نہیں ہے، ماقدروا اللہ حق قدرہ مومن کا مقصد ہونا چاہیے، رضائے الٰہی کا حصول، مقام و مرتبہ اور عزت دنیا کی نہیں، بلکہ اپنے رب کے یہاں مقام و مرتبہ چاہیے۔"

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی چار سطریں حقائق ومعارف کے چار دریا ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کا فیضان ہم سب پر جاری و ساری فرمائے، آمین۔

◆◆◆

اسلاف و اخلاف

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

حضرت امام مالک اور خلیفہ ہارون رشید

(از: سوشل میڈیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز لکھتے ہیں:

''خلیفہ ہارون رشید رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عالم دار الہجرہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جا کر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں۔

ارشاد فرمایا: میں علم کو ذلیل نہ کروں گا، انھیں پڑھنا منظور ہو تو خود حاضر ہوا کریں، عرض کی: وہی حاضر ہوں گے مگر اور طلبہ پر انہیں تقدیم دی جائے۔

فرمایا: یہ بھی نہ ہوگا، سب یکساں رکھے جائیں گے۔''

آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔

(۲) حضرت امام شریک نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلیفۂ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جا کر شہزادوں کو پڑھایا کریں، انکار کیا، کہا:

''آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے؟ فرمایا: یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔''

(فتاویٰ رضویہ 23.9 نصف آخر، رضا اکیڈمی، ممبئی)

شبِ عید اور جہنم سے آزادی

(از: مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

رکن سنی ایجوکیشنل ٹرسٹ باسنی ناگور شریف، راجستھان

اصبہانی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب للہ (عزوجل) کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز ۱۰ / لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب ۲۹ / رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کئے، اُن کے مجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد کرتا ہے، پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے، ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے: اے گروہ ملائکہ! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جس نے کام پورا کرلیا، فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس کو پورا اجر دیا جائے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔''

(بہار شریعت، حصہ پنجم)

فوٹو کے شیدائیوں کی ٹولی

(از: مولانا خلیل فیضانی

لوگوں کے اندر بلائے بے درماں کی طرح یہ جرثومہ سرایت کر چکا ہے کہ وہ تصویر کشی کے پیچھے پاگل ہوتے جارہے ہیں، مرے جارہے ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ اب مذہبی وضع قطع رکھنے والے حضرات بھی اس دوڑ میں عام لوگوں سے کچھ پیچھے نہیں رہے ہیں، العوام کالانعام کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر بلکہ ان سے دو قدم آگے چل ان کے لیے حدی خوانی کا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

سنجیدہ عالم اور دانش مند مولانا کی ان چیزوں پر کبھی رال نہیں ٹپکتی ہے، یہ تو وہ لوگ ہوتے ہیں جنھیں یا تو کسی ڈھنگ کے عالم کی صحبت نہیں ملی ہوتی ہے یا پھر برائے نام یہ لوگ مدرسوں میں آٹھ دس سال کاٹ کر یوں ہی لوٹ آتے ہیں، تصویر کشی یا سیلفی بوقت ضرورت لی جاسکتی ہے، اس کے منکر نہیں ہیں ہم! مگر ایک مولانا صاحب کا عوامی مقامات پر کھڑے ہو کر اس طرح بھونڈے انداز میں تصویر یا سیلفی لینا نہایت غیر مہذبانہ اور غیر دانش مندانہ عمل ہے، جس کی کبھی واہ واہی نہیں کی جاسکتی۔

سوشل سائٹس پر دیکھنے کو ملتا رہتا ہے کہ ایک مذہبی حلیے میں ملبوس شخص کسی خود ساختہ سیاسی لیڈر کی بغل میں فوٹو کی خاطر کھڑا اس کی ایک نظر کا محتاج ہوتا ہے جب کہ اس لیڈر کا انداز اس قدر بے رخا سا ہوتا ہے کہ وہ اغماض نظر کرتا ہوا اپنے مطلب کے اشخاص سے محو کلام ہوتا ہے، کیا ذلت ونکبت کے یہ سیاہ دن بھی دیکھنے تھے ایک عالم یا کامل عالم نا ہی سہی!

بقیہ ص ۱۳ / پر

میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

(از: استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں قادری بریلوی

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز
کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز

خاک مدینہ پر مجھے اللہ موت دے
وہ مردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

کیوں جائیں ہم کہیں کہ غنی تم نے کر دیا
اب تو یہ گھر پسند یہ در یہ گلی عزیز

جو کچھ تری رضا ہے خدا کی وہی خوشی
جو کچھ تری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز

گو ہم نمک حرام نکمّے غلام ہیں
قربان پھر بھی رکھتی ہے رحمت تری عزیز

شان کرم کو اچھے برے سے غرض نہیں
اس کو سبھی پسند ہیں اس کو سبھی عزیز

منگتا کا ہاتھ تھا تو مدینہ ہی کی طرف
تیرا ہی در پسند تری ہی گلی عزیز

اس در کی خاک بر مجھے مرنا پسند ہے
تخت شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز

کونین دے دیئے ہیں ترے اختیار میں
اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تری عزیز

محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ
میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

قرآن کھا رہا ہے اسی خاک کی قسم
ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز

طیبہ کی خاک ہو کہ حیات ابد ملے
اسے جاں بلب تجھے ہے اگر زندگی عزیز

سنگ ستم کے بعد دعائے فلاح کی
بندے تو بندے ہیں تمہیں ہیں مدعی عزیز

دل سے ذرا یہ کہہ دے کہ ان کا غلام ہوں
ہر دشمن خدا ہو خدا کو ابھی عزیز

بقیہ ص ۴۴ پر

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں

(از: حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری بریلوی

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں
کچھ دل داغ دار کی باتیں

ہم تو دل اپنا دے ہی بیٹھے ہیں
اب یہ کیا اختیار کی باتیں

میں بھی گزرا ہوں دور الفت سے
مت سنا مجھ کو پیار کی باتیں

اہل دل ہی یہاں نہیں کوئی
کیا کریں حال زار کی باتیں

پی کے جام محبت جاناں
اللہ اللہ خمار کی باتیں

مر نہ جانا متاع دنیا پر
سن کے تو مال دار کی باتیں

یوں نہ ہوتے اسیر ذلت تم
سنتے گر ہوشیار کی باتیں

ہر گھڑی وجد میں رہے اختر
کیجیے اس دیار کی باتیں

منظومات

ان کی آمد پر ہر اِک گھر میں چراغاں کیجیے

(از: قاری نعیم الدین قادری گلابپوری، رحمان گنج، بارہ بنکی

آپ اپنی زندگی ایسے فروزاں کیجیے
نعت پڑھ کر دل میں پیدا نورِ ایماں کیجیے

مدحتِ شاہِ امم سے قلب شاداں کیجیے
اے ثناخوانِ نبی یہ کام ارزاں کیجیے

آپ کا دل عشق والفت سے رہے روشن سدا
اس لیے یادِ شہِ فخر رسولاں کیجیے

یہ ہے عشقِ مصطفائی کی علامت بالیقیں
ان کی آمد پر ہر اِک گھر میں چراغاں کیجیے

بقیہ ص ۲۵ پر

نظر میں سرور کونین کا جمال رہے

از: سید خادم رسول عینی، بھدرک

بروز حشر غموں سے کوئی نڈھال رہے
تو اس پہ رحمت شاہ زمن کی شال رہے

مجال ہے کہ ہوں حملہ کناں بلائیں؟ اگر
نظر میں سرور کونین کا جمال رہے

وہ اپنا ہو کہ پرایا ہو، غیر یا ہم قوم
ہر اک کے واسطے خلق ان کے بے مثال رہے

عمر کے فیصلۂ قتل نے کیا ثابت
زباں پہ حکم نبی پر نہ قیل وقال رہے

سبھی سے افضل و اعلیٰ حبیب یزداں ہیں
اگرچہ سارے نبی رب کے باکمال رہے

مدینہ میں قدم مصطفےٰ کا دیکھو اثر
کہ اشک بار سبھی حزن اور ملال رہے

وہ ان کا ہو گیا قائل جو آیا ان کے قریب
صداقتوں کے امیں صاحب جمال رہے

تمہاری زیست پہ نازاں ہو استقامت خود
سدا عقیدۂ اسلامیہ بحال رہے

حبیب خالق کل کا ہے اختیار ایسا
کہ ان کے زیر نگیں عینی ماہ و سال رہے

قرآن اور صاحب قرآن کی توہین! نا قابل برداشت

مفتی ملک الظفر سہسرامی

سہسرام مورخہ 03 رجنوری (پریس ریلیز) اسلام مخالف طاقتوں کی جانب سے قرآن مقدس اور صاحب قرآن ﷺ کی شان میں آئے دن گستاخیوں کا جو سلسلہ جاری ہے، وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے نا قابل برداشت ہے، کسی بھی دینی و مذہبی کتاب اور قابل احترام پیشوا کی شان میں گستاخیوں کو نا قابل معافی جرم قرار دیا جائے۔

ان خیالات کا اظہار آج یہاں کے کثیر آبادی والے محلہ ذکی شہید کی جامع مسجد سے خطاب کرتے ہوئے امام شہر حضرت علامہ مفتی محمد ملک الظفر سہسرامی نے اپنے خطاب میں کیا، انہوں نے کہا کہ 21 رجنوری کو سویڈن کی راجدھانی اسٹاک ہوم میں ترکی کے سفارت خانے کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے والے راسموس پالوڈان نے قرآن مقدس جلایا، اس کے بعد 27 رجنوری کو اسی نے یورپ کے ایک دوسرے ملک ڈنمارک کی راجدھانی کوپن ہیگن میں ایک مسجد کے سامنے اور پھر ترکی کے سفارت خانے کے سامنے یہی گھناؤنا کام کیا، اسی طرح کی انتہا پسندی کا ایک واقعہ نیدرلینڈ میں بھی پیش آیا، پچھلے سال بھی یورپی ممالک میں اس قسم کے قابل مذمت واقعات پیش آئے تھے، قرآن کی بے حرمتی کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو اشتعال انگیز کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے جس سے مسلمانوں میں سخت بے چینی ہے، مسلمان قرآن اور صاحب قرآن کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا، انہوں نے کہا کہ ذاتی یا کسی بھی طرح کے مفاد کے لیے قرآن کریم یا کسی دوسرے مذہب کی مقدس کتاب کو جلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، ظاہر ہے کہ یہ واقعات وہاں کی حکومت کی منشا کے بغیر رونما نہیں ہو سکتے۔

اسی لیے دنیا کے مختلف ممالک میں ان ممالک کے خلاف احتجاج کیا جا رہا ہے، نہ صرف مسلمان بلکہ عقل سلیم رکھنے والا ہر فرد اس طرح کے واقعات کی مذمت کر رہا ہے، دنیا میں امن و سکون کے ظاہری ٹھیکیدار مغربی ملکوں میں مسلمانوں کی مذہبی کتاب نذر آتش کرنے کی مذموم کوششیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت و تعصب کی وجہ سے ہے جو اسلام مخالف طاقتیں اپنے ناپاک منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس طرح کے واقعات کراتی ہیں ہم ان واقعات کی مذمت کرتے ہیں اور عالمی برادری سے اپیل کرتے ہیں کہ کسی بھی مذہبی کتاب یا مذہبی رہنما کے خلاف اس نوعیت کے واقعات پہ سزا کے لیے سخت قانون بنائے کیونکہ اس طرح کے واقعات سے دنیا بقیہ ص ۴۰ ر پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इशाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

APRIL-2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

شوال المکرم ۱۴۴۴ھ / مئی ۲۰۲۳ء
MAY-2023 Rs. 30/-

جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری بریلوی
مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

- نور کے چشمے
- انڈین اسلام
- خطبا اور واعظین متوجہ ہوں
- نئے علما کو دعوت فکر و عمل
- براہین قاطعہ کا اصل مؤلف کون؟
- مسلم بچیاں بھگوا بھیڑیوں کے نرغے میں
- حضور تاج الشریعہ! ایک عہد ساز شخصیت
- کنز الایمان کی کہانی! صدر الشریعہ کی زبانی
- تاج الشریعہ اپنی نگارشات کے آئینے میں
- تخصص کے طلبہ کے لئے چند مفید ہدایات
- بھگوا لَو ٹریپ کا شکار ہو کر مرتد ہوتیں بچیاں! ایک لمحۂ فکریہ
- مسلم لڑکیاں مائل بارتداد! وجوہات اور چند تجاویز
- ارتداد کی طرف بڑھتی نسل نو اور ہماری ذمہ داریاں
- سرمایہ داروں کی حکومتی پشت پناہی! لمحۂ فکریہ
- سعودیہ اور ایران کے نئے تعلقات اور ان کے عالمی اثرات
- مادر اہل سنت زوجۂ مفتی اعظم ہند! کچھ یادیں، کچھ باتیں

مدیر
مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی



مرکز الدراسات الإسلامیة
جامعۃ الرضا
بریلی شریف یوپی، ہند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار
امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتئ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی وسرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتئ اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت کا علمی، ادبی، دینی و اصلاحی ترجمان
مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۵
Issue No. 05
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۴ھ
شوال المکرم
مئی ۲۰۲۳ء

مدیر: مولانا محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح 9 بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔
Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

بھگوا لَو ٹریپ کا شکار ہو کر مرتد ہوتیں بچیاں! ایک لمحۂ فکریہ

بنت حوّا کو پیار کا نشہ دے کر تباہ کرنے کا ایک بھیانک منصوبہ، آنکھیں کھلی رکھنے کی ضرورت

اداریہ

آج کل بھگوا لو ٹریپ Bhagwa Love Trap کا شکار ہو کر مرتد ہونے والی بچیوں کی تعداد دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے جو پوری امت کے لئے پریشان کن اور لمحۂ فکریہ ہے، اس سے قبل بھی وقتاً فوقتاً مسلم لڑکے لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکے لڑکیوں سے شادی کرنے کے واقعات پیش آتے رہے ہیں لیکن وہ صرف معاشقے کے معاملات تھے، ان میں مذہبی مفادات کارفرما نہیں ہوتے تھے جبکہ موجودہ وقت میں ہندو لڑکوں کے مسلم لڑکیوں سے کورٹ میرج کے جو معاملات سامنے آرہے ہیں وہ باقاعدہ مذہبی منافرت اور جذبۂ انتقام کے تحت منصوبہ بند طریقہ سے انجام دیئے جا رہے ہیں اور مسلم لڑکیوں کو ارتداد کے قعر مذلت میں ڈھکیلا جا رہا ہے۔

ویسے ارتداد کا یہ فتنہ کوئی نیا نہیں، پہلے بھی اس طرح کے سنگین واقعات رونما ہوئے ہیں، لیکن موجودہ فتنہ پہلے سے زیادہ سنگین اور خطرناک اس لیے ہے کہ اس میں اکثر اسکول، کالج کی طالبات اور نوکری پیشہ مسلم لڑکیوں کو ایک مخصوص منصوبے اور مقصد کے تحت ٹارگیٹ کیا جا رہا ہے، انھیں یہ ارتداد کا زہر پیار کی شراب میں ملا کر پلایا جا رہا ہے جس سے مسلم لڑکیاں ایمان و اسلام کی دولت سے محرومی کے ساتھ ساتھ اپنی عزت و آبرو بھی گنوا کر بے نیل و مرام ہوتی جا رہی ہیں، ہندو لڑکے مسلم لڑکیوں کو اپنے پر فریب پیار کے جال میں پھانستے ہیں اور عیش و آرام کی زندگی کا خواب دکھا کر ان سے فرضی شادی رچاتے ہیں پھر کچھ دنوں ان کا استعمال کر کے ایسے دوراہے پر چھوڑ دیتے ہیں جہاں انھیں خودکشی یا جسم فروشی کے سوا کوئی تیسرا راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم، نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے
رہے دل میں ہمارے یہ رنج و الم، نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

دراصل ہندو انتہا پسند تنظیموں کا مقصد ہی اسلام اور مسلمانوں کو ذلیل و خوار اور تباہ و برباد کرنا ہے، جس کے لئے وہ نت نئے ہتھکنڈے آزماتی رہتی ہیں، یہ تنظیمیں علی الاعلان ہندو لڑکوں کو مسلم لڑکیوں کو اپنے جھوٹے پیار کے جال میں پھانسنے کے لئے باقاعدہ ٹریننگ دے رہی ہیں، جس میں مسلم لڑکیوں سے راہ و رسم بڑھانے اور اپنی محبت کا جھانسہ دے کر انھیں حاملہ کرنے سے لے کر اپنے ساتھ بھاگنے پر مجبور کرنے تک کے سارے حربے اور ہتھکنڈے سکھائے جاتے ہیں، یہ تنظیمیں ایسا کرنے والے ہندو لڑکوں کو ڈھائی لاکھ روپے کا نقد انعام، چھ مہینے کے لیے رہائش اور اس کے جملہ اخراجات نیز حفاظت کی پوری ذمہ داری لیتی ہیں، اب کون ایسا ہوگا جو "آم کے آم! گٹھلی کے دام" والے اس اَوسر کا لابھ نہیں اٹھانا چاہے گا، ایسا کرنے والے کو بونس کے طور پر دھرم بھگت، گورنمنٹ بھگت اور دیش بھگت کا جو تمغہ ملتا ہے وہ اس پر مستزاد ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جس طرح مسلم لڑکیوں کے مرتد ہونے اور ہندو لڑکوں سے شادی کرنے کی خبریں آئے دن اخبارات اور سوشل میڈیا میں چھائی رہتی ہیں، اسی طرح ان کے شرمناک انجام کی خبریں بھی اخبارات کی زینت بنتی ہیں، ایک تصویر سامنے آتی ہے جس میں ایک ہندو لڑکا اور کسی مسلم لڑکی سے کورٹ میرج یا مندر میں شادی کرتا ہوا نظر آتا ہے، پھر چند دنوں یا مہینوں بعد ہی ایک اور تصویر سامنے آتی ہے جس میں مندر میں شادی کرنے والی صرف وہ مسلم لڑکی نظر آتی ہے، جو اپنا ایمان و اسلام اور اپنی عزت و آبرو سب کچھ نیلام کر کے اپنے وجود پر ماتم کر رہی ہوتی ہے جبکہ وہ ہندو لڑکا نہ صرف اس تصویر سے بلکہ لڑکی کی زندگی سے بھی غائب نظر آتا ہے۔

اس ہولناک صورت حال کے لئے کئی مختلف عوامل ومحرکات ذمہ دار ہیں، جیسے والدین کی دین سے دوری، مخلوط نظام تعلیم، بے جا سختی یا حد سے زیادہ نرمی، موبائل کی فراہمی، نکاح میں دیری اور اس میں حائل مشکلات! ان میں سب سے اہم والدین کا اسلامی تعلیمات سے انحراف ہے، نتیجہ کے طور پر ان میں دیوثی، بے حیائی اور بے غیرتی عروج پا گئی اور یہ بات جگ ظاہر ہے کہ جس انسان کے اندر بے حیائی اور بے غیرتی پیدا ہو گئی اسے اپنے ایمان وعقیدے اور اپنی عزت وآبرو کا سودا کرتے دیر نہیں لگتی۔ ع

بے شرم باش وہر چہ خواہی کن

یہی وجہ ہے کہ آج کئی "ترقی پذیر والدین" ایسے بھی نظر آتے ہیں جن کے لئے ان کی لڑکیوں کا غیر مسلموں سے شادی کرنا اور ارتداد کی لعنت میں گرفتار ہونا کوئی معیوب نہیں، لیکن جب ان کی یہی "براڈ مائنڈیڈ" Broad Minded لڑکیاں اپنا ایمان، اپنی عزت اور خاندانی وقار مٹی میں ملا کر خانماں برباد ہو جاتی ہیں تو انھیں اور ان کے ہمنواؤں کو ساری کمیاں علما ومشائخ میں نظر آنے لگتی ہیں، حالاں کہ یہ وہی لوگ ہیں جنھیں علما ومشائخ کے ذریعہ لڑکیوں کو پردہ میں رہنے، مخلوط تعلیمی نظام اور مغربی کلچر سے دور ونفور رہنے کی تلقین دقیانوسی لگتی ہے۔

ان سب کے باوجود جن لڑکیوں کو اسلامی تعلیم وتربیت نصیب ہے، جنھیں ایمان واسلام جیسی عظیم نعمت کا عرفان ہے اور جنھیں عزت وآبرو جیسے آبگینے کی قدر وقیمت کا احساس ہے، وہ تمام طرح کی تکالیف تو برداشت کر لیتی ہیں لیکن کبھی کسی غیر مسلم کے ساتھ فرار ہونا پسند نہیں کرتیں، ان کی غیرت ایمانی ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ وہ اپنا پاکیزہ وجود کفر وشرک سے آلودہ کسی بھیڑیئے کے حوالے کر دیں، وہ سب کچھ گوارہ کر سکتی ہیں لیکن اپنی قوم وملت اور اپنے والدین کو شرم سار ہوتے نہیں دیکھ سکتیں، ارشاد ربانی ہے:

"ولا تنکحوا المشرکٰتِ حتی یؤمن ولَاَمَة مومنة خیر من مشرکةٍ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرك ولو اعجبکم ،اولٰئك یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنة والمغفرة باذنه۔ یعنی اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے، اگر چہ وہ تمہیں بھاتی ہو، اور (اپنی لڑکیاں) مشرکوں کے نکاح میں نہ دو، جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگر چہ وہ تمہیں بھاتا ہو، وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے۔" [سورۃ البقرہ:۲۲۱]

بھگوا تنظیموں کا مذکورہ منصوبہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں بلکہ سر عام وہ اس کا اعلان کرتی ہیں، ہندو لڑکوں کو اس منصوبہ پر عمل درآمد کے لئے ورغلاتی ہیں اور انھیں اس کے لئے دولت وشہرت کی لالچ بھی دیتی ہیں، عیاش طبع لڑکوں کے لئے اس سے بڑھ کر سنہرا موقع اور کیا ہوگا کہ ان کی "ہوس" کو "مذہبی کاز" کا لبادہ اوڑھا دیا جائے، مختصراً یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بھگوا تنظیمیں ہندو لڑکوں کو مسلم لڑکیوں کی عزت وآبرو سے کھیلنے اور ان کی زندگیاں تباہ وبرباد کرنے کا لائسنس تھما دیتی ہیں، جس میں موجودہ حکومت کی بھی رضامندی شامل ہوتی ہے، مسلم لڑکیوں کو بھگانے میں یہ تنظیمیں پورے جی جان سے معاونت کرتی ہیں، لیکن جب یہ مرتد ہو چکی لڑکی اپنا سب کچھ لٹا کر سڑکوں پر تماشہ بنتی ہیں تو ان تنظیموں کا دور دور تک کوئی اتا پتا نہیں ہوتا "گھر واپسی" کا نعرہ لگانے والی بھگوا تنظیموں کو "گھر واپس" ہو چکی لڑکی سے اس وقت کوئی ہمدردی نہیں ہوتی، اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بھگوا تنظیموں کو نہ گھر واپسی سے کوئی مطلب ہے، نہ بھولانے سے کوئی سروکار! انھیں تو بس برباد ہوتی مسلم بچیاں اور بدنام ہوتے مسلمان دیکھ کر مزہ آتا ہے۔ ع

آواز دو انصاف کو، انصاف کہاں ہے

سوشل میڈیا پر چھائی ایسی خبروں کو پڑھنے، سننے اور جاننے کے باوجود بھی اسلامی تعلیمات واحکامات کو پس پشت ڈال کر عاقبت نااندیش لڑکیاں ان بھگوا بھیڑیوں سے پیار کی پینگیں بڑھاتی ہیں جو صرف اور صرف انھیں اپنے دام تزویر میں پھانسنے اور انھیں ذلیل

اسلامیات

وخوار کرنے کے لئے ہی گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں، ناصح کی نصیحت اور واعظ کے وعظ کو دماغی فتور سمجھنے والی لڑکیوں کے لئے "خودکردہ را علاجے نیست" کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے، پھر بھی اس ارتدادی طوفان کے سدباب کے لئے اجتماعی اور انفرادی کوششیں جاری رہنی چاہئیں، ان شاء اللہ الرحمٰن تائید غیبی شامل حال ہوگی اور حالات ضرور بہتر ہوں گے۔

◆◆◆

ص ۸/ کا بقیہ...

مبارک وا ہوئے، کیا کچھ پانی موجود ہے؟ ایک شخص مشکیزے میں تھوڑا سا پانی لے آیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بڑا چوڑا پیالہ لاؤ، اس میں پانی ڈالا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ اقدس پانی میں رکھ دیا۔"

حضرت انس بن مالک اپنا دل افروز نظارہ ایمان افروز مشاہدہ بیان فرماتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے چشمے اُبل رہے تھے، ہم نے اپنے اونٹوں اور جانوروں کو پانی پلایا اور اپنے مشکیزوں میں بھی بھر لیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے پانی کافی ہوگیا؟ عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے نبی ﷺ! کافی ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس اٹھا لیا، اس کے ساتھ ہی پانی کی آمد بھی ختم ہوگئی۔" (۲)

اِس طرح کے معجزات بکثرت ہیں، ارض صحرا میں پیاسی زباں کو تازگی عطا کرنے والے ایمان افروز معجزات اگر بیان کیے جائیں تو کیفیت یوں ہو کہ "سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے"

کتب احادیث میں جب ایسے معجزات مطالعہ ہوتے ہیں تو روح کا ہر تار ہمنوا ہو جاتا ہے، ایمان جلا پاتا ہے، عقیدہ و عقیدت کے آنگن میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگتی ہیں، حضرت ابوقتادہ فرماتے ہیں:

"صحابۂ کرام بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے، سورج خوب بلند ہوگیا اور ہر چیز گرم ہوگئی، صحابۂ کرام عرض کر رہے تھے: یارسول اللہ ﷺ! ہم پیاس کی شدت سے ہلاکت کے قریب پہنچ گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تمہاری ہلاکت نہیں ہے، ہمارا پیالہ رکھ لو، آپ نے لوٹا منگوایا، رسول اللہ ﷺ پانی ڈال رہے تھے اور ابوقتادہ صحابۂ کرام کو پلا رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرو، تم سب سیراب ہو جاؤ گے، چنانچہ صحابۂ کرام پرسکون ہوگئے، رسول اللہ ﷺ پانی ڈال رہے تھے اور (حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ) میں انھیں پلا رہا تھا، یہاں تک کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں بچا، رسول اللہ ﷺ نے پیالے میں پانی ڈالا اور فرمایا: پیو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ پہلے آپ پئیں پھر میں پیوں گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قوم کو پلانے والا خود سب سے بعد میں پیتا ہے، فرماتے ہیں: میں نے پیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا۔ (۳)

اعلیٰ حضرت اسی حدیث کی توضیح میں دل پذیر مضمون نظم فرماتے ہیں:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حوالہ جات: (۱) دلائل النبوۃ، ۱۱/ ۶، مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام فی الیقظۃ والمنام (پکارو یارسول اللہ ﷺ) محمد بن موسیٰ المزالی، ص ۱۰۵ (۲) پکارو یارسول اللہ، ص ۱۰۶ (۳) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ، ۲۷۴/ ۱، حدیث نمبر ۳۱۱، پکارو یارسول اللہ، ص ۱۰۶۔۱۰۷۔

◆◆◆

ص ۲۴/ کا بقیہ...

ہوئے اپنے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کو ایک جٹ ہو کر دور کرنے کی کوشش کریں اور ایک عمدہ اسلامی معاشرہ بنائیں، اللہ عزّوجل ہمارا حامی و ناصر ہو، آمین بجاہ خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

◆◆◆

پیغام تاج الشریعہ

داغ عشق نبی لے چلو قبر میں
ہے چراغ لحد روشنی کے لئے

از: غلام مصطفےٰ رضوی *

نور کے چشمے

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایمان افروز نظارہ

اسلامیات

صحرائی وادیاں، سورج کی تپش، ریت پر کرنیں پڑتی ہیں تو گرم گرم ریت آگ کا نظارہ پیش کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب ﷺ صحرائی زمین پر بھیجا، گلشن کو شاداب کرنا کیا کمال! کمال تو جب ہے کہ پتھروں کو موم کا جگر عطا کر دیا جائے، وادیِ سنگلاخ کو باغ و بہار بنا دیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ آتے ہیں، اس شان سے کہ جن کے ہاتھوں میں پتھر ہوا کرتے تھے وہ محبتوں کے لالہ وگل بن جاتے ہیں، جو بچیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے، وہ بچیوں کے کفیل و پاسباں بن جاتے ہیں، جنھیں عصبیتوں پر غرّہ تھا وہ محسنِ آدمیت بن جاتے ہیں، صحرائی زمیں کے سخت کوش انساں شفیق ومہرباں بن گئے، مثالی انسان بن گئے۔ ؎

وہ عہدِ ظلم و جہالت کے دل نما پتھر
نبی سے ملتے رہے آئینوں میں ڈھلتے رہے

سخت مزاج ملیح ونرم ہو گئے، مثلِ آئینہ شفاف ہو گئے، ہادی ورہبر بن گئے، انسانیت کے مسیحا بن گئے، یہ انقلاب یوں ہی نہیں آیا، یہ رسول اللہ ﷺ کے قدم ناز کی برکتیں تھیں، وجودِ مصطفیٰ ﷺ نے وہ انقلاب برپا کیا کہ دل کی دنیا بدل گئی، توحید کا نغمۂ لاہوتی بلند ہوا، اذانِ سحر سے صحرائی ماحول مشکبار ہو گیا، وحشت دور ہو گئی۔

وادیِ ریگزار میں قافلے رواں دواں ہو گئے، اسلام کا پیغامِ صدق ووفا دور تک پہنچا۔ حضرت صہیب روم سے آئے، حضرت بلال حبشہ سے آئے، حضرت سلمان فارس سے آئے، رہبر و رہنما بن گئے، وادیاں مسخر ہو گئیں، کلیاں کھل اٹھیں۔

نبی کونین ﷺ کو بے پناہ اختیارات سے نوازا گیا، کامل واکمل بنایا گیا، نبی آخر الزماں کا منصبِ عظمت عطا کیا گیا، اختیارات کا یہ عالم کہ لب اقدس وا ہوئے اور جھولیاں بھر بھر دی گئیں، حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں:

”ہم سفر میں تھے، رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ رفاقت میسر تھی، سخت پیاس لاحق ہو گئی، ہم نے بڑی لاچاری کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں مدعا بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے سامنے موجود برتن میں دستِ اقدس رکھ دیا، پھر کیا تھا پانی کے چشمے پھوٹ پڑے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”خُذُوْا بِسْمِ اللهِ- اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (پانی) لے لو۔“

ہم نے پیا، وہ ہم سب کے لیے کافی ہو گیا، اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمارے لیے کافی ہو جاتا۔

سالم کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت جابر سے دریافت کیا کہ آپ لوگ تعداد میں کتنے تھے؟ انھوں نے بتایا کہ ہم ایک ہزار پانچ سو افراد تھے۔(۱)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ ؎

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہے جاری واہ واہ

غزوات کی بھی کیا شان تھی، شوکتِ اسلام کے مظہر تھے، صحرائے عرب کی جھلسا دینے والی گرمی، غزوۂ تبوک میں صحابۂ کرام نے عزیمت کا مظاہرہ کیا، ان کی استقامت نے دُشمنوں کے کروفر کو سرنگوں کر دیا، ایمان کی قوت اور دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی لذت نے صحابۂ کرام کو نڈر بنا دیا تھا، وہ تو متاعِ عشقِ رسول سے سرشار تھے، حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں:

”میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، مسلمانوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے جانور اور اونٹ پیاسے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے لبہائے

بقیہ ص ۷ ر پر

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

نئے علما کو دعوت فکر و عمل

(از: مولانا محمد خبیر عالم نوری*

حضرت علامہ قاری سید ابو سعید صاحب برکاتی کے لفظوں میں

ہدایات

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قادر مطلق و مالک بے نیاز ہے، وہ ہر گز ہر گز کسی بھی امر و معاملہ میں مجبور اور کسی کا محتاج نہیں، اس نے اپنی قدرت سے جہان و عالم کی تخلیق فرمائی و مختلف انواع و اقسام کی اشیا سے اسے مزین و مرصع کیا، آدم و بنی آدم کو اس میں بسایا اور پھر نسل انساں کی رہبری و راہ نمائی کے لیے رشد و ہدایت کا مشعل و چراغ دے کر حضرات انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) کو مبعوث فرمایا تا کہ انہیں کفر و شرک، ضلالت و گمرہی کی تاریکی سے نکال کر نور ایماں سے منور کرے، خلق خدا کو رب کی وحدانیت و یکتائی کی دعوت دے، گم گشتہ راہوں کو راہ ہدایت پر لائے، معبودان باطل کی پرستش و پوجا سے بچا کر معبودِ حقیقی کا پرستار بنائے اور اس مقصد و مشن کے لیے حضرت آدم سے لے کر خاتم پیغمبراں تک تقریباً (کم و بیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو اس روئے زمین پر بھیجا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ- ترجمہ: اور بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (اے لوگو!) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔“ (سورۂ نمل، آیت ۳۶)

بایں طریق ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا، یہاں تک کہ حضرتِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ کے دین و شریعت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے درجنوں نبیوں کو بھیجا۔ ہر نبی و رسول کا دور گزرنے کے ساتھ ان کی شریعت بھی گزرتی و منسوخ ہوتی چلی گئی، بالآخر ہادئ کل، ختم الرسل، محسن انسانیت، معلم کائنات حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر باب نبوت و رسالت کو مقفل کر دیا اور قیامت تک کے لیے دین اسلام و شریعت محمدیہ کو باقی رکھا۔

چنانچہ رب تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا- ترجمہ: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔“ (سورۂ احزاب آیت ۴۰)

اور خاتم نبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

”أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي - میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“

تو فرمان الٰہی و ارشاد نبی سے معلوم ہوا کہ عقیدۂ ختم نبوت ہمارا اساسی و بنیادی عقیدہ ہے، اب قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، نہ کوئی نیا دین اور نہ کوئی نئی شریعت ہوگی، تو سوال اس بات کا ہے کہ ہمارے نبی کے بعد اس اُمت کی رہبری و راہ نمائی کون کرے گا؟ گم گشتہ راہوں کو نجات و ہدایت کا راستہ کون دکھائے گا؟ حلت و حرمت، جائز و ناجائز کا امتیاز کون کرائے گا؟ دین مصطفوی کو چلانے والے کون لوگ ہوں گے؟ شریعت محمدیہ کی پاسبانی اور امت مسلمہ پر اس کو نافذ کون کرے گا؟ تو رب کریم نے اپنے محبوب کے صدقے علماء امت و حاملین علم کے مقام و مرتبہ کو هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ: نیز بے علموں کو صاحبان علم سے اکتساب علم کے تعلق سے فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔

اور رسول اللہ ﷺ نے عُلماءُ أُمّتي كَأنبياء بَني إِسرائيل اور والعلماء ورثة الأنبياءِ فرما کر بلند و بالا کر دیا اور دین کی نشر و

اشاعت، تبلیغ وتدریج، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے منصب عالی کی عظیم ذمہ داری کا فریضہ ان کے سپرد کردیا، جو فرائض وامور دین موسیٰ کی تبلیغ واشاعت کے لئے انبیا سے لیا جارہا تھا، اب وہ دینی، تبلیغی واشاعتی خدمات علمائے امت سے لیا جائے گا۔

یاد رہے! مذکورہ آیت مبارکہ میں رب تبارک وتعالیٰ نے جہاں عالم وغیر عالم کے مابین خط امتیاز کھینچ کر حاملین علم کی عظمت وشان کو بیان فرمایا اور رسول خدا ﷺ نے علما انبیا کے وارث و بنی اسرائیل کے نبیوں کی مظہر بتا کر جہاں نیابت رسول کے تاج زرین سے ان کا سر سجایا ہے، وہیں علمائے کرام کے سر بحیثیت نائب النبی و وارثین انبیاء بہت ساری ذمہ داریوں کی ادائیگی کا حکم عائد فرمایا ہے۔

پیغمبر بحیثیت پیغمبر امت کے مسائل کا بیڑا اٹھاتا ہے اور ایک عالم کو ان کے نائب و وارث ہونے کے اعتبار سے قوم و ملت کی راہ نمائی کرنی ہے، وقت کی باطل طاقتوں سے ٹکرا کر داعیانہ کردار ادا کرنا اور دین وشریعت کا صحیح مسیج و پیغام دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔

حسن معاشرت کی تشکیل کے لیے قوم وملت سماج ومعاشرہ میں پھیلے غیر اسلامی وغیر شرعی امور کے خاتمہ وسد باب کے لیے حسن اخلاق و کردار کے ذریعہ اسلام کے خوبصورت چہرہ کو مسخ ہونے سے بچانا ہے، دلائل و براہین کے ذریعہ گمراہیت و بد مذہبیت کا پردہ چاک کر کے دین اسلام کا صحیح عقیدہ وتصور لوگوں کو عطا کرنا ہے، دعوت حق، دین کی تبلیغ واشاعت کی راہ میں آنے والے ہر مصائب وآلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے قوم وملت کو گمراہیت ولادینیت سے بچانا ہے، سوئی ہوئی قوم کو خواب غفلت سے جگا کر دلوں میں دینی جذبہ پیدا کرنا اور آخرت کی یاد دلانا ہے۔

یہ یاد رکھیں کہ اگر ہم نے اپنے منصب وعہدہ کے حقوق کی ادائیگی میں مداہنت وسستی کی تو یہ ہمارے لیے کتنا نقصان دہ ثابت ہوگا جس کا ہمیں اندازہ بھی نہیں ہے، فرمان رسول (ﷺ) ہے، کہ:

"مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الجنّةِ۔ (صحیح بخاری، کتاب الاحکام) جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔"

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو صرف پنج وقتہ نماز کے مصلّیٰ امامت ہی تک محدود ومسدود نہ رکھیں بلکہ قوم وملت کی رہبری ورہنمائی کے لیے اپنی تمام تر ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے ہر وقت متحرک وفعال رہیں اور اپنے منصب کے فرائض کو بخوبی انجام دیں، اللہ رب العالمین ہمیں اپنے منصب ومقام کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

پیارے بچو! اب تک آپ مہمان رسول تھے، دنیا آپ کی خطا وغلطی کو طفلانہ سمجھ کر درگزر کردیا کرتی تھی لیکن آج کے بعد آپ مہمان رسول نہیں بلکہ نائب رسول کے نام سے جانے و پہچانے جائیں گے، آپ کی معرفت ایک رہبر ورہنما کی حیثیت سے ہوگی، آپ کا قول وفعل قوم وملت کے لیے آئیڈیل ونمونہ ہوگا، آپ کے اٹھائے ہوئے ہر غلط قدم کو لوگ آپ کے اساتذہ بشمول میں گدائے برکاتی ومادر علمی کی طرف منسوب کریں گے۔

ہرگز ہرگز خلاف شرع کام نہ کریں، جہاں بھی رہیں خلوص للّٰہیت سے دین وسنیت کی خدمت انجام دیں، خبردار! اپنی ذمہ داری میں خیانت اور جماعت اہل سنت (مسلک اعلیٰ حضرت) سے کبھی بغاوت نہ کریں ورنہ مجھ سے وادارہ ہٰذا سے آپ کا کوئی واسطہ نہیں، اللہ تعالیٰ ثابت قدمی عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

◆◆◆

ص ۵۴ رکا بقیہ...

اعلیٰ حضرت کے تم ہو دُلارے دادا حامد کی آنکھوں کے تارے
آلِ رحمٰں کے اس جانشیں کا عرس ہے اختر قادری کا
کیجے عالَم پہ نظر عنایت کردو پوری غلاموں کی حسرت
واسطہ تم کو پیارے نبی کا عرس ہے اختر قادری کا

◆◆◆

از: مفتی ڈاکٹر محمد ارشاد احمد ساحل سہسرامی*

تخصص فی الفقہ کے طلبہ کے لئے چند مفید ہدایات

میں اپنے ناقص تجربات کے تناظر میں کچھ مفید ہدایات ان طلبہ کے لئے پیش کرتا ہوں جو تربیت افتا یا تخصص فی الفقہ کا کورس کر رہے ہیں یا کرنے کے خواہش مند ہیں حنفی فقیہ نائب امام اعظم، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ فقہ وافتا بھی ایسا فن ہے جو کسی طبیب حاذق کی خدمت میں رہ کر برسوں ریاضت کرنے کے بعد آتا ہے اس سے اس فن شریف کی عظمت اور اہمیت معلوم ہوتی ہے اور اس کے حصول کی راہ میں مشقت خیزی گوارا کرنے کا واضح اشارہ ہوتا ہے۔

اس لئے اس مقدس فن کے حصول کے لئے جہاں جذبہ پر خلوص، نیت پاکیزہ، ارادہ پختہ اور حوصلہ جوان ہو، وہیں اس راہ میں پیش آنے والی مشقتوں کا خندہ پیشانی کے ساتھ سامنا کرنے کے لئے مستعد ہونا بھی ضروری ہے، فقہ حنفی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ خالص قانون اور دفعات کا فن ہونے کے باوجود یہ خشک اور بے کیف نہیں ہے، قانون فطرت سے ہم آہنگی اسے کافی دلچسپی عطا کرتی ہے۔

پھر اس کا سرچشمہ قرآن وسنت ہے، اس لئے ایک مومن کی قلبی اور روحانی وابستگی اس فن شریف سے اور گہری اور پر کیف ہو جاتی ہے، اس فن اور اس کے تقاضوں پر ائمہ فن کے ذریعہ متعدد کتابیں معرض وجود میں آئی ہیں، ان میں "الاشباہ والنظائر" علامہ شامی کی "عقود رسم المفتی" مفید ترین کتابیں ہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "اجلی الاعلام بان الفتویٰ علی قول الامام" میں بھی اس ذیل کی بہت نفیس بحثیں موجود ہیں۔

انہیں کتابوں کی روشنی میں علامہ سید ظہیر احمد زیدی علیہ الرحمہ نے اپنی تالیف "آداب الافتاء" میں اس ذیل کی واضح اور مفید ہدایات اردو زبان میں قلم بند فرمادی ہیں یہ کتاب الگ سے بھی طبع ہوئی ہے اور فاروقیہ بکڈپو دہلی کی مطبوعہ بہار شریعت کی جلد چہارم حصہ ۱۹ میں بھی بطور ضمیمہ شامل ہے۔

اس فن کے رموز واسرار سے واقفیت کے لئے مذکورہ بالا کتابوں کا غور وخوض اور دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہئے، جو طلبہ فقہ حنفی میں تخصص کرنے کے آرزومند ہیں یا اس فن شریف میں مہارت حاصل کرنے میں مصروف ہیں، ان کے لئے ناچیز اپنے ناقص تجربات کی بنیاد پر چند رہنما خطوط پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے، نیت کے خلوص اور اوقات کے انضباط کے ساتھ "تخصص فی الفقہ" کی درسیاتی کتابوں کے ساتھ ساتھ درج ذیل پانچ کتابیں اپنے مطالعہ میں رکھیں:

(۱) ردالمحتار معروف بہ شامی (۲) فتح القدیر مع ہدایہ (۳) بدائع الصنائع (۴) بدایۃ المجتہد (۵) فتاویٰ رضویہ شریف۔

اگر دو سال کے دورانیے میں نظم وضبط کے ساتھ ان کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کر لیتے ہیں تو ان شاء اللہ فقاہت کے ساحل تک رسائی حاصل ہو جائے گی، پھر بحر فقاہت میں غواصی کے لئے ایک عمر پڑی ہے۔

ان کتابوں کے مطالعہ کا طریقہ یہ ہو کہ فقہ کا جو باب زیر مطالعہ ہے، وہی باب ہر ایک کتاب میں ایک ساتھ مطالعہ کیا جائے تاکہ ایک باب کے مسائل مختلف جہتوں اور نوعیتوں سے بار بار زیر مطالعہ آتے رہیں اور ذہن نشین ہوتے رہیں، مثال کے طور پر کتاب الطہارت کا باب الوضو زیر مطالعہ ہے تو یہی باب ہدایہ اور فتح القدیر میں بھی مطالعہ کیا جائے، شامی اور بدایۃ المجتہد میں بھی اور فتاویٰ رضویہ شریف میں بھی۔

ہدایات

کسی بھی موضوعاتی مطالعے کے لئے یہی طریق کار زیادہ مفید اور کارآمد ہوتا ہے اس سے موضوع کے سارے گوشے نگاہ میں آجاتے ہیں اور اسکالر کے اندر اس موضوع کے تعلق سے کسی نتیجے تک پہنچنے اور مسائل کے اخذ واستنباط کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔

بہار شریعت کو ثانوی مطالعہ میں رکھا جائے، یعنی مذکورہ بالا پانچوں کتابوں میں متعلقہ باب مطالعہ کرنے کے بعد قول مفتی بہ اور راجح دیکھنے کے لئے بہار شریعت سے رجوع کیا جائے، اردو زبان کی کسی بھی فقہی کتاب کو مرکزی مطالعہ میں نہ رکھا جائے کہ اس سے فقہی بصیرت پیدا نہیں ہوتی۔

اس کلیہ سے صرف فتاویٰ رضویہ شریف کا استثنا ہے اور یہ نائب امام اعظم، فقیہ بے بدل، مجدد اسلام، قطب الارشاد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی روشن علمی کرامت ہے کہ اردو زبان کی عبارات میں ایسی تہہ داریاں پیدا فرمادی ہیں کہ ملکہ فقاہت کو جلا ملتی ہے اور فکر وتدبر کے بام و در روشن ہوتے ہیں، مطالعہ میں زیادہ سے زیادہ عربی زبان میں تصنیف کردہ کتابیں ہی رکھی جائیں کہ عربی زبان میں اکابر اسلام کے جو فقہی سرمائے موجود ہیں، ان میں کم سے کم الفاظ میں معانی ومفاہیم کی فراوانی ملتی ہے جنہیں سمجھنے کے لئے دماغی قوتوں کو بروئے کار لانا ہوتا ہے۔

ان میں صحافتی طرز کا سپاٹ اور اکہرا پن نہیں ہوتا کہ اسے بیک نگاہ سمجھ لیا جائے، بلکہ فکر وفن کی تہہ داریاں ہوتی ہیں جن کی عقدہ کشائی عقل وتدبیر کے ناخن کرتے ہیں، فقہی کتابوں کے بالاستیعاب مطالعہ کے ساتھ تفسیر اور حدیث کا ایک مجموعہ بھی بالاستیعاب مطالعہ سے گزارنا چاہئے۔

اس ذیل میں مختصر مجموعہ تفسیر مدارک التنزیل فتح القدیر کو اس کی شرح الاکلیل کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہئے، قدرے تفصیلی معلومات کے لئے تفسیر رازی اور تفسیر بیضاوی کو اس کی شرح شیخ زادہ کے ساتھ مطالعہ کریں۔

حدیث میں صحاح ستہ کا ورق ورق اسماء رجال کی تفصیلات سے ہٹ کر پڑھ لیں، طحاوی شریف عموماً تخصص فی الفقہ الحنفی میں زیر درس رہتی ہے، شامل درس ہو یا نہ ہو، اسے مکمل طور سے تفصیلی جزئیات کے ساتھ مطالعہ کرلیں۔

یہ مطالعے آپ کی فتوی نگاری کو گہرائی، گیرائی، وسعت اور تنوع عطا کریں گے، مشق فتاویٰ کے ذیل میں صرف دارالافتا میں آنے والے سوالات کے جوابات تحریر کرنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ ہر باب کے تعلق سے الگ الگ مشقی سوالات خود قائم کریں اور اس کے قدرے تفصیلی جوابات لکھ کر اساتذہ کو دکھائیں، کوشش کریں کہ قدیم مآخذ کے نئے نئے حوالے آپ کے جوابات کی تائیدی عبارات کے طور سے پیش ہوں۔

یہ قدرے مشقت طلب کام ضرور ہے لیکن ایسی مشق مستقبل کے لئے آپ کی بہترین رہنما ہوگی، اپنے مشقی فتاوی کی نقلیں یا زیراکس اپنے پاس ضرور محفوظ رکھیں، فارغ التحصیل ہونے کے بعد یہ آپ کا بہترین علمی سرمایہ ہوگا یاد رکھیں کہ تخصص فی الفقہ کے یہ ایام آپ کی زندگی کے بڑے قیمتی ہیں کیونکہ اس فراغت سے مطالعہ اور مشق کے لئے بعد میں فرصتیں ہاتھ نہیں آئیں گی، منصبی ذمہ داریاں، کشاکش روزگار، خانگی اور سماجی مسائل کے ہجوم کے سبب لوگوں کا بعد میں اس یک سوئی، دلجمعی اور فراغت کے ساتھ آپ کتابوں کو شاید ہی وقت دے سکیں اور اگر وقت نکال بھی لیں گے تو رہنما اساتذہ کی مستقل سرپرستی کہاں نصیب ہو سکے گی۔

اس لئے ان ایام کو غنیمت جانتے ہوئے ان کا لمحہ لمحہ فقہی مہارت کے حصول پاشی میں میں صرف کریں جو آپ کے لئے ان شاء اللہ بہترین سرمایہ دین ودنیا ہوگا، واللہ ما حاضرن الموفق لکل خیر وہو الہادی الی سواء السبیل۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کرکے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کرکے رسالہ پہنچایا جاسکے۔

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*

انڈین اسلام!

نقد ونظر

سرخی دیکھ کر شاید آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اسلام تو "اسلام" ہی ہے، کیا ملکی سرحدیں اسلام کو بدل دیتی ہیں جو اسلام کے ساتھ انڈین کا سابقہ لگا کر اسے ایک نیا روپ اور نیا نام دیا جا رہا ہے؟

جواب بڑا سادہ سا ہے؛ جی ہاں! مسلمانوں کا اسلام بھلے ہی ایک ہو مگر بھارت میں موجود ایک طبقے کا اسلام عام مسلمانوں کے اسلام سے الگ ہو چکا ہے، اسی لیے وہ اسلام نہیں ''انڈین اسلام'' کی اصطلاح استعمال کر رہے ہیں اور اسی کی تبلیغ بھی کر رہے ہیں۔

انڈین اسلام کا یہ دعوی اور شوشہ کسی آر ایس ایس کارکن یا ہندو لیڈر کے دماغ کی اُپَج نہیں ہے بل کہ یہ دعویٰ ایک معروف صوفی صاحب کا ہے، ان کے مطابق ان کا دین انڈین اسلام ہے، جس کے احکام اصل اسلام سے مختلف ہیں، چند خصوصی احکام اس طرح ہیں:

انڈین اسلام میں حج بیت اللہ کی ادائیگی سے پہلے وِرنداوَن جا کر ہندوؤں کے بھگوان شری کرشنا کے درشن کا concept بھی ہے، انڈین اسلام میں بھگوان دا جیسے نام رکھنے کی بھی روایت ہے، انڈین اسلام میں گوتم بدھ اور شری کرشن کو ماننا اور ان سے محبت کرنا تصوف کی نشانی ہے۔

یہ نکات ہمارے نہیں بل کہ مذکورہ صوفی صاحب ہی کے بیان کردہ ہیں، جو انہوں نے مسلم دشمنی میں بدنام زمانہ "سُدرشن چینل" پر فخریہ طور پر بیان کئے۔

معاملے کی تفصیل

16 رفروری کو سدرشن چینل پر ایک ڈبیٹ چل رہی تھی جس کا عنوان تھا: اللہ سب سے بڑا کیسے؟

پروگرام کا اینکر سریش چوانکے تھا جس نے پچھلے دنوں دلّی/ ہری دُوار میں منعقدہ دھرم سنسد میں مسلمانوں کو قتل کرنے کی جارحانہ اپیل کی تھی اور سبھی شرکا کو قتل مسلم کی قسم بھی کھلائی تھی، اس ڈبیٹ میں ایک مرتد (ایکس مسلم) ثمیر، ایک ہندو سند پین رائے ایک مسلم حاجی ناظم اور ایک خود یہی صوفی صاحب تھے، صوفی صاحب نے اپنی گفتگو کا آغاز اُپنِشَد اور رِگ وید کے شلوک سے کیا، جس پر اینکر نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا؛

" آپ اپنے دین سے شروعات کریں، آپ مسلمان ہیں، یہ شلوک تو ہمارا ہی ہے۔"

صوفی صاحب نے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کرشنا کا یہ قول پیش کیا:

" دھرم شاشوت ہے، سناتن ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔"

پھر موصوف فرماتے ہیں کہ جو کرشن نے کہا اسی کو ہم دین کہتے ہیں کہ دین بھی ازلی اور ابدی ہے، انہوں نے ویدوں اور ہندو دھرم گرنتھوں کی اہمیت کو قرآن کی مذکورہ آیت: وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ۔ (سورۂ شعرا ۱۹۶) سے ثابت کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا۔

" قرآن میں ایک آیت موجود ہے جس میں لکھا ہے کہ دھرم کو ڈھونڈنا ہو تو پرَاچین (قدیم) کتابوں میں ڈھونڈو اور سب سے پرَاچین کتابیں اُپنِشَد ہیں مہا اُپنِشَد ہیں۔"

یعنی دین کی تلاش میں وید، پران اور اُپنِشَد جیسے ہندو گرنتھ معتبر ہیں کہ یہ سب سے قدیم ہیں اور خود قرآن مجید نے اس کا حکم دیا ہے، اب اسے صوفی صاحب کی کرشن بھکتی کہا جائے یا کفر سے مرعوبیت کہ انہوں نے اپنے خیال فاسد کو ثابت کرنے کے لیے

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

تبادلۂ نظر

آیت قرآنیہ کا جو مفہوم بیان کیا، وہ آج تک کسی مفسر کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں گزرا۔

مذکورہ آیت میں قدیم کتابوں سے آسمانی کتابیں توریت، زبور، انجیل اور دیگر صحائف مراد ہیں، نہ کہ ہندوؤں کے وید و پران، لیکن صوفی صاحب کو اپنے یوگیشور کرشنا جی کی بات کو ثابت کرنا تھا، سو تفسیر بالرائے کرنے میں انہیں کوئی جھجک، شرم محسوس نہیں ہوئی۔

اس دعوے پر ڈبیٹ میں شامل مرتد پینلسٹ ثمیر بھی چونک اٹھا اور اعتراض کرتے ہوئے کہا:

"آپ کا دعویٰ قرآن کے خلاف ہے، قدیم کتابوں سے توریت، زبور اور انجیل مراد ہیں، اگر واقعی اس آیت سے ہندو گرنتھ مراد ہیں تو قرآن کی کسی ایک آیت سے کسی ہندو گرنتھ کا نام دکھا دیں۔"

اس مرتد نے یہ بھی اعتراض کیا کہ:

"جب آپ کا قرآن 'اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ' کہتا ہے تو آپ سناتن دھرم کو دین کیسے مان سکتے ہیں؟ یا پھر آپ یہ مان لیں کہ سناتن دھرم ہی آپ کا دین ہے۔"

ایکس مسلم کے ان اعتراضات پر آنجناب کوئی جواب نہیں دے سکے اور اس نے تمسخرانہ ہنسی کے ساتھ صوفی صاحب پر manipulate کرنے کا الزام لگاتے ہوئے ان کی باتوں کو قرآن وحدیث کے خلاف قرار دیا۔

صوفی صاحب کی کرشن بھکتی

وہ لمحہ بڑا عبرت ناک تھا جب مرتد ثمیر نے صوفی صاحب کی کرشن بھکتی کو خلاف قرآن بتاتے ہوئے چیلنج کیا کہ:

"کیا آپ کرشنا کو اپنا پُوروَج (جد اعلیٰ) اور Eternal God مانیں گے؟"

اس پر صوفی صاحب نے کہا کہ:

"ہمارے دھرم گُرُ ومولانا حسرت موہانی جب حج کو جاتے تھے تو پہلے وِرِندَاوَن (کرشن مندر) کرشنا کے درشن کو جاتے تھے۔"

حج بیت اللہ جیسے سفر کے ساتھ کرشن درشن جیسا مشرکانہ نظریہ ایک مرتد کو بھی قبول نہیں ہوا، اس نے نقد کرتے ہوئے کہا:

"میں آپ سے کسی مولانا کا عقیدہ نہیں پوچھ رہا ہوں، اسلام پوچھ رہا ہوں کیا اسلام میں اس شرک کی اجازت ہے؟"

صوفی صاحب کی کرشن بھکتی پر اینکر نے دوسرے مسلم پینلِسٹ حاجی ناظم سے پوچھا کہ کیا آپ بھی حج سے پہلے کرشنا درشن کو گئے تھے؟ دوسرا مسلم پینلسٹ حاجی ناظم اگرچہ ایک عامی مسلمان تھا لیکن اس نے جاہل ہونے کے باوجود کرشن درشن کو قبول کرنے سے صاف منع کر دیا۔

جب ثمیر مرتد نے اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ (سورۃ لقمان: ۱۳) کا مفہوم بیان کر کے کہا کہ اسلام میں کرشن درشن کی اجازت ہو ہی نہیں سکتی، اسلام کرشن کو ماننے کی اجازت نہیں دیتا، اس پر موصوف نے بڑے اطمینان سے جواب دیا:

"میرا اسلام انڈین اسلام ہے اور میرا اسلام/قرآن مجھے گوتم بدھ اور شری کرشنا کو ماننے کی اجازت دیتا ہے۔"

اس پر ثمیر مرتد نے کہا:

"کیا آپ اللہ اکبر کی جگہ 'اوم ھُوا کبر'، کہیں گے؟"

اس پر صوفی جی خاموش ہو گئے لیکن ان کے رویے سے لگ رہا تھا کہ اگر زور دیا جاتا تو شاید وہ اس پر بھی راضی ہو سکتے تھے۔

صوفی صاحب کی صاف گوئی

یہاں صوفی صاحب کی صاف گوئی کی داد دینا ہوگی کہ انہوں نے کرشن کے ماننے کو اسلام نہیں بل کہ انڈین اسلام کا حصہ بتا کر سارا معاملہ کلیئر کر دیا، اس سے پہلے اتنی صاف گوئی کے ساتھ مرزا قادیانی نے کرشنا اور گوتم بدھ کی عظمتوں کا اعتراف کیا تھا، جیسا کہ مرزا کے ملفوظات میں لکھا ہے:

"حضرت کرشن بھی...انبیا میں سے ایک تھے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر خلق اللہ کی ہدایت اور توحید قائم کرنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔"

(ملفوظات، جلد9، صفحہ459 تا460)

گوتم بدھ کے بارے میں لکھا ہے:

"بدھ کی زندگی کے بغور مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا طرز زندگی مختلف علاقوں اور زمانوں میں مبعوث ہونے والے دیگر انبیا سے مختلف نہیں تھا، تمام انبیا کے کردار میں ایک ہمہ گیر مشابہت پائی جاتی ہے جو ہمیں بدھ کی زندگی میں بھی نظر آتی ہے۔" (الہام، عقل، علم اور سچائی، صفحہ 117)

کیا یہ یکسانیت اتفاقی ہے؟

ڈبیٹ میں صوفی صاحب نے جس طرح کرشن سے اپنی محبت و وابستگی کا اظہار کیا ہے، ایسی ہی وابستگی بہائی اور قادیانی مذہب میں بھی نظر آتی ہے، تاریخ سے ادنی سی وابستگی رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ یہ دونوں ہی جماعتیں نبوت کے جھوٹے دعوے دار مرزا بہاء اللہ اور مرزا قادیانی کی پیروکار ہیں۔

اب یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ آج سلوک وتصوف کے علم بردار فکری طور پر اسی زمین پر کھڑے ہیں جہاں قادیانیت اور بہائیت کے ماننے والے مرتد آباد ہیں، یہ یکسانیت اتفاقی بھی ہوسکتی ہے اور خارجی اثر کا نتیجہ بھی، بہر حال اسلام میں دونوں ہی فکروں کی گنجائش تھی نہ کبھی ہو سکے گی۔

صوفی صاحب کا سکوت

ڈبیٹ میں ایک عجیب بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ صوفی صاحب نے گیتا اور ویدوں کے شلوک تو خوب سنائے لیکن ثمیر نامی مرتد اور سندیپن رائے نے نظریات اسلام پر جو اعتراض کئے اس پر آنجناب مکمل خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا، ثمیر کا اعتراض تھا:

1- قرآن سے آدم کا پیغمبر ہونا ثابت کرو۔

2- قرآن سے آدم کا مسلمان ہونا ثابت کرو۔

3- قرآن کے ماسوا کسی بھی آسمانی کتاب سے لفظ اللہ ثابت کرو۔

وہ مرتد بار بار صوفی پینلسٹ کو چیلنج کرتا رہا مگر آنجناب کے لبوں پر معنی خیز خاموشی بنی رہی ہے، موصوف کی خاموشی سے حوصلہ پا کر اس مرتد نے یہاں تک جسارت کر ڈالی کہ اس خدا کے وجود کا انکار کرتے ہوئے نہایت گستاخانہ لہجے میں کہا:

"اللہ کو تمہارے محمد نے گڑھا اور کریئیٹ کیا اپنے مقصد اور حصول کے لیے، اللہ نہ کبھی تھا نہ ہے۔"

اس بدزبان کی اتنی جسارت پر بھی صوفی جی پر کوئی فرق نہیں پڑا اور آنجناب اسی طرح کان ڈالے سنتے رہے اور اینکر سمیت دونوں پینلسٹ اسلام اور پیغمبر اسلام پر زبان درازی کرتے رہے مگر افسوس صوفی صاحب کرشن بھگتی کی طرح حب رسالت کا ہلکا سا مظاہرہ بھی نہیں کر سکے۔

افسوس صد افسوس!

جن لوگوں کو ہم اسلام اور مسلمانوں کا نمائندہ سمجھتے ہیں، جو خود کو تصوف کا پیروکار اور سلوک و احسان کا ایمبیسڈر بتاتے پھرتے ہیں وہ لوگ کس بے باکی کے ساتھ اسلام کو انڈین اسلام میں بدلنے کی سازش پر علانیہ کام کر رہے ہیں، اس لیے ضرورت ہے کہ تصوف کے نام اٹھنے والے ہر چہرے/تنظیم/ترجمان کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تصوف کے نام پر اہل اسلام کو گمراہی کے اندھے غار میں نہ دھکیل دیں: ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والوں جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

◆◆◆

ص ۲۹ رکا بقیہ.......................................

و دھا یک مجرم ہیں جن پر کورٹ میں کس چل رہا ہے بلکہ بعض پر تو قتل جیسے بڑے جرم کے ارتکاب تک کا الزام ہے۔

راہل گاندھی کی پارلمانی تقریر کا 80 رفیصد حصہ حذف کرنا اور چار سال پرانے مان ہانی جیسے کیس میں فوری طور پر فائل کھلوا کر جیل کی سلاخوں تک کا بندوبست کرنا جمہوریت کی پامالی ہے اور صاحبان ثروت و دولت کو لوٹ مار کی کھلی چھوٹ فراہم کرنا ہے۔

ادارتی نوٹ: مضمون کے جملہ مندرجات کے لئے صاحب مضمون ذمہ دار ہیں، ادارہ سیاسی معاملات میں غیر جانب دار رہتا ہے، فقط ملکی حالات اور حکومتی ہتھکنڈوں سے باخبری کے لئے وقتاً فوقتاً سیاسی مضامین بھی شامل اشاعت کئے جاتے ہیں۔ ◆◆◆

از: ابوالحسن محمد شعیب جلالی*

خطبا اور واعظین متوجہ ہوں

تبصرہ

قارئین کرام! آج کے پرفتن دور میں بڑھتے ہوئے فتنے (رافضیت، خارجیت وناصبیت اورملحدین) کو روکنے کے لیے ہمارے خطبا حضرات جہاں جہاں اپنی دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، وہاں ہر سنی خطیب کو چاہیے کہ اولیائے کرام رحمھم اللہ کی کرامات اور اسی طرح قصے کہانیوں کی بجائے اہل سنّت کے عقائد ونظریات پر عوام اہلسنت کو مطلع کریں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور خصوصاً بالخصوص بدمذہبوں کا ردتحریری طور پر اور تقریری دونوں طریقوں سے کریں تاکہ عوام اہل سنت حق اور باطل میں تمیز کرسکیں، یہ میری فقط ایک عرض ہے، ان سنی خطبا حضرات سے جو فقط قصے کہانیاں اور انبیائے کرام کے معجزات سنا سنا کر اپنا گزارا کر رہے ہیں، یہی حضرات اگر علمائے اہل سنت کی صحبت میں رہ کر کتب اہل سنت کا کچھ مطالعہ کر کے کتب سے ہی پڑھ کر بیان کرنا شروع کر دیں تو اس سے عوام اور واعظ کو خود بڑا فائدہ اور علم وثواب حاصل ہوگا، یہی بات مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں بیان فرماتے ہیں کہ:

> ''ان نوآموز مولویوں کو ہم خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ تکمیل درس نظامی کے بعد فقہ واصول وکلام وحدیث وتفسیر کا بکثرت مطالعہ کریں اور دین کے مسائل میں جسارت نہ کریں جو کچھ دین کی باتیں ان پر منکشف وواضح ہو جائیں ان کو بیان کریں اور جہاں اشکال پیدا ہو اس میں کامل غور وفکر کریں خود واضح نہ ہو تو دوسروں کی طرف رجوع کریں کہ علم کی بات پوچھنے میں کبھی عار نہ کرنا چاہیے۔''

(بہار شریعت، حصہ پانزدہم، صفحہ 202)

اس لئے اس طرح کے خطبا حضرات اور واعظین، مولوی برائے کرم پہلے خود مطالعہ فرمائیں اور پھر دوسروں کو وعظ ونصیحت کریں اور اپنی تقریریں وقت کی ضرورت کے مطابق بیان فرمائیں، صرف اولیائے کرام کی کرامات بالخصوص غوث پاک کی کرامات ہر جمعہ وعرس وغیرہ میں بیان کرتے رہنا جس کی وجہ سے عوام حلال وحرام کے فرق، جائز وناجائز، منکرات شرعیہ، و عقائد اہل سنت سے ہمیشہ بے خبر رہتے ہیں اور یہی باتیں ان کی گمراہیت کا سبب بن جاتے ہیں، اولیائے کرام کی شان بیان کرنے کے لئے ہمیشہ کرامتیں ہی بیان کرنا ضروری نہیں، بلکہ اولیائے کرام اور بالخصوص حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان اس سے بڑھ کر اور کیا بیان کی جاسکتی ہے کہ غوث پاک ''فتوح الغیب شریف'' میں خود فرماتے ہیں کہ:

> ''اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو کن فیکون کی طاقت عطا فرماتا ہے اور بخاری شریف کے اندر حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کی شان میں خود فرمایا کہ جو میرے ولیوں سے بغض رکھتا ہے، میں اللہ اس سے جنگ کا اعلان فرماتا ہوں۔''

اور اگر اولیائے کرام کی کرامات ہی بیان کرنی ہوں تو ایسی کرامات بیان کریں جس میں عوام کے لئے نصیحت ہو مثلاً اولیائے کرام کے تقویٰ و پرہیز گاری، صبر و صلہ رحمی، قربانی وحسن سلوک، عبادت وریاضت میں کثرت، علم وحکمت اور ان کی دینی خدمات وغیرہ کو بیان کریں تاکہ عوام اہل سنت کے اندر ان تمام امور کا شوق بیدار رہو۔

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرنے کے لئے ہمیشہ معجزات ہی بیان کرنا ضروری نہیں کیونکہ ہمارے نبی تو وہ ہیں جو خود معجزہ بن کر آئے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یوں تو نبی علیہ السلام کی شان بہت بلند و بالا ہے اور جتنی بیان کی جائے کم ہے اور یقیناً جتنی بیان کی جائے جی نہیں بھرتا، اسی لئے اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

”خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے ست — یعنی تیری تعریف سے خاموش رہنا تیری تعریف کی انتہا ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 14، صفحہ 527)

مگر مختصراً نبی علیہ السلام کی شان بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ شریف کی جلد 22، ص 687، بحوالہ امام محمد بوصیری اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، فرماتے ہیں کہ:

”سوائے الوہیت و مستلزمات الوہیت کے سب فضائل و کمالات حضور کے لئے ثابت ہیں اور یہی بات انہی بزرگوں کے حوالے سے وہابیوں کے مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے بھی لکھی جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یا خدا اور خدا کے برابر نہیں ماننا باقی سب فضائل و کمالات حضور کے لئے ثابت ہیں۔“

(الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریۃ، صفحہ 59 تا 60)

اور اگر عوام کو مقام رسالت سمجھانے کے لئے بطور برکت معجزہ بیان ہی کرنا ہو تو واقعہ شب معراج النبی بیان کر کے پھر مسائل ضروریہ بیان فرمائیں۔

ہماری اس تحریر کا یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ ہم اولیائے کرام اور انبیائے کرام کے معجزات و کرامات کے منکر ہیں معاذ اللہ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جہاں منکرین معجزات و کرامات ہوں وہاں ان کے اثبات کا بیان بھی لازم ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہلا اور قصہ گو واعظین کا رد کرتے ہوئے ”کیمیائے سعادت“ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (اگر) علما بھی وعظ و نصیحت کی بجائے بازاری مقررین کا انداز اختیار کرلیں، لغویات و واہیات، بیہودہ گوئی اور بیکار باتوں سے دل بہلانا شروع کردیں جو عموماً دیکھا گیا ہے تو لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے کہ کوئی بات نہیں ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں، رحمتِ خداوندی ہمارے شامل حال رہے گی تو قوم کا حال غافلین سے بدتر ہو جائے گا۔

ظاہر ہے جب عام آدمی مجلسِ وعظ میں ایسی خرافات سنے گا لازماً ویسی ہی صفات اس میں پیدا ہوں گی، آخرت کے خطرات سے ڈرنا تو در کنار، اس کے دل سے آخرت کا خیال بھی نکل جائے گا، پھر اسے جو کچھ بھی کہا جائے وہ یہی کہتا رہے گا: اللہ عزوجل بڑا رحیم و کریم ہے، میرے گناہوں سے اس کا کیا بگڑتا ہے؟ اور اس کی جنت کوئی تنگ و تاریک معمولی سی کوٹھڑی تھوڑی ہے بلکہ وہ تو زمین و آسمان سے بھی زیادہ وسیع و کشادہ ہے، وہاں تو کروڑوں انسان بآسانی سما جائیں گے تو مجھ جیسے گناہگار سے اللہ تعالیٰ کا تنگ آ جانا خدا کی رحمت سے بعید ہے، ایسی ایسی لغویات اس کے دل و دماغ پر مسلط ہو جاتی ہیں۔ (کیمیائے سعادت، ۲/۷۳۲)

اسی طرح کے واعظین کا رد فرماتے ہوئے حضرت ابوقلابہ تابعی فرماتے تھے:

”قُصَّاص (کہانیاں سنانے والے جاہل مقررین وغیرہ) نے علم برباد کر کے رکھ دیا ہے، بندہ ایک سال تک قصہ گو شخص کے پاس بیٹھا رہے پھر بھی (سوائے کانوں کی لذت کے) کچھ حاصل نہیں کرسکتا، جب کہ کسی عالم کے پاس کچھ دیر بیٹھ جائے تو کچھ نہ کچھ لے کر ہی اُٹھتا ہے۔“

انظر: تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص للسیوطی، الفصل العاشر فی زیادات فاتت الحافظ زین الدین العراقی۔ (ص 186، ط المکتب الاسلامی بیروت)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین (اللہ تعالیٰ ان کو بے یار و مددگار چھوڑے) مسلمانوں کو بہکائے فتنہ و فساد پیدا کرے تو اس کا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرض اعظم ہے جو اس سے روکتا ہے "یَصُدُّونَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

وَیَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا "میں داخل ہے کہ للہ کی راہ سے روکتے ہیں اوراس میں کجی چاہتے ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ،جلد21/صفحہ257)

مزید فرماتے ہیں کہ:

مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں،گمراہ گرو، بے دینوں کی بات پرکان نہ رکھیں،ان پرفرض ہے کہ روافض و مرزائیہ اورخودان بے دینوں یاجس کا فتنہ اٹھتادیکھیں سدباب کریں، وعظ علما کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں،اشاعت رسائل کی حاجت ہواشاعت کرائیں،حسب استطاعت اس فرض عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے حدیث میں ہے رسول للہ صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''اذا ظہرت الفتن او قال البدع ولم یظہر العالم علمہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔جب ظاہر ہوں فتنے یافساد یابدمذہبیاں اورعالم اپناعلم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اس پر للہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے، اللہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔''

جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پرلعنتیں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اس پرکس قدراشدغضب ولعنت اکبرہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ،جلد21/صفحہ258)

بلکہ اعلیٰ حضرت تو یہاں تک لکھ گئے کہ (وعظ جوخلاف شرع نہ ہواس وعظ سے بھی)اگر مال یا شہرت مقصود ہے تو اگرچہ مسلمانوں کے لیے اس کا وعظ مفید ہوخوداس کے حق میں سخت مضرہے علما فرماتے ہیں:ایسی اغراض کے لیے وعظ ضلالت اور یہود ونصاریٰ کی سنت ہے،درمختار میں ہے:

''التذکیر علی المنابر والاتعاذ سنۃ الانبیاء و لریاسۃ ومال وقبول عامۃ من ضلالۃ الیھود و النصاری۔منبروں پر وعظ کہنا نصیحت کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے بڑائی یامال یالوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے وعظ کہنا یہود ونصاری گمراہیوں میں سے ہے۔" (فتاویٰ رضویہ،جلد13/صفحہ199-200)

اس لئے خطبا اور واعظین حضرات کو یہاں خاص توجہ کی درخواست ہے کہ وہ اپنے آپ پر اورعوام اہل سنت پر کچھ رحم فرمائیں اور جماعت اہل سنت کومزید نقصان سے بچائیں،اللہ تعالیٰ توفیق دے آمین۔

◆◆◆

ص ۱۹ رکا بقیہ.......................................

اجنبی مردوں سے کسی عورت کا بلا ضرورت بات کرنا یا نرم اور مائل کرنے والے انداز میں گفتگو کرنا ویسے بھی شریعت کی رو سے منع ہی ہے،کاش!یہ پابندی بچی پر نہایت تاکید کے ساتھ گھروالوں کی طرف سے بھی عائد کردی جائے تو یہ فتنہ وہیں پر اپنی موت آپ مرجائے اوراس کے جراثیم پنپنے سے پہلے ہی دم توڑدیں،حدیث پاک میں ہے:

"کاد الفقر ان یکون کفرا۔یعنی اس بات کے بہت حدتک چانسز ہیں کہ غریبی کفر کا سبب بن جائے۔"

اور یہ حدیث رسول آج کے حالات پر تویقیناً صادق آرہی ہے کہ پسماندہ علاقوں میں بسنے والے مسلمان ایک تو وہ دین سے پہلے ہی دور رہتے ہیں دوسری طرف غربت کی چکی میں بھی پس رہے ہوتے ہیں۔

ناخواستہ بھی وہ چندسکوں کی خاطر اپنے ایمان کا بھی ارزاں سودا کرلیتے ہیں اورگھر کی مستورات کوبھی اغیار کی صحبت میں بھیجنے یا ان کے انڈر میں کام کروانے سے بالکل نہیں ہچکچاتے،خوش حال اورملت کا درد رکھنے والے اگر ایسے علاقوں کو فائنینشلی مضبوط کرنے کا بیڑا اٹھائیں تو یہ فتنہ کافی حدتک دبایا جاسکتا ہے۔

مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان مردوں کے دلوں میں غیرت ایمانی بیدار کی جائے،جوطبقہ غریب ہے حتی الوسع ان کی مالی معاونت کی جائے،بچیوں کوموبائل وغیرہ سے دوررکھا جائے، علم دین سے انھیں آراستہ کیا جائے،غیروں کے ساتھ چندسکینڈ کا تخلیہ بھی نہ ہونے دیا جائے۔

مذکورہ چیزیں ارتجالا لکھی گئی ہیں،ان کے علاوہ اوران سے بہترتجاویز بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔

◆◆◆

مسلم لڑکیاں مائل بارتداد وجوہات اور چند تجاویز

از: مولانا خلیل احمد فیضانی*

احوال وطن

کسی بھی معاشرے سے جب غیرت کا خاتمہ ہوتا ہے تو لامحالہ اس میں بے شرمی، بدکاری، بے ایمانی اور شریعت سے دوری کا ریشو بڑھ جاتا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

"ان الحیاء و الإیمان قرنا جمیعا ، فإذا رفع أحدھما رفع الآخر۔ یعنی حیا اور ایمان دونوں کا باہم اتصال ہے، دونوں میں سے جب کوئی ایک دور ہوتی ہے تو دوسری بھی رخصت ہوجاتی ہے۔"

اس حدیث رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی روشنی میں اگر ہم گہرائی سے مسلم معاشرہ کا تجزیہ کریں تو اول وہلہ میں یہ چیز عیاں ہوجاتی ہے کہ حیا اور عفت وعصمت کا دن بدن خاتمہ ہوتا جارہا ہے۔

نتیجتاً حیا کے مرتفع ہونے سے ایمان کی پختگی بھی ختم ہوتی جارہی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جس خطہ کی لڑکیاں ارتداد کے دہانے پر جارہی ہیں وہاں کے مردوں کی آنکھوں سے مردانہ پانی ختم ہوچکا ہے، وہ خود دین سے دور اور بدعملی کے شکار ہیں تو ظاہر ہے اہل خانہ کو دین کی کیا تبلیغ کر پائیں گے، عربی کی ایک کہاوت ہے:

"الشجرۃ التی یحرسھا الاسد لا یمکن تتسلقھا القرود۔ یعنی جس درخت کی حفاظت شیر کرتے ہیں بندروں کی مجال ہی نہیں ہوتی ہے کہ وہ اس درخت کو مس بھی کرلیں۔"

مذکورہ قول کو حالیہ تناظر میں سمجھنے کی کوشش کریں گے تو بآسانی سمجھ میں آجائے گا، مرد اگر باوقار اور مردانہ مزاج کا حامل ہوگا تو کسی فاسق اور مریض القلب کی جرأت نہیں ہوگی کہ وہ اس کے گھر کی دیواروں کو بھی تاک سکے، یہ ارتداد یا لوٹ پ کے معاملات وہیں جنم لیتے ہیں جہاں کے مرد صحیح معنوں میں مردانہ صفات سے متصف نہیں ہوتے ہیں۔

لہذا ہر مرد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو حیا کے جواہرات سے آراستہ کرے، مومن کامل اور مرد کامل بن کر زندگی گزارے، عربی ہی کا ایک دوسرا قول ہے:

"لا عجب علی عراء النساء و ضیق ملابسھن بل العجب انھن خرجن من بیوت فیھا رجال۔ یعنی تعجب عورتوں کی عریانیت اور ان کے لباس کے تنگ ہونے پر نہیں ہے بلکہ تعجب اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ ایسے گھروں سے نکلتی ہیں جن میں مرد بستے ہیں۔"

یہ قول ان مردوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے جو اپنے گھر کی مستورات کے تحفظ کا ڈھنگ سے بندوبست نہیں کرتے ہیں اور اس طرح کے حساس مسئلہ کو بھی سیریس نہیں لیتے ہیں۔

متذکرہ بالا باتوں سے یہ سمجھ آیا کہ کسی معاشرے کے مرد اگر دیوثانہ مزاج کے حامل بن جائیں تو اس معاشرے کی عورتیں بہ آسانی دروغ پر مبنی پیار محبت کے جھانسوں میں پھانسی جاسکتی ہیں، اگر لڑکیوں کو مرتد ہونے سے بچانا ہے تو پہلے مردوں کے اندر اسلامی غیرت جگانی پڑے گی تب کہیں جا کر یہ طوفان تھمے گا، بچیوں کو شروع ہی سے موبائل، فون اور کیمروں سے دور رکھا جائے، تعلیم کے نام پر باپ کی طرف سے بیٹی کو تھمایا جانے والا موبائل خاندان بھر کی عزت کو تار تار کردیتا ہے۔

کیا اس سے بہتر نہیں تھا کہ شروع ہی سے اسے موبائل سے دور رکھتے، میرا ناقص مشورہ ہے کہ موبائل دے کر بیٹی یا بیٹے کے 80 فیصد نمبر زحاصل کرنے سے بہتر ہے کہ 70 فیصد پر اکتفا کیا جائے اور موبائل سے اسے دور رکھا جائے۔ بقیہ ص ۱۸ / پر

*مضمون نگار جودھ پور راجستھان کے متوطن ہیں۔

احوالِ وطن

مسلم بچیاں بھگوا بھیڑوں کے نرغے میں کیوں اور کیسے؟

از: مفتی جمیل احمد قادری*

بھارتی مسلمانوں کی تاریخ میں ایسا پہلی بار نہیں ہوا، ماضی میں بھی ایک بار ایسا ہوا تھا، کہ لوگ جوق در جوق مرتد ہونے لگے تھے، سینکڑوں اور ہزاروں نہیں، بلکہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان، ہندو دھرم اپنانے لگے تھے، مقدمہ فتاویٰ مفتی اعظم میں ہے:

"اہل اسلام کی تعداد گھٹانے کے لیے مشرکین نے شدھی تحریک شروع کردی، جس کے سیلاب میں لاکھوں مسلمان بہ گئے۔"

چند سطور بعد ہے:

"آپ (حضور مفتی اعظم ہند) اور آپ کے رفقا نے شہر شہر، بستی بستی اور قریہ قریہ پیدل سفر کر کے پانچ لاکھ سے زیادہ مرتدین کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔" (مقدمہ فتاویٰ مفتی اعظم، صفحہ 266)

بلکہ اور پیچھے چلیں، تو زمانۂ رسالت میں بھی دو چند مثالیں ملتی ہیں، کہ کلمہ پڑھ کر بعض بدنصیب واپس پلٹ گئے تھے، عہد صدیقی میں بھی مانعین زکوٰۃ کا، زکوٰۃ سے انکار کر کے، اسلام کی رسی گلے سے نکال پھینکنے کی مثال ملتی ہے۔

مگر دورِ حاضر میں ہم بھارتی مسلمان، جن شرمناک حالات سے دوچار ہیں، یہ صرف ارتداد کا مسئلہ نہیں، بلکہ مسلمانوں کی عزت و آبرو کا مسئلہ ہے، آج حملہ صرف اسلام پر نہیں، بلکہ مسلمانوں کی بہنوں بیٹیوں پر حملہ ہے، مسلمان مردوں کی غیرت پر حملہ ہے، عزت نفس پر حملہ ہے۔

حکومت کی پشت پناہی میں ہندوؤں کی ایک تنظیم مسلمانوں کو للکارتی ہے، انہیں قتل اور بے آبرو کرنے کی کھلے عام دھمکی دیتی ہے اور پھر اپنے نوجوانوں کو کھلے سانڈ کی طرح میدان میں بکھیر دیتی ہے، جن کا مشن ہی ہے کہ مسلم لڑکیوں کو پھانس کر ان کی عفت و آبرو کو تار تار کیا جائے، شادی کے نام پر ان کا دھرم تبدیل کر کے انھیں ہندو بنایا جائے۔

خطرے کی صورت میں ان نوجوانوں کو ہندو تنظیم حفاظت اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے، مسلم لڑکی کو بھگا لے جانے والے مجرم کو ٹھکانہ اور پانچ لاکھ کا انعام دیا جاتا ہے۔

انسانی تاریخ میں شاید یہ پہلی بار ہوا ہوگا، کہ ایک خاص مذہب کے ماننے والوں کی عزت و آبرو سے کھیلنے کے لئے اتنے منظم، مستحکم اور منصوبہ بند سازش کی گئی ہو اور کمال کی بات یہ ہے کہ ہندو اپنے ناپاک ارادوں میں بہت حد تک کامیاب ہیں، مسلم لڑکیاں خاصی تعداد میں ان کی ہوس کا شکار ہو رہی ہیں۔

جس مذہب میں ایمان کی سلامتی کی، دن رات دعائیں کی جاتی ہوں (ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔ ترجمہ کنزالایمان: اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی۔)

جس دین میں ایمان سے بڑھ کر، کائنات کی کوئی چیز قیمتی نہیں مانی جاتی، حتی کہ ایمان کی حفاظت میں جان لٹا دینے والے کو شہادت کا رتبہ ملتا ہے، اسی مذہب اور دین کی ماننے والی لڑکیاں آج دھڑلے سے ہندو بن رہی ہیں، اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کر رہی ہیں، میں کہتا ہوں، اس عزت و مذہب کی تباہی کے کھیل میں ہندوؤں سے زیادہ مسلم گھرانے قصوروار ہیں۔

گھر سے پانچ روپئے کا کوئی سامان غائب نہ ہو، اس کے لئے ہم ہزار جتن کرتے ہیں، آج مسلم بچیوں کی آبرو اور دین کی حفاظت کے لئے کیا تدبیر کی ہے، کچھ بھی تو نہیں، عیش و عشرت اور حصول دولت کے نشے میں مسلمان اتنا مخمور ہے کہ دین و آبرو اس کی نظر میں ایک کھلونے سے بھی کمتر ہو کر رہ گیا ہے۔

*مضمون نگار جامع رضا پٹنہ کے بانی و سرپرست ہیں۔

جب گھر کا رکھوالا ہی گھر کا دروازہ کھول کر سو جائے، تو چوروں اور شکاری بھیڑیوں کا کام تو آسان ہو گا ہی، ہندوؤں کے چنگل میں آنے والی مسلم لڑکیاں، ایک حیثیت اور ایک طبقے کی نہیں ہیں، مختلف طبقات سے ان کا تعلق ہے اور اسباب بھی جداگانہ ہیں، میں نے جو محسوس کیا ہے، وہ کل چھ قسم کی لڑکیاں ہیں۔

پہلی قسم: کالج، یونیورسٹی، کوچنگ کلاس اور ملازمت گاہوں میں ہندوؤں کے ساتھ رہنے والی ایسی لڑکیاں ساتھ رہنے کی وجہ سے بہت جلد ہندوؤں کے جھانسے میں آجاتی ہیں۔

علاج: ان لڑکیوں کو ہندو نوجوانوں کے دام فریب سے بچانے کے لیے ان جگہوں سے دور کرنا ہوگا، جو کہ تقریباً ناممکن ہے، گویا یہ لاعلاج ہیں۔

دوسری قسم: وہ لڑکیاں جو گھروں میں رہتی ہیں اور واٹس ایپ، انسٹا گرام اور فیس بک کے ذریعہ ہندوؤں کے چنگل میں پھنس جاتی ہیں۔

علاج: انہیں سمجھا بجھا کر راہ راست پر لایا جا سکتا ہے۔

تیسری قسم: یہ مالی پریشانی اور معاشی مشکلات کی شکار لڑکیاں ہیں، جو ہندوؤں کی مدد اور مالی اعانت کے بوجھ تلے دب کر ان کی احسان مند ہو جاتی ہیں۔

علاج: انہیں بھی سمجھا کر اور ان کی مالی ضرورتوں کی کفالت کر کے واپس لایا جا سکتا ہے۔

چوتھی قسم: غریب گھرانے کی وہ لڑکیاں ہیں، جن کے جہیز کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے والدین ان کی شادی نہیں کر سکتے۔

علاج: ایسی لڑکیوں کی مثال اس بھوکے شخص جیسی ہے، جسے کھانا چاہیے خواہ وہ کہیں سے ملے اور جیسا بھی ہو۔

علاج: ان کا علاج بہت ممکن اور آسان ہے، مالدار طبقہ ان کے نکاح کا بندوبست کر دے، تو پھر کایا پلٹ ہوتے دیر نہیں لگے گی۔

پانچویں قسم: یہ وہ لڑکیاں اور عورتیں ہیں، جو خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں، آزاد ماحول اور فیشن پرستی کی ہوس میں اتنی بد مست ہوتی ہیں کہ یہ خود دوسروں کو شکار کرتی ہیں اور انہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان کا شکار ہندو ہے یا مسلمان، انھیں اپنی شہوانی لذتوں سے مطلب ہوتا ہے، آگ سرد پڑتے ہی یہ دوسرے شکار کی تلاش شروع کر دیتی ہیں۔

علاج: یہ بھی لاعلاج ہیں، کیونکہ یہ صاحب ثروت اور تعلیم یافتہ ہوتی ہیں، ان پر کسی کا زور نہیں چلتا۔

چھٹی قسم: اس قسم میں وہ لڑکیاں ہیں، جو ہندوؤں کے پڑوس میں رہتی ہیں اور ان کا سامنا اکثر اوقات ہوتا رہتا ہے۔

علاج: اس کا تدارک بھی ہو سکتا ہے، مگر تب، جب آنکھیں کھلی رہیں، لڑکیوں کو مقدور بھر گھر کے اندر رکھیں، باہر کی تمام ضرورتیں مرد حضرات پوری کریں، بازار ہو یا پڑوس کی دکان جو کچھ بھی لانا ہے، مرد لایا کریں، گھر کی عورتوں اور لڑکیوں کو ان کاموں سے فارغ کر کے گھر کی چہار دیواری میں رکھیں۔

نوٹ: اقسام ہوں یا اسباب! ایک بات سب میں مشترک ہے کہ جو لڑکیاں ہندوؤں کے جال میں پھنستی ہیں، ان کا تعلق ایسے گھرانے سے ہوتا ہے جہاں علم دین اور شرعی قانون سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا، مردوں میں غیرت نہیں ہوتی، جھوٹی شان اور ترقی یافتہ ظاہر کرنے کے لئے انگریز بنے پھرتے ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ دین اور مذہب سے محبت کریں، گھروں میں دینی ماحول پیدا کریں، دینی تعلیم ہو، اللہ اور اس کے رسول کی باتیں ہوں، اولیائے کرام کے تذکرے ہوں، گھروں میں موقع بہ موقع دینی محافل اور اجتماعات کا اہتمام ہو، دینی کتابیں پڑھنے پڑھانے کا ماحول ہو، ان شاء اللہ الرحمٰن! رب کی رحمت اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم ہوگا، مسلمانوں کی ہر ہر ادا سے یہ آوازہ ؎

اپنے دل کا ہے انھیں سے آرام
اپنے سونپے ہیں انھیں کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام
چارۂ درد رضا کرتے ہیں

◆◆◆

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر مادر برادر مال و جاں ان پر فدا کر دیں

احوال وطن

از: مولانا محمد شعیب خان رضوی*

ارتداد کی طرف بڑھتی نسل نو اور ہماری ذمہ داریاں

احوال وطن

دین متین دین اسلام اللہ عزوجل کا ایک عظیم دین ہے جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے اللہ عزوجل نے نوع انسانی کو عطا کیا، دنیا و آخرت کی کامیابی کا راستہ فقط یہی دین ہے، جو شخص اپنی زندگی اسلام کے دائرے میں گزارے گا اور اسی دائرہ میں رہتے ہوئے مرے گا، وہی فلاح پائے گا اور دائرہ اسلام کے خارج میں فلاح کا تصور ہی نہیں کہ خلاق عالم نے فلاح وظفر کا منبع فقط دین اسلام کو بنایا اور قرآن عظیم میں اسے اپنا پسندیدہ دین فرمایا۔

موجودہ زمانہ فتنوں کا زمانہ ہے، روز طرح طرح کے فتنے ظہور پذیر ہو رہے ہیں، جیسے جیسے ذرائع ابلاغ بڑھ رہے ہیں ویسے ہی فتنے بڑھ رہے ہیں، اسلام مخالف قوتیں متحد ہو کر اسلام کے خلاف زور آزمائی میں مصروف ہیں، شیطان لعین کی مدد سے مسلمانوں پر روز بروز نئے نئے فتنے مسلط کر رہی ہیں، ان فتنوں میں ایک بہت بڑا فتنہ فتنۂ ارتداد ہے، جو چند سالوں سے سر اٹھا رہا ہے، اس فتنے کے زہریلے اثرات مسلم معاشرے میں تیزی سے پھیل رہے ہیں، رات دن مسلمان مرد و زن کو مرتد بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

یہ فتنۂ ارتداد امت مرحومہ بالخصوص قائدین قوم وملت کے لیے بڑا چیلنج ثابت ہو رہا ہے جس کا بر وقت تدارک لازم وضروری ہے، یہ وہ زمانہ ہے جب کہ پوری دنیا میں دین اسلام کو مٹانے اور اسلام سے لوگوں کو دور و نفور کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں، اسلام مخالف دشمن طاقتیں اسلام کے خلاف متحد ہو کر پوری طرح زور آزما ہیں کہ کسی طرح سے اسلام کو صفحہ دہر سے مٹا یا جائے، لوگوں کے دلوں سے اسلام کی عظمت وقدر ومنزلت نکال دی جائے اور انہیں اسلام سے بدظن کر دیا جائے۔

ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت دشمنان اسلام دختران اسلام کو ٹارگیٹ کر رہے ہیں، موجودہ زمانہ میں صورتحال بہت نازک ہے، ایک طرف قوانین شرعیہ پر حملے کیے جا رہے ہیں تو دوسری طرف اسلام مخالف دہشت گرد قوتیں مسلم بچوں کو ارتداد کے دہانے تک لے جا رہی ہیں، یہ وہ دور ہے جب معاندین کے یہاں پیدا ہونے والے بچے کو بھی اسلام دشمنی سکھائی جا رہی ہے اور ہمارا معاشرہ! ہماری قوم کے بچے تو دور نوجوانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی جوانی لہو ولعب، فلمی ڈراموں، بازاروں، گلی کوچوں کی بیجا بیٹھکوں، سینما گھروں کو نظر کر رہے ہیں۔

میڈیا پر آئے دن اسلام مخالف ایجنڈے چلائے جا رہے ہیں، اسلام کو نیست ونابود کرنے کے لیے میٹنگیں کی جا رہی ہیں دھرم سبھائیں لگائی جا رہی ہیں اور ہمارا معاشرہ! ہمارے قائدین خواب غفلت میں مست ہیں، مسلمانوں کے گھروں کی عورتیں اور لڑکیاں یورپین کلچر میں اس قدر مست ہیں کہ انہیں قوانین اسلام، نظام شریعت اصول دین سے کوئی علاقہ ہی نہیں، کھلے عام بے پردگی ہو رہی ہے، اپنے جسم کی نمائش کرانے میں فخر سمجھتی ہیں، اللہ عزوجل رحم فرمائے اور انہیں ہدایت عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ٹیکنالوجی کے عجیب وغریب کارناموں نے مسلمان نوجوان لڑکے لڑکیوں کو برباد کر رکھا ہے، سوشل میڈیا یا ایپلیکیشنز، یہ ایک ایسا زہر ہیں جو نوجوان نسل کے اوقات کی تضیع میں تو معاون ہیں ہی، ساتھ ہی ان کو گمراہیت کی طرف لے جا رہے ہیں، آج کا نوجوان دن رات سوشل میڈیا یا ایپلیکیشنز پر مشغول رہتا ہے، اگر والدین یا خواص تنبیہ کریں تو اس پر بہانہ یہ بناتے ہیں کہ یہاں دینی کام کرتے ہیں، ۹۰ فی صد لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ سوشل میڈیا کا

* مضمون نگار ضلع لکھیم پور کھیری، اتر پردیش کے متوطن ہیں۔

احوال وطن

استعمال تضیع اوقات کے لیے ہی کرتے ہیں اور جو لوگ دین کے متعلق کچھ کرتے بھی ہیں تو ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

آج معاندین اسلامی ناموں سے سوشل میڈیا پر آئی ڈی بناتے ہیں، مسلم لڑکیوں کو جھوٹی محبت کے جال میں پھنساتے ہیں اور پھر ان کی زندگی برباد کر کے نظر آتش کر دیتے ہیں، ہم اس معاملہ میں غافل بیٹھے ہیں ان کی ان سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے کچھ نہیں کر رہے ہے لیکن ان لوگوں کو باقاعدہ ان کاموں کی ٹریننگ دی جاتی ہے، اردو، عربی کے جملے سکھائے جاتے ہیں، دور حاضر میں ایسے کثیر التعداد واقعات روز بزور پیش نظر رہتے ہیں، روز بروز ایسی خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں شہر کی مسلم لڑکی نے فلاں غیر مسلم لڑکے سے شادی کر لی، بعد ازاں کیا ہوتا ہے؟ کچھ دن کے بعد وہ مردود خبیث طینت شخص اس کی عصمت دری کر کے مرنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے یا غیر ملکوں میں روپیوں کی خاطر فروخت کر دیتا ہے۔

ہمارا مسلم معاشرہ جو کبھی علم وادب کا گلستان ہوا کرتا تھا، آج عجیب بے راہ روی کا شکار ہے، ہمارا معاشرہ تعلیم وتعلم میں سب سے پیچھے، سینما بینی میں سب سے آگے، ادب وتہذیب میں سب سے پیچھے، لڑائی جھگڑا میں سب سے آگے، قوم کی ترقی سے ہمیں کوئی علاقہ نہیں، دینی اصولوں سے ہم بے خبر، روزہ نماز سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، شراب نوشی، سود خوری میں ہم سب سے آگے، نیز قوم مسلم کے عروج وارتقا کے جس پہلو پر نظر ڈالیے وہ اس میں پیچھے، خلاق عالم قوم مسلم کے حال زار پر رحم فرمائے۔

زمانۂ سابق میں یہ بات ناقابل فہم معلوم ہوتی تھی کہ مسلمان دین اسلام کو چھوڑ کر کسی باطل مذہب کو اختیار کر لیں گے، لیکن افسوس صد افسوس! آج یہ امر بعید نہیں، آج ہماری قوم کی جہالت وغفلت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ یورپین کلچر کی دھن میں مست بعض ناعاقبت اندیش مسلمان فتنۂ ارتداد میں پھنستے نظر آرہے ہیں، ایک طرف غیر مسلم مسلمانوں کے خاتمہ پر تلے ہوئے ہیں تو دوسری طرف مسلم نوجوان لڑکے لڑکیاں، غیر مسلم لڑکے لڑکیوں سے عشق لڑا رہے ہیں۔

انجام یہ ہوتا ہے کہ مسلم لڑکیاں غیر مسلموں کے ساتھ چلی جاتی ہیں اور مسلمان لڑکوں کو لو جہاد کے نام پر دنیا سے رخصت کر دیا جاتا ہے، ان دونوں صورتوں کا اسلام نے بائیکاٹ کیا ہے، اسلام ایک ستھرا دین ہے اس میں اس گندگی (ناجائز تعلقات) کا کوئی تصور ہی نہیں، یہ سب ناجائز وحرام، بدکام اور بدانجام۔

آخر کیا وجہ ہے کہ یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ مسلمان لڑکے اپنی دنیا وآخرت خراب کر رہے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ مسلم لڑکیاں کفر کے دلدل میں پھنستی چلی جا رہی ہیں؟ اس کی وجہ اسلامی تعلیمات کی کمی، مرد وزن کی مخلوط تعلیم، مخلوط ملازمت، اسلامی کلچر سے گھروں کی دوری، آزاد خیالی، بے پردگی، لباس دشمناں کی توقیر، سوشل میڈیا کا بیجا استعمال، سنیما بینی، گھروں میں ٹی وی جیسے بے شمار امور ہیں۔

انہیں وجوہات کی بنا پر قوم کی نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہے، مسلم لڑکیاں ایمان کی دہلیز کو پار کر کے کفر کے گھروں میں داخل ہو رہی ہیں، اپنے ایمان وعقیدہ، رشتے ناطے، والدین، خاندان سب کچھ چھوڑ کر غیر مسلموں کے گھر جانے کو تیار ہیں، اگر قوم کے سنجیدہ دل افراد، ذمہ داران ان عوارض کے تدارک کو سرگرم نہ ہوئے، تو وہ دن دور نہیں کہ ان کی بھی اولاد ان کے سامنے دین سے بیزاری کا اظہار کرے گی۔

خدارا اے قوم کے ذمہ دارو! اپنی ذمہ داری کو سمجھو اور قوم کی عزت وآبرو کو پامال ہونے سے بچانے کے لیے اقدام کرو، ورنہ وہ دن بھی دور نہیں جب اسلام مخالف دہشت گرد بھیڑیے آپ تک پہنچ جائیں گے اور آپ کی عزت وآبرا تار پھینکیں گے، موجودہ صورت حال کو ملاحظہ کرنے کے باوجود جس کی آنکھیں صوفیانہ مزاج کا دکھاوا کر کے بند رہیں، قوم کی فکر اس کے دل و دماغ میں موجزن نہ ہو، ایسا شخص ہرگز ہرگز قوم کا ذمہ دار اور لیڈر بننے کے لائق نہیں۔

قارئین کرام! اگر آپ اپنے مستقبل کو سنوارنا چاہتے ہیں، آنے والی نسل کو ان مہلک وباؤں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، قوم کو ارتداد کے گڑھے میں نہ دھکیل کر اسلام کے نور سے منور کرنا

احوال وطن

چاہتے ہیں،توضرورت ہے ایسے اسلامی مراکز قائم کرنے کی جہاں عمدہ نظم ونسق ہو،عمدہ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ ضروری دینی تعلیم ہو کہ لوگوں کو دین کی صحیح آگاہی مل سکے،جگہ جگہ ایسے اسلامی اسکول، کالیجیز ہوں جو عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم،اسلامی ماحول، اسلامی تہذیب وتمدن پر مشتمل ہوں۔

عورتوں،بچیوں کے لیے الگ تعلیم گاہ ہو،مردوں کے لیے الگ،اختلاط مردوزن سے پاک ایک اسلامی معاشرہ ہو،جہاں قوم کے بچے بچیاں شرعی ضوابط وقوانین کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے تعلیم حاصل کرسکیں،نیز ہرصوبے میں ایسی اسلامک یونیورسٹیز ہوں جہاں قوم کے بچے بچیاں شرعی حدود میں رہ کر دینی وعصری تعلیم کے اعلیٰ ترین منازل طے کرسکیں۔

لائق افسوس امر ایک یہ بھی ہے کہ جن یونیورسٹیز کو اسلامی گردانا جاتا ہے،وہاں بے حیائی،عریانیت وفحاشی کے بازار گرم ہیں،دینی تعلیم سے کوئی مطلب ہے نہ قوانین شرع کا ذرّہ برابر بھی پاس ولحاظ!ایسے مراکز کو اسلامک یونیورسٹیز یا اسلامک مراکز کہنا فقط آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے، سب حکومت کے آلۂ کار بنے بیٹھے ہیں۔

ہماری قوم کا معاملہ یہ ہے کہ اگر جلسہ واعراس کی محافل ہوں تو لفاظی کرنے والے خطبہ ومقررین،قوالی گانے والے قوالوں اور چادر چور مجاوروں کے لیے خزانے بھرے ہیں اور اگر یہی کوئی سنجیدہ دل شخص قوم کی فلاح کے لیے دینی مراکز قائم کرنے میں ان سے امداد کو کہے تو لوگ ایسے شخص کو سڑک پر بیٹھے بھیک مانگنے والے بھکاری سے کم نہیں سمجھتے،وہ علمائے کرام جو دینی مراکز سے وابستہ ہیں انہیں یہ کیفیات معلوم ہیں،مخلصین وسنجیدہ دل حضرات کو چاہئے کہ قوم کو اس تعلق سے ابھاریں اور جلسہ وعرس میں پیسہ کم خرچ کرمراکز اسلامیہ کی امداد کی ترغیب دلائیں۔

آج مسلمانوں کے گھروں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ گھروں کی صورت حال بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے،نامحرم سے پردہ تو دور کی بات،اختلاط،ہنسی مذاق،مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ بھی جاری ہے،کل جو لوگ مسلم گھروں کے دروازوں کے سامنے تک کھڑے ہونے کی جرأت نہ کرتے تھے، آج بے دھڑک گھروں میں چلے آتے ہیں اور کوئی روک ٹوک نہیں،ماضی قریب میں نوجوان لڑکوں کے پاس بھی موبائل ہونا غیر درست سمجھا جاتا تھا لیکن آج مسلم لڑکیوں کے ہاتھوں میں سمارٹ فون ہے،غضب بالائے غضب یہ کہ والدین خود انہیں دلا رہے ہیں۔

پوری پوری رات وہاٹس ایپ مسینجر،ٹیلی گرام،انسٹا گرام نہ جانے کن کن ایپلیکیشنز کے ذریعے چیٹنگ ہوتی ہے،عورتیں لڑکیاں اپنے ویڈیوز بنا کر سوشل میڈیا پر ڈال رہی ہیں،غیر ان پر لائک کمینٹس کرتے ہیں اور یہ ناعاقبت اندیش ماں باپ ان کو دیکھ کر اظہار مسرت کرتے ہیں کہ ہماری لڑکی اتنی پاپلر ہوگئی،اس کے اتنے فالوورس ہیں،سوشل میڈیا پر وہ اتنی مشہور ہے،غیرت ایمانی مرچکی ہے لوگوں کی جو سوشل میڈیا پر ناچتے ہوئے اپنی اولاد کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں،والدین کا اپنی لڑکیوں کے ہاتھ میں سمارٹ فون دینا اور دینی تعلیم نہ دینا خود سانپ کی غار میں ڈھکیلنے کے مترادف ہے،سوشل میڈیا کے مضر اثرات معلوم ہونے کے باوجود بھی گھر کے مرد حضرات عورتوں،بچوں کو اس کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں،تعجب ہے!

قارئین کرام!والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں اور بچیوں کے ہاتھوں میں موبائل دینے کی بجائے انہیں قرآن دیں،سوشل میڈیا کے استعمال کی بجائے انہیں دینی،اعتقادی واخلاقی کتب ورسائل دیں،تاکہ وہ ان کے ذریعے اپنے دین کی عظمت ورفعت وقدر ومنزلت کو پہچانیں اور ارتداد جیسے فتنۂ عظیم سے اپنی حفاظت کر سکیں،آج ہمارے معاشرے کو آزاد خیالی کی ضرورت نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے،اسلامی نظام حیات کی ضرورت ہے،اسلامی تہذیب وتمدن کی ضرورت ہے،اسلامی تعلیمات کی ضرورت ہے،لیکن افسوس ہمارے پاس ان میں سے کچھ نہیں اور نہ ہی ہمیں ان چیزوں کی خواہش ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو!آخر میں یہی عرض کروں گا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کرتے بقیہ ص ۷ ر پر

احوال وطن

لمحۂ فکریہ

سرمایہ داروں کی حکومتی پشت پناہی

از: مولانا محمد ایوب مصباحی*

ہر دور میں برسر اقتدار پارٹیوں کی اہل ثروت و دولت کو حمایت حاصل رہتی ہے جس سے انھیں انتخابی کاروائیوں میں امداد ملتی ہے، صنعت کاروں، سرمایہ کاروں اور صاحبان ثروت کو تحفظ فراہم ہوتا ہے اور انھیں اپنے کاروبار کو فروغ دینے اور اسے بڑھانے میں مدد ملتی ہے لیکن حکومت کی یہ تائید و حمایت اس حد تک ہوتی ہے کہ وہ کسی فرد خاص اور متعین گروپ کی حمایت نہیں کرتی اور اس سے صاحبان ثروت و دولت کی جمع پونجی میں بے تحاشا اضافہ نہیں ہوتا، اس کے برعکس برسر اقتدار مرکزی سرکار بی. جے. پی. کی کچھ کاروباریوں کو کھل کر حمایت حاصل ہے اور اس کا فائدہ اٹھا کر انھوں نے بے تحاشا اپنے سرمایہ میں اضافہ کیا۔

فرم ہنڈنبرگ ریسرچ کی ایک رپورٹ

فرم ہینڈنبرگ ریسرچ نے 24/جنوری 2023ء کو 32/ہزار الفاظ پر مشتمل ایک رپورٹ پیش کی تھی جس میں اس نے یہ انکشاف کیا تھا کہ اڈانی گروپ اسٹاک ہیرا پھیری اور اکاؤنٹ فراڈ میں ایک زمانے سے ملوث رہا ہے، رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ حصص کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے اڈانی گروپ کے بانی گوتم اڈانی کی دولت میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے، گوتم اڈانی کی کل دولت تین سالوں میں ایک بلین ڈالر سے بڑھ کر 120/بلین ڈالر ہوگئی ہے، اسی عرصے کے دوران گوتم اڈانی کی 7/کمپنیوں میں اوسطا 819/فیصد اضافہ بھی ہوا ہے۔

فرم ہنڈنبرگ ریسرچ" کیا ہے؟

"ہنڈن برگ ریسرچ" ایک مالیاتی تحقیقی فرم ہے، جس کی بنیاد نیتھن اینڈرسن نے 2017ء میں رکھی تھی، جس کا مقصد ایکویٹی، کریڈٹ اور ڈائریویٹیوس مارکیٹس کے ڈیٹا کا تجزیہ کرنا ہے، یہ کمپنی اس بات کا انکشاف کرتی ہے کہ کوئی اکاؤنٹس میں ہیرا پھیری کر کے اپنے آپ کو بڑا تو نہیں دکھا رہا ہے یا اسٹاک مارکیٹس میں غلط طریقے سے کسی دوسری کمپنی کے شیئرس کو نقصان تو نہیں پہنچا رہا یا حصص بازار میں وہ اپنے پیسے کا غلط استعمال تو نہیں کر رہا، یہ کمپنی ان تحقیقات کے بارے میں پوری دنیا میں مشہور ہے۔

راہل گاندھی کے مودی سرکار سے پوچھے گئے کچھ سوالات

1 اڈانی کی شیل کمپنیوں میں 20000/کروڑ روپے کس نے لگائے ہیں؟

2 وزیر اعظم مودی کے اڈانی سے کیا تعلقات ہیں؟

3 اڈانی پر بدعنوانی کے الزامات ہیں تو وزیر اعظم مودی، اڈانی کو کیوں بچا رہے ہیں؟

4 نامعلوم غیر ملکی اداروں کو اسٹریٹجک دفاعی سامانوں کا کنٹرول دے کر ہندوستان کی قومی سیکورٹی سے سمجھوتہ کیوں کیا جا رہا ہے؟

5 اڈانی جی، وزیر اعظم مودی جی کے ساتھ کتنی مرتبہ بیرون ممالک کے دورے پر گئے؟

6 کتنی بار مودی جی کے کسی ملک کا دورہ کرنے کے بعد فوراً اڈانی نے دورہ کیا؟

7 کتنی بار مودی جی کے کسی ملک کا دورہ کرنے کے بعد اڈانی جی کو اس میں کانٹریکٹ ملا؟

8 پچھلے بیس سالوں میں اڈانی جی نے بی. جے. پی. کو کتنا پیسہ دیا؟

9 الیکٹورل بانڈز میں کتنا پیسہ دیا؟

10 ایسا کون سا جادو ہے کہ 2014ء میں اڈانی جی امیروں کی فہرست میں 609/ویں نمبر پر تھے اور چھ سال بعد دوسرے نمبر

پر آ گئے۔

11 اصولوں کو بدل کر چھ ہوائی اڈے اڈانی جی کو کیوں دیئے گئے۔

12 جانچ ایجنسی کا غلط استعمال کر کے ممبئی ہوائی ایئر پورٹ اڈانی جی کو کیوں دیا گیا؟

13 ہنڈن برگ کی رپورٹ کے مطابق اڈانی جی کی بیرون ممالک شیل کمپنیاں ہیں جن سے ہندوستان پیسہ آتا ہے تو یہ پتا کیوں نہیں لگایا گیا کہ دراصل وہ کمپنیاں کس کی ہیں؟

14 اوران کمپنیوں سے جو پیسہ آتا ہے وہ کس کا ہے؟

15 ایل. آئی. سی. کا پیسہ اڈانی گروپ میں کیوں ڈالا گیا جب کہ ان کے شیئرز اتار چڑھاؤ کے شکار ہیں؟

16 حکومت اور وزیر اعظم اڈانی کی کس طرح مدد کرتے ہیں؟

17 اڈانی گروپ میں سرکاری سرمایہ کی تحقیقات کیوں نہیں کی جاتی؟

18 حکومت نے ایل. آئی. سی، آر. بی. آئی. اور ای. پی. ایف جیسی تنظیموں میں جمع شدہ عوام کی رقم اڈانی کو کیوں دی اور کب دی؟

19 موڈانی کے انکشاف کے بعد عوام کی ریٹائرمنٹ کی رقم اڈانی کی کمپنیوں میں کیوں لگائی جا رہی ہے؟

20 وزیر اعظم مودی جی نہ کوئی تحقیقات، نہ جواب اتنا خوف کیوں؟

21 حکومت عوام کا پیسہ اڈانی کی کمپنیوں میں کیوں لگا رہی ہے؟

22 آخر وزیر اعظم مودی جی اڈانی کو بچانے میں پوری توانائی صرف کیوں کر رہے ہیں؟

23 آخر کس کے دباؤ میں ایل. آئی. سی. اور آر. بی. آئی. نے جنتا کی کمائی اڈانی پر لٹائی؟

24 جس جادو سے اپنے ایک دوست کو دنیا کا دوسرا سب سے امیر شخص بنا دیا وہ جادو چھوٹے تجارتیوں اور سوداگروں پر کیوں نہیں چلایا؟

25 کیا خارجہ پالیسی کا مقصد اڈانی جی کو سب سے امیر شخص بنانا ہے؟

26 اڈانی جس بزنس میں بھی قدم رکھتے ہیں اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں ایسا کیوں؟

27 2014ء سے پہلے اڈانی کی کل جمع پونجی آٹھ ملین ڈالر تھی اور 2022ء تک 140 ملین ڈالر کیسے ہو گئی؟

28 اڈانی جی جب فورس ڈفینس سسٹم میں کام کرتے ہیں تو ہندوستانی سرکار کو یہ معلوم ہونا چاہیے تھا کہ شیل کمپنیز کس کی ہیں اس لیے کہ یہ نیشنل سکیورٹی کا معاملہ ہے؟

29 مختلف سیکٹرس میں اڈانی جی نے کیسے کامیابی حاصل کی؟

وائناڈ سیٹ سے منتخب رکن پارلیمنٹ مسٹر راہل گاندھی کے وزیر اعظم نریندر مودی سے پارلیمنٹ میں یا اپنی ریلی میں یا ٹوئٹر اکاؤنٹ پر اڈانی گروپ سے رشتوں کے بابت پوچھے گئے سو سوالوں میں سے بعض کا ذکر ہم نے کیا ہے باقی سوالات بھی اسی کے قریب ہیں، ان سوالوں کا مودی سرکار نے کوئی جواب نہیں دیا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ گنتی کے سرمایہ کاروں کو حکومت کی کس طرح پشت پناہی حاصل ہے؟ بلاشبہ پورے ملک کی غریب عوام کا پیسہ ایک شخص کی جیب میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے ایک طرف جب کہ ہر صنعت کار جی. ایس. ٹی سے پریشان ہے تو دوسری طرف اڈانی کی معیشت میں دن بدن بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے۔

چھ ایئر پورٹس کی نیلامی میں اصولوں کی خلاف ورزی

ہوائی اڈوں کی نیلامی میں بھی اصولوں کی مخالفت کی گئی چھ انڈین ایئر پورٹس اڈانی گروپ کو پچاس سال کی لیز پر دیے گئے اور ان میں کئی اصولوں کی مخالفت کی گئی، مثلاً پہلے ایئر پورٹس کا پرائیٹیشن یا نجی کرن صرف تیس سالوں کی مدت کے لیے ہوتا تھا لیکن اڈانی گروپ کو پچاس سالوں کے لیے یہ ایئر پورٹس لیز پر دیے گئے، قبل ازیں پراؤیٹ کمپنیوں کے ہاتھوں میں پرسنٹیج یا فیصد پر دیا جاتا تھا لیکن اب ایک متعینہ رقم پر دیئے گئے۔

اسی طرح ایک مجلس میں کوئی بھی کمپنی دو ایئر پورٹس سے زیادہ نہیں خرید سکتی تھی لیکن اڈانی گروپ کو چھ ایئر پورٹس ایک ہی مجلس میں دے دیئے گئے اور سابق اصول کو بدل دیا گیا اور سب سے بڑا بدلاؤ یہ کیا گیا کہ گورمینٹ کے اصول کے مطابق

ایئر پورٹس کو وہ کرایہ پر لے سکتا تھا جسے اس میں تجربہ ہو لیکن اڈانی گروپ کو یہ سب بنا کسی تجربہ کے دے دیئے گئے، اڈانی گروپ کو جو چھ ایئر پورٹس لیز پر دیئے گئے ہیں وہ گوہاٹی کا" لوک پریہ گوپی ناتھ بودھولوئی انٹرنیشنل ائیر پورٹس"، کرناٹک کے بنگلورو کا" منگلورو انٹرنیشنل ایئر پورٹ"، احمد آباد کے گجرات کا" سردار بلبھ بھائی پٹیل انٹرنیشنل ایئر پورٹ"، ترواانندرم انٹرنیشنل ایئر پورٹ، جے پور راجستھان کا انٹرنیشنل ایئر پورٹ اور لکھنؤ کا چودھری چرن سنگھ انٹرنیشنل ایئر پورٹ شامل ہیں۔

واضح رہے کہ ان ایئر پورٹس کی نجکاری کے وقت ستاون کمپنیوں نے بولی لگائی تھی لیکن انھیں یکسر نظر انداز کر دیا گیا اور سارے ایئر پورٹس اڈانی گروپ کے حوالے کر دیئے گیے، اس سے حکومت کی اڈانی گروپ کے لیے کس قدر پشت پناہی ہے، اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے، علاوہ ازیں ممبئی انٹرنیشنل ایئر پورٹ جی. وی. کے کمپنی سے اڈانی گروپ نے سی. بی. آئی. جانچ یا ای. ڈی کے ذریعہ دھمکا کے اپنے قبضے میں لے لیا۔

دفاعی نظام بنا کسی تجربہ کے امبانی و اڈانی کے ہاتھوں میں

وائناڈ سے منتخب رکن پالیمنٹ مسٹر راہل گاندھی کی اسمبلی میں دی گئی اسپیچ کے مطابق ایچ. ایل کمپنی کا 126 رہوائی جہازوں کا سودا بنا کسی تجربہ کے مکیش امبانی کی جھولی میں ڈال دیا گیا جب کہ دفاعی نظام میں تجربہ کار دیگر کمپنیاں بھی موجود تھیں۔

قارئین! دفاعی نظام (Defence System) میں ایچ. اے. ایل (HAL) کمپنی ایک عرصے سے کام کرتی ہے اور اسے اس کا کافی تجربہ ہے یہ کمپنی ڈرونس بنا کر فوج کو دفاعی طاقت فراہم کرتی ہے ہندوستان میں اس کے علاوہ اور بھی کمپنیاں ہیں جو ڈرونس یا فوجی اور آرمی کے استعمال کے ہتھیار بنانے کا کام سرانجام دیتی ہیں، انڈین چیف آرمی کو جب ویپنس یا ڈرونس کی ضرورت ہوتی ہے تو ایلبٹ (Albit system) ڈرونس کو نیوی (Navi) میں منتقل کرتی ہے، تاہم ہندوستان میں کئی کمپنیاں ہیں جو ڈفینس سسٹم میں کام کرتی ہیں۔

جیسے: ایچ. اے. ایل (HAL) اسموئلس، گلس ناپھل، راپھل اور ڈگور (Dagor) چند ماہ قبل وزیر اعظم نریندر مودی نے اسرائیل کا دورہ کیا اور پھر چند دن بعد ہی یہ کانٹریکٹ اڈانی گروپ کو مل گیا اور ایم. آر. او (AMRO)، سیموئلس اور ازرائیلی ڈرونس کا سارا بزنس اڈانی کو مل گیا یعنی ہندوستان اور اسرائیل کا سارا دفاعی کاروبار اڈانی جی کے کھاتے میں آ گیا جب کہ اس گروپ نے اس سے قبل کبھی دفاعی سسٹم میں کام نہ کیا تھا اور اس کا تجربہ بھی اس بابت زیرو ہے یہ بھی مودی اڈانی تعلقات کے استحکام کی عکاسی کرتا ہے اور سرمایہ کاروں پر موجودہ طاقتوں کا ہاتھ کس طرح رکھا ہے اس کو واضح کرتا ہے۔

غیر منصفانہ طریقے سے کوئلہ کا بزنس اڈانی کو سونپا گیا

لوک سبھا ممبر راہل گاندھی کی پارلمانی تقریر اور دی وائر کی رپورٹ کے مطابق کوئلہ کا بزنس بھی اڈانی گروپ کو غیر منصفانہ اور غیر شفاف طریقے پر دیا گیا، وزیر اعظم نریندر مودی آسٹریلیائی دورے پر گئے اور اس کے چند دن بعد ہی اس کا کوئلے کا بزنس اڈانی گروپ کو مل گیا اور اس میں 2014ء سپریم کورٹ کی اڈانی پر کوئلہ بزنس کو لے کر جو پابندیاں عائد تھیں انھیں قانون میں ترمیم کر کے ہٹا دیا گیا، مزے کی بات یہ ہے کہ ادھر وزیر اعظم اسٹریلیا دورے پر گئے، ادھر فجاۃ ایس. بی. آئی. (SBI) نے اڈانی گروپ کو ایک ملین ڈالر کا قرض فراہم کر دیا اور کوئلے کا 99ر فیصد کاروبار گوتم اڈانی کو مل گیا۔

بجلی (electricity) کا کانٹریکٹ بھی گوتم اڈانی کے نام

وزیر اعظم نریندر مودی اپنے بنگلا دیش کے پہلے سفر پر روانہ ہوئے اور وہاں بنگلا دیش کے ساتھ بجلی بیچنے کی مشاورت ہوئی تو اس میں بھی بنگلا دیشی کمپنیاں اڈانی جی کے ساتھ 1500ر میگھا واٹ بجلی کا کانٹریکٹ سائن کر دیتی ہیں، جیسا کہ مسٹر راہل گاندھی نے اس کو پارلیامینٹ میں بیان کیا، ان حقائق کی روشنی میں یہ واضح ہوجاتا ہے کہ بی. جے. پی کس طرح بعض سرمایہ کاروں پر مہربان ہے۔

سری لنکا بجلی کانٹریکٹ میں پریسیڈنٹ راجا پکشا پر دباؤ

سری لنکا کے بجلی (electricity) بورڈ کے ڈائریکٹر کا

احوال وطن

بیان ہے کہ سری لنکائی وزیر اعظم راجا پکشا نے انھیں فون کر کے کہا کہ ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی کا ان پر دباو ہے کہ بجلی ون پاور کا کانٹریکٹ گوتم اڈانی کو دینا ہے اور اس طرح سری لنکا کی بجلی وبھاگ میں بھی مسٹر گوتم اڈانی جی کی سرمایہ کاری ہوگئی اور ایسا کیوں نہ جب دوست مہربان تو دشمن کیا کرے گا۔

پبلک سیکٹر کی بھاری رقم اڈانی کے کاروبار میں

صرف اتنا ہی نہیں کہ مودی اڈانی کے مضبوط رشتے ہیں اور کئی دیگر ممالک دورے اڈانی جی کے بزنس کی خاطر کیے بلکہ ان بزنس ڈیلس میں کوئی دوسری کمپنی نے وہ کانٹریک حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس پر دباؤ بنا کر یا سی. بی. آئی اور ای. ڈی کی جانچ کرا کر اور اسے اس میں الجھا کر وہ کانٹریک اڈانی جی کو ہی دلوایا گیا بلکہ اگر رقم کی کمی بھی ہوئی تو مختلف پبلک سیکٹرس/ بینکوں کا پیسہ اڈانی کے بزنس میں نویش کر دیا اور مختلف بنکوں کی بھاری رقم قرض کے طور پر گوتم اڈانی جی کو دی گئی جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

(1) اسٹیٹ بینک آف انڈیا (SBI) 27000/کروڑ (2) پنجاب نیشنل بینک (PNB) 7000/کروڑ (3) بینک آف بڑودا (BOB) 5500/کروڑ (4) لائف انسورینس کارپوریٹ آف انڈیا (LIC) 36000/کروڑ (5) ایس. بی. آئی. پی. ایس. یو کے ساتھ (SBI&PSU) 3000/کروڑ۔

وجے مالیہ بینکوں کا 9000/کروڑ لے کر فرار

صاحبان ثروت میں ایک نمایاں نام وجے مالیہ کا آتا ہے جس نے سترہ بنکوں سے 9000/کروڑ روپے کا قرض لے رکھا تھا اور کنگفشر ایئر لائنس کا کاروبار چلاتا تھا، اس کے خلاف سی. بی. آئی، ای. ڈی اور انکم ٹیکس وبھاگ کی جانچ چل رہی تھی اور سترہ بینک وجے مالیہ پر برابر نظر بنائے ہوئے تھے، مزے کی بات یہ ہے کہ ایک تاریخ کو وجے مالیہ نے سانسد میں حصہ لیا اور دو تاریخ کو دیش چھوڑ کر بھاگ گیا، اس بابت ایمیگریشن وبھاگ کا کہنا ہے کہ جب دو تاریخ کو وجے مالیہ اپنے بارہ بیگس کے ساتھ جیٹ ایئر بیس کی پراویٹ فلائٹ سے باہر جا رہا تھا تو سی. بی. آئی کو اس کی جانکاری دی گئی تھی لیکن سی. بی. آئی نے انھیں روکنے کے لیے نہیں کہا۔

واضح ہو کہ اس میں سبھی نے وجے مالیہ پر مہربانی کی، وجے مالیہ نے 2005ء میں کنگفشر ایئر لائنس شروع کی، یہ ہر ماہ ایک A32 ایئر بیس خریدتا جس کی قیمت 649/لاکھ روپے ہوتی اور چند سالوں میں ہی کنگفشر ایئر لائنس انڈیا کا نمبر 2: ایئر لائنس بن گیا جب کہ کنگفشر ایک بھی دن منافع میں نہیں اڑھی اور 2012ء تک کنگفشر کو 1290/کروڑ روپے کا خسارہ ہو گیا، ان تمام حقائق کے باوجود سترہ بنکیں وجے مالیہ پر اس قدر مہربان کیوں تھیں؟ یا کوئی سرکاری دباو تھا ان پر، یونہی جب سی. بی. آئی (CBI) نے وجے مالیہ کے لیے لک آؤٹ سرکلر جاری کر دیا تھا جس کا مطلب یہ ہے: کہ جب ایسا آدمی فرار ہونے کی کوشش کرے جس کے خلاف ایجنسیاں جانچ کر رہی ہوں تو اسے کوئی بھی بغیر بتائے باہر نہیں بھیج سکتا تو سترہ بینکوں، تمام جانچ ایجنسیوں اور ایمیگریشن وبھاگ کے لیے وجے مالیہ کو روکنا ناممکن کیسے ہو گیا؟

میہول چوکسی کو مودی اقتدار میں انٹرپول سے رہائی

ڈائمنڈ سرمایہ کار میہول چوکسی جنوری 2018ء میں ہندوستان سے فرار ہو گیا تھا اور پھر "اینٹیگو" اور "باربوڈا" کی شہریت حاصل کر لی تھی، میہول چوکسی کے ہندوستان سے بھاگنے کے 10/ماہ بعد انٹرپول نے ریڈ کارنر نوٹس جاری کیا تھا، واضح رہے کہ نژاد ہیروں کے تاجر میہول چوکسی پر 13000/کروڑ روپے گھوٹے کا الزام ہے جس کی جانچ انٹرپول کی چار رکنی بنچ کر رہی تھی، اب انٹرپول نے ریڈ کارنر نوٹس واپس لے لیا ہے تو کیا یہ سب کس دباو کے چلتے کیا گیا یا مودی راج میں چوروں کو یونہی کھل کر گھومنے کی اجازت رہے گی۔

نژاد ہیروں کے تاجر میہول چوکسی سے انٹرپول کی ریڈ کارنر نوٹس واپس لینے پر حزب اختلاف کے قد آور لیڈر مسٹر راہل گاندھی نے بی. جے. پی پر طنز کرتے ہوئے ٹویٹ کیا:

”حزب اختلاف کو ای. ڈی. سی-بی. آئی. دوست کو رہائی!

موڈانی موڈل یعنی پہلے لوٹو پھر بن سزا کے چھوٹو۔“

کانگریس کے صدر ملکارجن کھڑگے نے میہول چوکسی سے انٹرپول کے ریڈ کارنر نوٹس واپر لینے پر بی. جے. پی پر حملہ کرتے ہوئے شاعرانہ انداز میں ٹویٹ کر کے کہا:

”حزب اختلاف لیڈروں کے لیے ای. ڈی-سی. بی. آئی، پر مودی جی کے ہمارے میہول بھائی کے لیے انٹرپول سے رہائی۔

جب پرم متر کے لیے کر سکتے ہیں، سنسد ٹھپ، تو" پرانا متر" جس کو کیا تھا پانچ سال پہلے فرار، بھلا اس کی مدد سے کیسے کریں انکار؟ ڈوبے دیش کے ہزاروں کروڑ " نہ کھانے دوں گا" جملہ بنا بے جوڑ۔“

ہیرا سوداگر نیرو مودی 13500/کروڑ پی. این. بی گھوٹالہ

ڈائمنڈ سوداگر، میہول چوکسی کا ماما" نیرو مودی پنجاب نیشنل بینک (PNB) کے ساتھ 13500/کروڑ کا گھوٹالہ کر کے دیش سے فرار ہے اور ای. ڈی اور سی. بی. آئی اس کے خلاف جانچ کر رہی ہے فی الحال یہ برٹیشیل میں نظر بند ہے۔

سابق آئی. پی. ایل کمشنر للت مودی کرپشن کے ملزم

للت مودی نے سال 2008ء میں انڈین پریمیر لیگ آئی. پی. ایل کی بنیاد رکھی اور دو سال اس کے کمشنر رہے. اس کے بعد آئی. پی. ایل کی ایک فرنچائیز/ٹیم نے سال 2010ء اس پر کرپشن کا الزام لگایا، اسی سال ممبئی کی ایک عدالت نے اسے بھگوڑا ثابت کیا اور فی الحال یہ لندن میں مقیم ہے۔

ہیڈن برگ کی رپورٹ آنے کے بعد شیئر بازار میں ہاہا کار مچ گیا جس نے اڈانی گروپ پر اکاؤنٹ میں دھوکا دھڑی اور اسٹاک میں ہیرا پھیری کا الزام عائد کیا تو شیئر مارکیٹ میں نویشکوں کا 1200000/کروڑ روپیہ ڈوب گیا، اس کو لے کر پالیمنٹ میں بحث ومباحثہ شروع ہوا اور یکے بعد دیگرے کانگریس صدر راہل گاندھی نے مودی اڈانی رشتوں کو لے کر 100/ سوالات کیے، جب بی. جے. پی ان سوالوں کا جواب دینے میں ناکام رہی اور راہل گاندھی کے بیان سے خوف زدہ ہوئی تو اسپیکر صاحب سے اس تقریر کا 80/فیصد حصہ رکارڈ سے یہ کہ کر ہٹوا دیا گیا کہ یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے اور یہ الزامات بے بنیاد ہیں اور پھر راہل گاندھی کو ٹارچر کرنا شروع کیا اور گجرات کی ایک عدالت میں مان ہانی کیس میں دائر راہل گاندھی کے خلاف ایک عرضی پر لگ اسٹے کو ہٹوا کر فوری طور پر فائل کھلوائی گئی اور دو سال کی سزا سنا کر راہل گاندھی کو جیل بھیجنے کی تیاری کر لی گئی۔

مودی کنیت (surname) والے تمام افراد چور کیوں؟

کانگریس صدر راہل گاندھی نے اپنی ایک ریلی میں سال 2019ء میں اپنے ایک متنازعہ بیان میں وزیر اعظم نریندر مودی کو نشانہ بناتے پر نیرو مودی، للت مودی اور خود نریندر مودی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا: کہ جتنے مودی نام والے ہیں یہ سب چور کیوں ہیں؟" اس پر 16/اپریل 2019ء میں پرنیش گاندھی نے شکایت درج کرائی اور گجرات کے سورت کورٹ میں راہل گاندھی کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔

تاہم 24/اپریل 2021ء کو کانگریس صدر راہل گاندھی کورٹ میں حاضر ہوئے اور کورٹ نے کوئی سزا نہیں سنائی تو عرضی دائر کنندہ نے سمجھ لیا کہ مان ہانی جیسے کیس میں سزا ہونے والی نہیں ہے، بس کورٹ آنے جانے میں اپنا وقت ہی خراب کرنا ہے اور پھر 7/مارچ 2022ء میں چل رہے مقدمہ پر اسٹے کی عرضی داخل کی، کورٹ نے وہ عرضی منظور کر لی اور کیس فائل بند ہوگئی، لیکن جب 7/فروری 2023ء میں مسٹر راہل گاندھی نے پارلیامینٹ میں مودی اڈانی رشتوں کو لے کر تقریر کی اور ایک کے بعد ایک گرہ کھولی اور بی. جے. پی نے سمجھ لیا کہ اب راہل گاندھی کو روکنا مشکل ہے تو اس کا منہ بند کرنے کے لیے 16/فروری 2023ء کو عرضی دائر کنندہ سے اسٹے واپس کروایا گیا اور فوری طور پر کاروائی کرائی گئی اور دو سال کی سزا سنا دی گئی۔

غور طلب ہے کہ مان ہانی جیسے کیس میں عموما سزا نہیں ہوتی لیکن راہل گاندھی کو سزا سنا دی گئی تو پھر بی. جے. پی کا کون سا ایسا لیڈر ہے جو بچ پائے گا، جب کہ بی. جے. پی. میں ایک رپورٹ کے مطابق 2017/سانسد اور 278/

بقیہ ص ۱۵/ پر

(از: مولانا شاہ خالد مصباحی*

سعودیہ اور ایران کے نئے تعلقاتِ اور ان کے عالمی اثرات ایک جائزہ

احوالِ عالم

جنگ انسانی زندگی کا ایک جزو لازم بن چکا ہے، جنگ کا یکسر خاتمہ ہو جانا، چہار سو خالص امن کی ہی تصویر ہو یہ دستورِ طبعی کے برخلاف ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جس طریقے سے سوچنے، سمجھنے، بولنے کی طاقت وقدرت سے شرف یاب فرمایا، اس کے ماسوا کسی اور مخلوق میں یہ صلاحتیں موجود نہیں، ذات انسان کی تعبیر قرآنی تصویر میں احسن تقویم سے فرمائی، لیکن پھر بھی جنگ وجدال، قتل وغارتگری، فتنہ وفساد بمقابل دیگر حیوانات کے انسانی مخلوق میں اس طرح کی دیگر خرابیاں بکثرت موجود ہیں، آئیے اس پہلو پر غور کرتے ہیں کہ جنگ ہونے کے اسباب کیا ہوتے ہیں اور انسان اس سے کتنا پریشان حال ہو جاتے ہیں۔

جنگ ہونے کے اسباب اور حدودِ امن کی تشریح

موجودہ عالمی سیاسی نقطہ نظر سے غور کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ موجودہ انسانی طبقہ جنگ کو انسانی فطرت، حیاتیاتی جبلت، مایوسی، خوف اور لالچ، پیسہ پاور وطاقت، ہتھیاروں کی موجودگی کا ہونا اور اسی طرح کے دیگر عوامل سے دیکھتے ہیں، جو بین الاقوامی سیاست میں جنگ بار بار کیوں ہوتی ہے، جنگ کسی بھی لمحے کیوں ہو جاتی ہے؟ اس طرح سے ذہن میں جنگ سے متعلق پیدا ہونے والے سوالات کی طرف غمازی کرتی ہے اور مزید یہ بات ان سوالات کے جوابات کو خاص بناتے ہیں کہ جنگیں بنیادی طور پر اقتصادی، مذہبی اور سیاسی وجوہات کی بنا پر لڑی جاتی ہیں، یہ بات بھی سچ وحق ہے لیکن اس بات کو صرف نظر کرنا بے بنیاد ہوگا کہ آج پوری دنیا میں زیادہ تر جنگیں نظریاتی وجوہات کی بنا پر لڑی جا رہی ہیں اور نظریاتی اختلافات ہی عالمی سطح پر ہونے والی موجودہ جنگوں کی وجہ وعلل ہے، یہ بات ہم سبھی کو تسلیم کرنی پڑے گی۔

برخلاف اس کے امن کی بات کریں تو صدیوں سے آج ایک عالم، دنیا کے بڑے بڑے اسکالر، ارگنائزیشن، ایڈمنسٹریٹر، اس چھوٹے سے تین حرفی لفظ (امن) پر بات کر رہے ہیں لیکن اس کو قائم کرنے، قوم وملت کے مابین عمل میں لانے سے قاصر ہیں، امن حقیقی معنی میں جنگ سے کہیں زیادہ عام ہے، حتی کہ ایک "غیر واقعہ" کے طور پر امن کی پیمائش کرنا مشکل ہے، اصولی سطح پر امن کے بجائے جنگ کی خصوصیت زیادہ سال اور جلد بھی واقع ہو جاتی ہے، لیکن یہ بات حق بجانب ہے کہ عالم کی تمام تر ریاستیں جنگی شرح وفیصدی کے اعتبار سے امن وصلح میں ہیں اور پہلے کے مقابلے میں نظریاتی اختلافات کی جنگ کے ماسوا جنگیں عالمی سطح پر شاذ ونادر ہی ہوتی ہیں، جس سے معاشی نظام کے بڑ گنے کی کمی تو ضرور ہوتی ہے لیکن نظریاتی طور پر انسان کی زندگی مفلوج ہو جاتی ہے۔

سعودیہ اور ایران کا جنگی شامخانہ اور معاہدہ نو

سعودی اور ایران یہ دونوں ممالک مذہبی، جغرافیائی اور دیگر تنوعات کی بنیاد پر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں، عرب میں سنی فرقہ سے وابستہ لوگ بستے ہیں اور ایران میں اس سے مخالف گروہ شیعہ کمیونٹی سے لوگ تعلق رکھتے ہیں، اس طریقے سے یہ دونوں ملک مسلم ممالک بالخصوص مشرق وسطیٰ اور دیگر مسلم خطوں میں اپنے اپنے اثر ورسوخ کے قیام کے لیے بے پناہ جدوجہد میں آج کئی سالوں سے مصروف ہیں، کئی بار ان دونوں ملکوں کے بیچ ٹکراؤ پیدا ہوا، جنگیں ہوئیں اور ان دونوں ممالک نے اپنے پڑوس کے ملکوں میں جیسے شام، یمن کی خانہ جنگیوں سمیت اس سے ملحق دیگر تنازعات میں ان کی مختلف قسموں کی حمایت فراہم کی اور اسی طرح بحرین، لبنان، قطر اور عراق مملکت کے ساتھ ہر لمحہ شانہ بشانہ کھڑے رہے اور تاریخ نے ایک وقت ایسا بھی دیکھا تھا کہ یمن

* مضمون نگار جامعہ ملیہ اسلامیہ نیو دہلی کے طالب علم ہیں۔

میں، دونوں ممالک نے خانہ جنگی کے مخالف فریقوں کی حمایت کی، جسے اقوام متحدہ نے دنیا کا بدترین انسانی بحران قرار دیا، وہاں سے، حوثی باغیوں نے سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات دونوں پر میزائل داغے، جس میں تیل کے بنیادی ڈھانچے کو نشانہ بنایا گیا تھا جو معیشتوں کے لیے بہت ضروری سمجھا جاتا ہے، اس طریقے سے ان دونوں ملکوں کی لڑائی معاشیاتِ طرزیات نو کی خاطر بھی جاری رہی وسائل معیشت پر قبضہ ودسترس کو حاصل کرنے کا ایک کا بچاؤ اور دوسرے ملک کا قبضہ جمانے کا پیمانہ آج ایک عرصے سے ناپا جارہا ہے، لیکن تاریخ کی اس جنگ میں دونوں ادھورے رہے مکمل کامیابی کسی کو نہیں ملی۔

ماضی قریب کا معاملہ یہ رہا ہے کہ سن 2016 میں سعودی عرب ہی میں ایک شیعہ عالم کو پھانسی دے دی جاتی ہے جس کے بعد ایران دارالحکومت میں قائم سعودی سفارت خانے پر وہاں کے باشندگان مظاہرین کی شکل میں دھاوا بولتے ہیں، جس کی وجہ سے سعودیہ عربیہ اور ایران کے بیچ خلا پیدا ہوتی ہے، جس کی پاداش میں ایک دوسرا ملک ایک دوسرے سے تعلقات منقطع کرلیتا ہے، اس کے بعد معاملہ امن وسلامتی کا نہیں رہا کہ خاموشی سے ایک دوسرے نے علیحدگی اختیار کرلی بلکہ ان دونوں ملکوں نے اتنی شدت کی جنگ لڑی جس کو ایک پراکسی جنگ (praxy war) سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس لاتعلقی اور شدت پسندی کے نتیجے نے کئی پڑوسی ملکوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس پورے خطے کو جنگی صورت حال میں بدل دیا، لیکن اب بہت کچھ کھونے کے بعد صورت حال میں بہتری آنے کا رجحان شروع ہوا ہے، جیسا کہ بی بی سی نیوز کے مطابق سعودی عرب اور ایران نے جمعہ 10/مارچ سن 2023ء کو اعلان کیا کہ انھوں نے سات سال کی دشمنی کے بعد سفارتی تعلقات بحال کرنے پر اتفاق کرلیا ہے، جس سے اب یہ امید لگائی جاسکتی ہے کہ علاقائی حریفوں کے درمیان قائم مخالفت، جنگ، بدنظمی وبدامنی کی مکدر فضا دور ہوگی اور یہ معاہدہ ضرور مشرق وسطیٰ پر وسیع اثرات مرتب کریں گے۔

اسی معاہدہ کا ایک حصہ یہ بھی رہا ہے کہ جس کو سبھی شرکائے مجلس نے بیجنگ میں ہونے والی بات چیت کے بعد ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ ریاض اور تہران چین، سعودی عرب اور ایران کی ثالثی میں ہونے والے معاہدے کے تحت دو ماہ کے اندر اپنا سفارت خانہ دوبارہ کھولنے کا اہم ارادہ رکھتے ہیں۔

اسی طریقے سے 22/سال قبل دستخط کیے گئے سکیورٹی معاہدے کو دوبارہ نافذ کرنے پر بھی بات چیت ہوئی، جس کے تحت دونوں فریق دہشت گردی، منشیات کی اسمگلنگ اور منی لانڈرنگ کے ساتھ ساتھ سن 1998 سے بند تجارتی اور ٹیکنالوجی کے معاہدے کو بحال کرنے پر بھی متفق ہوئے، جس میں علی شمخانی ایرانی قومی سلامتی کے سربراہ، موساد بن محمد العیبان مشیر سعودی قومی سلامتی کونسل اور چین کے اعلیٰ سفارت کار وانگ ئی موجودہ رہے اور انہیں کے درمیان یہ سارا معاہدہ طے پایا۔

یقین مانیے آج جتنے بھی مما لک کے مابین جنگیں چل رہی ہیں وہ اسی طریقے سے اپنے مسائل کی چارہ جوئی کے لیے آگے آئیں اور حل پیدا کریں تو صرف ان دو مما لک ہی کے لیے نہیں معاشیات، معاشرتی زندگی میں انقلاب، سیاست واقتدار میں مضبوطی پیدا ہوگی بلکہ یہ سارے مل کر تمام مما لک کی خواہشات کے مطابق آج کی ڈیجیٹل دنیا میں ہاٹ اسپاٹ کے مسائل کو صحیح طریقے سے نمٹنے کے لیے تعمیری کردار ادا کرتے سکتے ہیں، سعودیہ اور ایران دونوں ایک بڑے ملک کے طور پر اس قائم نئی تعلقات کے بعد اگر اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ کریں گے، تو مشرقی وسطی کے سبھی مما لک کی ترقی وخوشحالی میں اچھا رول پیدا کرسکتے ہیں اور ان دونوں مما لک کی باہم منصوبہ جات کو سبھی اقتدار مملکت کے سربراہان کو اس کی حمایت کرنی پڑے گی۔

اب دیکھتے ہیں کہ ان دونون مما لک کے اس اقدام سے مشرقی وسطی کے مما لک جیسے لبنان، عراق وغیرہ میں شہریت کے خودمختاری کا احترام کرنے اور ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کی وجہ سے جو خرابیاں پیش آئی یا جو مسائل ابھی حل نہیں ہوئے، جن کی وجہ سے ہر آنے والا لمحہ خون ریزی کے حادثات وواقعات کو پیش کررہا ہے اس

احوال عالم

پر کیا رول ادا کرتے ہیں۔

اسی طریقے سے چین اور ان دونوں ملکوں کے بیچ تجارتی سطح سے مضبوطی آئے گی، جیسا کہ ان قائم نئے تعلقات میں چین نے اپنی ایک اہم کردار نبھائی اور بلا شبہ یہ چین کے لیے ایک نیا کردار ہے، کیونکہ چین کا دونوں ممالک پر اثر و رسوخ ہے، ایران کا چین ایک بڑا تجارتی پارٹنر ہے، ایران کی تجارت کا تقریباً 30 فیصد میں چین شریک کار ہے، جو معاشی مستحکم کے لیے ایک بڑا حصہ ہوتا ہے اور اسی طریقے سے سعودی عرب کے لیے چین تیل کا بڑا صارف ہے اور اسی کے برعکس امریکہ کا ایران کے ساتھ براہ راست تعلقات نہیں ہیں، جس سے یہ بات کلیہ طور پر واضح ہوتی ہے کہ یہ امریکہ کے لیے ایک چیلنج کن معاملہ ہے، جو روایتی طور پر مشرق وسطی میں سب سے بڑی غیر ملکی طاقت اور ڈیل میکر (Deal maker) ہے۔

بالآخر اس بات کی امید کے ساتھ یہ مضمون یہاں پر سمیٹا جاتا ہے کہ بلا شبہ یہ معاہدہ ان دونوں ملکوں کے درمیان پھیلی کشیدگی کو کم کرنے، تعلقات کی تعمیر نو اور اپنے پڑوسی ممالک میں ہر ان حریف پالیسیوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے گا جو ان ممالک، شہری، وطن برادری اور عالمی اتحاد کے مفاد میں بہتر ہوگا اور امن و سلامتی کا پیکر بن کر ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے آگے آئیں گے۔

◆◆◆

ص ۴۴ر کا بقیہ

عشق و محبت سے فہم و ذکاوقوت حافظہ، علم و حدیث و عشق مصطفیٰ کی سوغات لے کر جودت طبع و مہارت تامہ حضور حجۃ الاسلام سے لے کر تبحر و اصابت زہد و تقویٰ میں حضور مفتی اعظم ہند کا آئینہ دار بن کر قوت خطابت و بیان و تفسیر میں والد ماجد سے گہر آبدار لے کر اختر زمانہ بن کر چمکے، آپ خود تحدیث نعمت کے طور پر یوں ارشاد فرماتے ہیں: ؎

نگاہِ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری\
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

◆◆◆

ص ۳۶ر کا بقیہ

مقدار مع تاریخ نوٹ کر دی جاتی، میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ترجمہ اب تک مولانا نعیم الدین صاحب (حضور صدر الافاضل) کے پاس محفوظ ہے، کہ وہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب (حضور مفتی اعظم ہند) سے اعلیٰ حضرت کے کتب خانہ سے نکلوا کر بغرض طباعت لے گئے، اگرچہ وہ کتاب میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی مگر اس کے لکھنے سے میرا مقصد یہ نہ تھا کہ اس پر مالکانہ قبضہ کروں، اس لئے میں نے کبھی اس کے لئے تقاضا نہ کیا، اس ترجمہ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ ایک روز میں کتنا ترجمہ ہوا؟ اور جن الجھنوں میں لکھا گیا ہے، اس کے باوجود کتابت اغلاط سے کس درجہ پاک ہے؟ اس ترجمہ کے لکھنے اور لکھوانے کی جو خدمت میں نے انجام دی ہے، وہ میری نجات اخروی کا بہت بڑا ذخیرہ ہے، جن مشکلات کا اس میں مقابلہ کیا غالباً دوسرا شخص یہ نہ کرتا اور یہ کام صرف تخیل اور وہم ہی میں رہتا، خارج میں اس کا ظہور نہ ہوتا۔

ترجمہ کے بعد تفسیر

ترجمہ کے بعد میں نے چاہا تھا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ اس پر نظر ثانی فرمالیں اور جا بجا فوائد تحریر کر دیں، چنانچہ بہت اصرار کے بعد یہ کام شروع کیا گیا، دو تین روز تک کچھ لکھا گیا، مگر جس انداز سے لکھوانا شروع کیا، اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ قرآن پاک کی بہت بڑی تفسیر ہوگی، کم از کم دس بارہ جلدوں میں پوری ہوگی، اس وقت خیال پیدا ہوا کہ اتنی مبسوط تحریر کی کیا حاجت، ہر صفحہ میں کچھ تھوڑی تھوڑی باتیں ہونی چاہئیں جو حاشیہ پر درج کر دی جائیں، لہٰذا یہ تحریر جو ہو رہی تھی بند کر دی گئی اور دوسری کی نوبت نہ آئی، کاش وہ مبسوط تحریر جو اعلیٰ حضرت لکھوار ہے تھے، اگر پوری نہیں تو دو ایک پارے تک ہی ہوتی، جب بھی شائقین علم کے لئے وہ جواہر پارے، بہت مفید اور کار آمد ہوتے، مگر افسوس کہ ہم خود بھی محروم رہے اور دوسرے لوگ بھی اس سے متمتع نہ ہو سکے۔"

(حیات صدر الشریعہ، از بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہما الرحمہ، ص 40 تا 44)

(از: ڈاکٹر معین احمد خاں*

مادر اہل سنّت زوجۂ حضور مفتی اعظم ہند حضور چھوٹی بی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

کچھ یادیں کچھ باتیں

اسلاف واخلاف

اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے حبیب کریم رؤوف الرحیم ﷺ کے صدقہ وطفیل میں امت مسلمہ پر ان گنت نعمتیں ورحمتیں نازل فرمائیں ہیں کہ جن کا احاطہ کرنا یا شمار کرنا انسان کے بس کی بات نہیں، خداوند قدوس نے امام الانبیاء افضل الانبیاء رحمۃ اللعالمین ﷺ کو ختم نبوت کے شرف عظیم سے سرفراز فرما کر نبوت ورسالت کا دروازہ قیامت تک کے لئے بند فرمایا لیکن خیر امم کے لئے صالحین کی مبارک ومقدس جماعت کا ایک دراز سلسلہ جاری فرما کر ہم گنہگاروں پر وہ احسان فرمایا کہ ہماری زبانیں اس کا کماحقہٗ شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں اور جہاں تک اس مبارک جماعت یعنی صالحین کے مقام ومرتبہ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں متعدد قرآنی آیات احادیث کریمہ واقوال محدثین ومفسرین اور اس کے ساتھ ساتھ فقہائے کرام کے ان گنت فقہی جزئیات موجود ہیں جو کہ صالحین کے مقام ومرتبہ کو بیان کرتے نظر آتے ہیں جن کو مختصراً ہی بیان کرنے کے لئے سیکڑوں صفحات درکار ہوں گے، یہاں پر صرف ایک شعر لکھ کر میں آگے بڑھنا چاہوں گا۔ ؎

یک زمانہ صحبت با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بے شک قرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے عبادت وریاضت ایک بہترین ذریعہ ہے لیکن بسا اوقات صالحین کی صحبت میں گزرا کچھ وقت بھی معرفت الٰہی اور عبودیت کی معراج عطا کر دیتا ہے، صالحین کے مقام ومرتبہ کو کسی حد تک سمجھنے کے لئے یہ ایک شعر ہی کافی ہے اگر دل کی گہرائیوں سے اس کا مطلب ومفہوم سمجھ لیا جائے۔

سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز وسرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف اپنے وقت کے بلکہ چودہ سو سالہ تاریخ اسلامی کے روشن ابواب کے وہ چمکتے دمکتے آفتاب وماہتاب ہیں جن کے کردار وعمل سے جہاں ایک طرف علم وحکمت ودانش کے وہ سوتے پھوٹتے نظر آتے ہیں کہ علمائے عرب وعجم ان کو وارث علوم امام اعظم وغزالی دوراں ورازی زماں کہتے نظر آتے ہیں تو وہیں دوسری جانب تصوف وروحانیت سوز وگداز وعشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیفیت وسرمستی میں حسان الہند یادگار رسیدنا ابوذر غفاری وہم شبیہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک القاب سے نوازتے نظر آتے ہیں۔

آج ہمارا مقصد انہیں دو بزرگوں کی صحبت یافتہ ایک ایسی معظم ومقدس ہستی کا ذکر کرنا ہے جو تاجدار اہل سنّت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز کی رفیق حیات تھیں جنہوں نے سرکار فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شب وروز کا مطالعہ اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے کیا تھا نہ صرف مطالعہ بلکہ بہ نظر غائر مشاہدہ کیا تھا، میں مشاہدہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تبھی تو ان کی شخصیت میں وہ مقناطیسی کشش تھی کہ دیکھنے والے کو اپنا گرویدہ بنا کر چھوڑتی تھی، وہ سادگی وخلوص وہ مہمان نوازی واپنائیت کہ ہر ملنے والی مریدہ شناسا ہو یا غیر شناسا سب سے اتنے خلوص واپنائیت سے ملنے کا وہ انداز اللہ اکبر۔

مجھے اپنے بچپن کے وہ دن اچھی طرح سے یاد ہیں کہ جب مجھے اپنی والدہ معظّمہ کے ہمراہ عرس رضوی کے پورے ایام" کاشانۂ مفتی اعظم ہند" میں گزارنے کا موقع میسر آتا اور شب وروز حضور پیرانی ماں یعنی مادر اہل سنّت چھوٹی بی صاحبہ (چھوٹی بی صاحبہ) کے دیدار وکردار بے مثل کا مطالعہ ومشاہدہ کرتا، اکثر اپنے کمرے

کے باہر والے برآمدے میں مسہری یا غالباً پلنگ (چار پائی) پر تشریف فرما رہتیں، اسی چار پائی پر دس دس یا کم وبیش دیگر عورتیں بھی موجود رہتیں اور آپ گھنٹوں گھنٹوں تک سادگی وانکساری کا پیکر بنی بیٹھی رہتیں، نہ تھکن کا کوئی احساس کراتیں نہ ہی ناگواری کی شکن اپنے ماتھے پر لاتیں، وہ سب اپنا دکھ درد بیان کرتیں، جسے پوری دلجوئی وتوجہ سے آپ ملاحظہ فرماتیں، بلکہ ہر ایک کا درد اس خوش اسلوبی سے سنتیں کہ سب ان کو اپنا درد کھل کر سناتیں اور بھرپور دلاسہ ودعا بھی پاتیں۔

ان کے وصال کے بعد میں نے سنا ہے کہ کسی عقیدت کیش نے انہیں اپنے وقت کی "رابعہ بصری" کہا تھا، یہ صرف ایک عقیدت مند کی زبان سے نکلا ہوا محض ایک جملہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسی شخصیت کے لئے ایک ایسا خراج عقیدت ہے کہ جس شخصیت کے کردار وپند ونصائح وخلوص نے نہ جانے کتنے لوگوں کی دل کی دنیا بدل ڈالی ہوگی۔

بات عقیدتوں کی ہو رہی ہے یہاں بات تصوف ومحبتوں کی ہو رہی ہے تو حقیقت پر مبنی ایک واقعہ کا ذکر کرنا موضوع سے بچنا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ واقعہ سن کر ہر انصاف پسند کو محسوس ہوگا کہ کبھی کبھی عقیدت ومحبت میں نکلا ہوا جملہ شریعت مصطفےٰ ﷺ کی کسوٹی پر بھی کھرا اترتا ہے، واقعہ میرے بچپن کا ہے، مجھے بچپن میں پیچش کا عارضہ بار بار ہوجاتا تھا، ایک بار والدہ ماجدہ نے پیرانی اماں سے اس کے لئے دعا کے لئے کہا، جس پر انہوں نے فرمایا جس کی بازگشت کسی حد تک میرے کانوں میں آج بھی محفوظ ہے "بیل کھلاؤ یا بیل کا مربّہ" والدہ ماجدہ نے میرے لئے بیل بھی منگوایا اور بیل کا مربّہ بھی کہ چھوٹی بی صاحبہ نے فرمایا ہے (والدہ ماجدہ جو ایک جید عالم وخلیفہ مفتی اعظم ہند کی رفیق حیات تھیں، الحمدللہ) اس کے بعد میرا یہ مرض ایسا دور ہوا کہ آج تک دوبارہ یہ عارضہ نہ ہوا اور مجھے بحمدہ تعالیٰ وبعون مصطفےٰ ﷺ یقین کامل ہے کہ تا زندگی یہ عارضہ نہیں ہوگا۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

جب جب مجھے یہ واقعہ یاد آتا ہے جس کو تقریباً ۴۰ رسال کا عرصہ ہو چکا ہے تو شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر میرے ذہن کے کینوس پر نمودار ہوتا ہے۔

جو وجد کہ عالم میں نکلے لبِ مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیرِ الٰہی ہے

ان کی یادیں، ان کی باتیں، کیا کیا یاد کریں، جب کہ ہمارا شعور بھی اتنا پختہ نہ تھا بس ایک شعر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دعا ہے کہ مولائے کریم ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ہم غلاموں کی وابستگی کو مزید مستحکم فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

◆◆◆

ص ۴۹ رکا بقیہ..

کو خطاب کرنا ہے اور جو کچھ کہنا ہے صرف ان سے کہنا ہے، کیونکہ کتاب ''راہِ جنت'' مفتی صاحب ہی کا مایہ تحقیق ہے''

(باب جنت، صفحہ ۱۶-۱۷ رمطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

اس اقتباس کو دلائل وشواہد کی روشنی میں مولوی رشید احمد گنگوہی پر لوٹاتے ہوئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ:

''مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنی متنازعہ تحریرات (بشمول فتویٰ اِنکارِ میلاد) کی اِشاعت کے بعد ملنے والی ذلت و رُسوائی کے بعد ''براہینِ قاطعہ'' اپنے بجائے اپنے شاگردِ خاص مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع کروائی، لیکن تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں، جو کہ دیگر دلائل کے ساتھ فراستِ مؤمن (جس کا ثبوت حدیث شریف سے ہے) سے یہ جانتے ہیں کہ اس کتاب کے اصل مؤلف "مولوی رشید احمد گنگوہی" ہیں۔''

◆◆◆

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے، اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اپنے اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

(از: مولانا شاداب امجدی برکاتی*

کنز الایمان کی کہانی! صدر الشریعہ کی زبانی

کنزالایمان کی جو خدمت میں نے انجام دی ہے وہ میری نجات اخروی کا بہت بڑا ذخیرہ ہے: حضور صدر الشریعہ

اسلاف و اخلاف

حضرت بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ نے حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ حکیم محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک بہت ہی معلوم افزا انٹرویو لیا تھا جو کتابی شکل میں ''حیات صدر الشریعہ'' کے نام سے ہندو پاک سے شائع ہو چکی ہے، جس میں حضور صدر الشریعہ کے قیام اجمیر تک کے حالات لکھے ہوئے ہیں۔

اسی کتاب سے کنزالایمان شریف کیسے معرض وجود میں آیا، کیا حالات پیش آئے اور کن مشکلوں سے گزرنا پڑا اور چھپوانے میں آداب واحترام کا کتنا پاس لحاظ رکھا گیا، اس کی مکمل داستان حضور صدر الشریعہ کے الفاظ میں پڑھیں، فرماتے ہیں:

''اس زمانہ پُرفتن میں زمانہ کی حالت بدلی ہوئی اور گمراہی کے اسباب اور ضلالت کی کثرت دیکھتے ہوئے یہ خیال پیدا ہوا کہ بدمذہبوں کو عوام کے گمراہ کرنے کا ایک بڑا ذریعہ قرآن مجید کے تراجم ہیں، کبھی تو وہ لفظوں میں گنجائش پاتے ہوئے ترجمے میں کوئی ایسی بات لکھ دیتے ہیں جن سے عوام کو گمراہ کرنے اور بہکانے کا موقع ملے اور کبھی نفس ترجمہ میں گنجائش نہیں ہے تو حاشیہ اور فوائد کا اضافہ کر کے بعض گمراہی کی باتیں لکھ جایا کرتے ہیں۔

ان ترجموں میں ایک ایسا ترجمہ جو تقریباً صحیح کہا جا سکتا ہے شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کا ترجمہ ہے، ان کے ترجمہ کے سوا اردو میں جتنے بھی ترجمے ہیں، سب میں بہت کوتاہیاں اور بہت اغلاط ہیں مگر شاہ صاحب کا ترجمہ پرانی زبان میں ہے جو ہندوستان میں آج کل بالکل متروک ہو چکی ہے بلکہ مدتوں سے لوگ اس زبان کو چھوڑ چکے ہیں، اس واسطے وہ ترجمہ عوام کے واسطے کارآمد نہ رہا اور پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

بدمذہبوں کو، تراجم لکھنے اور اس سے عوام کو گمراہ کرنے کا پورا موقع ملا، ضرورت تھی کہ قرآن پاک کا کوئی صحیح ترجمہ جو ہر قسم کے اغلاط سے پاک ہو، عوام کے سامنے پیش کیا جائے، جس کو وہ پڑھا کریں اور اپنی استعداد کے موافق قرآن پاک سے فائدہ اٹھائیں، لہٰذا اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا بریلوی) سے قرآن پاک کے ترجمہ کے متعلق عرض کیا گیا اور زمانے کی ضرورت پیش کی گئی۔''

اشاعت ترجمہ کی مشکلات

اس کام کی اہمیت اور ذمہ داری کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ تو بہت ضروری ہے مگر اس کے چھپنے کی کیا صورت ہوگی؟ اس کی طباعت کا کون اہتمام کرے گا؟ باوضو کاپیوں کا لکھنا اور باوضو کاپیوں اور پروفوں کی تصحیح کرنا اور تصحیح بھی ایسی ہو کہ زیر زبر یا نقطے یا علامتوں کی بھی غلطی باقی نہ رہ جائے، پھر یہ سب چیزیں ہو جانے کے بعد جو چیز بڑی مشکل ہے، وہ یہ ہے کہ پریس میں اور کلکش (چھپنے کے بعد ان کاپیوں کو جمع کرنے والا) ہمہ وقت باوضو رہیں، بغیر وضو پتھر کو نہ چھوئیں، پتھر کاٹنے میں احتیاط کی جائے، چھپنے میں ردیاں نکلتی ہیں، ان کو بھی بہت احتیاط سے رکھا جائے، غرض یہ کہ جتنی بھی احتیاطیں ضروری اور درکار ہیں، ان کا پورا ہونا بظاہر دشوار اور ناممکن سا معلوم ہوتا ہے اور جب چھپنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی پھر ترجمہ لکھنے سے کیا فائدہ؟ کہ ترجمہ عوام کے لئے لکھا جائے گا، کتب خانے کی الماری میں رہنے سے عوام کے لئے کیا فائدہ؟

میں نے عرض کیا: ان شاء اللہ جو باتیں ضروری ہیں، ان

کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اسی طرح چھاپا جائے گا جو شریعت کے مخالف نہ ہو اور فرض کیا جائے کہ ہم سے ایسا نہ ہو سکا تو جب ایک چیز موجود ہے ہو سکتا ہے کہ آئندہ کوئی دوسرا شخص اس کے طبع کرانے کا انتظام کرے اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے، اگر اس وقت یہ کام نہ ہو سکا تو آئندہ ہم کو اس کے نہ ہونے کا بڑا افسوس ہوگا اور اس وقت کا افسوس کرنا بیکار ہوگا، مگر کچھ ایسے ضروری وقتی کام تھے جن کی وجہ سے اس کام کو کچھ دنوں کے لئے ملتوی کرنا پڑا۔

ترجمہ قرآن پاک کا اہتمام

یہ فرمایا کہ دوسرے لوگوں کے بھی تراجم حاصل کر لیے جائیں تا کہ اس ضمن میں ان کے اغلاط پر تنبیہات بھی کر دی جائیں، یہ بھی ایک ضروری کام ہے اور (دوسروں کے پر ترجمے والا) قرآن پاک ڈاک وغیرہ سے نہ منگایا جائے کہ اس میں بےادبی ہوتی ہے، بلکہ اس کے لئے جہاں سے دستیاب ہوتے ہوں جا کر ایسے طریقے پر لایا جائے کہ بے ادبی نہ ہو۔

میری عدیم الفرصتی اور کام کی کثرت نے مہینوں تک تراجم کے حاصل کرنے کا موقع نہ دیا، خیر کسی نہ کسی طرح انہیں شرائط کے موافق اس زمانے میں جتنے ترجمے شائع ہو چکے تھے، سب حاصل کر لیے گئے اور ترجمہ کا کام بفضلہ تعالیٰ شروع ہوا۔

ترجمہ کا طریقۂ کار

چند روز تک یہ طریقہ رہا کہ آیت پڑھی جاتی اور اعلیٰ حضرت اس کا ترجمہ لکھواتے، اس کے بعد حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالقادر صاحب، شاہ رفیع الدین صاحب، ڈپٹی نذیر احمد، مرزا حیرت دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہم کے ترجمے سنائے جاتے، ان تراجم میں جہاں کہیں غلطیاں ہوتیں، ان پر تنبیہ فرماتے، چند روز کے بعد یہ محسوس ہوا کہ اس طرح کرنے میں وقت زیادہ صرف ہوتا ہے اور کام کم ہوتا ہے اور مترجمین کی اغلاط پر تنبیہات تو ایک جداگانہ کام ہے، اس ترجمے کے بعد اگر موقع ملا تو اس طرف توجہ کی جائے گی، لہٰذا ان تراجم کا سنانا موقوف کیا گیا۔

حضرت سعدی کا ترجمہ قرآن پاک

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا ترجمہ فارسی میں اور شاہ عبدالقادر صاحب کا اردو میں یہ دو ترجمے سنائے جاتے اور اس کا سلسلہ اخیر تک جاری رہا، حضرت سعدی علیہ الرحمہ کا ترجمہ نہایت پاک وصاف سوا اس کے کہ وہ مذہباً شافعی ہیں، آیات کا مطلب شافعیہ کچھ اور لیتے ہیں اور حنفیہ کچھ اور! وہاں تو ان کا ترجمہ ہمارے مذہب کے خلاف ضرور تھا، ورنہ کہیں بھی بظاہر کوئی سقم نظر نہیں آیا، شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ بھی تقریباً صحیح ہے مگر بعض جگہ ان کے ترجمہ میں بھی خرابی نظر آئی۔

کچھ دنوں ترجمہ ہونے کے بعد میں وطن چلا آیا اور یہ کام رک گیا، واپسی کے بعد پھر آپ نے اس کام کو شروع کرنا چاہا مگر کچھ دیگر دینی ضروریات ایسی مانع ہوئیں کہ گرمیاں آئیں اور ختم بھی ہو گئیں اور برسات کا موسم شروع ہو گیا، اب ترجمہ کا کام شروع ہوا، ایک طرف برسات کی گرمی اور بالکل قریب لالٹین اور ان پر کیڑوں اور پتنگوں کا ہجوم، کبھی ہاتھ پر، کبھی آستین کے اندر، کبھی پاجامے میں، بہت مرتبہ کاغذ اور قلم میں پتنگے اس طرح مجتمع ہو جاتے تھے کہ لکھنا بہت دشوار ہو جاتا تھا، پھر بھی کئی کئی گھنٹہ اسی حالت میں گزارنا پڑتا تھا اور بحمدہ تعالیٰ اس کام کو انجام دیا گیا۔

ترجمہ کلام پاک کا طریقہ

ترجمہ کا املا کرنے اور اس کے تحریر کرنے کی نوعیت یہ ہوتی کہ پہلے میں پوری آیت پڑھتا تھا، اگرچہ وہ کتنی ہی بڑی ہوتی، اس کے بعد اعلیٰ حضرت ترجمے کا املا فرماتے، بعض مرتبہ مسلسل دو تین سطر کی عبارت ایک ساتھ بلا توقف بول دیا کرتے تھے مگر بفضلہ تعالیٰ اس کے قلم بند کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی، نہ کوئی لفظ کم وپیش ہونے پاتا تھا، جو کچھ ترجمہ جس روز تحریر کیا جاتا تھا، اس کی

بقیہ ص ۳۲ پر

از: مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی *

تاج الشریعہ! اپنی نگارشات کے آئینے میں

آفتاب علم وفن، مہتاب شعروسخن حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا خاں قادری نوری ازہری بریلوی قدس سرہٗ کی ذات وشخصیت محتاج تعارف نہیں، جن کی علمی، دینی، مذہبی، ملّی، مسلکی، روحانی، سماجی، تصنیفی اور تبلیغی خدمات آفاقیت کی حامل ہے۔

معاصرین میں تحقیقات وتنقیدات، جرح وتعدیل، قیل و قال، نقد ونظر، فنون لطیفہ ودقیقہ، تشریحات وتعبیرات، ترجمہ نگاری وتبصرہ خوانی، توضیحات وتحشیہ، تعلیقات وتصنیفات و دیگر امور و معاملات کے اعتبار سے حاکمیت مسلّم رہی، جس سمت قلم چل پڑا، تحقیقات کے ماہ ونجوم مسکرا اُٹھے، دلائل و براہین کی ایک دنیا آباد ہوگئی، جزئیات وکلیات کا بحر بیکراں ٹھاٹھیں مارنے لگا جس کا دلکش ودیدہ زیب نظارہ آپ کی تقریباً ۶۱ رتصانیف میں کیا جا سکتا ہے، تصانیف کی یہ فہرست کوزے میں سمندر کے مانند ہے، اگر ان میں سے ایک ایک فن کو منفرد کر دیا جائے تو ہزاروں تصانیف کا ایک جہان آباد ہو جائے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ بحر عرب وعجم سے موتیاں نکالنا بہت آسان ہے، اس کے مد مقابل سرکار تاج الشریعہ قدس سرہٗ کے علمی مقام ومراتب کی گہرائی و گیرائی کا اندازہ لگانا نہیں۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سردست عماد العلم والادب حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ قلمی نگارشات جو تقدیم وتبصرہ، شخصیت نگاری، خطبۂ صدارت، پیش لفظ وتقاریظ، کلمات خیر ودعائیہ کلمات، شرف قبولیت وارشاد گرامی، تاثرات عالی وگلہائے عنایت، تصدیق انیق وپیغام تاج الشریعہ، معائنہ جات واپیل، تعزیت نامے و مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب، اجازات ومفرقات، سند اجازت وخلافت، واجازت قصیدۂ بردہ شریف، وضاحت وترجمہ نگاری، تقرر قاضی واعلان تاسیس کے عنوان پر مشتمل ہے، اس کا مطالعہ نذر قارئین ہے۔

جن کو دیکھنے کے بعد چشمان قلب وجگر نیر بار ہو جائیں گی ذہن وفکر کے گلستان میں ایک انقلاب برپا ہو جائے گا اور آپ کا دل یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اس ذات بابرکات کے علمی بحر بیکراں کی تہوں تک پہنچنا تو بہت دور کی بات ہے اس کی گہرائی کا اندازہ لگانا اور اس کے متعلق قیاس آرائیاں کرنا بھی مشکل ہے۔ ؎

فضائے عالم اسلام پر ہے دبدبہ قائم
جلال علم ہے ایسا مرے تاج الشریعہ کا

محقق علی الاطلاق امام اہل سنت حضرت علامہ مفتی شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا ایک رسالہ مبارکہ ”تجلیۃ السلم فی مسائل نصف العلم“ ہے جو علم الفرائض والمیراث سے متعلق ہے، سرکار تاج الشریعہ قدس اسرارہم نے اس پر جو تقدیم رقم فرمایا ہے وہ قابل دید ہے، ظاہراً تو یہ ایک تقدیم ہے، حقیقتاً ایک مستقل تصنیف ورسالہ کی حیثیت رکھتا ہے، علم وفن کے جبل استقامت حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تقدیم میں مجدد اعظم امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی علمی تناوری وفنی دیدہ وری کا مختصر اور جو جامع تعریف کی ہے، وہ آپ ہی کی قلمی نگارشات کا حصہ ہے۔

جہاں ادبی جمال، فنی کمال، لسانی ملاحت اور فکری فصاحت وبلاغت کی نمکینیت کا آفتاب عالم تاب تبسم ریز ہے، علوم وفنون کے کوہ گراں کی شخصیت کو اس دل پذیر ودل نشیں انداز میں متعارف کروایا ہے جو شخصیت کی شایان شان ہے، حبر العلم والادب

* مضمون نگار فخر ازہر دار الافتاء، ہاسپیٹ بلاری کرناٹک کے مفتی ہیں۔

حضور تاج الشریعہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنا وارضاہ نے تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم رسالہ مبارکہ کی عظمت ورفعت، اہمیت و افادیت اور اس کی تحقیقی و تنقیحی حیثیت کو علم وفن اور ادبی جواہر پارے کی طلعت بار کرنوں میں اجاگر کیا ہے جو خود ہی علوم وفنون کا گہوارہ نظر آتا ہے۔

امام المحدثین فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا یہ رسالہ پانچ فصلوں پر مشتمل گنجینۂ علوم وفنون ہے، سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب وار پانچوں فصل کے تحت اس بحر ہفت اقلیم سے غوطہ زنی فرما کر فوائد علمیہ کے لعل ومرجان کی خوشہ چینی کر کے نکالتے ہیں اور اس نفیس وبلیغ، نادر ونایاب اور قیمتی موتیوں کو اجمالی لڑی میں پرو کر ایک خوب صورت وحسین انداز میں بیان فرماتے ہیں جو آپ کے علمی وفنی کمال وادراک کی چاندنی کو بکھیر کر منصب فن کو عروس بہار بنا دیتا ہے، رسالہ کی عربی عبارت کا بلیغ وسلیس ادبی کہکشاں کے جمال میں ترجمہ کرتے ہیں اور اس کا خلاصہ پیش فرماتے ہیں، اس سے متعلق آپ خود ہی رقم کرتے ہیں کہ ہمارا قصد بعونہ تعالیٰ یہ ہے کہ یہاں بعض فوائد نفیسہ کا اجمالی بیان کر دیں اور بعض ابحاث عالیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ جو عربی عبارت میں ہیں ان کا ترجمہ وخلاصہ پیش کریں۔ (تقدیم: ص:۶)

فصل اوّل میں علم الفرائض کے باب تخارج اور اس کی مبادیات ومقتضیات پر بحث ہے، سلطان لوح وقلم، تاجدار علم و ادب حضور تاج الشریعہ قدست اسرارہم نے اس فصل میں ۱۲ ر فوائد علمیہ وافادات نفیسہ وجلیلہ کو اس احسن طریقے سے بیان فرمایا جس سے آپ کا علم الفرائض والمیراث پر کمال درک کا ادراک ہوجاتا ہے جو بھی اس کا مطالعہ کرے گا اس کو یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑے گا کہ آپ کو اس فن میں بھی عبور حاصل تھا، مولوی عبدالحی علیہ الرحمہ سے اس مسئلہ کو بیان کرنے میں جو چار غلطیوں کا صدور ہوا اس کی بھی نشان دہی فرمادی۔

فصل دوم میں شرح بسیط کی عبارت اور اس کے تحت آنے والے مسائل سے بحث ہے یعنی اخوات عینیہ اور اخوات علاتیہ کے ساتھ جو عصبہ مع الغیر ہونے کا قاعدہ ہے، وہ بنات وبنات الابن میں منحصر ہے یا سفلیات کو بھی شامل ہے، صاحب بسیط نے علم الفرائض کی کتب کی عبارت سے مغالطہ میں مبتلا ہوگئے ہیں اور بنات الابن میں عمومیت کے قاعدہ کا خیال نہیں فرمایا اور سفلیات کو کالعدم قرار دے دیا کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اس پر شرح وبسط کے ساتھ کلام فرمایا جس سے شارح بسیط کی لغزش آشکار ہوگئی۔

سرکار حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس فوائد جلیلہ کی نشاندہی کی جو علم وادب کا شاہ کار ہے جس میں ان امور کا تذکرہ بھی فرمایا کہ کسی مسئلہ میں دوبار ثلثین جمع نہیں ہوسکتے، تین ان اصول میں ہے جن میں کبھی عول نہیں آتا، اسی طرح دو چار آٹھ میں عول نہیں ہوتا۔

فصل سوم میں عورت کی زندگی میں وارث سے اس کے حصہ کے عوض کسی چیز پر صلح کر لینے کی بابت بحث ہے، اس فصل میں منیر العلم والادب، مخدوم الکل سرکار تاج الشریعہ قدس سرہٗ نے دو فوائد علمیہ کی نشاندہی فرمائی، اس کے بعد عربی عبارت کا فصیح وبلیغ ترجمہ فرمایا، اوّل ودوم اور سوم کے ذریعہ صلح کی نوعیتوں کا ذکر فرمایا، اس میں کمال علم وفن کا جوت جگایا، اس کے بعد مزید پانچ فوائد علمیہ اور نکت دقیقہ نافعہ کا تذکرہ کیا جو سرکار تاج الشریعہ قدست اسرارھم کی جلالت علمیہ کو بھی آشکار کررہا ہے۔

فصل چہارم میں مادر حقیقی کے علاوہ دیگر زوجات اب اور جدۂ حقیقیہ کے علاوہ دیگر زوجات جد کے میراث پانے یا نہ پانے سے متعلق بحث ہے، شارح العلم والادب حضور تاج الشریعہ نے ام اور جدہ کی وضاحت فرمائی اور اس بات کی صراحت کردی کہ میراث کے معاملات میں دیگر زوجات اب وجد، ام اور جدہ کا اس میراث میں کوئی حصہ نہیں، اس کے تحت چار افادات عالیہ کی نشاندہی فرما کر اس بات کا بھی انکشاف فرما دیا کہ ان چار نقشوں میں سے تین نقشے خود فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استخراج کردہ ہیں جس سے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہ کی اجتہادی شان کو اجاگر فرمادیا، اسی سے سرکار تاج الشریعہ کی عبقریت علمیہ بھی ہویدا ہے۔

فصل پنجم میں اوّل میت کے ترکہ اور اس کے تقسیم کار سے متعلق بحث ہے، دوم اس امر سے بحث ہے کہ حق وراثت تقادم زمانہ سے ساقط ہوتا ہے یا نہیں، حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فصل میں ۱۲ رفوائد نفیسہ وافادات جلیلہ کا تذکرہ فرمایا ساتھ ہی محقق علی الاطلاق امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی خصوصیات علمیہ، تخریجات انیقہ، حوالجات وافرہ، استخراجی واستنباطی شان رفیعہ؛ تحقیقات بدیعہ، تنقیحات جمیلہ، دلائل کثیرہ اور استدلالات عظیمہ کے کمالات و محاسن کو بھی اجاگر فرمایا اور اس کی کامل واکمل نشاندہی مختصر اور جامع لفظوں میں کردی۔

اس تقدیم پر گہری نگاہ ڈالنے والوں کو اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ علوم وفنون کے شمس بازغہ حضور تاج الشریعہ قدس اسرارہم علوم اعلیٰ حضرت کے کامل امین ووارث ہیں اس کے ما سوا یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ ادبی کمال، فنی جمال، لسانی محاسن، قلمی شباب، تحقیقی ملاحت، تنقیدی نمکینت، فکری بلاغت، استدلالی فصاحت؛ شیریں مقالی اور علم الفرائض والمیراث پر دسترس کا آفتاب عالم تاب خط استواء پر گامزن ہے اور علمی وفنی دیدہ وری وشناوری میں حضور والا کا کوئی جواب نہیں۔ ؎

تم نے فرحت صاف ـــ بالکل کردیا
علم کے سلطان ـــ تھے اختر رضا

حدیث افتراق امت سے متعلق حضرت علامہ رضوان احمد شریفی نے ایک مقالہ رقم کیا، اس میں بہتّر کے خلود فی النار کے مصداق ہونے پر دلائل قائم کیا اور اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا کہ ۷۲ رفرقہ جہنمی ہے، جو حدیث میں وارد ہے، اس سے مراد خلود فی النار ہے اور دخول فی النار کے قائلین کے دلائل کی روشنی میں رد کیا، حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس پر تبصرہ فرمایا ہے، وہ مستقل مقالہ یا رسالہ کی حیثیت رکھتا ہے، حضور والا نے بھی دلائل وبراہین کی روشنی میں یہی ثابت فرمایا کہ اس حدیث کے مصداقین جو بہتّر فرقہ یا ملّت آیا ہے اور جن سے متعلق کلھم فی النار کا قول وارد ہے وہ سب کے سب خلود فی النار کے حامل ہیں دخول فی النار کا نہیں اور اس دعویٰ پر حکیم الامت، مسیحائے قوم وملّت سرکار تاج الشریعہ نے دلائل وبراہین کی ایک کائنات سجا کر مسکّت انداز میں واضح وثابت کردیا ہے کہ حدیث کی مراد خلود فی النار ہے۔

یہ مقالہ بھی علوم وفنون کا گنجینہ اور ادبی وتحقیقی مہ پارے کا گہوارہ ہے، جس کا مطالعہ قارئین کے فکر وشعور کو تابانیاں عطا کرے گا، اس کے بعد قارئین کو حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی کمالات وعروج کا انکشاف ہوگا اور انہیں اس بات کا معترف ہونا پڑے گا کہ ان کی جلالت علمی کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔

قمر العلوم والفنون حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مفتئ اعظم عالم اسلام قدس سرہٗ سے متعلق جو خامہ فرسائی کی ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اپنا ہی نقشہ کھینچ دیا ہے اس مقالہ کو پڑھتے جائیے اور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی ذات وشخصیت کو دیکھتے جائیے تو اس تحریر پر تنویر کی نورانیت میں حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی دکھائی دیں گے ایک جگہ سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بڑا وہ ہے جس کی بڑائی نہ صرف عقیدت منداور اپنے تسلیم کریں بلکہ غیر بھی تسلیم کریں۔

(مفتی اعظم علم وفن کے دریائے ذخار، ص ۵۸)

زمانے کی نگاہوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ جب شمس العلم والادب کا انتقال پرملال ہوا تو اپنے بیگانے سب نے آپ کی بڑائی کا گُن گایا، سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہر اعتبار سے مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی تصویر پر تنویر اور اپنے مرشد گرامی کے عکس جمیل ہیں اور صدر العلماء وصدر الشہداء کے عنوان سے جو مقالہ رقم فرمایا وہ بھی قابل دید ہے، ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ مقبولیت محض عطائے الٰہی ہے اور اس میں بندے کے کسب کا کوئی دخل نہیں۔

میری آنکھوں نے سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت کا عالم بار بار دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا، جنازہ میں شرکت کے لئے جو مجمع اکٹھا ہوا تھا آج تک اتنا بڑا مجمع کسی کے جنازہ میں نہ دیکھا گیا، مفتئ اعظم ہند اور تحسین ملّت علیہما الرحمہ کی شخصیت

کوجس ادبی کہکشاں کے جمالوں میں اجاگر فرمایا کہ وہ قابل دید ہے اورشہادت حکمی کے وقوع پر دلائل و براہین کے جوانبار لگائے ہیں اس سے آپ کی عبقریت جہات ستّہ سے منکشف ہے۔

مفتی اعظم ہند کے جنازہ کی امامت سے متعلق بھی ایک تلخ حقیقت کا اظہار فرمایا ہے جو مبنی بر صداقت ہے، ان دونوں مقالات کا جائزہ لیں گے تو تمام کمالات ومحاسن کا آفتاب عالم تاب خط نصف النہار پر جلوہ باریاں کرتا ہوا نظر آئے گا، وہیں سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ اورسیرت پاکیزہ کے نقوش دکھائی دیں گے، حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ نے جنازے میں کثرت ہجوم کو بھی عظمت ورفعت اور فضیلت تام کا باعث گردانا ہے، جس سے ان لوگوں کا سیاہ چہرہ سامنے آجاتا ہے جو لوگ کثرت جنازہ کو باعث فضیلت ماننے کا انکار کیا تھا۔

تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند قدس سرہٗ نے اپریل ۲۰۱۸ء کے پندرہواں فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف میں جو خطبۂ صدارت دیا وہ فقط خطبہ نہیں بلکہ مفتیان ذوی الاحترام کے لئے ایک رہنما اصول، دستور العمل اور مشعل ہدایت وضابطہ دیا جو بھی رہتی دنیا تک اس دستور کو آئیڈیل بنا کر چلے گا وہ کبھی خطا اور ٹھوکریں نہیں کھائے گا اور نہ ہی فتنہ وفساد کا ذمہ دار قرار پائے گا، ہوائے نفس کی اتباع سے محفوظ و مامون رہے گا، اسی سال احقر کو بھی اس فقہی سیمینار کا ایک حصہ بنایا گیا جو سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نگاہ رحمت اور محدث کبیر مدظلہ النورانی کی نگاہ کرم کا نتیجہ ہے اور یہ خطبہ بھی ادب کا شہ کار ہے۔

عربی اور انگلش تحریرات وتقاریظ بھی آنکھیں نور بار کرتی ہیں، اس کی عبارتوں کی زیارت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت والا عربی النسل یا انگریزی النسل ہیں، یہ زبانیں حضور والا کی مادری زبانیں ہیں اس کے بعد مختلف اشخاص سے متعلق تقاریظ وپیش لفظ، کلمات خیر دیگر عنوانات سے قلمی نگارشات ہیں، مختصر مگر جامع کلمات پر مشتمل ہے، جن کے جلوؤں میں علوم وفنون کے ماہ تمام فخر ازہر، غسال کعبہ، شیخ اکبر، مخدوم الکل، قاضی القضاۃ، تاج الاسلام والمسلمین، سید المحدثین والمفسرین، عماد الفقہاء و المتکلمین سیدنا وسندنا وشیخنا عارف باللہ مجدد وقت حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا خان قادری نوری ازہری بریلوی جانشین مفتی اعظم عالم اسلام نوّر اللہ مرقدہٗ کے علمی طمطراقیاں، فنی جاہ وجلال، ادبی شان و شوکت، فکری عروج وارتقاء، لسانی حسن وجمال، استدلالی دلکشی ودل پذیری بلکہ جملہ کمالات ومحاسن آفاقیت کا حامل نظر آتا ہے۔ ؎

جزئیات وکلیات دین کا
دلنشین جزدان تھے اختر رضا

لائق مبارکباد قابل صد آفرین وصد ستائش ہیں محب گرامی وقار برادرم دانش صاحب قادری رضوی زیدت معالیہ جنہوں نے منفرد قلمی نگارشات کو یکجا فرما کر اس کو علوم وفنون کا گلستان بنا دیا اور اپنے مرشد گرامی کی بارگاہ عالیہ میں لازوال خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کیا۔

اللہ عزوجل بطفیل نبی کریم ﷺ محب گرامی کے گلزار آرزو اور چمن تمنا کو اس کارہائے نمایاں کے صدقے مرغزار ولالہ زار بنادے، شیخ اور شیخ الشیوخ کے فیوض وبرکات دائمہ کے نزول کا محور ومرکز بنا کر مقبولیت سے سرفراز فرمادے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

اس ادبی کہکشان کی وادی کے کسی کنارے میں اس خس و خاشاک کو جگہ ملے ناممکن سی بات ہے لیکن احباب کے محبتانہ مشورے کا لاج رکھنا بھی محبت کا متقاضی تھا، حضرت والا سے التماس کیا تو پیکر اخلاص ووفا نے ارسال کردینے کا اذن عطا فرمادیا جو ہمارے لئے باعث مسرت ہے اللہ عزوجل موصوف کی تمناؤں کے گلستان میں روز افزوں بادی بہاری عطا فرما کر رشک ارم بنا دے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کرکے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کرکے رسالہ پہنچایا جاسکے۔

از: حافظ افتخار احمد قادری*

اسلاف واخلاف

حضور تاج الشریعہ ایک عہد ساز شخصیت

وارث علوم اعلیٰ حضرت، امین معارف سرکارِ مفتی اعظم ہند، یادگار حجۃ الاسلام، جگر گوشۂ مفسر قرآن، نائب رسولِ اعظم، مظہر غوثِ اعظم، مقبولِ زمانہ، محقق عصر، فقیہ زمن، مفتی بے بدل افقہ الفقہا، اعلم العلما، اکبر المشائخ، مرجع الخلائق، شیخ اکبر، پیر بے نظیر، روشن ضمیر، قاضی القضاۃ فی الہند حضرۃ العلامہ المفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خان قادری نوری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذاتِ ستودہ صفات آج پوری دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔

اللہ رب العزت نے آپ کو وہ مقبولیت عطا فرمائی جس کی مثال ماضی کی تاریخ میں دور دور تک نہیں ملتی، حضور تاج الشریعہ کی ولادت مرکز اہل سنت بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں 14/ ذی القعدہ 1361 ہجری مطابق 23/ نومبر 1942 عیسوی بروز منگل ہوئی، حضور تاج الشریعہ حضرت مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے فرزند ارجمند ہیں، خاندانی روایت کے مطابق آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' رکھا گیا، کیونکہ آپ کے والد بزرگوار کا اسمِ گرامی محمد ابراہیم رضا ہے، اس مناسبت سے آپ کا نام ''محمد اسمٰعیل رضا'' تجویز ہوا، آپ کا عرفی نام ''اختر رضا'' ہے اور اسی اسم گرامی سے مشہور ہیں۔

اختر تخلص اور قادری مشرباً اور ازہری علماً نام کے آگے تحریر فرماتے تھے، آپ افغانی النسل ہیں، شجرہ پدری اس طرح ہے: تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا بن مفسر اعظم ہند محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمہ بن حجۃ الاسلام محمد حامد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان بن امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مفتی محمد احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ بن خاتم المتکلمین مفتی محمد نقی علی خان علیہ الرحمہ بن رضا علی۔

حضورِ تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی والدہ ماجدہ سے قرآن مجید ناظرہ مکمل کیا اور ابتدائی کتابیں آپ کے والد محترم نے آپ کو خود پڑھائیں، اس کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ کرا دیا، نحومیر، میزان ومنشعب وغیرہ سے لے کر ہدایہ آخرین تک کی کتابیں دارالعلوم منظر اسلام کے شاہین بلند پرواز اور علوم وفنون کی شاخوں پر مہارت تامہ رکھنے والے اساتذہ اکرام سے پڑھیں، والد ماجد کی خواہش اور تمنا اور لوگوں کے اصرار پر آپ 1963 عیسوی میں عالم اسلام کی مشہور یونیورسٹی ''جامعۃ الازہر'' قاہرہ مصر زبان وادب پر مہارت تامہ حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے، وہاں آپ نے ''کلیۃ اصول الدین'' میں داخلہ لیا اور دین کے اصول قرآن وحدیث پر تحقیق انیق فرمائی اور عربی ادب میں مہارت تامہ حاصل فرمائی، آپ نے 1382 ہجری مطابق 1966 عیسوی میں دو'' کلیہ اصول الدین قسم التفسیر و الحدیث'' کی تکمیل فرمائی، اس شعبہ میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی۔

حضورِ تاج الشریعہ کے القابات

جانشین حضور مفتی اعظم ہند کو صدر المفتیین، سند المحققین اور فقیہ اسلام: کا لقب 9984 عیسوی مطابق 1404 ہجری میں رام پور کے مشہور عالم دین حضرت علامہ مفتی سید محمد شاہد علی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان، گنج قدیم، رام پور، خلیفہ وتلمیذ حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی نے دیا۔

مفکر اہل سنت: فقیہ اعظم اور شیخ المحدثین کا لقب 14/ شوال المکرم 1405 ہجری کو مولانا حکیم منظور احمد رضوی بدایونی، خلیفہ تاج العلماء، حضرتِ سید اولاد رسول محمد میاں مارہروی نے دیا، اس کے علاوہ مثلاً تاج الشریعہ، مرجع العلماء و الفضلاء وغیرہ: فضیلت الشیخ حضرت العلام مولانا شیخ محمد بن علوی مالکی شیخ الحرم مکہ معظّمہ، قطب مدینہ حضرتِ علامہ مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و تلمیذ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی جیسے جید اکابر علما و مشائخ نے القابات سے نوازا، جس کی ایک طویل فہرست ہے، شرعی کونسل آف انڈیا میں ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے جید علمائے اکرام و مفتیان عظام نے نومبر 2005 میں ''قاضی القضاۃ فی الہند'' کا خطاب دیا۔

تصانیف حضورِ تاج الشریعہ

حضورِ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ گونا گوں مصروفیات کے باوجود قلم سے اپنا رشتہ بنائے رکھتے تھے، آپ نے متعدد موضوعات پر کتابیں تصنیف فرمائیں اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے، ان کی کچھ کتابوں کے نام ملاحظہ فرمائیں:

(۱) القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق (۲) شرح حدیث نیت (۳) ہجرت رسول (۴) سنو چپ رہو (۵) ٹائی کا مسئلہ (۶) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۷) تصویروں کا حکم (۸) دفاع کنز الایمان (۹) الحق المبین (۱۰) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (۱۱) حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (۱۲) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟ (۱۳) جشن عید میلاد النبی (۱۴) متعدد فقہی مقالات (۱۵) آثار قیامت (۱۶) سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی (۱۷) المواہب الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ (۱۸) منحۃ الباری فی شرح البخاری (۱۹) نوح حامیم کیلر کے سوالات کے جوابات (۲۰) الحق المبین (۲۱) الصحابۃ نجوم الاہتداء (۲۲) شرح حدیث الاخلاص۔

کراماتِ حضور تاج الشریعہ

حضرتِ علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی شہر مفتی مراد آباد و شیخ الحدیث جامعہ اکرام العلوم لال مسجد کا بیان ہے کہ فقیر نے عرصہ 1985ء سے مخدومی تاج الشریعہ کی خدمت و مجلس اور بعض اہم اسفار میں معیت رفاقت کا شرف حاصل کر چکا ہے، میں نے ہر بار حضرتِ قبلہ کو تصلب فی الدین کا مظہر اتم اور اپنے اسلاف کے ہما گیر اخلاق و اوصاف اور علم و فضل کا سچا جانشین پایا، جب کسی عنوان پر آپ کا قلم اٹھتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت کا قلم سیال رواں دواں ہے اور جب زبان کھلتی ہے تو یہ محسوس کئے بغیر کوئی نہیں رہتا کہ حضورِ مفتی اعظم ہند کی شان علمیت نمایاں ہے، فقہی مجلس ہو یا دار الافتاء، علماء کی جماعت ہو یا فقہا کا گروہ، متکلمین کی نشست ہو یا محدثین کا مجمع، ہر جگہ آپ مقتدیٰ اور میر مجلس نمایاں نظر آتے ہیں۔

یہ تو علم و فضل کی بات ہوئی اللہ رب العزت نے آپ کو سیرت و صورت، حلم و بردباری اور شفقت و مہربانی میں بھی ایسا خصوصی درجہ عطا فرمایا کہ آپ کی پہلی زیارت کے بعد ہی تشنگانِ روحانیت آپ کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں اور یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتے کہ آپ اپنے اسلاف کرام اور خاندانی مقتدایان عظام کی بولتی تصویر اور ہم پیکر ہیں۔

فقیر نے بارہا حضرت قبلہ سے اکتساب فیض کے لئے استفتا کیا جس کے جواب میں آپ نے ایسے ایسے لعل و گہر کے پھول برسائے کہ سن کر انسان حیرت زدہ ہو جائے اور یہ ماننے پر مجبور ہو جائے کہ یہ اپنے وقت کے عالم ربانی اور فقیہہ النفس کی حیثیت رکھتے ہیں، فقیر اس امر کے بیان میں اپنے کو نہایت خوش نصیب سمجھتا ہے کہ 1986ء میں جب آپ کو سعودی حکومت نے گرفتار کر لیا تو میں نے حضرت کی حمایت و براءت میں تقریباً بیسوں قسطوں میں اپنے رشحات قلم کے ذریعے نجدی حکومت کے پرخچے اڑائے اور حضرتِ قبلہ کی بارگاہ اقدس میں اپنے قلم کے ذریعے بہترین خراجِ عقیدت و محبت پیش کرنے کی کوشش کی، دوسرا جب ہندوستان میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی حلت و حرمت کی بحث چھڑی تو وہاں کے بہت سارے قدر دانوں میں اس فقیر کا بھی نام لیا جا سکتا ہے۔

تیسرا یہ کہ جب مراد آباد میں آپ پر ایک نام نہاد کم ظرف اور بدترین قسم کے حاسد مولوی نے ''مسئلہ اللہ میاں'' میں اپنے منشا کے مطابق آپ کی جانب سے فتویٰ نہ ملنے کی رقابت کا بدلہ لینے اور آپ کی پروقار شخصیت کو مجروح کرنے کی ناروا جسارت کرتے ہوئے آپ پر ایک جھوٹا مقدمہ مراد آباد کورٹ کے ذریعے قائم کرایا تو اس ناچیز نے علمائے کرام کے باہمی مشورہ سے مقدمہ کی پیروکاری کی مکمل ذمہ داری اپنے ذمہ لی اور مراد آباد

اسلاف و اخلاف

کے ضلعی کورٹ میں جاری اس مقدمہ کی ایسی پیروی کی کے مخالفین کے پاؤ اکھڑ گئے اوران کو خاسر المرام ہونا پڑا۔

اللہ رب العزت نے حضرتِ قبلہ کو ایسی فتح اور جیت عطا فرمائی جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے، اس عظیم الشان کامیابی پر یہ کہنا مبالغہ ہوگا کہ آپ کے جد کریم سیدنا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ پر بھی ایک مقدمہ قائم کیا گیا، جس کی مکمل پیروکاری کا شرف حضورِ صدر الافاضل مراد آبادی کو حاصل ہوا، بعینہٖ اسی طرح ان کے فرزند پر بھی ایک مقدمہ قائم کیا گیا جس کی پیروی مراد آباد کے تعلق سے اس ناچیز کے حصے میں آئی، میں اس مقدمے کی پیروی کو اپنی خوش نصیبی وخوش بختی تصور کیا کرتا ہوں اور یہ ادعان اور یقین کرتا ہوں کہ میرے اوپر سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کا کرم ہوا اور میں اس خانوادے کے کام آ گیا۔ (حیات تاج الشریعہ)

11/ مارچ 2005ء کو حضورِ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بنارس کے لیے کاشی وشوناتھ ایکسپریس سے روانہ ہوئے، عصر کی نماز بریلی جنکشن پر ادا فرمائی، مغرب شاہجہان پور میں ادا کی اور عشا کے وقت ٹرین لکھنؤ پہنچ گئی، اسٹیشن پہنچنے سے پہلے حضرت بیت الخلا گئے، جب حاجت سے فارغ ہوئے، تو ٹرین کے چھوٹنے کا وقت ہو گیا، حضرت جب بیت الخلا سے باہر تشریف لائے اس وقت ٹرین روانہ نہیں ہوئی تھی، مگر چند لمحہ میں ٹرین چلنے لگی، حضرت نماز عشا ادا کرنے کے لئے جائے نماز لانے کا حکم دے رہے تھے، حضرت کے ساتھ والوں نے کہا کہ حضور ٹرین چلنے لگی، حضرت نماز عشا ادا کرنے کے لئے جائے نماز لانے کا حکم دے رہے تھے، حضرت کے حکم پر مصلی بچھا دیا گیا، جیسے ہی مصلّی پر حضرت نے قدم رکھا فوراً ٹرین رک گئی، حضرت نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، ٹرین میں جگہ تنگ اور حضرت کی نقاہت کو دیکھتے ہوئے، ایک طرف مفتی محمد شعیب رضا قادری اور دوسری طرف علمائے کرام معمولی سہارا دیتے رہے۔

حضرت نے اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز عشا ادا فرمائی، بس سلام پھیرتے ہی ٹرین چلنے لگی، حضرت نے سلام پھیرا، فرمایا ٹرین کہاں پر ہے عرض کیا کہ حضور ٹرین ابھی پلیٹ فارم پر ہی ہے، حضرت نے فرمایا کہ چلو الحمدللہ نماز اپنے وقت پر ادا ہوگئی۔ (حیات تاج الشریعہ)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ساؤتھ افریقہ، ماریشس، ہرارے، زمبابوے، وغیرہ کے تقریباً ایک درجن ممالک کے تبلیغی سفر پر 14/ مارچ 2015ء کو بریلی شریف سے روانہ ہوئے، قیام دولت کدہ بریلی سے ہی آنکھ سے کبھی کبھی خون نکل رہا تھا، سبھی لوگوں نے حضرت سے اتنا طویل سفر کرنے سے منع کیا، مگر آپ تاریخ دے چکے تھے، اس لیے وعدہ خلافی نہ ہو، تشریف لے گیے آپ کے ہمراہ آپ کے صاحب زادے گرامی مفتی عسجد رضا خان قادری بھی تھے، ساؤتھ افریقہ پہنچنے پر آنکھ میں تکلیف زیادہ بڑھ گئی، 22/ اپریل 2015ء کو ہاسپٹل لے جا کر آنکھ کے مشہور اور تجربہ کار ڈاکٹر کو دکھایا، انہوں نے کچھ دوائیں تجویز کیں اور آپریشن کا مشورہ دیا۔

یہ وہ آنکھ ہے جس کا تقریباً بیس سال قبل ممبئی میں آپریشن ہو چکا تھا، اسی دوران آنکھ کے تحفظ کے پیشِ نظر پلاسٹک کے دو ٹکڑے ڈاکٹر نے لگا دیے تھے، وہ ٹکڑے ابھر کر آ گئے تھے، اس لیے آنکھ سے خون بہنے لگا تھا، ڈاکٹر نے کہا کہ آنکھ کے آپریشن کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے، جس سے اس پر کنٹرول پایا جا سکے، 24/ اپریل 2015ء کو آپریشن کی تاریخ مقرر کر دی، حضرت کو مریدین وعقیدت مند ہاسپٹل لے کر پہنچے، آپریشن کی تیاریاں مکمل ہوگئیں، ڈاکٹر نے حضرت کو آپریشن سے قبل بے ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا جیسا کہ ڈاکٹروں کا معمول ہے مگر آپ نے سختی سے منع فرما دیا کہ اس طرح کے انجکشن میں ناجائز چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے اور دوسری نشیلی اشیا ہوتی ہیں، اس لیے میں انجکشن نہیں لگوا سکتا۔

ڈاکٹر نے حضرت کو بہت مطمئن کرنے کی کوشش کی مگر حضرت نے انکار فرمایا، پھر ڈاکٹر نے حضرت سے گزارش کی کہ اتنا حصہ سن کر دیتا ہوں، حضرت اس پر بھی تیار نہیں ہوئے اور سن کرنے سے بھی منع کر دیا، عین آپریشن کے وقت ڈاکٹر صاحب

اسلاف واخلاف

کے ساتھ ڈاکٹروں کا پورا پینل حضرت کو سمجھانے کی کوشش کرتا رہا، کہ آپریشن بغیر سن کئے یا بغیر انجکشن لگائے نہیں ہوتا ہے، حضرت نے بڑے اطمینان کے ساتھ ان ڈاکٹروں کے پورے پینل سے فرمایا کہ آپ لوگ بالکل بے فکری کے ساتھ میری آنکھ کا آپریشن کیجیے، میں کسی بھی طرح کی ناجائز اشیا کا استعمال نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی پسند کرتا ہوں، ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، مرے جدامجد نے بھی بغیر انجکشن کے آپریشن کرایا تھا، آپ لوگ اپنا کام کریں۔

اس گفتگو کے بعد ڈاکٹروں نے ہمت جٹائی اور آپریشن کا آغاز کردیا، حضرت بہت مطمئن اور بالکل ساکت و جامد بیٹھے رہے، تقریباً ساڑھے تین گھنٹہ آپرشن چلا اور آنکھ میں سات ٹانکے لگے، آپریشن کی تکمیل تک آپ کی زبان مبارک پر درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف کا ورد جاری رہا، ڈاکٹر حضرات یہ نہیں سمجھ پارہے تھے کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں مگر لبوں کی جنبش سے محسوس ہوتا تھا کہ آپ کچھ پڑھ رہے ہیں۔

آپریشن سے فارغ ہوکر ڈاکٹر نے سبھی لوگوں کی موجودگی میں کہا کہ میں دنیا بھر میں جاتا ہوں اب تک بغیر انجکشن لگائے میں نے یا کسی ڈاکٹر نے آپریشن نہیں کیا، مگر یہ شخصیت اپنے آپ میں منفرد ہے، دنیا کا سب سے نالائق ڈاکٹر میں ہوں کہ میں نے بغیر انجکشن کے آپریشن کیا اور یہ ذات دنیا کی واحد ذات ہے کہ اتنی مضبوط ہمت اور روحانی قوت والی ہے، کہ ساڑھے تین گھنٹہ تک بالکل جس طرح بٹھایا گیا تھا بیٹھے رہے، ذرا سی بھی جنبش نہیں کی جبکہ اس طرح کے بڑے آپریشن میں تکلیف سے آدمی تڑپ اُٹھتا ہے، ایک ذرا سا کانٹا چبھ جانے سے آدمی کراہ اٹھتا ہے مگر یہ شخصیت پوری دنیا میں شاید واحد ہوگی، جس کے اندر میں روحانی اور ایمانی قوت دیکھتا ہوں، ڈاکٹروں کی پوری ٹیم آپ کی استقامت پر حیران تھی۔ (حیات تاج الشریعہ)

حضورِ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رفعت و بلندی ہفت آسماں سے اونچی ہے آپ پر اللہ رب العزت کی رحمت اس قدر ہے کہ آپ کو کعبۃ اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کا موقع ملا اور غسل کعبہ دینے کا شرف بھی، آپ کے مریدین و معتقدین ہندوستان، پاکستان، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، بنگلہ دیش، موریشس، سری لنکا، برطانیہ، ہالینڈ، جنوبی افریقہ، امریکہ، ایران، عراق، ترکی، جرمن، متحدہ عرب امارات، کویت، لبنان، مصر، شام کناڈا وغیرہ ممالک کے طول وعرض میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں، آپ کے مریدین میں بڑے بڑے علماء، مشائخ، صلحاء، شعراء، خطباء، مفکرین، قائدین، ریسرچ اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر اور محققین ہیں جو آپ کی غلامی کی نسبت پر ناز کرتے ہیں۔

بالا آخر علم وفضل کا آفتاب، وارث علوم اعلیٰ حضرت، بدر طریقت، تاج الشریعہ، حضرتِ علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ اپنی زبان سے آخری کلمہ ''اللہ اکبر'' جاری کرتے ہوئے 6/ ذی القعدہ 1439/ ہجری مطابق 20/ جولائی 2018ء جمعۃ المبارکہ کا دن گزار کر بوقت مغرب عالم آب وگل سے رشتۂ حیات منقطع فرمالیا اور سرزمین بریلی شریف محلہ سوداگران میں ہمیشہ کے لیے روپوش ہوگئے۔

حضور تاج الشریعہ ایک نظر میں

تاج الشریعہ کو مجدد اعظم امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم وفضل کا سچا امین و وارث کہا جاتا ہے، علم و حکمت کا یہ خاندانی ورثہ آپ کی کئی پشتوں سے چلا آرہا ہے جو آپ تک پہنچا، امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا رئیس العلما حضرتِ علامہ رضا علی خان قادری خود نابغہ روزگار ہستی تھے جن کے علم وفضل کو دور کے علما بطورِ سند پیش کیا کرتے تھے، آپ ہی کے صاحبزادے اور امام احمد رضا خان قادری کے والدِ ماجد رئیس الاتقیا، جبل العلم، زینت مسند افتاء حضرتِ علامہ الشاہ مفتی نقی علی خان قادری قدس سرہ علم و حکمت کے تاجدار زمانہ تھے۔

خود امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی کی ذاتِ والا صفات اپنے دور میں مسلم الثبوت تو تھی ہی بلکہ آج ان کے افکار و نظریات و تحریرات مشعلِ نجات بنے ہوئے ہیں، اسی علمی سلسلوں کی ایک کڑی حضور تاج الشریعہ اپنے دادا امام بقیہ ص ۳۲ / پر

از: میثم عباس قادری رضوی*

براہینِ قاطعہ کا اصل مؤلف کون؟

بدنام زمانہ کتاب ''براہینِ قاطعہ'' گو کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی، لیکن متعدد دیوبندی کتب سے ثبوت ملتا ہے کہ اس کے اصل مؤلف مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں، اسی وجہ سے اس حقیقت سے باخبر بعض علمائے اہلِ سنت نے ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب قرار دیا ہے، صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''براہینِ قاطعہ، مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب ہے، جو انہوں نے اپنے ایک شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے نام سے شائع کرائی ہے۔'' (فتاویٰ امجدیہ، جلد ۴/ صفحہ ۱۰۰/ مکتبہ رضویہ، کراچی)

☆ مولوی اسیر اَدروی دیوبندی نے ''براہین قاطعہ'' کے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف ہونے سے اِنکار کرتے ہوئے اتنا ضرور تسلیم کیا ہے کہ:

''البتہ ہدایات، مشورے، بہت سے مضامین و مسائل حضرت گنگوہی کے ہوسکتے ہیں۔'' (مولانا رشید احمد گنگوہی، حیات اور کارنامے، صفحہ ۱۰۷/ مطبوعہ شیخ الہند اکیڈمی، دار العلوم، دیوبند)

اسی سلسلے میں مزید لکھا ہے:

''سچائی یہ ہے کہ ''براہینِ قاطعہ'' حضرت گنگوہی کے ایماء ہی سے نہیں، بلکہ ان کے مشوروں اور ہدایتوں اور رہنمائیوں کی روشنی میں لکھی گئی۔'' (مولانا رشید احمد گنگوہی، حیات اور کارنامے، صفحہ ۱۱۱/ مطبوعہ شیخ الہند اکیڈمی، دار العلوم، دیوبند، اشاعت رجب ۱۴۱۸ھ/ نومبر ۱۹۹۷ء)

مولوی عبد الرحیم چاریاری دیوبندی نے بھی ''براہینِ قاطعہ'' کے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف ہونے سے اِنکار کیا ہے، ملاحظہ ہو کتاب ''تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت'' صفحہ ۴۲۲/ تا ۴۲۴/ (مطبوعہ جامعہ حنفیہ، شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد، اشاعت: جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ/ مارچ ۲۰۱۶ء)

☆ صمصامُ المناظرین، اجمل العلما، حضرت علامہ مولانا محمد اجمل سنبھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''رَدّ شہابِ ثاقب'' میں ''امکانِ کذبِ باری تعالیٰ'' کے اِثبات میں ''براہینِ قاطعہ'' کی ایک عبارت نقل کر کے لکھا ہے:

''اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ یہی گنگوہی مسئلہ امکانِ کذب کا قائل تھا۔'' (ردشہابِ ثاقب، صفحہ ۲۵۰/ مطبوعہ اِدارہ غوثیہ رضویہ، مصری شاہ، لاہور، ایضاً صفحہ ۲۸۹/ مطبوعہ ازہر بک ڈپو، جامع مسجد آرام باغ، کراچی)

اس پر ساجد خان دیوبندی نے اپنی بھڑاس نکالتے ہوئے لکھا ہے:

''اس جاہل کو اِتنا بھی علم نہیں کہ امکانِ کذب کی وہ عبارت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں، بلکہ مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔'' (دِفاعِ اَھلِ السُّنّۃِ والجَمَاعَۃ، جلد ۱/ صفحہ ۳۶۶/ مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور، طبع اوّل)

اب دو ہی باتیں ہیں:

پہلی بات: اس جاہل، بدزبان معترض ساجد خان کو خود بھی علم نہیں ہے کہ دیوبندی علما نے ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف قرار دیا ہے۔

دوسری بات: اس جاہل بدزبان کو اس بات کا علم تو ہے کہ دیوبندی علما نے بھی ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف قرار دیا ہے، لیکن اپنی بھڑاس نکالنے کے لیے جان بوجھ کر اس نے فریقِ مخالف کو جاہل کہا ہے۔

چونکہ متعدد اکابر علمائے دیوبند نے ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف قرار دیا ہے، اس لیے مولوی اسیر ادروی دیوبندی، مولوی عبد الرحیم چاریاری دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کے ''براہینِ قاطعہ'' کے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف

ہونے سے اِنکار کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ مولوی ابوبکر غازی دیوبندی نے اُصول بیان کیا ہے کہ:

''کسی بھی مذہب کا ماخذ اکابر کا کلام ہوتا ہے، چھوٹوں کا کلام ماخذ نہیں بن سکتا۔'' (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، صفحہ ۱۶۱ / مطبوعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی)

اب ذیل میں وہ حوالہ جات پیش کیے جارہے ہیں جن میں ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف کہا گیا ہے، یا اسے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف کہنا درست قرار دیا گیا ہے۔

(۱) مولوی عبدالحیٔ حسنی دیوبندی کی کتاب ''نزھۃ الخواطر'' (جس کی تکمیل مولوی ابوالحسن علی ندوی دیوبندی نے کی ہے) میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ میں ان کی تصنیفات میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام بھی لکھا ہے، اقتباس ذیل میں ملاحظہ کریں:

''له مصنفات مختصرة قليلة، منها "تصفية القلوب" و "امدادالسلوک" و "هداية الشيعة" و "زبدة المناسک" و "هداية المعتدی" و "سبيل الرشاد" و "البراهين القاطعة فی الرد علی الانوار الساطعة" للمولوی عبدالسميع الرامفوری طبع باسم الشيخ خليل احمد السهارنفوری۔''

(نزھۃ الخواطر، صفحہ ۱۲۳۱ / ناشر دار ابن حزم، بیروت لبنان)

ترجمہ: آپ کی تصنیفات بہت تھوڑی ہیں، جن میں چند یہ ہیں (۱) تصفية القلوب (۲) امدادالسلوک (۳) هداية الشيعة (۴) زبدة المناسک (۵) هداية المعتدی (۶) سبيل الرشاد (۷) البراهين القاطعة فی الرد علی الانوار الساطعة۔ جو مولوی عبدالسمیع رامپوری کی ہے اور اپنے شیخ خلیل احمد سہارنپوری کے نام سے شائع کی گئی ہے۔

(نزھۃ الخواطر، جلد ہشتم، اُردو ترجمہ بنام: چودھویں صدی کے علمائے برصغیر، صفحہ ۲۲۶ / ناشر دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

دیوبندی مذہب کی اس معتبر کتاب سے ثابت ہوگیا کہ ''براہینِ قاطعہ'' مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب ہے، جو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی تھی، اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ''نزھۃ الخواطر'' میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا تذکرہ بھی شامل ہے، لیکن ان کے تذکرہ میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام شامل نہیں ہے، ملاحظہ کریں ''نزھۃ الخواطر''

(صفحہ ۱۲۲۳ / ناشر دار ابن حزم، بیروت لبنان۔ ایضاً: اُردو ترجمہ بنام: چودھویں صدی کے علمائے برصغیر، صفحہ ۲۰۸، ناشر دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

نوٹ: نزھۃ الخواطر سے نقل کیے گئے عربی اقتباس کی آخری سطر کا اُردو ترجمہ پڑھ کر دیوبندی مترجم کی نااہلی عیاں ہوتی ہے۔

(۲) مولوی حفظ الرحمان کملانی دیوبندی بن محب الرحمان کملانی (رئیس دارالافتاء جامعہ رحمانیہ عربیہ، ڈھاکہ، بنگلہ دیش) کی کتاب ''البدور المضية فی تراجم الحنفية'' میں ''نزھۃ الخواطر'' سے مولوی رشید احمد گنگوہی کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے، جس میں ''براہینِ قاطعہ'' کو گنگوہی صاحب کی تالیف قرار دیا گیا ہے، ملاحظہ ہو ''البدور المضية'' (جز سابع، صفحہ ۲۸۶ — ۲۸۷ / مطبوعہ دَارُ الصَّالِح، قاہرہ) ''البدور المضية'' میں ''نزھۃ الخواطر'' سے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا تذکرہ بھی شامل کیا گیا ہے، لیکن یہاں بھی ان کے تذکرہ میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام شامل نہیں ہے، ملاحظہ کریں ''البدور المضية فی تراجم الحنفية'' (جز سابع، صفحہ ۱۶۲، مطبوعہ دَارُ الصَّالِح، قاھرہ)

(۳) الدکتور یُوسُف المرعسیلی (أُستَاذ الحدیث وَ الفِقه فِی کلیّة الشَّریعة بجامعة بیروت الاسلامیّة) کی کتاب ''نَثرُ الجوَاهِر وَالدُّرَر فِی عُلَمَاءِ القَرن الرَّابع عَشَر'' (حرف الراء، صفحہ ۴۳۷، مطبوعہ دَارُ المعرفة، بیروت، لبنان) میں بھی ''نزھۃ الخواطر'' سے مولوی رشید احمد گنگوہی کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے، جس میں ''براہینِ قاطعہ'' کو گنگوہی صاحب کی تالیف قرار دیا گیا ہے ''نَثرُ الجوَاهِر وَالدُّرَر'' میں ''نزھۃ الخواطر'' سے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا تذکرہ بھی شامل کیا گیا ہے، لیکن (نزھۃ الخواطر اور البدور المضية کی طرح) یہاں بھی ان کی تالیفات کے تذکرہ میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام موجود نہیں ہے، ملاحظہ کریں ''نَثرُ الجوَاهِر وَالدُّرَر''

(حرف الخاء، صفحہ ۴۱۲، مطبوعہ دَارُ المعرفة، بیروت، لبنان)

(۴) رشید رضا مصری وہابی (ایڈیٹر: المنار و مؤلف تفسیر: المنار) کو ۱۳۳۰ ہجری میں بطورِ خاص دعوت دے کر دارُالعلوم دیوبند میں بُلایا گیا اور اُن کے لیے خیر مقدم کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا، اس بات کا ذکر مولوی انورشاہ کشمیری دیوبندی کی سوانح پر مشتمل اکثر کتب میں فخریہ کیا جاتا ہے، سرِ دست ملاحظہ ہو مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی دیوبندی کی کتاب ''واقعات وکرامات اکابر علمائے دیوبند'' صفحہ ۱۹۱ (مطبوعہ عمر پبلی کیشنز، یوسُف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور) [یہاں ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ دیابنہ آمدِ رسول ﷺ کی خوشی میں جلسہ کرنا ناجائز، اور ایک وہابی کی آمد کی خوشی میں جلسہ کرنا جائز سمجھتے ہیں] انہی رشید رضا مصری نے ''صِیانَۃُ الانسانِ عَن وَسوَسَۃِ الشَّیخ دَحلَان'' کے مقدمہ میں مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی کے شیخ اجازت سیدی زینی دحلان مکی پر تنقید کرتے ہوئے ''براہینِ قاطعہ'' کے اصل مؤلف کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے:

''فقد قال صاحب كتاب (البراهين القاطعة على ظلام الأنوار الساطعة) المطبوع بالهند: ''ان شيخ علماء مكة فى زماننا (قريب من سنة ۱۳۰۳) قد حكم۔أى أفتي۔بايمان أبى طالب وخالف الأحاديث الصحيحة لأنه أخذ الرشوة الربابى القليلة من الرافضى البغدادى''۔اھ۔

وشيخ مكه فى ذلك العهد هو الشيخ احمد دحلان الذى توفى سنة ۱۳۰۴ھ وصاحب الكتاب المذكور هو العلامة الشيخ رشيد احمد الكنكوهى مؤلف (كتاب: بذل المجهود شرح سنن أبى داود) و الخبر مذكور فيه، وهو قد نسب الى أحد تلاميذ مؤلفه الشيخ خليل احمد و الصحيح أنه هو الذى أملاه عليه وهو كبير علماءِ ديوبند فى عصره رَحِمَهُ اللّٰہ۔'' (صِیَانَۃُ الاِنسَانِ عَن وَسوَسَۃِ الشَّیخِ دَحلَان، صفحہ ۴۷، مطبوعہ دار الکتب، دکان ۱۳ — ۱۴ صدف پلازہ، محلہ جنگی، پشاور، پاکستان)

ترجمہ: کتاب ''البراهين القاطعة على ظلام الأنوار الساطعة'' مطبوعہ ہند کے مصنف نے لکھا ہے کہ ''ہمارے زمانے (۱۳۰۳) میں مکہ کے ایک شیخ نے فتویٰ دیا کہ ''ابوطالب مؤمن تھا'' حالانکہ اس فتویٰ میں انہوں نے صحیح احادیث کا اِنکار کیا، مگر یہ فتویٰ اس نے اس لیے دیا کہ اس نے ایک بغدادی رافضی سے رشوت لی تھی'' اس کتاب میں جس دَور کا ذکر ہے وہ دَور شیخ دحلان کا ہی ہے، جس کا انتقال ۱۳۰۴ ہجری ہے، مذکورہ کتاب کے مصنف شیخ رشید احمد کلکتوی (دُرُست: گنگوہی از ناقل) جنہوں نے (''بذل المجهود شرح سنن أبى داؤد'' لکھی ہے) یہ واقعہ اس کتاب میں (''البراهين'' میں مذکورہ ہے) اور مؤلف کے شاگرد شیخ خلیل احمد کی طرف منسوب ہے، صحیح بات یہ ہے کہ یہ کتاب مؤلف نے انہی (خلیل) کو اِملا کروائی تھی، یہ اپنے دَور میں دیوبند کے بڑے علما میں شمار ہوتے تھے۔'' (اظہارِ حق، اُردو ترجمہ: صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیخ دحلان، صفحہ ۱۳۶، مطبوعہ، مترجم: عبد العظیم حسن زئی غیر مقلد)

نوٹ: اس کتاب پر ناشر کا پتہ نہیں لکھا، البتہ ''اسٹاکسٹ'' کے تحت ''مکتبہ ایوبیہ، ناشران اِسلامی کتب وقرآن مجید، حدیث محل، اے ایم نمبر ۱ محمد بن قاسم روڈ، کراچی'' اور ''مکتبہ ستاریہ، جامعہ ستاریہ اِسلامیہ، بلاک ۶ گلشنِ اقبال، کراچی'' کے نام لکھے ہیں۔

(۵) ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمان دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ میں لکھا ہے:

''تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ تھی، پھر بھی چند تصانیف ''تصفية القلوب، امداد السلوک، هداية الشيعة، زبدة المناسک، هداية المعتدى، سبيل الرشاد، براہینِ قاطعہ'' اور اختلافی مسائل میں بعض رسائل! آپ کے مکتوبات کا بھی ایک مجموعہ آپ کے احباب نے جمع کیا ہے اور فتاویٰ کا مجموعہ تین جلدوں میں ہے'' (الامام الهمام الاوحد مولانا الشيخ خلِيل احمد المدنى المهاجر قُدِّسَ سِرُّهٗ، صفحہ

تعزیرات قلم

۷ ۱۳۱ رمطبوعہ مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی)

(۶) مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح میں لکھا ہے:

''براہینِ قاطعہ، حضرت امامِ ربانی کے حکم سے لکھی گئی اور آپ نے اس کو من اوّله الی آخره بغور ملاحظہ فرما کر تقریظ تحریر فرمائی، اس کو بھی مِن وَجہٍ حضرت کی تصنیف میں شمار کرسکتے ہیں، یہ ''انوارِ ساطعہ'' کا جواب اور رَدِّ بدعات وتحقیق سنت میں وہ لاثانی کتاب ہے جس کو حضرت کے رنگِ نسبت اور کمالاتِ علمیہ وعملیہ کا مظہر کہیں، تو بجا ہے، سنت کے عشق میں جو غصیارہ انداز، اَور شانِ جلالی کا اِظہار اِس میں نظر آتا ہے وہ دیگر تصانیف میں کم ہے۔'' (تذکرۃ الرشید، جلد ۲ رصفحہ ۱۴۱ ۳ رمطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ رانارکلی، لاہور)

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھا ہے:

''انوارِ ساطعہ کی دل آویز تحریر کو آپ ضبط نہ کرسکے اور ''براہین'' جیسی ضخیم کتاب جس کے لفظ لفظ سے غصہ ورنج ٹپک رہا ہے، چند ہفتوں میں آپ کے حکم سے لکھی گئی اور چھپ کر اطرافِ عالم میں شائع ہوگئی۔'' (تذکرۃ الرشید، جلد ۲ ر صفحہ ۲ ۴ رمطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے دَبے لفظوں میں ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔

(۷) مفتی حافظ عبدالباسط خان دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح میں لکھا ہے:

''براہینِ قاطعہ: یہ رسالہ اگرچہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے ''انوارِ ساطعہ'' کے جواب میں تحریر کیا تھا، لیکن چونکہ مولانا گنگوہی کے ایماء پر اکٹھا کیا تھا اور آپ ہی نے اسے حرف بحرف پڑھا ہے، اس لیے اسے آپ کی تصانیف میں بھی شمار کیا جاسکتا ہے۔'' (مولانا رشید احمد گنگوہی رَحمَةُ اللهِ عَلَيهِ، حیات وخدمات، صفحہ ۷ ۱۳ رمطبوعہ مکتبۃ الحسن، ۳۳ راُردو بازار، لاہور)

(۸) مفتی عزیز الرحمان دیوبندی (مدنی دارُالافتاء، بجنور) نے ''تفسیر رشیدی'' کے ابتدایہ میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیفات کے بیان میں چھٹے نمبر پر لکھا ہے:

''البراهین القاطعه: رَدِّ بدعت میں بہترین کتاب ہے۔'' (تفسیر رشیدی، صفحہ ۱۲ رناشر: مکتبہ عبادیہ، نہٹور، یوپی، اشاعت ۱۳۹۰ھ، ایضاً، صفحہ ۲۱ رمطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان، اشاعت: رجب المرجب ۱۴۴۳ھ، کمپیوٹر ایڈیشن)

(۹) مفتی ابوبکر علوی دیوبندی (فاضل جامعہ دارُالعلوم، کراچی وجامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا) کی مرتبہ کتاب میں قاضی مظہر حسین دیوبندی کے نام خط میں مولوی احمد عبدالرحمان صدیقی دیوبندی کا خط شامل ہے، جس میں لکھا ہے:

''بندہ نے حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی دَامَت بَرَکَاتُهُم خلیفۂ ارشد حضرت شیخ الحدیث قُدِّسَ سِرُّہٗ سے خود سنا ہے کہ اُنہوں نے براہِ راست حضرت الشیخ (مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی: ناقل) سے کئی دفعہ سنا کہ ''براہینِ قاطعہ'' حضرت گنگوہی کی تصنیفِ لطیف ہے، جو اُنہوں نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے اسمِ گرامی سے لکھوایا تھا (اصل میں ایسے ہی ہے: ناقل)'' (محمد مکی مالکی کی کتاب ''اِصلاحِ مفاہیم'' پر تحقیقی نظر، صفحہ ۳۵ رناشر: مدرسہ خدامِ اہلِ سنت تعلیم القرآن، کرم آباد، وحدت روڈ، لاہور، طبع اوّل ۲۰۰۶ء/ ۱۴۲۷ھ)

(۱۰) پروفیسر نثار احمد فاروقی دیوبندی نے لکھا ہے:

''کتاب ''البراہین القَاطِعَه علی ظِلَامِ الانوَار السَّاطِعه'' مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی، یہ دراصل مولانا رشید احمد گنگوہی نے لکھی تھی اور مولانا خلیل احمد کے نام سے چھپی، اس کا پورا نام ''البراہین القَاطِعَه عَلٰی ظِلَامِ الانوَار السَّاطِعه، الملقّب: بالدَّلَائِلِ الوَاضِحَه عَلٰی کراہۃِ الرُّوح مِنَ المولُودِ والفَاتحه'' ہے، بڑے سائز کے ۲۷۶ رصفحات پر مشتمل یہ کتاب مولوی محمد یحیٰی کاندھلوی، تاجرِ کتب گنگوہ ضلع سہارن پور نے مولانا رشید احمد گنگوہی کی فرمائش سے ''بلالی اسٹیم پریس، ساڈھورہ'' میں ۱۳۰۴ھ میں چھپوائی، اس کا لب ولہجہ ابتدا سے ہی تلخ اور جارحانہ ہے۔'' (نوادرِ امدادیہ، صفحہ ۶۲–

۶۳؍ مطبوعہ حضرۃ سید محمد گیسودراز تحقیقاتی اکیڈمی، روضۂ منورہ بزرگ، گلبرگہ شریف، کرناٹک)

(۱۱) مولوی رشید احمد گنگوہی کے ''فتاویٰ رشیدیہ''، حصہ اوّل، مطبوعہ'' شمس المطابع، مرادآباد'' کے آخری صفحہ (۲۶۱) پر ''تالیفات زبدۃ الفقہاء و المحدثین حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قُدِّسَ سِرُّہٗ'' کے تحت ''امدادالسلوک'' کے بعد دوسرے نمبر پر ''براہینِ قاطعہ'' کا نام لکھا ہے۔

(۱۲) مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کے تذکرہ پر مشتمل مولوی یعقوب نانوتوی دیوبندی کی کتاب ''سوانح عمری''، مطبوعہ ''مطبع قاسمی دیوبند، ضلع سہارنپور'' کے آخر میں صفحہ ۱۳۱؍ پر عمادالدین انصاری، ناظم: کتب خانہ و مطبع قاسمی، دیوبند نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیفات میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام بھی لکھا ہے۔

(۱۳) مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کے رسالہ ''جواب ترکی بہ ترکی''، مطبوعہ'' مطبع قاسمی، دیوبند'' کے آخر میں بھی عمادالدین انصاری، ناظم: کتب خانہ و مطبع قاسمی، دیوبند نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیفات میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام لکھا ہے۔
(صفحہ ۳۱، مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند ضلع سہارنپور)

(۱۴) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ''اِصلاح ترجمۂ دہلویہ''، مطبوعہ ''نول کشور پریس، لاہور'' کے آخر میں (صفحہ ۵۵ پر) مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگردِ خاص مولوی محمد یحییٰ دیوبندی، تاجر کتبِ دینیات، گنگوہ ضلع سہارنپور نے ''تالیفات مولانا رشید احمد صاحب رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ'' کے تحت ''براہینِ قاطعہ'' کا نام بھی لکھا ہے۔

(۱۵) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ''القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب''، مطبوعہ ''مطبع بلالی، ساڈھورہ'' کے آخر میں بھی مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی دیوبندی، تاجر کتبِ دینیات، گنگوہ ضلع سہارنپور نے ''تالیفات مولانا رشید احمد صاحب رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ'' کے تحت ''براہینِ قاطعہ'' کا نام لکھا ہے۔

(۱۶) مولوی محمود حسن دیوبندی کی کتاب ''الجہدُ المقل'' حصہ اوّل، مطبوعہ ''مطبع بلالی، ساڈھورہ'' کے آخر میں بھی مولوی محمد یحییٰ دیوبندی، تاجر کتبِ دینیات، گنگوہ ضلع سہارن پور کی طرف سے ''حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب عَمَّ فَیضُہٗ کی تصانیف'' کے تحت ''براہینِ قاطعہ'' کا نام لکھا ہے۔

قارئین! راقم نے ساجد خان دیوبندی کی ''جہالت'' کا علاج کرنے کے لیے (دیابنہ کے ممدوح وہابی ''رشید رضا مصری'' سمیت) گھر کے بھیدی کئی دیوبندی علما کے حوالہ جات پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ''براہینِ قاطعہ'' مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب ہے، مفتی اقتدار خان نعیمی نے ''راہِ جنت'' کے نام سے کتاب لکھی، تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا:

''کتاب ''راہِ جنت'' جو ''راہِ سنت'' کے جواب میں لکھی گئی ہے، اس کا مصنف اگرچہ مفتی احمد یار خاں صاحب کے فرزند ارجمند مولوی مفتی اقتدار احمد خاں صاحب کو بتایا گیا ہے، لیکن یہ صرف کاغذی ہی کاروائی ہے، یہ کتاب درحقیقت خود مفتی احمد یار خان صاحب ہی کی تالیف ہے، کیونکہ ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من اندازِ قدت را مے شناسم

مفتی صاحب نے شاید یہ خیال کیا ہوگا کہ علم اور تحقیق کے میدان میں پہلے بھی بڑی رُسوائی ہو چکی ہے، اس لیے اب اس بڑھاپے میں ذِلّت اور رسوائی کی یہ بھاری گٹھڑی اور کیوں اُٹھاؤں، چلو اَب برخوردار کے نام سے پسِ پردہ دِل کا اُبال نکل جائے تو بہتر ہے اور چلتے چلتے برخوردار کو بھی مؤلفین کی مد میں اور ان کے رجسٹر میں درج کرا دو، کہ ان کو یوں سستی شہرت حاصل ہو جائے گی اور بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا، مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ تاڑنے والے بھی قیامت کی نگاہ رکھتے ہیں اور یہ علمِ غیب نہیں بلکہ قرائن و شواہد کے تحت فراستِ مؤمن ہے، جس کا حدیث سے ثبوت ملتا ہے، اس لیے ہم نے اس مضمون میں جناب مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی ثم گجراتی ہی بقیہ ص ۳۴ پر

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمر قندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

سولہویں قسط

تاثرات

گزشتہ سے پیوستہ

فنائے خلق کے بعد کیا ہوگا؟

...پھر اللہ تعالیٰ (جتنے عرصے کے بعد چاہے گا) آسمان کو برسنے کا حکم دے گا۔ تو آسمان سے چالیس دنوں تک مردوں کی منی کے مشابہ (پانی) برسے گا یہاں تک کی ہر چیز کے اوپر بارہ بارہ ہاتھ پانی چڑھ جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پانی سے مخلوق کو اگائے گا، جیسے (زمین سے) سبزہ اگتا ہے حتی کے سب مخلوق کے اپنے اپنے جسم پہلے کی طرح دوبارہ کامل ہو جائیں گے، پھر فرمائے گا: اسرافیل اور حاملان عرش زندہ ہو جائیں۔ وہ اس کے حکم سے زندہ ہو جائیں گے۔ اور اسرافیل کو حکم دے گا کہ وہ صور لے اور منھ پر رکھے (اور حکم ثانی کے انتظار میں) مستعد رہے۔ پھر فرمائے گا: جبرائیل ومیکائیل زندہ ہو جائیں تو وہ بحکم الٰہی (فوراً) زندہ ہو جائیں گے۔

آخری نفخہ، نفخۂ بعث

...پھر اللہ تعالیٰ سب روحوں کو بلوائے گا وہ لائی جائیں گی اور انہیں صور میں رکھا جائے گا پھر اسرافیل کو نفخ صور کا حکم دے گا۔ تو وہ صور میں (دوبارہ یا سہ بارہ) پھونک ماریں گے یہ نفخہ، نفخہ بعث ہوگا۔ تو ارواح (صور میں سے) نکل پڑیں گی گویا شہد کی مکھیوں کا ڈینگارا (عظیم ترین جتھہ) ہے۔ ان سے زمین وآسمان کا درمیانی خلاء بالکل بھر جائے گا۔ پھر روحیں زمین میں گھس کر نتھنوں کی راہ سے (نئے اگے ہوئے) اپنے اپنے اجسام میں داخل ہو جائیں گی اور پھر زمین شق ہوگی اور سب (اپنی اپنی قبروں وغیرہ) سے باہر نکل پڑیں گے، پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (انا اول من تنشق عنه الارض) زمین سے نکلنے والوں میں سب سے پہلا شخص، میں ہوں گا۔

وقت بعث ہمارے آقا کا شاندار اعزاز و اکرام

خبر دیگر

اور ایک دوسری خبر میں یوں آیا ہے:

"ان اللہ تعالی اذا احیا جبرائیل و میکائیل...الخ۔

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ جبرائیل ومیکائیل اور اسرافیل کو زندہ فرمائے گا تو وہ (تینوں بحکم الٰہی) نبی کریم ﷺ کی قبر انور کی طرف اتر کے آئیں گے، ان کے ہمراہ براق ہوگی اور جنت کے حلے (جنتی عمدہ پوشاک) پھر جب حضور کی قبر شریف کھلے گی حضور کی نظر جبرائیل پر پڑے گی، پوچھیں گے جبرائیل! آج کیا دن ہے؟ وہ بتائیں گے ھذا یوم القیامۃ۔ الخ، حضور! یہ قیامت کا دن ہے، یہ روز حاقّہ ہے، یہ روز قارعہ ہے۔ تو حضور (سب سے پہلے امت کو یاد کریں گے اور) پوچھیں گے اے جبرائیل! مافعل اللہ بامتی۔ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ساتھ کیا کیا؟ وہ عرض کریں گے، حضور کو بشارت ہو کہ حضور سب سے پہلے ہیں جن سے زمین شق ہوئی ہے۔" (یعنی ابھی ہم امت کا حال کیا بتائیں؟)

...پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو (صور پھونکنے کا) حکم دے گا وہ صور پھونکیں گے تو سب کے سب ناگاہ، دیکھتے ہی دیکھتے (اپنی اپنی قبروں سے) اٹھ کھڑے ہوں گے۔ [یہ روایات معترضہ ضمنیہ پوری ہوئیں۔]

قبروں سے اٹھنے کی کیفیت کا بیان

روایت ابوہریرہ کا بقیہ

...اب ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی اسی روایت کی طرف جو ہم نے شروع میں اختیار کی تھی، پلٹتے ہیں۔

"قال: فیخرجون سراعا................ الحدیث

(ترجمہ) حضور نے فرمایا (نفخ بعث کے بعد) سب کے سب (زندہ ہوکر) قبروں سے جلدی جلدی نکل پڑیں گے اس حال میں کہ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے اور رب کی طرف تیزی سے رواں دواں ہوں گے سب کے سب جا کر ایک ہی موقف میں وقوف کریں گے جس کی مقدار (مسافت) ستر سال کی راہ (کے برابر) ہوگی۔ (اس دن)...

اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کی جلوہ گری

...اللہ تعالیٰ نہ لوگوں کی طرف نظر کرے گا نہ ان کے در میان قضا (فیصلہ) فرمائے گا تو لوگ (مارے تکلیف و پریشانی کے) رونے لگیں گے اتنا روئیں گے کہ (روتے روتے آنسو ختم ہو جائیں گے)۔ پھر خون روئیں گے اور ان کو پسینہ چھوٹے گا (یہاں تک کی موقف پسینے سے بھر جائے گا) حتی کہ بعض کو، منھ تک پہنچے گا اور بعض کو ٹھوڑی تک...

محشر میں بندوں کا پہنچنا

...پھر انہیں محشر کی طرف بلایا جائے گا، چنانچہ (قرآن شریف میں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ۔ [سورۂ قمر–۸]

(مصنف علیہ الرحمہ نے تشریح کرتے ہوئے کہا) أے ناظرین قاصدین مسرعین۔ یعنی سب کے سب بلاوا سن کر آواز کی سمت نظریں اٹھائے، ادھر کا قصد کئے لپکتے (تیز تیز قدموں سے چلتے) ہوئے آئیں گے...

موقف کی طرف فرشتوں کا اترنا اور اہل محشر کا ڈرنا

...پھر جب کل خلائق جن وانس وغیرھم محشر میں جمع ہو چکے ہوں گے تو اسی اثنا کہ سب، محشر میں کھڑے ہوئے ہیں ناگاہ ایک سخت ہولناک آہٹ (یا شور والی آواز) آسمان سے ان کو سنائی دے گی جس سے (عام لوگوں) کے دلوں میں ہول بیٹھ جائے گا پھر آسمان میں پھٹن ظاہر ہوگی اس سے نچلے آسمان کے ملائکہ اتریں گے ان کی تعداد، کل اہل زمین کی تعداد کے برابر ہوگی، پھر وہ (صف بندی کرتے ہوئے) صفوں میں اپنی اپنی جگہ لے لیں گے تو اہل محشر ان سے پوچھیں گے: کیا تمہارے ساتھ رب کا امر ہے (یعنی حساب کا حکم نامہ) وہ نفی میں جواب دیں گے اور بتائیں گے کہ وہ آئے گا (یعنی ابھی آنے میں دیر ہے) پھر دوسرے آسمان کے ملائکہ اتریں گے اور پہلے والوں کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو جائیں گے پھر تیسرے آسمان کے فرشتے اتریں گے (اسی طرح دیگر آسمانوں کے ملائکہ اتریں گے) حتی کہ ساتوں آسمانوں کے ملائکہ چند در چند تعداد میں اترتے اور اہل دنیا کے ارد گرد (صف بستہ) قائم ہوتے چلے جائیں گے۔

[ابوہریرہ والی روایت اب پوری ہوئی: مترجم]

آسمان کا شق ہونا

دیگر روایت

مصنف علیہ الرحمہ اپنے شیخ محمد ابن فضل سے سن کر ان کی پوری سند نقل کرتے ہوئے، بطریق حضرت اجلح، حضرت امام ضحاک سے راوی ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کو (شق ہونے کا) حکم دے گا۔ وہ شق ہو جائے گا اس کے جملہ ملائکہ اتریں گے اور زمین واہل زمین کو اپنے گھیرے میں لے لیں گے، اسی طرح سب آسمانوں کے فرشتے یکے بعد دیگرے اتر اتر کے صف بستہ آگے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ (جملہ اہل محشر کا ہر جانب سے فرشتوں کی ساتوں صفیں احاطہ کرلیں گی) حتی کے اہل زمین میدان محشر کے اقطار میں سے جس قطر کے بھی پاس جائیں تو اسے فرشتوں کی صفوں سے گھرا ہوا پائیں۔ چنانچہ (قرآن مجید میں) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ (ترجمہ) اے جن اور انسان کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ، تو نکل کر دکھاؤ، جہاں نکل کے جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔''

[سورۂ رحمٰن ۳۳: /کنز الایمان، بتصرف یسیر]

اور (دوسری جگہ) فرمایا:

''وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا۔ (ترجمہ) اور (دھیان کرو) اس دن کا جس میں

پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے اور اتارے جائیں گے فرشتے پوری طرح سے۔'' [سورۃ الفرقان ـ ۲۵]

اللہ بڑا خیر خواہ و مہربان ہے نہ کہ ظالم

حدیث شریف قدسی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا:

''ان اللہ تعالی یقول یا معشر الجن و الانس انی نصحت لکم -الحدیث۔ (ترجمہ) اے گروہ جن وانس (سنو!) بے شک میں تمہارا خیر خواہ ہوں (تم پر مہربان ہوں میں نے تم پر ظلم نہیں کیا ہے) تمہارے اعمال، اعمال ناموں میں محفوظ ہیں تو جو شخص (تم میں کا) خیر پائے اللہ کا شکر ادا کرے اور جو غیر خیر پائے تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے۔''

.... جاری

سنی دنیا کے مضامین مدلل اور قابل مطالعہ

مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی صاحب قبلہ
ایڈیٹر ماہ نامہ سنی دنیا بریلی شریف
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے، ماہ نامہ سنی دنیا جو کہ عرصۂ دراز سے ہندو بیرون ہند میں دین متین کی خدمت انجام دے رہا ہے، ہمارے یہاں ایک عرصے پڑھا جاتا ہے، ماشاء اللہ اس کے مضامین بہت اچھے لگتے ہیں۔

ابھی جنوری ۲۰۲۳ء کے شمارے میں مفتی محمد اسلم صاحب قبلہ کا لکھا ہوا مضمون ''سیدنا امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق اکبر! حیات پاک کے چند تابندہ نقوش'' ایک اہم مضمون ہے، موصوف نے بڑے زبردست انداز میں مع دلائل ایک جامع تحریر لکھی ہے اور اس پر حوالوں کے انبار لگا دیئے ہیں، میرے خیال سے ابھی حال میں جو شیعہ فرقہ بڑے ہی جوش وخروش کے ساتھ پھیل رہا ہے، ان کے منہ پر زوردار طمانچہ مارنے کے لئے دلائل کا انبار ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے، ان کے علم و عمل، تقویٰ و طہارت میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور ماہ نامہ سنی دنیا کے تمام معاونین و مددگار کو اجر جزیل عطا فرمائے، نفظ والسلام

محمد امین ابن علی بابی
خادم دار العلوم غوث اعظم، پوربندر، گجرات

◆◆◆

دعا مغز عبادت ہے

(از: مولانا ضمیم احمد مصباحی رضوی
گھسکی ٹولہ بائسی پورنیہ بہار

''الدعاء مخ العبادہ'' ارشاد رسول رحمت ہے، بندہ دست بدعا رہے رب کریم کو پسند ہے، ادعونی استجب لکم- فرمان مولی ہے، واذاسالك عبادی عنی فانی قریب- قرآنی اعلان ہے، ہر طرف اجالے ہی اجالے ہوں، ہوا موافق ہو، فضا صاف ستھری ہو، مساجد محفوظ ہوں، مدارس زلزلے کی زد میں نہ ہوں، مقابر کا وقار مجروح نہ ہو تو بھی دعا کے لئے ہاتھ بلند ہو نے چاہئے کہ ہم عابد ہیں اور وہ معبود ہے اور ایسے عالم میں تو اسباب ووسائل کو اپنانے کے ساتھ دعائیں بہت ضروری ہیں جب ہواؤں میں زہر گھل جائے، فضاؤں میں خوف وہراس سرایت کرنے لگے، جب رات کی سیاہی ہی نہیں سپیدہ سحر بھی ڈرانے لگے، کب دھواں اٹھنے لگے، کب شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگیں، کب چیخیں سنائی دیں، کب مدارس، مساجد اور خانقاہوں کے بام و در لرزنے لگیں تو دعائیں ضروری ہی نہیں بہت ضروری ہو جاتی ہیں۔

آیئے ایک مختصر مگر جامع دعا جو سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ قدس سرہ کے معمولات وافادات میں سے ہے اور فقیر کے مرشد اجازت حضرت امین شریعت رحمہ اللہ کی اجازت سے فقیر کے معمولات میں شامل ہے اور دین، ایمان، جان، مال اور اولاد کی حفاظت کے لئے اکسیر ہے، اجازت کے ساتھ پیش ہے، اس

امید پر کہ میرے بیشتر برادران ذی وقار اسے اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں گے، خاص کروہ علما اور طلبہ جو اپنے وطن سے دور اور بہت دور تنہا یا اہل وعیال کے ساتھ رہتے ہیں اور ایک طویل سفر ان کی زندگی کا حصہ بنا رہتا ہے، مہاراشٹر، گجرات، راجستھان، یوپی، اے پی، اور ایم پی میں ان کی زندگی کا بیشتر حصہ گزر جاتا ہے اور کبھی وطن سے دور آسودہ خاک ہونا یا ایمبولینس اور ہوائی جہاز میں سفید کفن میں لپٹے ہوئے وطن واپسی نوشتہ تقدیر ہوتی ہے اللہ عزوجل انہیں خصوصی حفظ و امان نصیب فرمائے اور وطن میں رہ کر اپنے بال بچوں اور احباب واقارب میں رہ کر جو مخلصانہ خدمات دینیہ انجام دینے کی کوشش کررہے ہیں اور کافی حد تک اپنی منصبی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں کامیاب رہتے ہیں انہیں بھی اپنے کرم خاص سے نوازے اور صحت سلامتی کے ساتھ مزید خدمات دینیہ جلیلہ کی توفیق بخشے آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

صبح، شام تین تین بار دعا کے یہ الفاظ پڑھ لیں، دعا کے الفاظ یہ ہیں" بسم الله علي ديني بسم الله على نفسي و ولدي واهلي ومالي " مولیٰ کرم توفیق خیر سے نوازے اور ظاہری اسباب ووسائل اپنانے کے ساتھ دست بدعا رہنے کی توفیق بخشے، آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

◆◆◆

دشمن صحابہ پہ شدّت کیجئے

از: مولانا خلیل احمد فیضانی

جب سے سوشل میڈیا کا دور آیا ہے تب سے جاہل اور نیم خواندہ لوگوں کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے، حفظ مراتب کی رعایت تو دور کی بات رہی ایک دوسرے پر علمی دھاک بٹھانے کے لیے کاپی پیسٹ کے ذریعے اسلاف کرام بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بھی لگے لپٹے انداز میں گستاخیاں ہورہی ہیں، کبھی حضرت علی کو حضرت امیر معاویہ کے مدمقابل پیش کیا جاتا ہے تو کبھی ملوک بنوامیہ کی آڑ میں حضرت امیر معاویہ کی توہین کی ناپاک جسارت کی جاتی ہے جب کہ اصل معاملہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں کوئی کسی کا مدمقابل نہیں ہے بلکہ سب آپس میں" رحماء بینھم "کی عملی تصویریں ہیں۔

ان کے تعلق سے ہلکی بات کہنا اپنی آخرت خراب کرنا ہے، صحابہ کرام کی باہمی محبتوں کی ایک حسین جھلک امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے کلمات حق میں ملاحظہ کیجئے، ان شاء اللہ تعالیٰ محبین صحابہ کے دلوں میں محبتوں کے چراغ روشن ہو جائیں گے، تفضیلیوں اور رافضیوں کے سینے غیض و حسد سے بھڑک اٹھیں گے، امام فرماتے ہیں:

''اللہ اللہ! ان یاران پیکر صدق وصفا میں باہمی یہ رفق ومودت اور عزت واکرام اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ تعظیم و احترام اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایت علی کا یہ عالم کہ ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور ان سے کدورت ودشمنی کو مولیٰ علی سے محبت وعقیدت ٹھہرائیں، ولا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانان اہل سنت اپنا ایمان تازہ کرلیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتور اور معاملات میں فتنہ وفساد ہوتو رضی اللہ عنہم کے کوئی معنی ہی نہیں ہوسکتے، صحابہ کرام کے عنداللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولائے کریم ان کے ظاہر و باطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے اور ان کے اخلاق واعمال بارگاہ عزت میں پسندیدہ ہیں۔

اسی لیے ارشاد فرمایا ہے کہ "ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم، الآیۃ: یعنی للہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کردیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کردیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کردیئے اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔'' (رضویہ ۲۹/۳۶۹)

◆◆◆

خیر و خبر، منظومات

ارتدادی فتنہ! انتہائی تشویشناک: مفتی ملک الظفر

اصلاح معاشرہ کانفرنس کا ایک اہم موضوع

سہسرام مورخہ 9رمئی (پریس ریلیز) مغربی تہذیب و تمدن کے بطن سے جن مفاسد اور خرابیوں نے جنم لیا ان سے ہماری اسلامی سماجی زندگی کی چول ہل کر رہ گئی، تعلیم و تعلم کے نام پہ نیم عریانیت، مخلوط تعلیم کے نام پہ آوارگی اور فیشن کے نام پہ جسم کی نمائش اب تو آزادیٔ فکر و خیال کی نام نہاد روشن خیالی نے دین اور اقدار دین کو بالکل بے معنیٰ کر دیا ہے مذہب کی تمام بندشیں بے حقیقت ہو کر رہ گئی ہیں، ہمیں اس اسلامی معاشرے کی تشکیل کی طرف قدم بڑھانا ہوگا جو محمد عربی ﷺ نے امت مسلمہ کے لیے مرتب فرمایا۔

نبی کونین ﷺ کا نقش قدم ہی ہماری دینی و دنیاوی زندگی کے لئے بہترین نمونۂ عمل اور آئیڈیل ہے اور اس کے لیے ہمیں اپنے بچوں کو عہد طفولیت میں دین اور اقدار دین سے آشنا کرنا بے حد ضروری ہے، ان خیالات کا اظہار معروف عالم دین حضرت مفتی محمد ملک الظفر سہسرامی سرپرست دارالعلوم خیریہ نظامیہ نے کیا، وہ آج یہاں امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلے میں حاضرین کے ایک وفد سے خطاب فرما رہے تھے، انہوں نے کہا کہ ارتدادی فتنوں کے خلاف ہمیں مضبوط لائحۂ عمل مرتب کرنا ہوگا، اسکول کالج کی آزاد فضاؤں میں پردے سے آزادی، نیم برہنہ لباس، جسم کی نمائش ان تمام سماجی خرابیوں کے لیے زمین ہموار کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ کہیں کہیں ہماری سماجی زندگی کے غیر اسلامی طور طریقے بھی بہت حد تک اس کے لیے ذمہ دار ہیں گو کہ ان کا تعلق اسلام سے نہیں ہے لیکن ہم مسلمانوں نے جو طریقہ اور طرز اختیار کر رکھا ہے وہ غیر اسلامی ہیں اور کہیں کہیں ان غیر اسلامی افکار نے ان مفاسد کے دروازے کھولے ہیں ابھی حالیہ دنوں میں بھیونڈی کی ایک مسلم خاتون نے اپنے ارتداد کے تعلق سے جو بیان دیا ہے، وہ ہمیں چونکا دینے والا ہے اس کی روشنی میں ہمیں ان تمام احوال پہ بہت گہرائی کے ساتھ سوچنا سمجھنا ہوگا اور ٹھوس، مضبوط لائحۂ عمل مرتب کر کے اس ارتدادی فتنے کے خلاف زمینی کام کرنا ہوگا، 12ء کو علمائے کرام کی اس نشست میں اس موضوع پہ تبادلۂ خیال کر کے اس کے خلاف منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

سہسرام کے کرپا گراؤنڈ (نزد تیلوتھو) میں منعقد ہونے والی تاریخ ساز اصلاح معاشرہ کانفرنس ان شاء اللہ تعالیٰ قوم و ملت کے حساس و بیدار افراد کو مستقبل کے لئے خطوط عمل متعین کرنے میں سنگ میل ثابت ہوگی اس پروگرام میں جانشین تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی شاہ عسجد رضا خان رضوی قادری بریلوی زید مجدہ کی سرپرستی قطعی اور یقینی ہے، آپ کے علاوہ سیکڑوں علمائے کرام شرکت فرمائیں گے، ضلع رہتاس کے علاوہ دیگر اضلاع سے بھی خاصی تعداد میں احباب اہل سنّت کی شرکت ہو رہی ہے۔

◆◆◆

عرس ہے اختر قادری کا

از: صوفی عالم رضا نوری، اعظم نگر بریلی شریف

فضل حق سے سماں ہے خوشی کا عرس ہے اختر قادری کا
بھر لے دامن لو صدقہ نبی کا عرس ہے اختر قادری کا
جگ میں ہے ان کو حق سروری کا عرس ہے اختر قادری کا
اونچا پرچم رہے خسروی کا عرس ہے اختر قادری کا
مصطفیٰ کی شریعت کا حاکم جس کا ہمسر نہیں کوئی عالم
دولت علم دیں کے دھنی کا عرس ہے اختر قادری کا
رضویوں کا ہے پیر طریقت جس کو کہتے ہیں تاج شریعت
تاج ہے جس کے سر رہبری کا عرس ہے اختر قادری کا
عاشق مصطفےٰ تم ہو پیارے غوث اعظم کے تم وہ تمہارے
جو ہیں مشرب قادری کا عرس ہے اختر قادری کا
یوں تو عالم بہت ازہری ہیں میرے اختر عجب ازہری ہیں
فخری تمغہ ہے اس زہری کا عرس ہے اختر قادری کا

بقیہ ص ۱۰/ پر

ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ / جون ۲۰۲۳ء
JUNE-2023 Rs. 30/-



عید الاضحی مبارک

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

بیٹیوں کی تربیت

مسجد کی چپل

سفر عشق ہے حج بیت اللہ

تاج الشریعہ اور تحفظ ایمان

تصوف! فکر رضا کی روشنی میں

علما میں حسد اور اس کا نقصان

فتنۂ ارتداد! حقیقت یا فسانہ؟

قربانی اپنے باپ کی بھولو نہ بیٹیو!

مادّہ پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان

تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

جذبے اور جنون کو مرنے نہ دیں

اے بنت حوا! تم کہاں جا رہی ہو؟

فتاویٰ تاج الشریعہ! تاریخ و تدوین

تاریخ مدینہ! ایک عظیم علمی شاہکار

نماز کا ایک انوکھا اور حیران کن پہلو

ہے رضا کے خانوادے میں الگ ان کا مقام

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

ٹرانس جینڈر! شریعت اور سائنس کے تناظر میں

مدیر

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی



مرکز الدراسات الإسلامیة
جامعة الرضا
بریلی شریف یوپی، ہند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتئ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت عکسِ حجۃ الاسلام ثانی
مفتئ اعظم نور دیدۂ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیرِ اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشینِ تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۶
Issue No. 06
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۴ھ
ذی الحجہ
جون ۲۰۲۳ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپئے
سالانہ ۳۵۰ روپیے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپیے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپیے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح 9 بجے سے دو پہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

دینی رسالے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مملو ہوتے ہیں، ان کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہے

مہمان اداریہ

(از: مولانا فیضان المصطفےٰ قادری*)

فتاویٰ تاج الشریعہ! تاریخ وتدوین

اداریہ

علمی دنیا میں فقہ وفتاویٰ پر مشتمل کتابوں کا ایک سمندر موجزن ہے۔لوگ ساحل سے تماشا دیکھتے ہیں اس لیے انھیں اِس سمندر کی طغیانیوں کا اندازہ نہیں ہوتا، ذرا اِس میں اتریں تو اِس کی وسعتوں اور پنہائیوں کا اندازہ ہونا شروع ہوجائے گا۔کسی نے ذرا اندر جانے کی ہمت کی تو اس کی موجوں اور لہروں کا سامنا ہوگا، جہاں سے فقہ وفقاہت کی وہ دنیا شروع ہوتی ہے جس میں صرف وہی لوگ قدم رکھ سکتے ہیں جن کے ساتھ کاتبِ تقدیر نے خیر کا ارادہ فرمالیا ہے۔ان میں کچھ وہ ہیں کہ ابھرتی لہریں دیکھ کر ذرا گھبراہٹ نہیں ہوتی، بلکہ ان کی طبعِ رسا حوصلہ دیتی ہے کہ لہروں میں لہریں پیدا کرکے ان کی جولانیت کو جوبَن پر رکھیں۔اِس عہد میں اُسی طبقۂ فقہا کے سرخیل حضور تاج الشریعہ ہیں۔

تاج الشریعہ کی شخصیت کثیر الجہات تھی، اور ہر جہت میں الگ الگ دنیا بستی تھی۔عوام وخواص نے انھیں وقت کا سب سے بڑا پیر ومرشد مانا، شناورانِ سخن نے ان کو قادر الکلام شاعر جانا، اصحابِ افتا نے انھیں سب سے بڑا مفتی تسلیم کیا، جب علمی تحقیق وتدقیق پر آتے وقت کے عظیم باحث ونقاد نظر آتے۔قدآور شخصیت، وقار وتمکنت، چہرے پر جھما جھم برستا نور، لاکھوں میں ایک نظر آنے والے وجود مسعود کو رشکِ آفتاب وماہتاب بناتے تھے، اس نورانی پیکر کی تعبیر کے لیے الفاظ کا دامن تنگ ہوا جاتا ہے۔کیا کیا گنائیں، کیا کیا سنائیں، محبوب کی شخصیت کا ہر پہلو ہی تابندہ ودرخشندہ ہے: بقول شاعر

اٹھائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے　　چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

دوسرا شاعر کہتا ہے:

تیرے دندان ولب نے کردیا بے قدر عالم میں　　گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجاں کو

اس لیے فی الحال توجہ ایک ہی نکتے پر مرکوز رکھتے ہیں، جو کہ ہمارا موضوع ہے۔

فتاویٰ تاج الشریعہ

ہمارے سامنے ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی دس جلدیں موجود ہیں۔یہ مجموعۂ فتاویٰ گزشتہ عرس رضوی پر منظر عام پر آگیا تھا، مگر ہم تک پہنچتے پہنچتے کچھ وقت لگ گیا۔نہایت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب پیکٹ میں بند فتاویٰ تاج الشریعہ کی دس جلدیں جب موصول ہوئیں بڑے ادب سے پیکٹ کھول کر جلدوں پر ایک نظر ڈالی تو بے قرار دل کو قرار آیا، اسی وقت نیت کرلی کہ اس پر تفصیلی تبصرہ تحریر کرنا ہے، آقائے نعمت مرشد گرامی کے اتنے عظیم علمی سرمایہ کو اس قدر خوبصورت طباعت میں دیکھتے ہی اسے دل دے بیٹھے، ہمارے اندرون نے کہا کہ اس کے ظاہری حسن وجمال کے پرے اس کا جاہ وجلال بھی دیکھو، پھر چاہو تو اس کی ظاہری دلکشی اور رعنائیوں پر نثار ہو یا اس کی تہوں میں چھپے اسرار ومعانی پر فدا ہوجاؤ۔لکھو جو لکھنا ہو، دنیا اگر کہنے لگے کہ ایک مرید کی ارادت بول رہی ہے، تو تمہاری تحریر بتائے گی کہ تمہاری باتوں میں دم ہے یا نہیں۔

تو آیئے ہمارے ساتھ، ہم فتاویٰ کی ایک نئی دنیا کی سیر کرتے ہیں، جہاں ہمیں اپنے علمی ذوق کی تسکین کا بہت کچھ سامان ملے گا۔

پہلے آپ ایک نظر ہمارے اس مقالے کے عناصر پر ڈال لیں، اس ابتدائیہ کے بعد یہ مقالہ درج ذیل امور پر مشتمل ہوگا:

* مضمون نگار جامعہ امام اعظم ابوحنیفہ لکھنؤ کے بانی اور نبیرۂ صدر الشریعہ ہیں۔

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ کی تاریخ

(۲) فتاویٰ تاج الشریعہ کے ابواب ومضامین

(۳) فتاویٰ تاج الشریعہ کے سائلین

(۴) فتاویٰ تاج الشریعہ کے فتاویٰ ومسائل کی تعداد

(۵) فتاویٰ رضویہ سے فتاویٰ تاج الشریعہ کے تناسبات

(۶) فتاویٰ تاج الشریعہ کے جدید مسائل

(۷) عصری مسائل کے حل کے لیے فتاویٰ تاج الشریعہ بحیثیت ماخذ

(۸) فتاویٰ تاج الشریعہ کا اسلوبِ بیان

(۹) فتاویٰ تاج الشریعہ اور قواعد فقہیہ

(۱۰) فتاویٰ تاج الشریعہ کی خصوصیات

(۱۱) فتاویٰ تاج الشریعہ پر ایرادات اوران کا تجزیہ

ہم اس مقالے میں مذکورہ عناصر سے ایک تا دس پر اپنا حاصلِ مطالعہ درج کریں گے اور گیارہواں باب فی الحال بالکل خالی چھوڑ دیں گے، تاکہ مستقبل میں کسی کج کلاہ کو نقد و جرح کا شوق چرّاۓ اور زور آزمائی کو میدان میں آئے تو اسی عنوان کے تحت اس کی بر وقت خدمت گزاری کی جا سکے۔

فتاویٰ تاج الشریعہ کی تاریخ

میرے آقائے نعمت وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، تاج دار اہل سنت، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے جامعہ ازہر سے آنے کے بعد ۱۹۶۶ء میں پہلا فتویٰ تحریر کیا۔ یہ سوال مدینہ منورہ سے آیا تھا، جو نکاح طلاق اور میراث پر مشتمل تھا، اسے لکھنے کے بعد پہلے حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ کو دکھایا، انھوں نے فرمایا کہ اسے اپنے نانا جان حضور مفتی اعظم ہند کو دکھائیے، حضور مفتی اعظم ہند نے دیکھا تو اس قدر جامع اور مبرہن فتویٰ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حوصلہ افزائی فرمائی، یہ تاج الشریعہ کی فتویٰ نویسی کا نقطۂ آغاز تھا پھر دارالعلوم منظر اسلام میں تدریس شروع کی تو وہاں مستقل فتویٰ نویسی شروع کر دی، وہاں آپ کے لکھے گئے فتاویٰ کی تعداد بہت ہے، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ۱۹۸۱ء سے آپ مرجع فتویٰ بن گئے۔ ۱۹۸۳ء میں آپ نے ماہنامہ ''سنی دنیا'' جاری کیا، جس میں ایک کالم ''باب الاستفتاء'' شروع فرمایا۔ اس کالم میں حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ شائع ہوتے رہے۔ اسی دوران آپ نے مرکزی دارالافتاء قائم کیا، جس میں کئی اصحابِ افتاء کی تقرری فرمائی، خود بھی فتویٰ لکھتے اور دیگر مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کی تصدیق و تائید بھی فرماتے۔

آپ کے فتاویٰ کی اشاعت کا سلسلہ گزشتہ چالیس سال سے جاری ہے۔ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے قیام سے ہی مختلف رسائل میں ان کی اشاعت ہوتی رہی، کچھ تفصیلی فتوے رسالے کی شکل میں بھی شائع ہوئے مثلاً ٹائی کا مسئلہ، تصویروں کا حکم، تین طلاقوں کا شرعی حکم وغیرہ۔ اسی طرح آپ کے فتاویٰ کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں، مثلاً:

ازہر الفتاویٰ

انگلش زبان میں حضرت کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، پہلے ہی منظر عام پر آیا، یہ مجموعہ فتاویٰ مغربی مما لک سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے، سوالات انگلش زبان میں پوچھے گئے تھے تو جوابات بھی انگلش میں ہی دیئے گئے، اس مجموعہ میں ۲۰ بقیہ ص ۴۶ پر

از: مولانا خلیل احمد فیضانی*

سفر عشق ہے حج بیت اللہ

دیں سراپا سوختن اندر طلب
انتہایش عشق و آغازش ادب

[اقبال]

ایک مومن کے دل میں ہمیشہ یہ آرزو مچلتی رہتی ہے کہ کاش وہ زندگی میں کبھی حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف ہو جائے اور پھر وہاں پہنچ کر خانۂ کعبہ کا طواف کرے، روضہ رسول کی زیارت سے قلب ونگہ کو شاد شاد کرے، الہی نشان صفا ومروہ کے درمیان سعی کر کے عاشقانہ اداؤں کو دہرائے، عطیہ الہی اور یادگار اسماعیل و ہاجرہ سلام اللہ علیہا یعنی زمزم شریف بار بار نوش کرے، مہبط وحی الہی کی زیارت کر کے قلب وروح کو سکوں پہنچائے، مراکز روحانیت کو بار بار تکتا رہے، عرفات ومزدلفہ میں وقوف کر کے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے، منی میں قربانی پیش کر کے قرب ربانی حاصل کرے۔

لاریب! اس سفر مسعود کا ایک ایک لمحہ عشق و عرفاں اور سوز و گداز سے عبارت ہوتا ہے، وہاں ہر سو نور ہی نور نظر آتا ہے، زائرین کا ہر ہر لمحہ سوز و گداز میں ڈوبا ہوا گزرتا ہے، کیا نہیں ہے اس سفر موج ظفر کی پنہائیوں میں، محبت ہے، رقت ہے، سسکیاں ہیں، آہیں ہیں، کرب ہے، درد ہے، مناجات ہے، گریہ وزاری ہے، تپش عشق ہے، لوگ اپنے وطن کو چھوڑ کر آل اوّلاد کو چھوڑ کر نجی کام دھندوں کو چھوڑ کر سچ پوچھئے تو ہر ایک کو چھوڑ کر اور ہر ایک سے کٹ کر صرف دو چادروں میں ملبوس بارگاہ مولی و کوچہ جان جاناں کے پروانے بن جاتے ہیں، شمع کا پروانہ نہیں کہ جو حدود ادب کو لانگ کر جلوہ محبوب کی تابش سے خاکستر جائے۔

یہاں ادب ہے، تلقین ادب ہے، سانس بھی سن سن کے لیا جارہا ہے، پیر ساکت ساکت اور جسم جامد جامد ہے، سراپا تصویر ادب بنا ہوا ہے، آنکھیں اشک بار ہیں، دل احساس گناہ سے بیٹھا جارہا ہے، ماضی کی ساری لغزشیں پردہ ذہن پر آرہی ہیں، جارہی ہیں، مگر ادھر رحمت الٰہیہ کی صدائیں بھی غمزوں کو مژدہ مغفرت سنارہی ہیں، فرامین مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بلکتے ہوؤں کو ڈھارس بندھارہے ہیں کہ جس کا حج قبول ہوا اس کی مثال نوزائیدہ بچے کی طرح ہے، بار گناہ حاجی کے سر سے اتارلیا جاتا ہے، رحمت الہی بڑھ کر اس کا خیر مقدم کرتی ہے۔

جیسا کہ حج مبرور کے حوالے سے آتا ہے حج مبرور یعنی کہ جو حج شرف قبولیت حاصل کر جائے، اس کی فضیلت کے سلسلے میں حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

"العمرة الی العمرة کفارة لما بینهما والحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة۔ (بخاری شریف، حدیث 1773)

ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے، جو ان دونوں کے درمیان ہوئے ہیں اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔"

لکھتا ہے کہ حج بظاہر ایک سفر ہی ہے مگر اس کی پنہائیوں میں عشق والفت، وارفتگی و دیوانگی موجزن ہیں، حج کیا ہے؟ حج عشق و عرفان میں ڈوبے ہوئے اس سفر کا نام ہے جس میں ایک عاشق، بحکم الہی اپنے محبوب وطن کو چھوڑ کر، سفر کی کمر توڑ صعوبتیں برداشت کر کے ہواؤں، خلاؤں، دریاؤں، صحراؤں اور بیابانوں کو روندتا ہوا کوچہ جاناں میں داخل ہو جاتا ہے، بکھرے ہوئے بال بڑھے ہوئے، ناخن مرجھایا ہوا چہرہ گرد آلود سر، تارک مال وزر، گھر سے بے گھر، کھانے کی پرواہ نا پینے کی خبر، نہ وضعدار لباس اور نا ہی ظاہری رکھ رکھاؤ، نہ کلاہ و پاپوش کا احساس اور نا ہی

*مضمون نگار دار العلوم فیضان اشرف باسنی نا گور، راجستھان کے استاذ ہیں۔

لومہ لائم کی پرواہ، نہ چال میں سکون، نہ انداز میں قرار، آثار محبت سے وارفتہ، خانہ محبوب کے تصور سے ازخودرفتہ، آہ و بکا سے سوختہ اور رسمی وقار و تمکنت سے دل گرفتہ، دل و دماغ عظمت بیت الٰہی سے معمور، آنکھیں زیارت روضہ نبوی ﷺ سے مخمور، قلب و جگر انوار و برکات سے موفور۔

بس ایک ہی دھن میں مشغول، کشاں کشاں کوچہ محبوب میں کبھی یہاں تو کبھی وہاں، کبھی مکہ، کبھی مدینہ، کبھی عرفات کبھی منیٰ، غرض یہ کہ حج ان عاشقانہ اعمال اور والہانہ افعال کا نام ہے جو بے ساختہ ایک عاشق زار سے اس انداز میں صادر ہوتے ہیں کہ گویا وہ جذبہ محبت سے سرشار، محبوب کے جلوؤں میں سرمست ہے، یقیناً یہ مبارک سفر جس کو ہم نے سفر عشق لکھا ہے بڑی ہی سعادتوں، کراماتوں اور برکتوں والا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سفر عشق کا بار بار مسافر بنائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۱۰ر کا بقیہ......................................

علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل کو ہماری راہ میں قربان کردو، اللہ رب العزت کے اس مقبول و محبوب بندے نے اپنے فرزند ارجمند کو بلا کر بلاتردد قربانی کے لیے پیش کردیا اور وفا شعار بیٹے نے بھی چوں چراں کے بغیر سر تسلیم خم کردیا۔

یہ فیضانِ نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

مقصد باپ کے ہاتھوں بیٹے کو قربان کرنا نہ تھا بلکہ کائنات ارضی میں بسنے والوں کو بتانا تھا کہ قرب خداوندی کا حصول اور اس کے احکام وارشادات کے سامنے سر تسلیم خم کئے بغیر ناممکن ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور ابتلا و آزمائش سے انحراف کی راہ اختیار نہیں کرتا وہ ملک وملت کا مقتدا و پیشوا بن جاتا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو بارگاہِ خداوندی میں اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ اسے تاقیامت سنت ابراہیمی کے طور برقرار رکھا گیا۔

◆◆◆

ص ۱۸ر کا بقیہ......................................

کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادِ مبارک فرمایا: تم حسد کی بیماری سے بہت بچو حسد اِنسان کی نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ، حدیث نمبر ۵۰۴۰ / ابوداؤد، حدیث نمبر ۳۰۹۴ / مرقاۃ، جلد ۹ر ص ۲۴۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہ مال و دولت کی حرص میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور نہ آپس میں حسد کرو۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، مسند احمد، کنز العمال)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ص ﷺ نے فرمایا: حسد کرنے والا، چغل خور اور کاہن میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ میرا اُس کے ساتھ تعلق ہے پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ترجمہ: وہ لوگ جو اذیت پہنچاتے ہیں اِیماندار مردوں اور اِیمان دار عورتوں کو حالانکہ اُنہوں نے اَیسا کوئی (بُرا) کام نہیں کیا تو اِن (اذیت پہنچانے والوں) لوگوں نے اپنے سروں پر بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ اُٹھالیا۔

(سورۃ الاحزاب ۵۸: الترغیب والترہیب)

حضرت عبد اللہ بن کعب اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں؛ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: دو بھوکے بھیڑئیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں وہ بکریوں کا اِتنا نقصان نہیں کرتے جتنا مال کی حرص اور حسد مسلمان کے دین کا نقصان کرتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

اللہ ربُّ العزّت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حسد جیسے مرض سے محفوظ رکھے، آمین۔

◆◆◆

از: حافظ افتخار احمد قادری*

سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

عیدالاضحیٰ عیدالفطر کے بعد مسلمانوں کا دوسرا عظیم الشان تہوار ہے، جسے پوری امت مسلمہ دس ذی الحجہ کو انتہائی عقیدت، شان وشوکت، ایثار وقربانی اور تسلیم ورضا کے جذبے کے ساتھ مناتی ہے، عیدالاضحیٰ کے پس منظر میں تاریخِ انسانی کا سب سے حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعہ ہے، جب جدالانبیا سیدنا ابراہیم علیہم السلام نے اپنے رب کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لیے اپنے لختِ جگر نور نظر، تمناؤں کے مرکز، دعاؤں کے ثمر اور گھر کے چشم وچراغ حضرتِ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لیے آمادگی ظاہر فرمائی اور عین اس وقت جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چہیتے اور لاڈلے نونہال کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور چھری ہاتھ میں لے کر ذبح کرنے ہی والے تھے کہ وحی الٰہی نے شرف قبولیت کی بشارت کے ساتھ ہاتھ روک دیا، سورۃ الصفات میں ارشاد ہوا:

"جب ان دونوں (باپ اور بیٹے حضرتِ سیدنا ابراہیم علیہم السلام اور حضرتِ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام) نے رضا وتسلیم کو اختیار کرلیا اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا تو ہم نے آواز دی اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں، یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا اور ہم نے آنے والی نسلوں میں اس طرزِ عمل کو اسوہ اور سنت کے طور پر چھوڑ دیا۔"

چنانچہ قربانی کی یہی سنت حضرتِ ابراہیم علیہم السلام کا اسوہ قرار دے کر بعد میں آنے والی امتوں پر لازم قرار دے دی گئی اور اسی سنت کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنایا اور اپنی امت کے لیے اسے لازمی سنت قرار دیا، حدیث پاک میں آتا ہے: ایک مرتبہ صحابۂ کرام نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے والد گرامی سیدنا ابراہیم علیہم السلام کی سنت ہے، تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ان قربانیوں سے کیا حاصل ہوگا؟ تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا، ایک ایک بال کے بدلے نیکی ملے گی۔

ترمذی شریف میں حضرتِ سیدنا عبداللہ ابنِ عمر فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں دس سال اقامت پذیر رہے اور آپ ہر سال قربانی دیتے رہے، بعض روایات ایسی ملتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گاہے گاہے دو قربانیاں دیں، ایک اپنی اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے اور دوسری اپنی امت کے ان غربا کی طرف سے جو قربانی دینا تو چاہتے ہیں مگر بوجہ ناداری وافلاس اس سنت کو پورا کرنے سے قاصر ہوں گے، اب یہی وہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جسے عالم اسلام کے مسلمان بڑے جذبہ وشوق، ولولے اور احترام واکرام کے ساتھ ہر سال ادا کرتے ہیں، قربانی کی اصل روح خود قرآن مجید میں یوں بیان کی گئی:

"اللہ تک تمہاری قربانیوں کا گوشت پوست اور خون تو نہیں پہنچتا بلکہ اس کے ہاں تمہارا دلی جذبہ اور تقویٰ پہنچتا ہے۔"

بس ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں میں تقویٰ کی روح پیدا کی جائے جو اصل دین ہے اصل عبادت ہے اور روح قربانی ہے، تقویٰ کا مفہوم یہ ہے: ہر کام میں اپنے پروردگار کی نافرمانی اور ناراضگی سے بچتے رہنا اور اس کام کو مسرت وشادمانی اور خوش دل سے انجام دینا جو پروردگار کی رضا جوئی اور خوشنودی کا

اسلامیات

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

اسلامیات

باعث ہو، امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق نے حضرتِ ابی بن کعب سے پوچھا کہ تقویٰ کا کیا مفہوم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: امیر المومنین کا کسی ایسی پگڈنڈی سے گزر ہوا ہے کہ جس کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں! تو انہوں نے کہا جی ہاں ہوا ہے تو حضرتِ ابی بن کعب نے پوچھا! وہاں سے کیسے گزرتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا سنبھل سنبھل کے پاؤں رکھتا ہوں اور دامن کو سمیٹ کر رکھتا ہوں کہ دائیں بائیں کچھ الجھ کر نہ رہ جائے۔

فرمایا بس اسی احتیاط اور بچ بچاؤ کا نام تقوی ہے، جو شخص اس دنیا کی آلودگیوں اور شیطان کی باتوں سے بچ بچا کر اسلام کی راہ پر چلتا ہے وہ متقی ہے اور اسی جذبے کا نام تقوی ہے، قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اہل ایمان کو تقوی اختیار کرنے کی دعوت دی گئی اور اس کا ذکر مذہب اِسلام میں مترادف معنوں میں کیا گیا ہے، نیز قرآن مجید میں تقویٰ کا اعلیٰ مفہوم اس طرح ظاہر کیا گیا ہے: تقویٰ برائی سے بچنا ہی نہیں بلکہ برائی کے قریب تک جانے سے رکنے کا نام تقوی ہے، عیدالاضحیٰ کو قربانی کی نسبت سے عید قرباں کہا جاتا ہے، لفظ قربان کا مادہ اشتقاق قرب ہے، جو نزدیکی کے معنیٰ میں آتا ہے، اسی بنا پر قربانی ہر اس عمل کو کہتے ہیں جو کسی مقصد کے حصول کے قریب کر دے، یعنی قرب مقصد کا ذریعہ و واسطہ قربانی کہلاتا ہے، لہٰذا اسلامی اصطلاح میں جو عمل قرب خداوندی کا باعث ہو وہ قربانی ہے، علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہیں:

”وہ چیز جو قرب الٰہی کا باعث بنے ذبیحہ ہو یا صدقہ قربان (قربانی) کہلاتا ہے۔“ (تفسیر کبیر)

غور کیا جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہو کر سامنے آتی ہے: قربانی انسانی زندگی کا ماحصل ہے اس لیے کہ وہ دولت و منصب سے لے کر درجات روحانی کے حصول تک کوئی بھی مرحلہ ایسا نہیں جہاں قربانی دینے کی ضرورت پیش نہ آئے، یہی وجہ ہے کہ قربانی اور انسانی زندگی کا چولی دامن کا ساتھ ہے، انسان کی بالکل ابتدائی زندگی کا واقعہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے: حضرتِ آدم علیہ السلام نے ہابیل اور قابیل کے درمیان باہمی نزع کے فیصلے کے لیے دونوں کی طرف سے قربانی پیدا کی گئی، قابیل کا زراعت کا پیشہ تھا اس لیے اس نے غلہ پیش کیا اور ہابیل بکریوں کا مالک تھا اس نے نہایت عمدہ بکری قربانی کے لیے پیش کیں — ہابیل حق پر تھا اس کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی شرف قبولیت حاصل نہ کرسکی۔

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 27/ تا 31 میں بیان کئے گئے اس واقعے کی تفصیل سے صرف نظر کرتے ہوئے یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حیات انسانی کے بالکل آغاز میں بھی قربانی کا تصور تھا کیونکہ یہ ایک فطری عمل ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا: اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر فرمائی ہے تا کہ اللہ کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر اس کا نام لیں۔ (سورۂ حج)

آیت مذکورہ میں نہ صرف قربانی کا ذکر ہے بلکہ جانوروں کے ذبح کی صورت میں قربانی کا حکم بھی ہے، ابنِ اثیر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے: جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ صحیح سلامت آگ سے باہر تشریف لے آئے تو نمرود نے کہا: میں نے تمہارے رب کی قدر و عظمت کا جو مظاہرہ دیکھا ہے اس کے پیشِ نظر میں اس کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا چاہتا ہوں، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جب تو اپنے دین پر قائم ہے تو اللہ تیری قربانی قبول نہیں فرمائے گا، اگرچہ نمرود اپنے باطل دین کو نہ چھوڑ سکا لیکن اس نے چار ہزار جانوروں کی قربانی پیش کردی۔ (الکامل فی التاریخ)

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ تاریخ عالم نے ایک تعجب خیز واقعہ کو جنم دیا، اس کا نظارہ چشم فلک نے نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ آئندہ کبھی دیکھے گی، ہوا یوں کے ایک عظیم شخصیت جسے خلیل اللہ کے لقب سے نوازا گیا جسے عالم انسانیت کی امامت کا سہرا پہنایا گیا جو اپنے رب کی طرف سے آنے والی ہر آزمائش میں کامیابی سے ہم کنار ہوا اس جدالانبیاء کو ایک عظیم امتحان میں ڈال کر اس کی اطاعت گزاری اور وفا شعاری کو آنے والی نسلوں کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا، حضرتِ ابراہیم بقیہ ص ۸/ پر

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

مادّہ پرستی کا بڑھتا رجحان

دنیاوی مال واَسباب، عیش وعشرت اور آسائش وآرام کی ایسی محبت جو انسان کو اپنے رب تعالیٰ اور آخرت سے غافل کردے، مادّہ پرستی یا دنیاداری کہلاتی ہے اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے جب انسان مادّہ پرستی (دنیاداری) کا شکار ہو کر اپنے مقصدِ تخلیق سے غافل ہوجاتا ہے اور انسان کا مقصدِ تخلیق عبادتِ الٰہی ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔(۱) میں نے جن اور انسان اس لیے بنائے کہ میری بندگی (عبادت) کریں۔"

مادّہ پرستی کی ممانعت

قرآنِ کریم میں دنیا کی محبت اور مادّہ پرستی سے ممانعت فرمائی گئی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔(۲) اے لوگو یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے! تو ہرگز دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ نہ دے۔"

اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم میں بے جا دنیاداری اور مادّہ پرستی پر تنبیہ فرما کر اس سے بچنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔(۳) اے ایمان والو! نہ تمہارے مال نہ تمہاری اولاد، کوئی چیز تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کردے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔"

دنیا کی زندگی! ایک دھوکا اور فریب

دنیا کی زندگی ایک دھوکا، فریب اور کھیل تماشا ہے، لہٰذا اس کی خاطر غفلت میں پڑ کر خالقِ کائنات اور روزِ آخرت کو بھول جانا، نادانی اور حماقت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ۔(۴) یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کُود۔"

صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں، کھیل میں دل لگاتے ہیں، پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں، یہی حال دنیا کا ہے، نہایت سریع الزوال (جلدی مٹنے والی) ہے، اور موت یہاں سے ایسے جدا کردیتی ہے جیسے کھیل کودوالے بچے منتشر ہوجاتے ہیں۔"(۵)

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے(۶)

دنیا کے بے وُقعت اَسباب

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اور اس کے بے جا اَسباب انتہائی بے وقعت ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا۔(۷) جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس سے زمین کو سجایا؛ تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ کون اُن میں سے اچھے اعمال کرتا ہے اور جو کچھ اُس پر ہے ایک دن ہم اُسے پھر سے میدان کر چھوڑیں گے۔"

بے جا دنیاوی مال واَسباب جمع کرنے کی کوشش

مادّہ پرستی اور بے جا دنیاوی مال واَسباب جمع کرنے کی کوششیں، رائیگاں اور بے کار ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ

اسلامیات

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔(۸) آپ فرما دیجیے کہ کیا ہم تمہیں بتا دیں، کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں؟ اُن کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہوگئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔"

بے جا جمع مالِ دنیا اور مادّہ پرستی کی ممانعت

قرآنِ کریم میں مادّہ پرستی اور آخرت سے غافل لوگوں کی صحبت سے کِنارہ کشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔(۹) اپنے آپ کو اُن سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اُس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری نگاہیں اِنہیں چھوڑ کر دوسرے پر نہ پڑیں! کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگھار چاہو گے؟ اور اُس کا کہا مَت مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔"

دنیاوی مال واَسباب میں بے جا رغبت

دنیاوی اُمور میں ضرورت سے زیادہ اور بے جا مشغولیت انتہائی مذموم ہے؛ یہی وجہ ہے کہ حدیثِ پاک میں بڑی بڑی جاگیریں بنانے اور دنیاوی مال واَسباب میں رغبت سے ممانعت فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ مسعود سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا تَتَّخِذُوا الضَّیْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِی الدُّنْیَا۔(۱۰) تم جاگیریں نہ بناؤ (ورنہ) دنیا میں رغبت کرنے لگ جاؤ گے۔"

حقیر دنیا کی مثال

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا انتہائی حقیر ہے، لہٰذا اس کی چکاچَوند، مال واَسباب اور آسائش وآرام سے متاثر ہو کر، مادّہ پرستی میں مشغول ہونا انتہائی حماقت ونادانی ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم ﷺ بکری کے مردہ بچے کے پاس سے گزرے جس کے کان چھوٹے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: أَیُّکُمْ یحبُّ أَنَّ هَذا لَهُ بِدِرْهَم؟ تم میں سے کوئی اس کو ایک درہم کے بدلے لینا پسند کرے گا؟ صحابۂ کرام نے عرض کی: ہم تو کسی چیز کے عوض بھی اس (بے وُقعت چیز) کو لینا پسند نہیں کریں گے، ہم اس کا کیا کریں گے؟ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: [أ]تحبُّونَ أَنَّهُ لَکُمْ؟ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے؟ صحابۂ کرام نے عرض کی: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا؛ کیونکہ اس کا ایک کان چھوٹا ہے، جبکہ اب تو یہ مُردہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَوَاللهِ! لَلدُّنیا أَهْوَنُ عَلَی اللهِ مِنْ هَذَا عَلَیْکُم (۱۱) اللہ کی قسم! جس طرح تمہارے نزدیک یہ (بکری کا مُردہ بچہ) حقیر ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔"

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار
تو اچانک موت کا ہوگا شکار
موت آکر ہی رہے گی یاد رکھ
جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ (۱۲)

تمام برائیوں کی جڑ

کسی شخص کا دُنیاوی مال واَسباب کی بے جا محبت میں پڑنا، مال ودَولت کی حرص میں اِضافہ ہونا، شہرت اور ناموری کے لیے اپنے نیک کاموں کا ڈھنڈورا پیٹنا، حلال وحرام کی پرواہ کیے بغیر خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرنا، یہ سب مادّہ پرستی (دنیاداری) اور غفلت قلب کا نتیجہ ہے اور یہ ایک ایسی قلبی بیماری ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے، لہٰذا اگر عافیت چاہیے تو دنیاداری میں غیر ضروری مشغولیت سے دور رہے۔

حضرت سیّدنا امام غزالی فرماتے ہیں کہ "ایک بزرگ نے فرمایا: اے لوگو! ٹھہر ٹھہر کر عمل کرتے رہو، اللہ تعالیٰ سے

ڈرتے رہو، اُمیدوں سے دھوکا نہ کھاؤ، موت کو مت بھولو، دنیا کی طرف رغبت نہ کرو؛ کہ یہ غدّار اور دھوکے باز ہے، بَن سنور کر تمہارے سامنے آتی، اپنی خواہشات کے ذریعے تمہیں فتنے میں مبتلا کرتی ہے، لہٰذا اسے حقیقت کی نظر سے دیکھو؛ کیونکہ یہ کثیر خرابیوں کا گھر ہے، اس کے خالق نے اس کی مذمّت کی ہے، اس کی نئی چیز پُرانی ہونے والی ہے، اس کا مالک (مادّہ پرست) فنا ہونے والا ہے اور اس کا عزّت دار (روزِ حشر) رُسوا ہونے والا ہے۔" (۱۳)

مادّہ پرستی کی مختلف صورتیں

ہم لوگ مغربی کلچر (Western Culture) کی پَیروی میں مادّہ پرستی کا شکار ہیں، اس کی مختلف صورتوں کو اپنائے ہوئے ہیں، اپنے لباس کو انتہائی اعلیٰ اور فاخرانہ رکھنا، اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھانا، عالیشان گھروں میں رہنا، نت نئے ماڈل کی گاڑیاں اور موبائل فون خریدنا، جدید مغربی طرزِ زندگی اپنانا، دنیاوی تکلفات کا بڑا اہتمام کرنا، اپنے اسٹیٹس پر کسی قسم کا کمپرومائز نہ کرنا، اپنے لائف اسٹائل (Lifestyle) کو بلند رکھنے کے لیے حلال وحرام کی تمیز نہ رکھنا، دنیا کی ہر نعمت اور آسائش حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اپنی سہولت وآرام کے چکر میں دیگر مسلمان بھائیوں کا اِحساس نہ کرنا، مادّہ پرستی ہی کی مختلف صورتیں ہیں، لہٰذا ان سے بچیے، اور اپنے طرزِ زندگی کو زیادہ سے زیادہ سادہ بنائیے؛ کہ سادگی اللہ ورسول کو بڑی پسند اور مہنگائی پر قابو پانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، نیز اسلامی تعلیمات میں اس کی بڑی اہمیت ہے، آج اگر ہم مادّہ پرستی کو چھوڑ کر سادگی اپنا لیں، تو ہماری مُعاشی حالت میں بڑی حد تک سُدھار آسکتا ہے، اس طرح مہنگائی پر قابو پا کر غربت کو بھی کافی حد کم کیا جاسکتا ہے۔

مادّہ پرستی چھوڑنے سے کیا مُراد ہے؟

مادّہ پرستی چھوڑنے سے مُراد یہ ہے کہ انسان دنیاوی کاموں میں اس قدر مشغول نہ ہو، کہ اس کے باعث اپنی آخرت سے غافل ہوجائے، ورنہ دنیا کی یہ آسائشیں اور نعمتیں تو آخرت کو بہتر بنانے کا ذریعہ بھی ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ‌ ۚ وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ۔ (۱۴) جو آخرت کی کھیتی چاہے، ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اُسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔"

لہٰذا اس دنیا سے اتنا ہی لیں جتنا آخرت کی بہتری کے لیے کافی ہو، ورنہ دنیا سے حد درجہ اِنتفاع (نفع اٹھانا) آخرت میں بوجھ بن جائے گا اور دنیا میں جس قدر مال ودَولت اور نعمتیں زیادہ ہوں گی، آخرت میں حساب بھی اُتنا ہی زیادہ دینا پڑے گا۔

مالداری کے باعث جنّت میں تاخیر سے داخلہ

مادّہ پرست انسان کے ذرائع آمدَن حلال ہوں یا حرام، بروزِ قیامت بہرصورت حساب تو دینا ہی پڑے گا اور جتنی زیادہ نعمتیں ہوگی اُن کے حساب میں بھی اتنا ہی زیادہ وقت لگے گا اور وہ اتنی ہی تاخیر سے جنّت میں جائے گا، اس بارے میں حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عَوف سے متعلق ایک واقعہ سماعت فرمائیں، آپ مشہور صحابیٔ رسول ہیں، آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ایک بار آپ نے اپنے مال میں سے پہلے چار ہزار درہم صدقہ کیے، پھر چالیس ہزار درہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کیے، اس کے بعد چالیس ہزار دینار صدقہ کیے، پھر پانچ سو گھوڑے اور اس کے بعد پانچ سو اونٹ راہِ خدا میں صدقہ کیے۔ (۱۵)

ایک بار مدینہ منوّرہ میں حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عَوف کا تجارتی قافلہ آیا، اس قافلے میں گندم، آٹے اور کھانے سے لدے ہوئے سات سو اونٹ تھے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ نے شور سنا تو اس بارے میں دریافت فرمایا، انہیں بتایا گیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عَوف کا تجارتی قافلہ واپس آیا ہے، جس میں گندم، آٹے اور طعام سے لدے سات سو اونٹ ہیں، حضرت سیّدہ عائشہ نے فرمایا کہ "میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے:

"قَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحمنِ بْنَ عَوْفٍ يَدْخُلُ الجنَّةَ حَبْوًا۔(۱۶) میں نے دیکھا کہ عبد الرحمن بن عوف (اپنی مالداری کے باعث) گھسٹتے ہوئے جنّت میں داخل ہوں گے۔"

جب یہ بات حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن عوف کو معلوم ہوئی تو آپ نے کہا:

"يا أمّه! إن أُشهِدُكِ أنّها بأحمالها وأحلاسها وأقتابها في سبيلِ اللّه۔(۱۷) اے میری ماں! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ تمام اونٹ اپنے سازوسامان سمیت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کردیئے۔"

جب حلال ذرائع آمدَن اور حددرجہ سخاوت کے باوجود ایک صحابیٔ رسول کے حساب وکتاب کا یہ عالم ہے، تو پھر ہمارا کیا بنے گا! ہم کیسے ایک ایک پائی کا حساب دیں گے! اگر ہمارے ذرائع آمدن میں حرام کی آمیزش ہوئی تو روزِ محشر کیسے نَجات وچھٹکارہ پائیں گے! لٰہذا بہتر یہی ہے کہ دنیاوی اَسباب سے صرف حسبِ ضرورت نفع اٹھایا جائے اور اس میں غیر ضروری مشغولیت سے اجتناب کیا جائے۔

یہ دنیا فانی ہے

ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ یہ دنیا فانی ہے، ہمارا مال واَسباب، کوٹھی بنگلہ، کاریں اور جائیداد وغیرہ سب یہاں دنیا ہی میں رہ جائے گا، ہر انسان خالی ہاتھ قبر میں جائے گا؛ لٰہذا دنیا کی محبت اور مادّہ پرستی کا شکار ہوکر اُمورِ دِینیہ سے غفلت بَرتنا، کسی مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتا، ہمیں اس سے جان چھڑانا ہوگی اور رب تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ہوگا، اُس کی یاد سے اپنے سینے کو معمور کرنا ہوگا؛ کہ غافل دِلوں کی شِفا اور محبتِ دنیا سے نجات کا راز اِسی میں پنہاں ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ۔(۱۸) سُن لو کہ اللہ کی یاد ہی میں دِلوں کا چین وسکون ہے۔"

دنیا ہی میں رہ جائے گا یہ دَبدَبہ
زور تیرا خاک میں مل جائے گا
تیری طاقت تیرا فن عُہدہ ترا
کچھ نہ کام آئے گا سرمایہ ترا (۱۹)

دنیاوی اُمور میں اِنہماک ومشغولیت کا حکم

دُنیوی اُمور میں دلچسپی مطلقاً ممنوع نہیں، ضروری حاجات کی قدر، دنیوی مال ودَولت کمانا اور اس سے تعلق رکھنا، جائز اور شریعت کو مطلوب ہے، البتہ دنیوی اُمور اور مادّہ پرستی میں اس قدر اِنہماک اور مشغولیت جو اِنسان کو اللہ کی یاد سے غافل کردے، اس کے اَحکام کی بجا آوری میں رُکاوَٹ بنے، مذموم وممنوع ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ پاک میں اس کی مذمّت بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

"يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ۔(۲۰) جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دُنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بےخبر (غافل) ہیں۔"

آج ہم لوگوں نے اچھی نوکری، اچھا گھر، مال ودولت، جائیداد، عالی شان محلّات، زراعت، تجارت اور دیگر دُنیوی کام دھندوں اور اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے، آخرت میں ہونے والی پوچھ گچھ اور حساب وکتاب سے یکسر غافل ہوچکے ہیں، ابھی وقت ہے کہ خوابِ غفلت سے جاگ جائیں، مادّہ پرستی چھوڑیں اور اپنی آخرت کی فکر کریں۔

آخرت سے غفلت اور فراموشی

جو لوگ مادّہ پرستی کے باعث اپنی آخرت کو فراموش کیے بیٹھے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

"ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۔(۲۱) اُنہیں چھوڑو (اے حبیب!) کہ کھائیں اور برتیں (دنیا کی لذّتیں) اور (عیش وعشرت اور طویل زندگی کی) اُمید انہیں کھیل میں ڈالے! تو اَب جانا چاہتے ہیں۔(اپنا انجام کار!)"

صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "اس میں تنبیہ ہے کہ (مادّہ

پرستی کا شکار ہو کر) لمبی اُمیدوں میں گرفتار ہونا اور لذّاتِ دنیا کی طلب میں غرق ہو جانا، ایمان والے کی شان نہیں۔" (۲۲)

حضرت سیّدنا امام شافعی نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ" دنیا لغزش کی جگہ اور ذِلّت کا مقام ہے، اس کی عمارتیں ویرانی کی طرف اور رہنے والے قبروں کی طرف جا رہے ہیں، اس میں اکٹھے رہنے والے لوگ ایک دن ضرور جدا ہوں گے، اس کی مالداری فقر اور کثرت تنگدستی کا باعث ہے اور اس میں تنگدستی فراخی کا سبب ہے، تو تم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہو، اس کے رزق پر راضی رہو اور باقی رہنے والے گھر (جنّت) کو فنا ہونے والے گھر (دنیا) پر ترجیح دو؛ کیونکہ تمہاری زندگی ڈھلتے ہوئے سائے اور گرتی ہوئی دیوار کی طرح ہے، لہٰذا عمل زیادہ کرو اور (دنیاوی) اُمیدیں کم رکھو۔" (۲۳)

فکرِ آخرت سے بے خوفی

مادّہ پرستی اور دنیاوی مال وَاسباب میں غیر ضروری مشغولیت، فکرِ آخرت سے غفلت کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَاطۡمَاَنُّوۡا بِہَا وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ۔ (۲۴) یقیناً وہ جو ہمارے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے (یعنی روزِ قیامت اور ثواب وعذاب کے قائل نہیں) اور دنیا کی (فانی) زندگی (کو آخرت پر ترجیح دے کر) پسند کر بیٹھے (اور اپنی ساری عمر اس کی طلب میں گزاری) اور اس پر مطمئن ہو گئے اور وہ جو ہماری آیتوں (یعنی سیّد عالم ﷺ اور قرآنِ پاک) سے غفلت کرتے ہیں، اُن لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے؛ ان کی کمائی (اَعمال) کا بدلہ۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الۡاٰخِرَۃِ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ ہَلۡ یُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔ (۲۵) جنہوں نے ہماری آیتیں اور آخرت کے دربار (کی حاضری) کو جھٹلایا، اُن کا سب کیا دھرا اکارت گیا، انہیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی جو کرتے تھے۔"

دنیا کی مادّی اشیاء آزمائش وامتحان کا باعث ہیں

دنیا کی یہ نعمتیں اور آسائش وآرام کی کثرت، مادّہ پرستوں اور حق پرستوں میں فرق وامتیاز کا ایک پیمانہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان بھی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّہَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالۡبَنِیۡنَ وَالۡقَنَاطِیۡرِ الۡمُقَنۡطَرَۃِ مِنَ الذَّہَبِ وَالۡفِضَّۃِ وَالۡخَیۡلِ الۡمُسَوَّمَۃِ وَالۡاَنۡعَامِ وَالۡحَرۡثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَاللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ۔ (۲۶) لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت (تاکہ خواہش پرستوں اور خدا پرستوں میں فرق وامتیاز ظاہر ہو) عورتیں اور بیٹے، تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے (اس سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے پھر فنا ہو جاتی ہے) اور اللہ جس کے پاس (اس دنیا کے مقابلے میں کہیں زیادہ) اچھا ٹھکانہ (جنّت) ہے۔"

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اس دنیائے فانی کی ناپائیدار مرغوبات میں زیادہ دل نہ لگائے اور دنیا کا جو مال وَاسباب حاصل ہے اُسے کسی ایسے کام میں خرچ کرے جس سے عاقبت اچھی ہو اور آخرت کی سعادت حاصل ہو۔ ؎

ضرورت سے زیادہ مال ودَولت کا نہیں طالب
رہے بس آپ کی نظرِ عنایت یارسولَ اللہ ﷺ
رہیں سب شاد گھر والے شہا تھوڑی سی روزی پر
عطا ہو دَولتِ صبر وقناعت یارسولَ اللہ ﷺ (۲۷)

مادّہ پرستی (دنیاداری) سے نَجات کا طریقہ

مادّہ پرستی اور دنیاوی مال وَاسباب کی بے جا محبت انتہائی مذموم اور بندۂ مؤمن کی شان کے مُنافی ہے، لہٰذا جتنا جلدی ہو سکے اس سے نَجات حاصل کی جائے اور اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کیا جائے کہ

(1) یہ دنیا سائے کی طرح ہے اور سائے سے دھوکا کھانا حماقت ہے۔

(2) دنیا خواب کی طرح ہے اور خوابوں سے محبت کرنا دانش مندی نہیں۔

(3) دنیا سانپ کی طرح ہے جو چھونے میں نرم وملائم ہے، لیکن اس کا زہر جان لیوا ہوتا ہے، لہٰذا عارضی نفع وکشش کے لیے دائمی تکلیف کو اپنا لینا نادانی ہے۔

(4) جس طرح پانی میں چلنے والے کے قدم سوکھے نہیں رہ سکتے، اسی طرح مادّہ پرستی اور دنیا سے اُلفت رکھنے والا مصیبت وآفت سے چھٹکارا نہیں پاسکتا اور آخر کار دنیوی محبت کی دیمک دل سے عبادت کی لذّت ومٹھاس کو آہستہ آہستہ ختم کر دیتی ہے۔

(5) طالبِ دنیا اور مادّہ پرست کی مثال سمندر کے پانی سے پیاس بجھانے والے جیسی ہے، جس قدر وہ پانی پیتا ہے اتنا ہی پیاس میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

(6) دنیا کی محبت لوگوں کو دھوکا دیتی ہے اور ایمان کمزور کرتی ہے۔

(7) دنیا میں حد سے زیادہ مشغولیت، آخرت سے غافل ہونے کا سبب ہے۔

(8) دنیا ایک مہمان خانہ ہے، لہٰذا اس میں پُرسکون رہنے کے لیے خود کو مسافر رکھنا ضروری ہے، اگر دنیا کو مستقل ٹھکانہ سمجھ کر اس سے دل لگا بیٹھے، تو جدائی کے وقت شدید غم اور تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔(٢٨)

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ مادّہ پرستی اور دنیا داری میں غیر ضروری طور پر مشغول نہ ہوں، اِعتدال اور میانہ رَوِی سے کام لیں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، موت کو کثرت سے یاد کریں، دُنیوی لذّتوں اور عیش کوشیوں سے بچیں، دنیاداروں کی صحبت اور ہم نشینی سے کوسوں دُور بھاگیں، علما وصالحین کی صحبت اختیار کریں، فکر آخرت اور حساب وکتاب سے غافل نہ رہیں، سابقہ اُمتوں اور غافل اَقوام کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور قرآن وسنّت کے اَحکام پر پابندی سے عمل کریں؛ کہ جو شخص ان احتیاطی تدابیر کو اختیار کرے گا، وہ حرام وحلال کی تمیز میں کامیاب ہو کر، توکُّل ومیانہ رَوِی اختیار کر سکے گا، اللہ تعالیٰ اُسے مادّہ پرستی اور دنیا کی بے جا محبت سے بچالے گا اور جو لوگ اس خصلت بد میں مبتلا ہیں انہیں اس سے نَجات ملے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنا شکر گزار بندہ بنالے گا، ان شاءاللہ!

الٰہی! ہمیں قرآن وسنّت کے اَحکام پر عمل کی توفیق عطا فرما، فرائض وواجبات کا پابند بنا، نفسانی خواہشات کی پیروی سے محفوظ فرما، دنیا کی محبت سے نَجات عطا فرما، دنیا داروں کی بُری صحبت سے بچا، بزرگانِ دین اور علمائے کرام کا ساتھ نصیب فرما، توکُّل اور میانہ رَوِی کی صفت سے مزین فرما، اپنی آخرت کی فکر اور اس کی تیاری کی سوچ عنایت فرما اور ہمارے مُردہ وتاریک دِلوں کو اپنے ذِکر سے روشن ومنوَّر فرما، آمین یاربّ العالمین۔

حوالہ جات (١) پ27، الذاریات:56 (٢) پ22، فاطر:5 (٣) پ28، المنافقون:9 (٤) پ21، العنکبوت:63 (٥) "تفسیر خزائن العرفان" پ21/العنکبوت، زیرِ آیت63/ 747 (٦) کلام خواجہ عزیز الحسن مجذوب۔ (٧) پ١٥، الکہف ٧/ ٨۔ (٨) پ16/ الکہف 103/ 104 (٩) پ15، الکہف:28 (١٠) "سنن الترمذی" أبواب الزہد، ر2328/ص.533 (١١) "صحیح مسلم" کتاب الزُہد [والرقائق] ر7418 :، صـ1281، 1282، ملتقطاً. (١٢) "وسائلِ بخشش" مثنوی عطّار، 711۔ (١٣) دیکھیے: "اِحیاء العلوم" باب2، دنیا کی صفت، فصل اوّل، دنیا کی مذمت اور صفت سے متعلق وعظ ونصیحت، 3/ 729، ملتقطاً۔ (١٤) پ25، الشوری: 20. (١٥) انظر: "أُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ" باب العین، 3370– عبد الرحمن بن عوف، 3/ 475. (١٦) انظر: "مسند الإمام أحمد" مسند الصدیقۃ عائشۃ بنت الصدیق، ر24842:، 41/ 347. و"أُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ" باب العین، 3370– عبد الرحمن بن عَوف، 3/ 475 (١٧) انظر: "أُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ" باب العین، 3370– عبد الرحمن بن عوف، 3/ 475. (١٨) پ١٣، الرَعد.٢٨: (١٩) "وسائلِ بخشش" مثنویٔ عطّار، 711۔ (٢٠) پ٢١، الرُوم.٧: (٢١) پ١٤، الحجر.٣: (٢٢) "تفسیر خزائن العرفان" پ14، الحجر، زیرِ آیت3:، 490۔ (٢٣) "اِحیاء العلوم" باب اوّل، دنیا کی مذمت سے متعلق روایات، فصل اوّل، دنیا کی مذمت پر مشتمل 69 اقوالِ بزرگانِ دین، سیّدنا امام شافعی کی نصیحت، 3/ 727۔ (٢٤) پ١١، یونس ٧:، ٨. (٢٥) پ٩، الأعراف.١٤٧: (٢٦) پ3، آل عمران.14: (٢٧) "وسائلِ بخشش" عطا کردو مدینے کی اجازت یارسول اللہ ﷺ، 332۔ (٢٨) دیکھیے: "اِحیاء العلوم" باب2، دنیا کی صفت، فصل2، مثالوں کے ذریعے دنیا کی حقیقت کا بیان، 3/ 737– 750، ملتقطاً۔ و"باطنی بیماریوں کی معلومات" محبتِ دنیا کا علاج، 83–85، ملخّصاً۔

از: ڈاکٹر فیض احمد چشتی*

علما میں حسد اور اس کا نقصان

محترم قارئینِ کرام! علم اختلافات کو زائل کرنے والا اور جھگڑے مٹانے والا ہے لیکن جب عالم میں حسد پیدا ہو جائے تو علم اختلافات کو زائل کرنے اور جھگڑے مٹانے کی بجائے بڑھا دیتا ہے، افسوس! ہمارے زمانے میں بھی علما کی ایک تعداد ایسی ہے جو باطنی گناہوں کا یا تو علم ہی نہیں رکھتے اور یا پھر علم رکھنے کے باوجود ایک دوسرے سے اختلافات اور آپس میں انتشار کا شکار ہیں اور اس کا بنیادی سبب ایک دوسرے سے حسد کرنا ہے، علما کے باہمی حسد کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"ایک عالم دوسرے عالم سے تو حسد کرتا ہے لیکن کسی عبادت گزار سے حسد نہیں کرتا اسی طرح ایک عبادت گزار دوسرے عبادت گزار سے تو حسد کرتا ہے لیکن عالم سے حسد نہیں کرتا، مزید فرماتے ہیں "وعظ کرنے والا جتنا کسی دوسرے وعظ کرنے والے سے حسد کرتا ہے اتنا کسی فقیہ یا حکیم سے حسد نہیں کرتا کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایک مقصد پر جھگڑا ہوتا ہے تو ان حسدوں کی اصل وجہ اور دشمنی کی بنیاد کسی ایک غرض پر اکٹھا ہونا ہے اور ایک غرض پر وہ دو آدمی جمع نہیں ہوتے جو ایک دوسرے سے دور ہوں بلکہ ان کے درمیان کسی قسم کی مناسبت ضروری ہے اسی لئے ان دو آدمیوں کے درمیان حسد ہوتا ہے۔"

(احیاء علوم الدین، کتاب ذمّ الغضب والحقد والحسد، القول فی ذمّ الحسد ......الخ، بیان السبب فی کثرۃ الحسد ......الخ ۳/ ۲۴۰ چشتی)

اور حسد کی وجہ سے فی زمانہ علما کا باہمی حال یہ نظر آتا ہے جس کی نشاندہی اس حدیث پاک میں کی گئی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ فقہا ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور ایک دوسرے سے اس طرح لڑائی کیا کریں گے جیسے جنگلی بکرے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔

(تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ عبد الرحمٰن، ۵۴۴۷۔عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن محمد بن یحیٰ۔۔۔الخ، ۱۰/ ۳۰۱)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علم والوں سے محتاط رہو، اگر اُن کے ساتھ انار کے بارے میں اختلاف ہو جائے اور میں کہوں انار میٹھا ہے اور وہ کہے ترش (کھٹا) ہے تو مجھے خوف وہ مجھے ظالم حکمران سے قتل کروانے کی کوشش کرے گا۔

(منہاج العابدین مترجم اردو صفحہ نمبر 215 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات میں دین اور حلال و حرام کے بیان نیز نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے معاملے کی روشن دلیلیں دیں لیکن انہوں نے نبی کریم ﷺ کی جلوہ افروزی کے بعد اپنے منصب اور ریاست ختم ہو جانے کے اندیشے کی وجہ سے آپ ﷺ کے ساتھ حسد کیا اور دشمنی مول لی اور اپنے پاس علم آجانے کے بعد نبی کریم ص ﷺ کی رسالت پر پہلے سے متفق ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی بعثت کے بارے میں اختلاف کیا حالانکہ علم اختلاف زائل کرنے کا سبب ہوتا ہے اور یہاں ان لوگوں کے لئے اختلاف کا سبب ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مقصود علم نہ تھا بلکہ اُن کا مقصود منصب و ریاست کی طلب تھی اسی لئے انہوں نے اختلاف کیا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب ﷺ! آپ کا رب قیامت کے دن بنی اسرائیل کے درمیان اس بات کا فیصلہ کردے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ (خازن، الجاثیۃ، تحت الآیۃ ۱۷، ۴/ ۱۱۹، چشتی) [جلالین مع صاوی، الجاثیۃ، تحت الآیۃ ۱۷، ۵/ ۱۹۲۴]

''كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رضی الله عنهما يَقُوْلُ: لَا يَكُوْنُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى لَا يَحْسُدَ مَنْ فَوْقَهُ وَلَا يَحْقِرَ مَنْ تَحْتَهُ وَلَا يَبْتَغِيَ بِالْعِلْمِ ثَمَناً-

(الطبقات الکبریٰ/39) ترجمہ: حضرت عبدللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: آدمی اس وقت تک اہل علم میں شمار نہیں ہوتا جب تک وہ (علم میں) اپنے سے فوقیت رکھنے والوں پر حسد کرنا، اپنے سے کم درجہ افراد کو حقیر جاننا اور علم کے ذریعہ کسی مال کا طلب کرنا ترک نہیں کرتا۔''

حسد اور حسد کرنے والوں کا انجام

حسد و کینہ ایسی بری عادت ہے جس کی مذمت میں بہت سی اَحادیث بیان ہوئی ہیں، یہ تو ظاہر ہے کہ حسد نعمت پر ہی ہوا کرتا ہے، پس جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو دوسرے شخص کو اُس کے پاس وہ نعمت بری معلوم ہو اس کو حسد کہیں گے، حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے حسد کرنے والا ابلیس ہے اور یہ حاسدین کا قائد ہے، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں حسد کی آگ میں جلنے والا قابیل ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کردیا۔

حسد کے تین درجے ہیں

پہلا درجہ یہ ہے کہ حاسد دوسروں کی نعمت کا زوال چاہے کہ خواہ مجھے نہ ملے مگر اس کے پاس سے بھی جاتی رہے، اِس قسم کا حسد مسلمانوں پر گناہ کبیرہ ہے اور کافر فاسق کے حق میں حسد کرنا جائز مثلاً کوئی مالدار اپنے مال سے کفر یا ظلم کر رہا ہے، اُس کے مال کی اِس لئے بربادی چاہنا کہ دنیا اس کے کفر وظلم سے بچ جائے جائز ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ حاسد دوسرے کی نعمت خود لینا چاہے کہ فلاں کا باغ یا اُس کی جائیداد میرے پاس آجائے یا اُس کی ریاست کا میں مالک ہوں یہ حسد بھی مسلمانوں کے حق میں حرام ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ حاسد اس نعمت کے حاصل کرنے سے خود تو عاجز ہے اِس لئے آرزو کرتا ہے کہ دوسرے کے پاس بھی نہ رہے تا کہ وہ مجھ سے بڑھ نہ جائے یہ بھی منع ہے۔

حسد کے کل سات اَسباب ہیں پہلا سبب عداوت اور بغض ہے جس سے کسی کو اِیذا پہنچ جائے، پہلے تو وہ بدلہ لینے کی کوشش کرتا ہے اور مجبور ہو کر چاہتا ہے کہ اِس پر غیبی مار پڑے اِس کی مصیبت سے خوش اور آرام سے ناخوش ہوتا ہے جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ت

''اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بھلائی پہنچے تو اُن کو بُرا لگتا ہے۔'' (آل عمران:۲۱)

دوسرا سبب تکبر ہے کہ حاسد اپنی بڑائی کا خواہش مند ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کیوں نہ اُتارا گیا یہ قرآنِ (مجید) اِن دو شہروں کے کسے بڑے آدمی پر۔'' (الزخرف:۱۳)

تیسرا سبب سرداری کی خواہش ہے کہ حاسد چاہتا ہے کہ سب میرے حاجت مند ہوں۔

چوتھا سبب غصب اور بڑائی ہے، حاسد دوسرے کو نعمت کا نااہل سمجھتا ہے، اِس لئے چاہتا ہے کہ اُس کے پاس نہ رہے۔

پانچواں سبب یہ ہے کہ حاسد دوسروں کے کمال میں اپنا زوال سمجھے کہ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو میں ناکام ہو جاؤں گا، جیسے کہ آج ہم اپنے ہم پیشہ سے اسی قسم کا حسد رکھتے ہیں۔

چھٹا سبب حبِ حکومت ہے کہ حاسد چاہتا ہے کہ میں اپنے کمال میں بے نظیر رہوں کہ میرے برابر کوئی دوسرا نہ نکلے اور سب سے بڑھ کر حاسد کی کم ظرفی اور کمینہ پن یہ ہے کہ اُس سے کسی کا خوشحال ہونا دیکھا نہیں جاتا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

''آپس میں حسد نہ کرو اور قطع تعلق نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے دشمنی نہ کرو اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو۔'' (مسلم، جلد ۲/ باب تحریم التحاسد والتباغض والتدابر رقم ۲۳۲/ چشتی/ السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد ۷ ص ۳۰۳/ شرح السنۃ، جلد ۶ ص ۶۹۴/ ابن ماجہ، حدیث نمبر ۳۸۴۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بقیہ ص ۸ / پر

از: مولانا عبد اللطیف علیمی *

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

اسلامیات

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صیغۂ تصغیر اور کملی کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صیغۂ تصغیر کا استعمال کرنا مطلقاً ممنوع و گناہ ہے، چاہے کوئی ادب و تعظیم کے طور پر استعمال کرے تب بھی ناجائز کا ہی حکم ہوگا، اب لفظ کملی تصغیر ہے یا نہیں تو "فیروز اللغات" میں ہے کہ کملی کمل کی تصغیر ہے جس کا معنیٰ چھوٹا کمبل ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کلمات تصغیر کا استعمال سوء ادب اور بارگاہ رسالت میں شرعاً ممنوع و ناجائز ہے، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

(ایسے کلمات کا استعمال درست نہیں) "کہ توہین کا ایہام ہے بلکہ صیغۂ اہانت میں داخل ہے لہٰذا اس کا اطلاق ناجائز و حرام ہے اور متکلم پر توبہ لازم ہے۔" (فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:١، ص:٣٠٨، جامعۃ الرضا بریلی شریف)

سوال: وضو کا پانی مسجد میں جھاڑنا یا ٹپکانا کیسا ہے؟

جواب: کچھ جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ وضو کے بعد منہ اور ہاتھوں سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں بلکہ ناجائز و گناہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اعضائے وضو کو پہلے رومال یا تولیہ وغیرہ سے ہلکا خشک کر لیں پھر مسجد میں داخل ہوں ورنہ اعضائے وضو کے پانی کو مسجد میں جھاڑنے کے سبب سخت گنہگار ہوں گے، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے۔" (بہار شریعت، ج١ ح٣ ص١٦٨)

سوال: کیا غسل کرنے کے وقت جو وضو کر لیا جائے اس سے نماز نہیں پڑھ سکتے؟

جواب: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ غسل کرتے وقت جو وضو کیا جاتا ہے اس سے نماز نہیں ہوتی بلکہ نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے یہ غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ غسل کرتے وقت جو وضو کیا جاتا ہے اس وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں جب کہ غسل کرنے کے بعد ناقض وضو میں سے کچھ نہ پایا گیا تو نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں، تفہیم المسائل میں ہے:

"غسل کرنے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے وضو کی ضرورت نہیں رہتی۔" (تفہیم المسائل ج:١، ص:٤٧، مکتبہ ضیاء القرآن لاہور)

سوال: تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ لٹکانا کیسا ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ باندھنا سنت ہے ہاتھ کو لٹکانا نہیں چاہیے بلکہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد فوراً دونوں ہاتھوں کو کان سے ہٹا کر ناف کے نیچے باندھ لینا چاہیے، بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ لٹکاتے ہیں پھر باندھتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں کہ سنت کے خلاف ہے، بہار شریعت میں ہے:

"بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکاتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہیں چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لا کر باندھ لے۔" (بہار شریعت ج١ ح٣ ص٧٤ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: قبرستان میں موم بتی و اگر بتی لگانا کیسا ہے؟

جواب: خاص قبر کے اوپر چراغ و موم بتی جلانا لوبان و اگر بتی لگانا منع ہے ہاں اگر قبر سے الگ ہٹ کر خالی جگہ پر سلگائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن یہ خیال کرنا کہ اس کی روشنی اور خوشبو قبر میں جو دفن ہیں، ان کو پہنچے گی ضرور جہالت نادانی اور غلط فہمی ہے، دنیا کی

روشنیاں، سجاوٹی اور ڈیکوریشن وغیرہ جو کرتے ہیں یہ سب مردوں کو نہیں پہنچتیں مردوں کو صرف ثواب ہی پہنچتا ہے مردہ اگر جنتی ہے تو اس کے لئے جنت کی خوشبو اور روشنی کافی ہے اور جہنمی کے لئے نہ کوئی روشنی ہے نہ خوشبو، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوء ادب اور بدفالی ہے ہاں قریب قبر زمین خالی پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ٤:، ص ١٥٨:، رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: جوتا چپل پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ نماز جنازہ میں جوتے چپل پہن کر ہی کھڑے ہوجاتے ہیں تو اگر اس حالت میں جوتا چپل پہن کر نماز پڑھی کی اس کا تلا ناپاک ہے تو نماز نہ ہوگی بہتر یہی ہے کہ جوتا چپل اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ٤/ص ٨٨/رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر جوتا پاک ہے تو اس کو پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے ایسا نہ کرے کہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ جن کے جوتے ناپاک ہیں وہ پہن کر پڑھنے لگیں گے۔"

(فتاویٰ امجدیہ، ج ١/ص ٣١٨/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: بچہ کی پیدائش کے وقت جو عورت مرجائے، کیا وہ منحوس ہوتی ہے؟

جواب: بعض جگہوں پر کچھ لوگ ایسی عورت کو جو بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے مرجائے اس کو برا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ناپاکی میں مری ہے، اس لیے وہ منحوس ہے، مرنے کے بعد چڑیل بنے گی یہ سب جاہلانہ خیالات و خرافات ہیں حدیث شریف میں ایسی حالت میں مرنے والی عورت کو شہادت کا مرتبہ پانے والی بتایا گیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا سات شہادتیں اور بھی ہیں طاعون والا شہید ہے دبا ہوا شہید ہے، ذات الجنب کی بیماری والا شہید ہے پیٹ کی بیماری والا شہید ہے، آگ والا شہید ہے دب کر مرنے والا شہید ہے عورت ولادت میں مرجائے تو شہید ہے۔

اس طرح کی حاملہ فوت ہوجائے یا ولادت کی حالت میں میلا نہ نکلنے کی وجہ سے مرے یا ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر فوت ہو بہر حال وہ حکما شہید ہے۔"

(مرآۃ المناجیح، ج ٢:، ص ٤١٢:، ادبی دنیا)

سوال: جانور کو بٹائی پر دینا کیسا ہے؟

جواب: بکری یا کوئی اور جانور اس طرح چرانے کو دینا کہ بچے نصف نصف تقسیم کر لیے جائیں گے یعنی چرائی میں آدھے بچے دیئے جائیں گے یہ ناجائز ہے، کچھ لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں گے یہ اجارہ فاسدہ اور ناجائز ہے بچے اسی کے ہیں، جس کی بکری ہے دوسرے کو صرف اس کے کام کی اجرت ملے گی، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعض لوگ بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جو کچھ بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ بھی فاسد ہے بچے اسی کے ہیں جس کی بکری ہے دوسرے کو اس کے کام کی اجرت مثل ملے گی۔" (بہار شریعت، ج ٣:، ح ٤:، ص ١٤٠:، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا دھوبی کے یہاں کھانا درست نہیں ہے؟

جواب: کچھ لوگ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے ہیں جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں دھوبی ہو یا کوئی اور مسلمان اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں بلا شبہ جائز ہے جو لوگ دھوبیوں کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے اور ان کے

یہاں کے کھانے کو ناپاک بتاتے ہیں، وہ نرے جاہل ہیں، الملفوظ میں ہے:

"دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا جائز نہیں محض باطل ہے۔" (الملفوظ، ح۱:، ص۹:، مکتبہ قادریہ سدھارتھ نگر، یوپی)

سوال: غازی میاں کا بیاہ منانا اور ان کے نام کا نشان اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: بہت سے لوگ غازی میاں یعنی سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے میلے کے موقع پر کسی لکڑی میں کپڑا لگا لیتے ہیں اور اس کے اوپر کسی چیز کا بال بھی لگا دیتے ہیں اس کو نشان کہتے ہیں اور اس کو لے کر ڈھول باجے کے ساتھ بلکہ بعض ڈھول باجے کے ساتھ ساتھ ناچنے والے بھی رہتے ہیں ناچتے کودتے پورے میلہ میں چکر لگاتے ہیں اور ان کے ساتھ عورتوں مردوں کا ہجوم رہتا ہے جو بے پردگی کے ساتھ گھومتے ہیں جس میں مسلم اور غیر مسلم عورتیں اس نشان پر گیہوں وغیرہ اناج بھی پھینکتی ہیں اور سب لوگ اس کو کچلتے رہتے ہیں اور بعض عورتیں اسی بھیڑ میں کھیلنا کودنا شروع کر دیتی ہیں یہ سب ناجائز و گناہ ہے لکڑی میں کپڑا باندھ کر اس کے اوپر کسی چیز کا بال لگا لینا اور اسے غازی میاں کا نشان کہنا اس پر اناج پھینکنا سب خرافات اور جاہلانہ رسم ہیں شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں بلکہ یہ ساری خرافات شرعاً ناجائز و گناہ ہیں اور عورتوں کا بے پردگی کے ساتھ گھومنا مزید اناج وغیرہ کی بے حرمتی کرنا سخت حرام ہے، ایسے ہی غازی میاں کا بیاہ منانا بھی جہالت ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"غازی میاں کا بیاہ کوئی چیز نہیں محض جاہلانہ رسم ہے نہ ان کے نشان کی کوئی اصل۔" (فتاویٰ رضویہ، ج۹:، نصف آخر، ص: ۱۸۹، رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: کیا کھانا کھانے کے وقت سلام کرنا جائز ہے؟

جواب: کھانا کھاتے وقت سلام کرنا جائز ہے اور کوئی سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب بھی دینا چاہیے کیونکہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی، اللہ کے نبی ﷺ سے کھانے کے بیچ بات کرنا ثابت ہے بعض فقہا نے کھانے کے بیچ سلام کرنے سے جو منع کیا ہے وہ اس صورت میں جب کہ لقمہ منھ میں ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ جواب دینے سے نقصان پہنچ جائے، اگر کوئی ایسی حالت میں سلام کرتا ہے تو جواب دینا فوراً ضروری نہیں، ہاں اگر وہ کھانا کھا رہا ہے لیکن لقمہ منھ میں نہیں ہے تو سلام کیا جائے گا جواب دینا بھی ضروری ہوگا، ابھی کھانے کے لئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کر سکتا ہے" ملخصاً (بہار شریعت، سلام کا بیان، ج۴:، ح: ۱۶، ص۹۰:، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: دس بیویوں کی کہانی پڑھنا اور سننا کیسا ہے؟

جواب: دس بیبیوں کی کہانی جو آجکل پڑھی جاتی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس کو پڑھنے اور سننے سے بچنا ہی ضروری ہے بلکہ بہتر ہے کہ اس کی جگہ قرآن شریف کی تلاوت کی جائے کہ جہاں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے وہاں رحمتوں برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ بہت سی عورتیں دس بیویوں کی کہانی کتاب کو پڑھتی اور سنتی ہیں اور اس کے پڑھنے کا منت بھی مانتی ہیں تو ایسی کتاب کا پڑھنا ہرگز درست نہیں کیونکہ اس کتاب میں من گھڑت قصہ از سرتا پا فرضی کہانیاں موجود ہیں اس میں کوئی سچائی نہیں اور ان کتابوں کی منت ماننا ضرور جہالت ہے۔

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج۲:، ص۹۶:، فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال: کیا کسی طاق یا درخت پر شہید مرد رہتے ہیں؟

جواب: کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں درخت یا فلاں طاق پر شہید مرد رہتے ہیں اور لوگ اس درخت یا طاق کے پاس جا کر بالخصوص ہر جمعرات کو شیرنی وغیرہ پر فاتحہ نذر و نیاز دلواتے ہیں ہار لٹکاتے، پھول ڈالتے لوبان، اگربتی وغیرہ سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں، یہ سارے امور ناجائز و گناہ اور خرافات پر مشتمل ہیں شریعت میں ان کا کوئی اعتبار نہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقت و باطلات ہیں ان کا ازالہ لازم۔" (احکام شریعت ح۱:، ص۳۲:، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: مزارات اولیا اللہ پر بچوں کے سر کے بال اتروانا یا بال

اسلامیات

اتروانے کی منت ماننا کیسا ہے؟

جواب: مزارات اولیا پر بچوں کو لے جا کر بال اتروانا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا بلکہ اگر گھر پر رہ کر ہی بال اتروائیں تو بہتر ہے، بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں، اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر میعاد گزار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل بدعت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ افریقہ، ص ۶۵: نوریہ رضویہ فیصل آباد)

◆◆◆

ص ۲۴ کا بقیہ...

دیتا ہے اور جیسے ہی درگاہ احاطے سے باہر نکلتا ہے ڈنک مارنا شروع کر دیتا ہے، بچھو کا چھیڑنے کے باوجود ڈنک نہ مارنا عادتاً ممکن نہیں ہے لیکن مذکورہ آستانے پر یہ ناممکن کام ممکن ہو جاتا ہے، اس واقعہ کا تجربہ انٹرنیشنل میڈیا سالوں پہلے کر چکی ہے اور اب بھی جس کا دل چاہے اس کا تجربہ کر سکتا ہے، جب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کے آستانوں کا یہ حال ہے تو خود اس ہادی اعظم کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا؟

افسوس صد افسوس!

درس گاہوں میں بیٹھ کر نقد و تبصرہ کے آداب و انداز پڑھانے والے، مختلف فوروموں پر سنجیدہ اسلوب نگارش کی بات کرنے والے دانش ور دوسروں کی ہلکی پھلکی تنقید کو بھی شدت پسندی اور جہالت سے تعبیر کرتے ہیں لیکن جب خود کسی پر تنقید کرتے ہیں تو شرافت وشائستگی کا بنیادی سبق بھی بھول جاتے ہیں اور وہ انداز اختیار کرتے ہیں جسے پڑھ/سن کر لکھنوی بھٹیارے بھی شرما جائیں، احساس برتری کے خمار میں مخمور اس طبقے کو چاہیے کہ پہلے بات کرنے کا سلیقہ وشعور سیکھے پھر اہل علم کے کلام پر نقد کرے۔

کون سی بات کہاں، کیسے کہی جاتی ہے
یہ سلیقہ ہو تو ہر بات سنی جاتی ہے

◆◆◆

ص ۴۰ کا بقیہ...

اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں جائیں گے) چرواہے، ان کے مویشی صبح وشام لائیں گے اور لے جائیں گے، ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کے جائے گا تو وہ اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ رات کو ان کو ہلاک کر دے گا، پہاڑ کو ان پر گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سوٗر کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔

(صحیح بخاری، ۵۵۹۰)

ٹک ٹاک اور میوزیکلی سے بے حیائی وفحاشی عام ہو رہی ہے، ان ایپس کا سہارا لے کر عورتیں بے پردگی کا خوب مظاہرہ کرتی ہیں، خوب بن سنور کر ویڈیو بناتی ہیں پھر پھیلاتی ہیں اور لوگوں کو دعوت نظارہ دیتی ہیں، جبکہ قرآن مجید میں اس سے منع کیا گیا ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى- (الاحزاب: ۳۳) اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانہ کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو، کتاب وسنت میں بے پردگی اور بدنظری سے منع کیا گیا ہے۔“

ٹک ٹاک جیسے ایپس کے ذریعہ بے پردگی کو ہوا دی جا رہی ہے، جبکہ خواتین کے لیے پردہ شرعی فریضہ ہے، نوجوان بچیاں غیر مسلم لڑکوں سے اشتراک کر کے خوب بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں، اسلام میں مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے اور خواتین کو پردے کی تاکید ہے۔

◆◆◆

تعزیرات قلم

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*

تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

ہمارے ایک فیس بکی دوست ہیں ڈاکٹر عارف الاسلام، موصوف علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے استاذ ہیں، غیر منقسم ہندوستان اور تقسیم وطن کی تاریخ پر تحقیق وتجزیہ کا اچھا شعور رکھتے ہیں، موصوف نے کچھ وقت پہلے اپنی وال پر اپنے کسی دوست قمر نقیب خان کی ایک تحریر شیئر کی تھی، جس میں صاحب تحریر نے امام جلال الدین سیوطی کی کتاب ''الحاوی للفتاویٰ'' کے اس اقتباس پر اعتراض کیا ہے جس میں آپ نے قبر رسول ﷺ سے سلام کا جواب آنے کا ذکر کیا ہے۔

کسی بھی عالم/مصنف کی کتاب پر تنقید ہر گز معیوب نہیں لیکن انداز تنقید بہر حال شائستہ اور مہذب ہونا چاہیے لیکن عصری اداروں سے وابستہ دانش وروں کا انداز گفتگو دیکھ کر بڑی مایوسی ہوئی، موصوف کا پہلا پیراگراف کچھ اس طرح ہے:

"جلال الدین سیوطی بھی اپنے زمانے کا جھوٹا مولوی تھا۔"

بعد میں ذکر کردہ روایت پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ کی قبر پر کوئی سلام کرے تو جواب کی آواز نہیں آ سکتی جب تک قبر کے اندر ایمپلی فائر سپیکر سسٹم نہ لگا ہو، ویسے بھی یہ بات دین اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:

"اس وقت موجودہ فرقے رسول اللہ ﷺ کو قبر میں اسی طرح زندہ مانتے ہیں جیسے وہ مرنے سے پہلے زندہ تھے۔"

اختتامی تبصرہ کرتے ہوئے موصوف لکھتے ہیں:

"اس کے باوجود اگر کوئی شخص بضد ہو تو ساری دنیا کے علما و مشائخ جمع کر کے قبر رسول پر لے جائے، بین الاقوامی میڈیا کو بھی جمع کر لے اور قبر سے آواز نکال کر دکھائے۔"

اس پوسٹ پر خود کو دانش ور سمجھنے والے دیگر کئی افراد نے بھی تبصرے کئے ہیں، پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ساجد علی تبصرہ کرتے ہیں:

"سیوطی کافی بڑا الپاٹیہ تھا۔"

ڈاکٹر عارف الاسلام نے تبصرہ کیا:

"بخاری کو جھوٹا نہیں بل کہ سازشی کہا ہے۔"

جمشید پور کے رہائشی اور اے ایم یو ہی کے فارغ التحصیل مشتاق خان لکھتے ہیں:

"مابعد خلفاے راشدین تواریخ، واقعات، تصوّف، کرامت، خرق عادت، تعبیر، تشریح جیسی ذاتی فطور کو تقدّسی ہالہ پہنا کر باضابطہ داخل بہ اسلام کیا گیا یہاں سے اسلام کی تضحیک شروع ہوئی، اس کے نتیجے میں کچھ اور نئی ہستیاں شامل ہوئیں جس سے شخصیت پرستی کو اور وُسعت حاصل ہوئی، نئے نئے دیر وحرم کی تعمیر ہوئی، اُن کا طواف مثل کعبہ قرار دیا گیا اور اُن کی پُوجا عبادت خداوندی کے مماثل قرار پائی۔"

اس کے علاوہ مختلف دانش وروں نے اپنی اپنی آرا کا اظہار کرتے ہوئے جس لب و لہجے کو اختیار کیا ہے وہ نہایت سوقیانہ ہے۔

قلمی آوارگی

زیر بحث تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ ناقد سماع موتیٰ کو درست نہیں مانتا، حالانکہ یہ اعتراض کوئی نیا نہیں ہے بل کہ سماع موتیٰ پر زمانہ ماضی سے اختلاف چلا آیا ہے لیکن جس ہلکے انداز اور گھٹیا اسلوب میں قمر نقیب صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ ان کی ذہنی ساخت اور فکری تربیت کا پتا دیتا ہے، اگر موصوف کو سماع موتی یا اس روایت پر اعتراض ہی مقصود تھا تو مذکورہ روایت کی تردید پر کچھ آیات و روایات پیش کر دیتے، لیکن آنجناب

*مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

نہایت سستا تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" رسول اللہ کی قبر پر کوئی سلام کرے تو جواب کی آواز نہیں آ سکتی جب تک قبر کے اندر ایمپلی فائر سپیکر سسٹم نہ لگا ہو۔"

پوسٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے دیگر دانش وروں نے علامہ سیوطی اور امام بخاری پر "لپاٹیہ اور سازشی" جیسے نہایت بھدے جملے کسے اور احترام علما کو پوجا پاٹ قرار دیا۔

قمر نقیب صاحب کی قلمی آوارگی کا یہ نمونہ بھی دیکھیں، لکھتے ہیں:

" اس وقت موجودہ فرقے رسول اللہ ﷺ کو قبر میں اسی طرح زندہ مانتے ہیں جیسے وہ مرنے سے پہلے زندہ تھے۔"

ہم قمر نقیب سے پوچھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی جناب میں استعمال کرنے کو" جیسے وہ مرنے سے پہلے زندہ تھے" جیسا عامیانہ جملہ ہی رہ گیا تھا؟ کیا اسی مفہوم کو زیادہ بہتر لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا تھا؟

مہذب معاشرے میں تو عام لوگوں کے لیے بھی" مر گئے، مردہ ہیں، لاش میں بدل گئے، مرنے کے بعد" جیسے الفاظ کی جگہ " انتقال کر گئے، گزر گئے، انتقال کے بعد، چلے جانے کے بعد " جیسے مہذب الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں لیکن یہ دیکھ کر بے حد افسوس ہوا کہ جو لوگ خود کو زبان و تہذیب کا ٹھیکے دار سمجھتے ہیں ان کے پاس علما تو ایک طرف اپنے پیغمبر کی ذات کے لیے بھی الفاظ کی قحط سالی اور محتاجی پائی جاتی ہے، خالی الذہن ہو کر سوچیے!

مذکورہ اعتراض اور اس پر ان" دانش وروں" کے تبصرے کسی بھی جہت سے پڑھے لکھے لوگوں کے لگتے ہیں؟ اب تک اس انداز کے لیے لکھنؤ کے بھٹیارے ہی بدنام تھے، خیر سے اب انہیں ٹکر دینے کے لیے یونیورسٹی کے فیض یافتگان آگے آئے ہیں امید ہے یہی روش برقرار رہی تو جیت بھی جائیں گے۔

خلاف عادت چیزوں کا ثبوت

ویسے تو سماع موتیٰ پر ہمارے اکابرین نے اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ مزید کی ضرورت نہیں اور اس تحریر کا مقصد اول بھی سماع موتی کا اثبات نہیں بل کہ نام نہاد دانش وروں کی فکری بے لگامی کو دکھانا مقصود ہے لیکن اگر ناقد اور ہم نواؤں کو لگتا ہے کہ امام سیوطی کی مذکورہ روایت اس لیے قبول نہیں ہے کہ وفات یافتہ انسان کا کلام کرنا خلاف عادت و عرف ہے تو انہیں مشورہ ہے کہ سورۂ بقرہ آیت نمبر 60، سورۂ اعراف آیت نمبر 107، پڑھیں اور بتائیں کہ کیا لکڑی کے بے جان ڈنڈے کا زندہ اژدہا بن جانا، دریا میں راستہ بنا دینا عادتاً ممکن ہے؟

سورۂ صافات کی آیت نمبر 142 پڑھیں اور بتائیں کہ کیا مچھلی کے پیٹ میں جا کر انسان کا زندہ رہ پانا ممکن ہے؟ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 49 پڑھیں پھر بتائیں کہ مٹی کی مورت کو پھونک مار زندہ پرندہ بنانا اور مُردوں کو زندہ کرنا، کیا یہ امور عادتاً ممکن ہیں؟ سورہ یوسف کی آیت نمبر 94 پڑھیں اور بتائیں کہ کیا انسان سیکڑوں میل دور سے کسی کے لباس کی خوشبو سونگھ سکتا ہے؟

اسی سورہ کی آیت نمبر 95 پڑھیں اور اپنے بند دماغ سے سوال کریں پھر بتائیں کہ صرف کرتا چہرے پر ڈال دینے سے آنکھوں کی روشنی واپس آسکتی ہے؟

اس طرح ایک نہیں درجنوں مثالیں قرآن پاک میں موجود ہیں، اگر احادیث طیبہ کو بھی شامل کر لیں تو تعداد سیکڑوں میں پہنچ جائے، جب بحکم خداوندی انبیاے کرام کی لاٹھی، زندہ مخلوق بن سکتی ہے، پھونک مار کر مٹی کو پرندہ بنایا جا سکتا ہے، کرتا چہرے پر ڈال دینے سے بینائی آسکتی ہے تو رسولوں کے سردار تاج دار کائنات ﷺ نے بعد وفات کلام کر لیا تو حیرت و تعجب کیا ہے؟

رہا یہ سطحی سوال کہ دنیا بھر کی میڈیا جمع کر کے روضہ رسول پر جمع کی جائے اور پھر کوئی قبر رسول سے آواز نکال کر دکھائے۔

اس پر افسوس کے ساتھ یہی کہا جائے گا کہ معترض کو اتنا بھی شعور نہیں کہ قبر رسول سے آواز کا آنا باہر والوں کی مرضی پر نہیں ہے بل کہ یہ تو حکم الٰہی سے مرضی رسول پر موقوف ہے۔ ہاں اگر موصوف کو لگتا ہے کہ جو کام عادتاً ممکن نہیں ہے اس کا ثبوت/ وجود پایا ہی نہیں جا سکتا تو اتر پردیش کے امروہہ شہر میں واقع شاہ ولایت کی درگاہ پر دنیا کے زہریلے سے زہریلے بچھو کو لے جائے، درگاہ احاطے میں پہنچتے ہی بچھو ڈنک مارنا بند کر

بقیہ ص ۲۲ پر

از: ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی*

تصوف! فکر رضا کے آئینے میں

رضویات

آج کل بے شرع، جاہل اور نام نہاد صوفیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے افراد اونچی ٹوپی اور اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کئی کئی انگوٹھیاں پہنے، زلفیں بڑھائے، شہر شہر، قریہ قریہ لوگوں کو نہ صرف مرید بناتے پھر رہے ہیں۔ بل کہ پے در پے خلافت پہ خلافت تقسیم کر رہے ہیں۔ وہ سادہ لوح مسلمان جنھیں علومِ اسلامی سے ذرہ بھر بھی دل چسپی نہیں۔

اِن نام نہاد صوفیوں کی ظاہری شکل وصورت اور پُر تصنع وجاہت سے مرعوب ہو کر ان کے دامِ تزویر میں پھنس کر بربادی کے دہانے لگتے جا رہے ہیں، اگر خلافت بانٹنے والے اور خلافت یافتہ افراد پر طائرانہ نگاہ ڈالیں تو سمجھ میں آئے گا کہ یہ وہ افراد ہیں جنھیں نہ تو شریعت کی ''ش'' میں جو تین نقطے ہیں اس سے آشنائی ہے اور نہ ہی وہ طریقت کی ''طا'' سے واقف ہیں، ان جاہل افراد کا تصوف سے ذرہ بھر بھی واسطہ نہیں ہے، ان کی جاہلانہ اور غیر شرعی حرکات وسکنات کو دیکھ کر وہ حضرات جنھیں بیعت وارشاد، خلافت واجازت، ریاضت ومجاہدہ اور تصوف ومعرفت کے رموز واسرار کے بارے میں چنداں واقفیت نہیں ہوتی وہ براہ راست تصوف ہی سے متنفر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور تصوف کو دوسرے مذاہب سے آئی ہوئی چیز سمجھ کر اسے مسترد کر رہے ہیں، لہٰذا ایسے وقت میں تصوف کیا ہے؟ اس تعلق سے خامہ فرسائی ضروری ہو جاتی ہے۔

عصر حاضر کے ان نام نہاد صوفیوں کی جاہلانہ اور غیر شرع حرکتوں کو دیکھتے ہوئے حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری (وفات 465ھ) کی تحریر پُر تنویر کو پیش کرنا غیر مناسب نہ ہو گا کہ حضرت داتا علیہ الرحمہ نے ان نام نہاد صوفیوں کی کتنی صحیح اور سچی تصویر کشی کی ہے کہ ان لوگوں نے:

''خواہشات کا نام شریعت، حُبِّ جاہ کا نام عزت، تکبر کا نام علم، ریاکاری کا نام تقویٰ، دل میں کینہ چھپانے کا نام حلم، مجادلہ کا نام مناظرہ، محاربہ وبے وقوفی کا نام عظمت، نفاق کا نام وفاق، آرزو کا نام زہد، ہذیانِ طبع کا نام معرفت، نفسانیت کا نام محبت، الحاد کا نام فقر، انکارِ وجود کا نام صفوۃ، بے دینی و زندقہ کا نام فنا اور نبی کریم ﷺ کی شریعت کو چھوڑنے کا نام طریقت رکھ لیا ہے۔'' (کشف المحجوب، ص ۳۳، اردو ترجمہ)

یہ بات ذہن نشین رہ کہ نہ صرف ہمارے عہد میں ایسے جاہل صوفیہ پیدا ہو گئے ہیں بل کہ اکثر وبیش تر ادوار میں ایسے بے علم صوفیوں کا سیلِ رواں اسلام کو نقصان پہنچاتا رہا ہے، مگر ان کے فاسد نظریات اور غلط خیالات کی دھجیاں بکھیرنے والے مقدس علمائے حق بھی جلوہ فرما رہے ہیں، جنھوں نے کتب ورسائل تصنیف فرما کر اور تزکیہ وطہارت کی روحانی محفلیں سجا کر ایسے جہلا کے باطل نظریات سے ہمیں روشناس کرایا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی (وفات 1340ھ) کے دور میں بھی ایسے صوفیوں کا جھگڑا چل رہا تھا، چناں چہ آپ کی بارگاہِ عبقری میں ایک صاحب نے سوال ارسال کیا جس کے جواب میں امام اہل سنت قدس سرہٗ نے ایک مبارک رسالہ بہ نام ''مقال عرفا بہ اعزاز شرع وعلما'' سنہ ہجری 1327 میں تصنیف فرمایا، زیر نظر مضمون میں تصوف کا اجمالی تعارف امام اہل سنت قدس سرہٗ کے اسی رسالے کو آخذ بنا کر پیش خدمت ہے۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس مضمون کو بہ غور پڑھیں اور جاہل صوفیوں سے خود کو دور رکھتے ہوئے دوسروں کو بھی ان سے بچنے کی تلقین کریں، نیز خدائے وحدہٗ لاشریک سے دعا ہے

کہ وہ تمام اہل ایمان کو ان جاہل صوفیوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھتے ہوئے تصوف و معرفت کے اصل حقائق و معارف کا کماحقہٗ عرفان بخشے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم)

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

”تصوف کیا ہے؟ بس احکامِ شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔“ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص 4، بہ حوالہ: مقال عرفا ص ٣٠، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

سیدی عبداللہ محمد بن خفیف ضبی فرماتے ہیں کہ:

”تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہو۔“ (طبقات کبریٰ للامام الشعرانی ص ١٨، بہ حوالہ: مقال عرفا ص ١٢، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

تصوف طریقت ہی کا دوسرا نام ہے اور طریقت اس راہِ خدا کا نام جو خداوند قدوس تک پہنچانے والی ہو، اب خدا تک پہنچانے والی راہ کون سی ہے؟ اسے ہم سردارِ اولیا حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضا السرمدی کی مقدس ترین زبان سے سنتے ہیں ”اللہ عزوجل کی طرف سب سے قریب تر راستہ قانونِ بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ تھامے رہنا ہے۔“

(بہجۃ الاسرار ص ٥٠، بہ حوالہ: مقال عرفا ص ٦١، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ہر صوفی کامل، ولایت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے اور ہر ولی، صوفی کامل ضرور ہوتا ہے، ولی کون ہے؟ اس کی تعریف میں بھی بہت سے اقوال ہیں، لیکن سرچشمۂ ہدایت قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے: آیت کا مفہوم:

”(اولیا اللہ) وہ ہیں جو ایمان اور تقویٰ کے کمال سے سرفراز ہوں۔“

دوسری بات یہ ہے کہ ولایت کے لیے کرامت لازم ہے، کرامت دو طرح کی ہے ایک وہ جس میں کسی دھوکہ کا دخل نہیں ہوسکتا، دوسری وہ جس میں استدراج اور شعبدہ کا شبہ ہوسکتا ہے، تو اصل کرامت وہی ہے جو شبہ سے پاک ہو، اسی لیے حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بالرضا السرمدی فرماتے ہیں کہ:

”ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا ہر فعل نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیک اترے۔“ (بہجۃ الاسرار ص ٣٩، بہ حوالہ: مقال عرفا ص ١٥، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

علمائے باطن کے ان ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں تصوف، صاحبِ تصوف، کرامت اور ولی کا اجمالی نقشہ ذہن میں آجاتا ہے کہ اصل تصوف تصفیۂ قلب اور اتباعِ شریعت ہے، حقیقی اور اعلیٰ کرامت شریعت پر استقامت ہے۔ سچا صوفی اور ولی وہی ہوگا جو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی میں سچا ہوگا۔

تصوف کے اس اجمالی تعارف کو ذہن میں رکھ کر آج کل کے نام نہاد صوفی بننے والے افراد کا جائزہ لیا جائے تو یہ افراد شریعت اور اتباعِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوسوں دور دکھائی دیتے ہیں۔

جب ان کے سامنے شریعت مطہرہ کا ذکرِ جمیل نکلتا ہے تو یہ طریقت کو شریعت سے جدا بتاتے ہیں، جب کہ علمائے ربانیین کے ارشادات و اقوال سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جو جتنا زیادہ شریعت اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کرے گا، وہ اتنا ہی اللہ عزوجل سے قریب ترین ہوگا اور اس کا دل صاف و شفاف ہوگا۔

مختصر یہ کہ صفائی قلب اور مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کا نام ہی ”تصوف“ ہے، شریعت منبع ہے اور طریقت اس سے نکلا ہوا دریا، کہ دریا کو ہمیشہ منبع کی احتیاج و ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا صوفی اسے ہی کہا جائے گا جو سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ پر کامل و اکمل طور پر عمل کرتا ہو اور اس کا دل بھی تمام تر آلائشوں سے پاک و صاف ہو۔

◆◆◆

از: محمد زبیر قادری*

تاج الشریعہ اور تحفظ ایمان

ازہریات

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اہلِ سنّت و جماعت کے ان اساطین میں ہوتا ہے، جن کی وجہ سے ہندوستان میں سنیت محفوظ ہے اور محفوظ رہے گی، اس میں دو رائے نہیں کہ حق و باطل میں امتیاز خانوادۂ رضویہ کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے، حضور تاج الشریعہ نے بھی زندگی بھر اس پر عمل کیا.... ان شاء اللہ ہمیشہ ہمیش یہ عمل مستحکم اور قائم ودائم رہے گا۔

اکثر لوگ خانوادۂ اعلیٰ حضرت پر یہ اعتراضات کرتے ہیں کہ وہ لوگ سوائے فتویٰ دینے کے دین وسُنّیت کا کچھ کام نہیں کرتے اور جو بھی کام کرتا ہے، اس پر فتوے بازی شروع کر دیتے ہیں۔ کافی عرصے قبل احقر بھی اس خیال کا حامی ہو گیا تھا۔ لیکن حالات کا مشاہدہ کرتے کرتے حق و باطل میں امتیاز واضح ہو گیا۔ سمجھ میں آ گیا کہ ہر کسی کا احتساب کیوں ضروری ہے۔

ہمارے پڑوسی ملک کا منظر نامہ دیکھ لیجیے، بہت سارے دینی فتنے وہاں سے اُٹھے۔ جس نے سُنیت کو پارہ پارہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس بات کا ہمیں اعتراف ہے کہ وہاں دین وسنّیت کا اچھا خاصا کام ہوا اور ہو رہا ہے مگر ساتھ ہی وہاں سے اُٹھنے والے دینی فتنوں نے سنّیت کو جو نقصان پہنچایا، اس کی تلافی بھی ممکن نہیں۔ طاہر القادری، گوہر شاہی، جاوید غامدی، مرزا انجینئر وغیرہ اور نہ جانے کتنے ہی پیروں نے عوام کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ہے، قادیانیت کو سب سے زیادہ فروغ وہیں سے ملا.... یہ سب کیسے ممکن ہو گیا؟ حالانکہ وہاں بھی سنّیوں کی اکثریت ہے، اس کے باوجود بھی آئے دن نت نئے فتنے و فرقے وجود پذیر ہوتے رہتے ہیں اور دین و سنّیت کو کھوکھلا کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

اس کے برعکس ہند میں جب بھی دین کے نام پر کوئی فتنہ اُٹھنے کی کوشش کرتا ہے، اس کا سر کچل دیا جاتا ہے، اس کا گلا دبا دیا جاتا ہے۔ ایسی سخت گرفت کی جاتی ہے کہ اگر وہ فتنہ مکمل ختم نہیں ہوتا، تب بھی محدود و مطعون ضرور ہو جاتا ہے۔ اس قدر معتوب ہو جاتا ہے کہ لوگ ان کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ حال ہی میں الہ آباد سے اُٹھنے والا فتنہ سیّد سراواں کو دیکھ لیجیے۔ جس نے کئی بڑوں پر ایسا جادو چلایا کہ وہ بھی تقلید سے منحرف اُس صوفی کے اسیر نظر آنے لگے۔ لیکن خانوادۂ بریلی شریف سے وابستہ رہنے والے علما و مفتیان و خلفا کبھی کسی فتنے سے جلد متاثر نہیں ہوتے۔ کبھی کسی نئی فکر و نظر سے متاثر نہیں ہوتے۔ لہٰذا علما کی گرفت اور تعاقب سے جلد ہی شیخ سراواں کا جادو مانند سراب زائل ہو گیا، ورنہ نہ جانے کتنے لوگ اس کے دام فریب کا شکار ہو جاتے۔

اس سے قبل ماہ نامہ جامِ نور تیزی سے ایک فتنے کی شکل میں اُبھرا.... حضرت علامہ ارشد القادری کی نسبت نے لوگوں کو اس تحریک کے قریب کر دیا.... مگر جب اس نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی فکر و نظر سے انحراف کیا، تو لوگ اس سے دور ہوتے گئے۔ اس فتنے نے بہت اہلِ علم کو اپنا اسیر کیا.... پھر ان کی زبانیں اپنے اسلاف کے حق میں گستاخ ہو گئیں۔ رفتہ رفتہ جام نور کی حقیقت واضح ہوتی گئی... اور آخر میں یہ فتنۂ رواں صدی طاہر القادری سے مل گیا۔ تو اس کی اصلیت خوب واضح ہو گئی۔

عرض مدّعا یہی ہے کہ دین پر کسی حاکم کی گرفت مضبوط ہونا لازمی ہے، ورنہ لوگ دین سے کھلواڑ کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بروقت پکڑ کرنا، اس فتنے کا سدّ باب کرنا.... آج

* مضمون نگار مجلّہ مسلک ممبئی کے ایڈیٹر ہیں۔

کے دور میں سب سے اہم ضرورت ہے، جو کہ حضور تاج الشریعہ کے ذریعے ممکن ہوئی۔ خارجی فتنوں سے تو ہم مستقل برسرِ پیکار رہتے ہی ہیں، لیکن داخلی فتنے جب سُنّی بن کر گمراہ کرنے نکلتے ہیں، تو اس کی پہچان دیر سے ہوتی ہے، تب تک کافی لوگ اس فتنے کے اسیر اور گمراہیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

آج فتنوں کا دَور دَورہ ہے، باطل مذاہب، باطل فرقے تو ہیں ہی، لیکن صلح کلیت ایک بڑا فتنہ ہے، جو سنّیت میں رہتے ہوئے سنّیت کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں لگا ہوا ہے۔ کوئی بھی فرد ہو، اِدارہ یا تنظیم ہو، جب تک وہ دین و سنّیت پر مضبوطی سے قائم ہے اور اسلاف سے ہٹ کر کچھ غلط راہ نہیں اپناتا، تب تک وہ اپنا ہے ورنہ سنّیت میں اس کے لیے جگہ نہیں۔

گروہ در گروہ اور فرقہ در فرقہ بنانے سے سنّیت پارہ پارہ ہو رہی ہے۔ ہر کوئی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے اسی کو سارا دین سمجھ رہا ہے۔ تنظیمیں، اِدارے بنائے جاتے ہیں دین و سُنّیت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے، لیکن تنظیم کو ہی سارا دین و اسلام سمجھ لیا جاتا ہے.... اپنے آپ کو ہر تنقید سے بالاتر اور معصوم عن الخطا سمجھنا، یوں لگتا ہے اس دور کا خاصا بن گیا ہے۔ اس لیے بھلے ہی آپ کسی بھی تنظیم سے وابستہ ہوں، یہ مزاج اپنا لیجیے کہ صرف سنّیت کے لیے کام کرنا ہے، سُنّی مبلغ ہی بنے رہنا ہے اور تنظیم کا مقصد بھی تو یہی ہے ناں!!!

حضور تاج الشریعہ کا یہی مشن تھا، جس پر عمل پیرا ہو کر ہم سنّیت کا صحیح معنوں میں تحفّظ کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس مشن کو جاری رہنا چاہیے۔ حضور تاج الشریعہ کی حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر رہتی تھی۔ وہ حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنے کے لیے ریڈیو پر خبریں برابر سنتے تھے۔ دنیاوی سیاست و حالات پر نظر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر معاملے میں بہت محتاط روی سے کام لیتے تھے، کسی کے بارے فوراً رائے نہیں دے دیتے تھے، بلکہ خاموشی سے جائزہ لیتے، اس کے معاملات پرکھتے، پھر کوئی فیصلہ لیتے۔ یہی محتاط روی دین کی اساس ہے۔

جبکہ کچھ لوگوں کا عمل دیکھ لیجیے کہ کل تک جن چیزوں کو حرام قرار دے کر ان سے دور و نفور تھے، آج جواز کا فتویٰ دے کر گلے کا ہار بنا کر استعمال کر رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کے فتوے اس قدر جلدی بدل جاتے ہیں، جیسے کہ لباس تبدیل کر رہے ہوں، ایسے لوگوں سے دین کا نقصان ہے، اللہ بچائے دورِ جدید کے ایسے لوگوں سے، حضور تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں رہے، لیکن ہمیں ان کے مشن کو جاری و ساری رکھنا ہوگا، یہی مشن مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے۔

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے
زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے

◆◆◆

ص ۳۶ رکا بقیہ...

انفیکشن (5) مادہ کی زیادتی (6) ہارٹ اٹیک (7) موٹاپا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ٹرانس جینڈر قانون اور عمل دونوں ہی شریعت اسلامیہ کے مخالف ہیں اور نہ صرف شریعت اسلامیہ کے خلاف بلکہ انسانیت کے بھی دشمن ہیں اور خرابیوں کے ساتھ ساتھ بیماریوں کا مرقع ہیں؛ اس لیے نہ صرف مسلمان بلکہ ہر ایک حساس انسان کو اس قانون اور عمل کا رد کرنا چاہیے اور اپنے اطراف و جوانب کو اس سے محفوظ رکھنے کی کوشش و کاوش کرنی چاہیے۔

◆◆◆

ص ۳۹ رکا بقیہ...

جلدی کردے (جو بھی ہو سکے) وہ بھی کہیں گے ''لستُ ھناک'' یعنی میں اس منصب پر نہیں (کیونکہ) میری بددعا سے سارے اہل زمین غرق کر دیئے گئے تھے، آج مجھے بس اپنی ہی فکر پڑی ہے، بلکہ تم لوگ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ جنہیں اللہ نے اپنا خلیل بنایا ہے تو لوگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے اور شفاعت کی درخواست کریں گے آپ کا بھی وہی جواب ہوگا کہ ''لستُ ھناک'' یعنی میں اس مرتبہ پر فائز نہیں ہوں (کیونکہ) مجھ سے تین مرتبہ جھوٹ کا صدور ہوا تھا (تو میں اس وجہ سے) آج خود اپنے ہی غم میں مغموم ہوں...

.... جاری ■◀

از: مولانا عطاء النبی مصباحی*

ٹرانس جینڈر! شریعت اور سائنس کے تناظر میں

تحقیقات

اللہ تعالیٰ علّام الغیوب، خلاق کائنات اور سب سے بڑا حکیم ہے جس کا کوئی بھی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اس لیے اس کے علم ازلی میں جس کے لیے جیسا ہونا تھا، اس کی ویسی ہی تخلیق فرمائی۔ کسی کو جانور بنایا تو اس لیے کہ اس کے حق میں وہی بہتر تھا۔ اسی طرح کسی کو انسان بنایا تو اس لیے کہ اس کے لیے انسان ہونا ہی بہتر تھا، اسی طرح انسانوں میں کسی کو مذکر پیدا کیا، کسی کو مونث اور کسی کو مخنث تو اس لیے کہ اس کے لیے وہی بہتر تھا۔

اس کی تخلیق میں کسی کو کسی طرح کے اعتراض کا کوئی حق نہیں، کیوں کہ اس نے جس کو بھی پیدا کیا احسن تقویم پر پیدا کیا لیکن اگر کسی کو سمجھ نہ آئے تو اس کی عقل کا قصور ہے نہ کہ (معاذ اللہ) اللہ کی تخلیق میں کمی۔ لیکن میڈیکل سائنس نے اپنی ترقی کی بنیاد پر جہاں بہت سی آسانیاں پیدا کی ہیں وہیں بہت سی مشکلات بھی کھڑی کر دی ہیں، شرعی و اخلاقی حدود کا پاس و لحاظ نہ سائنس کا مقصود ہے اور نہ ہی اس کے اکتشافات سے اس قسم کی امیدیں وابستہ رکھنا دانش مندی ہے۔

میڈیکل سائنس ایجادات و اکتشافات کا ایک نمونہ ”ٹرانس جینڈر“ ہے۔ اس کی ابتدا کب ہوئی؟ ایک تحقیق طلب امر ہے، البتہ 2008ء میں امریکی شخص نے اپنے آپ کو اس ایجاد کا تختہ مشق بنایا۔ راشٹریہ سہارا مورخہ 6/ اپریل 2008ء کو ص 12/ پر یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ ”جنس تبدیل کرانے والا امریکی مرد حاملہ“ امریکہ میں ایک مرد جس نے دس برس قبل اپنی جنس تبدیل کروائی تھی، اب حاملہ ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کا یہ بچہ ایک معجزے سے کم نہیں دس برس قبل جب تھامس بیٹی ایک آپریشن کے ذریعے عورت سے مرد بنے تھے تو انہوں نے اپنے تولیدی نظام کو تبدیل نہیں کروایا تھا۔

اب تھامس، جو چونتیس برس کے ہیں، کا کہنا ہے کہ بچہ پیدا کرنا ان کا حق ہے۔ مسٹر تھامس کی بیوی نے ایک اسپرم بنک سے حاصل کئے گئے اسپرمز کو ایک سرنج کی مدد سے مسٹر تھامس کے جسم میں داخل کیا، جس سے حمل ٹھہرا ان کے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ان کا حمل بالکل نارمل ہے، تھامس کا کہنا ہے کہ بچہ پیدا کرنے کی خواہش زنانہ یا مردانہ نہیں بلکہ ایک انسانی خواہش ہے اور میں ایک مستحکم مردانہ شناخت بھی رکھتا ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ دس برس قبل جب انہوں نے جنس تبدیل کروانے کا آپریشن کروایا تھا تو اس وقت اپنے تولیدی نظام کو برقرار رکھا تھا کیوں کہ وہ ایک دن بچہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔

اسی طرح ملک ہندوستان کے صوبہ گجرات کی ایک خبر پرنٹ میڈیا و الیکٹرانک میڈیا کے توسط سے بھی ملک و بیرون ملک میں نشر ہو چکی ہے۔ ۱۱/ اپریل ۱۹۸۱ء کو ایک بچہ پیدا ہوا ظاہری شکل میں وہ لڑکی تھا لیکن تین سال کی عمر سے اس کی تمام عادتیں تمام شوق اور تمام طریقے لڑکے کے تھے گھر والے اس کا بچپن سمجھ کر اس کے لئے زیادہ فکر مند نہیں تھے جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی گئی ویسے ویسے اس کی لڑکے والی عادتیں مثلاً کھیل کود کپڑے کی پسندیدگی اس کا ملنا جلنا لڑکوں کے ساتھ بڑھتا گیا وہ لڑکیوں سے دور رہنے لگا کچھ عمر کے بعد گھر والے پریشان اور فکر مند ہو کر کئی شائکاٹرکٹ ڈاکٹروں [ذہن، دماغ، نفس کے ماہر طبیبوں] سے ملاقات اور بیٹھک کرائی گئی لیکن ایسا کرنے پر بھی اس کی عادتوں اور حرکتوں میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی خود کی یہ حالت سے خود بھی بہت پریشان تھی اور اپنے آپ کو سمجھنے کے لئے دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹروں سے انٹرنیٹ کے ذریعہ

* مضمون نگار سہ ماہی ”سنی پیغام“ نیپال کے مدیر اعلیٰ ہیں۔

رابطہ قائم کیا اس کے باوجود اس کی حالت کا چند علمائے دین سے کئی بار تذکرہ کیا مگر ان کی طرف سے کوئی معقول مشورہ قائم نہیں ہوتا تھا۔

آخر کار ہندوستان کی مشہور سیتارام بھارتیہ انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ریسرچ، نیو دہلی سے رابطہ کیا وہاں ماہران نفس ڈاکٹروں کے ساتھ کئی بیٹھک کی گئیں انہوں نے جینڈر آئڈینٹیٹی ڈس آرڈر مرض عرف تبدیلہ جنس جس میں انسان اپنے نفس کے خلاف کا جسم پاتا ہے وہ بیماری پائی انہوں نے سرجنوں کی ٹیم کے پاس یہ پورا کیس معاملہ بھیجا جہاں اس کے جسم میں خون کی جانچ اور دماغ کی جانچ سونو گرافی کے ذریعہ اور دوسری بلڈ جانچ کے ذریعہ مردوں کے آثار بہت زیادہ پائے۔

ان کا مشورہ یہ تھا کہ اس حالت میں مریض زیادہ وقت تک رہ نہیں سکتا اور مسلسل گھٹن اور پریشانی میں رہتا ہے، اس کے لیے اس کے ذہن کے مطابق اس کا جسم ہونا ضروری ہے چند آپریشنوں کے بعد اس کو پوری طرح کئی ڈاکٹروں نے مل کر مرد میں تبدیل کر دیا جس کے سرٹیفیکیٹ سند سرجنوں اور ماہران نفس کے انگریزی میں اور اردو میں اس کے ساتھ ہیں۔

ٹرانس جینڈر کسے کہتے ہیں؟

ٹرانس جینڈر ایک جدید مغربی اِصطلاح ہے۔لفظ Transgender۔دو اَلفاظ سے مُرَکَّب ہے۔ Trans۔ کے معنی''منتقل''یا''تبدیل کرنا''، جب کہ gender کے معنی ''جنس''کے ہیں۔مندرجہ ذیل تعریف اقوام متحدہ کی دستاویز سے لی گئی ہے۔مرد یا عورت جو اپنی پیدائشی جِنْسی شناخت سے اِنحراف کرکے اپنی جنسی شناخت (Gender Identity) بدل لیتے ہیں، مثلاً مرد سے عورت یا خنثیٰ، یا عورت سے مرد یا خنثیٰ یا بے جنس ہونا چاہتے ہیں یا اس کے علاوہ کوئی دوسری جدید شناخت اختیار کرتے ہیں۔

ان میں سے بعض طِبّی طریقۂ کار کو اختیار کرتے ہوئے ہارمون تھیراپی یا سرجری وغیرہ بھی کروا لیتے ہیں۔انہیں ٹرانس سیکشوئل (Transsexual) بھی کہا جاتا ہے اور بعض صرف پیدائشی جنس سے مختلف Gender Expression یعنی جنسی اِظہار کرتے ہیں یعنی وَضْع قَطْع، حُلْیہ، لباس اور اَطوار بدل لیتے ہیں۔انہیں کراس ڈریسر (Cross Dresser) بھی کہا جاتا ہے۔

ٹرانس جینڈر قانون کس کے لیے پاس کیا گیا 7 / مارچ ۲۰۱۸ء کو ہم جنس پرستی کی عالمی اور بدنام زمانہ تنظیم (LGBT) کے اشارے پر پاکستان کی معروف سیاسی جماعتوں نے، باہم اشتراک سے پاکستان کے ایوان بالا (سینٹ) سے ٹرانس جینڈرز پروٹیکشن ایکٹ (Transgenders Protection Act) کے نام سے ایک بل پاس کیا، جسے صرف دو ماہ کے قلیل وقفے کے بعد ۱۸ مئی ۲۰۱۸ء کو قومی اسمبلی سے بھی فی الفور منظور کروا کر، باقاعدہ قانون کی شکل دے دی گئی۔بادی النظر میں یہ ایک معمولی سا بل تھا، جو پاکستان میں خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں پاس کیا گیا۔ (ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء، ص1)

ٹرانس جینڈر کے چند اہم نکات

ٹرانس جینڈر ایکٹ (Transgender Act) کے چند اہم نکات حسب ذیل ہیں:

(۱) اس ایکٹ کی دفعہ ۳/ کے مطابق کوئی بھی مرد یا عورت صرف اپنی خواہش یا احساس کی بنیاد پر، اپنے شناختی کاغذات میں اپنی جنس تبدیل کروانے کا حق رکھتا ہے اور نادرا (Nadra) فس بغیر کسی طبی معائنہ یا سرٹیفکیٹ کے، قانونی طور پر اس بات کا پابند ہے کہ تبدیلی جنس کی درخواست دینے والے مرد یا عورت کی حسب خواہش جنس کا اندراج کرے۔ٹرانس جینڈر ایکیٹ میں اس قانون کے لیے (SelfPerceived Gender Identity) کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔

(۲) اس بل کے چیپٹر ۲/ کی سیکشن ۲/ اور ۳/ میں یہ بھی کہا گیا ہے، کہ قومی رجسٹریشن اتھارٹی نادرا سمیت تمام سرکاری محکموں کو، اس کے اپنے دعوے کے مطابق اسے مرد یا عورت تسلیم کرنا ہوگا اور اپنی طے کردہ جنس کے مطابق اسے نادرا سے قومی شناختی کارڈ (National Identity Card) ڈرائیونگ لائسنس

(Driving License) چلڈرن رجسٹریشن سرٹیفیکیٹ (Children RegistrationCertificate) وغیرہ کے حصول میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔

(۳) ایک اور سیکشن میں یہ بھی مذکور ہے کہ ہر طرح کے سامان، رہائش گاہ، خدمات، سہولتوں، فوائد، استحقاق یا مواقع جو عام پبلک کے لیے وقف ہوتے ہیں، یا رواجی طور پر عوام کو دستیاب ہوتے ہیں، ٹرانس جینڈرز (Transgenders) کے لیے ان سے استفادہ یا راحت حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔

(۴) ٹرانس جینڈر ایکٹ (Transgender Act) کی شق ے کی ذیلی دفعہ 3 میں یہ بھی کہا گیا ہے، کہ ۱۸ سال کی عمر کو پہنچنے پر وراثت میں مرد خواجہ سرا کے لیے مرد کے برابر حصہ ہوگا، زنانہ خواجہ سرا کے لیے عورت کے برابر حصہ ہوگا اور وہ خواجہ سرا جو مذکر اور مؤنث دونوں خصوصیات کا حامل ہو، یا اس کی جنس واضح نہ ہو، تو اسے مرد اور عورت دونوں کی اوسط کے برابر حصہ ملے گا اور ۱۸ سال سے کم عمر ہونے کی صورت میں اس کی جنس کا تعین میڈیکل افسر طے کرے گا۔ (ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء، ص4)

ٹرانس جینڈر کی شرعی خرابیاں

ٹرانس جینڈر کی تعریف، اس کے نکات اور اس کی انجام دہی کے طریقہ کار کو پیش نظر رکھ کر شریعت کے ترازو میں دیکھا جائے تو شرعی لحاظ سے یہ کام حرام نظر آئے گا بلکہ حرام کاریوں کا مجموعہ نظر آئے گا، ان میں سے چند ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

(1) تغییر خلق اللہ کا ارتکاب

ٹرانس جینڈر یعنی جنس کی تبدیلی اور جنس کی تبدیلی کا مطلب ہوا تغییر خلق اللہ اور تغییر خلق اللہ بنص قرآن و حدیث حرام بلکہ شیطانی کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِؕ-وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا- ترجمہ: اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں دلاؤں گا، تو یہ ضرور جانوروں کے کان چیریں گے اور میں انہیں ضرور حکم دوں گا تو یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے تو وہ کھلے نقصان میں جا پڑا۔" (پارہ4/سورۂ نساء، آیت119)

حاشیہ جلالین شریف میں ہے:

"والمشھور تفسیر تغییر الخلق بتغیر صورۃ الحیوان بفقاء عین الحامی و خصاء بنی آدم والوشم والوشر والواسطۃ والسحق و تغیر الشیب بالسواد والوصل والنمص۔" (حاشیہ جلالین بحوالہ مدارک)

تفسیر صاوی میں ہے:

"ومن ذلک تغییر الجسم۔" (ج ا/ص ۲۳۱)

صحیح مسلم شریف میں ہے:

"لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ تعالی۔ (الصحیح لمسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم فعل الواصلۃ، جلد2/صفحہ205) یعنی گودنے والیوں، گدوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، نُچوانے والیوں اور خوب صورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔"

اس حدیث پاک کے بارے میں امام محمد بن احمد القرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"قال أبو جعفر الطبري: في حديث ابن مسعود دليل على أنه لا يجوز تغيير شي من خلقها الذي خلقها الله عليه بزيادة أو نقصان۔ (تفسیر قرطبی، جلد5/صفحہ 393/مطبوعہ قاہرہ) یعنی ابو جعفر طبری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات پر دلیل ہے کہ جس خلقت پر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے، اس میں کسی چیز کی کمی بیشی کر کے اسے بدلنا جائز نہیں ہے۔"

(2) تقسیم الٰہی پر عدم رضامندی

اس قانون میں ایک خرابی یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ اللہ

کی تخلیق اور تقسیم پر راضی نہیں ہیں۔ کیوں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے جیسے ہمیں بنایا وہ ہمارے لیے بہتر نہیں، جب کہ ہمیں ایسے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ گویا ایسے لوگ اپنے بارے میں اللہ کے کیے گئے فیصلے پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے جنس مخالف کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے بارے میں فرمایا تھا:

"الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوّاكَ فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ۔ (پارہ 30/سورۃ الانفطار، آیت 8-7) جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا پھر اعتدال والا کیا، جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔"

یعنی اس نے تجھے رحم مادر میں حقیر نطفہ سے پیدا کیا جب کہ اس سے پہلے تیرا وجود نہیں تھا اور تجھے کامل انسان بنایا، تو سنتا ہے دیکھتا ہے اور عقل وفہم رکھتا ہے۔ تجھے معتدل بنایا اور حسن صورت والا بنایا۔ تیری دونوں آنکھیں دونوں کانوں، دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو برابر بنایا۔ اگر تیرے اعضا میں یہ برابری اور مناسبت نہ ہوتی تو تیرے وجود میں حسن کی بجائے بے ڈھب پن ہو جاتا۔ اسی تخلیق کو قرآن کریم میں احسن تقویم سے تعبیر فرمایا:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔ (پارہ 30/سورۃ التین، آیت 4) بیشک یقیناً ہم نے آدمی کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا۔"

(3) فریب اور دھوکہ عام ہوگا

ٹرانس جینڈر ایک طرح سے دھوکہ اور فریب کی راہ بھی ہموار کرتا ہے۔ کیوں کہ اس سے ایک مرد خود کو عورت یا ایک عورت خود کو مرد ثابت کرے گا۔ اب اس سے فریب یوں ہوگا کہ کسی ادارہ یا کمپنی میں کسی مرد کی حاجت ہوگی اور وہاں ٹرانس جینڈر والا عورت یا جہاں عورت کی حاجت ہوگی، وہاں ٹرانس جینڈر والا مرد جگہ پائیں گے اور کوئی بھی عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح ایک ادارہ یا کمپنی کس طرح دھوکہ کا شکار ہوں گی اور ساتھ ہی جھوٹ کا در بھی وا ہوگا۔ کیوں کہ جب کہیں مقام پر مرد کی حاجت ہوگی اور وہاں یہ ٹرانس جینڈر مرد جائے گا تو وہ خلقت کے اعتبار سے ہوگی عورت لیکن ٹرانس جینڈر کے اعتبار سے اب اپنی پہچان ایک مرد کی طرح کرائے گی اور خود کو مرد کہے گی اسی طرح مرد کا بھی حال ہوگا تو اس عمل سے جہاں فریب کاری عام ہوگی وہیں کذب بیانی کا دور دورہ ہوگا۔ یہ فریب دہی اور کذب بیانی دونوں ہی شریعت کی نظر میں حرام اور دخولِ جہنم کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

"لَعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكَذِبِينَ۔ ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔" (سورۂ آل عمران، آیت 61)

رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کے متعلق فرمایا:

"ایاکم والکذب، فان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار وان الرجل لیکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند الله کذابا۔ (سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب، جلد 2، صفحہ 339) یعنی جھوٹ سے بچو، کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جانے کا سبب ہیں۔ کوئی شخص جھوٹ بولتا اور سوچتا رہتا ہے حتّٰی کہ اللہ کی بارگاہ میں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

اور نبی کریم ﷺ نے دھوکا دینے والوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"من غشنا فلیس منا۔ (الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، جلد 1/صفحہ 70) یعنی جو ہمیں دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

(4) ہم جنس پرستی کا فروغ

اس سے ہم جنس پرستی کا بھی دور دورہ ہوگا، جب کہ یہ ایک غیر فطری عمل ہے۔ کیوں کہ شہوت کی تکمیل کے لیے قدرت نے ایک بہترین نظام دیا ہے کہ مرد اور عورت رشتہ نکاح سے منسلک ہو جائیں اور پھر اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل ایک مہذب انداز میں کرے لیکن ٹرانس جینڈر کے عمل سے ایک فطری عمل کو چھوڑ کر غیر فطری عمل کا مرتکب ہونا دانستہ بھی اور غیر دانستہ بھی عام ہوگا۔ کیوں کہ مغرب زدہ اس زمانے میں لوگوں میں ہم جنس

پرستی کی ایک وبا پھیلتی جارہی ہے لیکن اب بھی کسی حد تک ایک مہذب معاشرہ اسے ذلیل نظروں سے ہی دیکھتا ہے۔

اب اس ٹرانس جینڈر عمل کے سبب ایک دو ہم جنس کو موقع ملے گا اور غیر فطری طریقہ سے اپنی شہوانی خواہشات کی تکمیل کے لیے دو ہم جنس میں سے ایک اپنی جنس تبدیل کر کے ہم جنس پرستی کرتا رہے گا یا ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی ٹرانس جینڈر کے تحت مرد یا عورت ہوا اور پھر شادی جب عورت سے یا مرد سے ہوئی تو بظاہر دونوں الگ الگ جنس ہیں لیکن در حقیقت ہم جنس ہی ہوں گے اور اس طرح غیر دانستہ ہم جنس پرستی جیسا گناہ عظیم انجام پاتا رہے گا۔ حالاں کہ قرآن وحدیث میں اس کی سخت مذمت آئی ہے۔ چناں چہ ارشاد باری تعالی ہے:

”وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ-(پارہ 17 / سورۃ الانبیاء، آیت 74) ترجمہ: اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی، بیشک وہ بُرے لوگ نافرمان تھے۔“

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا:

”لعن اللہ من عمل عمل قوم لوط۔ (سنن الکبری للنسائی، ابواب التعزیرات والشہود من عمل عمل قوم لوط، ج 4 / ص 322 / مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت) یعنی اس شخص پر اللہ تعالی کی لعنت ہو جو قوم لوط والا عمل کرے۔“

شعب الایمان میں ہے:

”عن ابی سهل قال: سيكون في هذه الامة قوم يقال لهم اللوطيون على ثلاثة اصناف: صنف ينظرون وصنف يصافحون وصنف يعملون ذلك العمل-(شعب الایمان، باب فی تحریم الفروج، ج 7 / ص 287 / مطبوعہ مکتبۃ الرشد، ریاض) یعنی حضرت ابو سہل رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: عنقریب اس امت میں ایک قوم آئے گی جسے لوطیہ کہا جائے گا، وہ لوگ تین طرح کے ہوں گے: وہ جو (شہوت کے ساتھ) امردوں کو دیکھیں گے، ایک وہ ہوں گے جو ان سے ہاتھ ملائیں گے اور ایک وہ ہوں گے جو ان سے لواطت کریں گے۔“

(5) جنسِ مخالف کی مشابہت اختیار کرنا

شریعت اسلامیہ نے مرد وعورت کو ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور ایسے مردوں پر لعنت کی گئی کہ جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں، تو جب فقط مشابہت اختیار کرنے سے بھی منع فرما دیا گیا، تو اپنی جنس تبدیل کروا کر عورت کا مرد اور مرد کا عورت بن جانا، کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ یہ تو مشابہت سے ہزاروں گنا زیادہ سخت قبیح اور خبیث عمل ہے۔ حدیث پاک میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں:

”لَعَنَ رَسولُ اللهِ صَلیَّ اللهُ عليه وسلَّمَ المتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بالنِّسَاءِ، والمتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بالرِّجَالِ-(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء، جلد 2 / صفحہ 874) یعنی رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔“

بخاری شریف کی حدیث پاک کے تحت علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ ”عمدۃ القاری“ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”تشبه الرجال بالنساء في اللباس والزينة التي تختص بالنساء مثل لبس المقانع والقلائد والمخانق والاسورة والخلاخل والقرط ونحو ذلك مما ليس للرجال لبسه وتشبه النساء بالرجال مثل لبس النعال الرقاق والمشي بها في محافل الرجال ولبس الاردية والطيالسة والعمائم ونحو ذلك مما ليس لهن استعماله، وكذلك لا يحل للرجال التشبه بهن في الافعال التي هي مخصوصة بهن كالانخناث في الاجسام والتأنيث في الكلام والمشي-(عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء، جلد 22 / صفحہ 41) یعنی مردوں

کا عورتوں سے لباس اور ایسی زینت میں مشابہت کرنا جو صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہیں، مثلاً: اوڑھنی، ہار، گلوبند، کنگن، پازیب، بالی پہننا اور اس جیسی وہ چیزیں، جو مرد نہیں پہنتے، انہیں پہن کر عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا (منع اور حرام ہے) اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا (منع اور حرام ہے) مثلاً مردوں جیسے باریک جوتے پہن کر مردوں کی محفلوں میں چلنا، مردانہ چادریں، شالیں، عمامے اور ایسی چیزیں پہننا، جو عورتیں استعمال نہیں کرتیں اور اسی طرح مردوں کو ان افعال میں مشابہت اختیار کرنا، جائز نہیں، جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں، جیسے جسموں میں لچک کا انداز اور گفتگو اور چلنے میں زنانہ پن پیدا کرنا۔''

(6) بے پردگی و بے حیائی کا فروغ

یہ قانون اور عمل بے پردگی اور بے حیائی کے فروغ کا سبب ہے، کیوں کہ اس قانون سے مکمل استفادہ کرنے کے لیے مرد و عورت کے لیے سرجری (آپریشن) ناگزیر ہے، اور اس سلسلے میں اپنا ستر بلاوجہ شرعی غیر مرد و عورت (یعنی ڈاکٹر صاحبان) کے سامنے کھولنا ہوگا، حالاں کہ بلا ضرورت ایسا کرنا بھی حرام ہے، حضرت سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ۔(صحیح المسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات، ج1/ص266) یعنی مرد مرد کے ستر کی طرف نظر نہ کرے اور عورت عورت کے ستر کی طرف نظر نہ کرے۔''

نیز اس قانون کے نتیجے میں بے پردگی اور بے حیائی کو یوں بھی فروغ ملے گا کہ ایک شخص مرد ہونے کے باوجود صرف کاغذات میں اپنے آپ کو عورت لکھوا کر وہ گرلز ہاسٹل میں مسلم بیٹیوں کے ساتھ رہائش اختیار کرسکتا ہے، ان کے واش رومز میں بلا روک ٹوک جاسکتا ہے، شادی ہال میں خواتین کی طرف بیٹھ سکتا ہے، جبکہ یہ تمام شرمناک حرکتیں قابل مذمت ہیں اور خلاف شریعت، نہ ہمارا دین اس کیا جازت دیتا ہے اور نہ ہی ہماری ثقافت۔

(7) احکام شرع کے نفاذ میں دشواری

اس سے شریعت کے احکام کے نفاذ میں بھی دشواری ہوگی کیوں کہ اس عمل کو جب خنثیٰ یا مرد یا عورت کرائے گا تو ظاہری اعتبار سے معاشرہ اسے کچھ اور دیکھے گا اور اسی کے مطابق اس کے متعلق احکام شرع کا تصور کرے گا، حالاں کہ حقیقت حال اس سے مختلف ہوگی یعنی وہ شریعت کے ان احکامات کا مخاطب نہ ہوگا۔ نیز اس عمل کے بعد کوئی بھی مرد خود کو عورت اور کوئی بھی عورت خود کو مرد قرار دے سکتی ہے، تو اس کے بعد احکام شرعیہ کے نفاذ میں مشکلات پیدا ہوں گی۔

(8) حقِ وراثت کے قانون میں خرابی

اس سے تقسیم وراثت میں نہایت مشکلات کا سامنا ہوگا کیوں کہ اس میں خنثیٰ کے احکام جدا ہیں کہ ان کے جسم میں پائی جانے والی علامتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جائے گا کہ انہیں مرد کے اعتبار سے وراثت دینی ہے یا عورت کے اعتبار سے اور یونہی جو حقیقت میں عورت ہے، لیکن مرد ہونے کا دعوی کرنے کی بناء پر اسے مرد قرار دیا گیا ہوگا اور جو حقیقت میں مرد ہوگا، اسے اس کے عورت ہونے کا دعوی کرنے کی بناء پر عورت قرار دیا گیا ہوگا، تو ان کی وراثت میں جو حصہ شریعت کے مقرر کردہ اصول وضوابط کے مطابق بنتا ہوگا، اس کا خلاف کرنا لازم آئے گا، جب کہ میراث اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا حق ہے، جو جس کے لیے جتنا مقرر کیا گیا ہے اسے اتنا ہی ملے گا، جبکہ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مرد یا عورت لکھوانا، بعض صورتوں میں دیگر ورثاء کا مال ناحق کھانے کو لازم کرے گا، جب کہ قرآن وحدیث میں اس کی شدید ممانعت بیان فرمائی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

''وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔(سورۂ بقرہ، آیت 188) اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔''

وراثت میں مردوں اور عورتوں کے حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہونے کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لِلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا-(سورۂ نساء، پارہ 4/آیت 7)

ترجمہ: مردوں کے لیے اس (مال) میں سے (وراثت کا حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے، مالِ وراثت تھوڑا ہو یا زیادہ۔" (اللہ نے یہ) مقرر حصہ (بنایا ہے)

(9) نسل کشی کا فروغ اور نسل انسانی کی تباہی

اس سے دنیا کی آبادی کاری بھی مشکلات کے بھنور میں آ جائے گی کیوں کہ جس طرح جو کوئی جس کام کے لیے بنایا جائے وہی اس کام کو بہترین انداز میں انجام دے سکتا ہے برخلاف اس کے کہ جو اس کام کے لیے وجود میں آیا ہی نہیں۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کی تخلیق کا ظاہری سبب عورت کو بنایا ہے اب اگر یہ کام کوئی مرد عورت میں تبدیل ہو کر انجام دے تو کیوں کہ وہ مرد، عورت کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

(10) ذمہ داریوں سے راہِ فرار

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کی تقسیم صرف ظاہری جسامت اور محض فزیکل وجود کی خاطر ہی نہیں رکھی، بلکہ ایک عظیم حکمت اور خدمت انسانیت کے بڑے اہداف بھی ان دونوں اصناف کے ساتھ وابستہ ہیں، ایک مرد بطور باپ اپنا رول ادا کرتا ہے اور عورت بطور ماں اپنا سب کچھ اولاد پر نچھاور کرتی ہے، اسی تناظر میں درج ذیل حدیث مبارکہ پر غور کیجیے، جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"کُلُّکُمۡ رَاعٍ وَمَسۡئُولٌ عَنۡ رَعِيَّتِهِ، فَالۡإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسۡئُولٌ عَنۡ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهۡلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسۡئُولٌ عَنۡ رَعِيَّتِهِ، وَالۡمَرۡأَةُ فِي بَيۡتِ زَوۡجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسۡئُولَةٌ عَنۡ رَعِيَّتِهَا، وَالۡخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسۡئُولٌ عَنۡ رَعِيَّتِهِ-(صحیح البخاری 839) تم میں سے ہر فرد ایک طرح کا ذمہ دار ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ پس بادشاہ حاکم ہی ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ ہر انسان اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔"

عورت جب صنف نازک ہونے کے باوجود مرد بنتی ہے تو درحقیقت وہ اپنی ذمہ داریوں سے فرار کی راہ اختیار کرتی ہے، یہی حال مرد کی جنس تبدیل کر کے عورت بننے کا ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں باپ ماں کا حق ادا کرے گا اور ماں باپ کا حق ادا کرے گا۔

ٹرانس جینڈر اور سائنس

دنیا کو بظاہر ترقی کی بلندی پر لے جانے والا سائنس بھی یہی کہتا ہے کہ ٹرانس جینڈر سے جنس تو تبدیل کر سکتے ہیں لیکن جو فطری اور قدرتی عادات و اطوار اور اوصاف و کمالات ہیں ان میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً بچہ کو پہلی غذا ماں کا دودھ ہو، یہی اس بچہ کے لیے زیادہ بہتر ہے، عالمی تنظیم برائے صحت (WHO) نے سفارش کی ہے کہ "پیدائش کے پہلے گھنٹے کے اندر ہی دودھ پلانا شروع کیا جانا چاہئے اور بچے کو اس کی زندگی کے ابتدائی 6 ماہ تک خصوصی طور پر صرف ماں کا دودھ پلایا جانا چاہیے، اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی سمیت کوئی دوسری کھانے پینے کی چیز فراہم نہیں کی جانی چاہیے۔"

اب ظاہر ہے کہ ٹرانس جنیڈر کے تحت کوئی مرد عورت ہوا پھر سائنسی کمال سے اس نے بچہ کو پیدا بھی کر دیا تو وہ دودھ کہاں سے لے کر آئے گا جو ایک ماں کو ہوتا ہے۔ اسی طرح ماں کے اندر جس قدر رحم و کرم کی صفت موجود ہوتی ہے ایک ٹرانس جینڈر وہ رحم و کرم کس سائنس سے اپنے اندر پیدا کرے گا کیوں کہ خود محققین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مرد و عورت دونوں میں بہت فرق ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان فرق پر کیلیفورنیا کے

مشہور مصنف جان گرے (Dr. John Gray) کی کتاب: Men are from MARS, Women are from VENUS دنیا کی جانی مانی Best Selling کتاب ہے، جس میں انہوں نے مرد اور عورت دونوں میں فرق بیان کیا ہے، جان گرے کا کہنا ہے کہ ان دونوں میں اتنا زیادہ فرق ہے گویا کہ وہ مختلف Planets سے آئے ہوں، اس لیے انہوں نے اپنی کتاب کا نام ہی ایسا رکھا ہے کہ مرد مریخ (Mars) سے ہے اور عورت زہرہ (Venus) سے، یعنی ان دونوں میں اتنا فرق ہے جتنا مریخ اور وینس میں فاصلہ، جان گرے لکھتے ہیں:

"It reveals how men and women differ in all areas of their lives. Not only do men and women communicate differently but they think, feel, perceive, react, respond, love, need and appreciate differently. They almost seem to be from different planets, speaking different languages and needing different nourishment."(Page:5)

یعنی اس کتاب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مرد اور خواتین اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں کس طرح مختلف ہیں۔ مرد اور خواتین نہ صرف مختلف بات چیت کرتے ہیں بلکہ وہ مختلف انداز میں سوچتے، محسوس کرتے، ادراک کرتے، ردعمل دیتے، جواب دیتے ہیں، محبت کرتے ہیں، ضرورت محسوس کرتے اور تعریف کرتے ہیں۔ یہ لگ بھگ مختلف سیاروں سے ہیں، مختلف زبانیں بولتے ہیں اور ان کو مختلف غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ٹرانس جینڈر بیماریوں کے گھیرے میں

ٹرانس جینڈر اپنی جنسی خواہشات اور فاسد ذہن وخیال کے سبب اپنی جنس تو تبدیل کر لیں گے لیکن ساتھ ہی بیماریوں کی ایک بڑی جماعت ان کا پیچھا کرتی رہے گی "Health Encyclopedia" نامی ویب سائٹ پر ٹرانس جینڈر کے بارے میں لکھا ہے:

"People of any sexual orientation can face health problems. LGBTQ people may be at a greater risk for health problems because they may not always see a healthcare provider when they need to. It may be that they feel embarrassed, have had a bad experience, fear judgment, or have a healthcare provider who is uninformed.

Here are some health issues to be aware of and talk about with your healthcare provider."

(https://www.urmc.rochester.edu/encyclopedia/content.aspx?contenttypeid=134amp;contentid=116)

یعنی کسی بھی جنسی رجحان کے لوگ صحت کے مسائل سے دو چار ہو سکتے ہیں۔ مگر LGBTQ (یعنی ہم جنس پرستوں اور ٹرانس جینڈر) کو صحت کے مسائل کا خطرہ زیادہ ہو سکتا ہے کیوں کہ اُن کے پاس صحت کا خیال رکھنے والے ماہرین موجود نہیں ہوتے، ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ وہ شرمندگی محسوس کرتے ہیں، یا پھر اُن کے ساتھ ہوئے برے تجربات، عدالت (سے انصاف نہ ملنے) کا ڈر یا پھر اُن کے پاس ایسے صحت کا خیال رکھنے والے لوگ ہوں جو ناتجربے کار ہوں۔"

اور پھر ٹرانس جینڈر کا سامنا ہونے والی بیماریوں کی فہرست مع تفصیل پیش کی گئی ہے جن کے نام یہ ہیں: (1) ہارمون پروبلم (2) کینسر (3) دماغی پریشانی (4) جنس منتقلی بقیہ ص ۲۸ پر

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی

ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

سترہویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

جہنم سے ایک ڈراؤنی گردن کا نکلنا

... پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دے گا (کہ ایک گردن باہر نکالے) حکم سنتے ہی جہنم سے ایک بولتی ہوئی گردن باہر نکلے گی جو بہت لمبی چوڑی، کالی کلوٹی ہوگی۔

قیامت کے دن اللہ کا بندوں سے خطاب پُرعتاب

... پھر اللہ تعالیٰ بندوں سے فرمائے گا:

"اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَیۡكُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌo وَّ اَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ هٰذَا صِرٰطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌo وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِیۡرًا اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَo هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ اِصۡلَوۡهَا الۡیَوۡمَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ۔ (ترجمہ) اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے عہد (و اقرار) نہ لیا تھا کہ تم شیطان پرستی نہیں کروگے۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ تم (صرف) میری عبادت کروگے یہ (بالکل) سیدھا راستہ ہے۔ اور بے شک شیطان نے تم میں کی ایک بڑی تعداد کو (سیدھے راستہ سے) بھٹکا دیا تو کیا تمہیں عقل نہیں تھی، یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا آج اسی میں جاؤ اپنے کفر کے بدلے۔" [سورۂ یٰسین — ۶۰ تا ۶۳]

اللہ کے حضور خلق کا تذلل

... تو یہ (سن کر) سب امتوں کے لوگ (مارے خوف کے) گھٹنوں پنجوں کے بل گر پڑیں گے (گویا پوری تواضع و تذلل کے ساتھ گھٹی پڑ جائیں گے) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَ تَرٰی كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدۡعٰۤی اِلٰی كِتٰبِهَا۔ (ترجمہ) اور تم ہر گروہ کو دیکھوگے گھٹی پڑا ہوا ہر امت کو اس کے نامۂ اعمال کی طرف پکارا جائے گا۔" [سورۂ جاثیہ — ۲۸]

خلق کے باہمی خصومات کے فیصلے

... پھر اللہ تعالیٰ اپنی خلق کے درمیان فیصلے فرمائے گا وحشی اور پالتو (ہر قسم کے) جانوروں کے درمیان بھی فیصلہ فرمائے گا، یہاں تک کہ بے سینگ بکری کو سینگ والی سے بدلہ دلائے گا، پھر فرمائے گا: کونی ترابا، مٹی ہو جا اس وقت (حسرت سے) کافر کہے گا: یٰلَیۡتَنِیۡ كُنۡتُ تُرٰبًاo (ترجمہ) اے کاش میں (بھی) مٹی ہو جاتا، پھر بندوں کے درمیان فیصلے فرمائے گا۔

[حدیث مذکور پوری ہوئی]

حشر میں عورت مرد سب ننگے اٹھیں گے

حدیث شریف

حضرت نافع حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے اور وہ حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یحشر الناس یوم القیامة کما ولدتهم امهاتهم حفاة عراة۔ (ترجمہ) لوگ روز قیامت ننگے پاؤں، ننگے بدن محشور ہوں گے جیسا کہ ان کی ماؤں نے انہیں جنا تھا۔"

اس پر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: حضور! کیا مرد و عورت سب کے سب؟ حضور نے ارشاد فرمایا: ہاں تو آپ نے (اظہار تاسف کرتے ہوئے) عرض کیا: و اسو أتاه! ہائے خرابی ہائے بے شرمی! لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے، تو حضور نے ان کے کاندھے پر تھپکی مار کے فرمایا: اے ابن ابی قحافہ کی بیٹی! اس دن لوگوں کو ایک دوسرے کی طرف نظر کرنے کی مہلت نہیں ملے گی (ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی) وہ تو آسمان کی طرف نظر پھاڑے (ٹکٹکی

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

باندھے) چالیس سال تک کھڑے رہیں گے، نہ کھائیں گے نہ پئیں گے اور (لوگوں کے جسموں سے نکلا ہوا) پسینہ بعض کے قدموں تک پہنچے گا، بعض کی پنڈلیوں تک، بعض کے پیٹ تک اور بعض (کے دہن تک کہ پسینے سے ان) کو اچھو لگنے لگے گا، یہ سب وقوف کے دراز ہونے کے سبب ہوگا، پھر ملائکہ عرش اعظم کے ارد گرد پرے باندھے (قطار در قطار) کھڑے ہونگیں، (حضور نے آگے فرمایا):

رب کے حضور پیشی اور محاسبت کا منظر

...پھر اللہ تعالیٰ ایک منادی کو (ندا کرنے کا) حکم دے گا وہ ندا کرے گا (بندے کا نام مع نام والدہ لے کر پکارے گا کہ) فلاں ابن فلانہ کہاں ہے؟ (یعنی وہ سامنے آئے) تو لوگ آواز کی طرف سر اٹھا کر دیکھیں گے، منادی اس کو موقف سے نکال کر لے جائے گا اور رب العالمین کے حضور حاضر کردے گا، (غرض اسی طرح) کہا جاتا رہے گا: **این اصحاب المظالم** یعنی ظلم والے فلاں فلاں کہاں ہیں پھر ایک ایک مظلوم کو پکارے گا، پھر (ظالم سے مظلوم کو بدلہ دلایا جائے گا، اس طرح کہ) ظالم کی کچھ نیکیاں مظلوم کو دلائی جائے گی، کیونکہ وہاں روز قیامت روپیہ پیسہ نہیں چلے گا، اس دن بس یہی ہوگا کہ ظالم کی نیکیاں مظلوم لے لے اور مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال دی جائیں، تو مظلومین برابر، ظالم کی نیکیوں سے اپنا حق وصول کرتے رہیں گے حتیٰ کہ جب اس کی کوئی نیکی باقی نہیں رہے گی تو مظلوموں کی سیئات لے کر ظالم کو دے دی جائیں گی، پھر جب بندۂ گنہگار حساب سے چھوٹے گا تو اس سے کہا جائے گا جا اپنی ماں ہاویہ کی گود میں یعنی جہنم میں، کیونکہ ﴿لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ﴾ اس دن ظلم نہیں ہوگا اور اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگے گی۔ (یعنی سزا جزا بلا تاخیر ملے گی)

شدت حساب دیکھ کر مقرب بندے بھی سہم جائیں گے

وہ دن ایسا (سخت دن) ہوگا کہ مقرب فرشتے، نبی رسول، شہید (وغیرہم اخص الخواص) بھی، شدت حساب دیکھ کر یہی ظن رکھیں گے کہ آج کوئی نجات نہیں پاسکے گا بجز اس کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

چار نعمتوں کی بابت باز پرس ضرور ہونی ہے

حدیث شریف

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہیں، ارشاد فرمایا:

"**لاتزول قدما عبد حتیٰ یسأل عن اربع............ الحدیث**" (ترجمہ) کسی بھی بندے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں باز پرس نہیں ہوجائیگی: (۱) اس کی عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری؟ (۲) جسم کے بارے میں کہ کن کاموں میں پرانا کیا؟ (۳) علم کے بارے میں کہ اس پر کہاں کہاں عمل کیا؟ (۴) اور مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں اٹھایا؟"

روز قیامت نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا

خبر عکرمہ

حضرت عکرمہ (جلیل القدر تابعی بزرگ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے (آپ نے کتاب وسنت کی روشنی میں) فرمایا: روز قیامت، والد اپنے ولد سے لگے گا (چمٹے گا) اور کہے گا: اے بیٹے! میں دنیا میں تیرا والد تھا تیرا باپ تھا اور پھر وہ اس کی تعریف کرے گا (کہ تو بہت لائق تھا ایسا تھا ویسا تھا) اور کہے گا آج مجھے ایک ذرہ بھر نیکی کی ضرورت درپیش ہے تو اپنی نیکیوں میں سے مجھے دے دے، شاید مجھے اس مصیبت سے نجات مل جائے جو تو دیکھ رہا ہے، بیٹا جواب دے گا میں تو خود اپنے متعلق آپ کی طرح خوف زدہ ہوں، میرے بس کی نہیں کہ آپ کو ذرا سی بھی نیکی دے سکوں۔ (اولاد سے مایوسی کے بعد) بیوی سے اٹکے گا کہے گا: میں دنیا میں تیرا شوہر تھا، وہ اس کی تعریف کرے گی (کہ ہاں تم بہت اچھے شوہر تھے) وہ کہے گا آج میں تجھ سے ایک نیکی کا طالب ہوں تو مجھے ہدیۃً دے دے، شاید میں اس مصیبت سے نجات پالوں جو تو دیکھ رہی ہے، وہ جواب دیگی مجھے ایسا کرنے کی طاقت نہیں کیونکہ تمہاری طرح میں خود خائف ہوں۔

اس روز کوئی نہ کسی کا بوجھ باٹنے نہ کسی کو کسی پر ترس آئے

آیت کریمہ

چنانچہ اللہ تعالیٰ (قرآن شریف میں) فرمارہا ہے:

’’وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى۔ (ترجمہ) اگر (روزقیامت، گناہوں کے بار سے) بوجھل کوئی جان، اپنا بوجھ بٹانے کے لئے (کسی کو) آواز دے تو اس کے بوجھ میں سے کچھ نہیں بٹایا جائے گا اگرچہ وہ (بڑا قریبی) رشتہ دار ہو۔‘‘ [سورۂ فاطر–۱۸]

توضیح:

(مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کی توضیح میں کہا) مراد یہ ہے کہ جس کو اس کے گناہوں نے بوجھل کر دیا ہوگا اس کا کوئی گناہ، کوئی دوسرا شخص نہیں اٹھائے گا۔(۱)

محشر میں کافر کی بے چینی کا عالم

حدیث شریف

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت آئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’ان الكافر ليلجم بعرقه من طول ذلك اليوم حتى يقول يا رب ارحمني ولو الى النار۔ ترجمہ: (میدان محشر میں) روز قیامت کی درازی کے سبب کافر کو اتنا پسینہ چھوٹے گا کہ اس کے منہ میں گھسنے لگے گا حتی کہ (بے چین ہوکر) کہے گا اے رب مجھ پر رحم فرما اگرچہ تو مجھے دوزخ جانے کا حکم دے۔‘‘ (یعنی تاکہ اس مصیبت سے تو کسی طرح رہائی پاؤں) [حدیث تام ہوئی]

حدیث شریف

[۱] یعنی خواہ وہ کتنا ہی بڑا ممنون ومحب ہو یا محسن ومحبوب ہو، کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا یعنی نہ ایک نیکی دے گا، نہ ایک گناہ کسی کا اپنے سر لے گا، یہ مضمون کسی شاعر نے یوں نظم کیا ہے:

نہ ایک نیکی کسی کو کوئی بشر دے گا
نہ اِک گناہ کسی کا بھی اپنے سر لے گا
نہ ماں، نہ باپ، نہ آئیں گے کام بھائی بہن
نہ کوئی دوست ہی پیارے تِری خبر لے گا

۱۲ر مترجم غفرلہ۔

حضرت مصنف اپنے شیخ فقیہ ابوجعفر سے سن کر ان کی تحدیث واسناد تام نقل کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’لم يكن نبي قط الا كانت له دعوة.......الحديث۔

(ترجمہ) کوئی نبی کبھی ایسا نہیں ہوا جسے ایک مستجاب دعا نہ ملی ہو اور پھر اس نے جلدی سے دنیا میں اپنی دعا استعمال نہ کر لی ہو، لیکن میں نے اپنی وہ (مستجاب) دعا، روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچا چھپا کے اُٹھا رکھی ہے۔‘‘

[بخاری، کتاب الدعوات]

حضور کے بعض مخصوص واہم فضائل کا ذکر

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے (بطور تحدیث نعمت) ارشاد فرمایا: سنو! میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ بات میں فخریہ نہیں کہتا اور قبروں سے اٹھنے والوں میں سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں گا اور یہ فخریہ نہیں کہتا اور لواء الحمد (حمد الٰہی کا خاص جھنڈا) قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہوگا، اس کے نیچے آدم وبنی آدم سب جمع ہوں گے، اس پر مجھے فخر (یا گھمنڈ) نہیں...

شفاعتِ کبریٰ سے متعلق تفصیلی بیان

...پھر (آگے اور) فرمایا: لوگوں میں قیامت کے دن کی گھٹن اور بے چینی بہت سخت ہوگی (اہل محشر چاہیں گے اس غم وکرب سے کسی طرح جان چھوٹے) تو (اپنا سفارشی بنانے کے لئے) حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں جائیں گے اور عرض کریں گے: اے حضرت! اے ابوالبشر اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کیجئے کہ ہمارا فیصلہ (جلدی) فرما دے (تاکہ اس طویل مصیبت سے تو رہائی مل جائے) آپ جواب دیں گے: ’’لستُ هناك‘‘ یعنی میری یہ حیثیت نہیں میں تو اپنی ایک خطا کے سبب جنت سے نکالا ہوا ہوں مجھے تو آج خود اپنا ہی غم ہے، بلکہ تمہیں نوح (علیہ السلام) کے پاس جانا چاہیئے کیونکہ وہ پہلے نبی مرسل ہیں (انکا بڑا مرتبہ ہے) تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ اے حضرت اپنے رب سے ہماری سفارش کیجئے کہ ہمارے درمیان فیصلہ بقیہ ص ۲۸ ر پر

ترغیبات

از: مولانا غیاث الدین مصباحی*

احوال قوم وملت

اے بنت حوا! تم کہاں جا رہی ہو؟

میں اس وقت ٹک ٹاک اور دوسرے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ فحاشی پھیلانے والی مسلم بچیاں میں تم سے مخاطب ہوں، کیا تم اسلام کے ماننے والی ہو، یا مذہب اسلام کو بدنام کرنے والی، کیوں کہ اسلام تو عورتوں کو عزت دینے اور ان کے وقار کو محفوظ کرنے والا مذہب ہے، اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو حیا کے زیور سے مزین کیا اور حیا کے متعلق فرمایا:

"الحیاء خیر کله۔ یعنی حیا سراپا خیر ہے۔"

(صحیح مسلم، باب شعب الایمان، الخ، ۱/ ۴۸)

لیکن! بڑا المیہ یہ ہے کہ تم تو ٹک ٹاک پر غیروں کی نقالی میں بے حیائی کو فروغ دے رہی ہو، پھر بتاؤ تم کس اسلام کو ماننے والی ہو؟ اسلام نے تو حیا کو ایمان کا شعبہ قرار دیا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

"الحیاء شعبة من الایمان والبذاء من النفاق۔ حیا ایمان کا حصہ ہے اور بے حیائی نفاق کا حصہ ہے۔"

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی العیّ، ۲/ ۲۳)

خدارا ہوش کے ناخن لو، خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنی مردہ ضمیر کو جھنجھوڑ کر زندہ کرو، اور خود ٹھنڈے دماغ سے سوچو کہ ٹک ٹاک وغیرہ پر ہونٹ ہلا کر actors کی acting اپنا کر ویڈیو اپلوڈ کرنے سے کیا تم کبھی باعزت و باحیا بن سکتی ہو؟ اگر باحیا نہیں بن سکتی تو (مکمل طور سے) اسلام کے ماننے والی کیسے بن سکتی ہو؟ سوچو ذرا، تم کہاں جا رہی ہو؟

پوری دنیا میں اپنی بے حیائی کی وجہ سے ناپاک نظروں کی قیدی بن رہی ہو، نامراد مردوں کے ذریعہ اپنی عزت نفس کی دھجیاں اُڑا رہی ہو، ذرا، تم ایک بار اسلامی تعلیمات کے دامن میں آجاؤ پھر دیکھو کہ دنیا والے کیسی تمہاری عزت کی حفاظت کرتے ہیں، تم کیسے نامراد مردوں کے حوس کی شکار ن بننے سے محفوظ رہتی ہو، بس ضرورت ہے کہ دوسروں کو کوسنے سے پہلے خود اپنے کردار پر نظر ثانی کرلو، کیا تم مسلمہ ہو یا مسلم خواتین کی عزت کو پامال کرنے والی؟

کیوں کہ آج ٹک ٹاک کے بارے میں غیروں (non muslims) کی زبانی یہ حقیقت بیانی سننے کو مل رہی ہے کہ ٹک ٹاک پر بے حیائی پھیلانے والیوں میں مسلم خواتین بھی شامل ہیں (العیاذ باللہ) اور حقیقت بھی ہے لیکن تم سے کہنا یہ ہے کہ تم جب ٹک ٹاک پر نیم برہنہ لباس پہن کر، اپنے حسن کو دنیا والوں کے سامنے بکھیرتی ہو تو، دنیا والے صرف تمہیں ہی بے حیا و بے غیرت نہیں کہتے ہیں، بلکہ تمام امت مسلمہ کو بے غیرت اور بے حیا کہتے ہیں۔

ٹک ٹاک اور اس جیسے ایپس کا سب سے خطرناک نقصان موسیقی سے لگاؤ اور بے حیائی کی لت کی شکل میں ہوتا ہے، گانا اور موسیقی شریعت میں ممنوع ہیں، نبی رحمت ﷺ موسیقی سے سخت نفرت کرتے تھے، حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دور ہو گئے اور مجھ سے کہا: اے نافع! کیا تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے؟ میں نے کہا نہیں! تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکال لیں اور فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، اس جیسی آواز سنی تو آپ نے بھی اسی طرح کیا۔ (سنن ابوداؤد، حدیث ۴۹۲۴)

نبی کریم ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے بقیہ ص ۲۲ / پر

* مضمون نگار بھیلو پاکڑ بچلا پورہ پوسٹ سرواں ضلع مئو کے متوطن ہیں۔

از: غلام مصطفٰے رضوی *

فتنۂ ارتداد! حقیقت یا فسانہ

احوال وطن

حوصلوں کا مَر جانا موت سے سخت ہے، آج مسلم بچیوں کے ارتداد کا خوب ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے- نفسیاتی طور پر پوری قوم اِس منجدھار میں ہے کہ مسلم بچیاں ارتداد کے دَلدَل میں دَھنستی جا رہی ہیں- یہی پروپیگنڈہ مہم بچیوں میں بے یقینی، سرپرستوں میں بے چینی اور معاشرے میں نامُرادی و شکست خوردہ فضا ہموار کرنے کا سبب بن رہی ہے- قوم خود کو نیم جاں محسوس کر رہی ہے- پروپیگنڈہ میں ہم/سوشل میڈیا/سبھی شامل ہیں، گویا اس طرح کا ماحول بچیوں کے لیے بھی مشرکین کی سمت ترغیب کا سبب بن رہا ہے

فتنۂ ارتداد کسی قدر ہوا ہے، گرچہ یہ حقیقت ہے کہ مشرکین کی دہشت گرد وِنگ نے مسلمانوں کے خلاف سخت سازشیں رچی ہیں- سیم وزر کے ذریعے مسلم بچیوں کو ورغلانے سے لے کر محبت کا جال بننے والے غنڈوں کی مالی وقانونی مدد تک کے معاملات منظم سازش کا پتا دیتے ہیں- جس کا زیادہ تر دائرہ کالجز، ہاسٹل، یونیورسٹیوں تک کشادہ ہے- آزاد خیال، ماڈریٹ اور فیشن ایبل گھرانوں کی بعض لڑکیاں اس کی لپیٹ میں آ رہی ہیں، لیکن یہ بھی کم قیامت نہیں کہ ہمارے معاشرے کی ایک لڑکی غیر مسلم یعنی مشرک سے شادی کرے! ایسا ایک دو واقعہ ہی ہم مسلمانوں کے لیے کسی چیلنج سے کم نہیں!

نقصانات

پھر دہشت گرد تنظیموں کے سازشی پیار/محبت/عشق کے جھانسے میں آ کر اِن نقصانات سے گزرنا پڑے، یہ بھی سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے 1:- ایمان گنوا بیٹھنا-2- مشرک سماج میں چار دن کے پیار کے بعد ذلت ورسوائی کی زندگی گزارنا، ہر ہر لمحہ گھٹ گھٹ کر جینا-3- نسب/خاندان کی پاکیزگی سے محروم ہو جانا-4- مشرکین کے یہاں چھوت/کمتر/نجس/ذلیل سلوک سے دوچار ہونا-5- ہوس پوری ہونے کے بعد بے گھر کر دیا جانا- یا پھر طرح طرح کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جانا- 6- خودکشی پر مجبور کر دیا جانا، نہیں تو قتل کا اندیشہ لاحق ہونا- 7- مرتد ہونے تک خوب میٹھے میٹھے خواب میں مَست ہونا- مرتد ہونے کے بعد نچلے درجے کی ذلت کا شکار ہو جانا-8- ہر لمحہ دُکھ، دَرد اور تکلیف میں گزرنا- نہ سکون نہ چین- نہ آبرو کی حفاظت نہ تقدسِ نسواں-9- اذیت ناک زندگی جس کے تصور سے ہی انسانیت لرز اُٹھے- یہ سب مشرکین کے گندے معاشرے کا تعفن اور ان کے منصوبے کا حصہ ہے-10- جب عزت گنوا کر والدین کے یہاں آنا چاہیں تو والدین کا رویہ بھی منفی ہونا فطری ہے۔

ایسے میں انھیں معاشرے کو اپنانا مشکل ہوتا ہے- گرچہ ایسے ماحول سے لَوٹنے والی بچیوں کو اپنانا اور ان کی اصلاح کی کوشش کرنا ہمارے معاشرے کی ذمہ داری ہے۔

لمحۂ فکریہ

1:- جو غنڈے مسلم بچیوں کے چہرے سے نقاب نوچنے کی کوشش کریں وہ بچیوں کے ہمدرد کیسے ہو سکتے ہیں؟2- شرابی ظالم ہوتا ہے، جن کے یہاں شراب عام ہوں، وہ بچیوں پر کس قدر ظلم کرتے ہوں گے!3- جن کا معاشرہ ان کی عورتوں کے لیے وبالِ جان ہو وہ کیوں کر مسلم بچیوں کی تکریم کریں گے؟4- جہاں خاندانی نظام تباہ ہو اور درندگی کی حد تک بچیوں کا استحصال ہو وہاں مسلم بچی کیوں کر امن سے رہ سکے گی؟5- جہاں عورتیں رسوائی وظلم کی چکی میں پس رہی ہوں وہاں مہذب سماج کی خاتون کس طرح محفوظ رہے گی۔

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

احوال وطن

تدارک کی صورتیں

فتنۂ ارتداد کی دَستک آج کی نہیں— اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلِ رواں نے تمام باطل نظریات کولرزہ براندام کر دیا ہے— وہ مقابلے کی قوت نہیں پاتے اس لیے سازشوں کا سہارا لیتے ہیں—لیکن جن کا ایمان پختہ اورعقیدہ سلامت ہوتا ہے وہ مشرکین کے جھانسے میں نہیں آتے ہیں— بہرکیف ہمیں چاہیے کہ فتنۂ ارتداد سے بچنے کے لیے یہ تدابیر اختیار کریں:

1—مشرکین کی دہشت گردانہ حرکتوں سے نسل نو کو باخبر کریں، جب کہ ان کے بعض چہرے مالیگاؤں بم دھماکوں میں بے نقاب ہو چکے ہیں— کرکرے جیسے افسران نے ہندو دہشت گردی کی پول کھول دی ہے—تو جو دہشت گرد ہوگا وہ ہماری بہنوں کی آبروؤں کا کیسے دشمن نہ ہوگا؟ 2—بچیوں کو بچوں کو پہلے اسلامی عقائد وتعلیمات ازبر کرائیں پھر دیگر علوم، سچا پکا مسلمان بنائیں، 3—بچیوں کو گھریلو ہنر ضرور دیں تا کہ وہ معاشرہ سازی میں کردار ادا کریں—4—بچیوں بچوں پر مکمل اعتماد رکھیں لیکن ان کی مکمل نگرانی کریں— ہر آن باخبر رہیں— بری صحبت سے بچائیں— بُرا دوست دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے—5— اسمارٹ فون حتی الامکان استعمال نہ کرنے دیں۔

سوشل میڈیا سے دور رکھیں—فضول تفریح سے بچائیں— 6—تعلیم کے میدان میں ضرور شامل کریں لیکن غیروں کی دوستی کو موت جانیں— بچیوں کے دل و دماغ میں بھگوا تو ادہشت گردوں کا ظالمانہ چہرہ پیش کریں تا کہ ان سے وہ نفرت کریں، اس سے عفت عزت بچے گی اور مکروہ کردار کے چہرے بے نقاب ہوں گے—7—غریب بچیوں کے رشتے کو متمول/ مڈل کلاس افراد قبول کریں اور طلاق یافتہ خواتین کے رشتے کے لئے مسلم نوجوان اپنا کردار ادا کریں—8— اپنے مال کی زکوٰۃ کا لازمی طور پر ایک حصہ اپنے پڑوس کی مستحق بیوہ/یتیم بچوں بچیوں پر خرچ کریں۔

سفید پوش مستحق محرومِ امداد نہ رہیں—8—سنجیدہ واہلِ علم افراد اپنے اپنے علاقوں کی ایک ایسی لسٹ بنائیں جن کے یہاں مفلسی ہو یا کوئی مالی امداد کی ضرورت ہو— پھر مستقل طور پر ذمہ داری نبھائیں—9— معاشرے سے شراب، نشہ آور گولی، نشہ، گانجہ وغیرہ کی گندی عادتیں ختم کروائیں تا کہ نشہ کے شکار گھرانے امن وچین کا گہوارہ بن جائیں—10— بڑی دعوتوں کو ختم کریں—فضول خرچی بند کریں— مدارس کی ترقی کے لئے سوچیں، بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے جدو جہد کریں، بیماروں کا علاج کروادیں— کمزوروں کے دَرد وُدکھ میں کام آئیں— 11— سادگی اپنائیں، اسلامی تعلیمات پر عمل کریں—نمازوں اوررزق حلال کی پابندی کریں تو ان شاء اللہ ارتداد کے منصوبوں کو ناکام بنا سکیں گے—12— سلفِ صالحین کی پاکیزہ زندگی کو نمونۂ عمل بنائیں۔

ایک صدی قبل جب کہ ہریانہ، آگرہ وغیرہ شدھی تحریک کی سازشوں کے شکار تھے، اورلاکھوں مسلمان ارتداد کی آندھیوں میں ایمان گنوا بیٹھے تھے، خلفائے اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم وحضور محدثِ اعظم کی قیادت میں جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی نے فتنۂ ارتداد پر بند باندھا اور ارتداد کے شکار افراد کو واپس دین میں لایا، اسلاف کا قدم مشعل راہ ہے بقول اعلیٰ حضرت ؎

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل اور غیر اسلامی راہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

◆◆◆

از: ڈاکٹر معین احمد خاں*

تاریخِ مدینہ! ایک عظیم علمی شاہکار

سخن در سخن

نام کتاب : تاریخ مدینہ
مصنف : صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خان قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ
ناشر : کنز الایمان فاؤنڈیشن، بریلی شریف
ضخامت : ۳۸۹ صفحات، سن اشاعت ۱٤٤٤ھ/ ۲۰۲۳ء
مبصر : ڈاکٹر معین احمد خاں قادری بریلوی

کسی بھی فن یا علم پر شائع ہونے والی کتاب متعلقہ علم وفن کی توسیع ہوا کرتی ہے اور زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ نئے نئے تجربات ومعلومات کی فراہمی میں ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے اور اگر موضوع ایسا ہو کہ جس پر کافی مواد پہلے سے موجود ہو تو مصنف کا انداز بیان سب سے اہم ہو جاتا ہے مدینہ منورہ ومکہ مکرمہ مسلمانان عالم کے لیے دو ایسے متبرک شہر ہیں جن کی عظمت و اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔

لہٰذا اوائل اسلام سے ہی ان کی عظمت ورفعت پر متعدد کتب ہمارے اکابر علما ومؤرخین نے تصنیف فرمائیں جن کی تفصیلات جگہ جگہ اور بالخصوص مختصراً ذکر اس تاریخ مدینہ کتاب کے دیباچہ یا مقدس خوبصورتی کے ساتھ درج ہے، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے اور جس کا ذکر اس کتاب کی تقدیم میں محترم مولانا محمد احتشام رضا مرکزی نجمی صاحب نے بھی کیا ہے کہ تاریخ مدینہ سے متعلق ایک بھی مکمل کتاب زبان اردو میں نہیں دیکھی۔

راقم الحروف 2007 میں جب حج وزیارت کے لئے حرمین طیبین میں حاضر ہوا تھا تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متعدد کتب خانوں میں جا کر جغرافیہ عرب (وتاریخ مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ) کے تعلق سے اردو یا انگریزی زبان میں کتب کی تلاش کی تھی لیکن کوئی بھی کتاب "تاریخ سعودیہ" تک کی ان دو زبانوں میں دستیاب نہ ہوسکی تھی، البتہ تلاش بسیار پر مسجد قبا شریف کے نزدیک فٹ پاتھ پر ایک تاجر کتب کے پاس بیوت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حول المسجد نبوی شریف، نام کی کتاب کا اردو ترجمہ جس کے مصنف ایک پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس عبد الغنی ہیں دستیاب ہوسکا اور تاریخ مدینہ کے نام سے ایک اور کتاب اردو زبان میں میرے دوست ڈاکٹر مبین رضا خان شعبہ انگریزی طائف یونیورسٹی کو (مطبوعہ دار السلام، ریاض، لاہور، لندن، ہولینڈ) کی دستیاب ہوئی جو بعد ازاں انہوں نے مجھے تحفۃً ارسال کی ہوسکتا ہے کہ یہ میرے محدود مطالعہ کا قصور ہو لیکن تاریخ مدینہ کے تعلق سے اردو زبان میں اتنی جامع مکمل کتاب مجھے پہلی بار دستیاب ہوئی۔

جس کے مصنف ومرتب مزاج قلندرانہ کے ساتھ ساتھ دماغ سکندرانہ اور نگاہ عارفانہ رکھتے تھے جن کی خوش اخلاقی خوش مزاجی کے چرچے اپنے تو اپنے بیگانوں میں بھی موضوع بحث رہا کرتے تھے میری مراد برصغیر ہی نہیں بلکہ کہا جائے کہ عالم اسلام کے مشہور ومعروف خانوادہ رضویہ کے ایک فرد جلیل علامہ کبیر و محدث شہیر حضور صدر العلماء علامہ مفتی تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں جنکو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے صرف "گل سرسبد" ہونے کا ہی اعزاز حاصل نہیں ہے بلکہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ الرضوان کے تلمیذ رشید ہونے کا تمغہ بھی حاصل ہے۔

اس کتاب کی اشاعت نے اہل علم کو ورطہ حیرت میں ڈالا ہے جس کی متعدد وجوہات ہوسکتی ہیں، آپ نام نمود وشہرت سے کوسوں دور رہتے تھے، اس کتاب سے یہ بات اور نمایاں ہوگئی ہے، یہ کتاب آپ نے کس دور میں لکھی ابھی تک اس کی وضاحت نہیں ہوسکی ہے ممکن ہے آنے والے وقت میں کسی نہ کسی ذریعہ

سے اس کی وضاحت ہو جائے۔

اس کتاب کے انداز بیان سے اچھی طرح یہ بات نمایاں ہو جاتی ہے کہ یہ پوری کتاب سلیس اردو میں تحریر کی گئی ہے جس میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ سلاست و روانی بھی بھر پور شگفتگی بھی، ابواب کی تقسیم نے اس کتاب میں چار چاند لگا دیئے ہیں، آٹھ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں ہر باب پر سیر حاصل و پُر مغز گفتگو کی گئی ہے، باب اول میں مدینہ طیبہ کی آبادی کے متعلق مورخین کی رائے کو دلچسپ اور دل نشین انداز میں بیان کیا ہے مدینہ طیبہ کے پرانے نام یثرب کے تعلق سے ذرا یہ انداز بیاں ملاحظہ کریں۔

" آغاز آبادی سے ہجرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی نام چلتا رہا، سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری نے اسے عظمت بخشی، آپ کی سکونت نے اس شہر کی عظمت میں چار چاند لگا دیئے وادیِ عرب کی اس آبادی کو عروس البلاد بنا دیا حضور کی توجہ خاص نے اس خطہ پاک کو طرح طرح کی خوبیوں کا مرکز بنا دیا۔" (ص 64)

اس میں کوئی شک نہیں کہ دلچسپ شاعری، پر کشش نظم لکھنا کوئی آسان کام نہیں ردیف وقوافی کی تلاش میں شاعر نہ جانے کن کن صحراؤں میں سفر کرتا پھرتا ہے نہ جانے کن کن وادیوں کے طول وعرض کو ناپتا ہے تب کہیں جا کر اپنے افکار و خیالات کو کوشعر کے سانچے میں ڈھالنے میں کامیاب ہوتا ہے لیکن دور جدید کے بڑے بڑے نقادوں محققین کی رائے میں پر اثر وہ پر کشش لکھنا اس سے بھی بڑا دشوار گزار مرحلہ ہے، اس اصول کو مدنظر رکھ کر حضور ﷺ کے اس اقتباس کو جو آپ نے مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ کے حوالے سے پیش کیا ہے ملاحظہ کریں۔

بڑے بڑے نقاد محققین کی رائے میں پر اثر و پر کشش نثر لکھنا اس سے بھی بڑا دشوار گذار مرحلہ ہے اس اصول کو مدنظر رکھ کر حضور صدر العلماء کے اس اقتباس کو جو آپ نے مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ کے حوالے سے پیش کیا ہے ملاحظہ کریں:

" ان لوگوں کا زمانہ بڑے عیش وعشرت سے گزرا، بیماری کا کہیں وجود نہ تھا، عمریں صدیوں کی ہوتی تھیں، رونے پیٹنے کی آواز کبھی سنائی نہ دیتی تھی، کوئی جنازہ نظر نہ آتا تھا، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی تعمیر کے بعد مدینے کے راستے سے اکثر انبیائے بنی اسرائیل بسلسلۂ حج آتے جاتے رہے ہیں۔

چنانچہ ایک بار حج کی واپسی پر موسی و ہارون علیہما السلام کا کوہِ احد پر ٹھہرنا اور ہارون علیہ السلام کا وہیں واصل بحق ہونا اور وہیں دفن ہونا اور اسی قافلے کے بعض بنی اسرائیل کا بانتظار نبی آخر الزماں ﷺ یہیں پر رک جانا بعض تاریخوں سے ثابت ہے، یہ قرین قیاس بھی ہے، اس واسطے کہ شام سے مکہ معظّمہ آنے کا صحیح راستہ آج بھی مدینہ طیبہ میں ہو کر گذرتا ہے۔" (ص 69)

کہتے ہیں کہ اگر نگاہ عارفانہ ہو اور مزاج قلندرانہ تو انداز فلسفیانہ اپنے آپ تحریروں میں وتقریروں میں آہی جاتا ہے اگر یقین نہ ہو تو ملاحظہ کریں تاریخ مدینہ کا یہ اقتباس جو باب دوم" فاتحہ عالم کا مدینہ میں انوکھا داخلہ" کے عنوان سے موجود ہے:

" دنیا میں جس دن سے فتوحات کا چرچا پھیلا ہے اسی دن سے شمشیر آبدار کا علانیہ استعمال شروع ہوا ہے، فتح اور تلوار یہ دونوں ہمیشہ سے ایسے لازم وملزوم چلے آرہے ہیں کہ بغیر تلوار کے کسی مقام کی فتح کا تصور بھی آج تک کسی فاتح نے نہ کیا ہوگا اور جو مقامات بغیر لڑے دشمن کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں ان میں بھی تلوار کا خوف اور حملہ آور کی فوجی طاقت کار فرما ہوتی ہے۔ مدینہ پاک ہی دنیا میں امن کا وہ گہوارہ ہے جس نے خود کو بنا لڑے پیغمبر امن کے حوالے کر دیا جس کے ساتھ نہ کوئی مسلح فوج تھی نہ توپ، گولے نہ ٹینک اور نہ بمبار موجود تھے حتی کہ داخلۂ مدینہ کے وقت تلوار اور تیر و کمان تک نہ تھے، وہ پیغمبر امن مدینہ میں فاتحانہ داخل ہوئے، جن کو ان کے خاندان اور اہل وطن نے ان کے وطن مکہ میں رہنے نہ دیا تھا۔ وہ مکہ سے رات کی اندھیری میں خفیہ نکلے تھے۔ چند ہی روز میں بڑی دھوم دھام اور شاہانہ تزک و

احتشام سے مدینہ میں داخل ہوئے، اہل مدینہ نے مدینہ کے فاتح کا بڑے جوش وخروش سے استقبال کیا اور بڑی مدت سے اپنی قسمتوں کا فیصلہ اس فاتح عالم کے ہاتھ میں دے دیا۔" (صفحہ116)

غزوۂ احزاب یا غزوہ خندق اسلامی تاریخ میں ایک فیصلہ کن معرکہ حق و باطل تھا، کئی اعتبار سے یہ معرکہ عظیم اپنی منفرد شان سے دکھتا ہے جس کو ہمارے بزرگوں نے اپنے اپنے انداز سے امت کے سامنے پیش کیا ہے۔ اب ذرا یہ منظر کشی" تاریخ مدینہ" میں خانوادہ رضا کے فرد جلیل کے انوکھے انداز ے بیان سے ملاحظہ کریں اور ابوالکلام آزاد کی نثر پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے والے اردو ادیبوں کو دکھائیں کہ اگر قلم کار کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ موجزن ہوتو اسکا انداز اور نرالا ہو جاتا ہے:

"یہ انوکھا منظر تھا جس کو آسمان اپنی دونوں آنکھوں سے شب وروز ٹکٹکی باندھے بڑی حیرت میں ایک مہینہ تک دیکھتا رہا اور زمین کے سینے پر تو کافر جی رہے تھے لیکن وہ تو کفر کے بوجھ سے مر رہی تھی اور یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی، جب کفار اس خطہ پاک سے ناشاد و نامراد لوٹے تو زمین سے آسمان تک مسرت کی لہریں دوڑ گئیں۔ ان کامیاب مسلمانوں پر آسمان نے خوشی خوشی خدا کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں اتار دیں اور زمین نے مسلمانوں کی محبت کے جوش میں اس کے لیے اپنی گودیں پھیلا دیں پھر تو مسلمان زمین کی گود میں کھیلا اور دور تک کھیلا صدیوں کھیلا۔" (149)

ریاستِ مدینہ یا نفاذِ شریعت اسلامیہ کے تعلق سے بابِ سوم کے اختتام پر عرب کی آزاد زندگی میں شریعت اسلامیہ کی حد بندی پر کیا ہی دلچسپ و دلنشیں انداز میں رقم طراز ہیں:

" دنیا کے بادشاہ مالک رقاب امم کہلاتے ہیں، ان کے اختیارات، مال، فوجداری اور دیوانی کے فیصلوں تک محدود رہتے ہیں۔ مگر یہاں جان و مال اہل، وعیال سب پر آپ کو اختیار کلی دے دیا گیا تھا کہ آپ جو چاہیں کریں، آپ نے اس وقت ان پر ایک قانون نافذ فرمایا، عرب کی آزاد زندگی کے پیش نظر اس قانون میں پابندی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس میں ہر کردار پر پابندی تھی۔ قلم وقدم وزبان پر پابندی تھی۔ ہر وقت اور ہر آن پر پابندی تھی، دن رات اور روزمرہ پر پابندی تھی۔ ماں باپ پر پابندی تھی اور اولاد پر پابندی تھی۔ بھائی بہن پر پابندی تھی، دوست ودشمن پر پابندی تھی، افسر و ماتحت پر پابندی تھی، پھر وہ پابندیاں جو خدا کا بندہ ہونے کی حیثیت سے بندہ پر عائد ہوئیں وہ ان سے جدا ہیں، غرض کہ کوئی سانس کوئی نگاہ کوئی نقل وحرکت کوئی رنج وراحت اس قانون کی زد سے بچ نہ سکتے تھے۔ وہ قانون ہر جگہ ہر حال میں لاگو تھا۔ مگر واہ رے اہل مدینہ کہ انہوں نے اپنی فطرت کو اسی قانون کے سانچے میں ڈھال لیا اور گھٹی میں شامل کرلیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ قانون (اسلام) ہی انسان کا تقاضائے فطرت اور اسلامی زندگی کا بہترین نظام ہے۔

اسی لیے اس قانون پر عمل کرنے میں یہ خاص بات دی گئی ہے کہ عامل کو اس پر عمل کر کے روحانی مسرت محسوس ہوتی ہے، جس طرح گناہ کا مرتکب بعد ارتکاب اپنے اندر نفرت وحقارت محسوس کرتا ہے۔ یہ وہ عالمگیر قانون تھا جس سے بلا استثناے مذہب وملت کم وبیش فائدہ ساری دنیا نے اٹھایا۔" (ص180-181)

تاریخ مدینہ کتاب مدینہ منورہ کے تعلق سے تقریبا تمام گوشوں کا احاطہ کرتی نظر آتی ہے، وہ چاہیں مسجد نبوی کی تعمیر توسیع ہو یا حجرات امہات المومنین ہو یا مدینہ منورہ کے ابتدائی ادبار میں مرکزیت کا بیان ہو یا بعد از آں یزید پلید کے دور کے ظلم وستم کے واقعات سب کو شامل کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ روضۂ انور کے خلاف دشمنان اسلام سازشوں کا بھی ذکر ہے اور پھر باب ششم ہفتم اور ہشتم میں تمام مقامات مقدسہ کے فضائل آداب پر اہل سنت کے عقائد کو بہترین انداز میں بیان فرمایا ہے، روضۂ انور کی زیارت کی ممانعت یا وسیلہ کے مسئلہ پر عقیدہ باطلہ کا نظریہ کہ جس کی بنیادیں آپ نے نہ صرف ہلا دی ہیں بلکہ اس کی دھجیاں اڑا دی ہیں اور اخیر میں روضۂ انور سے رخصتی کے بقیہ ص ۵۲ رپر

سخن در سخن

ص ۶ رکا بقیہ...

جولائی ۱۹۹۱ء سے لے کر ۱۳ر جولائی ۲۰۰۲ء تک کے فتاویٰ شامل ہیں، اس میں زیادہ تر آپ کے وہ فتاویٰ ہیں جنھیں آپ نے ساؤتھ افریقہ کے سفر کے دوران تحریر فرمائے ہیں، اس میں فیجی، زمبابوے، ساؤتھ افریقہ وغیرہ مقامات سے سوالات زیادہ ہیں، اسے حبیبی دارالافتاء ڈربن ساؤتھ افریقہ سے شائع کیا گیا ہے، واضح رہے کہ ازہر الفتاویٰ کی زبان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ہے۔ ایسا نہیں کہ آپ نے اردو میں لکھوا دیئے ہوں اور کسی مترجم نے اس کا انگلش میں ترجمہ کر دیا ہو۔ بلکہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے انگلش میں زبانی سوالات ہوتے تو ان کے زبانی جوابات بھی آپ نے انگلش زبان میں ہی دیتے تھے، ازہر الفتاویٰ 29ر فتاویٰ پر مشتمل ہے، ان میں اکثر فتاویٰ میں ایک سے زائد سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

علامہ عبدالرحیم نشتر فاروقی اور مفتی محمد یونس رضا اویسی نے ''فتاویٰ مرکزی دارالافتاء'' کے نام سے ایک مجموعہ فتاویٰ مرتب کیا جس میں مرکزی دارالافتاء کے متعدد مفتیان کرام کے فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں، انھیں میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے بھی چند فتاویٰ شامل کیے گئے۔ فتاویٰ مرکزی دارالافتاء ۲۰۰۴ء میں مطبوع ہوئی۔ بعد میں اسی کو ''فتاویٰ بریلی شریف'' کے نام سے شائع کر دیا گیا۔ یہ مجموعہ 424ر صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں زیادہ تر فتاویٰ مرکزی دارالافتاء کے مفتیان کرام کے ہیں جن پر حضور تاج الشریعہ کی تصدیقات ثبت ہیں۔

تاج الشریعہ کی علمی مجالس

یہ زبانی دیئے گئے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، اس کی ایک جلد مفتی عاشق حسین کشمیری حفظہ اللہ تعالیٰ نے ''تاج الشریعہ کی فقہی مجالس'' کے نام سے پہلے عرس تاج الشریعہ کے موقع پر یعنی جولائی ۲۰۲۰ء میں شائع کیا، یہ مجموعہ صرف چھ ماہ کے دوران ہوئی نشستوں کے سوال وجواب پر مشتمل ہے جس کے صفحات کی تعداد 232 ہے، دوسری جلد دسمبر ۲۰۲۰ء میں منظر عام پر آئی جسے مفتی کہف الوریٰ مصباحی نے فقہی ترتیب پر مرتب کر کے تخریجات کے ساتھ شائع کیا ہے، یہ مجموعہ ''تاج الشریعہ کی علمی مجالس'' کے نام سے منظر عام پر آیا جو 312 صفحات پر مشتمل ہے۔

ویسے تو ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی ترتیب کا کام ۲۰۰۴ء میں ''فتاویٰ مرکزی دارالافتاء'' کی اشاعت کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا، بقول مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب ''فتاویٰ مرکزی دارالافتاء'' کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے بعض احباب نے ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی بھی ترتیب کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ قبلہ فاروقی صاحب نے دن کی مصروفیات سے فارغ ہو کر رات میں رجسٹر سے فتاویٰ تاج الشریعہ کی فوٹو کاپی کرنی شروع کی، اس کے لیے انھیں مہینوں شب بیداری کرنی پڑی، پھر ''مرکزی دارالافتاء'' کے مفتیان کرام کے ساتھ ان کی ترتیب وتبویب کا آغاز کیا، جب انھوں نے جامعۃ الرضا کی نظامت کے فرائض سنبھالے تو قلت وقت کے سبب یہ کام جامعۃ الرضا کے چند اساتذہ کے حوالے کر دیا گیا۔

''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی باضابطہ اور مستقل تدوین وترتیب کا کام ۲۰۱۱ء میں شروع ہوا۔ ابتدائی جلدوں کا کام ۲۰۱۴ء میں مکمل ہوا۔ ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کا پورا نام ''المواہب الرضویۃ فی الفتاویٰ الازہریۃ'' ہے جس سے اس کی تاریخ طباعت ۲۰۱۴ء نکلتی ہے، پہلی دو جلدیں ۲۰۱۴ء میں ہی تیار ہو گئی تھیں مگر کچھ وجوہات سے ان کا اجرا اُس وقت نہ ہو سکا، بلکہ اگلے سال ۲۰۱۵ء میں ان کا اجرا عمل میں آیا۔ پھر تیسری چوتھی جلد منظر عام پر آئی اور اس کے بعد گزشتہ سال ۲۰۲۲ء میں دس جلدوں میں مکمل فتاویٰ تاج الشریعہ منظر عام پر لا کر اس کے مرتبین نے دنیا کو حیران کر دیا۔

واضح رہے کہ دس جلدوں کو محیط یہ ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' صرف منظر اسلام میں لکھے گئے فتاویٰ کا ذخیرہ ہے، جب کہ ''مرکزی دارالافتاء'' میں لکھے گئے فتاویٰ ابھی ۸۰ر رجسٹروں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ فاروقی صاحب کے مطابق ان فتاویٰ کی ترتیب کا کام بھی شروع ہو چکا ہے، ایک محتاط اندازہ کے مطابق یہ فتاویٰ بھی قریب دو جلدیں پر مشتمل ہوں گے، اس طرح

"فتاویٰ تاج الشریعہ" کی بھی کل ۱۲ ر جلدیں ہو جائیں گی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۹۶۶ء سے کیا اور آخری دور تک یہ خدمت انجام دیتے رہے، آخری دور میں بینائی کمزور ہو جانے کے سبب آپ کے فتاویٰ عموماً زبانی جوابات ہوا کرتے تھے، لائیو سوال و جواب کا سیشن بھی ۲۰۰۰ء سے پہلے سے شروع ہوا اور ۲۰۱۵ء تک چلتا رہا، ۲۰۰۰ء سے پہلے آپ کے لائیو سوال و جواب بیرونی ممالک میں ہوتے تھے، ہندوستان میں اس کا باقاعدہ آغاز ۲۰۰۷ء کے آخر میں بریلی شریف میں ہوا۔ جنوری ۲۰۰۹ء سے انٹرنیٹ کے ذریعہ سوال وجواب کا لائیو سیشن شروع ہوا جس میں پوری دنیا سے عقیدت مند شامل ہوتے اور اپنے سوالات کے جوابات پا کر مطمئن ہوتے۔

آپ کے زبانی جوابات ہزاروں سے متجاوز ہیں جو کلپس کی شکل میں محفوظ ہیں، سوال و جواب سیشن کے نظم اور انجام دہی میں جانشین تاج الشریعہ حضور قبلہ قائد ملت اور مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب کا بہت اہم کردار رہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کا وصال ۲۰ ر جولائی ۲۰۱۹ء میں ہوا۔ اس طرح آپ کے افتاء کا سلسلہ تقریباً نصف صدی کو محیط ہے۔ آپ کے فتاویٰ اردو عربی اور انگلش تینوں زبانوں میں ہیں، آپ کے اردو فتاویٰ جو "فتاویٰ تاج الشریعہ" کی دس جلدوں میں ہیں صرف انھیں کو دیکھا جائے تو یہ کسی کرامت سے کم نہیں۔

ہم پہروں سوچتے ہیں کہ ایک ایسی شخصیت جو اس عہد کی ایک بڑی خانقاہ سے تعلق رکھتی تھی، جس کی قرار واقعی حیثیت دہائیوں سے دنیا کے سب سے بڑے پیر و مرشد کی رہی ہو، جس کے در پر جاں نثاروں کا سدا بہار ازدحام رہتا تھا، جو کثرت سے بڑے بڑے جلسوں کی زینت بنتے تو لاکھوں کی تعداد میں عوام ان کی زیارت کو ہجوم کرتے تھے، جن کے انٹرنیشنل ٹور سال میں ایک سے زائد بار ہوا کرتے تھے، جن کی قیام گاہ پر چاروں پہر زائرین اور مرید ہونے والوں کا مجمع رہتا تھا، اور بیعت کرنے کا سلسلہ رواں دواں رہتا تھا، اہل ثروت اور اربابِ بست و کشاد جن کے ساتھ چند لمحوں کی نشست کے خواہاں رہتے تھے، اس مصروف ترین شخصیت پر کرم کی کیسی بارش ہوئی کہ اتنے سارے کام بحسن وخوبی انجام دینے کے بعد بھی انھوں نے کئی ہزار صفحات پر مشتمل فتاویٰ تحریر فرما دیئے۔

عقل حیران ہے آخر یہ کیسے ممکن ہوا۔ پیروں کو مریدوں سے فرصت نہیں ملتی۔ جس کی زیارت کو لوگ دیوانہ وار ٹوٹے پڑتے ہوں اور وہ شخصیت حجاب کے پیچھے رہنے کی بجائے لاکھوں کے مجمع میں بار بار جلوہ کرتی ہو اس کے پاس اتنا وقت کہاں سے آیا جب کاغذ قلم لے کر بیٹھے اور کتب فتاویٰ سے حوالے تلاش تلاش کر لوگوں کے مشکل سوالات پر تحقیقی جوابات تحریر فرمائے اور جوابات بھی ایسے نپے تلے کہ بڑے سے بڑا مفتی کاٹ نہ سکے، یہ خاص فضل الٰہی نہیں تو اور کیا ہے .... جاری ■◄

مختصرات

مسجد کی چپل

از: محمد شعیب خان رضوی بریلوی

گزشتہ جمعہ کو نماز جمعہ سے پہلے امام صاحب سے ملاقات ہوئی، امام صاحب نے مسجد میں خطاب پر اصرار کیا، فقیر راقم الحروف نے رضامندی کا اظہار کر دیا، قریب ۲۰ ر سے ۲۵ ر منٹ تک قوم مسلم کی دین وشریعت سے غفلت پر مختصر گفتگو کے بعد، خطبہ جمعہ، پھر نماز، فارغ ہو کر مسجد سے نکلے، اتنے میں ایک صاحب کی چپلیں جو مسجد کے باہر چپل اتارنے کی جگہ سے بھی دور رکھی تھیں غائب ہونے کی خبر ہوئی۔

ایک صاحب نے اس خبر پر دفعتاً ایک بات کہہ دی جو دل میں گھر کر گئی، بولے ہمارے دل اس قدر سیاہ ہو چکے ہیں کہ اب ہمیں کتنا بھی خوف خدا سے ڈرایا جائے، شریعت کی پاسداری، اخوت بین المسلمین کا سبق پڑھایا جائے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، قوم اب بدکرداری کے اس عمیق گڑھے میں جا گری ہے جس سے موجودہ دور میں نکلنا ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے، اللہ عزو جل ہم پر رحم فرمائے، موصوف کی یہ بات کچھ تلخ تو ضرور لیکن تھی حقائق پر مبنی، ہماری قوم کی حالت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے اور

اصلاح مفاسد کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔

چپل ایک ایسی چیز ہے جس میں پیر ڈالتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اپنی ہے یا پرائی، رنگ، ڈیزائن، کمپنی، سائز سب ایک سا ہی کیوں نہ ہو لیکن پیر پڑتے ہی یہ ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ وہ نہیں جو میں پہن کر آیا تھا، پوری مسجد خالی ہو جانے کے بعد بھی اس جیسی چپل نہ ملی، اللہ تعالیٰ ان چپل چوروں کو عقل سلیم دے۔

یہ بات ضرور ہے کہ ایک چپل چوری پر پوری قوم کے بارے میں مندرجہ بالا بات بولنا درست معلوم نہیں ہوتا، لیکن چپل صرف ایک مثال ہے، مسجد سے باہر نکلتے ہی قوم کا رخ ایسے کاموں کی جانب ہوتا ہے جن کو دیکھنے اور سننے کے بعد زبان ایسی باتیں نکالنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

◆◆◆

جذبے اور جنون کو مرنے نہ دیں

(از: اسمٰعیل بدایونی)

ہوشربا مہنگائی نے متوسط طبقے کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، ایک ایسی صورتِ حال میں جب جسم و جاں کا رشتہ برقرار رکھنا مشکل ہو چکا ہے کتب فروش تیزی سے اپنا کاروبار تبدیل کر رہے ہیں پبلشرز کام کو سمیٹ رہے ہیں کیونکہ اب اس کاروبار سے چولہا جلانا بہت مشکل ہو چکا ہے۔

اشاعت کتب کے ضمن میں جو کچھ ہمیں دکھائی دے رہا ہے وہ دیوانگی ہے، جذبہ ہے اور جنون ہے؛ میں پھر یہی کہوں گا اس جذبے اور جنون کو مرنے نہیں دیجیے گا کیونکہ محض یہ جذبہ نہیں مرے گا تہذیب مرے گی، علم مرے گا، اقدار مریں گی، شعور مرے گا، یہ جذبہ روکے ہوئے ہے، معاشرتی وحشت کو، بے شعوری کو، جہالت کے اندھیرے کو۔

ساتھ دیجیے، حوصلہ دیجیے، تعاون کیجیے، مدد کیجیے، ان تمام دوستوں کی جو اس جنون کی آبیاری میں اپنا آج قربان کر رہے ہیں، آپ کے مستقبل کو اندھیروں سے بچانے کے لیے، عقیدے اور اخلاق کے تحفظ کے لیے، اطفالِ امت کے بہتر مستقبل کے لیے۔

احبابِ من! مجھے اس دشت کی سیاحت کا بخوبی اندازہ ہے، کسی بھی کتاب کے ایک ایڈیشن کے بعد اب دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی ہمت نہیں ہوتی، بلکہ ایک ایڈیشن کی اشاعت ہی ہو جائے تو وہ لکھاری خوش نصیب لکھاریوں میں شمار ہوتا ہے، آدمی سسکنے لگتا ہے، کئی لوگ مشکلات کا شکار ہوئے اور اس کارِ خیر کو خیر باد کہہ چکے، اللہ تعالیٰ ہمارے ان دوستوں کو سلامت رکھے جو اس جذبے وجنون کو سلامت رکھے ہوئے ہیں۔

جذبے وجنون سے سرشار ان ہی دوستوں میں ہمارے ایک بہت پیارے دوست ہیں بھائی عتیق الرحمٰن (مالیگاؤں) دینی کتب کی اشاعت کے حوالے سے بڑے سرگرم ہیں، بھائی زبیر قادری صاحب (ممبئی) کے ساتھ مل کر انہوں نے انڈیا میں سنہری صحاح ستہ، سنہری فہم القرآن کی اشاعت کی اور اب سنہری تفسیر قرآن کو انڈیا میں شائع کر رہے ہیں بلکہ اب تک شائع ہو چکی ہوگی، انڈیا میں مسلمان بچوں کی اخلاقی و دینی تربیت کے لیے سنہری سیریز کی اشاعت کا انہوں نے بیڑا اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ کامیاب کرے، آمین۔

◆◆◆

نماز کا ایک انوکھا اور حیران کن پہلو

سوشل میڈیا سے

میں تلاوت کر رہا تھا تو سورۃ المعارج کی ایک آیت پر آ کر رک سا گیا، بات انسان کی تخلیق کے بارے میں تھی کہ انسان اصل میں پیدا کیسا ہوا ہے، ایسی کوئی بھی آیت آئے تو میں رک کر تھوڑا سا سوچنے لگتا ہوں، آیت تھی:

”اِنَّ الاِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بہت کم حوصلہ پیدا کیا گیا ہے۔“

میں نے انگریزی ترجمہ دیکھا، تو هلوعا کا مطلب اینگزئش لکھا تھا، اب اینگزئش کا مطلب اردو میں سمجھوں تو یہی لگتا ہے کہ ایسا انسان جس میں بے چینی، تشویش، یا بے صبری سی ہو، بہر حال میں نے ”کم ہمت“ پر ہی اکتفا کر لیا اور اسے بے صبری کے معنوں میں لے لیا، اگلی آیت کچھ اور بھی معنی خیز تھی:

”اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا۔ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی

ہے تو بہت گھبرا جاتا ہے۔"

"جزوعا" کا لفظ تو مجھے سمجھ آ گیا، انگریزی میں ترجمہ بھی قریب قریب ہی تھا، امپیشنٹ، مطلب بے چین، یعنی تکلیف پہنچے تو انسان چاہتا ہے، بس اب یہ رفع ہو جائے، بس ختم ہو جائے کسی طرح۔

"وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا-اور جب اس کے پاس خوش حالی آتی ہے تو بہت بخیل بن جاتا ہے۔"

"منوعا" یعنی کنجوس جب اسے کوئی نعمت ملتی ہے، تو اس کا دل چاہتا ہے بس اس کے پاس ہی رہے وہ نعمت، کسی اور کو نہ مل جائے، جو رلا دینے والی آیت تھی، وہ بعد میں آئی:

"اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ۔ مگر وہ نمازی ایسے نہیں ہیں۔"

یعنی نماز پڑھنے والے لوگوں کے علاوہ انسان کی حالت اسی طرح کی ہے، انسان کی یہ پیدائشی حالت صرف اس صورت میں بدل سکتی ہے، جب وہ نماز قائم کر لیتا ہے۔

مجھے ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی یہ سوچ کر میں پہلی تین آیات پڑھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اللہ تعالی اپنے ہی بنائے انسان کی کمیاں اور خامیاں گنوا رہا ہے، لیکن "الا المصلّین" پڑھا تو دل مطمئن سا ہو گیا کہ ان کمیوں اور خامیوں کو پورا کرنے کا اللہ تعالی نے راستہ رکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ "ھلوعا، جزوعا اور منوعا" کی دلی اور جذباتی حالتوں سے نکل سکتا ہے اور میں سوچنے لگا، یعنی تصور کرنے لگا، کہ انسان سے تشویش، بے چینی اور کنجوسی نکل جائیں تو کیسی حالت ہوتی ہے انسان کی۔

یعنی نماز کی برکت کے طفیل اگر انسان کے دل سے تشویش، بے چینی اور کنجوسی نکل جائے اور اس کی پریشانی، گھٹن اور تنگدلی دور ہو جائے تو انسان میں کیسی وسعت اور کیسی کشادگی آ جاتی ہے، انسان کی طبیعت کتنی ہلکی پھلکی ہو جاتی ہے اور اس کے دل پر بوجھ ڈالنے والی چیزیں کس طرح غائب ہو جاتی ہیں، نمازی اس بخوبی احساس کرتا ہے اور یہ حقیقت اسے تسلیم کرنے پڑتی ہے کہ بے شک نماز ایک عظیم نعمت ہے۔

عربی زبان کی حیرت انگیز خوبیاں

سوشل میڈیا سے

خلیفۂ اعلیٰ حضرت پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ صدر شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اپنی معرکۃ الآرا کتاب "المبین" میں لکھتے ہیں:

"اب چند الفاظ انسان کے متعلق ملاحظہ ہوں:

آدمی جب تک شکم مادر میں ہے اسے "جنین" کہتے ہیں پیدا ہوا تو "ولید" ہے، سات دن تک ایسا کمزور اور غیر حساس رہتا ہے کہ دودھ کھینچنے کی بھی اس میں قابلیت نہیں رہتی، ان ایام میں اسے "صدیغ" کہتے ہیں۔

دودھ پینے کی قابلیت آ گئی تو "رضیع" ہے، دودھ چھوٹا تو "فطیم"، کچھ نشوونما پایا اور زمین پر کھسکنے لگا تو "دراج" ہے، دودھ کے دانت ٹوٹے تو "مثغور" ہے اور دودھ کے دانت ٹوٹ کر پھر نکلنے شروع ہوئے تو "مثغر" دس برس یا اس سے زیادہ کا ہوا تو "مترعرع" اور بلوغت کے قریب عمر آ گئی تو "یافع" یا "مراہق" اور بالغ ہوا قوی میں توانائی آئی تو "حزور" پھر ان تمام مدارج عمر لئے ایک لفظ عام "غلام" ہے، سبزہ وخط نمودار ہوا تو "باقل" سبزہ بڑھ کر سیاہ خط ہو گیا تو "فتی" یا "شارخ" داڑھی مونچھ اچھی طرح نکل اور چہرہ بھر گیا تو "مجتمع" اور ابھی چالیس برس کا نہیں ہوا ہے تو "شاب" چالیس سے متجاوز ہوا مگر ساٹھ تک نہیں پہنچا تو "کہل" ہے۔ بیمار ہوا تو "علیل" ہے، بیماری بڑھ گئی ہے تو "سقیم و مریض" بہت زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو "وقید" اور اعضائے رئیسہ نے اپنا فعل چھوڑنا شروع کر دیا تو "دنیف" زندگی کی امید ہی نہ رہی تو "حریض۔" (المبین ص ۱۸۶ – ۱۸۷ مطبوعہ دار الاسلام لاہور)

میرا خیال ہے کہ عربی زبان سے شغف رکھنے والے تمام طلبا اور علما کو ایک بار اس دلچسپ کتاب "المبین" کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے، بہت سے مخفی امور منکشف ہوں گے۔

مختصرات

بیٹیوں کی تربیت

از: لقمان شاہد

بیٹیوں کو لاڈ پیار دیں، اچھی تعلیم اور ماحول فراہم کریں، لیکن ان کی تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہونے دیں، اُمورِ خانہ داری، مہمان نوازی اور وضع داری میں انھیں کسی قسم کی سُستی کا شکار نہ ہونے دیں، پرانی عقل مند مائیں کہا کرتی تھیں:

"بیٹیوں کو وقت، بے وقت نیند سے بیدار کرتے رہنا چاہیے اور کھانا کھاتے ہوئے بھی بار بار اٹھانا چاہیے، تا کہ سُستی کاہلی کا ان میں نام ونشان نہ رہے۔"

جو مائیں امور خانہ داری میں بیٹیوں کی رعایت کرتی رہتی ہیں، انھیں ہنر سکھانے کے بجائے کہتی ہیں:

"یہ ابھی بچی ہے، تھکی ہوئی ہے، پڑھائی کرتی ہے، ابھی اس کی نیند پوری نہیں ہوئی وغیرہ وغیرہ۔"

وہ بیٹیوں کو سُست اور کاہل بنا دیتی ہیں، ایسی بیٹیوں کی جب شادی ہوتی ہے تو چوں کہ ہنر تو وہ سیکھی نہیں ہوتیں، اس لیے دن رات یا سوئی رہتی ہیں یا ٹی وی اور موبائل دیکھتی رہتی ہیں ؛ جو تھوڑا بہت کام کرتی بھی ہیں تو اسے بہت زیادہ سمجھ بیٹھتی ہیں اور تھک ہار کر بیٹھ جاتی ہیں۔ پھر ایک دن آتا ہے کہ نہ ختم ہونے والے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، جو زندگی کو عذاب بنا کے رکھ دیتے ہیں۔

حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنے بڑے صاحبزادے کے لیے ایک جگہ رشتہ طے کرنے گئے اور رات وہیں قیام کیا، جب عشا کی نماز کے بعد وظائف وغیرہ سے فارغ ہوئے تو اپنی اہلیہ محترمہ سے کہا: بیٹی کو ذرا بلائیں، انھوں نے بیٹی کی والدہ سے کہا تو وہ کہنے لگیں:

"بیٹی سو گئی ہے، صبح ملے گی، ہم نے اسے کبھی سوتے ہوئے نہیں جگایا۔"

آپ رحمہ اللہ صبح بغیر رشتہ طے کیے ہی خاموشی سے گھر آ گئے اور کہنے لگے:

"یہ بیٹی ہمارے والی نہیں، ہمارا گھر تو درویشوں کا گھر ہے، کوئی مہمان رات گئے بھی آ سکتا ہے؛ تو کیا ہم صبح تک بہو کے بیدار ہونے کا انتظار کرتے رہا کریں گے کہ وہ اٹھے اور مہمان کو کھانا پانی دے۔"

قبلہ والد گرامی کہتے ہیں:

"میرے ایک عمر رسیدہ دوست تھے، جو عقل مند، معاملہ فہم اور بڑے مال دار تھے، ان کی ایک ہی بیٹی تھی، جب اس کی شادی کا وقت آیا تو اسے پاس بٹھا کر کہنے لگے:

بیٹی میری بات غور سے سنو! آج کے بعد تمہارا سسرال ہی تمہارا گھر ہوگا، تم نے وہاں نبھا کر کے دکھانا ہے، تم نے بات بات پر اپنے شوہر سے ناراض ہو کے میکے نہیں چلے آنا، جب بھی یہاں آنا ہے ہنسی خوشی آنا ہے۔

یہ کبھی نہیں سوچنا کہ تم ایک امیر باپ کی بیٹی ہو، بلکہ تمہارے ذہن میں یہ بات ہونی چاہیے کہ تم ایک بااصول باپ کی بیٹی اور اپنے شوہر کی فرماں بردار بیوی ہو، سسرال میں چھوٹی موٹی باتیں ہو جایا کرتی ہیں، تُم نے انھیں کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا، نہ وہاں کی باتیں میکے آ کر کرنی ہے، نہ میکے کی سسرال میں۔"

اللہ کریم ہماری بیٹیوں کے نصیب نیک کرے اور ہمیں ان کی دینی ودنیوی اچھی تربیت کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

◆◆◆

حرام چھوڑ کر تو دیکھئے

سوشل میڈیا سے

شام کے مشہور ادیب شیخ علی طنطاوی ؒ نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ: دمشق میں ایک بہت بڑی مسجد ہے جو "جامع توبہ" کے نام سے مشہور ہے، اس مسجد کا نام "مسجد توبہ" رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پہلے بے حیائی ومنکرات کا مرکز تھا، ساتویں صدی ہجری میں ایک مسلمان بادشاہ نے اس کو خرید کر وہاں ایک مسجد تعمیر کرائی۔

مختصــــرات

ایک طالب علم جو بہت زیادہ غریب اور عزت نفس میں مشہور تھا، وہ اسی مسجد کے ایک کمرے میں رہتا تھا اور وہیں اپنے شیخ کے حلقۂ درس میں بیٹھ کر علم دین حاصل کر رہا تھا، ایک مرتبہ اسے کھانے کو کچھ نہ ملا، دو روز گزر چکے تھے کہ اس نے کچھ نہیں کھایا تھا اور اس کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی اور نہ ہی کھانا خریدنے کے لیے کوئی پیسہ اس کے پاس تھا، تیسرے روز بھوک کی شدت سے اس نے احساس کیا کہ وہ مرنے کے قریب ہے! سوچنے لگا کہ اب میں اضطراری حالت میں ہوں کہ شرعاً مردار کھانا اور ضرورت کے مطابق چوری جائز ہے، اسی بنا پر اسے چوری کا راستہ مناسب آپشن لگا۔

شیخ طنطاوی کہتے ہیں: یہ سچا واقعہ ہے اور میں ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں اور اس واقعہ کی تفصیل سے آگاہ ہوں، میں صرف حکایت بیان کروں گا، نہ حکم نہ ہی فیصلہ! باقی نتیجہ و عبرت خود ہی اخذ کیجئے گا۔

یہ مسجد ایک قدیمی محلہ میں واقع ہے اور وہاں تمام مکانات قدیمی طرز پر اس طرح بنے ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کی چھتیں آپس میں ملی ہوئی ہیں اور چھتوں سے ہی سارے محلہ میں جایا جا سکتا ہے، یہ جوان مسجد کی چھت پر گیا اور وہاں سے محلے کے گھروں کی طرف چل دیا، پہلے گھر میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں کچھ خواتین ہیں، وہ سر جھکا کے وہاں سے چلا گیا، بعد والے گھر پہنچا تو دیکھا گھر خالی ہے اور اس گھر سے کھانے کی خوشبو آ رہی ہے۔

بھوک کی شدت میں جب کھانے کی خوشبو اس کے دماغ میں پہنچی تو اس کو اپنی طرف کھینچ لیا، یہ مکان ایک منزلہ تھا، چھت سے بالکونی اور پھر وہاں سے صحن میں کود گیا، فوراً باورچی خانے میں پہنچا، دیگچی کا ڈھکن اٹھایا تو اس میں بھرے ہوئے بینگن کا سالن تھا، ایک بینگن اٹھایا، بھوک کی شدت سے سالن کے گرم ہونے کی بھی پروا نہیں کی۔

بینگن کو دانتوں سے کاٹا اور جیسے ہی نگلنا چاہا تو اسی وقت عقل اپنی جگہ واپس آ گئی اور اس کا ایمان جاگ گیا، اپنے آپ سے کہنے لگا: خدا کی پناہ! میں طالب علم ہوں، لوگوں کے گھر میں گھسوں اور چوری کروں؟ اسے اپنے اس فعل پر شرم آ گئی۔

پشیمان ہوا اور استغفار کیا اور پھر بینگن کو واپس دیگچی میں رکھ دیا، پھر جیسے آیا تھا ویسے ہی سراسیمہ واپس لوٹ گیا اور مسجد میں داخل ہو کر شیخ کے حلقہ درس میں حاضر ہوا، درحالیکہ بھوک کی شدت سے سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ شیخ کیا درس دے رہے ہیں؟ جب شیخ درس سے فارغ ہوئے اور لوگ بھی متفرق ہو گئے، تو ایک خاتون مکمل حجاب میں وہاں آئی۔ (اس زمانے میں خواتین کا بغیر حجاب کے وجود نہیں تھا) اور شیخ سے کچھ گفتگو کی۔

وہ طالب علم ان دونوں کی گفتگو نہیں سمجھ سکا، شیخ نے اپنے اطراف میں نگاہ کی تو اس طالب علم کے علاوہ کسی کو وہاں نہ پایا، پھر اس کو آواز دی اور کہا: تم شادی شدہ ہو؟ جوان نے کہا: نہیں! شیخ نے کہا: تم شادی نہیں کرنا چاہتے؟ جوان خاموش رہ گیا، شیخ نے پھر کہا: مجھے بتاؤ، تم شادی کرنا چاہتے ہو یا نہیں؟

اس جوان نے جواب دیا: خدا کی قسم میرے پاس ایک لقمہ روٹی کے لئے پیسے نہیں ہیں، میں کس طرح شادی کروں؟ شیخ نے پھر کہا: مجھے بتاؤ، تم شادی کرنا چاہتے ہو یا نہیں؟ اس جوان نے جواب دیا: خدا کی قسم میرے پاس ایک لقمہ روٹی کے لئے پیسے نہیں ہیں، میں کس طرح شادی کروں؟

شیخ نے کہا: یہ خاتون آئی ہے، اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس کا شوہر وفات پا گیا ہے اور اس شہر میں بے کس ہے اور اس کا دنیا میں سوائے ایک ضعیف چچا کے کوئی عزیز و رشتہ دار نہیں، اپنے چچا کو یہ اپنے ساتھ لے کر آئی ہے اور وہ اس وقت اس مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا ہے اور اس خاتون کو اس کے شوہر سے گھر اور مال میراث میں ملا ہے، اب یہ آئی ہے اور ایسے مرد سے شادی کرنا چاہتی ہے جو شرعاً اس کا شوہر اور اس کا سرپرست ہو، تاکہ تنہائی اور بدطینت انسانوں سے محفوظ رہے، کیا تم اس سے شادی کرو گے؟

جوان نے کہا: ہاں اور پھر اس خاتون سے پوچھا: تم اس کو اپنے شوہر کے طور پر قبول کرتی ہو؟ اس نے بھی مثبت جواب دیا، شیخ نے اس خاتون کے چچا اور دو گواہوں کو بلا کر ان دونوں

کا عقد پڑھ دیا اور اس طالب علم کے بجائے خود اس خاتون کا مہر ادا کیا اور پھر اس خاتون سے کہا: اپنے شوہر کا ہاتھ تھام لو۔

اس نے ہاتھ تھام لیا اور اپنے گھر کی طرف اپنے شوہر کی رہنمائی کی، جب گھر میں داخل ہوئی تو اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا، وہ نوجوان اپنی زوجہ کے حسن وجمال سے مبہوت ہو گیا اور جب اس گھر کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہی گھر ہے، جس میں وہ داخل ہوا تھا، زوجہ نے شوہر سے پوچھا کہ تمہیں کچھ کھانے کے لئے لے آوں؟

کہا: ہاں! اس نے دیگچی کا ڈھکن اٹھایا اور بینگن کو دیکھا اور بولی: عجیب ہے، گھر میں کون آیا تھا اور اس نے بینگن کو دانتوں سے کاٹا ہے؟! وہ نوجوان رونے لگا اور اپنا قصہ اس کو سنا دیا، زوجہ نے کہا: یہ تمہاری امانت داری اور تقویٰ کا نتیجہ ہے، تم نے حرام بینگن کھانے سے اجتناب کیا تو خدا نے سارا گھر اور گھر کی مالکہ کو حلال طریقے سے تمہیں دے دیا۔

بے شک جو کوئی اللہ کی خاطر کسی گناہ کو ترک کرے اور تقویٰ اختیار کرے تو اللہ پاک اس کے مقابل میں بہتر چیز اس کو عطا کرتا ہے۔

◆◆◆

ص ۵۴ رکا بقیہ..

تیرے لیے پسینہ بہایا ہے باپ نے
چین وسکون اپنا گنوایا ہے باپ نے
اس کے کیے پہ پانی پھیرو نہ بیٹیو!
چہرہ کسی کے سامنے کھولو نہ بیٹیو!
اسلام کے دامن پہ سیاہی نہ لگاؤ
غیروں سے کسی طور بھی شادی نہ رچاؤ
تیرے لیے جو خواب سجایا ہے باپ نے
بہتر وہی جو رشتہ لگایا ہے باپ نے
مٹی میں گھر کی شان ملاؤ نہ بیٹیو!
ماں باپ کا کلیجہ جلاؤ نہ بیٹیو!
تم نے قدم اٹھایا جو دولت کی چاہ میں
قیمت نہیں رہے گی خدا کی نگاہ میں
علم وہنر سے تم کو سنوارا ہے باپ نے
مٹی سے تم کو ہیرا بنایا ہے باپ نے
سر سے ردا حیا کی اتارو نہ بیٹیو!
کوئی غلط قدم بھی اٹھاؤ نہ بیٹیو!
افروزؔ کے اشعار کو اک بار تو پڑھو
دل سے کہے گیے ہیں ان کو ذرا سنو
اسلام کا سبق جو پڑھایا ہے باپ نے
بہتر وہی جو رستہ دکھایا ہے باپ نے
غیروں کے جال میں کبھی آؤ نہ بیٹیو!
دامن پہ کوئی داغ لگاؤ نہ بیٹیو!

◆◆◆

ص ۴۵ رکا بقیہ..

وقت زائر طیبہ کا کیا حال ہونا چاہئے، اس کو بھی نہایت دل نشیں انداز میں تحریر فرما کر اتباع شریعت پر تلقین کرتے ہوئے اپنی مستطاب کتاب کا اختتام فرمایا ہے۔

قابل مبارکباد ہیں وہ تمام خوش نصیب افراد جنہوں نے حضور صدر العلماء کے اس شاندار علمی کارنامے کو گوشہ گمنامی سے باہر نکال کر امت مسلمہ کے سامنے بالعموم رضویات کے متلاشی حضرات کے سامنے بالخصوص پیش فرما کر ایک عظیم ولائق تحسین کارنامہ انجام دیا، اللہ عز وجل ان کے اس کارنامے کو شرف قبولیت عطا فرمائے کتاب کا سائز کمپوزنگ وڈزائننگ بہترین ہے اور کاغذ بہترین ہے البتہ پروف ریڈنگ میں عجلت پسندی کا عنصر جگہ جگہ صاف نظر آرہا ہے، اگلے ایڈیشن میں امید قوی ہے کہ مزید تابانی نظر آئے گی۔ (ان شاء اللہ عز وجل)

مگر یہ کارنامہ فاؤنڈیشن کے لئے لائق صد افتخار ہے اللہ عز وجل کنز الایمان فاؤنڈیشن اور ان کے تمام کارکنان کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کی اور ہم سب کو بزرگان دین سے وابستگی کو مزید مستحکم فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

◆◆◆

ہے رضا کے خانوادے میں الگ ان کا مقام

از: محبوب گوہر اسلام پوری

اک مسلّم شخصیت، اک عبقری، اک نابغہ
جانشین مفتی اعظم حضور اختر رضا

ہے رضا کے خانوادے میں الگ ان کا مقام
علمی دنیا نے انھیں دیکھا بچشمِ احترام

وارثِ علمِ امام احمد رضا کہتے ہیں سب
زیب دیتا ہے انھیں تاج الشریعہ کا لقب

علمی و روحانی قدروں کے رہے بن کر امین
مفتی اعظم نے خود اپنا بنایا جانشین

مفتی اعظم کے مظہر، پرتوِ حامد رضا
شاہ جیلانی میاں کے فکر و فن کا آئنہ

سر سے پا تک ہے کرامت علمی و فکری وجود
تیرہ سو باسٹھ ہے ہجری آپ کا سالِ نمود

خاندانی رسم کے پیش نظر باقاعدہ
رسمِ بسم اللہ خوانی کی گئی گھر پر ادا

والدہ سے ناظرہ قرآن کی تکمیل کی
والدِ ماجد سے اگلے درس کی تحصیل کی

جلد ہی پھر منظر اسلام میں داخل ہوئے
مقتدر علما سے پڑھ کر عالم و فاضل ہوئے

بعدۂ اسلامیہ کالج سے بھی باضابطہ
کر لیا خود کو علومِ عصر سے آراستہ

جامعہ ازہر کی خاطر باندھا پھر رختِ سفر
علم و فن کے نور سے روشن کیا فکر و نظر

ہجری تیرہ سو چھیاسی میں وہاں سے لی سند
کر لیا اونچا جہان آگہی میں اپنا قد

آئے علمی تاج لے کر مصر سے ہندوستاں
جشن کا شہر بریلی میں الگ ہی تھا سماں

مفتی اعظم گئے جنکشن پہ استقبال کو
دی دعائیں، چوم کر پیشانی اپنے لال کو

ہجری تیرہ سو اِکاسی ماہ تھا شعبان کا
جب خلافت مفتی اعظم نے فرمائی عطا

مفتی اعظم نے دے کر ہاتھ میں سارا نظام
کہہ دیا اختر میاں ہیں اب مرے قائم مقام

مصر سے لے کر سند تشریف جب لے آئے گھر
منظر اسلام میں دکھلایا تدریسی ہنر

ہاں مگر فرما چکے جب مفتی اعظم وصال
سلسلہ تدریس کا پھر رہ نہ پایا تھا بحال

کارِ افتا کے علاوہ تھے کئی کارِ دگر
ملک و بیرونِ ممالک کا ہوا جاری سفر

مجلسیں آراستہ کیں دعوت و ارشاد کی
ہر وراثت کو سنبھالا جو کہ تھی اجداد کی

بعد میں دولت کدے سے سلسلہ تدریس کا
بیشتر مصروفیت کے بعد بھی جاری کیا

اک طرف تبلیغی دورہ اک طرف فتوے کا کام
بیچ میں تصنیفی کاموں کا بھی رہتا ازدحام

آپ نے تصنیفی دنیا میں بھی دکھلایا کمال
جملہ تصنیفات میں موجود ہے علمی جمال

آپ کے نادر فتاوے کی جداگانہ ہے شان
سارے فتوؤں سے عیاں ہے عبقریت کا نشان

جزئیاتِ فقہ پر بھی تھی بڑی گہری نگاہ
بلکہ اقلیمِ فقاہت کے نظر آتے تھے شاہ

تھے فقاہت میں وہ اپنے عہد کے فردِ فرید
مفتیانِ دہر بھی ہوتے تھے ان سے مستفید

آپ کو حاصل رہی ہے مرجعیت تاحیات
مخزنِ علم و کمال و فضل تھی حضرت کی ذات

استقامت اور تصلب کے تھے اک کوہ گراں
بحرِ علم و معرفت تھا ذاتِ اقدس میں رواں

علم کے فرماں روا، شاہنشہِ فکر و قلم
نعت کے میداں میں بھی یکتا تھی ذاتِ محتشم

منظومات

ماشاء اللہ آپ نے نعتیں کہی ہیں شاندار
آپ کی ہر نعت ہے اپنی جگہ پر شاہکار

آپ کا دیوان پڑھ کر بول اٹھے اہل زباں
منفرد اختر رضا ہیں شاعروں کے درمیاں

نظم ہو یا نثر، ہر فن میں ملا اوج وکمال
کیسے لائے گا زمانہ عبقریت کی مثال

شرق ہو یا غرب چرچے ہو رہے ہیں چارسو
بستی بستی، قریہ قریہ، خطہ خطہ، کو بہ کو

شہرت ومقبولیت نے آپ کے چومے قدم
چونکہ ملی کارنامے انتہائی ہیں اہم

عالمِ اسلام کا ایسا کوئی خطہ نہیں
جس جگہ پر آپ کی دانائی کا شہرہ نہیں

مرجعِ فقہ وفتاویٰ، مرکزِ علم وعمل
عہدِ حاضر میں نہیں ملتا کہیں ان کا بدل

مصر سے بھی فخر ازہر کا ملا اعزاز ہے
گویا ان کی مادرِ علمی کو ان پہ ناز ہے

مسئلے کے حل کی خاطر آپ نے باقاعدہ
مرکزی دارُالقضا کو بخشا حسنِ ارتقا

ہے بریلی شہر میں جو دارالافتا مرکزی
آپ کے صدقے اسے شہرت ملی ہے عالمی

ایک شرعی کونسل کا بھی ہے فرمایا قیام
فقہی سیمینار کا ہوتا جہاں ہے اہتمام

ماہنامہ سنّی دنیا کا بھی رتبہ ہے الگ
پورے ہندوپاک میں یہ اک رسالہ ہے الگ

ارضِ متھرا پور میں ہے جو مثالی جامعہ
وہ بھی تعلیمی تناظر میں ہے شان ایشیا

آنکھ نورانی، کشادہ ظرف، روشن دل ہوا
غسل کعبہ کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا

خوبیاں دو چار ہوں تو کوئی کر پائے رقم
دیکھ کر اوصاف خود حیرت میں ڈوبا ہے قلم

حضرتِ اختر رضا ہر طور سے ہیں باکمال
دور تک ملتی نہیں اِس عہد میں ان کی مثال

ان کے شہزادے ہیں ان کے علم وفن کے جانشین
حضرتِ عسجد رضا خاں ناشرِ دینِ متین

قائد ملت کا ان کو زیب دیتا ہے خطاب
ان کے علم وفن سے برپا ہو رہا ہے انقلاب

مسلک حق کی اشاعت میں ہیں ہر لحظہ مگن
رکھتے ہیں پیشِ نظر تاج الشریعہ کا مشن

کامیابی سے خدا فرمائے ان کو ہمکنار
ان سے ہونا ہے ابھی ملت کا کارِ بے شمار

جو بریلی سے ملی سوغات ہی کچھ اور ہے
حضرتِ اختر رضا کی بات ہی کچھ اور ہے

کر کے علم وفضل سے اہل جہاں کو مالا مال
دو ہزار اٹھارہ میں حضرت نے فرمایا وصال

◆◆◆

قربانی اپنے باپ کی بھولو نہ بیٹیو!

(از: افروز تعلیمی، مقیم حال ابوظبی متحدہ عرب امارات)

محنت سے تم کو ناز سے پالا ہے باپ نے
خود لڑکھڑا کے تم کو سنبھالا ہے باپ نے

قربانی اپنے باپ کی بھولو نہ بیٹیو!
پوچھے بغیر باپ سے نکلو نہ بیٹیو!

در گور کر رہے تھے تمہیں لوگ جس گھڑی
تم پر نبی کی شکل میں رحمت اتر پڑی

عزت وقار تم کو سکھایا ہے باپ نے
جینے کا طریقہ بھی بتایا ہے باپ نے

ماں باپ کا جنازہ نکالو نہ بیٹیو!
ان کے سروں سے تاج اچھالو نہ بیٹیو!

بے پردہ چلتی پھرتی ہو کچھ تو حیا کرو
پردہ بہت ضروری ہے پردہ کیا کرو

بقیہ ص ۵۲ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

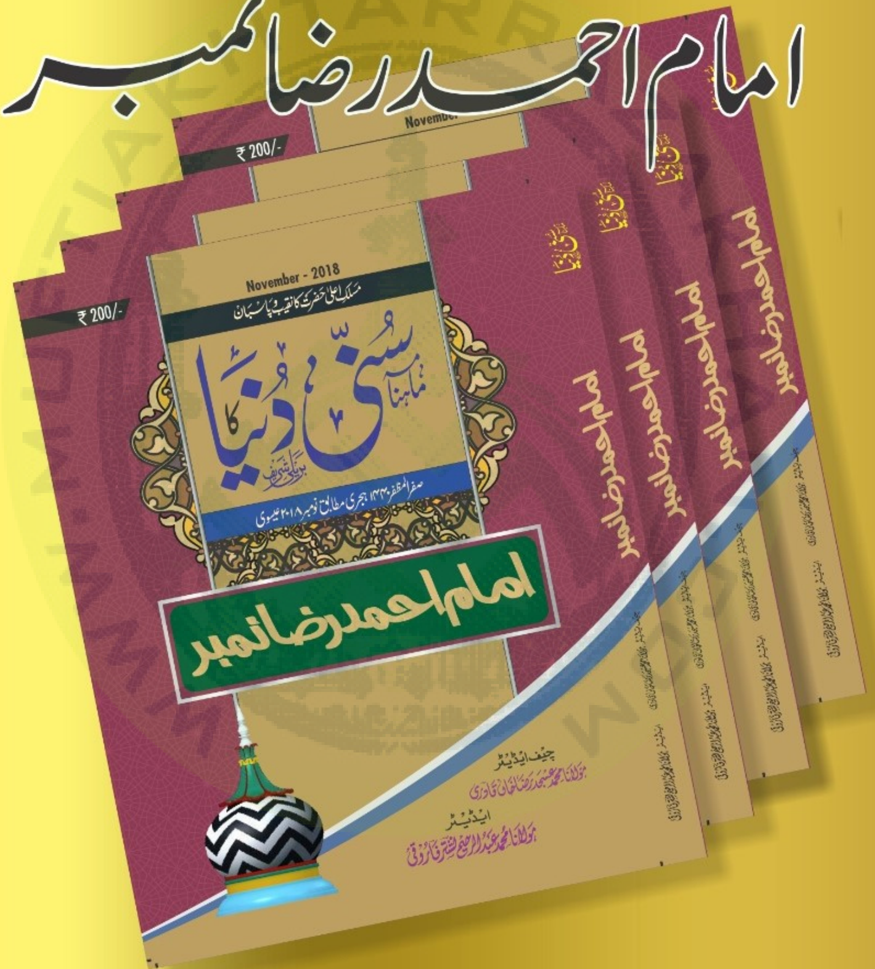
RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25
JUNE - 2023
PAGES 56 WITH COVER
PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

ادارہ سنی دنیا کا ایک عظیم کارنامہ، رضویات پر ایک گنج گراں مایہ

امام احمد رضا نمبر



جو حضرات یہ عظیم شاہکار حاصل کرنا چاہتے ہیں ادارہ کو ۲۰۰ روپئے بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

محرم الحرام ۱۴۴۵ھ / جولائی ۲۰۲۳ء
JULY-2023 Rs. 30/-

جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری بریلوی
مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی
مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان
ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف
MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF



اسلامی نیا سال مبارک ہو

- مروّجہ تعزیہ اور مراسمِ محرم
- ماہِ محرم اور یوم عاشورہ
- رسوماتِ محرم اور ان کے احکام
- وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
- حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے
- عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

فرمانِ تاج الشریعہ

"مروّجہ تعزیہ داری، ناچ باجا، گانا اور حرام تصویروں کی نمائش سخت حرام، بدکام، بدانجام، حرام کو تفریحاً دیکھنا بھی حرام ہے، ڈھول تاشوں باجوں کے ساتھ تعزیہ کا گشت، میلے میں عورتوں مردوں کا اختلاط، بیہودہ کھیل کود رقص وسرود ناجائز وحرام، تعزیہ داری کے مرتکب اشد گنہگار مگر سنیت سے خارج نہیں۔
اس موقع پر فاتحہ فی نفسہٖ جائز و مستحسن اور سبیل لگانا، کھانا کھلانا مستحب، اس سے ممانعت وہابی کا کام ہے مگر تعزیہ کے سامنے فاتحہ نہ پڑھیں، حضرات شہدائے کربلا کی ارواح طیبہ کے لئے نیاز وفاتحہ بطریقہ شرعیہ اور صحیح روایات کے ساتھ شرعی طور پر ذکرِ شہادت کریں، روزہ رکھیں۔"

اللہ دیکھ رہا ہے
آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں
منظوم سوانح اعلیٰ حضرت

- بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ سالہ دردناک سفر
- مفتی اعظم ہند کے تجدیدی کارنامے
- شریعت وطریقت کا اختر تابندہ

مُدیر
مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی


مرکز الدراسات الإسلامية
جامعة الرضا
بریلی شریف یوپی، ھند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یوپی (الھند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت عکسِ حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدۂ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشینِ تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مد ظلہ العالی

ترجمانِ اعظم اہلسنت و جماعت اشاعۃ العلوم القادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی ادبی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۷
Issue No. 07
Vol. 8 جلد نمبر ۸

محرم الحرام ۱۴۴۵ھ
جولائی ۲۰۲۳ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار و اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح 9 بجے سے دو پہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ھدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپئے
سالانہ ۳۵۰ روپئے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپئے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپئے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ
ماھنامہ سنی دنیا
۸۲ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

فرمان تاج الشریعہ

مروّجہ تعزیہ داری، اس میں ناچ باجا گانا اور حرام تصویروں کی نمائش وغیرہا امور حرام حرام حرام سخت بدکام بدانجام ہیں.............

محرم الحرام میں نکاح بلا کراہت جائز ہے۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۶۸]

حرام کو تفریحاً دیکھنا بھی حرام، فاتحہ فی نفسہ جائز و مستحسن، اس سے ممانعت وہابی کا کام ہے مگر تعزیہ کے سامنے فاتحہ نہ پڑھیں، سبیل لگانا، کھانا کھلانا مستحب، بہ نیت خیر عظیم کار ثواب، مگر کھانا لٹانے سے پرہیز کریں۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۷۰]

تعزیہ کا گشت ڈھول تاشوں باجوں کے ساتھ، اس میلے میں عورتوں مردوں کا اختلاط، تعزیہ داری کے نام پر بیہودہ کھیل کود رقص و سرود وغیرہ خرافات کو تعزیہ داری کہا جاتا ہے۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۷۴]

تعزیہ داری کے مرتکب اشد گنہگار ہیں مگر سنیت سے خارج نہیں۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۷۸]

حضرات شہدائے کربلا کی ارواح طیبہ کے لئے نیاز و فاتحہ بطریقہ شرعیہ اور صحیح روایات کے ساتھ طریق شرعی پر ذکر شہادت کریں، عاشورا شریف کا روزہ رکھیں۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۸۰]

مہمان اداریہ

مروّجہ تعزیہ اور مراسم محرم علما و محدثین کی نظر میں

از: مولانا طفیل احمد مصباحی

اداریہ

محرم الحرام بڑی عزت وحرمت اور عظمت وکرامت والا مہینہ ہے، اسلامی مہینوں میں محرام الحرام پہلا مہینہ ہے، قرآن مقدس میں جن چار مہینوں کو عزت وحرمت والا مہینہ کہا گیا ہے، ان میں سے ایک ماہ محرم بھی ہے، لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی محرم الحرام کی عزت واحترام کیا کرتے تھے اور اس کی حرمت وتقدس کا خیال کرتے ہوئے اس میں جنگ وجدال سے پرہیز کیا کرتے تھے، حدیث پاک میں محرم کو اللہ کا مہینہ بتایا گیا ہے، اسی طرح محرم الحرام کی دسویں تاریخ ''عاشورا'' کو بے پناہ فضائل وخصوصیات حاصل ہیں مسلم شریف کی حدیث ہے:

''من صام عاشوراء غفر لہ سنۃ۔ یعنی عاشورا کا روزہ ایک سال کے گناہ کا کفارہ ہے۔''

(مسلم شریف، کتاب الصیام، حدیث ۱۱۶۲: رص ۵۸۹ ربیروت)

جلیل القدر ناقد، محدث حضرت علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن جوزی قدس سرہ نے اپنی کتاب ''بستان الواعظین'' میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت اور تمام فرشتوں کو محرم کی دسویں تاریخ یعنی عاشورا کے دن پیدا فرمایا، حضرت آدم وحوا، حضرت ابراہیم وحضرت عیسیٰ علیہم السلام کی پیدائش اسی عاشورا کے دن ہوئی، عاشورا کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار ہوئی، اسی دن حضرت عیسیٰ وحضرت ادریس علیہما السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، عاشورا کے دن حضرت یوسف علیہ السلام قید سے نکالے گئے، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکومت وسلطنت عطا ہوئی اور اسی عاشورا کے دن سب سے پہلے آسمان سے بارش نازل ہوئی وغیرہ۔''

(بستان الواعظین، ص ۲۰۲ — ۲۰۳ ردار الکتاب العربی، بیروت)

اس روایت سے عاشورا کے دن کی اہمیت وفضیلت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں، جو دن اس قدر اہمیت وفضیلت والا ہو، اس دن کو لہو ولعب اور خرافات ولغویات میں گزارنا بہت افسوس اور کم نصیبی کی بات ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم عاشورا کے دن زیادہ سے زیادہ نیک عمل کر کے ثواب حاصل کرتے اور زاد آخرت تیار کرتے اور تعزیہ ودیگر مراسم محرم (جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے) سے دور ونفور رہتے، لیکن افسوس صد افسوس! ہم نے محرم الحرام کی عظمت وحرمت اور یوم عاشورا'' کی فضیلت و کرامت کو فراموش کر دیا اور عاشورا کے دن اجر وثواب کمانے کے بجائے عذاب وعتاب کا سامان مہیا کرنے میں لگ گئے، اللہ کی پناہ! مروجہ تعزیہ اور دیگر مراسم محرم سراسر ناجائز وحرام ہیں۔

مروجہ تعزیہ اور دیگر مراسم محرم کی شرعی حیثیت کیا ہیں؟ آئیے! علما ومحدثین کے اقوال وارشادات کی روشنی میں ان کی حرمت وعدم جواز ملاحظہ فرمائیں اور ناجائز مراسم محرم سے بچنے کی بھر پور کوشش کریں۔

نوحہ وماتم اور سینہ کوبی

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعہ کو یاد کر کے محرم کے مہینے میں اور خاص طور سے عاشورا کے دن نوحہ وماتم

اور چیخ وپکار کرنا بدعت سیئہ اور ناجائز وحرام ہے،مشہور محدث ومؤرخ علامہ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''وقد أسرف الرافضة في دولة بني بويه في حدود الأربعة وما حولها، فكانت الدباب تضرب ببغداد ونحوها من البلاد في يوم عاشوراء، ويذر الرماد والتبن في الطرقات والأسواق وتعلق المسوح على الدكاكين ويظهر الناس الحزن والبكاء..ثم يخرج النساء حاسرات عن وجوههن ينحن ويلطمن وجوههن وصدورهن حافيات في الأسواق إلى غير ذالك من البدع الشنيعة۔ ترجمہ: رافضیوں (شیعوں) نے آل بویہ کے دور حکومت میں مسلم ممالک کے حدود واطراف میں بڑا ادھم مچایا، بغداد اور دیگر ممالک میں عاشورا کے دن ڈھول اور تاشے بجائے جاتے، جن سے گلی کوچوں اور بازاروں میں ڈھول اور گھاس پھوس اڑتے، دکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جاتے، لوگ غم واندوہ کا پیکر بنے آہ وبکا کرتے، عورتیں چہرہ کھولے بازاروں میں نکلتیں اور نوحہ وماتم کرتیں اور سینہ پیٹتے ہوئے اپنے چہروں پر طمانچہ لگاتیں وغیرہ، غرض کہ عاشورا کے دن اس قسم کے خرافات اور بدعت سیئات انجام دی جاتیں۔''

(البدایۃ والنہایۃ، ج۸رص۱۹٦ر دار الحدیث، قاہرہ، مصر)

علامہ ابن کثیر کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ محرم کے موقع پر ڈھول تاشے بجانا، نوحہ وماتم، سینہ کوبی اور چہرے پر طمانچے مارنا وغیرہ بدعت سیئہ ہے اور بدعت سیئہ کا ارتکاب حرام وگناہ ہے، حدیث پاک میں جو فرمایا گیا: کل بدعة ضلالة۔ کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو اس سے یہی ''بدعتِ سیئہ'' مراد ہے، علامہ ابن حجر مکی ہیتمی قدس سرہ (استاذ شہباز محمد بھاگل پوری) لکھتے ہیں:

''وإياه ثم إياه أن يشغله ببدع الرافضة ونحوهم من الندب والنياحة والحزن إذ ليس ذالك من أخلاق المؤمنين وإلا لكان يوم وفاته أولى وأحرى. ترجمہ: عاشورا کے دن شیعہ حضرات نوحہ وماتم اور چیخ وپکار کی شکل میں جو بدعات وخرافات انجام دیتے ہیں، ان سے بچو سختی کے ساتھ، کیوں کہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں۔'' (الصواعق المحرقۃ، ص۱۸۳ر مکتبۃ الحقیقیۃ، ترکی)

اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر غم وماتم کرنا جائز ودرست ہوتا تو حضور ﷺ کے یوم وفات پر غم وماتم کرنا زیادہ اولیٰ اور لائق تر ہوتا، جب حضور سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا غم وماتم نہیں تو پھر امام حسین کی شہادت پر غم وماتم کرنا کیسا؟ علامہ اسماعیل حقی حنفی فرماتے ہیں:

''لا ينبغي للمومن أن يتشبه بيزيد الملعون في بعض الأفعال وبالشيعة والروافض والخوارج ايضا يعني لا يجعل ذالك اليوم يوم عيد أو يوم ماتم۔ ترجمہ: مسلمان یزید، شیعہ، خوارج وروافض کی نقل نہ اتارے، یعنی عاشورا کے دن کو خوشی یا ماتم کا دن نہ بنائے۔'' (تفسیر روح البیان، ج۴رص۱٤۲ر مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ)

شاہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

''درروز عاشورا جز صوم وتوسیع طعام ثابت نہ شدہ۔'' (مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دہلوی، مع اخبار الاخیار، فارسی، ص۱۰۸ر کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند)

مروّجہ تعزیہ

مسند الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ عاشورۂ محرم کے موقع پر تعزیہ بنانا، قبر وصورت اور علم وغیرہ تیار کرنا کیسا ہے؟ آپ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''تعزیہ داری درعشرۂ محرم وساختن ضرایح وصورت وغیرہ درست نیست، زیرا کہ تعزیہ داری عبارت ازیں است کہ ترک لذائذ وترک زینت کنند وصورت محزون وغم گین نماید، یعنی مانند زنان سوگ دارد ومرد را ہیچ جا ایں قسم در شرع ثابت نیست۔ ترجمہ: عشرۂ محرم میں تعزیہ داری اور قبر وصورت وغیرہ بنانا جائز نہیں، کیوں کہ تعزیہ داری کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ زینت ولذت ترک کرکے عورتوں

کے مثل سوگ منایا جائے غمگین اور رنجور و محزون کی صورت اختیار کی جائے اور شریعت مطہرہ میں مردوں کے لیے اس قسم کی تعزیہ داری ثابت نہیں۔'' (فتاویٰ عزیزی، جلد اوّل، ص ۶۸ رحمٰن پبلشر، پشاور، پاکستان)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لے تین سطر کے بعد مزید لکھتے ہیں:

''نیز تعزیہ داری کہ ہم چوں مبتدعان می کنند بدعت است و ہم چنیں ساختن ضرایح و صورت قبور و علم وغیرہ ایں ہم بدعت است وظاہر است کہ بدعت حسنہ کہ دراں ماخوذ نیست بلکہ بدعت سیئہ است وحال بدعت سیئہ این است کہ درحدیث وارد است "شر الأمور محدثاتها و كل بدعة ضلالة" وحال مبتدع کہ ایں قسم بدعتہا اختراع می کند آں است کہ بدعت او را در لعن خدا اسیر می کند و فرائض ونوافل او در درگاہ الٰہی مقبول نیست۔ ترجمہ: تعزیہ داری جیسا کہ بدمذہب اور بدعتی لوگ کرتے ہیں، یہ بدعت ہے، یوں ہی تابوت، قبروں کی صورت اور علم وغیرہ یہ بھی بدعت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بدعت سیئہ ہے، حدیث پاک کے مطابق بدعت سیئہ سب سے بڑی چیز ہے اور ہر بدعت (جو سنت کے خلاف ہو) ضلالت و گمراہی ہے، جو لوگ تعزیہ وغیرہ کی اس بدعت میں مبتلا ہیں اور اس قسم کی بدعت ایجاد کرتے ہیں، ان کا حکم میں ہے کہ یہ لوگ خدا کی لعنت میں گرفتار ہیں، خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے فرائض ونوافل قبول نہیں۔'' (فتاویٰ عزیزی، جلد اوّل، ص69 رحمٰن پبلیشر، پشاور، پاکستان)

مسلمانو! اس عبارت کو غور سے پڑھو اور بار بار پڑھو کہ مروجہ تعزیہ، تابوت، قبروں کی صورت اور علم وغیرہ بنانا، کس قدر گناہ کا کام ہے کہ اس غلط کام سے خدا کی لعنت ہوتی ہے اور بارگاہ خداوندی میں ان خرافات کے سبب فرائض و واجبات قبول نہیں ہوتے ہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہ مروجہ تعزیہ سے متعلق لکھتے ہیں:

"تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پرنور حضور شہزادہ گل گوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک، مکان میں رکھنا، اس میں شرعا کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ ہر غیر جان دار کی بنانا، رکھنا سب جائز! اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال (شکل) بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صدہا سال سے طبقۂ فطر (یکے بعد دیگرے ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعلین شریف حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں، جسے اشتباہ (شبہ) ہو امام علامہ تلمسانی کی ''فتح المتعال'' وغیرہ مطالعہ کرے، مگر جہال بے خرد (بے عقل جاہلوں) نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں، اوّل تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی تراشش، نئی گڑھت، جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بے ہودہ طمطراق (دھوم دھام) پھر کوچہ بہ کوچہ، دشت بہ دشت، اشاعت غم کے لیے ان کا گشت اور ان کے گرد سینہ کوبی اور ماتم سازی کی شورافگنی، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کو سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدے میں گرا ہے، کوئی ان مایۂ بدعات (سامان بدعات) کو معاذ اللہ جلوۂ گاہ حضرت امام علیٰ جدہ علیہ الصلاۃ والسلام سمجھ کو اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا، منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل (اختلاط) اور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔

غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا، پھر وبال ابتداع (بدعت نکالنے کے وبال) کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریا و تفاخر علانیہ ہوتا ہے، پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت (بربادی) ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں

اسلامیات

صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔

اب بہار عشرہؒ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ! اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے جنازے ہیں۔ (پھر) کچھ نوچ اتار، باقی توڑ تاڑ کر دفن کر دیئے، یہ ہر سال اضاعت مال (مال ضائع کرنے) کے جرم و وبال جدا گانہ رہے، اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا، ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے، آمین۔

اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ (ناپسندیدہ) کا نام ہے، قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ مترجم، ص ۵۱۲ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پور بندر، گجرات)

صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں، کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضریح (گنبد نما) بنتی ہے اور علم اور شدّے (جھنڈے یا نشان) نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں، تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے، آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں، کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، کہیں چبوترے کھدوائے جاتے ہیں، تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں، ہار پھول، ناریل چڑھاتے ہیں، وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے، چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں، تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت، مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں، یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں۔

پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے، پھر تیجہ، دسواں، چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے، حضرت قاسم نے کی مہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک (پیغام پہنچانے والا) بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں (قاصدوں) کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔

کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے، اس کے گلے میں جھولی ڈالتے ہیں اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں، کوئی سقّہ (پانی بھرنے والا) بنایا جاتا ہے، چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا، کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے، گویا یہ حضرت عباس علم دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے، اس قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں، یہ سب لغو خرافات ہیں ان سے ہرگز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں، یہ تم خود غور کرو کہ انھوں نے احیائے دین وسنت کے لیے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنا لیا؟

بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ

حصہ جانور کا سا، شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لیے ایک جانور ہوگا، کہیں دلدل بنتا ہے، کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں، بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی، ایسی بری حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں! یہ واقعہ تمہارے لیے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنالیا۔

اسی سلسلے میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے، اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہو جاتا ہے، سینہ سرخ ہو جاتا ہے، بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے، تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے، مرثیہ میں غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں، اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چوں کہ اکثر مرثیہ رافضیوں ہی کے ہیں، بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے مگر اس روشنی میں سنی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

اظہار غم کے لیے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں، یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے، احادیث میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے، تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں، یہ ناجائز ہے کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ ۱۶/ ص ۶۴۷/ ج ۳/ مکتبۃ المدینۃ دہلی)

حضور سرکار مفتی اعظم ہند بریلوی فرماتے ہیں:

"تعزیہ داری جو شرعاً ناجائز ہے، اس کے لیے جبراً چندہ لینا کس قدر شنیع (بری) بات ہے۔"

(فتاویٰ مصطفویہ، ص 535/ مفتی اعظم ہند اکیڈمی، دھم تری)

تعزیہ اور دیگر مراسم محرم سے متعلق سرکار مفتی اعظم ہند سے استفتا ہوا، جس کا مضمون کچھ اس طرح ہے: محرم میں (لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ صرف امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز ہونی چاہیے اور ہرے کپڑے پہننا چاہیے اور روٹی کے بسکٹ کا لنگر اوپر سے لٹانا چاہیے اور قلاوہ (پٹہ) جس میں سرخ اور ہرے گنڈے پڑے ہوتے ہیں، اس کو گلے میں پہننا چاہیے اور عطر وغیرہ نہ لگانا چاہیے اور عشرہ (سے) تیرہ تک گھر میں جھاڑو نہ دینا چاہیے اور کام بھی چھوڑ دینا چاہیے، حکم فرمایا جائے کہ مذکورہ بالا کام درست ہیں؟ سرکار مفتی اعظم ہند اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ سب باتیں غلط ہیں، محرمیوں (محرم منانے والے) کے اختراع (ہیں) ایسا کہنے اور کرنے والوں پر توبہ لازم۔"

(فتاویٰ مصطفویہ، ص ۵۳۲/ مفتی اعظم ہند اکیڈمی، دھم تری)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ کا فتویٰ ملاحظہ کریں:

"ہندوستان کی مروجہ تعزیہ داری بلا شبہ بدعات و ممنوعات کا ایسا مجموعہ ہے کہ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔"

(خطبات محرم، ص ۴۷۱/ کتب خانہ امجدیہ، دہلی)

حضور شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی لکھتے ہیں:

"تعزیے بنانا، انھیں باجے تاشے کے ساتھ دھوم دھام سے اٹھانا، ان کی زیارت کرنا، ان کا ادب اور تنظیم کرنا، انھیں سلام کرنا،

انھیں چومنا، ان کے آگے جھکنا اور آنکھوں سے لگانا، بچوں کو ہرے کپڑے پہنانا، گھر گھر بھیک منگوانا، کربلا جانا وغیرہ شرعاً ناجائز و گناہ ہیں۔" (شمع ہدایت، ص ۳۰ ، ج ۳)

اجمل العلما حضرت مفتی اجمل شاہ سنبھلی فرماتے ہیں:

"عرف و رواج میں جس کا نام تعزیہ داری ہے، وہ بکثرت ممنوعات شرعی پر مشتمل ہے تو ایسی تعزیہ داری ناجائز ہے۔"

(فتاویٰ اجملیہ، ص ۸۳ ، ج ۴ ، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی)

ایک جگہ اور لکھتے ہیں:

"محرم میں ڈھول تاشہ بجانا اور ماتم کرنا حرام و ناجائز ہے اور مسجد کے قریب ان کا بجانا اشد حرام اور شرم ناک جرات ہے۔"

(فتاویٰ اجملیہ، ص ۷۳ ، ج ٤ ، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی)

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"مروجہ تعزیہ داری، ڈھول، تاشا، باجا وغیرہ یزیدیوں کی نقل اور رافضیوں کا طریقہ ہے، یہ ناجائز و حرام ہے۔"

(فتاویٰ فیض الرسول ص ۵۱۰ ، ج ۲ ، براؤں شریف، بستی)

حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"فی زمانہ مروجہ تعزیہ بہت سے محرمات اور خرافات پر مشتمل ہے، اس لیے مروجہ تعزیہ داری ناجائز ہے۔"

(فتاویٰ نعیمیہ، ص ۷۳ – ۷۷٤ ، کتبہ جام نور، دہلی)

بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"چوک (امام باڑہ) اور تعزیہ داری سب ناجائز ہے، اس لیے وہاں فاتحہ دینا ناجائز ہے۔"

(فتاویٰ بحر العلوم، ص ٤٤٦ ، ج ۵ ، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"مروجہ تعزیہ اور قوالی جائز نہیں۔" (فتاویٰ بحر العلوم، ص ٤٤٧ ، ج ۵ ، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ ارقام فرماتے ہیں:

"تعزیہ کا جلوس، آگے پیچھے ڈھول، تاشا، باجا، گاجا، فلمی گیت، جان دار کی تصویر، عورتوں کا ہجوم اور اسی طرح کے دیگر خرافات جو آج کل تعزیہ داری میں کیے جاتے ہیں، ناجائز و حرام ہیں۔" (فتاویٰ فیض الرسول، ص ۵۱۲ ، ج ۲ ، براؤں شریف، بستی)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"مسلمانان اہل سنت پر لازم ہے کہ اس قسم کی تعزیہ داری (مروجہ تعزیہ) میں کسی طرح ہرگز شریک نہ ہوں اور نہ اپنے اہل و عیال کو شرکت کی اجازت دیں، ورنہ گنہ گار مستحق عذاب نار ہوں گے۔" (فتاویٰ فیض الرسول، ص ۵۱۳ ، ج ۲ ، براؤں شریف)

حجۃ السلف عمدۃ الخلف حضرت مفتی محمد ظل الرحمن ضیائی بھاگل پوری کا فتویٰ ہے:

"مروّجہ تعزیہ سراسر ناجائز اور خالص فضول خرچی ہے۔"

حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب خطبات محرم، ص ٤٦٩ تا ٤٧٤ ، پر مروّجہ تعزیہ اور دیگر مراسم محرم کی حرمت و قباحت سے متعلق جو فتویٰ نقل کیا ہے، اس پر تقریباً ۷۵ ، جلیل القدر علما اور مفتیان عظام کے دستخط اور تصدیقات موجود ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مروّجہ تعزیہ کے حرام و ناجائز ہونے پر علمائے کرام کا اجماع و اتفاق ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث

بریلوی قدس سرہ نے ہندوپاک کی مروّجہ تعزیہ داری سے متعلق باضابطہ ایک رسالہ لکھا ہے اور اس کا نام "أعالی الإفادة في تعزیة الھند و بیان الشھادة" رکھا ہے، اس مفید رسالے میں آپ نے تعزیہ اور محرم کے دیگر ناجائز مراسم وامور کے بارے میں بڑے مفصل اور مدلل انداز میں شریعت مطہرہ کے احکام بیان کیے ہیں، یہ مبارک رسالہ "فتاویٰ رضویہ" مترجم کی جلد ۲۴/ اور غیر مترجم فتاویٰ رضویہ کی نویں جلد میں موجود ہے، اس رسالے کے چند اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

شیعوں کی مجلس مرثیہ خوانی میں شرکت

"مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت وجماعت کو شریک وشامل ہونا حرام ہے۔" (فتاویٰ رضویہ مترجم، ص ۵۲۲ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پور بندر، گجرات)

تعزیہ بنانا اور اس پر نذر ونیاز کرنا

آج کل محرم شریف کے پہلے عشرے میں مسلمان تعزیہ بناتے ہیں اور تعزیہ کے سامنے نذر ونیاز کرتے ہیں، اسی طرح امام باڑہ کے پاس بھی نیاز وفاتحہ دیتے ہیں، اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال ہوا کہ تعزیہ بنانا اور اس پر نذر ونیاز کرنا، عرائض (درخواست) بہ امید حاجت برآری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا کیسا ہے؟ جواب ارشاد فرماتے ہیں:

"افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں، بدعت سیئہ (جس کا کرنا حرام وگناہ اور باعث گمرہی ہے) وممنوع وناجائز ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ مترجم، ص ۵۲۷ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پور بندر، گجرات)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"شیرینی وحلوہ، تعزیہ ہائے کہ مردم روبروئے آں پیش کش نہند، مکروہ است۔ ترجمہ: تعزیہ کے سامنے لوگ جو شیرینی اور حلوہ رکھتے ہیں (اور اس ہیئت کے ساتھ فاتحہ ونیاز دلاتے ہیں یہ مکروہ ہے۔" (فتاویٰ عزیزی، ص ۱۰۶ ر ج ۲ ر رحمٰن پبلیکیشنز، پشاور، پاکستان)

شہادت نامہ پڑھنے کا حکم

آج کل جو شہادت نامہ (امام حسین کی شہادت سے متعلق منظوم کلام) پڑھا جاتا ہے، اس میں اکثر غلط سلط روایات اور بے سروپیر کی باتیں ہوا کرتی ہیں، اس قسم کا "شہادت نامہ" پڑھنا ناجائز وگناہ ہے، ہاں! شہادت نامہ صحیح روایات اور درست واقعات کربلا پر مشتمل ہو تو اسے پڑھنا جائز ہے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"کتب شہادت (شہادت نامہ) جو آج کل رائج ہے، اکثر حکایات موضوعہ (گڑھی ہوئی حکایتیں) وروایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یوں ہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا، سننا سب گناہ وحرام ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ص ۵۱۷ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پور بندر، گجرات)

ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"ذکر شہادت شریف جب کہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ (گڑھی ہوئی روایتوں اور ناجائز باتوں) ونیت نامشروعہ سے خالی ہوا سے پڑھنا اور سننا عین سعادت ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ص ۵۱۷ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پور بندر گجرات)

مجلس اہل بیت منعقد کرنا

"جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین واہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو، جس میں روایات صحیح معتبرہ سے ان کے فضائل ومناقب ومدارج (فضیلت، تعریف وتوصیف اور مرتبہ) بیان کیے جائیں اور ماتم وتجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو، فی نفسہٖ حسن ومحمود (اچھی چیز ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ص ۵۲۲ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پور بندر گجرات)

لنگر کھانا، بانٹنا جائز اور پھینک کر لٹانا ناجائز ہے

"دو لنگر کھانا کھلانا اور بانا بھی مندوب (مستحب) وباعث اجر (ثواب کا کام ہے، مگر کر لٹانا منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی توہین

ہے۔" (فتاویٰ رضویہ،ص ۵۲۱ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر گجرات)

سبیل لگانا

" پانی یا شربت کی سبیل لگانا جب کہ بہ نیت محمود اور خالص لوجہ اللہ، ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو، بلا شبہ بہتر و مستحب و کارِ ثواب ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: إذا كثرت ذنوبك فاسق الماء على الماء يتناثر كما يتناثر الورق الشجر في الريح العاصف- ترجمہ: جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی ملا، گناہ جھڑ جائیں گے، جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے جھڑتے ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ،ص ۵۲۱ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر گجرات)

فقیر اور پیک بننا

" پیک بنا نری نقالی اور بے ہودہ و بے معنی ہے اور گھنٹے لٹکانا حدیث میں منع فرمایا، یوں ہی فقیر بن کر بلا ضرورت و مجبوری بھیک مانگنا حرام! اور (پیک بننے کی) وہ منت مانی کہ دس برس ایسا کریں گے، سب مہمل و ممنوع ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لا نذر في معصية (گناہ کے کام میں نذر نہیں)" (فتاویٰ رضویہ،ص ۳۶ ر ج ۹ ر رضا اکیڈمی ممبئی)

علم، ڈھول باجہ اور کھیل تماشا

" یوں ہی علم، تعزیے، جریدے، باجے، کھیل تماشے سب بے ہودہ و بدعت و ممنوع ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ،ص ۳۶ ر ج ۹ ر رضا اکیڈمی ممبئی)

مرثیہ و ماتم کا شرعی حکم

" یوں ہی مرثیے کہ رائج ہیں، سب ناجائز و حرام ہیں، حدیث میں ہے: نهى رسول الله ﷺ عن المراثي (اللہ کے رسول ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا) حسّن حسّین بہ تشدید کہنا تو جہالت ہی تھا، چھاتی پیٹنا بھی حرام ہے، مگر ماتم سخت منع ہے۔" (فتاویٰ رضویہ،ص ۳۶ ر ج ۹ ر رضا اکیڈمی ممبئی)

ماتم، چڑھاوا اور مصنوعی کربلا جانا

"علم تعزیے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا جانا، یہ سب باتیں ناجائز و گناہ ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ،ص ۴۹۶ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر، گجرات)

محرم میں کالے اور ہرے کپڑے پہنا

" یوں ہی عشرۂ محرم کے سبز رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں، یہ بھی سوگ کی غرض سے ہے، عشرۂ محرم میں تین رنگوں سے بچے، سیاہ، سبز اور سرخ۔" (فتاویٰ رضویہ،ص ۴۹۵ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر، گجرات)

امام قاسم کی مہندی

" تعزیہ، مہندی، شب عاشورا کو روشنی کرنا بدعت و ناجائز ہے، حضرت سیدنا امام قاسم کے ساتھ کربلا میں سیدنا امام حسین کی صاحب زادی کی شادی کا واقعہ ثابت نہیں ہے، کسی نے گڑھا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ،ص ۵۰۰ ر ج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر، گجرات)

اعلیٰ حضرت کی نصیحت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے تعزیہ اور دیگر مراسم محرم سے متعلق جو قیمتی افادات اور شرعی احکام صادر فرمائے، آپ نے ملاحظہ کیا، اب لگے ہاتھوں امام موصوف کی یہ نصیحت بھی ملاحظہ فرمائیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں کہ یہی نجات کا راستہ ہے اور اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے، آپ فرماتے ہیں:

" کہاں امام عالی مقام کی طرف نسبت اور کہاں شنیع (بہت زیادہ بری) حرکت؟ کاش! اللہ عزوجل ہمارے بقیہ ص ۳۳ ر پر

اسلامیات

از: حافظ افتخار احمد قادری*

ماہِ محرم اور یوم عاشورہ

اسلامیات

ماہ محرم الحرام زمانہ قدیم سے ہی قابلِ احترام سمجھا جاتا رہا ہے، عربوں کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بات بات پر ایک دوسرے کی گردن اڑا دینے والے جاہل، قدم قدم پر خون کی ندیاں بہانے والے بیوقوف، معمولی معمولی باتوں پر پشتہا پشت تک لڑنے والی قوم ماہ محرم الحرام کا چاند دیکھتے ہی اپنی تلواروں کو جھکا لیتی تھیں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اس ماہ مبارک کے فضائل میں چار چاند لگ گیے، تاریخی اعتبار سے ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں جو اس ماہ مبارک کی فضیلت کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں، کہتے ہیں کہ عاشورہ کے دن کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، دریاؤں، لوح وقلم کو اور حضرتِ آدم وحوا کو عاشورہ ہی کے دن پیدا فرمایا اور اسی دن حضرتِ آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

خاص طور سے اس ماہ مبارک کی دسویں تاریخ کو جسے یومِ عاشورہ کہتے ہیں اس دن بہت سارے حیرت انگیز واقعات رونما ہوئے، جیسے حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اسی دن ہوئی اور اسی دن حضرتِ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود گلزار ہوئی اور اسی دن حضرتِ سیدنا ایوب علیہ السلام نے مرض سے شفا پائی، اسی دن حضرتِ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس آئی اور اسی مبارک دن میں حضرتِ سیدنا یوسف علیہ السلام کنویں سے نکلے، اسی دن حضرتِ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی ملی اور اسی دن حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جادوگروں پر غالب آئے۔ (عجائب المخلوقات، صفحہ نمبر 44)

اسی دن حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتبہ شہادت حاصل کیا، اور قیامت بھی اسی روز آئے گی، اسی دن اللہ رب العزت نے عرش پر اپنی شان کے مناسب استواء فرمایا اور اسی دن پہلی بارش اور پہلی رحمت نازل ہوئی۔

(غنیۃ الطالبین، جلد دوم، صفحہ نمبر 53)

اسی دن اللہ رب العزت نے کرسی کو قلم و آسمان کو پیدا فرمایا اور اسی دن حضرتِ سیدنا ادریس علیہ السلام کو جنت کی طرف اٹھایا گیا اور اسی دن اللہ رب العزت نے پہاڑوں کو اور سمندروں کو پیدا فرمایا۔ (غنیۃ الطالبین، جلد نمبر دوم، صفحہ نمبر 53)

اور عاشورہ ہی کے دن اصحابِ کہف کروٹیں بدلتے ہیں۔

(غنیۃ الطالبین، جلد اوّل، صفحہ نمبر 145)

مسلمانانِ اہل سنت والجماعت کو چاہیے کہ اس مقدس ماہ کے بابرکت دن کو لغویات میں نہ گزار دیں، بلکہ عبادت و ریاضت صدقات وخیرات ونوافل میں زیادہ اپنے قیمتی اوقات کو صرف کریں، کیونکہ عاشورہ ایک بزرگ دن ہے، اس میں ہر ایک نیک کام بڑے اجر وثواب کا موجب ہے، جیسے اس دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا بڑے ثواب ملنے کا کام ہے۔

حضرتِ سیدنا عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص عاشورہ کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اللہ رب العزت اس کے لیے یتیم کے سر پر ہر بال کے عوض ایک ایک درجہ جنت میں بلند فرمائے گا۔ (غنیۃ الطالبین، جلد دوم، صفحہ نمبر 53)

ویسے بھی کسی یتیم کے ساتھ محبت و الفت کرنا باعثِ اجر عظیم ہے، خواہ عاشورہ کا دن ہو یا کوئی اور دن ہو، حضرتِ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

اسلامیات

وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص محض اللہ رب العزت کی رضا کے لیے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اسے ہر بال کے عوض نیکیاں ملیں گی، جن پر ہاتھ پھیرے گا اور جو یتیم بچی یا یتیم بچے جو اس کے پاس ہے اس کے ساتھ احسان کرے گا تو میں اور وہ جنت میں دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور آپ نے دونوں انگلیوں کو ملا دیا۔ (رواہ احمد ترمذی، مشکوۃ شریف، صفحہ نمبر 423)

حضرتِ امام عالی مقام کی شہادت نے اس ماہِ مبارک کو اتنا مشہور کر دیا کہ جتنا کبھی نہ تھا، آج پوری دنیا میں ماہ محرم الحرام کا چاند دیکھتے ہی ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے، حضرتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد مسلمانوں کو تڑپا دیتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ بعض احمق غلط طریقے سے یاد مناتے ہیں اور ایسے غیر اسلامی کام کرتے ہیں کہ جس سے خود حضرتِ امام عالی مقام کی روح کو تکلیف پہنچتی ہوگی، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ایسے لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور وہ کام کرنے کی توفیق بخشے جس سے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جانثار ساتھیوں کی روحیں خوش ہوں۔

سچ پوچھیے تو ماہ محرم الحرام ہم کو یاد دلاتا ہے حسینی عزم و ہمت کی، دشمنوں کے مقابلے میں بیباکی اور جوانمردی کی عظیم الشان مثال دیکھنا ہو تو کربلا کے میدان میں دیکھو تاریخ اپنے اندر تمام جلوؤں کو سمیٹے ہوئے ہے، یہ ہماری بہت بڑی کم نصیبی ہے کہ یہ ماہ مبارک ہمارے اندر عزم و ہمت کی روح پھونکنے آتا ہے مگر ہم ہیں کہ ان مقدس ترین ایام میں کھیل کود میں مست رہتے ہیں، ہم آپسی دشمنی اور بیجا خرافات میں مست رہ کر ان بابرکت لمحات کو گزار دیتے ہیں، کھیل تماشوں میں مست رہنے والو! اپنے حال پر رحم کرو، کاش ہم یہ سوچتے کہ یہ ماہ مبارک ہم کو کن باتوں کی یاد دلاتا ہوں؟ کس طرح ہماری مردہ رگوں میں زندگی کی نئی تڑپ پیدا کرنے کی تلقین کرتا ہے؟ نماز و روزہ سے غافل رہ کر یاد حسین منانے والو! اپنے حالوں پر رحم کرو، اپنے گھر والوں پر رحم کرو، پورے معاشرے پر رحم کرو۔

ذرا سوچیے جب ہماری ہی زندگی غیر اسلامی ہوگی تو ہمارے بچے اسلامی کردار کو کس طرح اپنا سکیں گے، اس لیے ضروری ہے کہ ماہ مبارک بالخصوص یوم عاشورہ کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ عبادت و ریاضت میں گزارے اور اچھے کام کرے لغویات سے بچے خاص طور سے عاشورہ کے دن یہ کام ضرور انجام دے۔

1— عاشورہ کے روز غسل کرنا مرض و بیماری سے بچاؤ کا سبب ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص عاشورہ کے روز غسل کر لے تو کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا سوائے مرض موت کے۔ (غنیۃ الطالبین، جلد دوم، صفحہ نمبر 53)

2— عاشورہ کے روز گناہوں اور معاصی سے توبہ کرنی چاہیے، اللہ رب العزت اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اور حکم ہوا: اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ دسویں محرم کو میری بارگاہ میں توبہ کریں اور جب دسویں محرم کا دن ہو تو میری طرف نکلیں یعنی توبہ کریں میں ان کی مغفرت فرماؤں گا۔
(فیض القدیر شرحِ جامع صغیر، جلد نمبر تین، صفحہ نمبر 34)

3— عاشورہ کے روز آنکھوں میں سرمہ لگانا آنکھوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص عاشورہ کے روز اثمد کا سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ (رواہ البیہقی عن ابن عباس)

حضرتِ ملا علی قاری رحمۃ الباری اپنی کتاب ،،موضوعات الکبیر،، میں تحریر فرماتے ہیں کہ عاشورہ کے روز آنکھوں میں سرمہ لگانا خوشی کے اظہار کے لیے نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ یہ خارجی لوگوں کا فعل ہے کہ وہ اس میں خوشی کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ حدیثِ پاک پر عمل کرنے کے لیے آنکھیں میں سرمہ لگانا چاہیے— (الموضوعات الکبیر)

4— عاشورہ کے روز اپنے اہل و عیال کے واسطے گھر میں وسیع پیمانے پر کھانے پینے کا انتظام کرنا چاہیے، تاکہ اللہ رب العزت اس گھر میں سارا سال وسعت فرمائے۔

حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال پر نفقہ پر وسعت کرے گا

تو اللہ رب العزت اس پر سارا سال وسعت فرمائے گا، حضرتِ سفیان ثوری نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف، صفحہ نمبر 170)

حضرتِ محبوبِ سبحانی، قطب ربانی، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین، جلد دوم، صفحہ نمبر 54 پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرتِ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس سال اس کا تجربہ کیا تو وسعت ہی دیکھی۔

اسی طرح حضرتِ علامہ مناوی فیض القدیر، جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 234/ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو صحیح پایا اور حضرتِ سیدنا ابنِ عینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس یا ساٹھ سال اس کا تجربہ کیا تو وسعت ہی پائی، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس دن وسیع پیانے پر اپنے اہل وعیال کے لیے کھانے کا انتظام وانصرام کریں۔

5- عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا بڑا ثواب ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور اپنے غلاموں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عاشورہ کا روزہ رکھو اس دن انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام روزہ رکھتے تھے۔

(جامع صغیر، جلد نمبر چار/صفحہ نمبر/215)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ عاشورہ کی فضیلت بہت بڑی ہے اور اس کی حرمت قدیم زمانہ سے چلی آتی ہے، ابنِ رجب نے فرمایا کہ اس دن نوح اور موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے روزہ رکھا اور اہل کتاب بھی اس روز روزہ رکھتے تھے۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان المبارک کے بعد افضل روزہ اللہ رب العزت نے مہینہ محرم (عاشورہ) کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ نمبر 171)

حضرتِ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ دار پایا، آپ نے فرمایا کہ یہ کیا دن ہے؟ جس میں تم روزہ رکھتے ہو، انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی، اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو دیا، لہٰذا حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر یہ اس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں، پس رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے ہم زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہیں تو آپ نے روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیا۔

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ نمبر 189)

حضرتِ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ رب العزت پر گمان ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دے گا۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف)

عاشورہ کے دن یہ کام ممنوع ہیں

عاشورہ کے روز سیاہ لباس پہننا، سینہ کوبی کرنا، کپڑے پھاڑنا، بال نوچنا، نوحہ کرنا، پیٹنا، چھری چاقو سے بدن زخمی کرنا، جیسا کہ رافضیوں کا طریقہ ہے ایسے افرال تشیعہ سے اجتناب کلی کرنا چاہیے، حضرتِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ: ہمارے طریقہ پر وہ نہیں ہے جو رخساروں کو مارے اور گریباں پھاڑے اور پکارے جاہلیت کا پکارنا۔

(رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف، صفحہ نمبر 140)

◆◆◆

اسلامیات

از: ڈاکٹر فیض احمد چشتی*

رسوماتِ محرم اور ان کے احکام

اسلامیات

واقعہ کربلا کا غم ہر مسلمان کے دل میں ہونا چاہیے اور یہ اہل بیت سے محبت کی علامت ہے، مگر شریعت محمدی ہمیں صبر کا درس دیتی ہے لہٰذا اس غم کا اظہار مرثیہ و ماتم اور چیخیں مار کر رونے کی صورت وغیرہ میں نہیں ہونا چاہیے۔ جسے اس واقعۂ کربلا کا غم نہیں اس کی محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم سے ناقص اور جس کی محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم سے ناقص ہے اس کا ایمان ناقص ہے۔

مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اپنی مصیبت یا مصائب اہل بیت کو یاد کرکے ماتم کرنا یعنی ہائے ہائے، واویلا کرنا، چہرے یا سینے پر طمانچے مارنا، کپڑے پھاڑنا، بدن کو زخمی کرنا، نوحہ و جزع فزع کرنا، یہ باتیں خلاف صبر اور ناجائز و حرام ہیں، جب خود بخود دل پر رقت طاری ہو کر آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں اور گریہ آجائے تو یہ رونا نہ صرف جائز بلکہ موجب رحمت و ثواب ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لاتشعرون- ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔" (سورۃ البقرہ، آیت 154)

ماتم تو ہے ہی حرام، تین دن سے زیادہ سوگ کی بھی اجازت نہیں ہے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان لائی ہو، اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ اپنے خاوند کی (موت پر) چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ (بخاری، حدیث 299)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لیس لاحد ان یعداً اکثر من ثلاثۃ ایام الا المراۃ علی زوجہا حتی تنقضی عدتہا- ترجمہ: کسی مسلمان کو کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا سوائے عورت کے کہ وہ عدت کے ختم ہونے تک اپنے خاوند کی موت پر سوگ کرسکتی ہے۔" (من لایحضرہ الفقیہ، ج 1)

اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو ہر سال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سوگ مناتے ہیں اور دس دن سینہ کوبی کرتی ہیں۔ چارپائی پر نہیں سوتے، اچھا لباس نہیں پہنتے اور کالے کپڑے پہنتے ہیں۔ ہاں ایصال ثواب کرنا ان کی یاد منانا اور ذکر اذکار جائز ہے، یہ سوگ نہیں ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: کون سا سنی ہوگا جسے واقعہ ہائلہ کربلا کا غم نہیں یا اس کی یاد سے اس کا دل محزون اور آنکھ پرنم نہیں، ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے، جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اسے جھوٹا اظہارِ غم ریا ہے اور قصداً غم آوری و غم پروری خلافِ رضا ہے۔ جسے اس کا غم نہ ہو اسے بیغم نہ رہنا چاہئے بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 500–501، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض و روگردانی کریں، اس کی طرف دیکھنا ہی نہیں چاہیے۔ (عرفان شریعت، حصہ اوّل، صفحہ 15)

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت محل عبادت ٹھہرا تھا، ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا۔ یہ کچھ

اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا خودساختہ تصویریں بعینہٖ حضرات شہداء رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جنازے ہیں۔

کچھ اتارا باقی توڑا اور دفن کر دیئے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم دو وبال جداگانہ ہیں۔ اب تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے، قطعاً بدعت وناجائز حرام ہے، تعزیہ پر چڑھایا ہوا کھانا نہ کھانا چاہیے، اگر نیاز دے کر چڑھائیں، یا چڑھا کر نیاز دیں تو بھی اس کے کھانے سے احتراز کریں۔ (رسالہ تعزیہ داری)

تعزیہ بنانا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیہ بنانا بدعت وناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 24، ص 501، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تعزیہ داری میں تماشا دیکھنا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چونکہ تعزیہ بنانا ناجائز ہے، لہٰذا ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (ملفوظات شریف، ص 286)

تعزیہ پر منت ماننا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیہ پر منت ماننا باطل اور ناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 24، ص 501، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تعزیہ پر چڑھاوا چڑھانا اور اس کا کھانا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیہ پر چڑھاوا چڑھانا ناجائز ہے اور پھر اس چڑھاوے کو کھانا بھی ناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 21، ص 246، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

محرم الحرام میں ناجائز رسومات

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ محرم الحرام کے ابتدائی 10 دنوں میں روٹی نہ پکانا، گھر میں جھاڑو نہ دینا، پرانے کپڑے نہ اتارنا (یعنی صاف ستھرے کپڑے نہ پہننا) سوائے امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے کسی اور کی فاتحہ نہ دینا اور مہندی نکالنا، یہ تمام باتیں جہالت پر مبنی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ص 488، جلد 24، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

محرم الحرام میں تین رنگ کے لباس نہ پہنے جائیں

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ محرم الحرام میں (خصوصاً یکم تا دس محرم الحرام) میں تین رنگ کے لباس نہ پہنے جائیں، سبز رنگ کا لباس نہ پہنا جائے کہ یہ تعزیہ داروں کا طریقہ ہے۔ لال رنگ کا لباس نہ پہنا جائے کہ یہ اہل بیت سے عداوت رکھنے والوں کا طریقہ ہے اور کالے کپڑے نہ پہنے جائیں کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے، لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ (احکام شریعت)

عاشورہ کا میلہ

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عاشورہ کا میلہ لغو ولہو وممنوع ہے، یونہی تعزیوں کا دفن جس طور پر ہوتا ہے، نیت باطلہ پر مبنی اور تعظیم بدعت ہے اور تعزیہ پر جہل وحمق وبے معنیٰ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 24، ص 501، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

دشمنانِ صحابہ کی مجالس میں جانا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رافضیوں (دشمنانِ صحابہ) کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ (نوحہ) سننا حرام ہے، ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے، ان کی نیاز، نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت۔ محرم الحرام میں سبز اور سیاہ کپڑے علامتِ سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ خصوصاً سیاہ (لباس) کا شعار رافضیاں لیام ہے۔ (فتویٰ رضویہ جدید، 23/756 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مسلمانوں کو چاہئے کہ محرام الحرام میں خرافات سے بچیں، سبیلوں اور دکانوں پر نوحہ اور مرثیہ کی کیسٹیں ہرگز نہ بجائیں، محترم قارئینِ کرام: بدقسمتی سے لوگوں میں پائی جانے والی خرافات وغیر شرعی رسومات ان کے یومیہ، ماہانہ وسالانہ معمولات کا حصہ بن چکی ہیں اور وہ بڑے اہتمام کے ساتھ ان رسومات کی ادائیگی

کرتے نظر آتے ہیں، اسلامی سال کے پہلے بابرکت اور حرمت والے مہینے محرم الحرام میں پائی جانے والی خرافات و بدعات جن کے سبب اس ماہِ مقدس کی نا صرف بے حرمتی ہوتی ہے بلکہ اسلامی اقدار کا کھل کر مذاق بھی اڑایا جاتا ہے نیز ہمارے شہدائے اسلام بالخصوص شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی یاد منانے کی آڑ میں ایسے غیر شرعی کام سرنجام دیئے جاتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں، جن میں سے خلاصہ کے طور پر درج ذیل ہیں:

- تعزیوں کو ماتم کرتے ہوئے گلی گلی پھرانا، تعزیوں کے سامنے سجدہ کرنا، بچوں کو محرم کا فقیر بنا کر بھیک منگوانا۔
- مال کو ضائع کرناب، برتن پھوڑنا، دسویں محرم کو گھر میں کھانا پکانے کو معیوب سمجھنا، خود کو فقیر بنا کر بھیک مانگنا وغیرہ۔
- ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا، نوحے پڑھنا، رونا پیٹنا، بطور سوگ سیاہ لباس پہنا، کالے بلے پہنا، نئے لباس کو برا سمجھنا وغیرہ۔
- ناچنا، کودنا، رقص کرنا، مرد و عورت کا ایک ساتھ مجالس و محافل میں بیٹھنا، جھوٹے واقعات بیان کرنا وغیرہ۔
- جھوٹی منتیں ماننا، امام قاسم کی مہندی نکالنا، فضول کاموں میں لگ کر نمازیں ترک کر دینا وغیرہ۔
- حضرت علی و حسنین کریمین یا دیگر بزرگوں رضی اللہ عنہم کی تصاویر بنانا، ان کا احترام کرنا، ان کو حقیقت کا رنگ دینا وغیرہ۔

مذکورہ خرافات و بدعات یا اس طرح کی اور رسومات جو مسلمانوں میں رائج ہیں سب ناجائز و ممنوع ہیں ان سے بچنا ہر صورت لازم ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ خرافات ہماری دنیا اور آخرت کی بربادی کا سبب بن جائیں اور ہمیں علم بھی نہ ہو۔

ماہِ محرّم الحرام یا کسی بھی مہینے میں نکاح منع نہیں ہے

محترم قارئینِ کرام: یہ شرعی مسلہ ہے شرعی مسلے کو شریعت کی روشنی میں دیکھیں اسے کسی تعصب کی نظر نہ کریں باقی احترام دس محرم الحرام مدّنظر رہے کیونکہ اس دن اہل بیت اطہار اور سیّدنا امام حسین علیہم السلام اور آپ کے رفقا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظیم شہادتیں ہوئی ہیں۔ جس چیز کے بارے میں کوئی مخصوص حکم نہ ہو تو وہ کام اصل کے اعتبار سے مباح ہوتا ہے اور علمائے کرام کے مابین یہ متفق علیہ قاعدہ ہے کہ عادات میں جب تک حرمت کی دلیل نہیں ملتی تو اصل جواز ہی ہے، چنانچہ کتاب و سنت، اجماع، یا قیاس اور آثار وغیرہ میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جو ماہِ محرم میں نکاح وغیرہ سے مانع ہو، اس لئے اباحتِ اصلیہ کی بنا پر ماہِ محرم یا کسی بھی ماہ میں نکاح جائز ہے۔

محرم الحرام میں شادی بیاہ و دیگر تقریبات کو ممنوع اور باعث نحوست سمجھنا، حالانکہ بعض روایات کے مطابق حضرت علی اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح محرم الحرام میں ہی ہوا تھا، بعض لوگ محرم الحرام میں شادی کرنے کو برا تصور کرتے ہیں اور اسے بدشگونی (اپنے حق میں برا) قرار دیتے ہیں، اسی طرح دیگر جائز کاموں کو ناجائز سمجھنا یا غیر شرعی رسومات کا اچھا شگن سمجھنا یعنی اپنے حق میں بہتر جاننا ایسے لوگوں کے لئے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا کہ بد شگونی شرک (یعنی مشرکوں جیسا کام) ہے اور ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، اللہ تعالیٰ اسے توکل کے ذریعے دور کر دیتا ہے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الطب باب فی الطیرۃ، ۴/ ۲۳، الحدیث ۳۹۱۰)

ایک اور روایت میں ہے: جس نے بَدشگونی لی اور جس کے لیے بَدشگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں [یعنی ہمارے طریقے پر نہیں۔] (معجم کبیر، ۱۸/ ۱۶۲، حدیث ۳۵۵)

اس بارے میں علمائے کرام کا کم از کم اجماعِ سکوتی ہے، کہ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ کرام علیہم الرّحمہ اور ان کے علاوہ دیگر متقدمین یا متاخرین میں سے کوئی بھی ایسا عالم نہیں ملا جو اس ماہ میں شادی، بیاہ اور منگنی کو حرام یا کم از کم مکروہ ہی سمجھتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی منع کرتا ہے تو اس کی تردید کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور علمائے کرام میں سے کوئی بھی اس کے موقف کا قائل نہیں ہے، ہاں احترام دس محرم الحرام مدنظر رہنا چاہیے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے شادی اسی ماہِ مبارک میں ہوئی، اگرچہ اس قول

کے علاوہ دیگر اقوال بھی ملتے ہیں۔

(تاریخ مدینۃ الدمشق لابن عساکر، ۳/ ۱۲۸، دار الفکر)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح سنہ ۲ ؍ہجری میں ہوا؛ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ مہینہ کون سا تھا، تو اس میں تین طرح کے اقوال ملتے ہیں، محرم الحرام، صفر المظفر اور ذوالحجہ! ابن عساکر اور طبری رحمہما اللہ نے محرم الحرام کے مہینے میں نکاح ہونے کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

ماہِ محرم کو ماتم اور سوگ کا مہینہ قرار دینا جائز نہیں، حدیث میں ہے کہ عورتوں کو ان کے خویش و اقارب کی وفات پر تین دن ماتم اور سوگ کرنے کی اجازت ہے اور اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منانا ضروری ہے، دوسرا کسی کی وفات پر تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں، حرام ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لا يحل لامرأة تؤمن بالله و اليوم الآخر إن تحد على ميت فوق ثلث ليال إلا على زوج أربعة أشهر و عشراً۔ ترجمہ: جو عورت خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے، اس کے لیے جائز نہیں کہ کسی کی موت پر تین رات سے زیادہ سوگ کرے؛ مگر شوہر اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔"

(بخاری، ص ۸۰۳، ج ۲، پ ۲۲)

ماہ محرم الحرام میں شادی وغیرہ کرنے کو نامبارک اور ناجائز سمجھنا سخت گناہ اور اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف ہے، اسلام میں جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا گیا ہو، اعتقاداً یا عملاً ان کو ناجائز اور حرام سمجھنے میں ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ روافض اور شیعہ سے پوری احتیاط برتیں، ان کی رسومات سے علیحدہ رہیں، ان میں شرکت حرام ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مسلم را تشبہ بہ کفار وفساق حرام است۔ یعنی: مسلمانوں کو کفار وفساق کی مشابہت اختیار کرنی حرام ہے۔ (مالابد منہ، صفحہ نمبر 131)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال ہوا کہ اہل سنت جماعت عشرۂ محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ (2) ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے ہیں، (3) ماہ محرم میں بیاہ شادی نہیں کرتے ہیں۔ (4) ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد فرمایا: پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک سوال کے جواب میں محرم الحرام میں امام عالی مقام کے نام کا فقیر بن کر بھیک مانگنا یا اپنے بچوں کو فقیر بنا کر بھیک منگوانے کو بھی ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۲۴/ ۱۰۲)

مذکورہ دلائل سے یہ بات خوب سمجھ آتی ہے کہ جو رسومات شریعت کے دائرہ میں ہیں، انہیں کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ جو دائرۂ شریعت سے باہر ہوں ان کا کرنا شریعت کو ناپسند بلکہ بعض اوقات ناجائز و حرام تک پہنچ جاتا ہے، مسلمان کو چیزوں پر نہیں بلکہ اللہ کریم پر بھروسا رکھنے کا حکم ہے، اسی طرح محرم الحرام کے حوالے سے جن فرسودہ رسومات و توہمات کو بیان کیا گیا، اللہ پاک ہمیں ان سے کوسوں دور رکھے اور شہیدان کربلا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵۳ ؍کا بقیہ..

ادبی، شعری اور فنّی محاسن اس میں موجود ہیں، اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاعر ذی وقار حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری صاحب کو جزائے خیر سے نوازے اور انھیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے علمی و ادبی و روحانی فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے، آمین۔

◆◆◆

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

اللہ دیکھ رہا ہے

اسلامیات

انسان چاہے خلوت میں ہو یا جلوت میں، اکیلے ہو یا لوگوں کے جھرمٹ میں، چھپ کر عمل کرے یا ظاہر میں، الغرض جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل سے باخبر اور اس کا نگہبان ہے، دلوں کے پوشیدہ راز جانتا ہے، زمین وآسمان میں کوئی ذرّہ برابر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں، نیک اعمال پر جزا دیتا ہے اور گنہگاروں کو توبہ کے لیے ڈھیل دیتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔(۱) اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے ذہن میں یہ بات راسخ کر لے، کہ میرا کوئی عمل اللہ تعالی سے پوشیدہ نہیں، لہذا چاہیے کہ اپنے مالکِ حقیقی جل جلالہ کی یاد کو ہر وقت اپنے دل میں بسائے رکھے اور یقینِ کامل رکھے کہ مجھے "اللہ دیکھ رہا ہے! اللہ دیکھ رہا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔(۲) اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۔(۳) یقیناً اللہ تمہارے کام جانتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ شہ رَگ سے بھی زیادہ قریب ہے

اللہ ربّ العالمین ہماری شہ رَگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور ہمارا حال ہم سے زیادہ جانتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔(۴) یقیناً آدمی کو ہم نے پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اُن کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رَگ سے بھی زیادہ اُس کے نزدیک ہیں (یعنی ہم بندے کے حال کو خود اُس سے زیادہ جانتے ہیں) جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے (یعنی انسان کا ہر عمل لکھنے والے دو فرشتے) ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں، جب بھی بندہ اپنی زبان سے کوئی (اچھی یا بُری) بات نکالتا ہے اُسے لکھنے کے لیے اس کے پاس ایک مُحافظ (فرشتہ) تیار بیٹھا ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمارے کام دیکھ رہا ہے

ہم جہاں کہیں اور جس حال میں بھی ہوں، اللہ تعالیٰ ہمارے سب کام دیکھ رہا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۵) وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں بھی ہو، اور اللہ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے۔"

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عَالِمٌ بِكُم أينَمَا كُنتم۔(۶) تم جہاں بھی ہو وہ تمہیں جانتا ہے۔"

حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامت سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إنّ من أفضل إيمانِ المرءِ أن يعلمَ أنّ الله تعالى مَعَه حَيثُ كَان۔(۷) آدمی کا افضل ترین ایمان یہ ہے کہ وہ اس بات کا یقین رکھے کہ جہاں بھی ہو، اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہے۔"

فکرِ آخرت کا حکم

خدانخواستہ اگر دل میں گناہ کرنے کا خیال پیدا ہو، تو خود کو

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

ذہن نشین کرائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کی کیفیت، خیالات اور ہر گناہ سے آگاہ ہے، لہٰذا اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی اور گناہ کیا، تو بروزِ قیامت اس کے باعث ہماری سخت پکڑ ہوگی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔(۸) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔"

حافظ ابنِ کثیر اللہ تعالیٰ کے فرمان" ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے آگے کیا بھیجا" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ" اپنا مُحاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا مُحاسبہ کیا جائے اور دیکھو کہ تم نے کل بروزِ قیامت مالک کی بارگاہ میں حاضری کے لیے، اعمالِ صالحہ کا کونسا ذخیرہ تیار کر رکھا ہے؟! تم جان لو کہ وہ تمہارے تمام اعمال اور اَحوال سے خوب آگاہ ہے، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں، تمہارے چھوٹے بڑے سب اعمال اس کے سامنے ہیں۔"(۹)

ہر عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا

اللہ کریم کی رحمت نیک بندوں کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے، آج انسان جو بھی عمل کرتا ہے، بروزِ قیامت اسے دیکھے گا اور اس پر ذرّہ برابر بھی ظلم و زیادتی نہیں ہوگی؛ کیونکہ اللہ اپنے بندوں کے اعمال مُلاحظہ فرمارہا ہے، ارشاد فرماتا ہے:

"وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ۔(۱۰) قیامت کے دن ہم عدل و انصاف کی ترازو رکھیں گے، تو کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے برابر ہو تو ہم اسے بھی لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔"

اس تصوّر سے ایک سچے مسلمان کے دل کے تمام گوشے خالق کائنات جل جلالہٗ کی یاد سے معمور ہو جاتے ہیں اور رگ رگ میں یہ بات سما جاتی ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے! اللہ دیکھ رہا ہے! تو دنیا کی حوس، لالچ اور دیگر گناہوں کی چاہت اس کے دِل سے نکل جاتی ہے، قلب و ذہن پر پڑے پردے دُور ہو جاتے ہیں، اللہ کے نور سے اس کا دِل روشن و منوّر ہو جاتا ہے۔

حضرت سیّدنا لقمان کی وصیت

حضرت سیّدنا لقمان کے بیٹے نے پوچھا کہ ابا جان! اگر تنہائی میں چھپ کر گناہ کیے جائیں تو رب تعالیٰ کیسے جانے گا؟ اس کے جواب میں آپ نے اپنے بیٹے کو جس طرح سمجھایا، اسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں یوں بیان فرمایا:

"یٰبُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ۔(۱۱) اے میرے بیٹے! بُرائی اگر رائی کے دانے برابر ہو، پھر وہ پتھر کی چٹان میں ہو، یا آسمان و زمین کے کسی حصے میں، اللہ اسے بھی لے آئے گا، یقیناً اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے۔"

یعنی نیکی یا بدی کیسی ہی معمولی ہو اور کیسے ہی پوشیدہ مقام پر کی جائے، بروزِ قیامت بندے پر ظاہر کر دی جائے گی، اس کا حساب ضرور ہوگا، یعنی اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر حال میں تمہارے ہر عمل سے خبردار ہے۔

چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ
وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ
سرپہ تلوار ہے، کیا ہونا ہے()

عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو

خالق کائنات جل جلالہٗ اپنی ساری مخلوق سے باخبر ہے، وہ ہمیں دیکھتا بھی ہے اور ہماری باتیں سنتا بھی ہے اور ہماری دلی کیفیات سے بھی واقف ہے، لہٰذا ہر ایک کو چاہیے کہ جلوت وخلوت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اُن چیزوں سے دُور رہے جن سے اللہ ربّ العالمین نے منع فرمایا ہے، مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ احسان کیا ہے؟ فرمایا: احسان یہ ہے:

"أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔(۱۲) کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا

تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تمہیں یہ کیفیت نصیب نہیں تو یہی یقین پیدا کرلو، کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

حضرت امام ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ احسان کے پہلے مرتبہ کا مطلب یہ ہے کہ" مسلمان کے دل پر معرفتِ الٰہیہ کا اس قدر غلبہ ہو اور وہ مشاہدۂ حق میں اس طرح کھو جائے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے" اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ معرفت الٰہیہ کے اس مقام پر اگرچہ نہ ہو کہ اللہ کو دیکھے، مگر اس کے ذہن میں ہر وقت یہ بات موجود رہے کہ" وہ جو بھی عمل کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے" (۱۳) اس طرح عبادت کے دو درجے ہو گئے: ایک یہ کہ" عبادت کے وقت یہ خیال جما رہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں" دوسرا درجہ یہ ہے کہ" اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے" جب ایک مسلمان کو یہ درجہ نصیب ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر و باطن کو دیکھ رہا ہے، آنکھوں کی چوری سے لے کر سینے کے اندر تک مطّلع ہے، دل کی دھڑکنوں کے ساتھ خطرات بھی اس سے پوشیدہ نہیں، تو پھر دل میں بغاوت، سرکشی، حکم عدولی، اِطاعت چھوڑنے اور اس کے آداب و شرائط میں کمی کرنے کا، یا کسی گناہ کا خیال بھی نہیں آسکے گا۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مبارک نے ایک شخص سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتے رہا کرو! اس نے اس کی وضاحت کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا: ہمیشہ اس طرح رہو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو" (۱۴) یعنی ہمیشہ اپنے اعمال پر اللہ تعالیٰ کو نگہبان تصوّر کیے رہو!

رمضان المبارک میں ایک ماہ لگا تار روزوں کی مشق سے، رمضان شریف گزر جانے کے بعد بھی کچھ کھاتے پیتے وقت اچانک خیال آتا ہے، کہ میرا تو روزہ ہے اور یہ کیفیت بعد رمضان بھی کئی دنوں تک باقی رہتی ہے، بالکل اسی طرح جب مسلمان ہر وقت یہ تصوّر رکھے گا کہ" مجھے اللہ دیکھ رہا ہے" تو جب کسی ممنوع چیز کی طرف قدم بڑھے گا، یہ تصوّر اس کے قدم روک دے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دلوں کے راز پوشیدہ نہیں

مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے، لہٰذا نجات اسی میں ہے کہ آدمی ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے، گناہوں سے سچی توبہ کرے، اپنی ہر سانس اور حرکت کا مُحاسبہ کرے؛ تا کہ روزِ قیامت کی پریشانی و رُسوائی سے محفوظ رہے، ربِّ ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے:

"وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِىۡٓ اَنۡفُسِكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُ۔ (۱۵) جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے، تو اس سے ڈرتے رہو۔"

گنہگاروں کو اللہ کی تنبیہ

بعض لوگ معصیت و نافرمانی میں اس قدر بے خوف اور حد سے بڑھ جاتے ہیں، کہ اعلانیہ گناہوں کا نہ صرف خود اِرتکاب کرتے ہیں، بلکہ دوسروں کو بھی نیک اعمال سے روکتے اور ان کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے، فرشتے ہر قول و فعل کو اُن کے نامۂ اعمال میں لکھ رہے ہیں، انہیں ایک دن موت آنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے، ایسوں کو بطورِ تنبیہ اللہ ربّ العزّت ارشاد فرماتا ہے:

"اَلَمۡ يَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى۔ (۱۶) کیا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔"

ہر مسلمان کو چاہیے کہ خود کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچائے، شراب نوشی، رشوت ستانی اور ناپ تول میں کمی سے کوسوں دُور بھاگے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو تنگ کرنے سے اجتناب برتے! اللہ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ رَبَّكَ لَبِالۡمِرۡصَادِ۔ (۱۷) یقیناً تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔"

علّامہ اسماعیل حقّی تفسیر" رُوح البیان" میں فرماتے ہیں کہ" اس آیتِ مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے، کہ مجرم اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتے، اللہ اپنے بندوں کے اعمال کا نگہبان ہے، انہیں ان کے اعمال کے مطابق سزا و جزا دے گا، بندے اس سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتے، اس کی گرفت اور مُحاسبہ سے کوئی بچ کر نہیں نکل سکتا" (۱۸) علّامہ کاشفی فرماتے ہیں کہ" اللہ تعالیٰ سب کو دیکھتا سب کی سنتا ہے، اس سے کوئی بھی شَے پوشیدہ نہیں" (۱۹)

اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہے

تنہائی یا رات کے اندھیرے میں بھی کسی بُرے کام کا اِرتکاب نہ کریں، اپنے دل ودماغ کو پراگندہ خیالات سے پاک رکھیں؛ کہ اللہ تعالیٰ ہماری چھپی باتوں اور دل کے ارادوں سے بھی خوب واقف ہے اور سب دیکھ رہا ہے؛ کیونکہ اس کا علم ہر چیز پر غالب وحاوی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ۔(۲۰) اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔"

صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ " نگاہوں کی خیانت اور چوری، نامحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا ہے اور دِلوں کے راز، سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں" (۲۱) لہٰذا کسی بھی چھوٹے یا بڑے گناہ کا ارتکاب نہ کریں؛ کہ نہ جانے کس گناہ کے باعث اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوجائے اور بروزِ قیامت ہماری پکڑ ہوجائے۔

گناہوں پر دلیری

انسان روزانہ بڑی دیدہ دلیری سے گناہ اور نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا، کہ ایک ایسی ذات ہمیں دیکھ رہی ہے، جسے نہ نیند آتی ہے نہ اُونگھ آتی ہے، اللہ ربّ العالمین آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی خوب جانتا ہے، مگر ہم گناہ ونافرمانی کرتے ہوئے لوگوں سے تو ڈرتے ہیں کہ ہمیں کہیں کوئی دیکھ نہ لے، لیکن ہمیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی اور نہ شرمندگی وندامت کا احساس ہوتا ہے کہ ربِّ کائنات جل شانہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"يَّسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمۡ اِذۡ يُبَيِّتُوۡنَ مَا لَا يَرۡضٰى مِنَ الۡقَوۡلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطًا۔(۲۲) وہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتے، اللہ ان کے پاس ہے جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے اور اللہ ان کے کاموں کا اِحاطہ کیے ہوئے ہے۔"

یہ آیت مبارکہ تقویٰ وطہارت کی جڑ ہے، اگر انسان یہ خیال رکھے کہ میرا کوئی حال اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، تو گناہ کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ اپنے علم وقدرت سے ہر وقت ہمارے ساتھ ہے، اس سے شرم وحیا زیادہ ہونی چاہیے، اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، اس نے اپنے علم وقدرت سے ساری کائنات کو اپنے اِحاطے میں لے رکھا ہے۔

کوئی دیکھے نہ دیکھے اللہ تو دیکھ رہا ہے

ایک رات حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب اپنے عہدِ خلافت میں، لوگوں کی خبر گیری میں مصروف تھے کہ آپ کو تھکاوٹ محسوس ہوئی، آپ نے کسی گھر کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگالی، اسی دَوران کسی خاتون کو اپنی بیٹی سے یہ کہتے سنا، کہ بیٹی! جاؤ اٹھو اور دودھ میں پانی ملادو، بیٹی نے کہا: اماں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب نے اس سے منع فرمایا ہے! ماں نے کہا کہ بیٹی جاؤ تم دودھ میں پانی ملادو، حضرت عمر تو ہمیں نہیں دیکھ رہے، اس لڑکی نے جواب دیا کہ اماں حضرت عمر اگر چہ ہمیں نہیں دیکھ رہے، لیکن ان کا رب تو دیکھ رہا ہے! حضرت سیّدنا عمر کو اس نیک لڑکی کا جواب بہت پسند آیا، آپ نے اپنے غلام اسلم سے فرمایا :

"يَا أَسلَمُ! علّم الباب واعرفِ الموضعَ۔ اے اسلم! اس دروازہ کی شناخت رکھنا، اور یہ جگہ بھی یاد رکھنا" پھر وہاں سے آگے چل دیئے۔"

جب صبح ہوئی تو حضرت سیّدنا عمر نے فرمایا: يَا أَسلَمُ! امضِ إِلَى ذلكَ الموضعِ فانظرْ مَنِ القائلةُ، ومَنِ المقولةُ لها، وهلْ لهمْ مِنْ بعلٍ۔ اے اسلم! وہاں جا کر معلوم کرو کہ وہ کون دو عورتیں تھیں جو آپس میں بات کر رہی تھیں؟ اور کیا ان کے ہاں کوئی مرد ہے؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق کے غلام حضرت اسلم معلومات لے کر واپس آئے اور حضرت سیّدنا عمر کو بتایا کہ وہ لڑکی کنواری اور غیر شادی شدہ ہے اور وہ عورت اُس کی ماں ہے اور ان کے ہاں کوئی مرد نہیں۔

حضرت سیّدنا عمر نے اپنے بچوں کو بلایا اور اُن کو حقیقت حال سے آگاہ کیا، پھر فرمایا: هلْ فيكمْ مَنْ يحتاجُ إلَى امرأةٍ أزوِّجهُ؟ ولوْ كانَ بأبيكمْ حركةٌ إلَى النساءِ، مَا سبقهُ أحدٌ منكمْ إلَى هذهِ الجاريةِ۔ کیا تم میں سے کسی کو عورت کی حاجت ہے تو میں اس کی شادی کرا دُوں؟ اگر تمہارے باپ میں عورتوں کی حاجت ہوتی، تو تم میں سے کوئی بھی اس لڑکی سے (اس کی نیک نامی کے باعث) نکاح کرنے میں، مجھ پر سبقت نہ لے سکتا" حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر اور حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عمر نے عرض کی: ہم شادی شدہ ہیں، جبکہ آپ کے بیٹے حضرت سیّدنا عاصم بن عمر نے عرض کی: ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں لہٰذا آپ میری شادی کرا دیں۔ اپنے بیٹے کی رضامندی جان کر حضرت سیّدنا عمر فاروق نے اُس لڑکی کو پیغام نکاح بھیجا اور حضرت سیّدنا عاصم سے اُس کی شادی کرا دی، بعد میں اسی نیک خاتون کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی، جو حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز کی والدہ بنیں" (۲۳)

خود اپنا مُحاسبہ کیجیے

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنا محاسبہ کرتا رہے، ان شاء اللہ! اس کے سبب گناہوں سے بچنے میں کامیابی نصیب ہوگی، قیامت کے دن حسرتوں میں کمی ہوگی اور جس نے دنیا میں اپنا مُحاسبہ نہیں کیا، وہ آخرت میں حسرت کا شکار ہوگا، قیامت کے دن اسے حساب کے لیے زیادہ دیر تک رُکنا پڑے گا، حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب نے فرمایا: حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا۔ (۲۴) دنیا میں اپنا مُحاسبہ کرلو، اس سے پہلے کہ آخرت میں تمہارا حساب ہو" یعنی روزِ قیامت کی پکڑ سے پہلے ہی گناہوں سے سچی توبہ کرلو، نیک اعمال پر استقامت حاصل کرلو، ورنہ آخرت میں ندامت و شرمندگی اُٹھانی پڑے گی، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ روزانہ کچھ نہ کچھ وقت ضرور اپنا مُحاسبہ کرے، کہ آج میں نے نیک عمل کتنے کیے؟ اور کہاں کہاں رب تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی؟! حضرت سیّدنا وَہب بن منبّہ نے فرمایا: حقٌّ علَى العاقلِ أنْ لّا يَشْغلَ عَنْ أربعِ سَاعاتٍ: سَاعةٌ يُناجِي فيها رَبّه، وسَاعةٌ يُحاسِبُ فِيها نفسه۔ (۲۵) الحدیث — عقلمند پر لازم ہے کہ وہ چار اوقات سے غافل نہ ہو، ان اوقات میں سے ایک وقت اپنے رب تعالیٰ سے مُناجات کے لیے مخصوص کرے اور ایک مخصوص وقت خود اپنا مُحاسبہ کرنے کے لیے نکالے۔"

اللہ و رسول سے ہمارے راز پوشیدہ نہیں

مصطفٰے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسلمانوں کے لشکر کے ہمراہ غزوۂ تبوک سے مدینہ منوّرہ کی طرف واپس ہوئے، تو اس غزوہ سے پیچھے رہ جانے اور بہانے بنانے والے منافقین، راستے ہی میں آپ سے ملاقات کے لیے پہنچ گئے اور مختلف قسم کے حیلے بہانے کرنے لگے، کہ ہم فلاں فلاں مجبوری کے باعث جہاد میں شریک نہیں ہو سکے! اللہ تعالیٰ نے ان بہانے باز منافقین کے بارے میں فرمایا:

"وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

(۲۶) اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے، پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے، وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔"

یعنی بارگاہِ رسالت میں اپنے بارے میں تمہیں کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں، وہاں شیخی کام نہیں آتی، انہیں تو ہر شخص کی حقیقت کا پتا چل جاتا ہے، ان کی بارگاہ میں شیخی بگھارنے کے بجائے مُعافی چاہو، بہانے وعُذر کے بجائے توبہ کرو؛ کیونکہ عملی گناہ کی معافی، عملی توبہ اور اچھے اعمال سے ہوگی، حضرت سیّدنا فرقد سنجی فرماتے ہیں کہ منافق جب دیکھتا ہے کہ اُسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ گناہ کر ڈالتا ہے، افسوس! کہ وہ اِس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اُسے نہ دیکھیں، مگر اللہ دیکھ رہا ہے اس بات کا لحاظ نہیں کرتا۔" (۲۷)

اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن سے آگاہ ہے

کائنات میں کوئی ایسی جگہ نہیں جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ ہو، نیز اللہ ربّ العالمین ظاہر کے ساتھ ساتھ ہمارے باطن سے بھی آگاہ ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اسلامیات

"اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ۔

(۲۸) کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے، جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔"

حضرت سیّدنا ابوعثمان بیان کرتے ہیں، کہ مجھ سے حضرت ابوحفص نے فرمایا کہ" جب تم لوگوں کے لیے (وعظ کی) مجلس کا انعقاد کرو، تو اپنے نفس اور دل کے لیے واعظ بن جاؤ، کہ کہیں مجلس میں لوگوں کی آمد تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے؛ کیونکہ لوگ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں، جبکہ رب تعالیٰ تمہارے باطن کو دیکھ رہا ہے۔" (۲۹)

حضرتِ سیّدنا امام غزالی نے فرمایا کہ" کسی بزرگ کا ایک نوجوان شاگرد تھا، وہ بزرگ اس کی بڑی تعظیم کیا کرتے، اسے دوسروں سے مقدَّم رکھا کرتے تھے، ان کے دیگر شاگردوں نے پوچھا کہ آپ اس کی اتنی عزّت کرتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ بزرگ نے کچھ پرندے منگوائے اور اپنے ان شاگردوں کو ایک ایک پرندہ دے کر فرمایا، کہ اسے ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو، سب لوگ اپنا اپنا ذبح کیا ہوا پرندہ لے کر واپس بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، مگر وہ نوجوان زندہ پرندہ ہی ہاتھ میں پکڑے ہوئے واپس آیا، بزرگ نے پوچھا کہ دوسروں کی طرح تم نے پرندہ کیوں ذبح نہیں کیا؟ اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو مجھے ہر جگہ دیکھ رہا ہے، یہ جواب سن کر لوگ سمجھ گئے کہ آخر یہ نوجوان کیوں زیادہ قابلِ احترام ہے۔" (۳۰)

گناہ سے بچنے کے تین طریقے

ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ہمیشہ اللہ ربّ العالمین کی معصیت و نافرمانی سے بچنا ہے اور گناہوں سے اجتناب کرنا ہے، لیکن اس کے باوجود اگر شیطان بہکانے میں کامیاب ہوجائے اور دل گناہ کی طرف مائل ہوجائے، تو اپنی توجّہ ان تین اُمور کی طرف مبذول کریں؛ کہ ان کے سبب گناہوں سے بچنے میں بہت مدد ملے گی: (۱) جلوت وخلوت میں اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے، (۲) فرشتے ہمارے اچھے بُرے اعمال لکھ رہے ہیں، (۳) اور ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

(1) جلوت وخلوت میں اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے

جلوت ہو یا خلوت اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہماری ہر بات حتی کہ انتہائی خفیف سرگوشی کو بھی سُن رہا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (۳۱) اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی (سرگوشی ہو) تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم کی اور نہ زیادہ کی، مگر یہ کہ وہ اُن کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں، پھر انہیں قیامت کے دن بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا، یقیناً اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

(۱) فرشتے ہمارے اچھے بُرے اعمال لکھ رہے ہیں

جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل سے باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے، وہیں دوسری طرف خالق کائنات کے حکم سے اس کے فرشتے ہمارے اچھے بُرے تمام اَعمال واَقوال کو ایک رجسٹر میں بطورِ ریکارڈ تحریر کررہے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ۔ (۳۲) کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم اُن کی آہستہ باتیں اور اُن کی مُشاورت نہیں سنتے! ہاں کیوں نہیں (یعنی یقیناً سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے (بھی) اُن کے پاس لکھ رہے ہیں۔"

(۲) اعمال نامہ لکھنے کا حکم

جو لوگ غفلت کا شکار ہوکر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہیں اور گناہوں بھری زندگی گزار رہے ہیں، انہیں یہ بات خوب یاد رکھنی

چاہیے کہ کراماً کاتبین (نیکیاں اور گناہ لکھنے والے فرشتے) ہمارے ہر عمل کو اپنے پاس تحریر کر رہے ہیں، کہ کل بروزِ قیامت اُن کے اقرار و اعتراف کے سِوا کوئی چارہ اور فرار کی راہ نہیں ہوگی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (٣٣) ہمارا یہ نوشتہ (اعمال نامہ) تم پر حق بولتا ہے، ہم لکھ رہے تھے جو تم نے کیا۔" یعنی ہم نے فرشتوں کو تمہارے اعمال لکھنے کا حکم دیا تھا۔

(٣) ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے

ہر انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کو بار بار باور کرائے، کہ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا ذائقہ ہر ذی رُوح (جاندار) کو چکھنا ہے؛ کہ اس تصوّر کے باعث گناہوں سے بچنے میں بڑا مدد ملے گی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (٣٤) ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے (یعنی اعمال کے صِلے) تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے، جو آگ سے بچا کر جنّت میں داخل کیا گیا وہ مُراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔"

دل کا سکون وچین

"اللہ دیکھ رہا ہے" اس تصوّر کے سبب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتا ہے اور یوں اللہ کی یاد کے سبب وہ گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ دلی اطمینان، سکون وچین بھی حاصل کر لیتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (٣٥) وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے سکون وچین پاتے ہیں، سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔"

گویا گناہ سے انسان کا دل بے چین ہوتا ہے اور جب اللہ کو یاد کرتا ہے تو اسے چین وسکون نصیب ہوتا ہے، لہٰذا ہر گھڑی اپنے دل کو یادِ الٰہی سے معمور رکھیں، گناہوں سے کوسوں دُور بھاگیں اور ہمیشہ یہ تصوّر قائم رکھیں کہ "اللہ دیکھ رہا ہے" اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید واثق ہے کہ اس تصوّر کی بدولت گناہوں سے بچنے میں مدد ملے گی اور نیک اعمال کی طرف رغبت بڑھے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ!

اے اللہ! ہمیں ہر دم اپنی یاد کی توفیق عطا فرما، ہمیں گناہوں سے بچا، نیک اعمال کی توفیق عطا فرما، ہمارے ظاہر و باطن اور قول وفعل کے تفاوت کو ختم فرما، ہمیں اعمالِ صالحہ کا جذبہ وسعادت عطا فرما، اپنی موت کو یاد رکھنے اور اس کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرما اور فکرِ آخرت کی سوچ عطا فرما، آمین یاربّ العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقِہ ونورِ عرشِہ، سیِّدِ نا ونبیِّنا وحبیبِنا وقرۃِ اٰعیننا محمد، وعلی آلہ وصحبہٖ اجمعین وبارَک وسلم۔

حوالہ جات: (١) پ4، النِساء.1 (٢) پ3، البقرۃ.265 (٣) پ14، النَحل 91 (٤) پ26، ق 16–18 (٥) پ 27، الحدید4 (٦) "الدرّ المنثور" پ 27، الحدید، تحت الآیۃ 4، 8/ 49 (٧) المرجع نفسہ (٨) پ 28، الحشر 18 (٩) "تفسیر القرآن العظیم" پ28، الحشر، تحت الآیۃ ١٨/ ٤/ ٣٤٨ (١٠) پ ١٧، الآنبیاء. ٤٧ (١١) پ ٢١، لقمان ١٦ (١٢) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے 167 (١٣) "صحیح البخاری" کتاب الاِیمان، ر ٥٠، ص ١٢ (١٤) "فتح الباری" کتاب الاِیمان، تحت ر 50، ١/ ١٤٨ (١٥) "اِحیاءعلوم الدّین" کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المقام 1، ٤/ 421 (١٦) پ ٢، البقرۃ ٢٣٥ (١٧) پ30، العَلَق 14 (١٨) پ30، الفجر 14 (١٩) "روح البیان" پ 30، الفجر، تحت الآیۃ 14، 10/ 427، ملخّصاً (٢٠) انظر "روح البیان" تحت الآیۃ 14، 10/ 427، نقلاً عن الکاشفی (٢١) پ 24، المؤمن 19 (٢٢) "تفسیر خزائن العرفان" پ 24، المؤمن، زیرِ آیت 19، 866 (٢٣) پ ٥، النساء ١٠٨ (٢٤) انظر "سیرۃ و مناقب عمر بن عبد العزیز الخلیفۃ الزاہد" ص10 (٢٥) "سنن الترمذی" أبواب صفۃ القیامۃ، تحت ر ٢٤٥٩ ص ٥٦٠ (٢٦) "شُعب الاِیمان" باب فی تعدید نعم اللہ... اِلخ، ر ٤٦٧٧، ٤/ ١٦٩١ (٢٧) پ ١١، التوبۃ ٩٤ (٢٨) "اِحیاء علوم الدین" کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المقام 1، ٤/ 422 (٢٩) پ ١، البقرۃ ٧٧ (٣٠) "اِحیاء علوم الدین" کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المقام 1، ٤/ 421 (٣١) المرجع نفسہ (٣٢) پ28، المجادَلۃ 7 (٣٣) پ25، الزخرف 80 (٣٤) پ 25، الجاثیۃ 29 (٣٥) پ 4، آل عمران 185 (٣٦) پ ١٣، الرَعد ٢٨

از: مولانا عبداللطیف علیمی *

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

سوال: لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا کیسا ہے؟

جواب: لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام و ناجائز ہے کیونکہ مرد کا ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ستر ضروری ہے، بلا ضرورت ستر کھولنا جائز نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے۔"

لہٰذا لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانے سے اجتناب ضروری ہے ورنہ گنہگار رہو گا۔ (بہار شریعت، ج۱ر ح۲ر ص۳۸ر قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: داڑھی منھ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: سردی کے موسم میں عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ٹھنڈک کی وجہ سے کان اور داڑھی مفلر یا رومال وغیرہ سے چھپا کر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ داڑھی، منھ، ناک چھپا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے البتہ کان چھپا کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ناک اور منہ کو چھپانا اور بے ضرورت کھنکار نکالنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔" (بہار شریعت، ج۱ر ح۳ر مکروہات کا بیان)

سوال: کیا فقط کتے کے چھو جانے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب: عوام میں مشہور ہے کہ کتے کا بدن اگر انسان کے جسم یا کپڑے سے لگ جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے جبکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کتے کا جسم انسان کے کپڑے یا بدن سے صرف چھو جانے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے ہاں اگر کتے کے جسم پر کوئی ناپاکی لگی ہو اور وہ اس کے جسم سے چھوٹ کر انسان کے کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو وہ جگہ ناپاک ہوگی نہ کہ پورا کپڑا یا بدن ایسے ہی کتے کا پسینہ اور اس کا تھوک بھی ناپاک ہے وہ بھی جہاں لگے گا ناپاک ہو جائے گا خواہ کپڑا ہو یا بدن لیکن اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو تو صرف چھو جانے یا کپڑے سے لگ جانے کی وجہ سے ناپاکی کا حکم نہ ہوگا، بہار شریعت میں ہے:

"کتا، بدن یا کپڑے سے چھو جائے تو اگرچہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لعاب لگے تو ناپاک کر دے گا۔"

(بہار شریعت، ج۱ر ح۲ر ص۱۰۱ر قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: نماز جنازہ میں ایک ایک ہاتھ کھول کر سلام پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: عام طور پر دیکھا گیا ہے لوگ نماز جنازہ میں ایسا کرتے ہیں کہ جب دائیں جانب سلام پھیرتے ہیں تو پہلے دایاں ہاتھ کھولتے ہیں پھر جب بائیں جانب سلام پھیرتے تو بایاں ہاتھ کھولتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کچھ پڑھے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کھول کر سلام پھیر دینا چاہیے، بہار شریعت میں ہے:

"چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے۔" (بہار شریعت، ج۱ر ح۴ر ص۱۵۴ر قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا عورت کے انتقال کے بعد شوہر کندھا نہیں دے سکتا ہے؟

جواب: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت اگر انتقال کر جائے تو شوہر اس کو نہ دیکھ سکتا اور نہ کندھا دے سکتا ہے یہ جہالت ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد مرد عورت کو نہ چھو سکتا ہے نہ نہلا سکتا ہے لیکن دیکھنے اور کندھا دینے میں کوئی حرج نہیں، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورت مر جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے

اور دیکھنے کی ممانعت نہیں، عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منھ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔"

(بہار شریعت، ج۱/ح۴/ص ۸۱۳/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال میت کے ہاتھ سینے پر رکھے جائیں یا بغل میں؟

جواب: بعض جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ میت کا ہاتھ سینے کے اوپر رکھتے ہیں یا ناف کے نیچے رکھتے ہیں جیسا کہ نماز میں یہ درست نہیں کیونکہ میت کا ہاتھ سینے پر رکھنا منع ہے اس لیے کہ یہ یہودیوں اور نصرانیوں کا طریقہ ہے مستحب یہ ہے کہ میت کے ہاتھ پہلو میں رکھے جائیں، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینے پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے، بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔" (بہار شریعت، ج۱/ح۴)

سوال: کیا آنکھ پھڑکنے سے کوئی نقصان ہوتا ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب مرد کی بائیں آنکھ پھڑکتی ہے تو کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے ایسے ہیں جب عورت کی دائیں آنکھ پھڑکتی ہے تب بھی کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے، اس کے برعکس ہو تو کہتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے یہ محض لغو خیال ہے شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو برا شگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔" (فتاویٰ بحر العلوم، ج۴/ص ۱۴۵/امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)

سوال: کیا بلی راستہ کاٹ دے تو نقصان ہوتا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کسی گلی یا راستے سے جا رہے ہیں اور سامنے سے بلی گزر جائے تو کچھ دیر کے لیے ٹھہر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلی راستہ کاٹ گئی اور برا شگون لیتے ہیں کہتے ہیں کہ اب کچھ نہ کچھ نقصان ہو سکتا ہے اور اس چیز کو بدفالی خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں کیوں کہ بلی کے راستہ کاٹنے سے برا شگون لینا بدفالی خیال کرنا غیر مسلموں کا طریقہ ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کے خیالات ہرگز نہ رکھیں بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا، حدیث شریف میں ہے:

"روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اچھی فال تو لیتے تھے بدفالی نہ لیتے تھے۔" (مرآۃ المناجیح، ج۶/ص ۲۲۱/نعیمی کتب خانہ گجرات)

سوال: کیا خنزیر کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے؟

جواب: یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص خنزیر کا نام لے لے یا ویسے ہی کہ دے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب اس کی زبان چالیس دن تک ناپاک رہے گی یہ لوگوں کی غلط فہمی اور ان کی جہالت ہے صحیح بات یہ ہے کہ مذہب اسلام میں خنزیر کھانا حرام اور اس کا گوشت، پوست، ہڈی، بال، پسینہ اور تھوک وغیرہ پورا بدن اور اس سے خارج ہونے والی ہر چیز ناپاک ہے حتیٰ کی اس سے نفرت کرنا مومن کی شان ہے لیکن اس کے نام لینے کی وجہ سے یہ کہنا کہ زبان ناپاک ہو گئی غلط ہے، البتہ بلا ضرورت نام نہیں لینا چاہیے، واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: جانوروں کو آپس میں لڑانا کیسا ہے؟

جواب: کچھ علاقوں میں جانوروں کا لڑائی میں مقابلہ کرواتے ہیں جبکہ مرغا، بکرا یا بیل، تیتر، بٹیر وغیرہ اور دیگر جانوروں کو آپس میں لڑانا حرام ہے اس لیے کہ انہیں بلا وجہ ایذا پہنچانا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور بعض جگہ پر تو مال کی شرط پر جانور لڑائے جاتے ہیں یہ جوا بھی ہے اور حرام در حرام اور ان کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے

لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لعل لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلا وجہ بے زبانوں کو ایذا ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۹ رنصف آخر، ص ۱۹۰ ررضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

" جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔"

(بہار شریعت، ج ٤ رح ١٦ رص ١٣١ رقادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا نوٹوں کا ہار پہننا جائز ہے؟

جواب: آج کل لوگوں میں یہ رواج ہے کہ خوشی کے موقع پر خاص طور سے شادی بیاہ اور جلسوں وغیرہ میں نوٹوں کا ہار پہنتے اور پہناتے ہیں یہ طریقہ شرعاً درست نہیں بلکہ ناجائز و گناہ ہے اور نوٹوں کا ہار پہننا اس لیے درست نہیں ہے کہ اس میں فخر وریا اور مال و دولت سے دلی محبت کے اظہار کی خوشی پائی جاتی ہے لہٰذا اس کا استعمال ناجائز ہے، البتہ خالص پھولوں کا سہرا یا ہار بالکل جائز ہے، فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے:

" روپیہ کا مالا پہننا حرام ہے۔"

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۲ رص ٤١ ٣ رفقیہ ملت اکیڈمی)

سوال: کھانا کھانے کے لیے پوچھنے پر اس کے جواب میں "بسم اللہ کرو" کہنا کیسا ہے؟

جواب: کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا عرف یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں؛ کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ، اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا تک نہیں، یہ بات یعنی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لئے بلانا اچھی بات ہے مگر بلانے والے کو یہ چاہیے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لیے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے اور یہ بھی رواج ہے کہ جب کسی کو کھانے کے لیے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے بسم اللہ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں، اس موقع پر بسم اللہ کہنے کو علمائے کرام نے بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ اس موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً اللہ برکت دے، اللہ زیادہ دے۔

(بہار شریعت، ج ٤ رح ١٦ رص ٢٠ رقادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا پان کھانا سنت ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ پان کھانا سنت ہے حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ پان کھانا نہ سنت ہے اور نہ ہی مستحب بلکہ مباح ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" پان کھانا نہ سنت ہے نہ مستحب صرف مباح ہے ہاں بعض عوارج خارجیہ کے باعث مباح ہوسکتا ہے جیسے کھانے میں میزبان کی دل شکنی ہو یا بوسۂ زوجہ کے لئے منھ کو خوشبودار کرنے کی نیت سے بلکہ واجب بھی جیسے ماں یا باپ حکم دے اور نہ ماننے میں اس کی ایذا ہو یوں ہی عارض کے سبب مکروہ بھی ہو سکتا ہے جیسے تلاوت قرآن مجید میں بلکہ حرام بھی جیسے نماز میں۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۹ رص ۲۰۶ ررضا اکیڈمی ممبئی)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

" پان بلا شبہ جائز ہے اور زمانہ حضرت شیخ العالم فرید الدین گنج شکر و حضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین علیہما الرضوان سے مسلمان میں بلا نکیر رائج ہے۔" (مرجع سابق، ص ۱۱۱)

از: مولانا غلام مصطفٰی نعیمی*

اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

تنقید و تجزیہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ایک شعر ان دنوں موضوع بحث بنا ہوا ہے، بحث کی ابتدا پاکستان کے اکمل عطاری صاحب کی تنقید سے شروع ہوئی، جس میں موصوف نے مذکورہ شعر کو گھرا قرار دیتے ہوئے بغیر توضیح وتشریح کے پڑھنا عوام الناس کے لیے خطرناک بتایا، اسی تنقید پر اہل علم کے درمیان مباحثہ چل رہا ہے۔

ہم اس تحریر میں عطاری صاحب کی تنقید اور شعر کی معنویت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تا کہ عطاری صاحب کی تنقید اور شعر کا درست مفہوم ظاہر ہو سکے، اس مقام پر چند بنیادی چیزیں سمجھ لی جائیں تو امید ہے کہ سارا مطلع صاف ہو جائے گا۔

خاطر کے معانی اور استعمال

الفاظ کی دنیا بھی نہایت وسیع وعریض ہے، جہاں صرف معانی ہی نہیں، اس کی باریکیاں، ان کا استعمال اور عرف وتعامل کا اثر دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے، کئی بار حقیقت مجاز کے آگے اور لغت عرف کے سامنے کہیں پوشیدہ ہو جاتی ہے اور جو بات یا معنی عوام خواص میں رائج ہو اسی کا اعتبار کرنا ضروری ہو جاتا ہے، کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ لفظ کے ظاہرے سے انسانی ذہنی دوسری جانب نکل جاتا ہے اس لیے گفتگو میں الفاظ کے ساتھ اس کے معانی اور معانی کے ساتھ اس کی باریکیاں اور عرف عوام کا خیال بھی از حد ضروری ہوتا ہے، تا کہ لغت، حقیقت یا الفاظ کے پیچ وخم کی وجہ سے ذہن وفکر اضطراب وانتشار کا شکار نہ ہو سکے، تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے جس شعر پر بحث ومباحثہ کا دور جاری ہے وہ یہ ہے:ـ

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

اسی شعر کے مصرعہ ثانی پر عطاری صاحب سے سوال کیا گیا تو آپ نے نقد کرتے ہوئے چند نکات بیان کیے جن کا خلاصہ یہ ہے:

''شعر کی تاویل ہو سکتی ہے لیکن بغیر توضیح وتشریح کے عوام میں ایسا گھرا شعر پڑھنا ذرا خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ کے تمام افعال غرض سے پاک وصاف ہوتے ہیں۔''

شعر مذکور سے ظاہراً اللہ تعالیٰ کا محتاج غرض ہونا لازم آتا ہے جب کہ وہ ہر غرض سے پاک ہے، عطاری صاحب نے مثالوں کے ذریعے واضح کیا کہ خداوند قدوس کے افعال کسی بھی غرض کے ساتھ نہیں ہوتے ہاں ارادہ الٰہی کے تحت جو چیز وجود میں آتی ہے، وجود کے معاً بعد اس سے ہزاروں لاکھوں اغراض وابستہ ہو جاتے ہیں، عطاری صاحب نے شعر مذکور کو بایں بنا عوام میں پڑھنے سے منع کیا کہ ظاہراً اس شعر سے اللہ تعالیٰ کا محتاج غرض ہونے کا مفہوم متبادر ہو رہا ہے، اس لیے ایسا گھرا شعر بغیر توضیح وتشریح نہ پڑھا جائے، ورنہ عقیدہ ونظریہ کے لیے خطرناک ثابت ہوگا، اب دیکھتے ہیں کیا مذکورہ شعر میں غرض کا لفظ یا مفہوم موجود ہے کہ نہیں؟

جب ہم اس شعر کو دیکھتے ہیں تو لفظ غرض کا استعمال کسی مصرعہ میں نہیں ہے، ہاں مصرعہ اوّل میں "آپ کی خاطر" اور مصرعہ ثانی میں "اپنی خاطر" کا استعمال کیا گیا ہے، عطاری صاحب نے شاید اسی جملے سے غرض کا مفہوم اخذ کیا ہے، اس لیے پہلے اسی جملے کا لغوی معنی اور عوامی استعمال سمجھ لیتے ہیں تا کہ تنقید کی اصل نوعیت سمجھ سکیں، خاطر ایک کثیر المعانی لفظ ہے، لغت میں اس کا بنیادی مفہوم رضا، خوشی، خواہش، پاس ولحاظ، پاس داری اور دل جوئی کا بیان کیا گیا ہے، اگر ان معانی کو مصرعہ اوّل کے ضمن میں سمجھا

جائے تو مصرعہ اوّل کا سیدھا سادا سا مفہوم یہ نکلے گا:

''یارسول اللہ! یہ ساری کائنات، یہ ارض وسما، یہ غنچہ وگل، یہ سنبل وسمن، یہ فلک وملک، یہ زمین وآسماں، یہ بحر وبر، یہ شمس وقمر، یہ جن وبشر سب کچھ آپ کی خوشی، آپ کے صدقے، آپ کے اعزاز اور آپ ہی کے واسطے پیدا کیے گیے ہیں، آپ نہ ہوتے تو کائنات کا وجود ہی نہ ہوتا، سب کا وجود آپ ہی کے وجودِ مسعود کا صدقہ ہے۔''

یہ صرف شاعرانہ تخیل نہیں اسلامی نظریہ کی عکاسی ہے، حدیث قدسی ہے:

"وعزتي و جلالي لو لاك ما خلقت الجنة ولو لاك ما خلقت الدّنيا- میری عزت وعظمت کی قسم، اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو جنت کو بھی پیدا نہ کرتا اور اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو پھر دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔"

(دیلمی، الفردوس بمأ ثور الخطاب، 5 227، رقم 8031)

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ایک تسامح اور اس کا ازالہ

مصرعہ اوّل کی تفہیم پر شاید ہی کسی کو اعتراض ہو، رہ جاتا ہے مصرعہ ثانی، اسی کے جملے اپنی خاطر سے عطاری صاحب کو غرض الٰہی کا اشتباہ ہوا، اور انھوں نے شعر کو خطرناک کہہ دیا، عطاری صاحب نے نقد کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی ارادے کے لیے پہلے غرض لازم ہے، اس کے بعد ارادہ ہوتا ہے اس کے بعد عمل ہوتا ہے، یعنی کسی بھی کام کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں: اوّل غرض، دوم ارادہ، سوم عمل۔

عطاری صاحب کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ارادے پر کوئی چیز نہیں ابھارتی! ہاں معاً بعد لاکھوں اغراض اس عمل بعد ارادہ سے وابستہ ہوجاتی ہیں، مجھے لگتا ہے یہاں پر عطاری صاحب سے اصول بیان کرنے میں قدرے تسامح ہوا، ضروری نہیں ارادہ الٰہی کسی غرض ہی کے تحت ہو، ارادہ الٰہی رضائے حبیب کی خاطر بھی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

''قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۔ (سورۃ البقرۃ:144) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف، جس میں تمہاری خوشی ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے (کعبے کو قبلہ بنانے) کا اظہار فرمایا ہے اور یہ ارادہ کسی غرض نہیں بل کہ رضائے حبیب کی خاطر ظاہر کیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ ارادۂ الٰہی کے لیے رضائے حبیب کا نظریہ رکھنا ہرگز غرض نہیں ہے ورنہ قرآن کریم میں ارادۂ الٰہی کو رضائے حبیب کے ساتھ نہ بیان کیا جاتا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

اس مقام پر یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ انسانی ارادے کے لیے کئی چیزوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے، اولاً اس ارادے کا تصور، اس کے فائدے کا یقین، حاصل کرنے کا شوق پھر کہیں جا کر دماغ اعضائے بدنیہ کو مطلوبہ چیز کے حصول کا حکم دیتا ہے لیکن ارادہ الٰہی ان تمام چیزوں سے پاک ہوتا ہے، ہاں اس کا ارادہ دو طرح کا ہوتا ہے: اوّل صرف مشیت وقدرت کے تحت، دوم جس میں رضائے الٰہی شامل ہو۔

کائنات کے تمام امور اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی قدرت ہی کے تحت واقع ہوتے ہیں، بغیر مشیت الٰہی پتّا بھی نہیں ہل سکتا لیکن ضروری نہیں کہ ہر امر مشیت میں رضائے الٰہی بھی شامل ہو، جو کام ناپسندیدہ ہوتے ہیں، وہ بھی تحت قدرت ہی ہوتے ہیں لیکن ان میں رب کی رضا و پسندیدگی نہیں ہوتی، دوسرے وہ کام ہوتے ہیں جن میں مشیت الٰہی کے ساتھ ساتھ رضائے الٰہی بھی شامل ہوتی ہے، المعتقد میں ہے:

"فالمعاصی واقعة بارادته ومشيته تعالیٰ لا بامره ورضاءه ومحبته۔ (المعتقد المنتقد: ۴۱) معاصی اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے واقع ہوتے ہیں نہ کہ اس کے حکم سے اور نہ اس کی رضا و محبت سے۔"

یعنی گناہ و نافرمانی کے کام بھلے ہی تحت مشیت ہوتے

احوال قوم وملت

ہیں مگر وہ رضائے مولیٰ سے خالی ہوتے ہیں، ہاں امور محمودہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا و پسند شامل ہوتی ہے، اس تفصیل سے بھی یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ ارادۂ الٰہی کے لیے محبت و پسندیدگی کا نظریہ رکھنا ہرگز "غرض" نہیں ہے بل کہ یہ نظریہ اہل سنت ہے۔

لفظ خاطر پر اشتباہ اور اس کا جواب

عطاری صاحب کو مصرعہ ثانی میں "اپنی خاطر جو بنایا" پر اصل اعتراض تھا، اس لیے پہلے یہ جان لیتے ہیں کہ اہل علم کے یہاں ''اپنی خاطر'' یا اس سے ملتی جلتی تراکیب کس معنی میں استعمال کی جاتی ہیں، اہل زبان اپنی خاطر، تمہاری خاطر جیسی ترکیبوں کا استعمال اپنائیت، قربت اور اظہار محبت کے لیے کرتے آئے ہیں، عبید اللہ علیم کہتے ہیں:

اب تو مل جاؤ ہمیں تم کہ تمہاری خاطر
اتنی دور آگئے دنیا سے کنارا کر کے

امین شارق لکھتے ہیں:

ہیں دنیا سے منکر ہم
صرف تمہاری خاطر ہم

ساغر صدیقی لکھتے ہیں:

ہم بڑی دور سے آئے ہیں تمہاری خاطر
دل کے ارمان بھی لائے ہیں تمہاری خاطر

ان تمام اشعار میں ''تمہاری خاطر'' کا استعمال، اپنائیت، قربت اور اظہار محبت کو بیان کرنے کے لیے ہوا ہے، جس سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ ''اپنی خاطر'' جیسی ترکیب کا استعمال کسی غرض نہیں بل کہ اظہار قربت و محبت کے لیے کیا جاتا ہے، اس تناظر میں تاج الشریعہ کے مصرعۂ ثانی کا مفہوم یہ نکلے گا:

" یارسول اللہ ﷺ! رب تعالیٰ نے آپ کو خاص اپنے لیے بنایا ہے، آپ کا وجود مسعود خداوند اقدس کی اس رضا کے تحت ہوا ہے جو کسی اور انسان کا مقدر نہ ہو سکی، آپ اللہ عزوجل کے اس ارادۂ رضا کا ظہور ہیں جس کا ہر حصہ قربت الٰہی کے جلووں سے سرشار ہے۔"

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے:

"وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔(سورۃ ذاریات:۵۶) اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ارشاد فرمایا:

"وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ۔(سورۃ طٰہٰ:۴۱) اور میں نے تجھے خاص اپنے لیے بنایا۔"

غور کریں! پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کا مقصد تخلیق اپنی عبادت کو قرار دیا، پیغمبر آخر الزماں ﷺ انسانیت کا فرد کامل ہیں، آپ کے طرح کوئی عبادت کر سکا ہے نہ کر سکے گا، باقی تمام انسانوں کی عبادتیں آپ کی عبادت کے بعد ہیں، بایں طور بھی یہ کہا جانا بالکل بجا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ جان رحمت کو "اپنی عبادت کی خاطر" بنایا ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں واضح طور پر فرمایا کہ میں نے تمہیں "خاص اپنے لیے" بنایا ہے، اس آیت میں " خاص اپنے لیے" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صدر الافاضل سید نعیم الدین علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

" اپنی وحی اور رسالت کے لئے تا کہ تو میرے ارادہ اور میری محبت پر تصرف کرے اور میری حجت پر قائم رہے اور میرے اور میری خلق کے درمیان خطاب پہنچانے والا ہو۔"

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی و رسالت کے باب میں خاص اپنے لیے بنایا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہوا تو سید عالم ﷺ کی خصوصیات تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی گنا زیادہ ہیں، وحی الٰہی کے باب میں جو مقام ہمارے حضور ﷺ کو ملا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہیں ملا، حضرت موسیٰ ہم کلامی کے لیے طور پر جائیں، حضور جہاں ہوں وہاں وحی آئے، موسیٰ علیہ السلام بواسطہ درخت ہم کلام ہوں، نبی کریم ﷺ بلا واسطہ ہم کلامی کا شرف حاصل کریں، حضرت موسیٰ کی رسالت، رسالت محمدی کا صدقہ ہے۔

اللہ کی محبت پر جو مقام و مرتبہ حضور علیہ السلام کا ہے، اس کا

حضرت موسیٰ سے موازنہ بھی نہیں کیا جا سکتا، اگر اسی مفہوم کو شعری رنگ میں اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں، کہہ دیا جائے تو قرآن کی ترجمانی ہی کہلائے گی اور یہ مفہوم کسی بھی طور پر اللہ تعالیٰ کی غرض کی جانب مشیر نہیں ہوگا۔

رہا یہ خدشہ کہ عوام اس مفہوم ومطلب کو سمجھتی ہے کہ نہیں؟ اس پر اتنا جان لینا کافی ہے کہ عوام الناس میں لفظ غرض کو اچھا نہیں سمجھا جاتا (بھلے ہی غرض صحیح ہو) کسی کو خودغرض کہہ دیا جائے تو انسان اسے گالی سمجھتا ہے حالانکہ معنوی اعتبار سے غرض صحیح ہو تو خودغرضی کا مفہوم برا نہیں ہے لیکن عرفاً یہ لفظ ناپسندیدہ مانا جاتا ہے، جب عوام اس لفظ کو اپنے لیے ہی استعمال کرنے سے بچتے ہیں تو کوئی اسے خداوند قدوس کے لیے سوچ بھی کیسے سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کو اپنے لیے، اپنی خاطر بنایا جیسے جملوں سے عوام یہی سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو خاص اپنے لیے پیدا فرمایا ہے، اسی لیے حضور پاک ﷺ کو مقام محبوبیت عطا فرمایا جو کسی بھی نبی و پیغمبر کو نہیں ملا، اس لیے اپنی خاطر جیسے جملوں سے غرض الٰہی جیسا مفہوم مراد لینا اہل علم اور عرف عام کے خلاف ہے۔

◆◆◆

ص ۱۲ رکا بقیہ..

بھائیوں کو سمجھ دے تاکہ ہزاروں روپے جو یوں "نیکی برباد، گناہ لازم" میں تباہ کرتے (ہیں) انھیں حضرات شہیدان پاک کے نام پر تصدق (صدقہ) کرتے، مساکین کو دیتے، جاڑے میں ان کے لحاف، رضائی، گرم کپڑے بناتے (اور غریب و مسکین کو پہناتے) وغیرہ وغیرہ افعال حسنہ (نیک کام) کرتے تو کتنا بہتر ہوتا، اللہ ہدایت دے، آمین۔"

آخری بات

تعزیہ اور محرم کے دیگر مراسم واعمال بالعموم محلے کے بااثر لوگوں کی نگرانی میں انجام دیئے جاتے ہیں، اگر پنچایت کے ذمہ دار حضرات اور گاؤں کے بڑے اور مکھیا منتری لوگ چاہیں تو بڑی آسانی سے تعزیہ وغیرہ کا غیر شرعی اور ناجائز طریقہ ختم ہوسکتا ہے، مسلم سماج کے جو بڑے بڑے لوگ اپنی نگرانی میں تعزیہ کا جلوس نکلواتے ہیں اور اس کی سرپرستی کرتے ہیں، وہ اگرچہ تعزیہ میں شریک نہ ہوں لیکن اس مجرمانہ خاموشی کی بدولت وہ بھی گنہ گار ہوں گے، مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

"جو اپنے درمیان برائی دیکھے اور قدرت کے باوجود دوسرے کو اس برائی سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ سب کو اس کا عذاب دے گا۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو نیک عمل کی توفیق بخشے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵۴ رکا بقیہ..

ہر مکاں تک جس کی پھیلی روشنی
آسماں تک جس کی پھیلی روشنی
کل جہاں تک جس کی پھیلی روشنی
لامکاں تک جس کی پھیلی روشنی
وہ چراغ عالم آرا آپ ہیں

ذہن عینؔی میں ہے یہ حسن خیال
یا پیمبر، صاحب جود ونوال
بہر اصحاب شما و بہر آل
بر درت آمد گدا بہر سوال
ہو بھلا "اختر" کا، داتا آپ ہیں

ص ۵۴ رکا بقیہ..

ہوں گرفتارِ مصیبت، کیجیے
چشمِ رحمت اے مسیحائے زماں
اے حیا والی نظر! کرنا کرم
رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
خالق لوح وقلم نے بالیقیں
"آپ کی خاطر بنائے دوجہاں"
نعت کے صدقے اے احؔمد باغِ فن
لہلہائے گا ادب کے درمیاں

احوال وطن

پہلی قسط

از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی*

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ ر سالہ دردناک سفر

انڈیا میں فسادات ایک ایسی حقیقت ہیں جن سے انکار کی گنجائش نہیں، اس کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا ہے کہ آپ کتنے بھی اعلیٰ عہدے پر فائز ہوں آپ کو اپنی دیش بھکتی بار بار ثابت کرنی ہی پڑتی ہے، مزید یہ بھی کہنا ضروری ہوتا ہے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں سے انڈیا کے مسلمان زیادہ خوش ہیں (کتنے خوش ہیں یہ مضمون میں دیکھیں گے) اس کے لیے حکومت نے غیر معلنہ ایک شعبہ تشکیل دے رکھا ہے جس میں سرکاری علما کو صرف اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ اپنی قوم پر ہونے والے مظالم اور ناانصافیوں پر اٹھنے والے شور کو عالمی سطح پر دبا سکیں، نیز بین الاقوامی سطح پر حکومت کو شرمندگی اور پابندی جیسی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ہم انڈین مسلمانوں کے اس سفر کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے، پہلے حصے میں میں آزادی کے بعد 50 ر سالوں میں ہونے والے خطرناک فسادات کا ذکر کریں گے، جب کہ دوسرے حصے میں اکیسویں صدی کے بھارت کو الگ پیش کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ یہ بھی واضح ہو جائے کہ انڈین حکومت اور اکثریتی طبقہ دنیا کے ساتھ شانہ بشانہ چلنا چاہ رہا ہے یا پھر پیچھے جا کر خوں ریزی اور ناانصافی کی وہ حدود تیار کر رہا ہے جسے دیکھ کر ہٹلر مسولینی اور منگول بھی شرما جائیں، بطور خلاصہ اخیر میں ایک تجزیہ پیش کریں گے اور فیصلہ قارئین کرام پر ہوگا کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔

انڈیا میں مسلمان کتنے خوش ہیں اس کا اندازہ آپ کو بارہا ہوتا رہتا ہوگا لیکن ہم اعداد و شمار کے ذریعے کچھ مزید مثالیں پیش کرنا چاہیں گے، فسادات کے متعلق ویسے تو بہت کچھ شائع ہوا ہے اور اس سے کئی گنا چھپا دیا گیا ہے، لیکن جتنا دکھتا ہے کسی ملک کو آگے نہ بڑھ پانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے، شاید انڈیا کے بااثر لیڈروں نے کبھی ملک کی ترقی کی طرف توجہ دی ہی نہیں، بلکہ فسادات کرانے اور پھر فسادات کے نام پر ملک کو گڑھے میں گرانے کا ہی کام کیا ہے، لوگوں کے درمیان منافرت انھیں فسادات کا نتیجہ ہے جو اب خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے، دو انگریز محققین کی یہ رپورٹ دیکھیے جو انھوں نے 2012 میں عام کی تھی:

"We are in 1986, almost forty years after Independence and the traumatizing events of Partition: Hindu–Muslim relations in India are fraught with many difficulties. The communal divide, as it is called, is still salient, and religious riots have become a distinctive feature of Indian social life. Starting in 1961, the country has witnessed a number of severe riots: dramatic events occurred in Calcutta, Rourkela, and Jamshedpur following the theft of a relic hair of the Prophet in Kashmir (1964)The country then witnessed a large pogrom against Muslims in Ahmedabad (1969) ghastly riots in Bhiwandi (1970) and Jamshedpur (1979) repeated incidents in Hyderabad unbridled violence in Moradabad (1980) and Biharsharif (1981) huge massacres in Nellie (1980) and terrible riots in

* مضمون نگار تحریک علمائے بندیل کھنڈ کے چیئرمین ہیں۔

Bombay–Bhiwandi (1984) (for a detailed account of this period, as well as a general introduction to India and its various communities, see Hindu–Muslim Communal Riots in India I (1947-1986) by Violette Graff and Juliette Galonnier.[2012]

وایلیٹ گراف اور جولیٹ گیلونیر (2012) اپنی تحقیقی رپورٹ "ہندوستان میں ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات (1947–1986)" میں لکھتے ہیں" ہم 1986 میں ہیں آزادی کے تقریباً چالیس سال بعد اور تقسیم کے تکلیف دہ مناظر اب بھی تکلیف دیتے ہیں، ہندوستان میں ہندو مسلم تعلقات بہت سی مشکلات سے بھرے ہوئے ہیں، فرقہ وارانہ تقسیم، جیسا کہ اسے کہا جاتا ہے اب بھی نمایاں ہے اور مذہبی فسادات ہندوستانی سماجی زندگی کی ایک مخصوص خصوصیت بن چکے ہیں۔ 1961 سے ملک نے کئی شدید فسادات دیکھے ہیں: کشمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقیات کی چوری کے بعد کلکتہ، رورکیلا اور جمشید پور میں ڈرامائی واقعات رونما ہوئے، اس کے بعد ملک نے احمد آباد (1969) میں مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی تباہی (نسل کشی) دیکھی، بھیونڈی (1970) اور جمشید پور (1979) میں خوفناک فسادات نیز حیدر آباد میں بار بار فسادات ہوئے، مراد آباد (1980) اور بہار شریف (1981) میں بے لگام تشدد، نیلی (آسام) میں بڑا قتل عام (1983) اور بمبئی کے بھیونڈی (1984) میں خوفناک فسادات رونما ہوئے۔"

اس رپورٹ میں ذکر کیے گئے فسادات پر ہم کچھ روشنی ڈالتے چلیں گے تاکہ فسادات کو اچھی طرح سے سمجھا جا سکے اور سیاسی پارٹیوں کی مسلمانوں سے محبت بھی آپ دیکھ سکیں ، 1961 فروری 4/جبل پور (مدھیہ پردیش) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 80٪ ہندو، 14٪ مسلمان مدھیہ پردیش کے وزیر اعلی: K.N. کاٹجو، کانگریس پارٹی، جنوری 1957/مارچ 1962 تقسیم ہند کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پہلا بڑے پیمانے پر فساد ریاست مدھیہ پردیش کے شہر جبل پور میں ہوا۔ اس فساد کا تعلق کامیاب مسلم کاروباریوں کے ایک چھوٹے سے طبقے کے ابھرنے سے تھا جس نے ہندو اور مسلم برادریوں کے درمیان ایک نئی معاشی دشمنی پیدا کی، اس فساد کے متعلق دو قسم کی آرا پائی جاتی ہیں:

(1) جسٹس شیو دیال شریواستو کمیشن آف انکوائری کی رپورٹ کے مطابق، 3 فروری کو دو مسلم نوجوانوں کے ذریعہ عصمت دری کے بعد ایک نوجوان ہندو لڑکی کی خودکشی نے فرقہ وارانہ کشیدگی کو جنم دیا۔ اے بی وی پی (اکھل بھارتیہ ودیارتھی نے، آل انڈیا اسٹوڈنٹس فورم، ہندو قوم پرست طلبہ یونین) کی حمایت کے ساتھ، طلبہ نے عصمت دری کی مذمت کے لیے 4 فروری کو ایک پرامن جلوس نکالا، پریشانی اس وقت شروع ہوئی جب ان میں سے کچھ انجمن اسلامیہ اسکول کے قریب رک گئے اور مسلمان طلبا کو جلوس میں شامل ہونے پر مجبور کرنے لگے........ چونکہ جلوس بنیادی طور پر ہندو تھا اور اسکول کے طلبا زیادہ تر مسلمان تھے، اس لیے اس واقعے نے فرقہ وارانہ جذبات کو جنم دیا۔

(2) کچھ رپورٹوں میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ فساد بولی کی صنعت کے ایک نامور ہندو تاجر (چھوٹے سگریٹ) کی بیٹی کے اپنے مسلم حریف کے بیٹے کے ساتھ فرار ہونے سے ہوا تھا، ہندو پریس نے فرار کو عصمت دری کی کوشش قرار دیا۔ بولی کی صنعت میں ہندو مسلم دشمنی نے صورتحال کو اور زیادہ پولرائز کر دیا۔ صورتحال پر قابو پانے کے لیے 5 فروری کو فوج طلب کی گئی۔ لیکن یہ 7 فروری کو روانہ ہوئی، ہندو کارکنوں نے حملہ کیا اور مسلمانوں کی املاک کو لوٹ لیا (ہندو گھروں کو بچاتے ہوئے) حکومتی رپورٹس کے مطابق پچپن لوگوں کی موت ہوئی، لیکن غیر حکومتی رپورٹس کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 200 سے زیادہ ہے، تشدد نے آس پاس کے دیہاتوں میں 8 اور 9 فروری کو

ساگر میں چھ اور نرسمہا پور میں 8 فروری کو دو اموات ہوئیں۔

1961، 3 اکتوبر: علی گڑھ (اتر پردیش) 57٪ ہندو، 41٪ مسلمان، اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: سی بی گپتا، پارٹی کانگریس دسمبر 1960 تا اکتوبر 1963 جبل پور فسادات کے بعد، 1962 کے عام انتخابات سے عین قبل علی گڑھ (اتر پردیش) میں بھی تشدد بھڑک اٹھا، یہ شہر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (اے ایم یو) کے لیے مشہور ہے..... اکتوبر 1961 کے طلبہ یونین کے انتخابات کے دوران ایک بھی ہندو طالب علم منتخب نہیں ہوا۔

مسلم طلبہ نے اپنی فتح کا جلوس نکالا، جس میں بی جے ایس (بھارتیہ جن سنگھ، انڈین پیپلز الائنس) اور اے بی وی پی کے کارکنوں نے جوابی مظاہرے کئے، اس کے بعد یونیورسٹی کے ہاسٹل میں مسلم اور ہندو طلبہ کے درمیان تصادم ہوا۔ 3 اکتوبر کو کیمپس میں ایک ہندو طالب علم کی ہلاکت کی افواہ نے شہر میں تشدد کو جنم دیا۔ شہر کے ہندو کالجوں کے طلبا نے یونیورسٹی کے ملازمین پر حملہ کیا۔ فسادات میں 14 افراد ہلاک ہوئے جن میں زیادہ تر مسلمان تھے۔ 1961، اکتوبر 5-8: میرٹھ (اتر پردیش) 61٪ ہندو، 36٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: سی بی گپتا، پارٹی کانگریس، دسمبر 1960 تا اکتوبر 1963 علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں جھڑپوں کے دوران میرٹھ (اتر پردیش) میں بھی فساد شروع ہو گیا، یہاں بھی ایک غیر مسلم کی پٹائی کے بعد معاملہ گرما گیا، غیر مسلموں نے جلوس نکالا، انتظامیہ کے اہم ارکان بھیڑ میں موجود تھے لیکن انھوں نے کچھ نہ کیا۔

اگلے دن، ایک اور بھی بڑا ہندو جلوس اکٹھا ہوا، جس نے مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہونے کی دھمکی دی۔ مسلم بھی اپنے گھروں سے باہر نکل آئے — پولیس نے دونوں طرف کے ہجوم کو منتشر کرنے کے بجائے مسلمانوں کے ہجوم پر لاٹھی چارج کی، جس کے نتیجے میں شہر کے کئی علاقوں میں ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی۔ تشدد کئی دنوں تک جاری رہا، جس میں 13 سے 17 افراد کی جانیں گئیں۔ اب ہم یہاں اکٹھا تین فسادات کا ذکر کرتے ہیں، اہم بات یہ ہے کہ ہر پتھر کے نیچے اور ہر پتّے کے پیچھے کانگریس ہی نکلتی ہے ملاحظہ فرمائیں:

(1): 1964 مارچ: کلکتہ (مغربی بنگال)، جمشید پور (بہار) رورکیلا (اڑیسہ) کلکتہ 78٪ ہندو، 20٪ مسلمان. مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ: پی چندرسین، پارٹی ایک بار پھر کانگریس جولائی 1962 تا مارچ 1967 (2) جمشید پور 81٪ ہندو، 9٪ مسلمان، بہار کے وزیر اعلیٰ: کے بی سہائے، پارٹی کانگریس، اکتوبر 1963 تا مارچ 1967 (3) اڑیسہ (رورکیلا) 84٪ ہندو، 9٪ مسلمان — وزیر اعلیٰ: برین مترا، پارٹی کانگریس، اکتوبر 1963 تا فروری 1965 کلکتہ میں، 10 جنوری کو مشکلات شروع ہوئیں۔ 11 جنوری کو فوج بلائی گئی اور 18 جنوری کو روانہ ہوئی۔ 19 جنوری تک کے عرصے میں، جیورسٹ کمیشن نے 104 افراد کی ہلاکت کی اطلاع دی، جن میں سے 39 پولیس کی فائرنگ سے مارے گئے۔

دوسری رپورٹس میں مرنے والوں کی تعداد 400 بتائی گئی ہے۔ 16 مارچ کو، "پاکستان بچاؤ اقلیتی کمیٹی" کے زیر اہتمام ہرتال (عام ہڑتال) ہونے سے ایک دن پہلے، ایک سو مسلم ٹیکسٹائل کارکنوں کے ایک گروپ پر حملہ کیا گیا۔ ان میں سے تیرہ جان کی بازی ہار گئے۔ (یہ فسادات کشمیر کے حضرت بل میں رکھے آقا علیہ السلام کے موئے مبارک کی چوری سے شروع ہوے، انڈیا، پاکستان، مشرقی پاکستان یعنی موجودہ بنگلہ دیش میں بھی تشدد دیکھا گیا۔)

جمشید پور میں 19 مارچ کو تشدد بھڑک اٹھا۔ 21 مارچ کو فوج کو طلب کرنا پڑی، سرکاری طور پر مرنے والوں کی تعداد 51 بتائی گئی لیکن اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی، رورکیلا میں، فسادات 16 مارچ کو شروع ہوئے جب وہاں کے باشندوں نے ایک خصوصی ٹرین میں سفر کرنے والے ہندو پناہ گزینوں کو کھانا کھلانے کی کوشش کی جو قصبے میں رکی تھی۔ فسادات اس وقت شروع ہوئے جب ایک ہندو پناہ گزین نے مبینہ طور پر ایک مسلمان نانبائی کی طرف سے پیش کی گئی روٹی کھانے کے بعد قے کی۔ افواہ پھیل گئی کہ مسلمان ہندو پناہ گزینوں کو زہر

دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ریلوے اسٹیشن سے لے کر قصبے کی مختلف کچی آبادیوں اور ملحقہ دیہاتوں تک تشدد پھیل گیا۔ ہندو ہجوم (بنیادی طور پر پنجابی، بنگالی اور اُڑیا) مسلمانوں کے قتل میں مقامی آدیواسیوں (قبائل) کے ساتھ شامل ہوئے۔ سرکاری رپورٹوں میں مرنے والوں کی تعداد 53 بتائی گئی ہے (جیورسٹ کمیشن نے 70 اموات کی اطلاع دی ہے)، لیکن ایس کے گوش کے مطابق، جو اس وقت اڑیسہ کے ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس تھے، صرف رورکیلا تشدد، جو کہ 15 دن تک جاری رہا، میں دعویٰ کیا کہ دو ہزار اموات ہوئیں جس میں زیادہ تر مسلمان تھے۔

دیگر رپورٹ کردہ اعداد و شمار، کچھ کم و بیش مجموعی طور پر پانچ ہزار اموات کو بتاتے ہیں۔ جب کہ سرکاری ریکارڈ کا تخمینہ ہے کہ تشدد نے تین قصبوں کلکتہ، رورکیلا اور جمشید پور میں 134 افراد کی جانیں لی تھیں، اصل میں مرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ واقعات کے اس المناک سلسلے نے بھارت اور پاکستان کے وزرائے داخلہ کو نظم و ضبط کی بحالی کے لیے اپریل 1964 کو دہلی میں ملاقات کرنے پر مجبور کر دیا۔

(Feldman 1969: 149); *(Schermerhon 1976: 5); *(Saxena 1984: 53); *(Ghosh 1987: 210–212); *(Bernard 1994: 188–189); *(Chatterji 1995: 18–21); *(Parry and Struempell 2008); *(Ul - Huda 2009)

مذکورہ فسادات کی رپورٹس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کانگریس نے کبھی بھی فسادات کو جڑ سے ختم کرنے کے متعلق نہیں سوچا، اور نا ہی اس مسئلے کو کبھی سنجیدگی سے لیا، نتیجہ مسلمان جانی مالی نقصانات سے آج تک ابر نہ سکا، جب بھی مسلمان معاشی طور پر کچھ ترقی کرتے ہیں اسی وقت ایسے شہروں کو ٹارگیٹ کر کے فسادات کرائے جاتے ہیں، خلاصہ سالوں چل کر جہاں پہنچے تھے فسادات کے بعد پھر وہیں کھڑے ہوتے ہیں، فسادات ذہنی مفلوجگی بھی ساتھ لاتے ہیں اور انسان کو معمول پر آنے میں برسوں لگ جاتے ہیں، حقیقی درد و کرب تو موت کے ساتھ ہی جاتا ہے، نہ فسادات میں ملوث افراد کو جیل ہوتی ہے اور نا ہی ان کا کچھ نقصان ہوتا ہے پھر فسادات کیوں بند ہونے لگے؟ ایک بار جو لوگ آبروریزی کرتے ہیں وہ ہر وقت ایسی خواہشات کے متمنی رہتے ہیں تاکہ ان کے نفس کی تسکین ہو سکے، دنگوں میں شامل ہونے والے افراد کی اکثریت آبروریزی اور مفت مال کی لالچی ہوتی ہے۔

نوٹ: طوالت کے خوف سے انگریزی اقتباسات کا ضروری ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

رام نومی سے فسادات کا پرانا رشتہ ہے۔ ۳۰ مارچ 2023 کو رام نومی کے موقع پر بہار میں جو کچھ ہوا یہ کوئی نیا حادثہ نہیں ہے، بہار کا اس تہوار اور تشدد دونوں سے پرانا رشتہ ہے، رواں سال جو کچھ ہوا وہ گزشتہ سے پیوستہ کی ایک کڑی سمجھیے اور آگے بڑھیے، امسال ایک سو سالہ قدیم مدرسے کو مکمل طور پر آگ کے حوالے کیا گیا، ایک سو دس سال پرانی لائبریری میں رکھیں ہزاروں کتابیں اور قرآن مقدس کے سیکڑوں نسخے نذر آتش کر دیے گئے، وہیں مساجد اور مسلمانوں کی املاک کو بھی نشانہ بنایا گیا، گزشتہ سال بھی قریب ایک سو سے زائد دوکانوں کو اسی موقع پر نذر آتش کیا گیا تھا، بی بی سی کی یہ رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

30 مارچ یعنی رام نومی (ہندو دیوتا رام کی پیدائش کا جشن) کے روز کی ایک وائرل فوٹیج میں حیدرآباد میں کپڑوں سے ڈھکی ایک مسجد کو دیکھا جا سکتا ہے جس کے مینار شام میں سبز رنگ میں روشن نظر آ رہے ہیں۔

اس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ زعفرانی جھنڈے والا ایک جلوس اس مسجد کے سامنے آ کر رکتا ہے اور اونچی گاڑی میں سوار ایک شخص تقریر شروع کر دیتا ہے، تقریر کرنے والا شخص بی جے پی کا معطل رکن ٹی راجہ سنگھ ہے، وہ کہتا ہے کہ 'ایک دھکہ لگا تھا، آج ایودھیا میں رام مندر بن رہا ہے۔ آنے والے وقت میں ایک اور دھکہ لگے گا اور متھرا میں ایک اور عالیشان مندر تعمیر ہوگا۔ ایک اور دھکہ لگے گا اور کاشی (بنارس) میں بھی ایک مندر بنے

احوال قوم وملت

گا۔حمایت میں نعرے لگانے والے ہجوم کے ہنگامے کے درمیان وہ مزید کہتا ہے کہ ُسننے والو، کان کھول کر سن لو۔راجہ سنگھ کسی کے باپ سے ڈرنے والا نہیں ہے۔(بی بی سی)

بہار اور حیدرآباد دونوں صوبوں میں سیکولر کہلانے والی جماعتیں برسر اقتدار ہیں ایسے میں مساجد کو ڈھکنا اور مدارس کو جلانا، ان سیکولر حکومتوں کی قلعی کھول جاتا ہے، بہار کے مقامی افراد کا کہنا ہے کہ پولیس چپ چاپ سب دیکھتی رہی، اور دنگائی اپنی من مانی کرتے رہے، اب ایک سیکولر کہلائی جانے والی حکومت اتنی بے بس تھی کہ پولیس محکمہ ان کی سننے کو ہی تیار نہیں؟ کیا ایسا ممکن ہے؟ ہر گز نہیں! لیکن فسادات کے بعد حکومت ملزمین کو پکڑنے کی بجائے ان فسادات کا ذمہ دار بی جے پی کو ٹھہرا رہی ہے، حکومت کو یاد رکھنا چاہیے کہ اپنی ذمہ داری سے بھاگ کر دوسرے کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا، نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تری رہبری کا سوال ہے مسلمانوں کو سیکولر حکومتوں نے ایسا بے حس کر دیا ہے کہ وہ اتنا سب ہونے کے باوجود حکومت سے سوال نہ کر کے حکومت کے اٹھائے گیے سوالات پر خوش ہو رہے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ اب تو اس قوم کے لیڈران کو غلامی میں ہی سارا مزہ آتا ہے، ایسے وقت میں جہاں حکومت سے سوال پوچھنا چاہیے وہاں ہمارے لوگ افطار پارٹی کر کے حکومت کے تلوے چاٹ رہے ہیں۔

بہار کی سیکولر، مسلم حمایتی، بی جے پی مخالف حکومت میں غالباً 19 مسلم ودھا یک ہیں لیکن وہ حکومت کے سامنے ایسے دَبے، لُچے ہیں گویا منھ میں زباں نہیں اور جسم میں جاں نہیں، مجلس اتحاد المسلمین کے ایک ودھا یک نے سڑک سے سدن تک آواز اٹھائی کاش مسلم اپنی قیادت کو سمجھیں اور آنے والے دنوں میں قیادت پر بھی توجہ دیں، رام نومی کے جلوس کو تھوڑا اور پیچھے لے چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ ہنگامے حالیہ برسوں کے ہیں یا پھر ان سے پرانے رشتے بھی ہیں— 1967—22—29 اگست: رانچی (بہار) 63٪ ہندو، 17٪ مسلمان وزیر اعلیٰ بہار: مہامایا پی ڈی سنہا، پارٹی "جن کرانتی دل" مارچ 1967—جنوری 1968 ہٹیا اور رانچی (بہار) کے قصبوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تنازعات پھوٹ پڑے، 1964 میں مشرقی پاکستان (جواب بنگلہ دیش ہے) میں ہندو مخالف تشدد کے بعد ضلع میں پہلے ہی فسادات ہو چکے تھے۔

رگھوبر دیال کمیشن آف انکوائری کی رپورٹ کے مطابق فرقہ وارانہ کشیدگی (ہندو رام نومی تہوار کی وجہ ہوئی) اپریل 1964 سے شروع ہوئی۔ 1965 کے پاکستان کے ساتھ تنازع نے بھی ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں شکوک وشبہات کو تقویت دی۔ مارچ 1967 کے عام انتخابات کے دوران، اردو کے مسئلے (جو زبان عام طور پر مسلمان بولتے ہیں) پر بحث کی وجہ سے صورتحال مزید بگڑ گئی۔

اردو کو بہار کی دوسری سرکاری زبان قرار دینے کی تجویز نے حکمران اتحاد کو کمزور کر دیا اور بی جے ایس، آر ایس ایس اور بہار ہندی ساہتیہ سمّیلن نامی تنظیم کی جانب سے ریاست گیر، اردو مخالف مظاہرے شروع ہوئے، رانچی میں 22 اگست کو مسلم آزاد ہائی اسکول کے قریب اردو زبان کی مخالفت میں نکلنے والے جلوس سے معاملہ مزید بگڑ گیا۔ جلوس میں شامل افراد اسکول پر حملہ کیا اور جوابی کارروائی میں ایک ہندو مارا گیا، رگھوبر دیال کمیشن آف انکوائری نے رانچی میں 184 اموات کی اطلاع دی، ان میں 164 مسلمان اور 19 ہندو تھے۔ قریبی علاقوں میں بھی تشدد پھیل گیا، جس کے نتیجے میں آتشزدگی، لوٹ مار اور بڑے پیمانے پر فسادات شہر کے ساتھ ساتھ قریبی صنعتی شہروں، خاص طور پر ہٹیا میں ہوئے، جہاں 26 افراد ہلاک ہوئے، مرنے والوں میں 25 مسلمان اور ایک ہندو تھا، 1968 مارچ: کریم گنج (آسام) 47٪ ہندو، 52٪ مسلمان آسام کے وزیر اعلیٰ: بی پی چلیہا، پارٹی کانگریس، دسمبر 1957 تا نومبر 1970 کریم گنج (آسام) کے ضلع میں ہندو اور مسلم نوجوانوں کے درمیان محض گائے کو لے کر جھگڑے کے بعد تشدد بھڑک اٹھا۔ ہندو اور مسلم اسمگلروں کے درمیان موجودہ مقامی دشمنی فسادات کی بنیادی وجہ بنی۔

دوسری رپورٹس کے مطابق تشدد اسی دن پھوٹ پڑا تھا،

جب سی پی آئی (کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا) نے چائے کے کارکنوں کے ایک بڑے مظاہرے کا اہتمام کیا تھا—جس میں 1,500 مسلم مزدور شامل تھے۔ فرقہ وارانہ جذبات کی یہ اپیل کارکنوں کے اتحادی یونین کو توڑنے کے لیے کی گئی تھی۔ تشدد میں کچھ ذرائع کے مطابق 41 ہندو اور 41 مسلمانوں کی جانیں گئیں لیکن کچھ کے مطابق صرف سات جانیں گئیں۔

(Z. Hasan 1984: 78); (Rajeshwari 2004)

1969 ستمبر 18—24: احمد آباد (گجرات) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 81٪: ہندو، 14٪ مسلمان گجرات کے وزیر اعلیٰ: ہتیندر کے ڈیسائی، کانگریس پارٹی، اکتوبر 1965 تا مئی 1971 ستمبر میں احمد آباد (گجرات) اور ملحقہ اضلاع میں ڈرامائی فسادات ہوئے، فرقہ وارانہ کشیدگی 1965 کی پاک بھارت جنگ کے بعد سے بڑھ رہی تھی، جس کے دوران گجرات کے وزیر اعلیٰ کا طیارہ مار گرایا گیا تھا۔ پاکستان مخالف جذبات تیزی سے مسلم دشمنی میں بدل گئے۔ 1968 کے وسط سے واقعات میں کئی گنا اضافہ ہوا، جون 1968 میں مسلم تنظیم جمعیت علمائے ہند نے گجراتی مسلمانوں کی ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔

اس کے بعد 27—29 دسمبر کو آر ایس ایس کی ایک عوامی ریلی منعقد ہوئی، اور اس میں رہنما گرو گولوالکر نے شرکت کی، جنوری میں احمد آباد میں آل گجرات آر ایس ایس کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں دو ہزار رضا کار شامل تھے۔ 10 مارچ 1969 کو شہر میں مسلمانوں کا احتجاج ہوا جس میں ایک ہندو پولیس اہلکار نے ایک مسلمان رکشہ ڈرائیور کے ساتھ جھگڑے کے دوران مبینہ طور پر قرآن مجید کی توہین کی جس میں متعدد پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔ 21 اگست کو مسلمانوں نے یروشلم میں مسجد اقصیٰ پر آتش زنی کے حملے کے خلاف مظاہرہ کیا۔ 4 ستمبر کو، ایک مسلمان پولیس اہلکار پر الزام تھا کہ اس نے ایک مذہبی تقریب کے دوران ہندو پنڈت (ہندو مقدس کتابوں کے اسکالر) کی تلاش کے دوران ہندوؤں کی مقدس کتاب رامائن کو لات مار دی۔ دو دن بعد، ایک ہندو دھرم رکھشا سمیتی (HDRS، تشکیل دی گئی۔ 15 ستمبر کو بی جے ایس کی جانب سے مسلم پولیس افسر کی سزا کا جشن منانے کے لیے ایک فتح کا جلوس نکالا گیا۔ 14 اور 16 ستمبر کو ممبر آف پارلیمنٹ اور بی جے ایس لیڈر بلراج مدھوک نے اشتعال انگیز تقریریں کیں .... ماحول کشیدہ تھا ہی ایسے میں، 18 ستمبر کو "جگن ناتھ مندر کے واقعہ" سے تشدد کو ہوا ملی۔

ہزاروں مسلمان پرانے شہر میں، جگن ناتھ ہندو مندر سے متصل ایک مزار کی سالانہ تقریب کے لیے جمع ہوئے تھے، کچھ معمولی وجہوں سے سادھوؤں کے ساتھ جھڑپیں ہوئیں، اس جھڑپ میں 13 افراد زخمی ہوئے اور مندر کے شیشے کو بھی نقصان پہنچا۔ یہیں سے فسادات کی ابتدا ہوتی ہے اور اس واقعے کے بارے میں غلط افواہیں پھیلانے والے پمفلٹ اور اشتعال انگیز تقاریر کے بعد شہر میں تشدد پھوٹ پڑا۔ مقامی میڈیا نے ان واقعات میں قابل نفرت کردار ادا کیا۔ 18 ستمبر کی رات، بڑے ہندو ہجوم نے مسلمانوں کی املاک اور مذہبی مقامات کو لوٹا اور آگ لگا دی، پولیس نے مداخلت کرنے سے انکار کر دیا۔ 19 ستمبر کو صورتحال مزید بگڑ گئی۔ ایک مسلم نوجوان کو "جئے جگن ناتھ" کا نعرہ لگانے سے انکار کرنے پر جلا دیا گیا، بڑی تعداد میں خواتین کی عصمت دری کی گئی، حتی کہ بچوں کو بھی تشدد سے نہیں بخشا گیا "امرائے وادی" میں ایک سو مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔

20 ستمبر کی رات کو چار ٹرینوں کو روکا گیا اور شہر چھوڑنے کی کوشش کرنے والے 17 مسلمان مسافروں کو ہلاک کر دیا گیا۔ 23 ستمبر کو جب حکومت نے چند گھنٹوں کے لیے کرفیو ہٹایا تو ان چند گھنٹوں میں ہی چالیس افراد کو قتل کر دیا گیا۔ 20 اور 30 ستمبر کے درمیان تشدد قریبی اضلاع میں بھی پھیل گیا۔ فوج کی دیر سے آمد نے صورت حال کو مزید خراب کیا، لیکن چاقو بازی کے واقعات تقریباً ایک ماہ تک وقفے وقفے سے جاری رہے۔ پی جگن موہن ریڈی کمیشن کی رپورٹ نے اس بات کا ثبوت شائع کیا کہ زیادہ تر حملوں کی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔

احوال قوم وملت

مسلم گھرانوں کی شناخت کے لیے ووٹر لسٹوں کا استعمال کیا گیا تھا ریڈی کمیشن نے پولس اور کانگریس کے زیر قیادت ریاستی انتظامیہ کو ان کی نااہلی اور کرفیو نافذ کرنے میں تاخیر کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ کمیشن نے آر ایس ایس اور بی جے ایس کے فسادات میں ملوث ہونے کی بھی مذمت کی۔

(G. Shah 1970); (Reddy 1971); (Graff 1977); (Schermerhon 1976: 17–18); (G. Shah 1984: 185–191); (Ghosh 1987: 154); (Saksena 1990: 177–178), (Chatterji 1995: 24–25)

اس رپورٹ کے مطابق، تشدد میں 660 جانیں گئیں، جن میں 430 مسلمان اور 24 ہندو شامل تھے، دوسری رپورٹس کے مطابق ایک ہزار سے تین ہزار لوگوں کی موت کی خبریں ہیں، ہلاک ہونے والوں میں تقریباً 80 فیصد مسلمان تھے، مذکور فسادات میں آپ نے دیکھا کہ کس طرح سیکولر پارٹیوں کو مسلمانوں سے ہمدردی ہے، بہت زیادہ ہوتا ہے تو بعد میں ایک افسوس ناک بیان دے دیا جاتا ہے تا کہ مسلمان لیڈر نہیں بل کہ "ڈیلر" یہ کہہ سکیں کہ اب غلطی مان تو لی، کیا بچے کی جان لوگے؟/ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا، کیا لکھا جائے اور کیا کہا جائے پچھتر سالوں سے عوام ایک بات نہ سمجھ سکی کہ ہمارا دشمن کون ہے؟ فسادات روکنے کی ذمہ داری کس کی بنتی ہے؟ آخر دنگائیوں کو جیل اور پھانسی کیوں نہیں ہوتی؟ کیوں ہمارے مالی نقصان کی بھرپائی نہیں ہوتی؟ ہمارا جرم کیا ہے؟ ہم نے کسے نقصان پہنچایا؟ کب نام نہاد سیکولر پارٹیوں کو ووٹ نہیں کیا؟

پھر بھی ہماری فکر نہیں؟ ہمارے درد کا احساس نہیں؟ جب حالت یہ ہے تو پھر ہونا یہ چاہیے کہ ہر صوبائی اسمبلی میں کم از کم اپنی قیادت کے اتنے لوگ ضرور بھیج دو تا کہ سیکولر، سیکولر رہ سکیں، سیکولر پارٹیوں کو ہم تبھی سیکولر رکھ سکتے ہیں جب اپنی قیادت مضبوط ہو ورنہ سیکولر کب کمیونل ہو جائیں کچھ کہا نہیں جا سکتا، جیسے سارے سیکولر بابری مسجد پر کمیونل ہو گئے، کسی نے کچھ کہا؟ یہ خاموش کمیونل ہیں، سوچو اور فیصلہ کرو ورنہ وہ یونہی تمہیں مجبور سمجھ کر ووٹ بھی لیتے رہیں گے اور چوٹ بھی پہنچاتے رہیں گے........ جاری

ص ۴۷ کا بقیہ..

بل نہ گر پڑے۔(اس وقت) ہر نبی، ہر صدیق اور ہر شہید عرض کرے گا: یا رب لا اسئلک الا نفسی، اے میرے رب میں کچھ نہیں مانگتا بجز اپنی نجات کے اور اس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک اپنے بیٹوں کو فراموش کر دیں گے اور عرض کریں گے (الٰہی مجھ پر رحم فرما کہ) میں وہی ابراہیم ہوں جس کو تو نے اپنا خلیل فرمایا ہے (حضرت کعب نے مزید کہا) اے ابن خطاب اگر آپ کے پاس اس دن ستر نبیوں کے سے عمل ہوں جب بھی آپ ضرور یہی گمان کریں گے کہ نجات ملنی مشکل ہے تو (حضرت کعب کا یہ انذاری خطاب سن کر) سامعین سب رو پڑے آہ وفغاں کرنے لگے یہاں تک کہ روتے روتے نڈھال، بے حال ہو گئے (راوی نے کہا) جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے لوگوں کی (اور خود اپنی بھی) یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا: اے کعب اب ہمیں کچھ خوش کن باتیں بھی سناؤ تو حضرت کعب نے کہا: اچھا (اور پھر کہنا شروع کیا):

بیان خوف کے بعد بیان رجا

”ابشروا فان للہ تعالی ثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر شریعۃ لا یأتی العبد یوم القیامۃ بواحدۃ منھن مع کلمۃ الاخلاص الا ادخلہ اللہ الجنۃ وَاللہِ لو تعلمون کنہ رحمۃ اللہ تعالی لأبطئتم فی العمل۔(ترجمہ) لوخوش ہو جاؤ (یعنی خوشخبری سنو) بے شک اللہ تعالی کے تین سو تیرہ شرائع (خاص راستے یا احکام) ہیں اگر بندہ روز قیامت ان میں سے صرف کسی ایک ہی کے ساتھ (اللہ کے حضور) آ جائے بشرطیکہ کلمۂ اخلاص ہمراہ ہو تو یقیناً ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالی اسے دخول جنت سے محروم رکھے، لوگو! اگر تم کنہ رحمت الٰہی (یعنی رحمت کا جوہر حقیقی) جان لیتے تو بخدا تم عمل میں ضرور سست (اور ڈھیلے) ہو جاتے۔“

[یہ روایت پوری ہوئی]

.........جاری

از: مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی*

مفتی اعظم ہند کے تجدیدی کارنامے

رگوں میں جس کی لہو کی جگہ تھا عشق نبی
بلال ہند سے وہ درس عشق لیتا رہا

مجدد کا لغوی معنیٰ "نیا کرنا" ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ دین اسلام کی ملاحت و جمال کی رعنائیوں کو مسخ کرنے والوں کی بیخ کنی کرے درآمدہ خرابیوں کو نکال دے گلشن اسلام میں تازگی پیدا کر کے اس میں نئی زندگی کی روح پھونک دے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے اپنی پوری کوشش کو بروئے کار لائے اور اپنے منزل مقاصد کو پالے۔

کوئی دور ایسا نہیں گزرا جہاں خیر و شر کا تصادم نہ رہا، اس تقابل و تصادم کے باعث اسلامی معاشرے بھی اس سے متأثر ہوتے رہے جس کا ثمرہ یہ ہوتا رہا کہ اسلامی سماج میں فسق و فجور کی آلودگیاں پیدا ہوتی رہیں عقیدہ و عمل میں خرابیاں در آتی رہیں نئے نئے فتنوں کے دروازے وا ہوتے رہے اسلامی تہذیب و تمدن میں فساد پیدا ہو جانے کے سبب خالص دین پر عاملین کی تعداد برائے نام رہ جاتیں، ایسے ناگفتہ بہ حالات اور ناساز گار ماحول میں بہانگ دہل کلمۂ حق بلند کرنے کیلئے کسی بے باک مرد مجاہد کی ضرورت لابدی ہو جاتی ہے طاغوتی طاقتوں کے کبر و نخوت کے شیش محل کو مسمار کرنے کیلئے کسی مرد قلندر کی حاجت آن پڑتی ہے قدرت کا نظام ہے کہ ایسے پر آشوب فضا میں اسلامی سرمایہ کے تحفظ اور امت مسلمہ کی اصلاح اور فلاح و بہبود کے لئے مصلحین کی ایک جماعت پیدا فرماتا ہے جو ہر صدی کے آخر میں مبعوث ہوتا ہے، اس کے چند خصوصی شرائط ہوتے ہیں ان شرائط کے حاملین مصلحین کو مجدد کہا جاتا ہے، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

"ان اللہ عز و جل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۶) بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی میں ایک مجدد مبعوث فرماتا ہے جو دین کو ایک نئی آب و تاب دیتا ہے۔"

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ای یبین السنۃ من البدعۃ ویکثر العلم ویعز اھلہ ویقمع البدعۃ ویکثر اھلھا۔ (مرقاۃ، ۱/۳۰۲) سنت کو بدعت سے الگ واضح کرے گا اور علم کو خوب پھیلائے گا اہل علم کو عزت دے گا اور بدعت کو مٹائے گا اور اہل بدعت کو ذلیل و رسوا کرے گا۔"

حضرت علامہ عبدالروف مناوی علیہ الرحمہ نے فیض القدیر ۲/۳۵۷ پر، علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ مرقاۃ الصعود میں، علامہ بدر الدین ابدال علیہ الرحمہ رسالۂ مرضیہ میں اور جامع الاصول میں، امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ میں، ملک العلماء نے ماہنامہ پاسبان الہ آباد احمد رضا نمبر میں اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے مجموعۂ فتاویٰ میں بھی کچھ ایسا ہی لکھا ہے۔

مجدد کے شرائط کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں موجود ہو اور اسی صدی میں علمی شہرت رکھتا ہو (۲) علوم ظاہرہ و باطنہ کا عالم ہو اور عوام و خواص کا مرجع اور مشار الیہ ہو دینی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہوں اور ان کی بات تسلیم کی جاتی ہو (۳) ان کے تقریر و تحریر، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تقویٰ و طہارت، علم و فضل، زہد و ورع سے نفع شائع و ذائع ہو (۴) سنت کو زندہ کرے اور بدعت کے خاتمے کی سعی میں لگا ہو:

مرقاۃ الصعود، جامع الاصول، رسالۂ مرضیہ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، مجموعۂ فتاویٰ، فتاویٰ شارح بخاری، فتاویٰ رضویہ، سراج

*مضمون نگار فخر ازہر دار الافتاء، ہاسپیٹ بلاری کرناٹک کے مفتی ہیں۔

المنیر ، پاسبان الہ آباد کا امام احمد رضا نمبر مراۃ المناجیح کتاب العلم ج ۲۳۸ / ا باب الثانی وغیرہا کتب میں شرائط مذکور ہیں۔

مفتی اعظم متقی عالم مرجع الخاص والعام کی ولادت ۲۲ ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ ہے اور وفات پر ملال ۱۳ رمحرم الحرام ۱۴۰۲ ہے جس سے واضح ہے کہ آپ نے دو صدی پائی ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں موجود رہے اور جس صدی میں پیدا ہوئے اسی صدی میں جہان علم و ادب میں بحیثیت مقتدی و مرجع مشہور معروف ہوئے ، شیخ الاسلام حضور مدنی میاں مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

”جن کے جہاد بالقلم نے دین مصطفیٰ کو بھاری تباہی سے بچالیا۔“ (استقامت کا مفتی اعظم نمبر ۱۹۸۳/ ۱۲۳)

مزید فرماتے ہیں کہ:

”حضور مفتی اعظم ہند کے جرأت مندانہ اقدام نے دین مصطفیٰ کو بچالیا جس سے دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ مصطفیٰ رضا خان نام ہے دین محمدی کی حفاظت کے لئے خدائی انتخاب کا۔“

(المصدر السابق/۱۲۸)

مزید فرماتے ہیں کہ:

”مفتی اعظم ہند کے ایک فتویٰ پر تصدیق فرماتے ہوئے ایک مرتبہ مخدوم ملت حضور محدث اعظم ہند نے صرف ایک جملہ تحریر فرمایا تھا اور وہ یہ ہے" ھذا حکم العالم المطاع وما علینا الا الاتباع- یہ ایک عالم مطاع کا حکم ہے اور ہمارے لئے اتباع کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں" جسے محدث اعظم ہند جیسی شخصیت کی زبان بھی عالم مطاع واجب الاتباع قرار دے۔“ (المرجع السابق:۱۳۱ ماہ مئی)

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ علوم ظاہرہ اور باطنہ میں محقق علی الاطلاق امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی قدس سرہ کے امین و وارث، جانشین و مظہر اور عکس جمیل تھے، عوام و خواص کے مرجع اور مشار الیہ بھی رہے عوام و خواص دینی ضرورت کی تکمیل کے لئے آپ کی طرف رجوع فرماتے اور جو جواب آپ دیتے اسے تسلیم کیا جاتا۔

ان کی تقریر و تحریر، بیعت و ارادت، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، زہد و تقویٰ، خشیت و ورع، علم و فضل سے عالم اسلام مستفیض و مستنیر ہوا اور آج بھی ہو رہا ہے، مفتی اعظم ہند کی زندگی کا پل پل احیائے دین وسنیت اور رد منکرات و بدعت میں گزری جو جگ ظاہر ہے۔ (جہان مفتی اعظم/ استقامت کا مفتی اعظم نمبر اور مجدد ابن مجدد کا مطالعہ مفید ہوگا)

مفتی اعظم ہند مجدد ابن مجدد قدس سرہ العزیز کی حیات مستعار کے ۹۲ رسال کا اکثر حصہ تجدید دین و ملت، احیائے سنت اور رد بدعت و منکرات سے عبارت ہے جس کا احاطہ اس مختصر سے مقالہ میں ممکن نہیں البتہ اجمالا اور اختصارا بیان کرنے کی سعی ہے ۱۹۱۰ سے فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا اور پہلا فتویٰ رضاعت سے متعلق دیا اور اس کا سلسلہ تاحیات برقرار رہا، مفتی اعظم ہند کے فتوے لاکھوں میں ہیں دنیا کے اکثر علاقوں سے استفتاء ہوئے اور آپ نے اس کا مسکت اور دلائل و براہین سے مملو جواب دیا عوام سے زیادہ خواص کے سوال ہوتے رہے اسی کے مطابق مفصل جواب بھی دیئے جاتے رہے۔

۱۹۱۰ سے ۱۹۴۷ تک یعنی تقریبا ۳۷ سال تک باضابطہ منظر اسلام اور مظہر اسلام میں تعلیم دیا جس بحر بیکراں سے ہزاروں اجلہ علمائے اہل سنت و جماعت سیراب ہو کر نکلے برصغیر ہندو پاک کی اکثر درسگاہیں آپ کے تلامذہ و مستفدین سے مالا مال ہیں سینکڑوں مفتیان کرام کو معرض وجود بخشا جس کا دبدبہ دارالافتاء میں ابتک نظر آتا ہے، مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

”گیارہ سال تین ماہ صحبت بابرکات میں رہا اور چوبیس ہزار مسئلے لکھے جس کی تصحیح کا کام مفتی اعظم ہند نے انجام دیا۔“

(جامع الاحادیث، ۴۶۳/ ۱)

آپ سے علما عرب و عجم نے علمی استفادہ کیا اور سند و اجازت حاصل کی چالیس سے زیادہ علوم و فنون سے لوگوں کو سیراب فرمایا تقریباً چالیس تصانیف بطور یادگار چھوڑیں وعظ و نصیحت کے ذریعہ عالمی سطح پر لاکھوں گم گشتگان راہ کو منزل صواب پر گامزن

اسلاف و اخلاف

فرمایا، آپ کی تبلیغ جمیلہ سے متأثر ہو کر ایک کروڑ سے زائد لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

۱۹۲۷ میں نجدی حکومت نے جبریہ حج پر ٹیکس کا قانون نافذ کیا اس کے خلاف میدان میں اترے اور نجدی حکومت کو قانون واپس لینے پر مجبور کیا ۱۹۲۹ میں حکومت ہند کی جانب سے مسلم پرسنل لا میں ترمیمی بل لایا گیا اور شریعت میں مداخلت کی ناپاک جرأت کی گئی، اس کے خلاف آواز بلند کی اور اس کو رد کرنے پر مجبور کر دیا ۱۹۲۸ میں اخبار ہندو میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات لکھے گئے، آپ نے اس کے خلاف احتجاج کیا ۱۹۲۷ میں رنگیلا رسول نامی کتاب کے خلاف صف آراء ہوئے اور اس پر پابندی لگوانے میں کامیابی حاصل کی ۱۹۲۷ میں رشی بدھا مک نمبر شواتری اخبار جو جبل پور سے نکلتا تھا جو آریہ سماج کا اخبار تھا اس میں توہینی کلمات چھپنے پر اس کے خلاف زبردست احتجاج کیا ۱۹۲۳ میں شدھی تحریک کا فتنہ اٹھا تو آپ نے گیارہ ماہ تک گھر کو خیر آباد کہہ کر اس کے خلاف پورے ملک کا دورہ کیا اور پانچ لاکھ مسلمان جو مرتد ہو چکے تھے، ان کو کلمہ پڑھا کر پھر اسلام میں داخل کیا اور کثیر تعداد میں غیر مسلم کو بھی صاحب ایمان بنایا۔

روسی تحریک اشتراکیت، مسجد شہید گنج لاہور کا فتنہ اٹھا تو آپ نے لسانی، قلمی اور تحریکی جہاد فرمایا اور اس کا قلعہ قمع کیا، اپنی تنظیم کو دو حصوں میں منقسم فرمایا اور ایک حصہ کو عوام الناس میں شریعت کی ذمہ داری سونپی اور دوسرے حصے کو ہندوؤں کے درمیان تبلیغ کے لئے خاص کیا، آپ کی اس متحرک وفعال ٹیم نے آریائی مبلغین کو دعوت مناظرہ دیا۔

بیعت وارادت کا سلسلہ شروع کیا تو کروڑوں میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے اور عشق وعرفان کے متوالے بنے بے شمار خلفا پیدا کئے اور انہیں رشد وہدایت کے کام پر لگایا انجمن اظہار اسلام، جماعت انصار الاسلام، سنی جمیعۃ الاسلام، سنی تبلیغی سیرت جیسے تنظیمات وتحریکات کی قیادت فرمائی، ۱۹۶۳ میں جماعت رضائے مصطفیٰ کی مستقل ودائمی سرپرستی قبول فرمائی / ۱۹۷۶ ۱۹۷۷ میں نس بندی کے نفاذ کا حکم جاری ہوا اور پورے ملک میں ایمر جنسی نافذ کردی گئی بے شمار کانگریسی ملاؤں نے جواز کا فتویٰ دے دیا اور بقیہ نے اپنے منہ پر سکوت کا تالا لگا لیا اس وقت آپ میدان میں اترے اور اس کے حرام ہونے کا فتویٰ جاری کیا اور اپنے قول پر ڈٹے رہے جس سے جبریہ نس بندی کا قانون واپس ہوا راجپوتوں کے علاقے میں مدرسہ کا جابجا قیام عمل میں لایا۔

تحریک صلوٰۃ کا آغاز فرمایا جابجا اجتماعات کے انعقاد کی بنیاد رکھوائی ۱۹۳۸ میں جب عنایت اللہ مشرقی نے تحریک خاکسار کی بنیاد رکھ کر فتنہ پھیلانا شروع کیا تو اس کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور اس تحریک کا وجود مٹا کر رکھ دیا ۱۹۳۷ میں مظہر اسلام کی بنیاد رکھی، یادگار رضا رسالہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے بینر تلے آپ کی سرپرستی میں بھی جاری رہا، ١٩٣٤ء کو جب بہار میں خوف ناک زلزلہ آیا، آپ ڈاکٹروں کی ٹیم اور رفاع عامہ کا ساز وسامان لے کر بنفس نفیس جائے واردات پر پہنچے اور لوگوں کی مدد فرمائی، بتاتے ہیں کہ دربھنگہ اور اس کے اطراف واکناف میں ۱۶۰۰ مساجد تعمیر کروائی۔

اس کے علاوہ بھی ہر جہت اور ہر سمت سے حضور مفتی اعظم ہند کے تجدیدی کارناموں کا نقوش تاریخ کے صفحات پر جابجا بکھرے ملتے ہیں، بلا شک وشبہ آپ اپنے دور کے مجدد تھے اور اکثر نے آپ کی مجددیت کو قبول کیا ہے جس کے لئے مجدد ابن مجدد اور پندرھویں صدی کا مجدد کون کا مطالعہ زیادہ مفید ہوگا۔

آپ نے بے شمار لوگوں کو ذرّہ سے آفتاب بنایا، چنانچہ آپ کے جانشین وارث علوم رضا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں: ؎

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

رب قدیر بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو بھی انہیں بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

●●●

(از: مولانا کمال احمد علیمی نظامی*

شریعت وطریقت کا اختر تابندہ

اسلاف وا خلاف

بریلی شریف کی سرزمین بڑی زرخیز ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں کی خاک سے علم وحکمت کے بہت سارے لعل وگہر پیدا فرمائے، جنھوں نے اپنے علم وہنر سے ایک جہان کو فیض یاب کیا، جن شخصیات نے بریلی کو بریلی شریف بنا کر اس کو ایک شناخت عطا کی ان میں امام العلما، مجاھد حریت حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خان علیہ الرحمہ (۱۲۸۲ھ) کا اسم گرامی قابل ذکر ہے، آپ نے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں شہر بریلی میں علمیت و روحانیت کی جو بزم آراستہ کی اس سے تقریباً ۳۴ سال تک پورا برصغیر ہندو پاک محظوظ و مستفیض ہوا، آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند امام المتکلمین، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ) آپ کے مسند علم وفضل پر متمکن ہوئے، والد ماجد کے سچے جانشین ثابت ہوئے اور ۱۲۸۲ھ سے ۱۲۹۷ھ تک مکمل پندرہ سال تک مسلمانان ہند کی علمی تشنگی بجھاتے رہے، آپ کے بعد سرزمین بریلی شریف کے علمی افق پر وہ مہر درخشندہ نمودار ہوا جس کی علمی تابانی سے پوری دنیا منور ہوگئی، جس کی تجدیدی خدمات کو دیکھ کر اس وقت کے مبلغ اعظم، خلیفہ اعلی حضرت، حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے کہا تھا:ـ

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

امام اہل سنت کے شہزادے حضور حجۃ الاسلام، علامہ حامد رضا خان بریلوی (م مئی ۱۹۴۳ھ) اور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مصطفی رضا خان (نومبر ۱۹۸۱ھ) علیہما الرحمہ نے امام احمد رضا کی بزم علم وحکمت کو آباد رکھا، حضور حجۃ الاسلام کے صاحب زادے مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خان (م ۱۳۸۵ھ) کے گھر محرم الحرام ۱۳۶۲ھ میں آقائے نعمت، سرور کشور فقاہت، تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد اختر رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر والد ماجد کے حکم پر دنیا کی سب سے بڑی دانش گاہ جامع ازہر مصر تشریف لے گئے، وہاں تین سال تک امتیازی پوزیشن کے ساتھ اعلی تعلیم حاصل کی، واپسی کے بعد سرکار مفتی اعظم ہند اور بحر العلوم حضرت مفتی اجمل حسین مونگیری علیہما الرحمہ سے فتویٰ نویسی میں درک حاصل کیا، حضور مفتی اعظم ہند کی خصوصی نگاہ عنایت نے آپ کو آسمان فضل وکمال کا اختر کامل بنا دیا۔

میدان عمل میں قدم رکھا تو تقریباً چالیس سال تک درس و تدریس، دعوت وتبلیغ اور فتوی نویسی کا فریضہ انجام دیتے رہے، شریعت وطریقت میں حضور مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین ثابت ہوئے، ہزاروں فتاوی، درجنوں علمی وتحقیقی مقالات، ۳۶ سے زائد علوم وفنون میں تبحر کامل، ۶۱ سے زائد کتب ورسائل کی تصنیف، تالیف اور ترجمہ وتحشیہ، ملک وبیرون ملک دعوتی رحلات، شرعی کونسل آف انڈیا کے سیمیناروں کی سرپرستی، نثر ونظم میں یکساں مہارت، اردو، عربی، انگریزی، ہندی جیسی متعدد زبانوں پر عبور کامل، لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین یہ سب ایسے امور ہیں جو آپ کے معاصرین میں امتیازی شان عطا کرتے ہیں۔

آپ کی حیات طیبہ کا ہر پہلو لائق دید ہے، آپ کی کتاب حیات کا ورق ورق لائق مطالعہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مقبولیت عطا فرمائی وہ آپ کے عہد میمون میں کسی کو نصیب نہیں ہوئی، شیخ القرآن حضرت علامہ عبد اللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ سابق شیخ الجامعہ وصدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تاج الشریعہ کو اللہ نے ایسی قبولیت

عامہ بخشی ہے کہ جہاں پہونچ جاتے ہیں وہاں پروانوں کا ہجوم لگ جاتا ہے۔

آپ کے اوصاف وکمالات میں زہد وتقوی ایک نمایاں وصف ہے، یقیناً آپ کے تقوی کی شان بڑی نرالی تھی، پوری زندگی آپ نے اتباع سنت وشریعت میں بسر کی، آپ نے جو فتویٰ دیا اس پر عمل بھی کیا، مثلاً آپ نے تصویر کشی کی حرمت کا فتویٰ دیا تو زندگی بھر بلا ضرورت تصویر کشی سے اجتناب کیا، ایسا نہیں ہوا کہ آپ کا فتویٰ کچھ اور ہو اور عمل کچھ اور، آپ نے کی زندگی کا یہی وہ پہلو ہے جس نے پوری دنیا کے اہل علم کو متاثر کیا، کیا عرب کیا عجم ہر جگہ آپ کے بے مثال تقوی کا خطبہ پڑھا گیا۔

حق گوئی وبے باکی میں اپنی مثال آپ تھے، نس بندی کا قضیہ سب کو یاد ہوگا، حکومت وقت کے دباؤ میں بہت سارے اصحاب جبہ ودستار نے اس کی حلت کا فتویٰ دے مارا تھا، مگر سرکار مفتی اعظم ہند کے حکم پر حضور تاج الشریعہ نے اس کی حرمت کا فتویٰ دے کر اہل سنت وجماعت کا سر فخر سے اونچا کر دیا تھا.

آپ کی ذات پر عشق رسالت کا رنگ اتنا گہرا چڑھا تھا کہ دنیا نے آپ کو امام العاشقین کا لقب دیا، اس حوالے سے بھی آپ فقید المثال نظر آتے ہیں، آپ نے اپنے عمل وکردار سے عشق رسول کا ثبوت پیش کیا، زندگی بھر وصال محبوب کے لیے تڑپتے رہے، جان جاناں کی فرقت میں بلکتے رہے، عشق جب بہت غالب آجاتا تو نعت خوانی کا سہارا لیتے، خود ہی فرماتے ہیں: ؎

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضری دیکھنے کو مل جاتا

نبی سے ہو جو بے گانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر مادر برادر جان ودل ان پر فدا کر دیں

گویا آپ کی حیات طیبہ علم، عمل اور عشق رسول کا مثلث تھی، جس کے ہر ہر زاویے سے عشق وعرفان کے چشمے ابلتے تھے، اللہ جل شانہ نے آپ کو حسن باطنی کے ساتھ جمال ظاہری سے بھی نوازا تھا، مراد آباد کے ایک جلسے میں میری نگاہوں کے سامنے ایک غیر مسلم نے اسلام قبول کیا، اس سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ جب غلام نبی کا چہرہ اتنا خوبصورت ہے تو ان کے نبی کا رخ ناز کتنا حسین ہوگا، ایسے نورانی چہرے والے کا دین کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت کے فیضان علم وعمل سے مالا مال فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵۴ / کا بقیہ..............................

راکب دوش نبی مرکز انوار ہے جو
نازش آل علی سید اخیار ہے جو
منبع جود وسخا حاکم وسردار ہے جو
مخزن صبر ورضا دین پہ سرشار ہے جو
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہِ بوسۂ سرکار ہی ہے

دیکھ کر چہرۂ پر نور صحابہ نے کہا
اس میں آتا ہے نظر جلوۂ شاہ بطحا
آیا ہے جس کے لیے باغ جناں سے جوڑا
جس کی ناراضی ہے ناراضیِ رب کعبہ
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہِ بوسۂ سرکار ہی ہے

اپنے شانے پہ شہ دیں نے بٹھایا جس کو
رب کے قرآن کی تفسیر سکھایا جس کو
سارے اسرار شریعت کے بتایا جس کو
فرش سے عرش تلک سارا دکھایا جس کو
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہِ بوسۂ سرکار ہی ہے

آخری دم بھی قضا سجدہ جو ہونے نہ دیا
دست ظالم پہ جو بیعت کا نہ سمجھوتا کیا
کربلا میں جو شہادت کا عجب جام پیا
ہے جسیم رضوی جو قمر "بل احیا"
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہِ بوسۂ سرکار ہی ہے

اسلاف واخلاف

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

اٹھارہویں قسط

اسلاف وانحلاف

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے وہ تین جھوٹ کیا تھے؟

...(راوی کا بیان ہے کہ) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وہ تینوں جھوٹ، دین خداوندی کے دفاع میں مجادلانہ بول تھے۔ (یعنی شرعا، حقیقی جھوٹ نہیں تھے)

○ ان میں ایک یہ تھا کہ کہا تھا میں بیمار ہونے والا ہوں جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے کہ ﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝﴾ یعنی ابراہیم نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں۔ [سورۂ صافات–۸۹، کنزالایمان]

○ اور (دوسرا یہ تھا کہ) ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا﴾ بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا۔ [الانبیاء–۶۳]

○ اور تیسری وہ بات ہے جو آپ نے اپنی بیوی کے متعلق کہی تھی کہ ﴿انہا اختی﴾ وہ میری بہن ہے۔ (یعنی دینی بہن)

...پھر حضرت ابراہیم خلیل الرحمن لوگوں سے کہیں گے، بلکہ تم لوگ موسیٰ کے پاس جاؤ جنھیں اللہ نے ہم کلامی کے شرف سے مشرف فرمایا ہے۔ تو لوگ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے حضرت! آپ ہمارے لئے اپنے رب سے شفاعت کیجئے کہ فیصلہ (جلدی) فرمادے تو آپ بھی یہی جواب دیں گے "لست هناک" میں اس لائق نہیں مجھ سے ایک آدمی کا ناحق قتل ہو گیا تھا، میں تو خود آج اپنے غم میں مغموم ہوں۔ بلکہ تم لوگ عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کہ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں (بڑی فضیلت وقربت والے ہیں) تو لوگ ان کی خدمت میں پہنچیں گے اور (وہی معروضہ پیش کریں گے) کہیں گے کہ حضرت! اپنے رب سے ہمارے لئے شفاعت کیجئے کہ (جلدی) فیصلہ فرمادے (تاکہ محشر کی اس ہولناک مصیبت سے تو ہم چھوٹ جائیں آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا) تو آپ بھی وہی جواب دیں گے کہ یہ میرا منصب نہیں ہے، بے شک میری قوم نے مجھے اور میری ماں کو معبود گردانا اللہ کے علاوہ، میں تو آج اپنے ہی غم میں غمگین ہوں (میں کس کی سفارش کروں؟) لیکن (میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں) بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے پاس قیمتی پونجی ہو اور اسے ایک تھیلی میں بحفاظت رکھے اور اس کا منھ بند کر کے اس پر مہر (سیل) لگا دے تو کیا تھیلی میں جو مال (محفوظ) ہے اس تک کسی کی رسائی ہوگی جب تک کہ مہر نہ توڑی جائے، تو سب لوگ (بیک زبان) عرض کریں گے، نہیں حضرت!... تو حضرت عیسی علیہ السلام فرمائیں گے (تو سنو!) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر سلسلہ نبوت ختم ہوا اور آج اس کام کیلئے وہی کافی وافی ہیں، جب کہ (ان میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ) قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تاخر (۱)۔ لہذا تم لوگ ان کی بارگاہ میں جاؤ (اور شفاعت کی درخواست کرو۔ کیونکہ یہ منصب انہیں کا ہے)...

اہل محشر کا شافع روز محشر کی خدمت میں پہنچنا

...(راوی کا بیان ہے کہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فياتيني الناس۔ فاقول نعم۔ انا لها، انا لها ...... الحدیث۔ (ترجمہ) تو آخر میں لوگ میرے پاس آئیں گے (اور شفاعت کی درخواست کریں گے) تو میں کہوں گا ہاں! اچھا، میں اسی کے لئے ہوں (۲) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (شفاعت عامہ کا) اذن دے گا جس کے لئے چاہے گا جس کیلئے راضی ہوگا۔

[۱] یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی بے قصوری کا مژدہ سنا دیا ہے، گویا آپ کی خاص فضیلت اور اقربیت ومحبوبیت کا اعلان فرما دیا ہے، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی یہ، شفاعت کبریٰ کا منصب خاص میرے ہی لئے ہے، میرے سوا اس منصب پر اور کوئی فائز نہیں ہے، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

(راوی کا بیان ہے حضور نے خبر دی کہ) قضا کیلئے سب سے پہلے حضور کی امت بلائی جائی گی اللہ تعالیٰ (خلق کو موقف میں محشور کرنے کے بعد) قضا و محاسبہ سے رُکا رہے گا جتنے عرصہ تک چاہے گا پھر جب خلق کے درمیان قضا کا ارادہ فرمائے گا تو (اس کے حکم سے) ایک منادی (پکارے گا) کہاں ہیں محمد (ﷺ) اور کہاں ہے ان کی امت؟ (یعنی سب سے پہلے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو یاد فرمایا جائے گا اور ساتھ ہی سب امتوں سے پہلے اس امت مرحومہ کو فیصلے کیلئے بلایا جائے گا۔ (جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ ہم پچھلے ہونے کے باوجود سب سے آگے یعنی پیش پیش رہیں گے، چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ حضور کی امت کو طلب کیا جائے گا جبھی تو حضور نے فرمایا:) **فنحن الآخرون والاولون**۔ کیونکہ ہم دنیا میں آنے کے اعتبار سے تو سب سے پچھلے ہیں لیکن قیامت کے دن، حساب (وغیرہ) کے لحاظ سے سب سے آگے رہیں گے۔ تو میں (اپنی جگہ سے) کھڑا ہوں گا مع اپنی امت کے۔ تو سب امتیں ہمیں راستہ دیتی چلی جائیں گی (ہمارے گزرنے کیلئے ادھر ادھر ہٹ جائیں گی)۔ تو ہم لوگ گزریں گے اس حال میں کہ ہمارے اعضائے وضو آثار طہارت سے، نمایاں طور پر چمکتے اور جھلکتے ہوں گے۔ تو اہل محشر کہیں گے: لگتا ہے کہ یہ امت نبیوں کی جماعت ہو۔

اذن شفاعت اور جنت میں داخلہ سب سے پہلے حضور کیلئے

... پھر میں (سب سے پہلے) آگے بڑھ کر جنت کے در وازے تک پہونچوں گا کھولنے کو کہوں گا۔ (اندر سے) پوچھا جائے گا، کون صاحب ہیں؟ تو کہوں گا: میں ہوں محمد، اللہ کا رسول! تو میرے لئے اس کا دروازہ کھول دیا جائے گا میں اندر داخل ہوں گا اور (تشکراً) اللہ کیلئے سجدہ میں گر پڑوں گا اور اس کی حمد بجالاؤں گا ایسے کلمات حمد و شکر کے ساتھ کہ ویسی حمد مجھ سے پہلے اس کی کسی نے نہیں کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی کر سکے گا۔ تو فرمایا جائے گا: (اے محمد) تم اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ اور کہو (کیا کہنا چاہتے ہو) تمہاری بات سنی جائی گی اور مانگو (جو مانگنا مقصود ہو) تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو (جس کے لئے چاہو، جو چاہو) تمہاری شفاعت مقبول ہوگی۔ تو میں سر اٹھاؤں گا اور (پھر بالآخر) ہر اس بندے کے لئے شفاعت کروں گا جس کے دل میں جو بھر یا ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ (بقول مصنف) یعنی یقین مع شہادت توحید و رسالت۔ [ابن عباس کی یہ حدیث پوری ہوئی۔ مترجم]

فاروق اعظم کی فرمائش پر کعب احبار کی تقریر پُر تاثیر

روایت: مروی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایک روز اپنے عہد خلافت میں) ایسے وقت مسجد تشریف لائے جب کہ حضرت کعب احبار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) لوگوں کو دینی باتیں سنا، سکھا رہے تھے۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا: اے کعب! ہمیں (کچھ) وہ باتیں سناؤ جن سے سامعین کے دلوں میں (اللہ و آخرت کا) خوف پیدا ہو۔ تو آپ نے کہا: اچھا! (اور سنانا شروع کیا):

روز قیامت کی منظر کشی کا اثر

وعظ کعب احبار علیہ الرحمہ:

اللہ کے بہت ملائکہ وہ ہیں جو (عبادت الٰہی بجالانے کیلئے) اپنی پیدائش کی دن سے برابر قیام کی حالت میں ہیں۔ (ذرا بھی) انہوں نے اپنی پیٹھیں نہیں موڑی ہیں اور بہت وہ ہیں جو سجدہ ریز ہیں۔ سجدوں سے اپنے سر کبھی نہیں اٹھاتے ہیں اور وہ سب اسی طرح قیام و سجود میں نفخۂ صور تک رہیں گے اور جب صور پھونکا جائے گا تو وہ سب کے سب (اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرتے ہوئے) عرض کریں گے ''**سبحانک اللھم و بحمدک ما عبدناک حق عبادتک و حق ما ینبغی لک ان تعبد**'' اے اللہ تجھے، تیری حمد کے ساتھ پاکی ہے ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسا عبادت کا حق تھا۔ اور جیسی تیری پرستش کی جانی چاہئے تھی (ہم سے ادا نہیں ہوئی)۔ (حضرت کعب نے آگے کہا) قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے بے شک جہنم قیامت کے روز ضرور قریب آئے گی اس حال میں کہ ڈھاڑتی چنگھاڑتی ہوگی حتی کہ جب بالکل پاس آئے گی (قریب ہو جائے گی) تو ایک ایسی چنگھاڑ مارے گی کہ کوئی نبی، شہید بھی نہیں بچے گا جو (مارے خوف الٰہی کے) گھٹنوں کے بقیہ ص ۴۰ پر

(از: مولانا محمد اشرف رضا قادری*

منظوم سوانح اعلیٰ حضرت

رضویات کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ

امرا وسلاطین اور نام ور علمی و مذہبی شخصیات کی تاریخ اور ان کے حالات و واقعات منظوم شکل میں پیش کرنے کی روایت اردو ادب میں شروع سے پائی جاتی ہے اور اس سلسلے میں دکنی شعرا کو اولیت کا مقام حاصل ہے، تفصیل سے گریز کرتے ہوئے صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں، دکن کے قدیم اور نامور اردو شعرا میں ملا نصرتی (م ۱۰۷۶ھ) کو بڑی شہرت و مقبولیت حاصل ہے، ان کی شاعری اور بیش قیمت کلام کو اردو زبان کا بیش قیمت سرمایہ سمجھا جاتا ہے۔ جب بھی بیجاپور اور عادل شاہی دورِ حکومت کا ذکر آتا ہے، دکن کے اس مایۂ ناز سخن ور کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے، کیوں کہ وہ عادل شاہی دربار کا ''سرتاجِ شعرا'' تھا، ان کی مشہور مثنوی ''علی نامہ'' بیجاپور کے پندرہ سالہ دورِ حکومت اور مختلف سلاطین کے کارناموں کی منظوم تاریخ و تذکرہ ہے، جس میں حمد، نعت، واقعۂ معراج، مناقبِ صحابہ وائمۂ اہلِ بیت کے تذکارِ جمیل کے ساتھ بیجاپور کے مختلف سلاطین کی تاریخ دلکش پیرائے میں نظم کی گئی ہے۔

خواجہ الطاف حسین حالی کی مثنوی ''مدوجزرِ اسلام'' اور حفیظ جالندھری کی مشہورِ زمانہ مثنوی ''شاہنامۂ اسلام'' اسی نوعیت کی خوب صورت کڑی ہے، جس میں مذہب اسلام کی تاریخ ترتیب وار بیان کی گئی ہے۔ مذکورہ بالا مثالوں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اردو ادب میں تاریخِ اسلام، مشاہیرِ عالم اور امرا وسلاطین کی منظوم تاریخ و تذکرہ لکھنے کی روایت عام ہے۔

''سوانح'' سانحہ کی جمع ہے، سانحہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنیٰ ہے: پیش آنے والا واقعہ یا حادثہ یا ظاہر ہونے والا واقعہ! کسی بھی عظیم فرد کی زندگی کے حالات و واقعات، احوال و کوائف، حیات و خدمات اور اس کے اوصاف و کمالات کو اجمال و تفصیل سے زمانی ترتیب کے ساتھ قلم بند کرنا ''سوانح نگاری'' کہلاتا ہے، سوانح نگاری، تاریخ کی ایک ذیلی شاخ ہے، کسی عظیم ہستی کی سوانح حیات لکھنا گویا اس کی ''تاریخ'' مرتب کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سارے تاریخی اصول و شرائط سوانح میں ملحوظ رکھنے پڑتے ہیں، بالعموم سوانح حیات ''منثور'' ہوا کرتی ہے اور بعض اوقات ''منظوم سوانح'' بھی لکھی جاتی ہے، منثور سوانح کے مقابلے میں ''منظوم سوانح'' مشکل، دشوار اور زہرہ گداز مانی جاتی ہے، کیوں کہ اس میں سب سے پہلے صاحب تذکرہ کے بیشمار واقعات و احوال میں سے چیدہ چیدہ واقعات و احوال کو ذہن میں مستحضر کیا جاتا ہے، پھر تسلسل کے ساتھ ان کو شعری جامہ پہنایا جاتا ہے، جو بہر حال ایک مشکل امر ہے۔

ایسی منظوم سوانح قابلِ قدر اور عمدہ سمجھی جاتی ہے، جس میں صاحبِ سوانح کی تہہ دار فکر و شخصیت کے تمام اہم پہلوؤں کو بطریق احسن اجاگر کیا ہو اور ان کی پیشکش میں دلکشی اور خوش اسلوبی کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہو، سوانح نگاری کی اہمیت و افادیت مسلّم ہے، عظیم علمی، روحانی، دینی اور سیاسی شخصیات کی سوانح حیات قلمبند کرنے کا مقصد و فائدہ وہی ہے، جو تاریخ نگاری کا ہے یعنی امتدادِ زمانہ کے سبب حقائق و واقعات کے چہروں پر جمی گرد و غبار کو صاف کرتے ہوئے بلا کم و کاست ان کو اصلی حالت میں پیش کرنا، تا کہ آنے والی نسلوں کے لیے وہ مشعل راہ ثابت ہو سکیں اور عظیم شخصیات کے ہمہ جہت کارناموں سے عوام و خواص واقف ہو کر اپنے حال کو بہتر اور مستقبل کو روشن و تابناک بنا سکیں۔

ان جلیل القدر ہستیوں کی خدمات جلیلہ اور ان کے عظیم الشان کارنامے اس لیے اجاگر کیے جاتے ہیں، تا کہ قوم کے نوجوانوں میں قوتِ فکر و عمل پیدا ہو سکے اور وہ غیر معمولی جوش و ولولہ

* مضمون نگار دو ماہی امین شریعت بریلی شریف کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

کے ساتھ میدانِ عمل میں خود کو اتار سکیں، کہا جاتا ہے کہ ”نئی نسلوں کو عملی زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے من جملہ اور چیزوں کے، اپنے اسلاف و اکابر کی سوانح کا مطالعہ بے حد سودمند ثابت ہوتا ہے“ سوانح نگاری اپنے اندر بڑی وسعت اور تنوع رکھتا ہے، صاحبِ سوانح کی ولادت، وفات، تعلیم وتربیت اس کی زندگی و بندگی، خدمات، کارنامے، عادات وخصائل، اوصاف و کمالات، اخلاق و کردار، بود و باش، طرزِ معاشرت اور متعلقہ شخصیت کے عہد و ماحول کا تذکرہ، یہ سارے امور سوانح کے زمرے میں آجاتے ہیں، یہ اقتباس ملاحظہ کریں:

”سوانح، تاریخ کی ایک شاخ ہے، لیکن بعض خصوصیات کی وجہ سے اس کا شمار ادب میں بھی کیا جاتا ہے، اب سوانح انسان کی پیدائش، خاندان، تعلیم، مشاغلِ زندگی اور وفات کا بیان ہی نہیں، بلکہ کسی فرد کے ظاہر و باطن، عادات واطوار، اخلاق ومعاشرت، وراثت، نفسیاتی کیفیت اور اس کی زندگی کے نشیب وفراز کی داستان بن گئی ہے، اب سوانح نگار کے لیے وہ تمام باتیں دلچسپی کا باعث ہیں، جس سے شخصیت کی تعمیر اور ایک مکمل تصویر کے بنانے میں مدد ملے۔ اس میں سطحی واقعات اور ظاہری حالت بیان کر دینے سے زیادہ باطنی کیفیت، نفسیاتی حالت، ذہنی ارتقا، رجحانات اور خوبیاں وکمزوریاں دکھانا مقصود ہوتا ہے، تاکہ (سوانح کی شکل میں) ایک واضح تصور ابھر کر سامنے آسکے۔“

(اردو نثر کا فنی ارتقا، ص ۳۱۸؛ مطبوعہ: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی)

زیر نظر کتاب ”منظوم سوانح اعلیٰ حضرت“ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک مضبوط کڑی ہے۔ یہ منظوم سوانح شاعر کے طبعِ وقاد، فکرِ صائب اور ذہنِ ثاقب کی منہ بولتی تصویر ہے، جس میں اپنے وقت کی عبقری شخصیت، مجددِ اسلام، ناصر الاسلام والمسلمین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ (متوفیٰ: ۱۳۴۰ھ) کی حیات وخدمات منظوم شکل میں پیش کی گئی ہیں، اعلیٰ حضرت قدس سرہ اہل سنت کی ان باکمال شخصیات میں سے ایک ہیں، جن کی حیات اور کارناموں پر کثرت سے مضامین و مقالات اور کتب و رسائل تحریر کیے گئے ہیں۔ یہ منظوم سوانح ”رضویات“ کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ اس سے قبل خلیفۂ اعلیٰ حضرت، شاعرِ اسلام حضرت مفتی محمود جان جودھ پوری علیہ الرحمہ نے آپ کی منظوم سوانح اختصار کے ساتھ لکھی تھی، نازشِ علم وادب، شاعرِ ذی وقار حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری دام ظلہ عصر حاضر کے نامور ادیب وشاعر ہیں، ان کی شعری وادبی خدمات قابلِ قدر ہیں، موصوف حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر رکھنے والے ایک مفکر اور دانش ور ہیں۔

ان کی شاعری میں وسعتِ فکر، تعمقِ نظر اور جدتِ اسلوب پائی جاتی ہے۔ اچھے عالم کے ساتھ ایک اچھے حافظ وقاری بھی ہیں، ملی وجماعتی فلاح وبہبود کے لیے ہمیشہ کوشاں نظر آتے ہیں، اللہ عزوجل ان کی دینی وملی وادبی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور ان کی عمر واقبال میں برکت عطا فرمائے، آمین۔

حقیقت، صداقت، ثقاہت، معتبر ذرائع معلومات، مستند ماخذ سے استفادہ، مبالغہ سے احتراز اور دیانت کا التزام فنِ سوانح نگاری کے لازمی اجزا ہیں، ان میں سے کسی ایک کا فقدان ادیب ومصنف اور شاعر کے دامن پر بدنما داغ لگا دیتا ہے۔ اس لیے ”فنِ سوانح نگاری“ کے لیے مذکورہ عناصر کا التزام واہتمام ضروری ہے اور بالخصوص ”دیانت داری“ ادب کی دیگر اصناف کے علاوہ اس فن کے لیے جزوِ لاینفک کی حیثیت رکھتی ہے۔ تذکرہ وسوانح خواہ منظوم ہو یا منثور، اس کا تعلق شاعرانہ تخیل سے نہیں بلکہ زندگی کی ٹھوس حقیقتوں سے ہوا کرتا ہے۔ لوگ منظوم سوانح کا مطالعہ اس غرض سے کرتے ہیں کہ وہ محظوظ بھی ہو اور صاحبِ تذکرہ سے متعلق اپنی معلومات کا اضافہ بھی کریں۔

لہٰذا دیانت اور سچائی کے ساتھ متعلقہ شخصیت کی حالاتِ زندگی کا تذکرہ اس صنفِ ادب کے لیے ضروری ہے۔ واقعات کی صداقت و دیانت، فنِ سوانح کو اعتبار واستناد بخشتی ہے۔ ایک اچھے سوانح نگار کو دیانت دار ہونا امرِ لازمی ہے۔ اس لیے عظیم شخصیات پر قلم اٹھانے سے پہلے ضروری ہے کہ حقائق و واقعات کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے۔ شخصیت سے متعلق

مواد اور احوال وواقعات کو تنقید کی کسوٹی پر اچھی طرح پرکھا جائے اور نہایت سلیقے سے قارئین کے سامنے پیش کیا جائے، سوانح نگار نہ صرف متعلقہ شخصیت کے اظہار میں صداقت و دیانت سے کام لے بلکہ اپنے عہد و ماحول، سماجی اقدار اور معاشرتی احوال کی تصویر کشی میں بھی سچائی کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہے، یہ اشعار دیکھیں کہ کس قدر حقیقت و واقعیت اور صداقت و دیانت کے عین مطابق ہیں:ـ

ہیں امامِ نعت گویاں، حضرتِ احمد رضا
متفق ہو کر یہ اہلِ علم و دانش نے کہا

با کمال اصحابِ فن کا ہے یہ اظہارِ خیال
ان کی اردو نعت گوئی کی نہیں ملتی مثال

نائبِ حسّان کا ہے ہند میں عہدہ ملا
رب کے فضلِ خاص سے یہ تمغۂ عظمیٰ ملا

نعت گوئی میں ہے ان کا لہجہ کافی پُر اثر
ہیں حقیقت میں وہ اقلیمِ سخن کے تاج ور

چھیڑتی ہے دل کو پیہم ان کے لہجے کی کھنک
نعت گوئی میں مثال ان کی نہیں ہے دور تک

حقائق و واقعات کی دیانت دارانہ ترسیل اور جذباتِ محبت کے اظہار میں سلیقہ مندی، حمد و نعت کے علاوہ منقبت میں ضروری سمجھتی ہے، جس سے ”منظوم سوانح“ مستثنیٰ نہیں ہے، گوہر صاحب کے کلام میں یہ وصف موجود ہے۔ انہوں نے اپنے ممدوح امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے متعلق سوانحی کوائف اور ان کی خدمات کی ترسیل میں حقائق کے دامن کو مضبوطی سے تھامے ہوئے نہایت سلیقے سے اشعار قلم بند کیے ہیں، جو قابلِ قدر اور لائقِ ستائش ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے متعلق یہ منظوم تذکرہ ۴۴۸ر صفحات پر مشتمل ہے اور الجامعۃ الرضویہ، مغل پور، پٹنہ کے زیرِ اہتمام قرآت اکیڈمی دار الترجمہ والنشر، کولکاتا، بنگال سے شائع ہوا ہے۔ شروع کے ابتدائی ۳۰ر صفحات میں شاعر و ناظم کے ”پیش لفظ“ کے علاوہ مختلف علما و مشائخ اور اصحابِ لوح و قلم کے تأثرات ہیں۔ ”تقریظِ جلیل“ کے عنوان سے مولانا ملک الظفر سہسرامی کا طویل مضمون زینتِ کتاب ہے، جو تقریظ کے بجائے ”تقدیم“ کی حیثیت رکھتا ہے، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید مدنی میاں اشرفی الجیلانی، شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان بریلوی و حضرت گلزار ملت دام ظلہم العالی جیسے مشاہیر کے تأثرات کتاب کو سند اعتبار فراہم کرتے ہیں، حضرت شیخ الاسلام اپنے ”دعائیہ کلمات“ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”کہ مجددِ دین وملت امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ کی ذاتِ ستودہ صفات ایسی با برکت ذات ہے کہ جو جس حیثیت سے امام ممدوح پر کام کرنا چاہا، وہ تائیدِ غیبی سے کیا اور کرتا ہے۔ سیرت و سوانح کے حوالے سے چودھویں صدی کی شخصیات میں جتنا کام امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت پر ہوا اور ہو رہا ہے، شاید کسی پر نہیں ہوا، یہ بھی ایک طرح کا انعام خداوندی ہے، پیشِ نظر ”منظوم سوانح اعلیٰ حضرت“ بھی اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے، جس کے تخلیق کار محترم محبوب گوہر اسلام پوری ہیں۔ یہ شاعرِ موصوف کا کمالِ سخن، جودتِ خیال اور ذوقِ ادب ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ کی سیرت و سوانح کو نظم کے قالب میں پیش کیا، جس پر وہ بلا شبہ ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔“

(منظوم سوانح اعلیٰ حضرت، ۲۱)

شاعر ذی وقار نے اس منظوم سوانح کو ۱۴ر ابواب میں منقسم کیا ہے، بابِ اوّل ”تأثرات و اعتراف“ کے عنوان سے ہے، جس میں منظوم و منثور تأثرات کو جگہ دی گئی ہے، اس باب کے تحت سب سے پہلے عصر حاضر کے نامور ادیب و محقق اور شاعر جناب پروفیسر طلحہ رضوی برقؔ دانا پوری کا منظوم تأثر ہے، بعد ازاں شاعر اسلام جناب سلمان رضا فریدیؔ، مسقط، عمان کا منظوم تأثر شامل ہے، پڑوسی ملک پاکستان سے تعلق رکھنے والے نعتیہ ادب کے عظیم محقق ڈاکٹر عزیز احسن کا ”تأثر“ ایک طویل مضمون کی صورت اختیار کر گیا ہے، جس میں انہوں نے قدرے تفصیل سے امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ اور اس کے منظوم

سوانح نگار گوہر اسلام پوری کے فکر وفن کا تجزیہ کیا ہے، یہ مضمون خالص علمی و تحقیقی نوعیت کا ہے۔

اسی طرح سات صفحات پر پھیلے ہوئے پیکرِ علم وادب جناب پروفیسر مجید اللہ قادری (ڈائریکٹر تحقیقات امام رضا، کراچی) کا تأثر بھی کافی اہمیت کا حامل ہے، حضرت مفتی شمس الدین بہرائچی، ڈاکٹر حسن رضا (پی ایچ ڈی، پٹنہ) جناب حلیم حاذق کلکتوی، شاعر اسلام جناب حسن رضا اطہر بوکاروی اور مولانا رمضان حیدر فردوسی وغیرہ کے تأثرات ہیں، اس باب میں ایک تفصیلی مضمون سوانح نگار جناب گوہر اسلام پوری کی حیات اور شاعری پر بھی شامل ہے۔

دوسرے باب کو ''سوانحات'' کا عنوان دیا گیا ہے، اس باب میں ''ابتدائیہ'' کے عنوان سے تقریباً ۱۷ رصفحات میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی علمی و تصنیفی عظمت اور ان کے مختلف فضائل وکمالات کا احاطہ کیا گیا ہے، کتاب کا آغاز مندرجہ ذیل اشعار سے ہوتا ہے اور اس کا ''ابتدائیہ'' بڑا جان دار اور شاندار ہے جو اشعار شاعر کی دقتِ نظری وجودتِ طبع پر دال ہے:۔

چل کر قلم ذکرِ امام احمد رضا تحریر کر
نظم میں اک باب سیرت کا نیا تعمیر کر

لکھ! زمیں پر ہیں وہ علم وفضل کے کوہِ گراں
ان کی سیرت کا ہر اک پہلو ہے بحر بیکراں

ہے وجود ان کا جہاں میں اک سراپا انقلاب
زیب دیتا ہے انہیں کو ''اعلیٰ حضرت'' کا خطاب

کاملانِ وقت کہتے ہیں جسے آنکھوں کا نور
ایسی ہستی کا ہوا کرتا ہے صدیوں میں ظہور

خاص ہے فضل وکرم ان پر خدائے پاک کا
معجزہ ہیں ہند میں وہ صاحبِ لولاک کا

اک مکمل شخصیت، اک عبقری ونابغہ
جن کا شرق وغرب میں پھیلا ہوا ہے دائرہ

ص ۱۰۵ ر سے اصل منظوم سوانح شروع ہوتی ہے، جس میں امام ممدوح کا خاندانی پس منظر، آباواجداد، ولادت، عہدِ طفلی کے حالات وکمالات، حسنِ سیرت، عادات وخصائل، پابندیِ شرع، معمولاتِ حیات، بیعت وخلافت، مرشد کی نگاہِ عنایت اولادِ امجاد، خلفائے عظام، رضا بریلوی کے اولین سوانح نگار ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری کا ذکر جمیل، سفر آخرت کے حالات، وصایا شریف، انتقالِ پُرملال، خانوادۂ رضا کے نامور افراد استاذِ زمن علامہ حسن رضا بریلوی، علامہ حسنین رضا خاں بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی، حضرت ریحانِ ملت، امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی، مرشد گرامی تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلوی علیہم الرحمہ کے تذکارِ جمیل ہے۔

یہ باب ۱۰۵ ر صفحات کو محیط ہے اور معلومات افزا ہے۔

بابِ سوم کو ''علمیات'' کا نام دیا گیا ہے اور اس کے ضمن میں امام احمد رضا خان محدث بریلوی کی مختلف علوم وفنون میں مہارت و بصیرت اور ان کی تدریسی خدمات کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ شعر کے قالب میں ڈھالا گیا ہے، جب کہ بابِ چہارم ''سفریات'' میں اعلیٰ حضرت کا پہلا ودوسرا سفرحج، اس کی برکات، اسفارِ مبارکہ اور بالخصوص آپ کے سفرِ بہار کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے، بابِ پنجم کو ''تصنیفات'' سے مختص کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں آپ کی تصانیفِ عالیہ، کتبِ غالیہ ورسائلِ قیّمہ کا تعارف پیش کیا گیا ہے، خصوصیت کے ساتھ ''کنز الایمان، فتاویٰ رضویہ، الدولۃ المکّیہ'' اور آپ کا اہم اور دلچسپ مشغلہ ''فتویٰ نویسی'' اور ''شانِ فقاہت'' کو بڑے اچھوتے انداز میں سپردِ قرطاس کیا گیا ہے۔

بابِ ششم ''تعاقبات'' اور بابِ ہفتم ''ایمانیات'' میں شرح وبسط کے ساتھ امام احمد رضا خان محدث بریلوی کے تجدیدی کارناموں کو اجاگر کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں آپ کی ہمہ جہت دینی، ملی، علمی اور اصلاحی خدمات کا نقشِ جمیل تیار کیا گیا ہے۔

امام موصوف کے دور میں مختلف فرقہائے باطلہ اپنے افکارِ زائغہ وعقائد باطلہ کی ترویج واشاعت میں منہمک تھے اور اپنے دین مخالف نظریات سے دینِ اسلام اور مذہب اہل سنت وجماعت پر حملہ آور تھے، آپ نے تنِ تنہا ان تمام اسلام مخالف قوتوں اور فتنوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور سادہ لوح عوام کے ایمان وعقائد

کی حفاظت فرمائی۔ آپ کے یہ اصلاحی کارنامے بڑے بڑے کارناموں پر بھاری ہیں، یہی وجہ ہے آپ کو "محافظ دین وسنیت" کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، اپنے تو اپنے اغیار نے بھی آپ کی دینی وملی وقلمی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

ان دونوں باب کی ذیلی سرخیاں بالترتیب کچھ اس طرح ہیں:
عہدِ رضا کے فتنے اور ان کا استیصال، حسام الحرمین، امام احمد رضا اور عشقِ رسول (ﷺ) تحریکِ عشقِ مصطفیٰ کے جلوے، امام احمد رضا اور احترامِ سادات، شاعر محترم نے مذکورہ عناوین کے تحت امام موصوف کا شایانِ شان تعارف کرایا ہے اور اپنی شاعرانہ عظمت کا ثبوت دیا ہے۔ اس حوالے سے چند بند ملاحظہ کریں:ـ

تھا امام احمد رضا کا عہد فتنوں سے بھرا
چار سو پھیلی ہوئی گمراہیت کی تھی وبا

ہو رہا تھا حملہ چوطرفہ اصولِ دین پر
تھی مخالف کی نظر اسلام کے آئین پر

ہر طرف افرنگیوں نے چھوڑ رکھے تھے ایجنٹ
دین کے سوداگروں کا ہو چکا تھا اگریمینٹ

کشمکش میں تھے محبانِ رسولِ ذی وقار
کثرتِ طوفانِ شر سے تھا عجب ہی انتشار

ایسے عالم میں بریلی شہر سے احمد رضا
اترے میدانِ عمل میں لے کے فاروقی ادا

حوصلہ، ہمت، حسینی عزم اور تیور لیے
ڈٹ گئے میداں میں آ کر جذبۂ شبّر لیے

فرقہ ہائے باطلہ کی بے جھجک تردید کی
حق مخالف حرکت وافکار پر تنقید کی

بن کے اک مردِ مجاہد کی صدائے حق بلند
اک ذرا بھی مصلحت کوشی نہ فرمائی پسند

علم کے نیزے چلا کر کفر کو ساکت کیا
حق ہے کیا، باطل ہے کیا، تحریر سے ثابت کیا

خوب سختی سے رہے اسلامی موقف پر اٹل
کر دیا خامے سے چکنا چور باطل کا محل

حق کو حق کہنے میں اپنی جان کی پروانہ کی
کفر کی ظلمت کو چھانٹا، شرک کی جڑ کاٹ دی

(زیرِ تبصرہ کتاب، ص ۲۹۴ـ۲۹۵)

باب ہشتم کا عنوان "اصلاحات" ہے اور اس میں امام موصوف کی اصلاحِ معاشرہ اور آپ کے دس مشہور نکاتی فارمولے پر روشنی ڈالی گئی ہے، آپ کا یہ دس نکاتی فارمولہ بڑی اہمیت وافادیت کا حامل ہے اور عصر حاضر کے تناظر میں اس کی ضرورت واہمیت دو چند ہو گئی ہے، امام احمد رضا بریلوی کے دس نکاتی فارمولے کا تعارف وتبصرہ شاعر باکمال کے خامۂ زرنگار سے ملاحظہ کریں:ـ

ان کو کتنا "ملتِ اسلامیہ" کا درد تھا
"دس نکاتی فارمولے" سے ہی چلتا ہے پتہ

فارمولے میں امام احمد رضا نے کیا کہا
مختصر انداز میں کرتا ہوں اس پر تبصرہ

ہو عظیم الشان تعلیمی اداروں کا قیام
ٹھوس اور مضبوط ہو اس کا بہر صورت نظام

"طالبانِ علمِ دیں" پر خرچ سرمایہ کریں
علم وفن کا ان میں عزم وحوصلہ پیدا کریں

ہر گھڑی "دینی مدارس" میں رہے دینی امنگ
چوں کہ قرطاس وقلم کی جیتنی ہے ان کو جنگ

حسبِ خدمت سارے ہی استاذ کی تنخواہ ہو
تاکہ ان میں درس دینے کی مکمل چاہ ہو

طلبہ جن اشغال میں فعّال آتے ہوں نظر
ان کو اس شعبے میں ہی رکھیں لیاقت دیکھ کر

دے کے اہلِ علم کو "نذرانے"، لکھوائیں کتب
اپنے پیسے دے کے اہلِ خیر چھپوائیں کتب

پھر کتابیں مفت میں تقسیم اہلِ زر کریں
اہلِ سنت کی اشاعت کے لیے کوشاں رہیں

مذہبِ حق کی حمایت میں لکھی جائیں کتاب
ردِ فکرِ باطلہ پر نکلے "پرچہ" کامیاب

ہر ادارے میں نئے "اہلِ قلم" تیار ہوں
سنیوں کے پاس اپنے "مذہبی اخبار" ہوں

جس قدر بھی ہو سکے نکلیں "رسالے، میگزین"
مقصد اصلی رہے ان کا فروغِ علم دین
سینکڑوں اس فارمولے سے نکلتے ہیں نکات
اس کے استعمال سے واللہ بن سکتی ہے بات

(مرجع سابق، ص ۳۴۰-۳۴۲)

باب نہم "خصوصیات" میں شاعر نے امام احمد رضا کے سائنسی افکار و نظریات کی تفہیم کرائی ہے۔ نیز اس باب میں آپ کے چند اہم اور نمایاں کارناموں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام، امام موصوف کی ایک عظیم علمی و تعمیراتی یادگار ہے۔ اس پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ بابِ دہم کو "شعریات" کا جلی عنوان دیا گیا ہے اور شرح و بسط کے ساتھ آپ کی نعت گوئی، قصیدہ و منقبت نگاری، شعر و ادب اور عشق و وارفتگی کا نمونہ "حدائق بخشش، قصیدۂ معراجیہ" نیز آپ کے مشہور زمانہ سلام "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کے ذکرِ جمیل کے ساتھ آپ کی شاعرانہ عظمت و مہارت کا شایانِ شان خطبہ پڑھا گیا ہے۔

باب یازدہم "کرامات" کے تحت امام احمد رضا کی کرامات اور صوفیانہ اقوال و تعلیمات بڑے فنکارانہ اسلوب میں بیان کیے گئے ہیں، بابِ دوازدہم "امتیازات" کے عنوان سے معنون ہے اور اس میں امام احمد رضا محدث بریلوی کے ہمہ جہت تعارف و خدمات پر تحریر کیے گئے کتب و رسائل، اشاعتی ادارہ جات، آپ پر پی ایچ ڈی اور ایم فل کرنے والوں کے اسما تفصیل سے شمار کرائے گئے ہیں۔

باب سیزدہم "اعترافات" اور بابِ چہاردہم "ترجیحات" کے نام سے موسوم ہیں اور اس سلسلے میں امام موصوف سے متعلق مندرجہ ذیل موضوعات زینتِ کتاب ہیں: علمائے عرب کے اقوال و تاثرات، مخالفینِ رضا کے اعترافات، چند مشاہیر اربابِ علم و دانش کے تاثرات، ڈاکٹر سر ضیاء الدین بارگاہِ رضا میں (ریاضی کے ایک لاینحل مسئلے کو حل کرنے کی غرض سے ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو بارگاہِ رضا تک پہنچانے والے خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ تھے)، اہلِ سنت کا مرکز بریلی شریف، مسلکِ اعلیٰ حضرت سلامت رہے، التجائے شاعر۔

زیرِ نظر تبصراتی کتاب کا آخری پیراگراف جو "التجائے شاعر" کے نام سے ہے، نہایت اہم اور وقیع ہے، شاعر نے امتِ مسلمہ کو اتفاق و اتحاد کی تعلیم دیتے ہوئے تعلیماتِ رضا کو عام و تام کرنے اور "مسلک اعلیٰ حضرت" پر مضبوطی سے قائم رہنے کی دعوت دی ہے کہ یہی مسلکِ حق اور صراطِ مستقیم ہے۔ کتاب کے اس حصے کی حیثیت "فغانِ درویش" اور "سرمدی پیغام" کی ہے، شاعر کرب کے لہجے میں قومِ مسلم سے کچھ اس طرح مخاطب ہے:؎

تجربے کی روشنی میں کر رہا ہوں میں بیاں
شعر کی آواز میں سنیے مرا "دردِ نہاں"
میں نے دیکھا ہے کئی خانوں میں ہیں وہ بٹ گئے
جو امام احمد رضا خاں کی روش سے ہٹ گئے
جس نے تعلیمِ رضا سے پھیر لی اپنی نگاہ
دین بیزاری کی آندھی کر گئی اس کو تباہ
اٹھ رہا ہے روز ہی فتنوں کا طوفانِ مُہیب
اپنی نسلوں کو رضا کی فکر سے کیجے قریب
گمرہی کا "وائرس" پھیلا ہے کس کس طور سے
اہلِ ایماں کا گذر ہے کتنے نازک دور سے
"اعلیٰ حضرت" سے محبت کیجیے ہر حال میں
ہے یہی پیغام اہلِ عشق کے اقوال میں
کیجیے نسلوں کو "تعلیمِ رضا" سے آشنا
خود ہی ہوتی جائیں گی پھر وہ بقا سے آشنا
آج کے اس عہد کا جبری تقاضا ہے یہی
عام گھر گھر میں ہو "افکارِ رضا" کی روشنی

(مرجع سابق، ص ۴۸۲-۴۸۳)

مجموعی اعتبار سے یہ "منظوم سوانح اعلیٰ حضرت" کامیاب ترین سوانح ہے اور اردو کے "منظوم سوانحی ادب" میں امتیازی حیثیت کا حامل ہے، زبان، بیان، مواد، ہیئت، اسلوب، فصاحت و بلاغت، نفاست و لطافت، سلاست، شعریت، معنویت، روانی، سادگی، صفائی، برجستگی، شگفتگی، پاکیزگی وغیرہ سارے بقیہ ص ۱۹ پر

منظومات

آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں

(از: سید خادم رسول عینی، بھدرک

جس سے گُل گلزار مہکا آپ ہیں
جانِ عیسیٰ فخرِ موسیٰ آپ ہیں
جس پہ نازاں ہے زمانہ آپ ہیں
مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں

آپ کو کہتی ہے ہر شی جانِ جاں
ہیں منور آپ سے کون و مکاں
آپ کو رب نے کیا یوں ضوفشاں
آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

آپ کے آگے جھکی دل کی جبیں
کہکشاں ہو یا فلک ہو یا زمیں
فیصلہ سب نے کیا اے شاہِ دیں
آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں

بقیہ ص ۳۳ پر

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں

(از: مولانا طفیل احمد مصباحی

صاحبِ لولاک، جانِ کائنات
آپ ہیں وجہ بِنائے دو جہاں

اے امامِ انبیاء و مرسلیں
آپ ٹھہرے نازشِ کون و مکاں

خواجۂ کونین کے ہوتے ہوئے
کیوں کروں اندیشۂ سود و زیاں

اے ہمارے غم گسار و غم زُدا
دور کردیں رنج کی پرچھائیاں

ہوں گرفتارِ مصیبت، کیجیے
چشمِ رحمت اے مسیحائے زماں

بقیہ ص ۳۳ پر

حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

(از رشحات قلم: حضور تاج الشریعہ قدس سرہ

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے
صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروّت ناز کرتی ہے
شہ خوباں پہ ہر خوبی و خصلت ناز کرتی ہے
کریم ایسے ہیں وہ ان پر کرامت ناز کرتی ہے
جہان حسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے ان کی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے
شہنشاہ شہیداں ہو انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے
بٹھا کر شانۂ اقدس پہ کردی شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے
جبین ناز ان کی جلوہ گاہ حسن ہے کس کی
رخ زیبا پر حضرت کی ملاحت ناز کرتی ہے
نگاہ ناز سے نقشہ بدل دیتے ہیں عالم کا
ادائے سرور خوباں پہ ندرت ناز کرتی ہے
فدائی ہوں تو کس کا ہوں کوئی دیکھے مری قسمت
قدم پر جس حسیں کی جان طلعت ناز کرتی ہے
خدا کے فضل سے اختر میں ان کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے

(از: محمد جسیم اکرم مرکزی

بادۂ عشق نبی ہم کو پلایا جس نے
دین اسلام پہ مرمٹنا سکھایا جس نے
پرچم حق کو بلندی پہ اٹھایا جس نے
وعدۂ احمدِ مختار نبھایا جس نے
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہِ بوسۂ سرکار ہی ہے

بقیہ ص ۴۵ پر

صفر المظفر ۱۴۴۵ھ / اگست ۲۰۲۳ء
AUGUST-2023 Rs. 30/-

جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF



اعلیٰ حضرت ایک
انقلاب آفریں شخصیت

فرمان تاج الشریعہ

"اللہ تعالیٰ نے میرے ولی نعمت جدی الکریم سیدی و سندی و کنزی و معتمدی لیومی وندی امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم و آگہی کا کیسا آفتاب عالمتاب بنایا تھا کہ جس کے نور سے کتنے مسائل علمیہ مجلّٰی اور اہل علم مستنیر اور جملہ عوام مستفیض ہوئے اور تصانیف مبارکہ سے ہر زمانے میں ہوتے رہیں گے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر تصنیف لطیف میں فوائد علمیہ کی بہتات ہوتی ہے اور اس میں رنگ تنقیح صاف جھلکتا ہے۔" [مقدمہ بر تجلی السلم]

بدنگاہی کے اثرات

یوگا کا شرعی حکم

یقیناً خدا دیکھ رہا ہے

یوگا ورزش ہے یا کچھ اور؟

عہد ماضی اور آج میں کتنا فرق؟

خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

یوم سبت کا روزہ اور فرمان طوفانی

امام احمد رضا اپنی تصانیف کے آئینے میں

فتاویٰ رضویہ میں عشق رسول ﷺ کے جلوے

اعلیٰ حضرت علمی مقام! مشاہیر کی نظر میں

رحمٰن بھی راضی رہے اور خوش رہے شیطان بھی

فضیلت اور خدمت کے لحاظ سے والدین کا مقام

مدیر مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی


مرکز الدراسات الإسلامية
جامعة الرضا
بریلی شریف یوپی، ھند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارثِ علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

ترجمان اعظم اہل سنت و جماعت سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا دینی و اصلاحی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۸
Issue No. 08
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۵ھ
صفر المظفر
اگست ۲۰۲۳ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۱۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

فرمان تاج الشریعہ

”اللہ تعالیٰ نے میرے ولی نعمت امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت کو علم وآگہی کا کیسا آفتاب عالمتاب بنایا تھا کہ جس کے نور سے کتنے مسائل علمیہ مجلّی اور اہل علم مستنیر اور جملہ عوام مستفیض ہوئے اور تصانیف مبارکہ سے ہر زمانے میں ہوتے رہیں گے۔“

مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

فتاویٰ رضویہ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوے

اداریہ

یوں تو فتاویٰ رضویہ یہ خالص فقہی شاہکار ہے، اس کی مکمل بارہ جلدیں صرف علمی اور فقہی مذاق پر مشتمل ہیں، لیکن اس میں بھی عشق رسالت کی عطر بیزی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے اور اس کا ہر مسئلہ عشق رسالت کا آئینہ دار ہے، جسے قاری کا دل و دماغ اس کی بھینی بھینی خوشبو سے معطر ہوا اٹھتا ہے، امام اہل سنت کا یہ عظیم الشان شاہکار بھی ان کے نزدیک نبی ناز رحمت کا فیضان وعطیہ ہے، اسی لئے آپ نے اپنے فتاویٰ کا نام بھی ایسا ہی رکھا جس کے الفاظ آپ کی اس عقیدت و محبت کا برملا اظہار کر رہے ہیں ''العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ'' آپ کا قلم جس موضوع پر بھی اٹھا ہے، اس کی سرخیوں میں عشق و محبت کے شرارے ابھرتے ہوئے نظر آتے ہیں، مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی عظمت و تقدس کا خیال لمحہ بھر کو آپ کی ذات سے جدا نہ ہوا، ملاحظہ فرمائیے کہ فتویٰ نویسی کے وقت مختلف فقہی مسائل کے ہجوم میں بھی عشق رسول اور عظمت رسالت کی پاس داری کا رنگ کتنا گہرا ہے۔

تقبیل الابہامین یعنی ''اشھد ان محمدا رسول اللہ'' یا اسم رسالت سن کر انگوٹھے چومنے کے جواز پر نہایت ہی مفصل و مدلل و تحقیقی جواب تحریر فرمایا اور یہ ثابت کیا کہ نام اقدس ﷺ کو سن کر انگوٹھوں کو چومنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ باعث حفظ صحت و بصر اور کار ثواب و اجر ہے، اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد ایک طرف آپ کی فقہی بصیرت و بصارت میں بے مثل و جداگانہ کروفر کی تخصیص ہوتی ہے تو دوسری طرف حضور اکرم ﷺ کی ذات محسن کائنات سے آپ کی بے پناہ عشق و الفت کا عرفان بھی ہوتا ہے، ذیل میں مسئلہ کی قدر تفصیل ملاحظہ فرمائیے اور اس کے حرف حرف سے نکلنے والی عشق و محبت کی کرنوں سے دلوں کو روشن و منور کیجئے:

''حضور پر نور، شفیع یوم النشور، صاحب لولاک ﷺ کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد دوم، ص ۴۲۵]

آگے حضرت ملّا علی قاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''قلت و اذا ثبت رفعه الی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه فیکفی للعمل به لقوله علیه الصلاۃ والسلام علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین۔ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کا بس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ تو صدیق سے کسی شئے کا ثبوت بعینہٖ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے، اگر چہ بالخصوص حدیث مرفوع درجۂ صحت تک مرفوع نہ ہو۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد دوم، ص ۵۲۶-۵۲۷]

اسی طرح خوشبو سونگھتے وقت حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے جواز پر علما و صلحا اور صحابۂ کرام کے اقوال و افعال پیش کر کے ثابت فرمایا کہ یہ عمل باعث ثواب کثیر اور فضل جمیل ہے:

''خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسندیدۂ بارگاہ رسالت ہیں ﷺ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ آلہ و بارک و سلم فرماتے ہیں: حبب الی من دنیاکم النساء و الطب و جعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ۔ تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی، نکاح اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، ص ۲۲۵]

اسی طرف مختلف قسم پانی کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''وہ پانی جس سے وضو صحیح ہے، مینھ، دریا، نہر، چشمہ، جھرنے، جھیل، بڑے تالاب، کوئیں کے پانی تو ظاہر ہیں بالخصوص قابل ذکر مائے مبارک زمزم شریف ہے کہ ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک اس سے وضو وغسل بلا کراہت جائز ہے اور ڈھیل کے بعد استنجا مکروہ اور نجاست دھونا ممنوع ہے۔''

یہ مسئلہ بیان کرتے ہوئے آپ کا عشق وعرفان انگڑائیاں لیتا ہوا پردۂ ذہن پر چھا گیا کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ زمزم شریف ہی تمام پانیوں سے اعلیٰ وارفع ہے جبکہ ان تمام پانیوں سے اعلیٰ وارفع ایک اور پانی ہے، حاشیئے میں آپ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، دونوں جہاں کے سب پانیوں سے افضل، زمزم سے افضل، کوثر سے افضل وہ مبارک پانی ہے کہ بارہا براہِ اعجاز حضور انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے دریا کی طرح بہا اور ہزاروں نے پیا اور وضو کیا، علما تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی کوثر وزمزم سب سے افضل ہے مگر اب وہ کہاں نصیب۔'' [فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد اوّل، ص ۴۰۸]

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر — ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

نور کے چشمے لہرائیں، دریا بہیں — انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

امام اہل سنت کی نبی ناز رحمت سے وارفتگی وشیفتگی کا عالم یہ تھا کہ جن ادنی سے ادنیٰ چیزوں کو رسول اکرم سے قرب یا ان سے ادنی سی بھی نسبت حاصل ہو، ان کا بھی ادب واحترام اور ان کی عظمت وتقدس کا پورا پورا خیال فرماتے، چنانچہ پانی ہی کے بیان میں فرماتے ہیں:

''حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک یا جبہ شریف یا کاسہ مطہرہ تبرک کے لئے جس پانی میں دھویا قابل وضو ہے، اگر چہ اس میں قصد قربت بھی ہو، ہاں پاؤں پر نہ ڈالا جائے کہ خلاف ادب ہے، اگر منھ پر جاری کیا تو منھ کا وضو ہو گیا، ان کا تو نام پاک لینے سے دل کا وضو ہو جاتا ہے............................... الحمدللہ! ان پاک کرنے والے پانیوں کی ابتدا زمزم شریف بلکہ اس آب اقدس سے ہوئی جو انگشتان مبارک حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکمال رحمت جوش زن ہوا اور انتہا اس پانی پر ہوئی جو حضور کے آثار شریفہ کو دھو کر برکات عالیہ کا منبع ومخزن ہوا۔'' [فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد اوّل، ص ۴۵۶]

واللہ کیا عاشقانہ جملہ ہے، ایک ایک حرف عشق والفت کا مہکتا ہوا گلاب معلوم ہو رہا ہے، رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار وتبرکات کی تعظیم وتوقیر اور ان کے فیوض وبرکات تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک سلفاً وخلفاً زمانۂ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک بلانکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب، بکثرت احادیث صحیحہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق، جن میں بعض کی تفصیل فقیر کی کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں، اس کی تحقیق وتنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے باز رہنا سخت محرومی وکم نصیبی ہے، ائمۂ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے اس شئے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے، امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں: من اعظامه و إكباره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إعظام جميع أسبابه و اكرام مشاهده و امكنة من مكمة و المدينة و معاهده و مالمسه عليه الصلاة و السلام او عرف به۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو، جو چیز حضور کی طرف منسوب ہو، جس چیز کو حضور نے چھوا ہو یا جو چیز حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو، اس کی تعظیم کی جائے۔)

اسی طرح طبقۃً فطبقۃً شرقاً غرباً، عجماً عرباً علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں پر تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض وحصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے..............

علما فرماتے ہیں جس کے پاس نقشۂ متبرکہ ہو ظلم ظالمین وشر شیاطین وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے، عورت دردزہ کے وقت اپنے ہاتھ میں لے آسانی ہو، جو ہمیشہ پاس رکھے نہ لُٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو نہ چُرے، جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو، جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضع درد ومرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں۔'' [فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد نہم، ص ۹۲]

ایک دوسرے مقام پر جان کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے عشق ومحبت کا دریا بہاتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

''جب نقشے کی یہ برکت وعظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت وبرکت کو خیال کیجئے، پھر ردائے اقدس، جبہ مقدسہ وعمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے، پھر ان تمام آثار وتبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم واعلیٰ واکرم واولیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزء بدن والا ہے، اس سے اجل واعظم وارفع واکرم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے۔

مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان وزمین ہرگز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور تصریحات ائمہ سے معلوم ہو لیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند، بلکہ صرف نام پاک سے اس شئے کا اشتہار کافی ہے، ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل، پر آزار دل! جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی، نہ ایمان کامل۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷، ص ۲۲۷]

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اپنے معشوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی قدر ومنزلت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''تربت اطہر یعنی وہ زمین جو جسم انور سے متصل ہے کعبۂ معظّمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے، صرّح بہ ابن عقیل الحنبلی و تلقاہ العلماء بالقبول باقی مزار شریف کا بالائی حصہ اس میں داخل نہیں، کعبۂ معظّمہ، مدینہ طیبہ سے افضل ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مدینہ طیبہ سوائے موضع تربت اطہر اور مکہ معظّمہ سوائے کعبہ مکرمہ! ان دونوں میں کون افضل ہے، اکثر جانب ثانی ہیں اور اپنا مسلک اوّل اور یہی مذہب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، طبرانی کی حدیث میں تصریح ہے کہ المدینۃ افضل من المکۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔'' [فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد چہارم، ص ۶۸۷]

آپ کو شہر محبوب سے اس قدر محبت تھی کہ ''مدینہ منورہ'' کے لئے لفظ ''یثرب'' سننا گوارہ نہیں فرماتے تھے، جب بھی کوئی مدینہ منورہ کے لئے لفظ ''یثرب'' استعمال کرتا آپ تڑپ جاتے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

''مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع وگناہ ہے اور کہنے والا گنہگار، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طابۃ ھی طابۃ۔ جو مدینہ کو یثرب کہے، اس پر توبہ واجب ہے، مدینہ طابہ ہے، مدینہ طابہ ہے..... ....علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: فتسمیتھا بذلک حرام لان الاستغفار انما ھو عن خطیئۃ۔ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتا ہے۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، ص ۶۱]

آپ درِ محبوب ﷺ کی حاضری کو قریب الواجب قرار دیتے ہیں کیوں کہ حج بھی تو انہیں کے طفیل نصیب ہوتا ہے۔ ؎

اسلامیات

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

درِ محبوب پہ آپ کا عشق وادب اتنا محتاط ہے کہ جالی شریف کے بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بھی اجتناب فرماتے ہیں کہ کہیں کوئی بے ادبی نہ ہوجائے، آپ رحمت عالم ﷺ کی رحمت پر اتراتے ہوئے سراپا عجز وانکسار بن جاتے ہیں کہ ''یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ اپنے حضور بلایا اور مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی'' آپ کوچۂ جاناں میں حاضری کے آداب وضوابط، عشق ومحبت کی روشنی میں رقم کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''(۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے، بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں، راہ پر خطر ہے، وہاں بیماری ہے، خبردار کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو، جان ایک دن جانی ضرور ہے، اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے، اسے اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں، کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا، والله الحمد۔

(۲) حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو، یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں، اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

(۳) راستہ بھر درود وذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

(۴) جب حرم مدینہ نظر آئے، بہتر کہ پیادہ ہولو، روتے سر جھکائے، آنکھیں نیچی کئے اور ہوسکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ ؎

جائے سر است ایں کہ تو پا می نہی — پائے نہ بینی کہ کجا می نہی
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا — ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۵) جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے درود وسلام کی کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو، جلال وجمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہوجاؤ۔

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو، اور نئے بہتر سرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل ہے۔

(۸) اب فوراً آستانۂ اقدس کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو، رونے کا منہ بناؤ اور دل بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب درِ مسجد پر حاضری ہو، صلوٰۃ وسلام عرض کرکے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو، بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہوکر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب وتعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے، آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس کے نقش ونگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے، جس سے سلام وکلام ضرور ہو تو جہاں تک ہو کترا جاؤ، ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو، پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی، ان کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا ہے۔

اسلامیات

امام محمد بن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمۂ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: لا فرق بین موته وحیاته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلک عنده جلی لا خفائفه۔ ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام مسلک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں: انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عالم (بحضورک وقیامک وسلامک) أی بجمیع احوالک وافعالک وارتحالک ومقامک۔ ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانۂ حاضری دربار اقدس صرف قل یا قل سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اور ان کا اپنا قبول نصیب کر، آمین۔

(۱۵) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو، کہ حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے، والحمدللہ۔

(۱۶) اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی، کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کرکے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو، لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار فتاوائے علم گیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ یقف کمافی الصلوۃ حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے، یہ عبارت عالم گیری واختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا واضعاً یمنه علی شماله دست بستہ دہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(۱۷) خبر دار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی، اب خصوصیت اور اس درجہ قربت کے ساتھ ہے، والحمدللہ۔

(۱۸) الحمدللہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے، نہایت ادب ووقار کے ساتھ بآواز حزیں وصورت درد آگیں ودل شرمناک وجگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم و پست (کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا) مجرا وتسلیم بجالاؤ اور عرض کرو: السلام علیک ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته، السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یاخیر خلق اللہ، السلام علیک

یا شفیع المذنبین، السلام علیک و علیٰ آلک و اصحابک و امتک اجمعین۔

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو صلوٰۃ و سلام کی کثرت کرو، حضور سے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو: اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ۔

(۲۰) پھر اگر کسی نے عرض کی وصیت کی بجالاؤ، شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کی جو اس رسالہ کو دیکھیں، وصیت کرتا ہے کہ جب انھیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں، اللہ ان کو دونوں جہاں میں جزا بخشے، آمین: الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ و علیٰ آلک و ذویک فی کل آن و لحظۃ عدد کل ذرۃ الف الف مرۃ من عبیدک احمد رضا ابن نقی علی یسئلک الشفاعۃ فاشفع لہ و للمسلمین۔

(۲۱) پھر اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو: السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ، السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

(۲۲) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو: السلام علیک یا امیر المؤمنین و السلام علیک یا متمم الاربعین، السلام علیک یا عز الاسلام و المسلمین و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

(۲۳) پھر بالشت بھر مغرب کی جانب پلٹو اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو: السلام علیکما یا خیفتی رسول اللہ، السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ، السلام علیکما یا ضجیع رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ، أسئلکما الشفاعۃ عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم و علیہما و بارک و سلّم۔

(۲۴) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں، دعا میں کوشش کرو، دعائے جامع کرو، درود پر قناعت بہتر۔

(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔

(۲۶) پھر روضۂ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرۂ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آ کر دو رکعت نفل غیر مکروہ وقت میں پڑھ کر دعا کرو۔

(۲۷) یونہی مسجد شریف کے ہر ستونوں کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس (بھی) بیکار نہ جانے دو، ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو، نماز و تلاوت، درود میں گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہئے نہ کہ یہاں۔

(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کر لو، یہاں تمہاری یاد دہانی ہی کو دروازے سے بڑھتے ہی یہ کتبہ ملے گا: نویت سنۃ الاعتکاف۔

(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس لکھی جاتی ہے، لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو، کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔''

[فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد چہارم، ص ۷۲۳ تا ۷۲۰]

روضۂ انور کی نقل یا تصویر کے تعلق سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

''روضۂ منورہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل صحیح بلاشبہ معظمات دینیہ سے ہے، اس کی تعظیم و تکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے، ع ‏ اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

اس کی زیارت بآداب شریعت اوراس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب وبداہت عقل سے مستحب و مطلوب ہے۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷ر ص ۲۳۱]

ایک مقام پر حضرت علامہ تاج الدین فاکہانی علیہ الرحمۃ الربانی کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

''روضۂ مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے، وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے، جیسے نعل مبارک کا نقشہ منافع وخواص میں یقیناً خود اس کا قائم مقام ہے، جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے، ولہٰذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز واکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷ر ص ۲۳۱]

نعلین مقدس کے متعلق ابن عساکر کے حوالے سے ایک عاشق رسول ﷺ کی واردات قلب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اے فانی کی یاد کرنے والے! ان چیزوں کی یاد چھوڑ اور تبرکات شریفہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک بوسی کر! زہے نصیب اگر تجھے اس تصویر نعل مبارک کا بوسہ ملے، اپنا خسارہ (رخسار) اس پر رکھ اور اس کی خاک پر اپنا چہرہ مل، اے نعل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر! تیری عزت وشرف بلند پر میری جان قربان، تجھے دیکھ کر آنکھیں ایسی بہ نکلیں کہ اب تھمنا بہت دور ہے، تجھے دیکھ کر انھیں مدینے کی وادی عقیق میں مصطفیٰ ﷺ کی رفتار یاد آ گئی، لہٰذا اب اپنے اشک رواں کے سرخ سرخ عقیق نچھاور کر رہے ہیں، اے تصویر نعل مبارک! تو نے مجھے وہ قدم پاک یاد دلا دیا جس کے لئے بلندی وجود واحسان وفضل قدیم سے ہیں، اگر میر خسارہ (رخسار) تراش کر اس قدم پاک کے لئے کفش بناتے تو دل کی تمنا بر آتی یا میری آنکھ ان کی فش مبارک کے لئے زمین ہوتی تو اس زمین ہونے سے عزت کا آسمان بن جاتی، ع جزاک اللہ خیر ایا ابا الیمین۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷ر ص ۲۵۴]

نعل مقدس سے متعلق ایک اور عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلبی تأثرات کو اپنے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں:

''اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا ہوں اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں، اپنے سر اور اپنے منہ پر رکھتا اور کبھی چومتا اور کبھی سینے سے لگاتا ہوں، میں اپنے دھیان اسے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اقدس میں تصور کرتا ہوں تو شدت صدق تصور گویا اپنی آنکھوں سے جاتے ہوئے دیکھتا ہوں، اس نقشہ پاک کو اپنے رخسار پر رکھ کر جنبش دیتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ گویا وہ اسے پہنے ہوئے میرے رخسار پر چل رہے ہیں، آہ! کون ایسی صورت کردے کہ وہ پائے مبارک جو ستارگان آسمان ہشتم کے سروں پر بلند ہوئے، ان کی کفش مبارک چلنے میں میرے رخسار پر پڑے، میں نقشہ مبارک کو اپنے سینے پر دل کا تعویذ بنا کر رکھوں گا، شاید دل کی آگ ٹھنڈی ہو، میں اسے سر پر آنکھوں کا تعویذ بنا کر باندھوں گا، شاید بہتی پلکیں رکیں، سن لو! تصویر کفش مقدس پر میرا باپ نثار! کیا اچھا ہے اسے بنانے والا اور جو اس کی خدمت کرے پاک ہو جائے، ماہ نو کی تمنا ہے کاش آسمان سے اتر کر اس نقشہ مبارک کے بوسے میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کریں، اللہ عزوجل کا سلام اترے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب تک باد صبا چلے اور جب تک درخت اراک کی ڈالیوں پر کبوتر گونجیں، اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وامتہ ابدا، آمین۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷ر ص ۲۵۵]

قارئین کرام فتاویٰ رضویہ کا کوئی ایسا گوشہ نہیں پائیں گے جہاں امام عشق ومحبت شرعی احکام کو عشق ومحبت کی خوشبو میں بسائے نظر نہ آتے ہوں، بلا شبہ فتاویٰ رضویہ احکام شرعیہ کے ساتھ محبت رسول ﷺ کی خیرات کا منبع ومصدر ہے، مولائے کریم امام اہل سنت کی مرقد انور کو تا حشر عاشقان رسول ﷺ کا مرجع بنائے رکھے، آمین۔

◆◆◆

اسلامیات

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

بدنگاہی کے اثرات

اصلاحیات

بدنگاہی، فحاشی، بے حیائی، عُریانیت اور متعدد دیگر فتنوں اور برائیوں کی جڑ ہے، یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو شرم وحیاء کا مُظاہرہ کرنے، بدنگاہی سے بچنے اور اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ. وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ۔(۱) مسلمان مَردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں (اور جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے بہت ستھرا ہے، یقیناً اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ (سنگھار) نہ دکھائیں۔"

بدنگاہی... بدکاری کا نقطۂ آغاز

بدنگاہی، فحاشی، بے حیائی اور بدکاری کا نقطۂ آغاز ہے، لہٰذا شریعت مطہرہ نے بے حیائی کے اس باب کو کھلنے سے پہلے ہی بند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔(۲) بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ، جو اُن میں کھلی ہیں اور جو چھپی ہیں۔"

شیطان کا زہریلا تیر

بدنگاہی نہایت ہی گھناؤنا عمل اور شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک ہے، اس سے بچنا حلاوتِ ایمانی کا سبب ہے، حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ، مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي، أَبْدَلْتُهُ إِيمَاناً يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ۔ (۳) بدنگاہی شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو اسے (یعنی بدنگاہی کو) میرے خوف سے چھوڑے گا، میں اُسے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔"

جس طرح زہر میں بجھا ہوا تیر انسان کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے، اسی طرح بدنگاہی بھی ایک مسلمان کے لیے ہلاکت، بربادی اور زہر میں بجھے ہوئے تیر کی مانند ہے، جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

بدنگاہی... شکل وصورت بگڑنے کا باعث

بدنگاہی چہرے کی رَونق کو ختم کرنے اور شکل وصورت بگڑنے کا بھی باعث ہے؛ کیونکہ بدنگاہی وہ ناپسندیدہ فعل ہے جس کی سزا دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملتی ہے، حضرت سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَتَغُضُّنَّ أَبْصَارَكُمْ، وَلَتَحْفَظُنَّ فُرُوجَكُمْ، وَلَتُقِيمُنَّ وُجُوهَكُمْ أَوْ لَتُكْسَفَنَّ وُجُوهُكُمْ۔ (۴) تم لوگ ضرور اپنی نگاہوں کو نیچی رکھا کرو، اپنی شرمگاہوں کی ضرور حفاظت کیا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور تمہارے چہروں کو بگاڑ (کر بے رونق کر) دے گا۔"

بدنگاہی کرنے والا لعنت کا مستحق ہے

نبی اکرم ﷺ نے بدنگاہی کرنے والے اور اس کا ذریعہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے، ارشاد فرمایا:

"لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ۔(۵) اللہ تعالیٰ بدنگاہی کرنے والے اور جس کی طرف بدنگاہی کی جائے، اس پر لعنت فرمائے۔"

بدنگاہی... آنکھوں کا زنا

مُعاشرے میں جنم لینے والی متعدد خرابیوں اور برائیوں کی ایک بڑی وجہ بدنگاہی بھی ہے، یہ اس قدر گھناؤنا اور غیر اَخلاقی فعل ہے کہ حدیثِ پاک میں اسے آنکھوں کا زنا قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَزِنَى الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَى اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ۔(۶) آنکھوں کا زنا حرام دیکھنا اور زبان کا زنا حرام بات کہنا ہے اور دل بدکاری کی تمنّا اور خواہش کرتا ہے، جبکہ شرمگاہ اس خواہش کو یا تو پورا کرتی ہے، یا پھر اُس خواہش کو دبا کر اُسے رَدّ کر دیتی ہے۔"

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْفَرْجُ يَزْنِي۔(۷) آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور پاؤں زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ زنا کرتی ہے۔"

آنکھوں کا زِنا بدنگاہی اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنا ہے، ہاتھوں کا زِنا بلاضرورتِ شرعی کسی غیر محرم عورت کو چھونا ہے اور پیروں کا زِنا شراب خانے، یا زنا کے اَڈّے، یا کسی ایسی طرف چلنا ہے جہاں جانا شرعاً جائز نہیں۔

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے ہاں شادی بیاہ کے موقع پر، خواتین جس بے پردگی اور فیشن پرستی کا مُظاہرہ کرتی اور ناچتی گاتی ہیں اور بے شرمی کے ساتھ اجنبی مَردوں کے ساتھ بے تکلّف ہوتی ہیں، اس سے غیر محرم مَردوں کی ہوس کی خوب تسکین ہوتی ہے اور وہ جی بھر کر ہاتھ، پاؤں، زبان اور آنکھوں کا زنا کر کے، خود کو نارِ جہنّم کا مستحق ٹھہراتے ہیں، خدارا! اپنی ماؤں بہنوں کو شرعی پردہ کروائیں، انہیں شرم وحیا کی تعلیم دیں اور ان میں قرآن وسنّت کے اَحکام کی پاسداری اور لحاظ رکھنے کی سوچ پیدا کریں۔

آنکھوں میں زِنا کے اثرات

بدنگاہی نہایت ہی بُرا عمل ہے، حضرتِ علّامہ تاجُ الدّین سبکی اپنی کتاب "طبقاتِ شافعیہ" میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے سرِراہ کسی عورت کو غلط نگاہوں سے دیکھا، پھر جب وہ میرالمومنین حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے نہایت ہی پُرجلال لہجے میں فرمایا: يَدْخُلُ أَحَدُكُمْ وَفِي عَيْنَيْهِ أَثَرُ الزِّنَا "تم میں کوئی ایسی حالت میں بھی میرے سامنے آتا ہے، کہ اس کی آنکھوں میں زِنا کے اثرات ہوتے ہیں!" اُس شخص نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد (معاذ اللہ) اب آپ پر وحی اُترنے لگی ہے؟ کہ آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زِنا کے اثرات ہیں؟ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: لَا! وَلٰكِنَّهَا فِرَاسَةٌ (۸) "مجھ پر وحی تو نازِل نہیں ہوتی (لیکن میں نے جو کچھ کہا بالکل سچی بات ہے؛ کیونکہ ربّ کائنات نے مجھے ایسی) فِراست عنایت فرمائی ہے (کہ میں لوگوں کے دِلوں کے حالات وخیالات جان لیتا ہوں)"

بدنگاہی... شیطان کا کامیاب وار

بدنگاہی شیطان کا ایسا کامیاب وار ہے کہ بہت سے عابد و زاہد اس کے باعث اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے "الروض الفائق" میں مذکور ہے کہ "ایک مؤذن جسے اذان دیتے ہوئے چالیس سال ہو گئے تھے، ایک دن اذان دیتے ہوئے اس کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی تو عقل اور دل جواب دے گئے، اذان چھوڑ کر اس عورت کے پاس پہنچا اور نکاح کا پیغام دیا، وہ کہنے لگی: میرا مہر تجھ پر بھاری ہوگا! پوچھا: تیرا مہر کیا ہے؟ کہا: دینِ اسلام چھوڑ کر نصرانی بن جا! (معاذ اللہ)، یہ سن کر اُس بدنصیب نے مرتد ہو کر عیسائی مذہب اختیار کر لیا، نصرانی عورت نے کہا: میرا باپ گھر کے سب سے نچلے کمرے میں ہے، تو جا کر اُس سے

نکاح کی بات کرلے، جب وہ نیچے اُترنے لگا تو اُس کا پاؤں پھسلا اور وہ حالتِ کفر میں مرگیا۔"(۹)

عبادت کی حلاوت و مٹھاس

جبکہ اس کے برعکس جو شخص خوفِ الٰہی کے سبب بدنگاہی سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے عبادت کی حلاوت و مٹھاس اور خیر و برکت عطا فرماتا ہے، حضرت سیّدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى محاسِنِ امْرَأَةٍ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بصرهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللهُ لَهُ عِبَادَةً يجِدُ حَلَاوَتَهَا۔ (۱۰) کوئی مسلمان اگر کسی عورت کے محاسن (حسن و جمال) پر پہلی نظر پڑتے ہی اپنی نگاہ نیچی کرلے، تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کی حلاوت وہ محسوس کرتا ہے۔"

جنّت کی ضمانت

بدنگاہی سے حفاظت جنّت کی ضمانت کا سبب ہے، حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامِت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ، أَضْمَن لَكُمُ الجنَّةَ: (1) اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، (2) وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، (3) وَأَدُّوا إِذَا اؤْتمنتُمْ، (4) وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، (5) وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، (6) وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ۔(۱۱) تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنّت کی ضمانت دیتا ہوں: (۱) جب بات کرو تو سچ بولو، (۲) جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، (۳) جب امانت تمہارے سپرد کی جائے تو اسے ادا کر دیا کرو، (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو، (۶) اور اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو۔"

جہنّم سے حفاظت کا سبب

بدنگاہی اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بچنا، جہنّم سے حفاظت کا سبب ہے، حضرت مُعاویہ بن حَیدہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ثَلَاثَةٌ لَا تَرَى أَعْيُنُهُمُ النَّارَ: (1) عَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ، (2) وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، (3) وَعَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ محارِمِ اللهِ۔(۱۲) تین طرح کی آنکھیں جہنّم کی آگ کو نہیں دیکھیں گی: (۱) وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا، (۲) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے، (۳) اور وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی طرف اٹھنے سے رُک جائے۔"

ایک اور مقام پر حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ثَلَاثَةُ أعينٍ لَا تمسّها النَّار: (1) عينٌ فقئت فِي سَبِيل الله، (2) وَعينٌ حرست فِي سَبِيل الله، (3) وَعينٌ بكت من خشيَة الله۔(۱۳) قیامت کے دن تین 3 آنکھوں کو جہنّم کی آگ نہ چُھوئے گی: (۱) وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں زائل (یعنی شہید) ہوگئی، (۲) وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں پہرہ دیا، (۳) اور وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی۔"

اچانک نظر پڑ جانے کا حکم

اگر کسی غیر محرم عورت پر اچانک غیر ارادی طَور پر نظر پڑ جائے، تو فوراً اپنی نگاہ پھیر لینی چاہیے، حضرت سیّدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَصرِفَ بصري۔(۱۴) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (غیر محرم عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا، تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نگاہ پھیر لُوں۔"

ایک اور مقام پر حضرت سیّدنا بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مُخاطَب کر کے ارشاد فرمایا:

"يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الأُولَى

وَلَیۡسَتۡ لَكَ الۡاٰخِرَۃُ۔(۱۵) اے علی! (غیر ارادی طور پر) نظر پڑ جانے کے بعد پھر دوبارہ نظر مت ڈالو؛ کیونکہ تمہارے لیے پہلی (غیر ارادی) نظر تو مُعاف ہے، مگر دوسری نظر جائز نہیں ہے۔"

جو لوگ گلی بازاروں اور مارکیٹوں میں غیر محرم عورتوں کو اِرادۃً گھورتے اور بدنگاہی کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں، انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمانِ مبارک کو بار بار پڑھنا اور اس پر غور وفکر کرنا چاہیے؛ کیونکہ غیر محرم عورت پر اچانک پہلی نظر پڑنے کی مُعافی ہے، لیکن دوبارہ اِرادۃً دیکھنا حرام وگناہ ہے، جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

بدنگاہی کی موجودہ جدید صورتیں

موجودہ دَور میں بدنگاہی کی جو مختلف صورتیں رائج ہیں، اُن میں سے ایک جدید شکل انٹرنیٹ پر فحش مَناظر سے لُطف اندوز ہونا اور حیا سوز فلمیں ڈرامے دیکھنا بھی ہے، اسی طرح موبائل فون پر اجنبی اور غیر محرم لڑکیوں سے چیٹ کے نام پر چوری چھپے باتیں کرنا، ان کے ساتھ برہنہ تصاویر کا تبادلہ کرنا بھی، فحاشی، بے حیائی اور بدنگاہی کے زُمرہ میں آتا ہے، جو کہ گناہِ کبیرہ اور شدید عذاب کا باعث ہے اور قرآنِ کریم میں اس کی بڑی مذمّت بیان ہوئی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اللّٰهُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔(۱۶) وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے، اُن کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

قرآنِ پاک میں ایسے لوگوں کو شیطان کا پیروکار قرار دیا گیا ہے، اللہ ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ وَ مَنۡ یَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ۔(۱۷) اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر مت چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بُری

ہی بات بتائے گا۔"

لہٰذا ہمیں اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے، کہ آنکھوں سمیت ہمارے جسم کے تمام اعضا اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، ہم اپنے جسم کے کسی بھی حصے کے مالک نہیں، ان کا صحیح اور دُرست استعمال ہماری ذمّہ داری ہے، ان آنکھوں سے اچھے اور نیک کام کریں، قرآنِ کریم کی زیارت کریں، اس کی تلاوت کا شرف حاصل کریں، مقدّر کی یاوری ہو تو بیت اللہ شریف اور حضور اکرم ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کریں، اپنے والدین اور اہل و عیال کو نہایت شفقت اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھیں اور بزرگانِ دین اور علمائے امّت کی زیارت کریں اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر علم دین حاصل کریں۔

ہمارے اَسلاف کا طرزِ عمل

ہمارے اَسلاف ہمیشہ اپنی نگاہیں نیچی رکھتے اور بدنگاہی سے بچتے رہتے، علّامہ ابن جوزی "عیون الحکایات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدنا اَسْوَد بن کلثوم بہت ہی باحیا اور صالح نوجوان تھے، چلتے وقت آپ کی نگاہیں ہمیشہ اس طرح جھکی رہتیں، کہ پاس سے گزرنے والوں کی بھی خبر نہ ہوتی، ایک بار آپ عورتوں کے قریب سے گزر رہے تھے، خدشہ تھا کہ اچانک ان پر نظر پڑ جائے، تو ان میں سے کسی عورت نے دوسری سے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، یہ تو حضرت سیِّدُنا اَسْوَد بن کلثوم ہیں، ان کی نظریں تو زمین سے اُٹھتی ہی نہیں، پھر یہ کسی غیر عورت پر نظر کیوں کر ڈالیں گے۔(۱۸)

حضرت سیّدنا امام غزالی "اِحیاء العلوم" میں نقل فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا مجمع نے ایک بار اوپر کی طرف دیکھا، تو ایک چھت پر موجود کسی عورت پر (غیر ارادی طور پر) نظر پڑ گئی، آپ نے اپنی نگاہ فوراً جھکا لی اور اس قدر شرمندہ ہوئے کہ دل میں یہ عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی اُوپر نہیں دیکھوں گا۔(۱۹)

بدنگاہی کے نقصانات

بدنگاہی کا مرض آج ہمارے مُعاشرے میں بہت عام ہو چکا ہے، ہماری خواتین کے چُست اور مختصر لباس، بے پردگی نیز

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا (Electronic and Print Media) نے بدنگاہی کے اس مرض اور فحاشی و بے حیائی کو عام کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے، جبکہ فلموں، ڈراموں، ٹاک شوز (Talk Shows) اور اشتہار بازی کا حصہ بنا کر، عورت کی صنفی کشش کا ناجائز فائدہ اٹھایا، اور مال و دولت کی چمک دِکھا کر، یا اُن کی مجبوری اور غربت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر، عورتوں کو بیچ چوراہے پر لاکھڑا کیا ہے۔

بدنگاہی اور بے حیائی عام کرنے میں میڈیا کا شیطانی کردار

بدنگاہی اور بے حیائی کا کلچر (Culture) عام کرنے میں میڈیا (Media) کے شیطانی اور مذموم کردار کو بھی کسی طَور پر نظر اَنداز نہیں کیا جا سکتا، اس میڈیا (Media) نے انسانی سوچ کے زاویے بدل کر رکھ دیے ہیں، آج کا انسان عموماً صرف وہی سوچتا اور دیکھتا ہے جو اسے میڈیا (Media) سنانا اور دکھانا چاہتا ہے، تمام ٹی وی چینلز ایک دوسرے سے آگے نکلنے اور مقبولیت کے چکر میں، فحاشی، بے حیائی اور عُریانیت کو خوب فروغ دے رہے ہیں، انٹرٹینمنٹ (Entertainment) کے نام پر آج جو مواد نشر کیا جا رہا ہے، وہ کسی طَور پر بھی دیکھنے کے لائق نہیں! ہمارا میڈیا (Media) ہولی دیوالی کی تقریبات دکھا کر، ہندوانہ رسم وَرواج عام کرنے کی کوشش کر رہا ہے! فلموں ڈراموں میں ماں باپ کی نافرمانی، اور بڑے بھائی بہنوں سے بدتمیزی کے مَناظر دکھائے جا رہے ہیں، سُسر بہو اور دیور بھابھی کے ناجائز تعلقات کے سین (Scenes) دِکھا کر، نسلِ نَو اور ہماری تہذیب وثقافت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔

اسی طرح فیس بک (Facebook)، یوٹیوب (You Tube)، ٹک ٹاک (Tik Tok) اور انٹرنیٹ (Internet) پر اَخلاق باختہ گندی فلموں، ڈراموں اور گانوں کے ذریعے فحاشی، عُریانیت اور بے حیائی پھیلائی جا رہی ہے، نامحرم اور اجنبی لڑکے لڑکیوں میں فرینڈ شپ (Friend Ship) اور باہمی بات چیت کے مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں، جو پہلے بدنگاہی اور پھر زِنا اور بدکاری کا باعث بنتے ہیں۔(۲۰)

بدنگاہی اور بے حیائی کا کلچر اور مُعاشرے پر اس کے اثرات

یہ حقیقت ہے کہ ہم بدنگاہی اور بے حیائی کے جس کلچر کے عادی ہو چلے ہیں، وہ تباہی اور بربادی کا کلچر (Culture) ہے، بدنگاہی کے باعث انسان کے دل میں بے شمار وَسوَسے پیدا ہوتے ہیں، دل صنفِ مخالف کی جانب راغب ہو کر دیگر اَعضا کو زِنا پر مجبور کرتا ہے، پھر قدم گناہ کی راہ پر اٹھتے اور زبان گناہ کا کلام کرتی ہے، پھر موبائل فون (Mobile Phone) پر راتوں میں چوری چھپے باتیں ہوتی ہیں، انٹرنیٹ (Internet) پر ای میل (E-mail) اور تصویروں کا تبادلہ ہوتا ہے، تعلیمی ادارے عاشقی معشوقی کی نرسری بن جاتے ہیں، پھر تفریحی مقامات پر نوجوان اور نامحرم لڑکے لڑکیاں دنیا ومافیہا سے بے خبر بیٹھے نظر آتے ہیں اور تنہائی میسر آنے پر وہ گناہ بھی سرزَد ہو جاتا ہے جس کا عذاب قیامت میں دوگنا ہے۔

بات یہاں ختم نہیں ہوتی، جب زِنا سے دل بھر جاتا ہے تو پھر اجتماعی زیادتی، نشہ آور اشیا کا استعمال اور جرائم کی جانب بھی رغبت ہونے لگتی ہے اور یوں یہ بدنگاہی بعض اوقات ایک ایسے موڑ پر لا کھڑا کرتی ہے، جہاں واپسی کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔(۲۱)

لہٰذا اِصلاحِ مُعاشرہ کی غرض سے ہمیں چاہیے کہ ہر ایک اپنا اپنا کردار ادا کرے، ہماری خواتین چُست اور ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں جس میں جسم کی چمک دِکھائی دے، سج دھج کر بغیر پردہ وحجاب کے گلی بازاروں میں نہ نکلیں، مرد حضرات چلتے وقت اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، نامحرم عورتوں کو اِرادۃً نہ دیکھیں اور ہمیشہ اللہ ربّ العالمین کے قہر وجلال اور اس کے عذاب کو پیشِ نظر رکھیں۔ ؎

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو (۲۲)

اے اللہ! ہمیں بدنگاہی اور پریشان نظری سے محفوظ فرما، بُرے اَعمال کی طرف رغبت دلانے والی چیزوں سے بیزاری عطا فرما، حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے ہماری بے باکیوں غفلتوں سے درگزر فرما، ہمیں شرم وحیا کی دولت عطا فرما اور

ہماری ماؤں بہنوں کو پردہ وحجاب کے اہتمام کی سعادت اور توفیق مَرحمت فرما، آمین یاربّ العالمین۔

حوالہ جات: (۱) پ18، النور30، .31 (۲) پ8، الأنعام.151 (۳) "المعجم الکبیر" باب، ر10362، 10/ 173 (۴) "المعجم الکبیر" یحیٰی بن أیّوب المصری...إلخ، ر7840:، 8/ .208 (۵) "السنن الکبریٰ" للبیہقی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی الرجل ینظر إلی عورۃ الرجل...إلخ، 7/ .99 (۶) "صحیح مسلم" کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظّہ من الزنا وغیرہ، ر6753، ص1157 (۷) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد اللہ بن مسعود، ر3912، 2/ 84 (۸) "طبقات الشافعیۃ الکبریٰ" الطبقۃ 2، ومنہا علی ید...إلخ، 2/ .327 (۹) انظر: "الروض الفائق" المجلس 2 قولہ تعالیٰ: الرحمن...إلخ، ص10 (۱۰) "مسند الإمام أحمد" حدیث أبی أمامۃ الباہلی الصُدَی...إلخ، ر22341، 8/ 299 (۱۱) "مُستدرَک الحاکم" کتاب الحدود، ر8066، 8/ .2866 (۱۲) "المعجم الکبیر" معاویۃ بن حیدۃ القشیری، ر1003:، 19/ .416 (۱۳) "مستدرک الحاکم" کتاب الجہاد، ر2430:، 3/ 914 (۱۴) "صحیح مسلم" کتاب الآداب، باب نظر الفجاءۃ، ر5644:، ص.961 (۱۵) "سنن الترمذی" باب ماجاء فی نظرۃ الفجاءۃ، ر2777:، ص627 (۱۶) پ18، النور.19: (۱۷) پ18، النور21 (۱۸) "عیون الحکایات" لابن الجوزی، الحکایۃ السابعۃ والسبعون بعد الثلاثمائۃ ...إلخ، ص.329 (۱۹) "إحیاء علوم الدین" کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المقام الأوّل من المرابطۃ المشارطۃ، 4/ .432 (۲۰) دیکھیے: "ذرائع اِبلاغ کا مثبت استعمال اور نیکی کی دعوت" واعظ الجمعہ 26 نومبر 2021ء، ملتقطاً۔ (۲۱) دیکھیے "بد نگاہی، قرآن وحدیث کی روشنی میں" آن لائن آرٹیکل۔ (۲۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو، 133۔ ◆◆◆

ص ۲۲/ کا بقیہ..

دیوالی کے چراغ اور رکھشا بندھن کی راکھی اپنانے تک بھی پہنچے گا، آپ کفریہ شرکیہ کلمات کی بنیاد پر منع کریں گے تو کہہ دیا جائے گا آپ آیت قرآنی صِبۡغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً پڑھ کر رنگ لگائیں، اندھیرا دور کرنے کی نیت سے دیوالی پر چراغ جلائیں اور حفاظت کی نیت کے ساتھ لڑکی سے راکھی بندھوائیں۔

ذرا سوچیں!

اس وقت ہمارے پاس بچاؤ کا کیا راستہ ہوگا؟ کیوں کہ اس وقت بھی جواز کی دلیل وہی رہے گی جو آج یوگا کے لیے استعمال کی جارہی ہے، اس لیے جو علما یوگا کے پس منظر سے ناواقف ہیں وہ معلومات حاصل کریں اور مفتیان کرام اس پر شرعی تقاضوں کے مطابق حکم شرع بیان کریں تاکہ مدارس کا وقار بھی سلامت رہے اور اہل ایمان بھی تہذیبی ارتداد کے فتنے سے محفوظ رہیں۔

◆◆◆

ص ۵۳/ کا بقیہ..

نے جواب دیا: ہاں ہر گھڑی اور رات دن ہر وقت خدا موجود ہے۔

عالم نے فرمایا: مگر اس کی دلیل؟ بڑھیا بولی: دلیل یہ میرا چرخہ ہے، عالم نے پوچھا: یہ کیسے؟ وہ بولی: وہ ایسے کہ جب تک میں اس چرخہ کو چلاتی رہتی ہوں، یہ برابر چلتا رہتا ہے اور جب میں اسے چھوڑ دیتی ہوں، تب یہ ٹھہر جاتا ہے، تو جب اس چھوٹے سے چرخہ کو ہر وقت چلانے والے کی ضرورت ہے تو زمین وآسمان، چاند سورج کے اتنے بڑے چرخوں کو چلانے والے کی ضرورت کس طرح نہ ہوگی؟

پس جس طرح میرے کاٹھ کے چرخہ کو ایک چلانے والا چاہیے، اسی طرح زمین وآسمان کے چرخہ کو ایک چلانے والا چاہیے، جب تک وہ چلاتا رہے گا، یہ سب چرخے چلتے رہیں گے اور جب وہ چھوڑ دے گا تو یہ ٹھہر جائیں گے مگر ہم نے زمین وآسمان چاند سورج کو ٹھہرے نہیں دیکھا تو جان لیا کہ ان کا چلانے والا ہر گھڑی موجود ہے، عالم نے سوال کیا: اچھا یہ بتاؤ کہ آسمان وزمین کا چرخہ چلانے والا ایک ہے یا دو؟

بڑھیا نے جواب دیا: ایک ہے اور اس دعویٰ کی دلیل بھی یہی میرا چرخہ ہے، کیونکہ جب اس چرخہ کو میں اپنی مرضی سے ایک طرف کو چلاتی ہوں، یہ چرخہ میری مرضی سے ایک ہی طرف کو چلتا ہے، اگر کوئی دوسری چلانے والی بھی ہوتی، تب تو چرخہ کی رفتار اور تیز ہو جاتی اور اس چرخہ کی رفتار میں فرق آ کر نتیجہ حاصل نہ ہوتا اور اگر وہ میری مرضی کے خلاف اور میرے چلانے کی مخالف جہت پر چلاتی تو چرخہ چلنے سے ٹھہر جاتا مگر ایسا نہیں ہوتا، اس وجہ سے کہ کوئی دوسری چلانے والی نہیں ہے۔

ٹھیک اسی طرح آسمان وزمین کا چلانے والا اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ضرور آسمانی چرخہ کی رفتار تیز ہو کر دن رات کے نظام میں فرق آ جاتا، یا چلنے سے ٹھہر جاتا، یا ٹوٹ جاتا، جب کہ ایسا نہیں ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ ضرور آسمان وزمین کے چرخہ کو چلانے والا کوئی ایک ہی ہے۔ (سیرت الصالحین)

◆◆◆

اسلامیات

از: مولانا عبداللطیف علیمی*

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

اصلاحیات

سوال: 1 : اللہ تعالیٰ کو فدائے محمد یا شیدائے محمد کہنا کیسا ہے؟

جواب: آج کل کچھ نعت خواں اور قوالوں کو سنا جاتا ہے کہ جب وہ اشعار پڑھتے ہیں تو کسی شعر میں فدائے محمد یا شیدائے محمد کا لفظ استعمال کرتے ہیں حالانکہ "فدائے محمد" کہنا سخت حرام تر حرام ہے اور شیدائے محمد کہنا بھی درست نہیں ہے کہ اس میں بھی معنیٰ سوء کا احتمال ہے، فتاویٰ شارح بخاری میں ہے:

" اللہ عزوجل کو فدائے محمد کہنا کفر ہے، فدا کے اصل معنیٰ ہیں اپنی جان دے کر کسی کو بچانا اللہ تعالیٰ حی قیوم ہے، اس کے لئے موت نہیں نیز جان دے کر دوسرے کو اس وقت بچایا جاتا ہے جب کی جان بچانے والا کسی اور ترکیب سے جان بچانے سے عاجز ہو اور اللہ تعالیٰ معجز ہے، اسے عاجز ماننا کفر ہے اور شیدائے محمد کہنا بھی جائز نہیں کہ اس میں معنیٰ سوء کا احتمال ہے، شیدا کا معنیٰ آشفتہ، فریفتہ، مجنون، عشق میں ڈوبا ہوا، عاشق ہے، اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ ہے۔" (فتاویٰ شارح بخاری، ج ۱ : ص ۱۴۱ : دائرۃ البرکات گھوسی)

سوال: 2 : بارش دیکھ کر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں کیسا ہے:

جواب: جب بارش کے آثار دیکھے جاتے ہیں تو کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں یہ جملہ کلمہ کفر ہے ایسا جملہ بولنے والا سخت گنہگار بدکار ہے جس نے ایسا جملہ استعمال کیا وہ کافر و مرتد ہو گیا اگر شادی شدہ ہے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر اس سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر اس عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو دوبارہ نئے مہر پر نکاح کرے، فتاویٰ شارح بخاری میں ہے:

" اللہ عزوجل آنے جانے سے منزّہ ہے، یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں کلمہ کفر ہے وہ بھی ڈبل۔ ایک تو اللہ عزوجل کے لئے آنا ماننا، دوسرے بارش کو عزوجل کہا۔"

(فتاویٰ شارح بخاری، ج ۱ : ص ۱۸۱ : دائرۃ البرکات گھوسی)

سوال: 3 : اللہ وارث یا یا وارث کہنا کیسا ہے؟

جواب: کچھ لوگ وارث پاک کو اللہ وارث یا یا وارث کہتے ہیں اگر لفظ "اللہ وارث" سے ان لوگوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر مددگار ہے تو شرعاً کوئی حرج نہیں لیکن اگر ان کی مراد معاذ اللہ یہ ہے کہ حضرت حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمہ کو اللہ کہتے یا برابر ٹھہراتے ہیں تو صریح شرک ہے اور یا وارث کہنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں بالکل کہہ سکتے ہیں، فتاویٰ شارح بخاری میں ہے:

" اگر ان لوگوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ وارث ہے تو اس جملے میں کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ حضرت حاجی وارث علی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کہتے ہیں تو صریح شرک، یا وارث کہنے میں کوئی حرج نہیں۔" (فتاویٰ شارح بخاری، ج ۱ / ص ۲۰۳ / دائرۃ البرکات گھوسی)

سوال: 4 : راکھی باندھنا اور بندھوانا کیسا ہے؟

جواب: جو مسلمان عورت ہندوؤں کو یہ دھاگا باندھے یا جو مسلمان مرد ہندو عورتوں سے دھاگا بندھوائے وہ سب فاسق و فاجر سخت گنہگار ہیں ان پر لازم ہے کہ فوراً توبہ کریں اور آئندہ خلاف شرع امور نہ کرنے کا عہد کریں، فتاویٰ شارح بخاری میں ہے:

" جن مسلمان عورتوں نے ہندوؤں کو ڈورہ باندھا یا جن مسلمان مردوں نے ہندو عورتوں سے یہ ڈورہ بندھوایا وہ سب فاسق و فاجر، گنہگار، مستحق عذاب نار ہوئے، کسی بھی کافر کے قومی شعار کو اختیار کرنا حرام و گناہ ہے جیسے ہولی کھیلنا۔"

(فتاویٰ شارح بخاری، ج ۲ : ص ۵۶۶ : دائرۃ البرکات گھوسی)

سوال: 5 : کیا نماز پڑھنے کے بعد مصلّی کا کونہ نہ موڑا جائے تو

شیطان نماز پڑھتا ہے؟

جواب: اکثر جگہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جب نماز پڑھ لیتے ہیں تو مصلیٰ کو آدھے سے خاص طور سے مصلّی کا کونہ موڑ دیتے ہیں پوچھنے پر کہتے ہیں کہ اگر مصلّی کا کونہ نہ موڑا جائے تو شیطان نماز پڑھنے لگے گا، یہ لوگوں کی غلط فہمی و جہالت ہے بہتر ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد مصلّی کو لپیٹ کر رکھ دیں کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے لیکن لوگوں کا یہ کہنا کہ اس پر شیطان نماز پڑھنے لگے گا یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے، صدر الشریعہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" نماز پڑھنے کے بعد مصلیٰ کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے مگر بعض لوگ جانماز کا صرف کونہ لوٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔"

(بہار شریعت، ج ٤ ،ح ١٦ ،ص ١٢١ ،قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:6 : کیا رات کے وقت آئینہ دیکھنا منع ہے؟

جواب: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر رات کے وقت آئینہ دیکھا جائے تو اسے منہ پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں اس لیے رات میں آئینہ نہیں دیکھنا چاہیے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ دن ہو یا رات کسی بھی وقت آئینہ دیکھنا منع نہیں، اس لیے کہ اس کا ثبوت نہ شریعت کے اعتبار سے ہے نہ ہی تجربے سے ہے بلکہ عورت اگر اپنے شوہر کے سنگار کے لیے آئینہ دیکھے تو ثواب کی مستحق بھی ہے اس لئے ثواب کی بات بے اصل خیالات کی وجہ سے روکی نہیں جاسکتی، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں، بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر چھائیاں پڑتی ہیں اور اس کا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے، نہ طباً، نہ تجربۃً اور عورت کہ اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے آئینہ دیکھے ثواب عظیم کی مستحق ہے ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بنا پر منع نہیں ہوسکتی۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۹ ،: نصف اوّل، ص ١١٩ ،: رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال:7 : کیا چھینک آنے سے بدفالی آتی ہے؟

جواب: کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اگر وہ کہیں جاتے ہیں اور کسی شخص کو چھینک آجائے تو اس کام کے لیے جاتے وقت رک جاتے ہیں کہتے ہیں اگر جائیں گے تو نقصان ہوجائے گا یہ لوگوں کی جہالت و نادانی ہے بلکہ ایسے موقع پر چھینک آنا اور اس پر ذکر الٰہی کرنا نیک فال ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

" بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لیے جارہا ہے اور کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام انجام نہیں پائے گا یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور ایسی چیز کو بدفالی خیال کرنا جس کو حدیث میں شاہد عدل فرمایا سخت غلطی ہے۔"

(بہار شریعت، ج ٤ ،ح ١٦ ،ص ١٠٣ ،قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:8: کیا عورت کے لیے حمل کی حالت میں مہندی لگانا درست نہیں ہے؟

جواب: یہ بات عورتوں میں بہت مشہور ہے کہ حمل کی حالت میں مہندی نہیں لگانا چاہیے یہ ان کی غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ سوگ کے دنوں کے علاوہ عورت جب چاہے مہندی لگا سکتی ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں چاہے وہ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مہندی لگانے کا حکم فرمایا ہے تاکہ عورتوں کے ہاتھوں کا مخنثوں اور مردوں کے ہاتھوں سے امتیاز ہوسکے، بہار شریعت میں ہے:

" عورتوں کو ہاتھوں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے، بلا ضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیے، لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔"

(بہار شریعت، ج ٤ ،ح ١٦ ،ص ٢٠٨ ،قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:9 : بائیں ہاتھ سے کھانا پینا کیسا ہے؟

جواب: کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بلا عذر بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں حالانکہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا سنت کے خلاف ہے افضل دائیں ہاتھ سے کھانا پینا ہے اور اگر پانی پیے تو بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے پیئے اور تین سانس میں پیئے ہر مرتبہ برتن

اسلامیات

کومنہ سے ہٹا کر سانس لے پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیئے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیئے غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے جب پی چکے الحمدللہ کہے، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"اس زمانے میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورہ یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلاف تہذیب جانتے ہیں، ان کی یہ تہذیب تہذیب نصاریٰ ہے۔ اسلامی تہذیب داہنے ہاتھ سے پینا ہے۔" (بہار شریعت، ج ٤ رح ١٦ رص ٢٦ رقادری کتاب گھر بریلی شریف

سوال:10 : وضو اور جوٹھے کا بچا ہوا پانی پھینکنا کیسا ہے؟

جواب: آج کل یہ طریقہ بھی لوگوں میں رائج ہے کہ وضو کرنے کے بعد لوٹے میں جو پانی بچ جاتا ہے اسے پھینک دیتے ہیں اور ایسے ہی پانی پینے کے بعد جو پانی برتن میں بچ جائے اس بھی پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز و اسراف ہے، البتہ وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینا ثواب ہے، صدر الشریعہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" آجکل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جوٹھا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں مسلمان کے جوٹھے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے، لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز و اسراف ہے۔" ملخصا

(بہار شریعت، ج ٤ :، ح ١٦ : ص ٢٧ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف

سوال:11 : کھانا کھانے کے لیے صرف ایک ہاتھ یا انگلیاں دھلنا کیسا؟

جواب: کچھ لوگوں کا طریقہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں صرف ایک ہاتھ یا انگلیاں یا چٹکی ہی دھلتے ہیں یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھلے جائیں، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"سنت یہ ہے کہ قبل طعام اور بعد طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔"

(بہار شریعت، ج ٤ :، ح ١٦ : ص ١٨ : قادری کتاب گھر بریلی شریف

سوال:12 : کیا کسی کو کوئی میسیج نہ بھیجنے سے نقصان ہوتا ہے؟

جواب: آج کل سوشل میڈیا پر لوگ کچھ ایسے میسیج بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے اتنی جگہ بھیجو تو فائدہ ہوگا ورنہ نقصان یہ لوگوں کی جہالت ہے مسلمانوں کو اس طرح کے واہیات وخرافات سے بچنا لازم و ضروری ہے، منتخب مسائل فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"یہ بدعت شنیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور اللہ پر افترا ہے کہ ایسا کروگے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں مبتلا ہوگے۔" (منتخب مسائل فتاویٰ رضویہ، ص ١٠٩)

◆◆◆

ص ٣٠ رکا بقیہ ....

ہمارا جرم کیا ہے؟ ہم نے کسے نقصان پہنچایا؟ کب نام نہاد سیکولر پارٹیوں کو ووٹ نہیں کیا؟ پھر بھی ہماری فکر نہیں؟ ہمارے درد کا احساس نہیں؟

جب حالت یہ ہے تو پھر ہونا یہ چاہیے کہ ہر صوبائی اسمبلی میں کم از کم اپنی قیادت کے اتنے لوگ ضرور بھیج دو تا کہ سیکولر، سیکولر رہ سکیں، سیکولر پارٹیوں کو ہم تبھی سیکولر رکھ سکتے ہیں جب اپنی قیادت مضبوط ہو ورنہ سیکولر کب کمیونل ہو جائیں کچھ کہا نہیں جاسکتا، جیسے سارے سیکولر بابری مسجد پر کمیونل ہو گئے! کسی نے کچھ کہا؟ یہ خاموش کمیونل ہیں، سوچو اور فیصلہ کرو ورنہ وہ یونہی تمہیں مجبور سمجھ کر ووٹ بھی لیتے رہیں گے اور چوٹ بھی پہنچاتے رہیں گے۔

جاری.........

اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت عشق رسول میں کمال کا سبب

(از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*)

یوگا ورزش ہے یا کچھ اور؟

۲۱ رجون کو عالمی یوگا ڈے (Yoga Day) منایا گیا، اس بار سرکاری مدارس میں بھی یوگا کی مشقیں خوب کی گئیں جس پر مذہبی طبقے میں کافی چہ می گوئیاں ہوئیں اور اس پر دو الگ الگ رائیں سامنے آئیں۔ بعض حضرات کے نزدیک یوگا صرف ایک کسرت اور جسمانی ورزش کا نام ہے جس کا کسی مذہب یا مذہبی رسومات سے کوئی لینا دینا نہیں جب کہ دوسرے حضرات کا ماننا یہ ہے کہ یوگا ایک ہندوانہ رسم اور شرکیہ ثقافت کا حصہ ہے جس سے پرہیز ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے بھی یوگا کو جاننے سمجھنے کی تھوڑی بہت کوشش کی، حالیہ تحریر اسی کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔

یوگا کسے کہتے ہیں؟

ہندو مفکرین اور کتابوں کے مطابق یوگا سنسکرت کے لفظ یُج (:युज) سے بنا ہے، جسے ہندی میں یوگ اور انگریزی میں یوگا کہتے ہیں۔ جس کا لغوی معنی جوڑنا ہے، پنڈت مدن موہن جھا نے لکھا ہے:

"یوگا کا لغوی مطلب جوڑنا ہے جب کہ اصطلاح میں وہ طریقہ ہے جس میں آتما (روح) کو پرماتما سے جوڑا جاتا ہے۔" (ہندی شبد کوش)

ویدانتی فلسفے کے مطابق انسان اور پرماتما کے ملن کا نام ہی یوگ ہے۔ اسکندھ پران (स्कंध पुराण) کے مطابق جیو آتما (روح) اور پرماتما کا الگ الگ ہونا ہی تکلیفوں کا سبب ہے۔ ان کا ایک ہوجانا ہی یوگ ہے۔ لنگ پران (लिंग पुराण) کے مطابق ذہن کی سبھی عادتوں کو ختم کردینا ہی یوگ ہے۔

کٹھوپ نِشد (कठोपनिषद) کے مطابق جب حواس خمسہ دل کے ساتھ قرار پا جاتے ہیں تو دل دماغ کے ساتھ جا ملتا ہے، اسی حالت کو یوگ کہتے ہیں۔ پھر اس میں اچھے سنسکار (اچھی تہذیب) آنے لگتی ہے اور برے سنسکار ختم ہونے لگتے ہیں۔ یوگی رام چَرَک (राम चरक) کے مطابق ہم سبھی لا محدود طاقت کے مالک ہیں اور اس طاقت کے رازوں سے شناسائی یوگ میں پوشیدہ ہے۔

(یوگ ایوم آیُروید ص 2، 3 اترا کھنڈ مکت وشوادھالیہ)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوجاتا ہے کہ یوگا صرف ایک کسرت نہیں بل کہ خاص مذہبی عمل کا نام ہے، ہاں اس مذہبی عمل میں کچھ پوزیشن ایسی ہیں جو ورزش جیسی ہیں۔ اس لیے جو لوگ اسے صرف کسرت/ریاضت بدنیہ اور ورزش ہی سمجھ رہے ہیں وہ شاید اس کے پس منظر سے واقف نہیں ہیں۔

یوگا کی عالمی پہچان

یوں تو یوگا ہندو سماج میں صدیوں سے رائج ہے۔ بھارت کے رشی مُنی اور جوگی صدیوں سے جنگلوں، پہاڑوں اور آشرموں میں یوگا کی تعلیم وتربیت دیتے رہے ہیں لیکن اس عمل کو عالمی پہچان بی جے پی نے دلائی۔ مئی 2014 میں بی جے پی کی حکومت بنی اور 11 دسمبر 2014 کو یوگا کو اقوام متحدہ میں منظوری مل گئی۔ اکیس جون کو عالمی یوگا ڈے کے طور پر منایا جانا منظور ہوا۔ پہلی بار اکیس جون 2015 کو عالمی یوگا ڈے منایا گیا۔ اس کے بعد سے ہر سال یہ دن عالمی پیمانے پر منایا جاتا ہے۔

جو لوگ اسے صرف کسرت یا ورزش مانتے ہیں، وہ غور کریں کہ صرف کسرت وورزش کو عالمی پہچان دلانے کے لیے بی جے پی کو محنت کرنے کی کیا ضرورت تھی، کیا بھارت کے علاوہ دنیا میں کہیں بھی کسرت اور ورزش کا تصور نہیں ہے؟

احوال وطن

پوری دنیا میں صحت وتندرستی کے حوالے سے بڑی بیداری پائی جاتی ہے۔ یوروپ ہو یا خطہ عرب، افریقہ ہو کہ ایشیائی ممالک ہر جگہ صحت وتندرستی کے ہزار ہا طریقے رائج ہیں۔ اہل چین و جاپان کے کراٹے اور افریقی باشندوں کی جسمانی قوت کس سے پوشیدہ ہے۔ عربوں کی قابل رشک صحت اور یورپین باشندوں کی صحت سے متعلق سنجیدگی سے دنیا واقف ہے، ایسے میں بھاجپا کو بھاگ دوڑ کی کیا پڑی تھی؟ اصل میں یہ صرف ورزش ہے ہی نہیں یہ ہندو روایات کا اہم حصہ ہے۔ اسی لیے بی جے پی اس ہندو روایت کو عالمی پہچان دلانا چاہتی تھی۔ اگر یہ صرف کسرت ہوتی تو کسرت کے لیے ہندی میں ویایام (व्यायाम) کا لفظ آتا ہے، اسے استعمال کیا جاتا، یوگا نہیں۔

یوگا ان کے یہاں کتنا محترم لفظ ہے اس کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ہندو سماج میں یوگا کرنے والے ہر شخص کو یوگی نہیں کہا جاتا بل کہ جو شخص یوگ کو علی وجہ الکمال اختیار کرتا ہے اسے ہی یوگی کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اگر یہ صرف کسرت وورزش ہوتی تو ہر کسرت کرنے والے کو یوگی کہا جاتا مگر ایسا نہیں ہے۔

یوگا میں اصولی طور پر صرف وہی آسن استعمال کیے جاتے ہیں جو رشی مُنیوں سے منقول اور دیوتاؤں سے منسوب ہیں۔ چند آسنوں کی تفصیل یہ ہے:

یوگا کی شروعات سوریہ نمسکار آسن سے ہوتی ہے جس میں انسان بائیں ٹانگ پر کھڑا ہوتا ہے اور دائیں ٹانگ موڑ کر بائیں گھٹنے پر رکھتا ہے۔ سر سیدھا اور دونوں ہاتھوں کو نمسکار کے انداز میں جوڑ کر آسمان کی جانب بلند کیا جاتا ہے۔

نٹ راج آسن: اسے ہندو دیوتا شِو کی وجہ سے شِو آسن بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں بائیں پیر پر کھڑا ہو کر داہنا پیر پیچھے کی جانب لیجاتے ہیں اور داہنے ہاتھ سے اسے پکڑ کر آگے کی جانب جھکتے ہیں۔

شو آسن کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان آلتی پالتی بیٹھتا ہے اور اپنے دونوں پاؤں کے تلوے جانگھوں کی طرف نکال لیتا ہے۔

پدماسن: اس آسن میں آرام سے بیٹھ کر ناک پر انگلی رکھ کر آہستہ آہستہ سانس لی اور چھوڑی جاتی اور اس درمیان اوم کا جاپ کیا جاتا ہے۔

آسنوں کی مختصر تفصیل سے بھی یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ یوگا صرف ورزش نہیں ہندو ثقافت اور ان کی تہذیبی روایت ہے۔ ورنہ ورزش میں تو کوئی بھی مفید طریقہ شامل ہو سکتا ہے پھر بھی جو لوگ اسے صرف ورزش ماننے کی ضد پر ہیں انہیں رَشمی پٹیل نامی ہندو اسکالر کا یہ اقتباس پڑھنا چاہیے:

"اگر آپ کو لگتا ہے کہ یوگا کا مطلب صرف جسم کو الگ الگ طریقے سے موڑنا ہے تو پھر وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنے نظریے پر پھر سے غور کریں یوگا صرف چند پوزیشنوں تک محدود نہیں ہے بل کہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔"

(یوگ کیا ہے، از رشمی پٹیل Leverageedu. com)

اکابر علما سے گزارش

حکومت کی حالیہ پالیسیاں اور نظریاتی ایجنڈا کسی سے چھپا نہیں ہے۔ یوگا کا مسئلہ نیا نہیں ہے اس سے پہلے جن گن من کا مسئلہ تھا، اگر کل عزیمت سے کام لیا گیا ہوتا تو شاید آج بات یہاں تک نہ پہنچتی۔ کوئی خواب خرگوش میں نہ رہے کہ بات صرف یوگا تک ہی رک جائے گی آگے سرس وتی وَندنا، ہولی، دیوالی، مہا بھارت اور رام کتھا کے ترغیبی واقعات پر संगोष्ठी اور سیمینار کا حکم بھی جاری ہو سکتا ہے۔ اس لیے سنجیدگی، حکمت اور غیرت ایمانی کے ساتھ شرعی سیمینار بلائیں، موجودہ اور آئندہ آنے والے مسائل کے متعلق شرعی خطوط متعین کر کے متفقہ فیصلہ لیں تا کہ سرکاری مدارس کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ مدارس اور عام مسلمان بھی بغیر شش وپنج کے خود کو ابتلا وآزمائش سے بچا سکیں۔

ابھی بھی بہت سارے علما ناواقف ہیں، یا ناواقف دکھنے کی کوشش میں ہیں۔ کیوں کہ ابھی تک جماعتی سطح پر کوئی واضح موقف سامنے نہیں آیا ہے اس لیے ابھی سب کچھ جس کی جیسی مرضی مطابق چل رہا ہے۔ اگر حالیہ معاملے کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا یا ورزش کی چند پوزیشن اور کفریہ شرکیہ منتروں کے ترک کے ساتھ قبول کرلیا گیا تو کل کو یہ مطالبہ ہولی کے رنگ، بقیہ ص ۱۶ ر پر

از: مفتی ارشد نعیمی قادری ککرالوی*

یوگا کا شرعی حکم

اسلام ایک دین فطرت اور صاف ستھرا حق احق سے لبریز مذہب مہذب ہے، اس کا حکم و فرمان ہم سب کے لئے راہ نجات ہے، ہم اسی بات کو مانیں گے یا کریں گے جس کی اجازت ہمارے مذہب میں ہوگی، جہاں تک یوگا کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہے تو اس کے تعلق سے چند باتیں ذہن نشین کر لیں "یوگا کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ اصل لفظ "یوگا" نہیں بلکہ "یوگ" ہے، ہندو دھرم گرنتھوں میں لفظ "یوگ" کا ذکر بہ کثرت ہوا ہے، ان گرنتھوں کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ہندوستانی کلچر میں "یوگ" صدیوں سے رائج رہا ہے اور ہندوازم میں "یوگ" ایک ایسا مذہبی فلسفہ ہے جس کے ذریعہ ایشور کو یاد کیا جاتا ہے، نیز یوگ کو آتما سے پرماتما کا ملن مانا گیا ہے، اس لئے یوگ میں خاص قسم کے مذہبی کلمات کی ادائیگی کو ضروری مانا گیا ہے، جس میں سوریہ نمسکار کو اصل اہمیت حاصل ہے، چوں کہ یہ ایک مذہبی عمل ہے، اس لئے ہندوازم میں اس کی باقاعدہ دھارنک کتاب "یوگ سوتر" کے نام سے پائی جاتی ہے۔

۱۱رہویں صدی میں مسلم سائنٹسٹ شیخ ابوریحان البیرونی ہندوستان آئے اور اُنہوں نے یہاں کے سادھو سنتوں کو بکثرت یوگا کرتے دیکھا پھر مذکورہ کتاب "یوگ سوتر" کا ترجمہ کیا، یوگ کی تاریخ اور پس منظر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ درحقیقت ہندوؤں میں عبادت کا ایک طریقہ ہے، بنیادی طور پر ہندوازم کا بنیادی فلسفہ ہے جس میں آتما (روح) پرماتما (بھگوان) اور شریر (جسم) کو مراقبہ کے ذریعے ایک ساتھ مربوط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، "سوریہ نمسکار" یعنی سورج کی پرستش یوگا کا ایک اہم حصہ ہے "یوگا" میں سورج کی پہلی کرن کو "پرنام" کیا جاتا ہے، وقفہ وقفہ سے کچھ اشلوک بھی پڑھے جاتے ہیں۔

اسلام دین توحید ہے، اللہ سبحانہ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کرنے ہی کی غرض سے کیوں نہ ہو، مشرکانہ افکار و اعتقادات، اعمال و افعال کی دین اسلام میں ہرگز کوئی گنجائش نہیں، سوریہ نمسکار اور دیگر کفریہ و شرکیہ کلمات سے پرہیز کرتے ہوئے ورزش کے عنوان ہی سے کیوں نہ ہو، یوگا کی حمایت مسلم ممالک اور مسلم سماج میں اس کو رواج دینے کی کوششیں مزاج اسلامی کے مغائر اور روح شریعت کے منافی ہیں، اللہ سبحانہ نے اپنی آخری آسمانی کتاب قرآن مجید میں شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے۔ (لقمان:۱۳)

"بے شک اللہ سبحانہ و تعالی اس کے ساتھ شرک کرنے کو معاف نہیں کرتا، اس کے سوا جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ سبحانہ کے ساتھ شریک مقرر کرے وہ بڑے گناہ اور بہتان کا مرتکب ہے۔" (النساء:۴۸)

"اللہ سبحانہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔" (النساء:۳۶)

شرک کے تین درجے ہیں: (۱) اللہ سبحانہ کے علاوہ مخلوقات سے کسی کو الہ یقین کرنا یہ شرک اعظم ہے۔

(۲) مخلوقات میں سے کسی کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ مستقل اور بالذات اللہ سبحانہ کے بغیر کوئی کام بنا سکتا ہے اگرچہ کہ اس کو الہ نہ مانیں۔

(۳) مخلوقات سے کسی کو عبادات میں شریک کرنا یعنی اللہ سبحانہ کے احکام کی تعمیل اور عبادات کا اہتمام دکھاوے کے لئے کرنا:

"اصلہ اعتقاد شریک للہ فی الوھیتہ وھو الشرک الاعظم وھو شرک الجاھلیۃ۔ ویلیہ فی الرتبۃ اعتقاد شریک للہ تعالی فی الفعل، وھو قول من قال: ان موجودا ما غیر اللہ تعالی یستقل باحداث

* مضمون نگار مدرسہ قمر العلوم اسلامیہ، ککرالہ بدایوں کے ناظم تعلیمات ہیں۔

فعل وایجاده وان لم یعتقد کونه الها-ویلی هذه الرتبة الاشراک فی العبادة وهو الریاء، وهو ان یفعل شیئا من العبادات التی امر الله بفعلها له لغیره- (قرطبی ۱۸۱/۵)

یوگا میں پہلی دونوں صورتیں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں، چونکہ اس میں سورج کو دیوتا مانا جاتا ہے، اس کو نمسکار کیا جاتا ہے، کچھ مشرکانہ اشلوک جپے جاتے ہیں اور کائنات میں سورج کو متصرف بالذات بھی تسلیم کیا جاتا ہے، الغرض یوگا کئی ایک کفریہ وشرکیہ مشتبہ ومشکوک افعال واقوال کا مرکب ہے، اس کو ورزش کے خیال سے کیوں نہ ہو اختیار کرنا گویا ایمان واسلام کو داؤ پر لگانا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی یوگا کی حمایت کرنا گویا زبان حال سے اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ اسلام جیسے عالمگیر فطری سچے مذہب میں انسانی صحت وتندرستی کا کوئی خاص لحاظ نہیں ہے، اس لئے یوگا سے اس کمی کا ازالہ کرنے کی ضرورت درپیش ہے، اس فکری زوال کے ساتھ یوگا کی حمایت واشاعت ایسی ہی ہے جیسے کسی کو اللہ سبحانہ نے خوب نوازا ہو پھر بھی وہ محتاجی وتنگدستی کا روپ دھار کر غیروں کا در کھٹکھٹائے یا کاسۂ گدائی لئے بھیک مانگ کر اپنی رسوائی کا سامان کرے۔

اسلام ایک فطری اور حساس مذہب ہے، اسلام کی روح اور مزاج شریعت کی پاسداری ہی میں ایمان واسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کے تحفظ کی ضمانت ہے، اسلامی احکامات کی اتباع وپیروری اور اس کی مقرر کردہ عبادات واذکار کی پابندی دنیا اور آخرت میں کامیابی وسرفرازی کی ضامن ہے، اس میں نماز، روزہ، تلاوت قرآن، ذکر واذکار وغیرہ جیسی بدنی عبادات بھی شامل ہیں، جن میں اپنے خالق ومالک کے استحضار ویکسوئی کی بڑی اہمیت ہے، توجہ الی اللہ سے جو گیان ودھیان حاصل ہوتا ہے اور جس کی وجہ تسکین خاطر کی نعمت نصیب ہوتی ہے وہ دنیا میں رائج غیر منزل من اللہ عبادات کے طور وطریق جیسے یوگا وغیرہ اور کسی سائنسی یا غیر سائنسی ورزشی افکار واعمال کی وجہ سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ یوگا ہندوانہ طریقۂ عبادت ہے، اس کو ورزش ہی کے نام سے کیوں نہ ہو فروغ دینا سخت غلطی ہے، بالفرض ہندو مذہب میں اس کو ''ایشور'' کے گیان، دھیان کے ساتھ ان کے مذہب کے قواعد وضوابط کے مطابق اعضائے جسمانی کو مسلسل حرکت میں رکھنا مقصود ہے تو کیا مسلمانوں کے لئے اسلام کی اہم ترین عبادت ''نماز'' کافی نہیں ہے؟ جس میں مسلمان اس عہد کے ساتھ اپنے مالک ومولیٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں ''میں یکسو ہو کر اپنا رخ اس (ذات واحد) کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ (الانعام:۷۰)

اور نماز ادا کرتے ہوئے اس بات کا استحضار کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، گیان، دھیان کا اس سے اعلیٰ وارفع اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ آسمانی قدیم مذہب اسلام کا طریقۂ عبادت ہے جس پر عمل کی تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں کو ہدایت دی ہے۔ (مریم:۵۵/۳۰)

نماز وہ عبادت ہے جس میں اندرونی و بیرونی سارے اعضائے جسمانی حرکت میں رہتے ہیں، اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کے بے شمار مادی، طبی اور روحانی فوائد ہیں، انسانی عقل وفہم کما حقہ ان کے ادراک سے عاجز وقاصر ہے، سائنسی تحقیقات نے اس کے کچھ گوشوں سے پردہ ضرور ہٹایا ہے لیکن سائنسداں بھی مخلوق ہیں، خالق کائنات نے جو نظام حیات عطا فرمایا ہے، وہ فطری، آسمانی، آفاقی اور عالمگیر ہے، اس میں دنیوی، دینی واخروی اعتبار سے کیا کیا حکمتیں ومصلحتیں پوشیدہ ہیں، ان تک انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں، صحت وتندرستی کی بقا کے لئے بشمول یوگا جسمانی ورزشی ایسے کھیل کود جن میں کئی ایک شرعی موانعات ہیں ہرگز مسلمانوں کے لئے قابل عمل نہیں۔

یہ مقصد اسلامی احکامات کی پاسداری اور تقرب الی اللہ کے جذبہ اور مقام احسان کی کیفیات کی حضوری کے ساتھ عبادات کی پابندی سے ضمناً مادی (جسمانی صحت کے) فوائد از خود حاصل ہوجاتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کو جسمانی ورزش کے لئے ''یوگا''

احوال وطن

جیسے غیر مسلم شعار پر مبنی طریقہ اختیار کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

یوگا ایک ہندوانہ فلسفۂ عبادت ہے، جس کو ان کے مذہبی پیشوا اپنے متبعین کے ساتھ مشرکانہ اعتقادات اور شرکیہ اعمال و افعال کے ساتھ ادا کرتے ہیں، ان کی مذہبی کتاب ''بھگوت گیتا'' سے بھی اس کے حوالے بتائے جاتے ہیں، مشرکانہ اعتقادات واعمال پر مبنی کوئی ورزش جیسے یوگا وغیرہ کی تصدیق وحمایت ان کی مذہبی کتاب سے ہو رہی ہے تو اس کے مشرکانہ عمل ہونے میں شک وشبہ کی ہرگز کوئی گنجائش ہی نہیں، اس کے باجود کچھ مسلم افراد کا اس کو ورزشی عمل سمجھنا اور اس غلط فہمی کے ساتھ اس کی حمایت کرنا اسلام کے عقیدۂ توحید کے سخت منافی ہے۔

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بے شک ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، خبردار! اللہ سبحانہ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے۔'' (الزمر:۳)

اس آیت پاک میں ''الدین'' سے مراد طاعت بھی اور عبادت بھی ہے''أي الطاعة. و قيل: العبادة (قرطبی ۱۵/۲۳۵)

قرآن پاک میں توحید و رسالت، معاش و معاد یعنی دنیا و آخرت سے متعلق سارے احکام وضاحت کے ساتھ موجود ہے، ان کو ماننے اور ان پر عمل کرنے ہی میں انسانیت کی نجات ہے، مشرکانہ افکار، اعمال واشغال کو مادیت کے سیلاب میں بہہ کر فوائد کی تحصیل کی غرض ہی سے کیوں نہ ہو قبول کرلینا گویا ایمان کی روحانیت ونورانیت کھوکر کفر وشرک کی تاریک وادیوں میں گم ہوجانا ہے''یوگا'' کی مذہبی حیثیت سے واقف ہوجانے کے بعد بھی اس کو ورزش سمجھنا سخت نادانی اور بہت بڑی بھول ہے۔

اسلام کفر و شرک، الحاد و بے دینی کا راستہ کھولنے والے ہر روزن کو بند کردیتا ہے، زہر کو دنیا زہر ہی مانتی ہے، اس کی تھوڑی تھوڑی خوراک بھی انسان کو موت کے منہ میں پہنچا سکتی ہے، ظاہر ہے ہندوانہ باطل مذہبی طور وطریق، رسوم و رواج مسلم سماج میں آہستہ آہستہ رواج پانے لگیں تو شدید خطرہ اس بات کا ہے کہ ملت اسلامیہ کی نئی نسل کا رشتہ اسلام سے منقطع ہوجائے اور اسلام کی آغوش رحمت سے نکل کر باطل کی تاریک و خاردار وادی میں گم ہوجائے، العیاذ باللہ!

ذرائع ابلاغ کے مطابق اس وقت تقریباً ۴۰ رمسلم ممالک نے بھی اور دیگر جمہوری طرز کی مملکتوں کے ساتھ ۲۱ رجون کو ہر سال عالمی یوگا یوم (ڈے) منانے سے اتفاق کرلیا ہے۔ ۴ رمارچ ۲۰۲۳ء عرب نیوز میں شائع شدہ ایک اطلاع کے مطابق اب ملک کے تمام اداروں اور جامعات میں جسمانی وذہنی صحت کے لیے مفید سمجھی جانے والی اس سرگرمی کو متعارف کرایا جائے گا، سعودی یوگا کمیٹی کی صدر نوف المروعی نے کہا کہ یوگا کلاسز شروع کرنے کا فیصلہ ویژن ۲۰۳۰ء کے تحت یونیورسٹی اسپورٹس میں یوگا کی اہمیت کے پیشِ نظر کیا گیا ہے، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ یوگا جسمانی اور ذہنی صحت کے لیے فائدہ مند ہے، سعودی وزارتِ کھیل اور اولمپک کمیٹی نے ۱۶ رمئی ۲۰۲۱ء کو یوگا کے فروغ کے لیے سعودی یوگا کمیٹی کی بنیاد رکھی تھی، اس کے بانیوں میں سعودی عرب کی اوّلین سند یافتہ یوگا انسٹرکٹر نوف المروعی بھی شامل ہیں جو اس کمیٹی کی سربراہی کر رہی ہیں۔

بھارت کی حکومت نے یوگا کو فروغ دینے کی خدمات کے اعتراف میں ۲۰۱۸ء میں نوف المروعی کو سول اعزاز ''پدما شری'' سے بھی نوازا تھا، گزشتہ برس ۲۹ رجنوری کو کنگ عبداللہ اکنامک سٹی میں سعودی عرب کی وزارت کھیل اور یوگا کمیٹی نے ملک کا پہلا یوگا فیسٹیول منعقد کرایا تھا، چار روز تک جاری رہنے والے اس فیسٹیول میں تقریباً ایک ہزار افراد شریک ہوئے تھے، ملک کے اندر یوگا کو تعلیمی اداروں کو متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ سعودی عرب دیگر عرب مما لک میں بھی یوگا اور کھیل کی دیگر سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کر رہا ہے، گزشتہ برس دسمبر میں سعوی یوگا کمیٹی نے 11 رعرب مما لک سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو یوگا سمیت کھیلوں کی سرگرمیوں سے متعلق ''عرب یوتھ ایمپاورمنٹ پروگرام'' کے تحت ایک کانفرنس میں

مدعو کیا تھا، اس کانفرنس میں متحدہ عرب امارات، یمن، فلسطین، مصر، لیبیا، الجیریا، مراکش، تیونس اور موریطانیہ سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں نے شرکت کی تھی، سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان نے ویژن ۲۰۳۰ء کے نام سے اصلاحات شروع کر رکھی ہیں جس کے تحت وہ سعودی عرب کو ترقی اور جدت کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں، سعودی عرب کو سیاحت کے لیے پرکشش بنانے اور جدید شہر بسانے کا منصوبہ بھی ویژن ۲۰۳۰ء میں شامل ہے۔

بعض دنیا پرست مسلم حکمراں اور کچھ ناعاقبت اندیش مسلمان ورزش کے عنوان سے دھوکہ کھا کر اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں اور اس کے فروغ میں اپنی توانائیاں ضائع کر رہے ہیں، جبکہ یوگا ہندو مذہب کے مذہبی پیشواؤں اور ان کی مذہبی کتابوں کی تحقیق کے مطابق خالص ہندوانہ طریقۂ عبادت ہے، اس کے مشرکانہ طور وطریق جیسے سوریہ نمسکار اور اس میں پڑھے جانے والے مشرکانہ اشلوک اس کے شرکیہ ہونے کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

ورزش کے نام سے ان کی مذہبی وسیاسی شخصیتوں کی اس (یوگا) کے احیا میں دلچسپی لینے کا مقصد کفریہ وشرکیہ اعتقادات ہندوانہ رسوم ورواجات اور مشرکانہ طریقہائے عبادات کو مسلم سماج میں پھیلانا اور ورزش کے خوشنما عنوان سے ملت کے سادہ لوح افراد کو اس جانب راغب کرنا ہے، یہ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بند ناپاک سازش ہے، مسلمان اس سازش کو سمجھیں اور دشمن طاقتوں کی چالاکیوں اور عیاریوں سے باخبر رہیں، اس حقیقت کو ہرگز نہ بھولیں کہ مذہب اسلام اعتقادات وایمانیات، عبادات و مامورات، معمولات ومعاملات کے ساتھ زندگی کے تمام شعبوں میں کلی یا جزوی طور پر کفریہ وشرکیہ اعمال واشغال کے غیر محسوس طور پر راہ پانے کو ہرگز گوارا نہیں کرتا۔

اسلام کا خصوصی امتیاز یہ ہے کہ وہ کسی بھی باطل مذہبی افکار واعمال، فاسد رسوم و رواجات یا جدید ملحدانہ تصورات، خدا بیزار فلسفیانہ افکار وخیالات کو قبول کر کے خود کو ان کی تہذیب میں ضم کرنے کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا، گو کہ وہ مادیت کے غلبہ کی وجہ سے مادہ پسندوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہے ہوں یا ان کی ظاہری چمک دمک ان کے دل ودماغ کو متاثر کر رہی ہو۔

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منھم اولیاء - (النساء:۸۹) ان کی چاہت تو بس یہی ہے جس طرح کے وہ کافر ہیں ویسے تم بھی کفر کرنے لگو اور پھر یکساں ہو جاؤ، ان میں سے تم کسی کو جگری دوست مت بناؤ۔

باطل پرستوں کی سوچی سمجھی منصوبہ بند سازش تو یہی ہے کہ ایمان والوں کو ایمان سے محروم کر کے باطل کے رنگ میں رنگ دیا جائے، توحید کا اجالا جب مکۃ المکرمہ کو روشن کرتے ہوئے اطراف عالم میں پھیلنے لگا تو کفار ومشرکین کا چین وسکون چھن گیا، پیغام توحید کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے انہوں نے ایک ایسی تدبیر سوچی جس سے مسلمانوں کے عقیدۂ توحید پر ضرب پڑے، تجویز یہ تھی کہ ایک سال ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں گے اور ایک سال تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو، اس پر سورۃ الکافرون نازل ہوئی، اسلام کفر وشرک اور ایسے تمام امور جو مفضی الی الکفر والشرک (کفر وشرک تک پہنچانے والے) ہیں کو ہرگز قبول نہیں کرتا، ایمان جہاں ہوگا، وہاں کفریات وشرکیات ہرگز راہ نہیں پاسکتے۔

سماجی یا تجارتی تعلق ومحبت کو استوار رکھنے کے لئے روا داری کے عنوان سے مسلم سماج کے بعض گوشے ایسی زبان میں گفتگو کرنے لگے ہیں جو کفار ومشرکین کو خوش کرسکتی ہے اور کچھ ناعاقبت اندیش (نام نہاد) مسلمان ایسے بھی ہیں جو ان کے شرکیہ اعمال میں شرکت کو برا نہیں سمجھتے "یہ بھی جاری ہے، وہ بھی جاری ہے" کے مصداق پوجا پاٹ میں بھی شریک ہوتے ہیں، لیکن یہ سودا اللہ سبحانہ کی ناراضگی کی قیمت پر ہوسکتا ہے، اس سے ایمان کو جو شدید خطرہ لاحق ہے، وہ جانے یا انجانے میں شاید اس سے بےخبر ہیں۔

انسانی ہمدردی ورواداری اس جیسی سودہ بازی کا نام نہیں بلکہ حقیقی ہمدردی ورواداری تو یہ ہے کہ باطل کی تاریک وادیوں میں سرگرداں انسانیت کو راہ ہدایت دکھائی جائے ورنہ کم سے کم

احوال وطن

اپنے ایمان کی حفاظت کو ضرور عزیز از جان رکھا جائے اور وہی بات کہی جائے جو ان جیسے حالات میں اللہ سبحانہ نے ایمان والوں کو سکھائی ہے "تمہارا دین تمہارے لئے اور میرے لئے میرا دین ہے"، مسلمان امن وامان انسانی بنیادوں پر یکجہتی واتحاد کو ممکنہ حد تک ملحوظ رکھیں، لیکن ایسا اتحاد نہ کریں جو باطل سے مصالحت کی قیمت پر ہو، ایمان واسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ توحید کے پاکیزہ ایمانی صاف وشفاف چشمہ کو کفریات وشرکیات کی آمیزش سے دھندلا نہ کیا جائے، کفر وشرک کی رتی برابر آمیزش سے حق حق نہیں رہ سکتا بلکہ وہ باطل میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

اسلام نام ہے حق کی تابعداری میں اس کے حیات بخش اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کا، دین وایمان کی حفاظت اور اس پر استقامت دکھانے کا، اس کو مقصد حیات بنالینے اور اسی پر جینے ومرنے کے عزم ویقین رکھنے کا، اسلام کی حیات بخش تعلیمات کو انسانیت تک پہنچانے کا، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ارشاد الٰہی کو سرمہ بصیرت بنالیا جائے "اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے تم اسی راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ سبحانہ کی راہ سے جدا کردیں گے، اللہ سبحانہ نے اس کا تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم تقوی کی راہ پر قائم رہو۔ (الانعام:۱۵۳)

اسلام کرۂ ارض کے سارے انسانوں کے لئے عظیم تحفہ ہے اور اسلامی احکامات کی تابعداری ہر شئے سے بالاتر ہے، جسمانی صحت وتندرستی، قلب ودماغ کی راحت ویکسوئی، مادی وروحانی فوائد اور اخروی کامیابی کا راز ایمان اور اس کے تقاضوں کی صحیح معنی میں تکمیل پر موقوف ہے، الغرض اسلام نے جو طرز حیات انسانیت کو دیا ہے جس میں ایمانیات، اعتقادات، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات کی کامل واکمل تعلیم موجود ہے جس سے انسان اللہ سبحانہ کا قرب حاصل کرسکتے ہیں، دونوں جہاں کی سعادتوں سے بہرہ مند ہوسکتے ہیں اور اللہ لم یزل ولم یزال کی رضا وخوشنودی حاصل کرسکتے ہیں، باطل کا بطلان ہمیشہ ہوگا بشرطیکہ ہم اپنے ایمان وعقیدہ کی فکر رکھیں، اللہ قادر وقیوم ہم سب کو صراط مستقیم کے سروج منور سے چمکتا رکھے، احقاق حق ابطال باطل کی سچی واچھی فکر بخش کر ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے، امین۔

◆◆◆

ص ۵۴ رکا بقیہ...

اس لیے ساری فضا مخمور ہے مسحور ہے
لے رہی ہے جھوم کر بادِ صبا نام رضا
جب مصیبت میں پکارا یا امام احمد رضا
سنتے ہی، الٹے قدم بھاگی وبا، نام رضا
درمیان حق و باطل کیوں تقابل ہم کریں
ہے کجا اشرف علی اور ہے کجا نام رضا
جب کسی نے مجھ سے پوچھا کون ہے حسان ہند
آ گیا لب پر مرے بے ساختہ نام رضا
شر کے طوفانوں سے بچنے کے لیے عینی سدا
دے رہا ہے سنیوں کو حوصلہ نام رضا

ص ۵۴ رکا بقیہ...

جلوۂ نور ہے یا اُن کے قلم کی تحریر
خوشنما چاند ہے یا سیرتِ اعلیٰ حضرت
دشمن دیں پہ چلائی جو رضا نے شمشیر
سب اُسے کہنے لگے "حشمتِ" اعلیٰ حضرت
اب بھی اُس نام سے لرزاں ہیں وہابی نجدی
کوئی دیکھے تو ذرا ہیبتِ اعلیٰ حضرت
اُس کے ایمان وعقیدے کا گُہر ہے محفوظ
جس مسلماں کو ملی نسبتِ اعلیٰ حضرت
جو ہیں سُنّی اُنھیں سینے سے لگائے رکھو
اے رضا والو یہ ہے سنتِ اعلیٰ حضرت
دشمنِ حق پہ نہ فرمائی ذرا بھی نرمی
تھی نہ اپنوں پہ کبھی شدتِ اعلیٰ حضرت
جب سے ہاتھوں میں مرے دامن اختر آیا
اے فریدی ہے مجھے قُربت اعلیٰ حضرت

◆◆◆

احــــوال وطــن

دوسری قسط

از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی *

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵؍سالہ دردناک سفر

احساسِ وطن

گزشتہ سے پیوستہ

رام نومی سے فسادات کا پرانا رشتہ ہے

۳۰؍مارچ 2023ء کو رام نومی کے موقع پر بہار میں جو کچھ ہوا یہ کوئی نیا حادثہ نہیں ہے، بہار کا اس تہوار اور تشدد دونوں سے پرانا رشتہ ہے، رواں سال جو کچھ ہوا وہ گزشتہ سے پیوستہ کی ایک کڑی سمجھیے اور آگے بڑھیے، امسال ایک سو سالہ قدیم مدرسے کو مکمل طور پر آگ کے حوالے کیا گیا، ایک سو دس سال پرانی لائبریری میں رکھیں ہزاروں کتابیں اور قرآن مقدس کے سیکڑوں نسخے نذر آتش کر دیے گئے، وہیں مساجد اور مسلمانوں کی املاک کو بھی نشانہ بنایا گیا، گزشتہ سال بھی قریب ایک سو سے زائد دوکانوں کو اسی موقع پر نذر آتش کیا گیا تھا، بی بی سی کی یہ رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

30؍مارچ یعنی رام نومی (ہندو دیوتا رام کی پیدائش کا جشن) کے روز کی ایک وائرل فوٹیج میں حیدرآباد میں کپڑوں سے ڈھکی ایک مسجد کو دیکھا جا سکتا ہے جس کے مینار شام میں سبز رنگ میں روشن نظر آ رہے ہیں۔ اس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ زعفرانی جھنڈے والا ایک جلوس اس مسجد کے سامنے آ کر رکتا ہے اور اونچی گاڑی میں سوار ایک شخص تقریر شروع کر دیتا ہے۔

تقریر کرنے والا شخص بی جے پی کا معطل رکن ٹی راجہ سنگھ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ’ایک دھکہ لگا تھا، آج ایودھیا میں رام مندر بن رہا ہے۔ آنے والے وقت میں ایک اور دھکہ لگے گا اور متھرا میں ایک اور عالیشان مندر تعمیر ہوگا۔ ایک اور دھکہ لگے گا اور کاشی (بنارس) میں بھی ایک مندر بنے گا۔

حمایت میں نعرے لگانے والے ہجوم کے ہنگامے کے درمیان وہ مزید کہتا ہے کہ ’سننے والو، کان کھول کر سن لو۔ راجہ سنگھ کسی کے باپ سے ڈرنے والا نہیں ہے۔ (بی بی سی)

بہار اور حیدرآباد دونوں صوبوں میں سیکولر کہلانے والی جماعتیں برسر اقتدار ہیں ایسے میں مساجد کو ڈھکنا اور مدارس کو جلانا، ان سیکولر حکومتوں کی قلعی کھول جاتا ہے، بہار کے مقامی افراد کا کہنا ہے کہ پولیس چپ چاپ سب دیکھتی رہی اور دنگائی اپنی من مانی کرتے رہے، اب ایک سیکولر کہلائی جانے والی حکومت اتنی بے بس تھی کہ پولیس محکمہ ان کی سننے کو ہی تیار نہیں؟ کیا ایسا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں! لیکن فسادات کے بعد حکومت ملزمین کو پکڑنے کی بجائے ان فسادات کا ذمہ دار بی جے پی کو ٹھہرا رہی ہے، حکومت کو یاد رکھنا چاہیے کہ اپنی ذمہ داری سے بھاگ کر دوسرے کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا۔ ؎

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تری رہبری کا سوال ہے

مسلمانوں کو سیکولر حکومتوں نے ایسا بے حس کر دیا ہے کہ وہ اتنا سب ہونے کے باوجود حکومت سے سوال نہ کر کے حکومت کے اٹھائے گیے سوالات پر خوش ہو رہے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ اب تو اس قوم کے لیڈران کو غلامی میں ہی سارا مزہ آتا ہے، ایسے وقت میں جہاں حکومت سے سوال پوچھنا چاہیے وہاں ہمارے لوگ افطار پارٹی کر کے حکومت کے تلوے چاٹ رہے ہیں۔

بہار کی سیکولر، مسلم حمایتی، بی جے پی مخالف حکومت میں غالباً 19؍مسلم ودھایک ہیں لیکن وہ حکومت کے سامنے ایسے دبے، پچے ہیں گویا منھ میں زباں نہیں اور جسم میں جاں نہیں، مجلس اتحاد المسلمین کے ایک ودھایک نے سڑک سے سدن تک آواز اٹھائی کاش مسلم اپنی قیادت کو سمجھیں اور آنے والے دنوں میں قیادت پر بھی توجہ دیں۔

* مضمون نگار تحریک علمائے بندیل کھنڈ کے چیئرمین ہیں۔

رام نومی کے جلوس کو تھوڑا اور پیچھے لے چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ ہنگامے حالیہ برسوں کے ہیں یا پھر ان سے پرانے رشتے بھی ہیں:

1967 22–29/اگست، رانچی (بہار)

63٪ ہندو، 17٪ مسلمان، وزیر اعلی بہار: مہامایا پی ڈی سنہا، پارٹی "جن کرانتی دل" مارچ1967–جنوری1968

ہٹیا اور رانچی (بہار) کے قصبوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تنازعات پھوٹ پڑے 1964 میں مشرقی پاکستان (جواب بنگلہ دیش ہے) میں ہندو مخالف تشدد کے بعد ضلع میں پہلے ہی فسادات ہو چکے تھے۔ رگھوبر دیال کمیشن آف انکوائری کی رپورٹ کے مطابق فرقہ وارانہ کشیدگی (ہندو رام نومی تہوار کی وجہ ہوئی) اپریل 1964 سے شروع ہوئی۔ 1965 کے پاکستان کے ساتھ تنازع نے بھی ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں شکوک وشبہات کو تقویت دی۔ مارچ 1967 کے عام انتخابات کے دوران، اردو کے مسئلے (جو زبان عام طور پر مسلمان بولتے ہیں) پر بحث کی وجہ سے صورتحال مزید بگڑ گئی، اردو کو بہار کی دوسری سرکاری زبان قرار دینے کی تجویز نے حکمران اتحاد کو کمزور کر دیا اور بی جے ایس، آر ایس ایس اور بہار ہندی ساہتیہ سمّیلن نامی تنظیم کی جانب سے ریاست گیر، اردو مخالف مظاہرے شروع ہوئے۔

رانچی میں 22 اگست کو مسلم آزاد ہائی اسکول کے قریب اردو زبان کی مخالفت میں نکلنے والے جلوس سے معاملہ مزید بگڑ گیا، جلوس میں شامل افراد اسکول پر حملہ کیا اور جوابی کارروائی میں ایک ہندو مارا گیا، رگھوبر دیال کمیشن آف انکوائری نے رانچی میں 184 اموات کی اطلاع دی — ان میں 164 مسلمان اور 19 ہندو تھے۔ قریبی علاقوں میں بھی تشدد پھیل گیا، جس کے نتیجے میں آتشزدگی، لوٹ مار اور بڑے پیمانے پر فسادات شہر کے ساتھ ساتھ قریبی صنعتی شہروں، خاص طور پر ہٹیا میں ہوئے، جہاں 26 افراد ہلاک ہوئے، مرنے والوں میں 25 مسلمان اور ایک ہندو تھا۔

1968 مارچ، کریم گنج (آسام)

47٪ ہندو، 52٪ مسلمان، آسام کے وزیر اعلی: بی پی چلیہا، پارٹی کانگریس، دسمبر 1957 تا نومبر 1970

کریم گنج (آسام) کے ضلع میں ہندو اور مسلم نوجوانوں کے درمیان محض گائے کو لے کر جھگڑے کے بعد تشدد بھڑک اٹھا، ہندو اور مسلم اسمگلروں کے درمیان موجودہ مقامی دشمنی فسادات کی بنیادی وجہ بنی، دوسری رپورٹس کے مطابق تشدد اسی دن پھوٹ پڑا تھا جب سی پی آئی (کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا) نے چائے کے کارکنوں کے ایک بڑے مظاہرے کا اہتمام کیا تھا، جس میں 1,500 مسلم مزدور شامل تھے۔ فرقہ وارانہ جذبات کی یہ اپیل کارکنوں کے اتحادی یونین کو توڑنے کے لیے کی گئی تھی، تشدد میں کچھ ذرائع کے مطابق 41 ہندو اور 41 مسلمانوں کی جانیں گئیں لیکن کچھ کے مطابق صرف سات جانیں گئیں۔

(Z. Hasan 1984:78/Rajeshwari:2004)

1969ء ستمبر 18–24 احمد آباد (گجرات)

آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق)

81٪ ہندو، 14٪ مسلمان، گجرات کے وزیر اعلی: ہتیندر کے ڈیسائی، کانگریس پارٹی، اکتوبر 1965 تا مئی 1971

ستمبر میں احمد آباد (گجرات) اور ملحقہ اضلاع میں ڈرامائی فسادات ہوئے، فرقہ وارانہ کشیدگی 1965 کی پاک بھارت جنگ کے بعد سے بڑھ رہی تھی، جس کے دوران گجرات کے وزیر اعلی کا طیارہ مار گرایا گیا تھا، پاکستان مخالف جذبات تیزی سے مسلم دشمنی میں بدل گئے، 1968 کے وسط سے واقعات میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ جون 1968 میں مسلم تنظیم جمعیت علمائے ہند نے گجراتی مسلمانوں کی ایک کانفرنس کا انعقاد کیا، اس کے بعد 27–29 دسمبر کو آر ایس ایس کی ایک عوامی ریلی منعقد ہوئی، اور اس میں رہنما گرو گولوالکر نے شرکت کی۔

جنوری میں احمد آباد میں آل گجرات آر ایس ایس کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں دو ہزار رضا کار شامل تھے، 10 مارچ 1969ء کو شہر میں مسلمانوں کا احتجاج ہوا جس میں ایک ہندو

احوال وطن

پولیس اہلکار نے ایک مسلمان رکشہ ڈرائیور کے ساتھ جھگڑے کے دوران مبینہ طور پر قرآن مجید کی توہین کی جس میں متعدد پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔

21 اگست کو مسلمانوں نے یروشلم میں مسجد اقصیٰ پر آتش زنی کے حملے کے خلاف مظاہرہ کیا، 4 ستمبر کو، ایک مسلمان پولیس اہلکار پر الزام تھا کہ اس نے ایک مذہبی تقریب کے دوران ہندو پنڈت (ہندو مقدس کتابوں کے اسکالر) کی تلاش کے دوران ہندوؤں کی مقدس کتاب رامائن کو لات ماردی، دو دن بعد، ایک ہندو دھرم رکھشا سمیتی (HDRS) تشکیل دی گئی۔

15 ستمبر کو بی جے ایس کی جانب سے مسلم پولیس افسر کی سزا کا جشن منانے کے لیے ایک فتح کا جلوس نکالا گیا، 14 اور 16 ستمبر کو ممبر آف پارلیمنٹ اور بی جے ایس لیڈر بلراج مدھوک نے اشتعال انگیز تقریریں کیں.......ماحول کشیدہ تھا ہی ایسے میں، 18 ستمبر کو "جگن ناتھ مندر کے واقعے" سے تشدد کو ہوا ملی، ہزاروں مسلمان پرانے شہر میں، جگن ناتھ ہندو مندر سے متصل ایک مزار کی سالانہ تقریب کے لیے جمع ہوئے تھے، کچھ معمولی وجہوں سے سادھوؤں کے ساتھ جھڑپیں ہوئیں، اس جھڑپ میں 13 افراد زخمی ہوئے اور مندر کے شیشے کو بھی نقصان پہنچا، یہیں سے فسادات کی ابتدا ہوتی ہے اور اس واقعے کے بارے میں غلط افواہیں پھیلانے والے پمفلٹ اور اشتعال انگیز تقاریر کے بعد شہر میں تشدد پھوٹ پڑا۔ قامی میڈیا نے ان واقعات میں قابل نفرت کردار ادا کیا۔ 18 ستمبر کی رات، بڑے ہندو ہجوم نے مسلمانوں کی املاک اور مذہبی مقامات کو لوٹا اور آگ لگا دی، پولیس نے مداخلت کرنے سے انکار کر دیا۔

19 ستمبر کو صورت حال مزید بگڑ گئی۔ ایک مسلم نوجوان کو " جئے جگن ناتھ" کا نعرہ لگانے سے انکار کرنے پر جلا دیا گیا، بڑی تعداد میں خواتین کی عصمت دری کی گئی، حتیٰ کہ بچوں کو بھی تشدد سے نہیں بخشا گیا۔ "امرائے وادی" میں ایک سو مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ 20 ستمبر کی رات کو چار ٹرینوں کو روکا گیا اور شہر چھوڑنے کی کوشش کرنے والے 17 مسلمان مسافروں کو ہلاک کر دیا گیا۔ 23 ستمبر کو جب حکومت نے چند گھنٹوں کے لیے کرفیو ہٹایا تو ان چند گھنٹوں میں ہی چالیس افراد کو قتل کر دیا گیا۔ 20 اور 30 ستمبر کے درمیان تشدد قریبی اضلاع میں بھی پھیل گیا۔ فوج کی دیر سے آمد نے صورت حال کو مزید خراب کیا، لیکن چاقو بازی کے واقعات تقریباً ایک ماہ تک وقفے وقفے سے جاری رہے۔

پی جگن موہن ریڈی کمیشن کی رپورٹ نے اس بات کا ثبوت شائع کیا کہ زیادہ تر حملوں کی منصوبہ بندی کی گئی تھی، مسلم گھرانوں کی شناخت کے لیے ووٹر لسٹوں کا استعمال کیا گیا تھا۔ ریڈی کمیشن نے پولس اور کانگریس کے زیر قیادت ریاستی انتظامیہ کو ان کی نااہلی اور کرفیو نافذ کرنے میں تاخیر کو ذمہ دار ٹھہرایا، کمیشن نے آر ایس ایس اور بی جے ایس کے فسادات میں ملوث ہونے کی بھی مذمت کی۔

(G. Shah 1970/Reddy 1971/Graff 1977/Schermerhon 1976: 1718/G. Shah 1984: 185191/Ghosh 1987: 154/Saksena 1990: 177178/Chatterji 1995: 2425)

اس رپورٹ کے مطابق، تشدد میں 660 جانیں گئیں، جن میں 430 مسلمان اور 24 ہندو شامل تھے، دوسری رپورٹس کے مطابق ایک ہزار سے تین ہزار لوگوں کی موت کی خبریں ہیں، ہلاک ہونے والوں میں تقریباً 80 فیصد مسلمان تھے۔

مذکور فسادات میں آپ نے دیکھا کہ کس طرح سیکولر پارٹیوں کو مسلمانوں سے ہمدردی ہے، بہت زیادہ ہوتا ہے تو بعد میں ایک افسوس ناک بیان دے دیا جاتا ہے تاکہ مسلمان لیڈر نہیں بل کہ " ڈیلر" یہ کہہ سکیں کہ اب غلطی مان تو لی، کیا بچے کی جان لوگے؟ / ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا، کیا لکھا جائے اور کیا کہا جائے پچھتر سالوں سے عوام ایک بات نہ سمجھ سکی کہ ہمارا دشمن کون ہے؟ فسادات روکنے کی ذمہ داری کس کی بنتی ہے؟ آخر دنگائیوں کو جیل اور پھانسی کیوں نہیں ہوتی؟ کیوں ہمارے مالی نقصان کی بھرپائی نہیں ہوتی؟ بقیہ ص ۱۵ پر

(از: مولانا خلیل احمد فیضانی *

خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

احوال قوم وملت

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

تاریخ اسلام میں صوفیاء کرام نے خانقاہی نظام کی بنیا درکھی اور اسے خوب پروان چڑھایا، خانقاہ، درحقیقت درس گاہ صفہ کے نہج پر وہ تربیت گاہ ہے جہاں ایک شیخ اپنے مرید کی روحانی واخلاقی تربیت کرتا ہے اور اس کا تعلق رب العزت کے ساتھ جوڑتا ہے۔

لہٰذا خانقاہی نظام کی اساس تعلق باللہ ہی ہے، تاریخ اسلامی شاہد ہے کہ ان خانقاہوں سے امت کو وہ ہیرے ملے کہ جن کے جگمگاتے کردار وعمل اور دل نواز سخن سے آج بھی انسانیت سکون پا رہی ہے، حضور غوث اعظم وغریب نواز علیہا الرحمہ جیسے نفوس نادرہ امت کو جو نصیب ہوئے ہیں انھوں نے بھی اپنی زندگیوں کا ایک بڑا حصہ خانقاہوں میں گزارا بلکہ ان کی تو ساری زندگیاں ہی خانقاہی نظام کی تبلیغ میں گزری ہیں۔

پہلے خانقاہوں میں کیا ہوتا تھا؟ اس بابت زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ادوارِ ماضیہ میں ایسی نادر الوجود شخصیتیں گزری ہیں کہ جنہیں پڑھ سن کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ پہلے کا خانقاہی نظام کس قدر دنیاداری سے مزکی اور آخرت کی طرف راغب رہا ہوگا بلکہ آج ضرورت ہے یہ کہنے کی کہ ان خانقاہوں میں اب کیا ہو رہا ہے، یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ دنیا پرست خانقاہیوں ومجاوروں نے صرف اپنی ہوس کی تکمیل کے لیے مذہبی مقدسات کا ناجائز استعمال کیا اور راہ سلوک سے منحرف ہو گئے۔

آج ہمارے اسلاف کی مسندوں پہ بہ کثرت وہ لوگ قابض ہیں کہ جنہیں "درد ملت" و "فلاح امت" جیسے الفاظ سننے میں کوئی روچی نہیں....... تزکیہ نفس وتصفیہ قلب جیسے الفاظ ان حضرات نے کبھی سماعت ہی نہیں کیے... قلم برداشتہ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے بس اپنے تن اور بطن ہی کی ہدف زندگی بنایا ہوا ہے، مذکورہ فکر سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ اصحاب تقویٰ خانقاہوں سے بالکل رخصت ہو گئے۔

الحمدللہ! ہمارے ملک عزیز میں آج بھی بعض خانقاہیں ایسی موجود ہیں کہ جن سے تصوف، تقوی، علم، ودردامت کا تابندہ درس دیا جاتا ہے... انہیں چند خانقاہوں ومدارس ہی کی وجہ سے آج ہمارے ملک میں علم دین کی شمع فروزاں ہے.... پہلے اور اب کے خانقاہی ماحول میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوئیں اور کیسے وقت کے ظالم پہیے نے ان مقدسات کا مس یوز روا رکھا... ان گوشوں پر روشنی ڈالنے کے لیے میں یہاں پر مولانا سجاد مصباحی کے مضمون سے چند اقتباسات نقل کروں گا، ان کی روشنی میں آپ بآسانی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پہلے کے اور اب کے خانقاہی نظام میں کتنا فرق آچکا ہے، مولانا سجاد عالم صاحب مصباحی لکھتے ہیں:

''شریعت، اہل شریعت نیز اہل طریقت نے خانقاہ نشینوں کے امور وفرائض کو متعین کر دیا، ان کے قیام وطعام کو مشروط طریقہ سے سپرد خانقاہ کر دیا کیوں کہ عہد ماضی میں خانقاہوں ہی سے رشد وہدایت کے ایسے جیالے پیدا ہوئے، جنھوں نے خود کو نور محمدی سے منور کر کے گم گشتگان راہ ہدایت کے لیے روشنی کے ایسے ایسے بلند مینار پیدا کیے، جنھوں نے بے شمار افراد کو گم راہیوں کی دل دل سے نکال کر ہدایت کی جنت میں داخل کر دیا، جہنم سے بچا کر جنت عدن کی وادیوں کی طرف گام زن کر دیا اور ایسے بیشتر افراد جو کفر کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، جب انھوں نے خانقاہ نشینوں کے دامن میں پناہ لی تو ان کے دل نور خداوندی کی تجلیوں سے مجلی ہو گئے اور وہ خود رشد وہدایت کے جام ومینا تقسیم کرنے کے لیے نکل پڑے اور اپنی

* مضمون نگار جودھ پور راجستھان کے متوطن ہیں۔

عبادات، ریاضات، مجاہدات کے ذریعہ قلوب انسانی کو خوب مسخر کیا اور عشق الٰہی کا دل دادہ بنا دیا۔

یہ سلسلہ تا دیر چلتا رہا لیکن جوں جوں خیر القرون سے دوری بڑھتی گئی شریعت میں طبیعت اور تصوف میں تفوق کا دخول ہوتا گیا، اہل ہوا نے شریعت کو اپنی طبیعت کے موافق ڈھالنے کی کوشش کی اور اہل تصوف میں ریا وسمعہ کی چاہت نے رسہ کشی اور میدان مخالفت کو ہموار کر دیا ہر شخص نے خود کو دوسرے سے بڑا صوفی، متقی، صاحب ولایت وتصرف اور فانی فی اللہ، باقی باللہ ہونا ظاہر کیا اور ولایت وتصرف کا ڈنکا بجانے کے لیے مریدین ومعتقدین کا جم غفیر لگا دیا جو من گڑھت واقعات وکرامات بیان کر کے عوام الناس کو متصوفین کی جانب راغب کرتے رہے ''نوبت بایں جا رسید'' ہ بیعت وارادت نے پیشے کی شکل اختیار کر لی جبرا مرید بنائے جانے لگے اور خلافت کی تقسیم عام ہو گئی۔

اب ہم خفیہ روشن دانوں سے ان خانقاہوں کے اندر جھانکیں تو حالات دیگر گوں نظر آئیں گے وہی خانقاہیں جو عہد ماضی میں مرکز رشد وہدایت، منبع فضائل وبرکات، دافع وبلیات اور مرجع خلائق تھیں کیا اب ان میں کوئی صاحب کمال اپنے آبا واجداد کی مقدس زندگی کا آئینہ دار اور خانقاہوں کا امین نظر آتا ہے؟ آبا واجداد کے نام پر پلنے والے, ان کے مزارات مقدسہ کی چادریں بیچ بیچ کر کھانے والے کیا رشد وہدایت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں؟ جنہیں اپنی عاقبت کی فکر نہیں وہ غیروں کی عاقبت کے ضامن کیسے ہو سکتے ہیں؟ بات ذرا تلخ ہے مگر حالات نے قلم برداشتہ ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

پہلے ہم ان کے اندرون خانہ حالات کا جائزہ لیتے ہیں بعد میں حق وناحق، حلال وحرام اور مباح ومستحسن کی وضاحت ہوگی، خانقاہوں میں درگاہوں کے متولی حضرات رہتے ہیں ان کے اقتصادی حالات، ان کی امیرانہ شان وشوکت، دنیا اور اس کی رنگینیوں کی جانب ان کی رغبت، نفسانی خواہشوں کی اطاعت، کیا ان سب حقائق کے ہوتے ہوئے ان کا خانقاہوں میں رہنا اور ان کی آمدنی کو لقمہ تر بنانا ان کے لیے جائز ہے؟ اور آج تو حال یہ ہے کہ بیشتر سجادگان، درگاہوں کے امین، مزارات کے منتظمین پاسبان شریعت ہو کر بھی علوم شریعت وطریقت سے ناواقف ہیں، روحانی مراکز کے نگہ دار ہو کر بھی روحانیت سے دور ہیں۔

ادب گاہوں میں زندگی کے روز وشب گزارنے والے ادب گاہوں میں بے ادبی بدتمیزی بے حیائی اور فحاشی کرتے ہوئے ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتے، چہرے پہ ڈاڑھی نہیں، دل میں خدا کی محبت نہیں، رسول کا عشق نہیں، شریعت کی اطاعت کا جذبہ نہیں، فرائض وواجبات کی پرواہ نہیں، ہاں اگر انہیں پرواہ ہے تو اپنے جیب وداماں کی بچت کی کہ دامن تنگ نہ ہونے پائے، آمدنی خواہ حلال طریقہ سے ہو یا حرام سے، مریدین چاہے جس قماش کے ہوں شرابی، جواری، راہ زن یا سود خور، بس اتنا ہو کہ حضرت کے والہانہ معتقد ہوں۔''

یقیناً مذکورہ اقتباس جہاں درد دل کی آواز ہے وہیں مبنی برحقیقت بھی ہے، آج نئے نئے حربے آزما کر قوم مسلم کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے... کہیں اندھی عقیدت کے نام پر تو کہیں پیر پرستی کے نام پر.... اور طرفہ تماشا کہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والے بھی ان حربوں سے بے وقوف بن رہے ہیں جو کہ ایک بڑا المیہ ہے... اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرما اور ہم سب کو مشن اسلاف پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرما۔

ایک وقت وہ بھی تھا جب خانقاہوں سے مجاہدین میدان تیار کیے جاتے تھے.... انہیں جہاد بالنفس کی ٹریننگ کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے بھی تیار کیا جاتا تھا... حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کے مثالی کارنامے اس پر شاہد عدل ہیں، بڑی معذرت کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہماری خانقاہوں میں وہ بات نہیں رہی جو داوا اِسلاف میں ہمیں نظر آتی تھی، پہلے خانقاہ اس درس گاہ کا نام تھا جس میں داخل ہونے والا شخص اپنے قلب پژمردہ وفکر شوریدہ کو مزکی کر کے واپس لوٹتا تھا جب کہ آج جیب خالی کر کے واپس کبھی نا جانے کی گویا قسم کھا کر الٹے پاؤں پلٹتا ہے۔

غارت ہوں وہ ملت فروش جنہوں نے اس مقدس مشن کے

تقدس کو پامال کیااور اسے اپنی دنیا کمانے کے لیے استعمال کیا
.... آج ہر طرف سکون کی تلاش ہے، لوگوں کو ہر چیز میسر ہے، گاڑی ہے ... بنگلہ ہے ... جائداد ہے مگر سکون ندارد... اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو شے منبع سکون تھی.... جہاں سے طمانیت وسکون کے سوتے پھوٹتے تھے... دین فروشوں نے ان منابع کو غلط مصارف میں جکڑ دیا.... اب بھلا سکون کہاں سے حاصل ہو.... خانقاہ ایک ولی ساز کارخانہ ہے اور یہ وہ تقدس مآب مقام ہے جہاں سے شریعت وطریقت کی ضیا پھیلتی ہے... یہاں سے گم گشتگان راہ کو چشمۂ ہدایت نصیب ہوتا ہے... یہاں علم وعمل کی بزم سجتی ہے.... اخلاص ووفا کے چراغ روشن ہوتے ہیں۔

غرض یہ کہ خانقاہ روحانیت وللہیت سے عبارت مقام کا نام تھا... مگر آج اسے غلط مصرف میں استعمال کیا جارہا ہے... الا ماشاءاللہ... آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جس طرح یہود جہلائے قوم کو بے وقوف بنا کر آیات الٰہیہ کو فروخت کر کے اپنی دنیاداری چلاتے تھے بعینہ آج گدی نشینان خانقاہ اسی روش پر گامزن نظر آتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کے ولی کی عقیدت میں پھانس کر ان سے پیسے ہڑپنے میں بلکل دریغ نہیں کرتے... یہ بے ایمانی و دنیا پرستی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ گدی نشیں حضرات اگر اصول شرع پر کاربند ہوتب تو مسئلہ ہی کوئی نہیں بنتا مگر میں جن تیرہ بختوں کے بارے میں بات کر رہا ہوں ان کا حال یہ ہے کہ وہ اصول شرع کجا علم دین کے ابجد سے بھی ناآشنا ہوتے ہیں۔

ایسے لوگ جب اتنی مقدس جگہوں پر قابض ہوجاتے ہیں تو ظاہر ہے ان مقامات مقدسہ کا مس یوز ہونا ہی ہے... مذہبی مقدسات کا مس یوز کرنا اس زمانے میں عام ہو چکا ہے، اسٹیج ہو یا پھر درگاہ... سچ یہ ہے کہ ان پر قابض افراد اپنے مفاد کے لیے انہیں جی بھر کر استعمال کرتے ہیں، الا ماشاءاللہ! دنیوی جھگڑے آج کل اسٹیجوں پر آچکے ہیں اور نفس کی عیاشی کی تکمیل کا ذریعہ آج کل درگاہیں یا پھر بزرگانِ دین کے اعراس بنتے جارہے ہیں، درگاہوں کے اندر کس قدر غیر شرعی رسومات انجام پذیر ہوتی ہیں، اس کا ہلکا سا خاکہ پیش کرنے کے لیے میں یہاں حضرت مولانا سجاد عالم مصباحی کے مضمون سے ایک دو اقتباس نقل کر رہا ہوں، ان اقتباسات کی روشنی میں آپ بہ خوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آج درگاہوں کا ماحول کس قدر ناسازگار ہوتا جارہا ہے، لکھتے ہیں:

''اولیائے کرام واصفیائے عظام کے معتقدین، مصیبتوں کے مارے، زمانے کے ستائے ہوئے، دکھ درد جھیل کر ان مقدس بارگاہوں سے رحم وکرم کی بھیک مانگنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں، کوئی اولاد کی بھیک مانگتا ہے تو کوئی مال و دولت کا طلب گار، کوئی شفا کا متقاضی ہے تو کوئی مقدمات کا فیصلہ چاہتا ہے، کوئی ظالم کے ظلم سے عاجز آکر دفع ظلم کا طالب ہے تو کوئی اپنوں سے پریشان اور کوئی غیروں سے آزردہ، ہر کس و ناکس اپنی حالت زار لے کر حاضر دربار ہوتا ہے اور ان بزرگوں کی خانقاہوں کے امین ان مصیبت کے ماروں کو بے دریغ لوٹنے کے چکر میں رہتے ہیں، پانچ سوا کیاون کی دو چادریں، پھول پیش کرنا ہے تو یہاں نذر پیش کرو، عرضی لگانے کا نذرانہ ایک سو ایک روپیہ، فلاں بابا کا مزار ہے یہاں مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے، ولا ولد ہیں فلاں مزار پر چلے جائیں وغیرہ وغیرہ۔

اور طرفہ لطف یہ کہ ہر مزار بلکہ ہر چوکھٹ پر ایک سے بڑھ کر ایک بھکاری استحقاق مال وزر کا دعویٰ دار اور ہر ایک صاحب مزار کے لنگر اور انتظامات کے چندہ کا مدعی! حد تو یہ ہے کہ چوکھٹ چومنے کے لیے بھی آپ کو نذر پیش کرنا ہوگی، بعض دفعہ تو یہ فقرائے ملت اس حد تک سطحیت پر اتر آتے ہیں کہ زائرین سے اندرون درگاہ ہی گالی گلوج تک کر لیتے ہیں اور بے ادبی کی ذرا پرواہ نہیں کرتے، چند مزارات مقدسہ کے علاوہ بیشتر مزارات پر لوٹ کھسوٹ کے نئے نئے طریقے رائج ہیں عوام کو گم راہ کر کے ان کی جیبیں خالی کر لی جاتی ہیں اور عوام کو احساس تک نہیں ہوتا۔

یہ فلاں صاحب کا مزار ہے، یہ فلاں بابا کا چلہ ہے بلکہ اب تو یہ بھی ہونے لگا ہے کہ یہ فلاں بابا کے کتے کی قبر ہے، یہ فلاں بابا کی بلی کا مزار ہے، یہ کڑاہ ہے، یہ کاجل ہے، یہ صندل ہے، یہ سرمہ ہے، یہ چراغ ہے، ان تمام امور میں پیسوں کی ضرورت ہے بنا نذرانہ تو مزار پر چڑھائے گئے پھول کی پتی بھی نہیں مل

سکتی، حد تو یہ ہے کہ اگر آپ کو مزار کے خود ساختہ جھاڑو سے ماریں گے تو بھی نذرانہ لیں گے۔

دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ آنکھیں بند کر کے علوم و معارف سے بے پرواہ جہالت کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، بزرگوں کے نام پر ان کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں، ہاں! ایک بات یہ ہے کہ یہ لوگ فرائض وواجبات اور سنن ونوافل سے تو بہت دور ہیں مگر صاحبان مزار سے اتنی عقیدت رکھتے ہیں کہ اگر قوال دوران قوالی کہہ دے، جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا تم نے مجھے خرید کر انمول کر دیا جیسے فلک پہ چاند ستاروں میں ایک ہے ویسے ہمارا پیر ہزاروں میں ایک ہے پھر تو مریدین و معتقدین کی جیبیں خالی ہوتی ہیں صاحبان جبہ و دستار جھوم جاتے ہیں اور قوال کو مالا مال کر دیتے ہیں لیکن اگر انہیں سے اللہ ورسول کے نام پر کوئی خدمت لینا چاہے تو دم نکلنے لگتا ہے حالاں کہ حقیقت تو ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انہیں اتنا وافر حصہ ملا ہے کہ اگر ہر شہر میں ایک اسلامک یونیورسٹی قائم کرنا چاہیں تو ان کے لیے کوئی مشکل نہیں، لیکن رفاہی کاموں کے لیے ان کے تجوریوں کے دہانے نہیں کھلتے۔

بزرگان دین کے اعراس مبارکہ لوگوں کے روحانی ذوق کی تکمیل اور صاحب مزار کے ایصال ثواب کی تقریب کے لیے منعقد ہونے چاہیے تھے مگر اس مقصد کے لیے اب منعقد نہیں ہو رہے ہیں، اعراس مبارکہ ان چادر فروشوں کے لیے تو گویا لوٹنے کا ایک سیزن بن چکے ہیں کہ مجاور سے لے کر محافظ تک ہر ایک لوٹنے کی فکر میں لگا ہوا ہے... حالات کی ستم ظریفی دیکھیے کہ جو چیز آج سے ٹھیک سو دو سو سال پہلے روحانی ذوق کی تکمیل کا ذریعہ تھی آج وہی چیز نفسانی ہوس کی تکمیل کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے، ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر صد فیصد سچ ثابت ہوا کہ ؎

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

یہ حالات علم دین سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں ... جب کسی کے دل میں خوفِ خدا و عشق مصطفیٰ نہیں ہوگا تو یقینی طور پر وہ اپنا مقصد دنیا پرستی اور ہوس پرستی کو بنائے گا، اب جس کا جو شعبہ ہوگا اسی کا وہ مس یوز کرے گا، بدقسمتی سے آج ان خانقاہوں پر وہ لوگ قابض ہو گئے جو علم دین سے بالکل نابلد ہیں تو اب ظاہر ہے کہ ان کے دلوں میں خشیت الٰہی کا جذبہ تو کار فرما نہیں ہوگا... اب لامحالہ یہ لوگ نفس پرستی کو اپنا مقصد بنائیں گے جس کی تکمیل کے لیے پھر انہیں مذہبی آثار کا مس یوز بھی کرنا پڑے تو نہیں چوکتے.... اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائے اور ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

آج ملک عزیز میں بھی چند نام نہاد متصوفین لوگوں کو گمراہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں، اپنے اکابرین کے نظریات سے انحراف اور ہوائے نفس کی اتباع ان کا یومیہ وظیفہ بن چکا ہے ان نام نہاد خانقاہوں میں سے ایک اہل سرا واں بھی ہیں، یہ گروہ ابتدا میں تو قدرے ٹھیک روش پر تھا مگر دنیا کی رنگینی اور نفسانی تعیش نے اب انہیں جادہ اعتدال سے دور لا کر کھڑا کر دیا ہے اکابرین پر کیچڑ اچھالنا، مسلمات سے روگردانی کرنا اور بزرگ شخصیات کے متعلق لایعنی ژاژ خائی کرنا ان کی عادت ثانیہ بن چکی ہے جتنا ہو سکے اتنا جلد ہمارے اکابرین، مشائخ، مقررین اور محررین کو اس فتنے کا سد باب کرنا چاہیے ورنہ جب یہ ضلالت کا بند ٹوٹے گا تو نا جانے کتنے ہی بھولے بھالے لوگوں کو اپنی گمراہیت میں لے ڈوبے گا، رب قدیر ہمیں اس فتنے سے محفوظ رکھے اور اکابرین کے طریق قویم پر گامزن رکھے، آمین۔ ◆◆◆

ص ۵۴ رکا بقیہ..

دیکھ کر ملتی ہے تسکین جگر ہر لمحہ
نوری نوری ترا دربار بریلی والے

قدم ناز کی برکت ہے یہ اللہ اللہ
دشت بھی ہو گیا گلزار بریلی والے

کیجیے چشم عنایت کہ ہو آسان سفر
راستے ہیں سبھی پر خار بریلی والے

لیجیے اپنے ہی دامن میں جسیم اکرم کو
ہے سیہ کار وخطا کار بریلی والے

از: مولانا کوثر امام قادری*

یوم سبت کا روزہ اور فرمان طوفانی

تعزیراتِ قلم

اسلامی احکام ومسائل کے باب میں کامل احتیاط کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ عابد ومعبود کے درمیانی رشتۂ عبودیت کو جلا ملے، ایسا نہ ہو کہ جو عبادت مطلوب خداوندی ہے وہی تحقیق کے بنا پر کالعدم ٹھہرے تو پھر یہ تحقیق، تحقیق کے بجائے تردید کے زمرے میں شامل ہوجائے گی، جو باعث نقصان وخسران ہے جیسا کہ ہم البانی کی تحقیق میں اس کو دیکھتے ہیں۔

''عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا یصومن احدکم یوم الجمعۃ الا ان یصوم یوما قبلہ اویوما بعدہ۔ (صحیح مسلم: حدیث نمبر ۱۱۴۴، بخاری حدیث نمبر ۱۹۸۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز یوم جمعہ کا تنہا روزہ نہ رکھے بلکہ اس کے پہلے یا اس کے بعد کے دن کے ساتھ روزہ رکھے۔''

یعنی نفلی روزہ صرف جمعہ کے دن رکھنا منع ہے ہاں جمعرات اور جمعہ یا جمعہ اور سنیچر کے دن روزے رکھے جائیں تو یہ صحیح ودرست ہے، اگر سنیچر کے دن روزہ رکھنا منع ہوتا تو حضور ﷺ صرف یوماً قبلہ فرماتے لیکن اس کے ساتھ یوما بعدہ فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ سنیچر کے دن بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔

''عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان یوم الجمعۃ یوم عید فلا تجعلوا یوم عید کم یوم صیامکم الا ان تصوموا قبلہ او بعدہ۔ (صحیح بن خزیمہ، حدیث نمبر ۲۱۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کا دن عید کا دن ہے تو تم لوگ اپنی عید کو یوم روزہ نہ بناؤ مگر اسی کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔''

''عن ام المومنین جویریۃ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ان النبی دخل علیہا یوم الجمعۃ وہی صائمۃ فقال اصمت امس؟ قالت لا قال تریدین ان تصومین غدا قالت لا قال فافطری۔ (بخاری، حدیث نمبر ۱۹۸۶) حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جمعہ کے دن اور وہ روزہ سے تھیں تو حضور ﷺ نے دریافت کیا کیا کل روزہ رکھا تھا؟ عرض کیا نہیں، فرمایا کیا کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا تو روزہ توڑ دو۔''

''عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ ﷺ اکثر ما کان یصوم من الایام یوم السبت ویوم الاحد کان یقول انہما یوما عید للمشرکین وانا ارید ان اخالفہم۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۶۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام دنوں سے زیادہ سنیچر اور اتوار کے دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے یہ دونوں دن مشرکین کے لئے عید کے دن ہیں تو میں (روزہ رکھ کر) ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔''

''عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت ما رایت رسول اللہ ﷺ یصوم شہرین متتابعین الا انہ کان یصل شعبان برمضان۔ (سنن النسائی، حدیث نمبر ۲۱۷۵) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو لگاتار دو مہینے روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر آپ شعبان کو (روزہ کے ساتھ) رمضان (کے روزوں کے ساتھ) ملا دیتے تھے۔''

''عن ام المومنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ عنہا

* مضمون نگار دارالعلوم قدوسیہ فخر العلوم پرسونی بازار مہاراج گنج کے استاذ ہیں۔

قالت لم یکن النبی ﷺ یصوم شهراً من شعبان فانه کان یصوم شعبان کله۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۹۷۰)حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ نہیں رکھتے تھے کیوں کہ آپ پورے شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ مکمل ماہِ شعبان روزہ رکھتے اور ظاہر ہے کہ پورے شعبان میں کئی بار سنیچر آیا ہوگا اور حضور نے سنیچر کو روزہ رکھا، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سنیچر کے دن روزہ رکھنا جائز و درست ہے، مذکورہ احادیث کے علاوہ متعدد حدیثیں امام طحاوی نے ذکر کی ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ یوم سبت کا روزہ جائز ہے اور یہی ائمہ اربعہ وفقہاء مجتہدین کا مذہب ہے، امام عینی فرماتے ہیں:

"ان الثوری والاوزاعی وعبداللہ بن المبارک وابا حنیفة وابا یوسف ومحمدا ومالکا والشافعی واحمدواسحاق وآخرین من جمهور العلماء من التابعین وغیرهم فانهم قالوا لا بائس بصوم یوم السبت۔

فان قیل کیف ذکرت ابا حنیفة وصاحبیه فی اهل هذه المقالة وقد قال صاحب البدائع ویکره صوم یوم السبت بانفراده لانه تشبه بالیهود۔

قلت: الطحاوی اعلم بمذهب ابی حنیفة وغیره ولم یقل ذالک بل منع قول من یقول بکراهته ولو کان الامر کما ذکره لنبه علیه۔(نخب الافکار جلد ۸، ۴۳۴) بلا شبہ امام سفیان ثوری امام اوزاعی، عبد اللہ بن مبارک امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد مالک، شافعی احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور دوسرے تابعین وغیرہ میں سے جمہور علما نے فرمایا کہ یوم سبت کے روزے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ ان اقوال والوں میں امام ابو حنیفہ وصاحبین کا ذکر کیسے کردیا جبکہ صاحب بدائع نے یوم سبت کے تنہا روزے کو مکروہ کہا ہے کیوں کہ اس میں یہود کی مشابہت ہے۔

تو میں جواب دوں گا کہ امام طحاوی امام ابوحنیفہ و صاحبین کے مذہب کو زیادہ جانتے ہیں اور انہوں نے اسے نہیں کہا بلکہ جس نے مکروہ کہا اس کے قول کو رد کیا ہے اور اگر معاملہ وہ ہوتا جو صاحب بدائع نے ذکر کیا ہے تو امام طحاوی ضرور اس پر تنبیہ فرماتے۔"

ابن حزم نے کہا:

"واجمعوا ان من تطوع بصیام یوم واحد ولم یکن یوم الشک ولا الیوم الذی بعد النصف من شعبان ولا یوم الجمعة ولا ایام التشریق الثلاثة بعد یوم النحر فإنه ماجور حاشا المرأة ذات الزوج۔(مراتب الاجماع ۴۹) اور علمائے جمہور نے اجماع کیا اس بات پر کہ جس نے ایک دن کا روزہ رکھا اور وہ شک کا دن نہ ہو اور نہ سولھویں شعبان کا دن اور نہ جمعہ کا دن ہو اور نہ قربانی کے بعد تشریق کے ایام ثلثہ میں سے ہو تو وہ ضرور مستحق اجر ہے مگر یہ کہ روزہ دار شوہر والی عورت ہو۔"

مذکورہ احادیث وآثار کے خلاف ائمہ مجتہدین کے خلاف، علمائے جمہور کے خلاف البانی کا فرمان طوفانی اور مذہب یہ ہے کہ یوم سبت (بروز سنیچر) کا نفلی روزہ حرام ہے خواہ انفرادی روزہ رکھے یا پہلے یا بعد کے دنوں سے ملا کر رکھے بہرحال ممنوع ہے، البانی نے اپنے موقف کی تائید میں جو حدیث پیش کی ہے یا یوں کہیں کہ جس حدیث سے انہوں نے استدلال کیا اسے امام ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ یوں تخریج کی ہے:

"حدثنا حمید بن مسعدہ حدثنا سفیان بن حبیب حدثنا یزید بن قبیس من اهل جبلة حدثنا الولید جمیعا عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن عبد اللہ بن بسر السلمی عن اخته وقال یزید الصماء ان النبی ﷺ قال لا تصوموا یوم السبت الا فی ما افترض علیکم وان لم یجد احدکم الا لحاء عنبة او عود شجرة فلیمضغه۔(سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۴۲۱)

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: ھذا حدیث حسن - یہ حدیث حسن ہے ۔(سنن ترمذی، حدیث نمبر ۷۴۴)

امام حاکم نے فرمایا:

"ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاہ- (مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۱۵۹۲) یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے اور امام بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔"

اب البانی کا فرمان دیکھئے:

"والحدیث ظاھرہ النھی عن صوم السبت مطلقا الا فی الفرض وقد ذھب الیہ قوم من اھل العلم کما حکاہ الطحاوی وھو صریح فی النھی عن صومہ مفرداً۔(السلسلۃ الصحیحۃ، ۱، ۴۴۵) اور ظاہر حدیث سے ثابت ہے کہ دن کا روزہ مطلقاً منع ہے مگر فرض روزے اور اہل علم کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے جیسا کہ امام طحاوی نے بیان کیا حالانکہ یہ حدیث یوم سبت کے روزہ کی ممانعت میں صریح ہے۔"

نیز لکھتے ہیں:

"واعلم انہ قد صح النھی عن صوم یوم السبت الا فی الفرض ولم یستثن علیہ الصلاۃ والسلام غیرہ وھذا بظاھرہ مخالف لما تقدم من اباحۃ صیامہ مع صیام یوم الجمعۃ فاما ان یقال بتقدیم الاباحۃ علی النھی واما بتقدیم النھی علی الاباحۃ وھذا ھو الارجح عندی۔(السلسلۃ الصحیحۃ، جلد ۵، ۵۲۲) اور جان لو! کہ سنیچر کے دن کے روزے کی ممانعت صحیح ہے مگر فرض روزے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے غیر کا استثنا نہیں فرمایا ہے اور یہ بظاہر مخالف ہے، اس حدیث کے جو گزری، یعنی سنیچر کے دن کا روزہ جمعہ کے دن کے روزے کے ساتھ مباح ہونا تو یا تو یہ کہا جائے گا کہ اباحت نہی پر مقدم ہے یا نہی اباحت پر مقدم ہے اور میرے نزدیک یہی راجح ہے یعنی نہی اباحت پر مقدم ہے۔

حاصلات

۱- زیر بحث حدیث صحیح ہے۔

۲- سنیچر کے دن نفلی روزہ رکھنا مطلقاً منع ہے۔

۳- یہ حدیث مفرد روزہ کی ممانعت میں نص صریح ہے۔

۴- یہ حدیث مخالف ہے ان حدیثوں کی جن سے سنیچر کے دن روزہ جمعہ کے دن کے روزہ کے ساتھ رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

۵- بعض ایسی حدیثیں ہیں جن سے اباحت ثابت ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

۶- تعارض کی صورت میں ممانعت کو اباحت پر تقدم حاصل ہے، لہٰذا حکم ممانعت ہی راجح ہے۔

زیر بحث حدیث کو البانی نے صحیح کہا ہے حالانکہ یہ فیصلہ غیر صحیح اور محققین ناقدین کے خلاف ہے، امام ابوداؤد نے فرمایا:

"ھذا حدیث منسوخ۔ یہ حدیث منسوخ ہے۔"

(سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۴۲۱)

امام نسائی نے فرمایا:

"ھذا حدیث مضطرب۔ اس حدیث میں اضطراب ہے۔" (التلخیص، جلد ۲، ۲۱۶)

حافظ ابن حجر نے فرمایا:

"رجالہ ثقات الا انہ مضطرب۔ اس کے رجال ثقہ ہیں مگر وہ مضطرب ہے۔" (سبل السلام، ۲/۱۷۱)

شیخ شمس الحق عظیم آبادی نے کہا:

"وقال النووی وقد طعن فی ھذا الحدیث جماعۃ من الائمۃ مالک ابن انس وابن شھاب الزھری والاوزاعی والنسائی فلا تغتر بتحسین الترمذی و تصحیح الحاکم وان ثبت تحسینہ فلا یعارض حدیث جویریۃ بنت الحارث الذی اتفق علیہ الشیخان۔ اور امام نووی نے فرمایا: اس حدیث کے بارے میں ائمہ کرام کی ایک جماعت: امام مالک، امام زہری، اوزاعی اور نسائی نے طعن کیا ہے تو تم ترمذی کی

تحسین اور حاکم کی تصحیح سے دھوکہ میں نہ آجانا اور اگر اس کی تحسین ثابت ہی ہوجائے تو وہ جویریہ بنت حارث کی اس حدیث کے معارض نہیں ہوسکتی جس کی تخریج پر امام بخاری ومسلم دونوں متفق ہیں۔‘‘ (عون المعبود، شرح حدیث نمبر ۲۴۲۱)

ابن القیم نے کہا:

’’احتج الاثرم تلميذ احمد بن حنبل بما ذكر في النصوص المتواترة على صوم يوم السبت فدل على الحديث غير محفوظ وانه شاذ۔امام ابن حنبل کے شاگرد حضرت اثرم نے ان سے استدلال کیا ہے جو یوم سبت کے بارے میں نصوص متواترہ ہیں ان کا استدلال کرنا اس حدیث کے غیر محفوظ ہونے پر دلیل ہے اور بلا شبہ یہ حدیث شاذ ہے۔‘‘ (عون المعبود، ج ۷، ۶۸)

امام عینی فرماتے ہیں:

’’سئل الزهري عن صوم يوم السبت فقال لا بأس به فقيل له فقد روى عن النبي ﷺ في كراهته فقال ذلك حديث حمصي۔یوم سبت کے روزے کے بارے میں امام زہری سے پوچھا گیا تو انہوں کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں تو عرض کیا گیا کہ اس کی کراہت میں تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث روایت کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ حدیث حمصی ہے (یعنی ضعیف ہے)۔‘‘

امام مالک نے فرمایا:

’’هٰذا كذب۔یہ جھوٹی روایت ہے۔‘‘ (نخب الافکار، ج ۸/ ۴۴۴)

امام عینی فرماتے ہیں:

’’اضطرابه ظاهر لانه روى تارة عن عبد الله بن بسر عن النبي ﷺ وتارة عن عبد الله بن بسر عن اخته وتارة عن عبد الله بن بسر عن عمته وتارة عن عبد الله بن بسر عن خالته وقال البيهقي ورواه الزبيدي عن فضيل بن فضالة عن عبد الله بن بسر عن خالته الصماء۔اس کا اضطراب ظاہر ہے کیونکہ کبھی روایت کی گئی: عن عبد الله عن النبي ﷺ۔اور کبھی: عن عبد الله عن اخته۔اور کبھی: عن عبد الله عن عمته۔ اور کبھی: عن عبد الله عن خالته۔امام بیہقی نے فرمایا اس کو زبیدی نے ’’عن فضيل عن عبد الله عن خالته الصماء روایت کیا ہے۔‘‘ (نخب الافکار، ج ۸/ ۴۳۶)

مذکورہ عبارات سے واضح ہوا کہ حدیث ضعیف ہے اور حلال وحرام کے باب میں ضعیف حدیثیں قابل قبول نہیں ہوتیں لیکن البانی نے من مانی کی اور احادیث صحیحہ کے بالمقابل ضعیف حدیث کو قبول کیا اور اجماع امت کے خلاف مسئلہ گڑھ دیا۔ دوسری چیز البانی نے یہ کہا کہ اباحت وممانعت کی حدیثوں میں تعارض ہے، یہ ان کا دھوکہ ہے، تعارض کے لئے برابری ضروری ہے، دونوں قسم کی حدیثیں ایک ہی درجے کی ہوں تب معارضہ قائم ہوگا اور یہاں اس کا برعکس ہے، اباحت کی حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں اور ممانعت کی حدیث انتہائی ضعیف، پھر تعارض کہاں کہ تقديم النهي على الاباحة کا قاعدہ جاری ہو، یہاں تو بالکل واضح ہے کہ جو اعلیٰ ہیں وہ مقبول اور لائق عمل ہیں اور جو ادنیٰ ہیں وہ مجروح و نا قابل عمل ہیں، شیخ عظیم آبادی نے کہا:

’’قال النووي وان ثبت تحسينه فلا يعارض عن حديث جويرية بن الحارث الذي اتفق عليه الشيخان۔امام نووی نے فرمایا اگرچہ اس کا حسن ہونا ثابت ہے (لیکن وہ) اس حدیث جویریہ کے معارض نہیں جس پر امام بخاری وامام مسلم متفق ہیں۔‘‘

(عون المعبود، حدیث نمبر ۲۴۲۱)

اور اگر کسی طرح سے تعارض ثابت ہی ہوجائے تب بھی قاعدہ تقديم النهي على الاباحة جاری نہیں ہوگا کیونکہ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب دونوں قسم کی حدیثوں میں موافقت وجمع ممکن نہ ہو اور یہاں ممکن ہے تو پھر ایک کو قبول کرنا اور دوسرے کو رد کرنے کا کیا مطلب؟ تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جن حدیثوں سے اباحت ثابت ہوتی ہے، وہ اپنے حال پر رہیں اور جن سے ممانعت ثابت ہوتی ہے، اس میں تخصیص مان لی جائے یعنی تنہا یوم سبت کا روزہ منع ہے اور اگر آگے یا پیچھے کے دنوں کے ساتھ

روزہ رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں، اس طرح دونوں حدیثیں عمل میں آگئیں اور کسی حدیث کا رد وانکار بھی لازم نہیں آیا۔

چنانچہ امام ابن خزیمہ نے زیر بحث حدیث کو اپنی صحیح میں لانے سے پہلے باب ہی میں اس کی جانب ایک لطیف اشارہ فرمادیا ہے:

"باب النهی عن صوم یوم السبت تطوعاً اذا افرد بالصوم بذكر خبر مجمل غیر مفسر بلفظ عام مراده خاص۔ سنیچر کے دن نفلی روزہ کی ممانعت جب کہ تنہا ایک روزہ ہو ایسی خبر کے ذریعہ جو مجمل غیر واضح ہے کلمہ عام کے ساتھ جس کی مراد خاص ہے۔"

(صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر ۲۱۶۳)

شیخ عظیم آبادی نے کہا:

"قال الطیبی قالوا النهی عن الافراد كما فی الجمعة والمقصود مخالفة الیهود فیهما والنهی فیهما التنزیه عند الجمهور۔ امام طیبی نے کہا علمائے کرام نے فرمایا: تنہا ایک روزہ سے ممانعت ہے جیسا کہ جمعہ کے دن اور مقصد ان دونوں دنوں میں یہود کی مخالفت ہے اور ان دنوں میں ممانعت تنزیہی ہے علمائے جمہور کے نزدیک۔"

(عون المعبود شرح حدیث نمبر ۲۴۲۱)

عبدالرحمن مبارکپوری نے کہا:

"قلت قد جمع بین هذه الاحادیث بان النهی متوجه الی الافراد والصوم باعتبار انضمام ما قبله او مابعده ویؤیده انه ﷺ قد اذن لمن صام الجمعة ان یصوم یوم السبت بعدها والجمع مهما امكن اولی من النسخ۔ میں کہتا ہوں کہ ان احادیث میں موافقت اس طور سے ہے کہ نہی کا تعلق انفراد سے ہے اور ماقبل یا مابعد کے دنوں کے ساتھ ملا کر روزہ رکھنا حالانکہ اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے اجازت دی ہے، اس کے لئے جو جمعہ کے دن روزہ رکھے وہ اس کے بعد سنیچر کو روزہ رکھے اور حدیثوں میں جب تک تطبیق ممکن ہو نسخ سے بہتر ہے۔"

(تحفۃ الاحوذی، حدیث نمبر ۷۴۴)

امام عینی فرماتے ہیں:

"سلمنا ان هذا الحدیث صحیح ولكن لا نسلم انه یدل علی كراهیة صوم یوم السبت مطلقا بل محمول علی ان یصومه قاصدا به تعظیمه بامساكه عن الطعام والشراب والجماع كما یفعله الیهود و ان یرید به الیهود یتركهم السعی والحركة فیه فان ذالك مكروه للتشبیه بهم واما اذا صامه لا لاجل ما ذكرناه ذالك فان ذالك مباح ماجور فیه۔ ہمیں تسلیم ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ تسلیم نہیں کہ یہ مطلقاً یوم سبت کے روزہ کی کراہت پر دلیل ہے، بلکہ یہ محمول ہے یوم سبت کی تعظیم کے ارادے سے اپنے کو کھانے پینے اور جماع سے باز رکھتے ہوئے روزہ رکھنے کی کراہت پر جیسا کہ یہود کرتے ہیں اور یہ کہ یہودی اس کی وجہ سے سعی و حرکت کے ترک کا ارادہ کرتے ہیں، تو یہ یقیناً مکروہ ہے ان کی مشابہت کی وجہ سے لیکن جب کوئی بندہ روزہ رکھے تو اس وجہ سے نہیں جو میں نے ذکر کیا ہے تو بے شک وہ مباح ہے اور روزہ دار مستحق اجر ہے۔"

(نخب الافکار، ج ۸، ۴۴۴)

امام نووی، امام عینی، امام طیبی، شیخ شمس الحق عظیم آبادی اور عبدالرحمن مبارکپوری نے کتنی اچھی بات پیش کی ہے اور اس متجہد طوفانی ناصر الدین البانی نے کتنی گھٹیا بات پیش کی ہے، آپ خود اندازہ لگاسکتے ہیں۔

◆◆◆

ص ۵۰ / کا بقیہ

رکھے جائیں اور اس بجٹ سے مدرسین کو اچھی تنخواہیں اور سہولیات فراہم کی جائیں اور اگر ایسا بھی ممکن نہیں تو یاد رہے آنے والے 10 / یا 15 / سال میں صرف مدرسوں کی عمارت رہے گی۔

لہٰذا ایسی نازک حالات میں صرف ایک ہی راستہ ہے، وہ ہے مدرسین کو ان کی محنتوں کا بدلا دی جائے جس طرح عصری علوم پڑھانے والے دیگر لوگوں کو ملا کرتا ہے۔

◆◆◆

از: مفتی رضوان عالم مرکزی*

اعلیٰ حضرت کا علمی مقام! مشاہیر کی نظر میں

اسلاف و اخلاف

ملک ہندوستان صوبہ اتر پردیش شہر بریلی میں واقع محلہ سوداگران میں ۱۰ ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ کو ایک ایسا آفتاب علم پورے کروفر کے ساتھ طلوع ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے جس کی علمی کرن سے پوری دنیا روشن و تابناک ہو جاتی ہے، اس آفتاب علم کو دنیائے سنیت، امام اہل سنت، امام عشق و محبت، حامیٔ شریعت، ماحیٔ بدعت، قاطع کفر و ضلالت، عمدۃ المحققین، زبدۃ العارفین، سند العاشقین، رأس علماء الدین المتین، معجزۃ من معجزات رسول ربّ العلمین، آیۃ من آیات احکم الحاکمین، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان قادری حنفی محمدی بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

اللہ ربّ العزت نے اعلیٰ حضرت کو ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ آپ تمام علوم وفنون میں یکساں مہارت رکھتے تھے، علم کلام ہو یا علم تفسیر، علم حدیث ہو یا علم فقہ، علم ادب ہو یا علم لغت، علم نحو ہو یا علم صرف، علم فلسفہ ہو یا علم منطق، علم سلوک ہو یا علم تصوف، علم اذکار ہو یا علم اوفاق، علم مناقب ہو یا علم تاریخ وسیر، علم جفر ہو یا علم تکسیر، علم بحور ہو یا علم عروض، علم زیجات ہو یا علم مثلث، علم لوگارثم ہو یا جبر و مقابلہ، علم ہیئت ہو یا ارثماطیقی، علم ہندسہ ہو یا ریاضی، علم توقیت ہو یا علم نجوم و تعبیر یا علم حساب وغیرہ! ان تمام علوم اور ان کے علاوہ دیگر علوم وفنون میں آپ صرف مہارت وملکہ ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک فن میں آپ کی مستقل اور بے مثال تصنیفات و تالیفات اور حواشی موجود ہیں جو آپ کے کمال تبحر علمی پر واضح اور روشن ثبوت ہیں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

بحمدہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اعلم العلماء تھے جو بھی آپ کے دامن علم سے وابستہ ہوئے اپنے زمانے کے یکتائے روزگار بنتے چلے، حضرت علامہ مفتی ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ آپ کے دامن علم سے وابستہ ہوئے تو ''ملک العلماء'' بن گئے، حضور مصنف بہار شریعت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ آپ کے علمی بحر میں غوطہ زن ہوئے تو ''صدر الشریعہ'' بن گئے، مفسر قرآن حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ آپ کی بارگاہ سے علمی رفاقت حاصل کی تو ''صدر الافاضل'' بن گئے، اولاد علی آل نبی علامہ سید محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ آپ سے شرف تلمذ سے شرفیاب ہوئے تو ''محدث اعظم'' بن گئے، مناظر اعظم ہند حضور حشمت علی خان پیلی بھیتی علیہ الرحمہ آپ سے تشنۂ علم سے سیراب ہوئے تو ''شیر بیشۂ اہل سنت'' بن گئے، آپ کے شہزادۂ کبیر علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ آپ کے در سے کسب علم کیا تو ''حجۃ الاسلام'' بن گئے، آپ کے شہزادۂ اصغر علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ آپ کی بارگاہ کے علمی خوشہ چیں ہوئے تو ''مفتیٔ اعظم'' بن گئے، علامہ برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمہ آپ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کئے تو ''برہان ملت'' بن گئے۔ یعنی جس نے بھی علمی افادے کی خاطر آپ کی صحبت و رفاقت حاصل کی وہ اپنے عہد کے ممتاز شخصیت بنتے گئے۔

حضور بدر ملت علامہ بدر الدین احمد رضوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "سوانح اعلیٰ حضرت" صفحہ ۲۰۳ پر میں رقمطراز ہیں:

" جانا جس نے جانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے پیارے رسول سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم سے اعلیٰ حضرت نہ صرف یہ کہ علوم دینیہ کے صاحب بصیرت عالم تھے بلکہ اپنے معاصرین فقہا و محدثین کے امام اور ارباب منطق و فلسفہ کے استاذ تھے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اکابر علمائے اسلام نے آپ کے علم و فضل کا مشاہدہ کر کے تحریری گواہی دی کہ شیخ احمد رضا

بریلوی علامۂ کامل، استاذ ماہر، یکتائے زمانہ، امام یگانہ، علمائے مشاہیر کے سردار، نادر روزگار، دریائے ذخار، عالم کثیر العلم، فاضل سریع الفہم ہیں۔" (بحوالہ حسام الحرمین صفحہ ۵۳ تا ۵۷)

مکہ شریف کے فقیہ جلیل حضرت مولانا سید اسمٰعیل علیہ الرحمہ بن مولانا سید خلیل علیہ الرحمہ نے آپ کے فتاویٰ کے صرف چند اوراق ملاحظہ فرما کر یہاں تک لکھ دیا:

"واللہ اقول والحق اقول انہ لو رأها ابو حنیفة النعمان رضی اللہ تعالی عنہ لاقرت عینہ و لجعل مؤلفها من جملة الأصحاب" یعنی بخدا میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اعلیٰ حضرت) کے اس فتویٰ کو ملاحظہ فرماتے تو حضرت امام اعظم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور فتویٰ لکھنے والے (اعلیٰ حضرت) کو اپنے شاگردوں (امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر وغیرہ کے طبقہ) میں شامل کرتے۔" (رسائل رضویہ، صفحہ ۲۵۸ مطبوعہ لاہور، الاجازات المتینہ، مطبوعہ بریلی، صفحہ ۶)

استاذ علم المیراث سراج الفقہاء حضرت مولانا سراج احمد علیہ الرحمہ ساکن قصبہ مکھن بیلہ ضلع رحیم یار خان ریاست بھاول پور پاکستان سے ایک وہابی فاضل ملا نظام الدین احمد پوری کی ملاقات ہوئی، یہ وہابی فاضل اپنے زمانے کے علمائے دیوبند میں کسی کو علم فقہ میں اپنا ہمسر نہیں سمجھتا تھا، اب آگے کا واقعہ حضرت سراج الفقہا کے زبان قلم سے سنیے! حضرت موصوف تحریر فرماتے ہیں:

"مولوی نظام الدین فقیہ احمد پوری وہابی جو تفقہ میں اپنے ہم عصر علمائے دیوبند وغیرہ میں اپنے آپ جیسا کسی کو فائق نہیں جانتا تھا، فتاویٰ رشیدیہ (مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی) کے اس فتویٰ پر کہ "حدیث صحیح کے مقابل قول فقہا پر عمل نہ کرنا چاہیے" اس کے سامنے میں نے رسالہ "الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذہبی" مصنفہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ابتدائی اوراق، منازل حدیث کے سنائے تو اس (وہابی فاضل) نے بصد حیرت کہا یہ سب منازل فہم حدیث مولانا احمد رضا کو حاصل تھے، افسوس کہ میں مولانا (احمد رضا) کے زمانے میں رہ کر بے خبر بے فیض رہا ......

.... پھر میں (سراج احمد) نے اس وہابی عالم کو رسائل رضویہ سے چند مسائل فقہ کے جوابات سنائے تو کہنے لگا کہ علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا احمد رضا کے شاگرد ہیں، یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں۔" (سوانح سراج الفقہاء، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور، صفحہ ۳۴)

مشہور فلسفی شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال اعلیٰ حضرت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: ہندوستان کے دور آخر میں اُن جیسا طباع و ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا.......... میں نے ان کے فتاویٰ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عدل ہیں۔" (فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۱۶، مصنفہ پروفیسر مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی مطبوعہ لاہور)

فاضل اہل حدیث ڈاکٹر محی الدین الوائی پروفیسر ازہر یونیورسٹی مصر کا ایک مقالہ جریدہ "صوت الشرق" قاہرہ مصر شمارہ فروری ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا ہے، پروفیسر صاحب اپنے مقالہ مذکور میں لکھتے ہیں کہ:

"یعد مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمة اللہ علیہ من طلیعة علماء الھند المسلمین الذین ساھموا مساھمة فعالة فی خدمة العلم والدین واللغة العربیة۔ یعنی جن علمائے ہند نے علوم دینیہ وعربیہ کی خدمات میں اعلیٰ قسم کا حصہ لیا ہے، ان میں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔"

(بحوالہ المیزان امام احمد رضا نمبر بمبئی شمارہ اپریل، مئی، جون ۱۹۷۶ء، صفحہ ۵۵۰)

وہابیوں کی تحریک جماعت اسلامی کے پیشوا مسٹر ابو الاعلیٰ مودودی اپنے مکتوب بنام ایڈیٹر "ترجمان اہل سنت" کراچی میں تحریر کرتے ہیں:

"میری نگاہ میں مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم ومغفور دینی علم وبصیرت کے حامل اور مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ کے قابل احترام مقتدا تھے .... اگرچہ ان کے بعض

اسلاف واخلاف

فتاویٰ وآرا سے مجھے اختلاف ہے لیکن میں ان کی دینی خدمت کا بھی معترف ہوں۔" (بحوالہ المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر شمارہ اپریل، مئی، جون ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۶)

ندویوں کے پیشوا مولوی حکیم عبد الحئی رائے بریلوی اور دیوبندیوں کے زعیم اکبر ابوالحسن علی ندوی رائے بریلوی" نزہۃ الخواطر" صفحہ ۳۸ جلد ہشتم مطبوعہ حیدرآباد دکن میں لکھتے ہیں:

"الشیخ العالم المفتی احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی الافغانی الحنفی البریلوی المشهور بعبد المصطفی ولد یوم الاثنین (وهو غلط بل یوم السبت...... دوشنبہ کا دن غلط ہے، یوم پیدائش سنیچر کا دن ہے) عاشر شوال سنة اثنتین وسبعین ومائتین بعد الألف ببلدة بريلي و اشتغل بالعلم على والده و لازمه مدة طويلة حتى برع في العلم وفاق اقرانه في كثير من الفنون لا سيما الفقه والأصول۔ یعنی استاذ کامل، عالم، مفتی احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی افغانی حنفی بریلوی عرف عبد المصطفیٰ ۱۰ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ کو سنیچر کے دن شہر بریلی میں پیدا ہوئے اور عرصۂ دراز تک اپنے والد سے تعلیم حاصل کرنے میں لگے رہے، یہاں تک کہ علم میں غالب ہوئے اور کثیر فنون خصوصاً فقہ و اصول فقہ میں اپنے معاصرین (علما) پر فوقیت لے گئے۔"

اعلیٰ حضرت کے علم کامل کا شہرہ عالم گیر اور خدمات دینیہ کا چرچا جہانگیر تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی بارگاہِ عالی میں اضلاع ہندوستان بنگال، پنجاب گجرات، دکن، گوآ، برہما، ارکان، چین، غزنی، افریقہ، امریکا، مکہ شریف، مدینہ شریف سے بے شمار استفتا آتے اور ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے، آپ کے ذمہ کارِ فتویٰ اس درجہ وافر وکثیر تھا جسے دس مفتی انجام نہ دے سکتے تھے مگر آپ کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے صاحبِ قلم سیال مفتی، نادر روزگار فقیہ، یکتائے زمانہ امام بنایا تھا، اس لیے تنہا آپ نے اتنی وسیع وعریض خدمتِ دینی لوجہ اللہ تعالیٰ انجام دی، فالحمد للہ ربّ العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطیبین وصحبہ الطاہرین۔ (ماخوذ از سوانح اعلیٰ حضرت)

قارئین کرام! یہ ہیں عرب وعجم کے مشاہیر اہل علم کی تحریری گواہیاں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز بے مثل فقیہ اسلام، نادر روزگار عالم دین اور علوم وفنون کے یکتا امام تھے، اللہ ربّ العزت ہم عشاق کو اعلیٰ حضرت کے علم سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

◆◆◆

ص ۵۳ رکا بقیہ......................

حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہیں۔"

اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ حضور اکرم ﷺ نے ماں کو خدمت گزاری اور حسن سلوک میں تین درجہ زیادہ فضیلت دی ہے، اس کی حکمت یہ ہے کہ ماں چونکہ تین ایسے مراحل طے کرتی ہے جن میں اس کے ساتھ باپ شریک نہیں ہوتا۔ (1) حمل کا مرحلہ (2) ولادت کا مرحلہ (3) اور رضاعت کا مرحلہ۔

ماں حمل کے مرحلے میں نو مہینہ بچے کو شکم میں رکھتی ہے، اس کا بوجھ اٹھاتی ہے، اس کے لیے مشقت برداشت کرتی ہے، ولادت کے مرحلے میں درد زہ سہتی ہے، تکلیف کے گھونٹ پیتی ہے، درد وتکلیف کے کٹھن لمحات گزارتی ہے، خود درد والم برداشت کر کے بچے کی ولادت کا ذریعہ بنتی ہے، تکلیف کی آہیں بھرتے ہوئے پیدائش کا سامان ہو جاتی ہے۔

بسا اوقات اپنی جان خطرہ میں ڈال کر بچے کو جنم دیتی ہے، پھر رضاعت کے مرحلے میں پیدائش سے دو سال تک اسے خون جگر پلاتی ہے، اسی وجہ سے ماں کی خدمت گزاری و حسن سلوک کے حق کو والد سے تین درجہ زیادہ بتایا گیا ہے۔ ◆◆◆

ص ۴۹ رکا بقیہ......................

میں مخلصانہ مستعد رہ، تاکہ کل (روز قیامت) وہاں کے شدائد واہوال تجھ پر سہل ہو جائیں، واللہ الموفق للصواب۔ (☆)

.........جاری ■◄

[☆] یہ باب اهوال القيامة وافزاعها پورا ہوا، آگے متصلاً باب صفة النار و اهلها ہے، مترجم غفرلہ۔

از: حافظ افتخار احمد قادری *

امام احمد رضا اپنی تصنیفات کے آئینے میں

مخزن علم وحکمت، کنز الکرامت، جبل الاستقامت، مجدد دین وملت، امام عشق ومحبت، گنجینہ معرفت، پیر طریقت، آقائے نعمت، شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علامہ الحاج الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت 10/شوال المکرم 1272 ہجری مطابق 14/جون 1856 عیسوی بروز ہفتہ بوقت ظہر شہر بریلی شریف میں ہوئی، آپ نے خود آیتِ کریمہ سے اپنا سن ولادت استخراج فرمایا:

"اولئك كتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منه۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ رب العزت نے ایمان نقش فرمایا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔"

حسنِ اتفاق کہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے وقت آفتاب منزل غفر میں تھا جو اہل نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک ساعت ہے اسی ساعت کے بارے میں امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں ؎

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے

امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: عبد المصطفیٰ احمد رضا بن، مولانا محمد نقی علی بن، مولانا رضا علی بن، مولانا کاظم علی بن، مولانا شاہ احمد اعظم بن، محمد سعادت یار خان بن، سعد اللہ خان رحمہم اللہ! آپ کا پیدائشی نام "محمد" اور تاریخی نام "المختار" ہے، آپ کے دادا حضرت مولانا رضا علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کا نام احمد رضا تجویز فرمایا اور اسی نام سے آپ مشہور ہوئے، امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسم شریف کے ساتھ "عبد المصطفیٰ" کا اضافہ فرمایا، جیسا کہ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔ ؎

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد المصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی تعلیم مرزا غلام قادر بیگ سے حاصل کی اور دینیات کی مکمل تعلیم اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی نقی علی خان قادری علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل کی، سرکار اعلیٰ حضرت نے اپنی فطری ذکاوت کی بنا پر تیرہ سال دس مہینے اور پانچ دن میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی، سرکارِ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسعتِ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے سماع موتیٰ کے جواز میں جو فتویٰ دیا ہے اس میں دوسوستاون (257) کتب کا حوالہ پیش کیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ کا جب خطبہ لکھا تو 90/کتابوں کے ناموں کو اس صنعت کے ساتھ لکھا کہ وہی اسما خطبہ بن گیے، دوسرا نقطہ یہ ہے کہ وہ 90/کتابیں جو صرف فقہی احکام پر مشتمل ہیں نہ صرف یہ کہ وہ سب آپ کی نگاہوں سے گزر چکی تھیں بلکہ ان کے مضامین پر ذہن کی گرفت اتنی سخت تھی کہ کوئی بھی گوشہ آپ کے حاشیہ خیال سے اوجھل نہیں تھا، اس سے امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسعت مطالعہ اور قوت حافظہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

فقہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور ومعروف کتاب "فتاویٰ رضویہ" جو قدیم

اسلاف واخلاف

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

بارہ جلدوں پر اور جدید تیس جلدوں پر مشتمل ہے اس کی ہر ایک جلد اپنی مثال آپ ہے، مسائلِ حج پر امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ''انوار البشارۃ فی مسائلِ حج وزیارۃ'' ہے جو اس طرح ہے، فصل اوّل: آدابِ سفر، مقدمات حج میں فصل دوم: احرام اور اس کے احکام داخل حرم مکہ مکرمہ ومسجد حرام فصل سوم: طواف وسعی صفا ومروہ وبیان عمرہ فصل چہارم: روانگی منی ووقوف عرفات فصل پنجم: منی ومزدلفہ وباقی افعال حج فصل ششم: جرم اور اس کے کفارے وصل ہفتم: حاضری سرکارِ اعظم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، اس رسالہ میں حج کے مسائل کا بیان مکمل ہوجانے کے بعد جہاں زیارت روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ شروع ہوا ہے وہاں جذبہ عشق کا تلاطم دیکھنے کے قابل ہے۔

یہاں تک کہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی گوارہ نہیں ہے کہ جس ساتویں فصل میں وہ دیارِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب بیان کرنے جارہے ہیں اسے وہ فصل سے تعبیر کریں بلکہ اس کو سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے وصل سے تعبیر کیا ہے فصل ہفتم کے بجائے سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے وصل ہفتم کی سرخی قائم کی ہے، سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1296/ ہجری مطابق 1878/ عیسوی میں اپنے والد گرامی حضرتِ مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ پہلا حج کیا، دوسرا حج 1323/ ہجری مطابق 1906/ عیسوی میں کیا اس سفر حج میں آپ نے شاہکار تصانیف ''حسام الحرمین، الدولتہ المکیہ'' اور ''کفل الفقیہ'' تصنیف فرمائیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتویٰ کو دیکھنے کے بعد مکہ مکرمہ کے ایک مشہور فاضل علامہ مفتی سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرم نے لکھا:

''خدا کی قسم میں کہتا ہوں اگر ان کے فتویٰ کو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس کے لکھنے والے کو اپنے تلامذہ میں سے بناتے۔'' (الاجازات المتینۃ، صفحہ 09)

رویت ہلال کے متعلق امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''ازکی الہلال فی امر الہلال'' کتاب تحریر فرمائی، ماء مستعمل کے متعلق آپ نے ''الطراس المعدل'' کتاب تحریر فرمائی، عیسائیوں کے سوالات کے جواب میں آپ نے ایک مکمل کتاب ''ندم النصرانی و تقسیم الایمانی'' تحریر فرمائی، آریہ کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے ''کیفر کفر آریہ'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے ہندوستان کے دارالسلام ہونے پر ''اعلام الاعلام'' کتاب تحریر فرمائی، رسوم شادی کے متعلق آپ نے ''ھادی الناس فی رسوم الاعراس'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے اسپرٹ کے متعلق ''الاحلی من السکر کتاب'' تحریر فرمائی۔

بعد دفن میت اذان دینے کے جواز میں آپ نے ''ایذان الاجر فی اذان القبر'' کتاب تحریر فرمائی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب شریف کے متعلق ''ارات الادب بفاضل النسب'' کتاب تحریر فرمائی، ماں باپ کے حقوق کے متعلق ''حقوق الوالدین'' کتاب تحریر فرمائی، بندوں کے حقوق کے متعلق ''حقوق العباد'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے چالیس احادیث سے عمامہ کی فضیلت پیش فرمائی ہے، آپ نے اخلاق پر ''شرح الحقوق لطرح العقوق'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے زمین کی حرکت کے رد میں معرکتہ الآرا کتاب ''الفوز المبین'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے کرنسی پر ''کفل الفقیہ الفاھم'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایک معرکتہ الآرا کتاب ''الدولتہ المکیۃ'' تحریر فرما کر علما حرمین الشریفین سے خراجِ تحسین حاصل کیا ہے۔

آپ نے شفاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ''اسماع الاربعین'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے ثبوت میں ''الزلال الانقی'' کتاب تصنیف فرمائی، آپ نے بسملہ کی

تحقیق میں ایک تحقیقی کتاب ''اوصاف الرجیح'' تحریر فرمائی، آپ نے روحوں کے متعلق ضخیم کتاب ''حیات الموات'' تحریر فرمائی، آپ نے صحیح بخاری شریف پر تحقیقی حاشیہ تحریر فرمایا ہے، آپ نے مسلم شریف اور ترمذی شریف پر بھی شرح تحریر فرمائی ہے، آپ نے حضرت علامہ شامی کی مشہور و معروف کتاب ''ردالمحتار'' پر ''جدالممتار'' نام سے حاشیہ تحریر فرمایا ہے، اگر اس حاشیہ کو الگ کرلیا جائے تو اس حاشیہ کی کئی جلدیں تیار ہوسکتی ہیں، آپ کی تصنیفات کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے:

سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر میں 16/کتابیں، حدیث میں 34/کتابیں، عقائد و کلام میں 112/کتابیں، رسم الخط قرآن میں ایک کتاب، اسانید احادیث میں چار کتابیں، اسماء الرجال میں سات کتابیں، جرح تعدیل میں دو کتابیں، تخریج احادیث میں چار کتابیں، لغت حدیث میں ایک کتاب، تجوید میں چار کتابیں، اصول فقہ میں چار کتابیں، رسم المفتی میں تین کتابیں، فرائض میں چار کتابیں، نحو میں ایک کتاب، صرف میں ایک کتاب، ادب میں 19/کتابیں، عروض میں ایک کتاب، لغت میں دو کتابیں، فلسفہ میں پانچ کتابیں، مناقب میں 16/کتابیں، سیر میں چار کتابیں، تصوف میں 13/کتابیں، سلوک میں چار کتابیں، اذکار میں آٹھ کتابیں۔ اخلاق میں تین کتابیں، نصائح میں تین کتابیں، ہیئت میں 16/کتابیں، حساب میں تین کتابیں، ریاضی میں چھ کتابیں، ہندسہ میں پانچ کتابیں۔

تکسیر میں پانچ کتابیں، وفاق میں ایک کتاب، جفر میں تین کتابیں، لوگارثم میں دو کتابیں، زیجات میں سات کتابیں، جبر و مقابلہ میں تین کتابیں، ارثماطیقی میں تین کتابیں، توقیت میں 16/کتابیں، نجوم میں پانچ کتابیں، مکتوبات میں دو کتابیں، خطبات میں ایک کتاب، مناظرہ میں پانچ کتابیں، تاریخ میں چھ کتابیں، فقہ میں 148/کتابیں تحریر فرمائیں، فقہ میں آپ کی معروف و مشہور کتاب فتویٰ رضویہ ہے جو قدیم بارہ جلدوں پر اور جدید تیس جلدوں پر مشتمل ہے جس کی ہر جلد ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار بتائی جاتی ہے، جن میں بہت سی کتابیں غیر مطبوعہ ہیں۔

اجمالی تفصیل

فن تفسیر میں آپ کی کتاب ''الصمصام'' ہے، فن عقائد و کلام پر آپ کی کتاب ''تمہید ایمان بآیات القرآن'' اور سیف الزمان لدفع حرب الشیطان ہے، فن تجوید و قرآت پر آپ کی کتاب ''الجام الصاد'' ہے، فن فرائض پر آپ کی کتاب ''المقصد النافع'' ہے، فن فوقیت پر آپ کی کتاب ''جدول اوقات'' ہے، فن تصوف پر آپ کی کتاب ''کشف حقائق واسرار دقائق'' ہے، فن لغت پر آپ کی کتاب ''فتح المعلیٰ'' ہے، آپ کے احیاء دین اور احیاء علوم کے کارناموں کو دیکھ کر علمائے حرمین شریفین نے آپ کو مجدد اور امام اہل سنت کے مبارک خطابوں سے مخاطب کیا، غرض اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 54/علوم و فنون کے گوہر لٹائے آپ نے وصال سے چار ماہ بائیس روز قبل اپنی وفات شریف کی تاریخ اس آیت کریمہ سے استخراج فرمائی ''ویطاف علیهم بآنية من فضة واكواب'' خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لیے ان کو گھیرے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا وصال شریف 25/صفر المظفر 1340/ہجری کو جمعہ کے دن دو بج کر 38/منٹ پر عین اذان جمعہ میں ادھر حی علی الفلاح سنا ادھر روح پر فتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا، اس طرح آپ کی عمر شریف 68/سال کی ہوئی، آپ کے غسل شریف میں علمائے عظام اور سادات کرام و حفاظ کرام شریک تھے، جناب سید اطہر علی صاحب نے لحد تیار کی، حضرتِ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ و الرضوان مصنف بہار شریعت نے حسب وصیت آپ کو غسل دیا، جناب حافظ امیر حسن صاحب مرادآبادی نے مدد دی۔

حضرتِ علامہ سید سلیمان اشرف بہاری سابق صدر دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے و سید محمود جان اور سید ممتاز علی صاحب

اسلاف واخلاف

نے پانی ڈالا، سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے علاوہ دیگر خدمات غسل کے وصیت نامہ کی دعا بھی لوگوں کو یاد کرائی، حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے مواضع سجود پر کافور لگایا، صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے کفن شریف بچھایا اور نماز جنازہ حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ ؎

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

بارگاہِ رسالت مآب میں آپ کی مقبولیت

ملک شام کے ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ بہت ہی عالیشان تخت پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور پورے اجتماع پر سکوت طاری ہے، محسوس ہو رہا ہے کہ کسی کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے، ان بزرگ نے سکوت توڑتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان کس کا انتظار کیا جا رہا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احمد رضا ہندی کا انتظار ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون احمد رضا؟ ارشاد فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں پھر وہ شامی بزرگ بیدار ہو گیے اور امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی غائبانہ محبت دل میں گھر کر گئی اور اس خوش نصیب کی زیارت کا شوق دل میں موجیں مار رہا تھا کہ یقیناً احمد رضا ہندی کسی زبردست عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اس کی زیارت کرکے کچھ سیکھنا چاہیے۔

چنانچہ وہ شامی بزرگ ملک شام سے بریلی شریف کی طرف روانہ ہو گیے اور بریلی پہنچ کر لوگوں سے اعلیٰ حضرت کی قیام گاہ کا پتہ معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا 25 رصفر المظفر کو انتقال ہو گیا، شامی بزرگ نے انتقال کا وقت دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ہندوستان کے وقت کے مطابق وصال کا وقت دوپہر کے دو بجکر اڑتیس منٹ تھا یہ سن کر وہ بزرگ آب دیدہ ہو گئے، کیونکہ جب انہوں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا تھا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرے دربار میں فرمایا تھا ہمیں احمد رضا ہندی کا انتظار ہے وہ دن 25 رصفر المظفر ہی کا دن تھا اور وقت بھی تقریباً وہی تھا اس وقت تعبیر سمجھ نہ سکی اور اب سمجھ میں آ چکی تھی۔ ◆◆◆

ص ۵۳ رکا بقیہ..

کرتے ہیں، کیا ایسا نہیں ہے کہ آج یہ فلسطین پر ہو رہے اسرائیلی ظلم وستم کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور اسرائیل کا سپورٹ کر رہے ہیں، آج ساری طاغوتی طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متحد ہو چکی ہیں، جوان طاغوتی طاقتوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گا، وہ یقین خسارے میں ہوگا، دنیاوی ترقی اور مال ودولت کے حساب سے ہو سکتی ہے، اس کے حالات سدھر جائیں لیکن ایمان کی روشنی اس کے اندر سے یقیناً ختم ہو جائے گی۔

کیا مال ودولت ہی کامیابی کی ضمانت ہیں، اگر اس بات کو کامیابی کی ضمانت مان لیں تو نمرود سے لے کر قارون وفرعون اور شداد اور ابوجہل تک جتنے بڑے بڑے سرمایہ دار ہوئے ہیں اور نبیوں اور رسولوں کے خلاف جنہوں نے کوششیں کیں، وہ کامیاب مانے جائیں گے مگر نہیں! کامیابی تو صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا نام ہے، اگر تمہارے اندر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری ہے تو کامیاب ہو ورنہ نہیں، دنیا کی رنگینیاں ختم ہو جانے والی ہیں اور آخرت کا انعام باقی رہنے والا ہے۔

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے کہ آپ کو کیا چاہیے، کیا ہم ''الفقر فخری'' کا پیغام بھول گئے جو ہمیں ہمارے اسلاف سے ملا تھا، اسی بے نیازی نے بڑے بڑے شہنشاہوں کے سامنے اعلاء کلمۃ الحق کیا تھا۔ ؎

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

◆◆◆

اعلیٰ حضرت سے بغض وحسد سنیت میں نقص کی علامت

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

انیسویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

نصیحت

(مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) اے بھائی! اس جیسے (سخت) دن کے لئے، مستعد ہو جا، نیک اعمال کر اور معاصی سے بچ، کیوں کہ عنقریب تو روز قیامت کا معاینہ اپنے سر کی آنکھوں سے کر لے گا اور زندگانی کے فوت ہونے (عمل کی مہلت ہاتھ سے نکل جانے) پر پچھتائے گا اور بھائی! تجھے معلوم ہو کہ تیری موت کا دن ہی تو (دراصل) تیرے لئے قیامت کا دن ہے۔

قول مغیرہ

جیسا کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ (صحابی جلیل، رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا:

"انکم تقولون القیامۃ القیامۃ۔ انما قیامۃ احدکم موتہ۔ (ترجمہ) تم کہتے ہو قیامت، قیامت، ارے تمہاری قیامت تو تمہاری موت ہی ہے۔"

قول علقمہ

اور (اسی طرح کا مضمون) حضرت علقمہ ابن قیس (صحابی رضی اللہ تعالی عنہ) سے (بھی) منقول ہے، آپ ایک آدمی کے جنازے میں تھے، اس کی قبر کے پاس کھڑے رہے جب وہ دفن کر دیا گیا تب آپ نے فرمایا:

"اما ھذا العبد فقد قامت قیامتہ۔ (ترجمہ) یہ بندہ جو تھا تو بے شک اس کی قیامت تو قائم ہو چکی۔"

توضیح از مصنف

آپ نے موت کو جو قیامت کہا اس کی وجہ صرف یہی تو ہے کہ جب انسان مرتا ہے تو بعض امور قیامت کا بچشم سر، وقت موت معاینہ کر لیتا ہے، اس لئے کہ اسے (بعض مناظر آخرت مثلاً) جنت، و دوزخ اور ملائکہ دکھتے ہیں مگر اب قدرت نہیں رکھتا کہ کوئی نیک عمل کر لے، تو وہ ان بندوں ہی کی طرح ہو گیا جو روز قیامت (حضور خداوندی میں) حاضر آئیں گے پس عمل کرنے کی صلاحیت پر موت سے مہر لگ گئی کیونکہ بندہ قیامت میں اس حال میں اٹھے گا جس پر مرا تھا تو طوبیٰ (خوش نصیبی و مبارکبادی) ہے اس کیلئے جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔

دنیا اور برزخ و آخرت کی سعادت بڑی دولت

مقولہ واسطی

حضرت ابو بکر واسطی (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) نے فرمایا:

"الدُّوَل ثلاث دولۃ الحیاۃ و دولۃ عند الموت و دولۃ یوم القیامۃ۔۔۔الخ۔ (ترجمہ) دولتیں تین ہیں (ایک ہے) دولتِ حیات اور (ایک ہے) وہ دولت جو مرتے وقت نصیب ہو اور (ایک ہے) وہ دولت جو قیامت کے دن حاصل ہو، دولت حیات تو یہ ہے کہ بندہ (صحیح ایمانیات کے ساتھ) طاعت الٰہی میں زندگی بسر کر لے، رہی وہ دولت جو مرتے دم ملے تو وہ یہ ہے کہ بندہ کی روح، کلمۂ شہادت پر نکلے (یعنی صحیح عقیدے، سچے پکے ایمان پر موت آئے) اور رہی روز قیامت والی دولت اور (درحقیقت) وہی تو اصلی دولت ہے تو وہ ہے جنت و نجات کی بشارت کیونکہ جب (بندۂ مومن) قبر سے قیامت کے دن نکلے گا تو اس کے پاس جنت کی بشارت دینے والا فرشتہ آئے گا۔"

حشر کے دن کس کا اکرام؟ کسی کی اہانت؟

روایت

ذکر کیا جاتا ہے کہ (سیدی) یحیٰ ابن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالی کی مجلس میں یہ آیت کریمہ پڑھی گئی:

"يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًاO وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ إِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًاO۔ (ترجمہ) جس دن ہم، پرہیز گاروں کو رحمن کی طرف لے جائیں گے مندوبین کی ٹولیوں کے طور پر اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیا سے۔" (جیسے پیاسے جانوروں کو گھاٹ کی طرف ہانکا جاتا ہے) [سورۂ مریم:۸۵]

تشریح از ابن معاذ رازی علیہ الرحمہ

تو آپ نے فرمایا: لوگو! ٹھہرو ٹھہرو (یعنی جلدی نہ کرو، پہلے اتنے کی تو مجھ سے تشریح سن لو پھر آگے پڑھنا، فرمایا:) یعنی کل تم روز محشر، موقف کی طرف فرداً فرداً (گھیر گھیر کے) لائے جاؤ گے اور ہر طرف سے (میدان محشر) کی جانب فوج فوج آؤ گے اور پھر ایک ایک کر کے اللہ کے حضور پیش کئے جاؤ گے اور ہر ہر کام، ہر ہر حرف جو تم نے کیا اور بولا تھا اس کی بابت تم سے باز پُرس ہوگی اور اللہ کے ولی، بارگاہ الٰہی میں وفداً وفداً (قافلوں کے طرز پر) لائے جائیں گے (یعنی باعزاز و اکرام سواریوں پر بٹھا کر) اور اہل معصیت، جہنم کی طرف پیدل اور پیاسے، گھاٹ گھاٹ ہانکے جائیں گے حتیٰ کہ گروہ گروہ جہنم رسید ہوں گے اور یہ (سب جو مذکور ہوا) وہ ہے جس کے بارے میں قرآن نے (منظر کشی فرماتے ہوئے) خبر دی ہے، فرماتا ہے:

"كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّاO وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّاO۔ (ترجمہ) جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے گی اور جب تمہارے رب کا حکم آئے گا اور جب سب فرشتے، (اہل محشر کو گھیرے میں گھیرے ہوئے) قطار در قطار (کھڑے) ہوں گے۔" [سورۃ الفجر:۲۱—۲۲]

"اور جب جہنم (سامنے) لائی جائے گی اور جس دن ویل ویل کی پکار کا شور برپا ہوگا۔"

...(بزرگ موصوف آگے فرماتے ہیں) بھائیو! (اگر تم اہل تقویٰ وصلاح نہیں ہوئے تو) تمہارے لئے ویل ہے یعنی بہت بڑی خرابی اس دن سے جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سالوں کے برابر ہے، جو یوم الراجفة ہے (یعنی بے قراری اور بھونچال کا دن) اور جو یوم الآزفة ہے (یعنی نہایت ہی تنگی اور بدحالی کا دن) اور جو یوم القیامۃ ہے (یعنی قبروں سے اٹھنے کا دن) اور جو یوم الحسرۃ والندامۃ ہے (یعنی حسرت اور پچھتاوے کا دن) تو (بھائیو!) وہ دن (کوئی معمولی دن نہیں بلکہ یقیناً) بڑا عظیم (خطرناک والمناک) دن ہے۔ (اس دن کی پریشانیوں، مصیبتوں میں سے کچھ یہ ہے کہ):

(۱) **وہ دن:** احکم الحاکمین، رب العالمین کے حضور بندوں کی پیشی کا دن ہے۔

(۲) **وہ:** یوم المناقشة ہے (یعنی سختی کے ساتھ، تفصیلی حساب کا دن ہے کہ ہر ہر بات کا کرید کرید کر سوال جواب ہوگا)

(۳) **وہ:** یوم المحاسبة ہے (یعنی حساب عام کا دن کہ جملہ نعمتوں کا حساب پوچھا جائے گا)

(۴) **وہ:** یوم الموازنة ہے (یعنی نیکیوں، بدیوں کی تول ملان کا دن کہ دکھایا جائے گا کہ نیکیاں کتنی ہیں اور بدیاں کتنی ہیں؟)

(۵) **وہ:** یوم المسئلة ہے (یعنی باز پرس، پوچھ گچھ کا دن کہ کیا کیا کیا اور کیا نہیں کیا؟ کیوں کیا؟ کیوں نہیں کیا؟)

(۶) **وہ:** یوم الزلزلة ہے (یعنی بھونچال کا دن کہ زمین کا چپہ چپہ زور سے ہل جائے گا ہر ایک بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور پھر اسی حالت میں مر جائے گا)

(۷) **وہ:** یوم الصیحه ہے (یعنی سخت چیخ وپکار، چنگھاڑ ودھاڑ کا دن)

(۸) **وہ:** یوم الحاقه ہے (یعنی وہ جس کا وقوع حق ہے سچ مچ ہونے والا ہے)

(۹) **وہ:** یوم القارعه ہے (یعنی وہ کہ جس کے صدمات دلوں کو دہلا دیں گے)

(۱۰) **وہ:** یوم النشور ہے (یعنی وہ ہے جس میں لوگ منتشر ومتفرق، حیران پریشان پھریں گے)

(۱۱) **وہ:** ﴿يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ﴾ ہے۔ یعنی جس دن آدمی دیکھ لے گا وہ سب جو اُس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا۔ [سورۃ النبا:۴۰]

(۱۲) **وہ:** یوم التغابن ہے (یعنی ٹھگائی ظاہر ہونے، گھاٹا اٹھانے کا، نقصان سہنے کا دن)

(۱۳) **وہ:** ﴿یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّیُرَوْا أَعْمَالَهُمْ﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے جس میں لوگ متفرق راہوں سے چلتے ہوئے گروہ گروہ ہو کر رب کے حضور پہنچیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں)۔ [الزلزلۃ:۶]

(۱۴) **وہ:** ﴿یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے کہ جس میں کچھ چہرے سفید یعنی بارونق ہوں گے اور کچھ سیاہ، بدمنظر)۔ [آل عمران:۱۰۶]

(۱۵) **وہ:** ﴿یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْئًا﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے جس میں کوئی اپنا، کسی اپنے کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ [الدخان:۴۱]

(۱۶) **وہ:** ﴿یَوْمَ لَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ كَیْدُهُمْ شَیْئًا﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے کہ جس میں کافروں، منافقوں کو اُن کا کوئی داؤں کام نہیں آئے گا)۔ [الطور:۴۶]

(۱۷) **وہ:** ﴿یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئًا﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے کہ جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا، نہ کوئی کمیرا بیٹا اپنے باپ کو کچھ نفع دے سکے گا۔ [لقمان:۳۳]

(۱۸) **وہ:** ﴿یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے کہ جس کی برائی یعنی شدت ودقّت) پھیلی ہوئی (حتیٰ کہ ہر ایک کو محیط) ہے۔ [الدہر:۷]

(۱۹) **وہ:** ﴿یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾ ہے۔ (یعنی وہ دن ہے کہ جس دن ظالموں کو ان کے عذر اور بہانے کچھ کام نہ دینگے اور اُن کے لئے لعنت ہے اور اُن کے لئے بُرا گھر)۔ [المؤمن:۵۲]

(۲۰) **وہ:** ﴿یَوْمَ تَأْتِیْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا﴾ ہے (یعنی جس دن ہر جان اپنے ہی لئے جھگڑا کرے گی یعنی ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی)۔ [النحل:۱۱۱]

(۲۱) **وہ:** ﴿یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ﴾ ہے، یعنی وہ دن ہے کہ جب زلزلۂ ساعت دیکھو گے (اس دن تمہیں یہ منظر دکھے گا کہ) ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے سے بے سدھ ہوگئی ہے۔ اور ہر حمل والی حمل (مارے دہشت کے) گرا رہی ہے تجھے لوگ دِکھیں گے کہ نشہ میں مدہوش ہیں حالانکہ وہ نشے میں مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ (بات یہ ہے کہ وہ اللہ کا عذاب ہے اور) اللہ کا عذاب سخت ہے۔ [الحج:۲]

[بیان یحییٰ ابن معاذ رازی علیہ الرحمہ پورا ہوا]

اہل محشر کے بعض احوال کی منظر کشی

روایت: (مصنف علیہ الرحمۃ نے کہا) اور حضرت مقاتل ابن سلیمان (رحمہ اللہ تعالی) فرماتے ہیں: قیامت کے دن مخلوق سو سال تک پسینہ میں کھڑی رہے گی، پسینہ منہ کو لگام دیتا ہوگا یعنی اس سے حلق میں پھندے لگ رہے ہوں گے اور سو سال تک اندھیرے میں حیران پریشان کھڑے رہیں گے اور سو سال تک رب کے حضور (باہمی معاملات، حقوق ومظالم متعلق) مقدمات کا فیصلہ کرانے میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے (یعنی مضطرب وحیران پھریں گے)

مگر مومن کامل کے لئے قیامت کا پورا دن صرف ایک گھڑی

معروف خبر

(مصنف علیہ الرحمۃ نے کہا) اور کہا جاتا ہے (یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ) قیامت کا دن اگرچہ اتنا بڑا دن ہوگا کہ اس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہے لیکن (اس کے باوجود) وہ مومن کامل مخلص پر البتہ ایسا گزر جائے گا جیسے ایک گھڑی گزر جاتی ہے۔ (یعنی اللہ رحیم و کریم تبارک وتعالی کی رحمت برابر اس کے شامل حال رہے گی، اُسے اس دن کی دشواریوں، ہولناکیوں کا احساس تک نہ ہوگا)

تنبیہ از مصنف علیہ الرحمہ

تو اے عقلمند! تجھ پر لازم ہے کہ (آج) دنیائے فانی کے شدائد ومصائب پر صبر کرلے اور اللہ کی اطاعت بقیہ ص ۴۲ پر

از: مولانا محمد توصیف رضا علیمی*

عہد ماضی اور آج میں کتنا فرق

عہد ماضی میں بڑی بڑی جلیل القدر اور غیر معمولی قابل علمی و دینی شخصیات کو" ملا کہا جاتا تھا، جیسے" ملا حسن" ملا جیون وغیرہ پھر وقت نے پہلو بدلا اور کچھ ترقی ہوئی تو لائق وفائق صاحبان علم کو" مولوی کہا جانے لگا اور یہ بہت پہلے کی بات نہیں ہے بلکہ ابھی ماضی قریب میں بھی" مولوی صاحب کہنے کا عام رواج تھا دیکھئے" مدینۃ العلم قصبہ گھوسی ضلع مئو (یعنی اعظم گڑھ) میں حضرت شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ،شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سابق صدر مفتی دار العلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ، سلطان الواعظین حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی سابق شیخ الحدیث فیض الرسول براؤں شریف جیسی عظیم علمی و دینی ہستیوں کو وہاں کے لوگ" مولوی غلام جیلانی، مولوی شریف الحق" مولوی عبد المصطفیٰ کہتے تھے اور ان حضرات کو نہ تو برا لگتا تھا اور نہ ہی وہ کوئی اعتراض کرتے تھے۔

پھر اس کے بعد" مولانا کہنا شروع ہوا، اور اپنے وقت کے عظیم وجلیل" علمائے کرام کو صرف مولانا کہا اور لکھا جانے لگا، لیکن اب عہد رواں میں لوگوں کا نفس اتنا موٹا ہو گیا ہے کہ" عربی وفارسی کی دو چار کتابیں پڑھ لینے والا بھی اپنے آپ کو" مولانا ہی نہیں بلکہ" علامہ لکھوانا اور کہلوانا پسند کرتا ہے اور اب تو اور حد ہو گئی کہ صرف" علامہ مولانا سے بھی کام چلنے والا ہے کیونکہ نفس کو تسکین نہیں ہوتی ہے، بلکہ اب بڑے تو چھوڑ دیجئے معمولی علم والے خطبا اور امام کے نام کے ساتھ" مفتی کی پیوندکاری چل رہی ہے۔

ہمارے اسلاف علمائے کرام اپنے آپ کو حضرت اور علامہ کہے جانے پر خوفزدہ رہتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ بھائی ہم علامہ اور حضرت نہیں ہیں، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ کل قیامت کے دن کس قدر مواخذہ اور باز پرس ہوگی اور کہیں ہم دھرے نہ جائیں، لیکن آج کے دور میں لوگوں کو اپنی پکڑ اور سزا وجزا کا بالکل خیال نہیں ہے اور یہ انانیت وخودی کی سیڑھی ہے جبکہ ہر شخص کو متواضع اور منکسر المزاج ہونا چاہئے کیونکہ دارین میں عافیت اسی میں ہے، اللہ ہمیں سادگی وفروتنی والا مزاج عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

علمائے کرام کی معاشی حالات پر توجہ دیجئے

اس وقت انبیائے کرام کے وارثین جس معاشی بحران سے گزر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، اُن کا چلنا پھیرنا مشکل ہو گیا ہے، دل خون کے آنسو رو رہا ہے، آج تک یہ بات سمجھ نہیں آسکی کہ اُن کی تنخواہیں اتنی کم کیوں دی جاتی ہیں؟ حالانکہ مدارس ومساجد کی تعمیر کے لئے لاکھوں کروڑوں خرچ کیے جاتے ہیں لیکن جو روح ہیں جس کے بغیر نہ مدارس نہ مساجد چل سکتا ہے اور نہ اچھی تعلیم مل سکتی ہے، اُن کی اچھی تنخواہ کے لئے منتظمین بات کرنا گناہ عظیم سمجھتے ہیں، بات بات پر دھمکیاں دی جاتی ہیں، یہی وجہ ہے آج کے فارغین دعوت وتبلیغ کا کام انجام دینے کی بجائے کمپیوٹر وانگریزی سیکھ کر چھوٹی موٹی نوکریاں کرنے پر مجبور ہیں۔

آج لوگ مدارس سے بیزار ہو کر اسکول وکالج کا رخ صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ وہاں سے معیشت کے دروازے کھل جاتے ہیں، اگر مدارس بھی ایک ممکنہ حد تک اس کا بدل پیش کریں تو یقیناً والدین اپنے بچوں کو مدارس میں بھی اسی جوش و خروش سے بھیجیں گے جس طرح وہ اسکول وکالج بھیجا کرتے ہیں، یہ راستہ ایسا مشکل بھی نہیں کہ جس کی طرف پیش قدمی نہ کی جاسکتی ہو، صرف نیت کی ضرورت ہے بلکہ میری رائے یہ ہے کہ جن اداروں میں دو سو طلبہ کی گنجائش ہے وہاں ڈیڑھ سو ہی رکھے جائیں جہاں سو طلبہ کی گنجائش ہے، وہاں پچاس یا پچہتر بقیہ ص ۳۹ پر

* مضمون نگار الغزالی اکیڈمی واعلیٰ حضرت مشن کے رکن ہیں۔

(از: عالمہ اے رضویہ*

اعلیٰ حضرت ایک انقلاب آفریں شخصیت

شجر اسلام کی آبیاری کرنے کے لیے اللہ عزوجل نے اس دنیا میں اپنے بہت سے نیک بندوں کو بھیجا، جب باطل قوتوں نے اسلامی تعلیمات پر حملہ کرنے کی کوشش کی، ان قوتوں اوران کے ناپاک عزائم کو تہ تیغ کرنے کے لیے اللہ عزوجل انبیائے کرام صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی مقدس جماعتوں کو اس دنیا میں بھیجتا رہا اور پھر ایک دن امام عشق ومحبت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز سرکار دوعالم ﷺ کا پیارا معجزہ بن کر شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

ایک مقام پر خود ہی ارشاد فرماتے ہیں: بحمدللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اللہ کے دشمنوں سے اور میرے بچوں کو بھی بفضل للہ تعالیٰ اللہ کے دشمنوں سے نفرت کرنا ان کی گھٹی میں پلا دی گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پوا ہوا اولئك كتب فی قلوبهم الايمان بحمدللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دوٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا ''لا الہ الا اللہ'' (جل جلالہ) دوسرے پر لکھا ہوگا ''محمد رسول اللہ'' (صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم) اوراس پر آپ کی یہ تمنا کہ جو آپ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمادیا: ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اور پھر اپنے اجداد کی فضیلت اور برکات کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں: یہ سب برکات ہیں حضرت جد امجد علیہ الرحمہ کی، قرآن عظیم میں خضر علیہ السلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم ایک مکان میں رہتے تھے، اس کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا، خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو سیدھا کردیا، اس واقعہ کو فرمایا جاتا ''وکان ابوهما صالحا'' (سورۂ کہف، آیت ۸۲) یعنی ان کا باپ نیک آدمی تھا، اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ باپ ان کی چودھویں پشت میں تھا، صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے، دیکھئے کب تک برکات اس سلسلہ میں ہیں۔ (الملفوظ، حصہ سوم)

آپ کے آباواجداد وقت کے بڑے عالم اور عارفِ کامل تھے، ساتھ ہی علوم عقلیہ ونقلیہ میں بلند مقام رکھتے تھے، ایسے نیک اور عارفِ کامل آباؤاجداد کی تربیت نے امام احمد رضا کو علم وفضل وکمال کی بلندیوں تک پہنچادیا، ایسے تمام علوم وفنون کی تعداد پچاس کے قریب ہے، جن پر آپ نے سیکڑوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، کون سا علم ہے جس پر اعلیٰ حضرت نے قلم نہیں اٹھایا، تفسیر وحدیث اور فقہ وفتاویٰ کے امام تو تھے ہی، علم ریاضی، ہیئت، توقیت، فلسفہ اور علم ہندسہ میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔

آپ کی عظمت وبلندی کا مظاہرہ عہد طفولیت سے ہی ہو رہا تھا، آپ کی بچپن میں یہ عادت رہی کہ اجنبی عورتیں اگر نظر آجائیں تو کُرتے کے دامن سے منہ چھپا لیتے، جبکہ آپ کی عمر بہت کم ہوتی، حضرت ملک العلماء علیہ الرحمہ نے ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' میں اس کا ذکر کیا ہے، یہ تھا ''الحیاء شعبۃ من الایمان'' اور فطری تقویٰ کا مظاہرہ جس سے ان کا باطن بالکل صاف جھلکتا تھا، ایسے واقعات جابجا آپ کے تذکرے میں ملتے ہیں، ہمیں ان واقعات سے نصیحت حاصل کرنا چاہیے، کیوں کہ اللہ کے نیک بندوں کے اقوال وافعال لائق اتباع ہوتے ہیں۔

آپ کی روزہ کشائی بڑے دھوم دھام سے ہوئی، سارے خاندان اور احباب کو مدعو کیا گیا، گھر میں افطار کا اور بہت قسم کا سامان رکھا تھا، کھانے بنے اور افطاری کا انتظام کیا گیا، ایک

کمرے میں فیرنی کے پیالے جمانے کے لیے رکھے ہوئے تھے، رمضان المبارک گرمی کے موسم میں تھا، اعلیٰ حضرت ابھی چھوٹے تھے، مگر آپ نے بڑی خوشی سے پہلا روزہ رکھا تھا، ٹھیک دوپہر میں چہرہ بھوک اور پیاس کی شدت سے خشک ہو چکا تھا، آپ کے والد ماجد نے دیکھا تو آپ کو اس کمرے میں لے گئے، جس میں فیرنی کے پیالے رکھے ہوئے تھے اور اندر سے دروازہ بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیا اور فرمایا کہ اسے کھالو: آپ نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے، کیسے کھاؤں؟ والد نے کہا کہ بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، آپ نے کہا کہ جس کا روزہ ہے، وہ تو دیکھ رہا ہے! یہ سنتے ہی والد کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔

آپ نے اپنے بچپن کے اس واقعہ سے ہمیں یہ درس دیا کہ اللہ عزوجل بندے کو ہر جگہ دیکھتا ہے، بندے کو گناہ کرتے وقت یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ دنیا میں کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اللہ تعالیٰ تو ضرور دیکھتا ہے، گناہ کرتے وقت اگر ہم اس نصیحت پر دھیان دیں گے تو بہت آسانی کے ساتھ گناہوں سے بچ جائیں گے، ورنہ شیطان تو ہمیں گناہوں کے گڑھے میں ڈالنے کے لیے پوری کوشش میں لگا ہوا ہے، ہمیں چاہیے کہ اس کی ناپاک کوششوں کو ناکام کر کے رب عزوجل کی رضا و خوشنودی حاصل کر لیں، اس سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ ہمیں بچپن سے ہی روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیے، زیادہ چھوٹے بچے ہوں تو مہینے میں ایک دو ہی روزہ رکھ لیں اور جب بالغ ہو جائیں تو ضرور پورا رکھیں۔

ایک بار اعلیٰ حضرت کے پاؤں کا انگوٹھا پک گیا، ان کے خاص جراح (جو شہر میں سب سے زیادہ ہوشیار اور ماہر جراح تھے جن کو بعض سول سرجن بھی خطرناک آپریشن میں شریک کرتے تھے ان کا نام مولیٰ بخش مرحوم تھا) نے اس انگوٹھے کا آپریشن کیا پٹی باندھنے کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ حضور! اگر حرکت نہ کریں گے تو یہ زخم دس بارہ روز میں خشک ہو جائے گا ورنہ زیادہ وقت لگے گا وہ یہ کہہ کر چلے گئے، یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ مسجد کی حاضری اور جماعت میں پابندی ترک کر دی جائے جب ظہر کا وقت آیا آپ نے وضو کیا کھڑے نہ ہو سکتے تھے تو بیٹھ کر باہر پھاٹک تک آ گئے، لوگوں نے کرسی پر بیٹھا کر مسجد پہنچا دیا اور اس وقت اہل محلہ اور خاندان والوں نے یہ طے کیا کہ علاوہ مغرب کے ہر اذان کے بعد ہم سب میں سے چار مضبوط آدمی کرسی لے کر گھر میں حاضر ہو جایا کریں گے اور پلنگ ہی پر سے کرسی پر بیٹھا کر مسجد کے محراب کے قریب بیٹھا دیا کریں گے اور مغرب کی نماز کے وقت کے اندازے سے حاضر ہو جایا کریں گے۔

یہ سلسلہ تقریباً ایک ماہ تک بڑی پابندی سے چلتا رہا جب زخم اچھا ہو گیا اور آپ خود چلنے کے قابل ہو گئے تو یہ سلسلہ ختم ہوا کرسی اٹھانے والے چار آدمیوں میں سے التزام کے ساتھ اکثر میں (حسنین رضا خان) بھی ہوتا تھا اس عمل کو میں اپنی بخشش کا بڑا ذریعہ سمجھتا ہوں نماز تو نماز ہے ان کی جماعت کا ترک بھی بلا عذر شرعی شاید کسی صاحب کو یاد نہ ہوگا۔ (سیرت اعلیٰ حضرت، صفحہ 44-45)

یہ تھی امام احمد رضا کے شب و روز کی ایک جھلک! اللہ کا خوف، شریعت مصطفیٰ کا پاس و لحاظ اتنا تھا کہ پیر میں شدید زخم ہونے کے باوجود نماز تو نماز جماعت کو بھی ترک نہیں کیا، ایسی حالت میں بھی جماعت کا اہتمام کیا، ان واقعات سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ قرآن مجید کی آیت ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا'' کے سچے مصداق تھے جیسا کہ دنیا والوں نے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا، آپ کی زندگی میں اس قسم کے بے شمار واقعات ملتے ہیں، جس سے آپ کے شریعت کے عامل ہونے کا ثبوت ملتا ہے، آپ نے پوری زندگی سنت مصطفیٰ پر عمل کرتے ہوئے گزاری، آپ بہت بڑے عاشق رسول ﷺ تھے، آپ کی شاعری عشق مصطفیٰ کی بہترین مثال ہے، مولیٰ ہمیں بھی عشق مصطفیٰ میں سنت مصطفیٰ پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما، آمین بجاہ سید المرسلین۔ ◆

ص ۵۴ رکا بقیہ..........................

کبھی تاریخ کے صفحات میں گم ہو نہیں سکتا
کچھ ایسا کارنامہ معتبر احمد رضا کا ہے
مخالف ہر طرح سے ہو گئے ناکام اے گوہر
مگر پھر بھی یہاں روشن اثر احمد رضا کا ہے

رحمٰن بھی راضی رہے اور خوش رہے شیطان بھی

(از: نعمت اللہ خاں علیمی)

ہمیں بحیثیت مسلمان ہر وقت صرف اور صرف اپنے رب جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر اللہ و رسول راضی ہو گئے تو دنیا اور اہل دنیا ہمارے لئے مسخر ہو جائیں، ہماری عزت واحترام کریں گے اور ہر گام پر کامیابیاں ہمارے قدموں میں ہوں گی اور اگر ہم اہل کفار کو راضی کرنے کی کوشش میں لگ گئے تو ہماری دنیا و آخرت دونوں تباہ و برباد ہو جائیں گے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم۔ (القرآن) اور تم سے یہود و نصاریٰ اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔“

بھارت میں صرف لوگ بدل گئے ہیں، یہود کی جگہ پر آپ ہنود سمجھ لیجیے! پروردگار عالم کا خطاب صرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ ان کی امت سے بھی ہے، یہ آیت کریمہ مسلمانوں کو قیامت تک کے لئے ایک سبق دے رہی ہے، کہ غیر مسلم تم سے اسی وقت خوش ہو سکتے ہیں جب تم ان کے مذہب کی پیروی کرو، ہولی مناؤ دیوالی مناؤ، درگا پوجا میں شامل رہو، کانوڑ یاترا میں شامل رہو، ماتھے پر تلک لگا کر ان کے ساتھ جے شری رام کے نعرے لگاؤ، ان کے مذہبی اور بت پرستی کے دنوں کی انہیں مبارکباد دو اور یوگا کرو! اب آپ کے اوپر ہے کہ آپ اللہ اور رسول کو راضی کرنا چاہتے ہیں کہ ہنود کو؟

لگے ہاتھوں یہ بھی جان لیں کہ ہنود کا تعلق یہود سے دور حاضر میں بہت ہی گہرا ہے، کبھی ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا انگریزوں کے لیے کہ ”عفرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے“ ان کا یہ شعر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ ہنود کے لئے ”ہنود کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے“ اور ہے، بالکل ہے، آج یہ مسلمانوں کی دشمنی میں یہودیوں سے رشتہ جوڑ کر مسلمانوں کی ہمیشہ دل آزاری کیا بقیہ ص ۴۶ ر پر

یقیناً خدا موجود ہے

(از: سوشل میڈیا)

ایک عالم نے ایک بڑھیا کو چرخہ کاتتے دیکھ کر فرمایا: بڑی بی! ساری عمر چرخہ ہی کاتا یا کچھ اپنے خدا کی پہچان بھی کی؟ بڑھیا نے جواب دیا: بیٹا! سب کچھ اسی چرخہ میں دیکھ لیا، فرمایا: بڑی بی! یہ تو بتاؤ کہ خدا موجود ہے یا نہیں؟ بڑھیا بقیہ ص ۱۷ ر پر

فضیلت اور خدمت کے لحاظ سے والدین کا مقام

فضیلت اور ادب کے لحاظ سے والد، والدہ پر مقدم ہے اور خدمت کے لحاظ سے والدہ کو اولین حیثیت حاصل ہے۔

(از: مولانا عاشق علی مصباحی
دارالعلوم غریب نواز نانديڑ

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث ہے:

”عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ‘فقال يا رسول الله! من أحق بحسن صحابتي؟ فقال” أمك“ قال ثم من؟ قال ”أمك“ قال ثم من؟ قال ”أمك“ قال ثم من؟ قال ”ثم ابوك۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 5971)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک صحابی رسول حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کے سب سے زیادہ حق دار کون ہیں؟

آپ نے فرمایا تمہاری والدہ زیادہ حق دار ہے! انھوں نے پھر عرض کیا، پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری والدہ زیادہ حق دار ہے! انھوں نے پھر عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری والدہ ہی تمہارے حسن سلوک کی زیادہ حق دار ہے جب صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ پھر عرض کیا کہ حسن سلوک کے زیادہ مستحق کون ہیں؟ تب آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے والد بقیہ ص ۴۲ ر پر

مختصرات

منظومات

ہے فصیل شہر الفت پر لکھا نام رضا

از: سید خادم رسول عینی، بھدرک

ہو گیا سب پر عیاں، کس جا چھپا نام رضا
اشتہارات فلک میں بھی چھپا نام رضا

اہل حق کو، صوفیوں کو دے گیا نام رضا
معرفت کا اور حقیقت کا پتہ نام رضا

دیکھتے ہیں اہل دل اہل محبت جا بجا
ہے فصیل شہر الفت پر لکھا نام رضا

داد دی ہے حاسدوں نے بھی ہمیں بے ساختہ
جب زباں پر آ گیا شعر رضا نام رضا

ہو گیا تھا حق و باطل کا وہیں پر امتیاز
سنیوں نے، رضویوں نے جب لیا نام رضا

ہو گئی میری رسائی معرفت کے شہر تک
میرے مرشد نے مجھے سکھلا دیا نام رضا

بقیہ ص ۲۷/ پر

نبی کے باغیوں کے دل میں ڈر احمد رضا کا ہے

از: محبوب گوہر اسلام پوری

ہمیشہ پھولتا پھلتا شجر احمد رضا کا ہے
بڑا خوش ذائقہ ہر اک ثمر احمد رضا کا ہے

ہے جس کی ذاتِ عالی مرتبت پہ ناز تقوی کو
خدا کے فضل سے ایسا پسر احمد رضا کا ہے

کبھی مرعوب ہو سکتا نہیں باطل کی بھبکی سے
دِوانہ خود ہی بیباک و نڈر احمد رضا کا ہے

نہ جانے کس گھڑی کلک کا وار ہو جائے
نبی کے باغیوں کے دل میں ڈر احمد رضا کا ہے

کسے اسلاف کی خدمات سے انکار ہے لیکن
ہے جو کچھ اس صدی میں سربسر احمد رضا کا ہے

کرے پسپا جو تنہا قوت باطل کو میداں میں
بتاؤ؟ کا کا ہے، ایسا جگر احمد رضا کا ہے

بقیہ ص ۵۲/ پر

کون ہے جس سے گھٹے عزتِ اعلیٰ حضرت

از: فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان

ہر زباں پر ہے رَواں مِدحت اعلیٰ حضرت
واہ کیا شان ہے، کیا شوکتِ اعلیٰ حضرت

اونچے اونچوں کو پتہ اُن کے قدم کا نہ ملا
جانے کس اَوج پہ ہے رفعت اعلیٰ حضرت

ہر سطر عشقِ رسالت کی گواہی دے گی
دل کی آنکھوں سے پڑھو سیرتِ اعلیٰ حضرت

چودھویں کا وہ مجدد ہوا بدرِ کامل
ختم ہو گی نہ کبھی طلعت اعلیٰ حضرت

عشقِ سرکار نے ممتاز کیا ہے اُن کو
کون ہے جس سے گھٹے عزتِ اعلیٰ حضرت

بغض والوں کی نظر اُن کا عُلو کیا سمجھے
عشق والوں سے سنو! عظمتِ اعلیٰ حضرت

بقیہ ص ۲۷/ پر

واصف احمد مختار بریلی والے

از: محمد جسیم اکرم مرکزی

مہبط بہجۃ الاسرار بریلی والے
منبع زبدۃ الآثار بریلی والے

کہتے ہیں معجزۂ شاہ مدینہ جن کو
خلق وحدت میں وہ شہکار بریلی والے

ہر ادا ان کی ہے تصویر شہنشاہ عرب
واہ کیا عاکسِ کردار بریلی والے

آپ سا ہند میں آیا نہیں کوئی اب تک
واصف احمد مختار بریلی والے

موہ لیتا ہے دل بلبل باغ جنت
آپ کا لہجۂ گفتار بریلی والے

بہر دیدار تڑپتے ہوئے اے ماہ جبیں
بڑھ گیا درد دل زار بریلی والے

بقیہ ص ۳۴/ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इशाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

AUGUST - 2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan



عالم اسلام کو

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مبارک ہو

ربیع الاول ۱۴۴۵ھ / ستمبر ۲۰۲۳ء

SEPTEMBER-2023 Rs. 30/-

جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری بریلوی

مدیر اعلیٰ ... مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

- عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جائز یا ناجائز
- میلاد مصطفیٰ کے عالم گیر مقاصد
- عید میلاد النبی! قرآن و حدیث کی روشنی میں
- تحفظ ناموس رسالت اور امام اہل سنت

- موجودہ فتنۂ ارتداد
- قرآن کا چیلنج اب بھی باقی ہے
- قرآن کی بے ادبی کیوں؟
- عہد حاضر کے دینی جلسے
- کیا یہ سب مسلمان تھے؟
- مسلم معاشرے میں بیوہ
- مسلمانوں اپنا محاسبہ کرو

- بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر
- مسواک! سائنس کے تناظر میں
- خواتین پر رحمت عالم کے احسانات
- اسلام کا دشمن اسلام کی آغوش میں
- عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

مدیر: مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی



مركز الدراسات الإسلامية
جامعة الرضا
بریلی شریف یوپی، ہند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار: امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ وجانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

بانی و سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۹
Issue No. 09
Vol. 8 جلد نمبر ۸

ربیع الاول ۱۴۴۵ھ
ستمبر ۲۰۲۳ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار
محمد تمہید خان عرشی — فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) — آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

ہدایت

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

نوٹ

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003

Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com

Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

اداریہ

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جائز یا ناجائز؟

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ربیع الاوّل جیسے ہی اپنی تمام تر بہاروں اور رعنائیوں کے ساتھ افق عالم پر جلوہ فگن ہوتا ہے، اہل ایمان کے قلب وجگر ایک فطری کیف وسرور سے جھوم اٹھتے ہیں، ایمان وایقان میں جوش وامنگ کی ایک سرمدی لہر دوڑ جاتی ہے، خوشیاں اور سرمستیاں مؤمنین کے سراپے میں مجسم نظر آتی ہیں، شیدائیان اسلام کی گلیاں یوم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تاریخ ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جشن کا سماں پیش کر رہی ہوتی ہیں اور ہر ایک فرد اپنی بساط بھر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار واہتمام میں مصروف نظر آتا ہے اور اپنے لئے دارین میں سرخ روئی کا سامان مہیا کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر اظہار فرحت ومسرت، ولادت سے قبل وبعد کے واقعات پر مشتمل بیانات، خاص ولادت کی شب میں کثرت صدقات وخیرات، دعوت طعام وغیرہ کا انعقاد جیسے دیگر مستحسن امور کوئی جدید عمل نہیں بلکہ صدیوں سے سلفاً وخلفاً اکابرین امت اور سلاطین ملت کا معمول رہا ہے، چنانچہ ابن جوزی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

”لا زال أهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي صلي الله عليه وآله وسلم، ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الأول ويهتمون اهتمامًا بليغًا علي السماع والقرأة لمولد النبي صلي الله عليه وآله وسلم، وينالون بذلك أجرًا جزيلاً وفوزًا عظيما- یعنی مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام، یمن الغرض مشرق سے مغرب تک تمام بلادِ عرب کے باشندگان ہمیشہ سے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں، جب وہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے تو حد درجہ خوشیاں مناتے، ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجر وکامیابی حاصل کرتے۔“ (بیان المیلاد النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۵۸)

ہم نے اس کتاب میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ۱۲ ربیع النور یعنی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مناسبت سے قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ ومحدثین سے ۱۲ — ۱۲ دلائل وبراہین درج کئے ہیں تاکہ اختصار بھی رہے اور ۱۲ ربیع النور کی برکات وحسنات بھی حاصل ہوجائیں، یہی ان قلوب واذہان کے لئے کافی ووافی اور مرض گمرہی کے لئے شافی ہیں اور اگر ختم اللہ علی قلوبھم کے تحت مہر لگ گئی ہے تو سمجھ لیجئے اب ہم اور آپ کچھ کر نہیں سکتے، ان کے لئے دلائل وبراہین کے لاکھوں صفحات بھی سوائے ردّی کے ڈھیر کے کوئی معنیٰ نہیں رکھتے۔

واضح ہو کہ اسلام میں کسی کام کے جائز وناجائز ہونے کا دارومدار اس بات پر نہیں کہ وہ کام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کیا یا نہیں کیا، بلکہ مدار اس بات پر ہے کہ اس کام سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے یا نہیں؟ اگر منع فرمایا ہے تو وہ کام ناجائز ہے اور اگر منع نہیں فرمایا تو جائز ہے، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

”سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن السمن والجبن والفراء . فقال: الحلال ما أحل الله في كتابه والحرام

ما حرم الله في كتابه و ما سكت عنه فهو مما عفا عنه۔ یعنی نبی کریم ﷺ سے گھی، پنیر اور چمڑے کے لباس کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال فرمادیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جس چیز کے بارے میں اللہ عزوجل خاموش رہا تو وہ اس قبیل سے ہے جسے اللہ نے معاف فرمادیا ہے۔''

(ترمذی شریف، ج۱رص ۳۰۳)

فقہ اسلامی کا یہ قاعدہ ہے''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ۔ یعنی تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں۔'' کسی چیز کے ناجائز وحرام ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس سے سنت و شریعت کی مخالفت یا کسی سنت کا ترک لازم آئے، محض اس کا نیا ہونا اس کے ناجائز وحرام ہونے کے لئے کافی نہیں، جیسا کہ آج کل کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ شریعت میں''ہر نیا کام گمراہی ہے'' یہ خیال بذات خود گمراہی ہے، دراصل ان لوگوں کو حدیث پاک''کل بدعۃ ضلالۃ۔ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے'' سے مغالطہ لاحق ہوا، دراصل یہاں بدعت سے مراد ہر وہ نئی چیز ہے جو مخالف سنت و شریعت ہو، اگر بدعت سے مراد مطلقاً ہر نئی چیز لی جائے تو آج''بدعت'' کے ارتکاب کے بغیر کسی کا چند قدم چلنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جس کی مثال زمانۂ نبوت اور دورِ صحابۂ کرام میں نہ ہو، بدعت کی دو قسمیں ہیں، ایک بدعت حسنہ، دوسری بدعت سیئہ! بدعت حسنہ وہ نیا کام ہے جو کسی سنّت کے خلاف نہ ہو جیسے پریس میں قرآن پاک اور دیگر دینی کتب کی طباعت، عالیشان مساجد کی تعمیر، دینی مدارس کا قیام، درس نظامی کا نصاب، محفل ختم بخاری، قرآن وحدیث کا ترجمہ، قرآن کریم پر زیر، زبر، پیش لگانا، علم نحو وصرف، تدوین اصول فقہ، تراویح کی جماعت، تبلیغی چلّہ، نئے نئے عمدہ کھانے، نیاز وفاتحہ، محفل میلاد، عرس وجلوس وغیرہ۔

اب اگر مذکورہ کاموں کو بھی اس بدعت میں شمار کرلیا جائے جو معترضین مراد لیتے ہیں، تو اس میں سب سے پہلے اعتراض کرنے والوں کا ہی نمبر آئے گا، کیوں کہ زیادہ تر عالی شان مساجد انھیں کے یہاں پائی جاتی ہیں، بڑے بڑے مدارس کی کثرت بھی انھیں کے یہاں ہے، محفل ختم بخاری سے ان کا کوئی بھی مدرسہ خالی نہیں، قرآن کی رنگین طباعت بھی انھیں کی بدعت ہے، علم نحو وصرف اور اصول کی کتابوں کی ترتیب وتصنیف، ترجمہ وتخریج کا کام بھی انھیں کے یہاں زیادہ ہے، نیاز وفاتحہ، عرس وجلوس اور میلاد کو ضرور یہ لوگ بدعت مانتے ہیں لیکن چلّہ کشی اور اس میں ایک سے بڑھ ایک لذیذ اور عمدہ کھانوں میں تو ان کا کوئی جواب ہی نہیں، کیا یہ سارے کام زمانۂ نبوت اور دورِ صحابہ سے ثابت ہیں؟ ظاہر ہے نہیں! تو پھر انھیں بھی بدعت کیوں نہیں کہتے؟

بدعت سیّئہ وہ چیز ہے جو کسی سنّت کے خلاف ہو یا کسی سنّت کو مٹانے والی ہو جیسے عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبۂ جمعہ و عیدین، نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال! کہ اس سے''مکبّر'' کی سنت ترک ہوتی ہے، حدیث پاک میں بدعت کی اسی قسم کو''کل بدعۃ ضلالۃ'' کہا گیا ہے، چنانچہ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

''معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نکلا اور ظاہر ہوا بدعت کہلاتا ہے پھر اس میں سے جو کچھ اصول کے موافق اور قواعد سنّت کے مطابق ہو اور کتاب وسنّت پر قیاس کیا گیا ہو''بدعت حسنہ'' کہلاتا ہے اور جو ان اصول وقواعد کے خلاف ہوا سے''بدعت ضلالت'' کہتے ہیں اور کل بدعۃ ضلالۃ کا کلیہ اس دوسری قسم کے ساتھ خاص ہے۔''

(اشعۃ اللمعات مترجم، ج۱رص ۴۲۲)

کسی بندے کو قبول حق کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ ورسول نے جسے حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جسے حلال فرمایا وہ حلال! جب واضح طور پر قرآن وحدیث میں حلال وحرام چیزیں بیان کردی گئیں تو اب اپنی طرف سے کسی جائز ومستحسن کام کو ناجائز وحرام کہنا خدا ورسول پر بہتان عظیم باندھنا ہے جو بہت بڑی جسارت اور حبط ایمان واعمال کا سبب ہے۔

بقیہ ص ۳۵ رپر

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

میلادِ مصطفیٰ کے عالمگیر مقاصد

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم

ربیع الاوّل کا مہینہ اُمتِ مسلمہ کے لیے بڑی خاص اہمیت کا حامل ہے، اس مبارک ماہ کی بارہ 12 تاریخ کو مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی، رحمتِ عالمیان ﷺ اس دنیا میں انسانِ کامل، اور ہادئ عالم بن کر تشریف لائے، رسولِ کریم ﷺ کے وُجودِ مسعود کے طفیل اس دنیا سے ظلمت وجہالت کے تاریک اور سیاہ بادل چھٹے، سسکتی انسانیت کو سہارا ملا، دُکھی اور بے سہارا لوگوں کو فرحت، مسرّت اور شادمانی نصیب ہوئی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ ربّ العالمین کا خاص فضل وکرم، احسان، نعمت اور رحمت نصیب ہوئی۔

حُسنِ ولادت سرکار سے ہوا روشن
مِرے خدا کو بھی پیاری ہے بارہویں تاریخ

خالقِ کائنات نے ہمیں بے حساب نعمتوں سے نوازا ہے، مگر جس نعمت کو خاص طور پر عطا فرما کر مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا اور جتایا، وہ رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارک ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہوا، کہ اُن میں اُنہیں میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتے ہیں، انہیں پاک کرتے ہیں، انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں، اور اِس سے پہلے وہ لوگ ضرور کھلی گمراہی میں تھے"۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکت کو، واضح طور پر اپنا فضل واحسان قرار دیا، اور رسولِ کریم ﷺ کے اوصاف کا ذکر فرمایا۔

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجیے

ذکرِ میلاد اور قرآنِ کریم

بارہ 12 ربیع الاوّل کے موقع پر محافلِ میلاد میں، حمد ونعت شریف کے بعد بیان اور تقاریر کی صورت میں، حضور نبیٔ کریم ﷺ کے اَوصاف وکمالات اور ولادتِ باسعادت کے وقت، رُونما ہونے والے واقعات بیان کرنا ذکرِ میلاد ہے، اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں متعدد انبیائے کرام علیہم السلام کی ولادتِ باسعادت کا ذکر فرمایا ہے، حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت شریفہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ﴿وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ﴾ "مجھ (عیسیٰ علیہ السلام) پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی آمد کا چرچا، گزشتہ اُمتوں میں بھی بلند فرمایا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾ "(یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا، اور اُس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اُن کا نام احمد ہے"۔

سرکارِ اَبد قرار ﷺ کی ولادتِ باسعادت اور تشریف آوری، تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ "ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا"۔

اللہ کا خاص فضل ورحمت

نبی کریم ﷺ کا اس دنیا میں تشریف لانا، اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ورحمت اور نعمتِ خداوندی ہے، ہمیں چاہیے کہ اللہ ربّ العالمین کے اس خصوصی فضل وکرم پر اس کا زیادہ سے زیادہ شکر بجا لائیں، اس کے فرمانبردار بندے بنیں، اس کی اِطاعت کریں، اس کے دیے ہوئے اَحکام پر عمل کریں، جن کاموں سے روکا گیا ہے ان سے اجتناب کریں، اور اس کی طرف سے فضل، رحمت اور نعمت کے حُصول پر شکر بجالائیں، نیز خوشی ومسرّت کا اظہار کریں؛ کہ یہ حکمِ الٰہی کے عین مطابق ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ "اے حبیب! آپ فرمادیجیے، کہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور اُسی کی رَحمت پر چاہیے کہ وہ خوشی منائیں، وہ ان کے سب دَھن دولت سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں"۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "یہاں فضلِ الٰہی سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذاتِ والاصفات ہے"۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دُھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

نعمتِ الٰہی کا خوب چرچا کرنا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنی نعمتوں کا خُوب چرچا کرنے کا حکم دیا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ "اپنے رب کی نعمت کا خُوب چرچا کرو"۔ اب آپ خود ہی بتائیے کہ رحمتِ عالَم ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے بڑھ کر بھلا کونسی نعمت ہوسکتی ہے؟

لہٰذا معلوم ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا ہر سال ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ 12 تاریخ کو جشنِ عیدِ میلادالنبی منانا، نہادھو کر صاف ستھرے کپڑے پہننا، چراغاں کرنا، گھروں پر جھنڈے لگانا، لوگوں کو کھانا کھلانا، پانی کی سبیلیں لگانا، جلوس نکانا، اجتماعِ ذکر ونعت کا اہتمام کرنا، اور شرعی حُدود وقیود کی پاسداری کرتے ہوئے، شکرِ نعمتِ الٰہی کے طَور پر خوشی اور مسرّت کا اظہار کرنا، شرعاً دُرست، جائز اور حُصولِ اجر وثواب کا باعث ہے!

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہوجائیں جل جانے والے

اللہ تعالیٰ کا احسان یاد رکھنا ہے

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نَجات دِلا کر، انہیں دریا کے بیچوں بیچ راستہ دے کر، اور بادَل کو سائبان بنا کر ان پر احسان فرمایا، اور پھر ان کی نسلوں کو یہ احسان یاد رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ﴾ "اے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا!"۔

صدرالافاضل علّامہ سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "یاد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اِطاعت وبندگی کرکے شکر بجالاؤ؛ کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا ہی اس کا بھلانا ہے"۔

لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ جیسی عظیم اور بے مثال نعمت واحسانِ خداوندی کا شکر یہی ہے، کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کیا جائے، سرورِ کونین ﷺ کے اَوصاف، کمالات اور معجزات کو سُنایا جائے، اپنے قول وفعل سے محبتِ مصطفیٰ کا اظہار کیا جائے، حضور سیّدِ عالَم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ اور تعلیمات پر عمل کیا جائے، رحمتِ عالمیان ﷺ کی تعظیم وتوقیر کی جائے، اپنی نسلوں کو اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم سے آگاہ کیا جائے، ان کے دِلوں میں محبت رسول کی شمع فروزاں کی جائے وغیرہ وغیرہ۔ اور اس کی سب سے بہتر صورت یہ ہے، کہ جشنِ میلاد کو خُوب دُھوم دھام سے منایا جائے؛ کیونکہ جشنِ عیدِ میلادالنبی وہ واحد مذہبی مناسبت ہے، جس میں شکرِ الٰہی بجالانے کی تمام ممکنہ صورتوں پر، ایک ساتھ عمل کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اس مبارک موقع پر غلامانِ رسول خوشی اور مسرّت کا اظہار کرتے ہیں، اپنی گلی محلوں کو سجاتے ہیں، تلاوتِ قرآنِ کریم کرتے ہیں، محافلِ نعت کا اہتمام کرتے ہیں، ساری رات جاگ کر عبادت کرتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، ذکر واَذکار کرتے ہیں، یومِ میلاد کی خوشی میں روزہ رکھتے ہیں، اپنے عزیز

واَقارب سے ملتے ملاتے، ان کی دعوتیں کرتے، اورانہیں عیدِ میلاد کی مبارکباد دیتے ہیں۔

الغرض مختلف صورتوں میں اللہ تعالی کے احسانِ عظیم کا عملی طَور پر شکر بجالاتے ہیں، لِہٰذا بعض لوگوں کی جانب سے اس نیک اور متعدِد سعادتوں کے حامل امر کو، شرک وبدعت قرار دینا، اسے حرام کہنا، نسلِ نَو کو دینِ اسلام سے متنفر اور دُور کرنے کے مترادِف ہے۔ ایسوں کو چاہیے کہ کفر و الحاد اور فتنہ وفساد کے اس دَور میں، دینِ اسلام کو در پیش چیلنجز (Challenges) کو سمجھیں! وقت کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھیں! شرک وبدعت کی گردان کرکے مسلمانوں کو دینِ اسلام سے مزید دُور نہ کریں! بلکہ اپنے مَوقف پر نظرِ ثانی کریں!

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جُویاں رہے
پھر کہے مَردَک کہ ہوں اُمّت رسول اللہ کی

عذاب میں کمی کا سبب

رحمتِ عالمیان ﷺ کی ولادت کی خوشی منانا خیر وبرکت کا مُوجب ہے، یہ ایک ایسا عظیم عمل ہے جسے کرنے سے دنیا وآخرت کی بھلائیاں، اور متعدد فوائد وثمرات حاصل ہوتے ہیں، مسلمان تو مسلمان، اس عملِ خیر کی برکت سے سخت کافر و مشرک بھی محروم نہیں رہتے، انہیں بھی حضور ﷺ کے صدقے کچھ نہ کچھ حصّہ عطا ہو ہی جاتا ہے۔ امام ابنِ حجر عسقلانی نے امام سہیلی کے حوالے سے بیان فرمایا کہ حضرت سیّدنا عباس نے فرمایا: «لَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ، فَقَالَ: مَا لَقِيتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ» "جب ابولہب مرگیا تو میں نے اُسے ایک سال بعد خواب میں بُرے حال میں دیکھا، کہتا ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا، لیکن ہر پیر کے دن میرے عذاب میں کمی کردی جاتی ہے"۔

حضرت سیّدنا عباس عذاب میں اس کمی کی وجہ خود بیان فرماتے ہیں» :وَذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ وُلِدَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهٖ فَأَعْتَقَهَا« "(عذاب میں کمی کا سبب) یہ ہے، کہ پیر شریف کے دن حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی، اور ثُویبہ (باندی) نے ابولہب کو حضور کی ولادتِ باسعادت کی خوشخبری سنائی تھی، اس پر اُس نے ثویبہ کو آزاد کردیا تھا"۔

جلیل القدر محدِّث حضرت امام ابنِ جزری اِس حدیثِ پاک پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے (جس کی مذمّت قرآنِ مجید میں نازل ہوئی) کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی کا اظہار کرنے پر، اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے، تو نبیٔ کریم ﷺ کے اس اُمّتی، توحید ورسالت کا دم بھرنے والے، مؤمن مسلمان کی جزا کا کیا حال ہوگا؟ جو حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتا ہے!"

وہی دُھوم ہے اُن کی ما شاء اللہ
مِٹ گئے آپ مِٹانے والے

میلادِ مصطفی بزبانِ مصطفی

میلاد النبی کی مُروّجہ محفلوں اور اجتماعِ ذکر ونعت میں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے اَوصاف وکمالات کا ذکرِ خیر ہوتا ہے۔ ولادتِ پاک کا ذکر کرنا، بوقتِ ولادت رُونما ہونے والے واقعات بیان کرنا، خود تاجدارِ رسالت ﷺ سے بھی ثابت ہے۔

صحابۂ رسول حضرت سیّدنا عرباض بن ساریہ کہتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا» :إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَأَبِي مُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهٖ، وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ: أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسٰى، وَرُؤْيَا أُمِّي آمِنَةَ الَّتِي رَأَتْ« "میں اُس وقت سے اللہ کا بندہ اور آخری نبی ہوں، جب میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام بھی مٹی کی شکل میں تھے، اور میں اس بارے میں تمہیں خبر دیتا ہوں، کہ میں اپنے باپ حضرتِ ابراہیم کی دعا، حضرتِ عیسیٰ کی بِشارت اور اپنی والدہ حضرت آمنہ کا خواب ہوں"۔

حضرت سیّدنا عرباض بن ساریہ کہتے ہیں، کہ جس طرح گزشتہ انبیاء کی ماؤں نے خواب دیکھا، رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے بھی آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے وقت،

ایک ایسا نُور دیکھا جس کی بدَولت ملکِ شام کے محلّات اُن پر روشن ہو گئے۔ پھر صحابہء رسول نے سورۃ احزاب کی یہ آیات تلاوت فرمائیں: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ * وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ "اے غیب کی خبر دینے والے (نبی)! یقیناً ہم نے آپ کو حاضر گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، اللہ کے حکم سے اُس کی طرف بلانے والا، اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا"۔ لہٰذا ذکرِ میلاد کرنا قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے، اور یہ عمل کثیر خیر وبرکت کے ساتھ، بڑے اجر وثواب کا بھی حامل ہے۔

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

میلادِ مصطفیٰ منانے کے مقاصد

ہم مسلمان ہر سال ماہِ ربیع الاوّل میں اپنے پیارے نبی ﷺ سے اپنی عقیدت ومحبت کے اظہار کے لیے، بھرپور طریقے سے جشنِ عیدِ میلاد النبی مناتے ہیں، اور اس کے لیے خوب اہتمام کرتے ہیں، یہ بڑا اچھا عمل ہے، اسے شرعی حُدود میں رہتے ہوئے ضرور جاری وساری رکھا جانا چاہیے! لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بات بھی خوب اچھی طرح معلوم ہونی چاہیے، کہ میلادِ مصطفیٰ منانے کے مقاصد کیا ہیں؟ جشنِ میلاد النبی منانے کے لیے اتنا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے؟ اس سلسلے میں چند خاص خاص باتیں حسبِ ذیل ہیں:

نعمتِ الٰہی کا اظہار

خالقِ کائنات ﷺ کا بے پناہ شکر ہے، کہ اس نے ہمیں دولتِ ایمان سے نوازا، اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امّت میں پیدا فرمایا، حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا ہونا ایک ایسا عظیم شرف ہے، جس پر اللہ ربّ العالمین کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا حبیب عطا فرما کر، ہم گنہگاروں پر احسانِ عظیم فرمایا! لہٰذا نعمتِ الٰہی کے اظہار کے طَور پر ہمیں چاہیے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، اپنی سیرت وصورت کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، اور میلادِ مصطفیٰ کی محافل کا کثرت سے انعقاد کریں؛ تاکہ امتِ مسلمہ کو سرورِ دوجہاں ﷺ کے مقام ومرتبہ سے آگاہی دی جاسکے، نیز انہیں بتایا جاسکے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب عطا فرما کر ہم پر کتنا بڑا احسان فرمایا ہے!۔

تعظیمِ رسول سے آگاہی

برادرانِ اسلام! رحمتِ عالمیان ﷺ کا ادب، احترام اور آپ کی تعظیم، پوری کائنات میں سب سے زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنے حبیب کریم ﷺ کی تعظیم، ادب اور احترام کے بارے میں واضح طور پر حکم فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اونچی نہ کرو! اور ان کے حضور چلّا کر بات نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چلّاتے ہو!؛ کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت (ضائع) ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو!"۔

صدر الافاضل علّامہ سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی فرماتے ہیں کہ "اس آیتِ مبارکہ میں حضور ﷺ کا اِجلال واِکرام اور ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا ہے، اور حکم دیا گیا ہے کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں، جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں! بلکہ کلماتِ ادب وتعظیم وتوصیف وتکریم والقابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو؛ کہ ترکِ اَدب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے!"۔

غیر شرعی اُمور سے پاک، جشنِ میلاد منانے کا ایک مقصد حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم، ادب اور احترام بجالانا، اور لوگوں کو اس سلسلے میں آگاہی دینا بھی ہے۔ مفسّرِ قرآن شیخ اسماعیل حَقّی "تفسیر رُوح البیان" میں فرماتے ہیں کہ "میلاد شریف منانا حضور ﷺ کی تعظیم میں سے ہے، جبکہ وہ مُنکَرات (غیر شرعی اُمور) سے پاک ہو، اِمام سُیوطی نے فرمایا کہ ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ باسعادت پر اِظہارِ شکر کرنا مستحب ہے"۔

سنّت کی پَیروی

حضور نبی کریم ﷺ بارگاہِ خداوندی میں اظہارِ تشکُر کے طَور پر، اپنی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں، ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے، "مسلم شریف" کی حدیث ہے، حضرت سیّدنا ابوقتادہ انصاری فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزہ سے متعلق پوچھا گیا، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا» فِيْهِ وُلِدْتُ، وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ« "اِسی دن میری ولادت ہوئی، اور اِسی دن مجھ پر (پہلی بار) وحی نازل ہوئی"۔

لہٰذا سنّتِ مصطفیٰ کی پیروی میں بارہ 12 ربیع الاوّل کے موقع پر، مسلمانوں کا روزہ رکھنا بھی میلادِ مصطفیٰ منانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب

حضور رحمۃٌ للعالمین ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب دینا، بھی جشنِ میلادِ مصطفیٰ کے مقاصد میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنے حبیب کریم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب بیان فرمائی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ "یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی پیروی ہی بہتر ہے"۔

مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی حیاتِ طیّبہ، سارے انسانوں کے لیے نمونۂ حیات ہے، زندگی کا کوئی بھی شعبہ اس سے باہر نہیں، رب تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا، لہٰذا کامیاب زندگی وہی ہے جو اُن کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا سونا جاگنا حضور ﷺ کے نقشِ قدم پر ہو جائے، تو یہ سارے کام عبادت بن جاتے ہیں"۔

جشنِ عیدِ میلاد کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں میں، مذہبی جوش ووَلولہ خوب پایا جاتا ہے، نیکیوں اور عبادت کی طرف رغبت بڑھ جاتی ہے، لہٰذا علمائے دین اُمت کی خیرخواہی کے جذبہ سے، لوگوں کو سیرتِ نبوی سے آگاہ کرتے ہیں، اور انہیں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب دلاتے ہیں۔

اتحاد، یگانگت اور امن ورَوا داری کا فروغ

آج دنیا میں ہر طرف نفرت وعداوت کے جراثیم (Germs) پنپ رہے ہیں، لسانیت وقَومیت (Linguistics and Nationality) کی بنیادوں پر لڑائی جھگڑے اور فسادات برپا ہیں، مُعاشرے میں عدم برداشت، نااتفاقی اور بدامنی مسلسل بڑھ رہی ہے۔ میلادِ مصطفیٰ منانے کا ایک اہم مقصد، مُعاشرے میں اتحاد، یگانگت اور امن ورَوا داری کا فروغ بھی ہے، میلادِ مصطفیٰ کے جلسے جلوس اور ریلیوں (Rallies) کے ذریعے، باہم اُخوت، محبت اور ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے، اتحاد واتفاق کا درس ملتا ہے، اجتماعیت کی سوچ پیدا ہوتی ہے، لسانیت، قَومیت اور غربت وامارت کی بنیادوں پر پیدا ہونے والی سطحی سوچ کا خاتمہ ہوتا ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جشنِ عیدِ میلاد کا خوب اہتمام کریں، اس مقدّس مذہبی مناسبت کو خوب جوش وجذبہ سے منائیں، اللہ تعالیٰ کا خوب شکر بجا لائیں، اپنا وقت ذکر واَوراد میں گزاریں، پنج وقتہ نماز پابندی سے باجماعت ادا کرنے کی پکی نیّت کریں، بارہ 12 ربیع الاوّل کو بالخصوص، اور ہر پیر شریف کو بالعموم روزہ رکھیں، محافلِ میلاد میں منکَراتِ شرعیہ سے اجتناب کریں، لوگوں کی حق تلفی سے بچیں، سرورِ کائنات ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کا خوب مُطالعہ کریں، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی پختہ عادت بنائیں، اور خوب ذَوق وشَوق سے جشنِ عیدِ میلادالنبی منائیں!

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ

اے اللہ! ہمیں رسولِ اکرم ﷺ کی سنّت وسیرت اور تعلیمات پر خوب عمل کی توفیق عطا فرما، ان کا ادب واحترام کرنے کی سعادت نصیب فرما، حضورِ اکرم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کی پیَروی کا جذبہ عنایت فرما، دینِ متین کی بےلَوث خدمت کی توفیق عطا فرما، ایک اچھا اور باعمل مسلمان بنا۔ اور ہمارے

عقائد واعمال کی حفاظت فرما، اور اگر ان میں کوئی کمی کوتاہی واقع ہوتو اسے دُور فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالم ﷺ اور صحابۂ کرام کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھر پور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيّدِنا ونبيّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمدلله ربّ العالمين!۔

"ذَوقِ نعت" ردِیف خائے معجمہ، 38۔

پ٤، آلِ عمران.١٦٤ :

"حدائقِ بخشش" دُشمنِ احمد پہ شدّت کیجیے، حصّہ اوّل، 199۔

پ١٦، مریم.٣٣ :

پ٢٨، الصّف.6 :

پ17، الأنبياء.107 :

پ١١، یونس.٥٨ :

"رُوح المعانی" یونس، تحت الآیۃ 58 :، ١١/ ١٤١.و"الدرّ المنثور" یونس، تحت الآیۃ ٥٨ :، ٤/ ٣٦٨.

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سُناتے جائیں گے، 157۔

پ٣٠، الضحٰی.١١ :

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے، 159۔

پ١، البقرۃ.٤٠ :

"تفسیر خزائن العرفان" پ1، البقرہ، زیرِ آیت 40 :، 16۔

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، عرشِ حق ہے مسندِ رِفعت رسول اللہ کی، 152۔

"فتح الباری" کتاب النکاح، تحت ر 5101 :، ٩/ ١٦٦، ١٦٧.

"فتح الباری" کتاب النکاح، تحت ر 5101 :، ٩/ ١٦٧.

"عرف التعریف بالمولد الشّریف" اِرہاصات مولدِہ، ص.٢٢

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، آنکھیں رو رو کے سُجانے والے، 161۔

"مُستدرَک الحاکم" تفسیر سورۃ الأحزاب، ر3566 :، 4/ 1339.

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، سب سے اَولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی، 138۔

پ26، الحُجرات.2 :

"تفسیر خزائن العرفان" پ26، حُجرات، زیرِ آیت 2 :، 947۔

"رُوح البیان" پ٢٦، الفتح، تحت الآیۃ ٢٩ :، ٩/ ٥٦.

"صحیح مسلم" کتاب الصیام، ر٢٧٥٠ :، ص.٤٧٨

پ21، الأحزاب.21 :

"تفسیر نور العرفان" پ21، احزاب، زیرِ آیت 21 :، 671، ملتقطاً۔

"ذَوقِ نعت" ردِیف خائے معجمہ، سحابِ رحمت باری ہے بارہویں تاریخ، 38۔

◆◆◆

ص ٦ ٤ ر کا بقیہ...

کی طرف سے پتھراؤ کیا گیا۔ جتیندر نارائن کمیشن نے آر ایس ایس کو فرقہ وارانہ تشدد کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ 7 اپریل کو تقسیم کیے گئے کتابچے کو حکام کے لیے چیلنج، مسلم اقلیت کے لیے خطرہ اور تشدد پر اکسانے کا ذمہ دار پایا نیز اس کی مذمت بھی کی، آدیواسیوں نے جمشید پور کے معاشی طور پر خوشحال مسلمانوں پر حملہ کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جتیندر نارائن کمیشن آف انکوائری کے مطابق اس فساد میں ایک سو آٹھ (108) افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، جن میں 79 مسلمان اور 25 ہندو تھے۔

دوسرے اندازوں میں مرنے والوں کی تعداد 120 بتائی گئی ہے، جن میں سے نصف سے زیادہ مسلمان تھے۔ کمیشن کے مطابق آر ایس ایس کے عناصر اور مقامی ایم ایل اے دینا ناتھ پانڈے نے اس فساد میں اہم رول ادا کیا۔

.........جاری

از: حافظ افتخار احمد قادری برکاتی*

عید میلاد النبی! قرآن وحدیث کی روشنی میں

اسلامیات

ماہ ربیع النور وہ بابرکت مہینہ ہے جس کی آغوش میں نور مبین کے جلوے تاقیامت چمکتے رہیں گے۔

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے : وذکرھم بایام اللہ۔

ہمیں اس دن کی یاد تازہ کرنی ہے جو یوم ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ وہ مبارک ومسعود مہینہ ہے جس میں اللہ رب العزت کے سب سے پہلے اور آخری نبی جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ اس ماہ مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا جشن منانا، اظہارِ فرحت وسرور کرنا، واقعاتِ میلاد کا تذکرہ کرنا، نہ صرف جائز ومستحسن ہیں بلکہ باعث خیر وبرکت بھی ہے۔

تذکرہ ولادت پاک تو سنت الٰہیہ بھی ہے اور سنت رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم وسنت صحابہ، وتابعین وطریق جملہ مسلمین بھی۔ یہی وجہ ہے کہ صدہا سال سے پوری دنیا کے عامتہ المسلمین وعلمائے راسخین وعارفین ولادتِ باسعادت کے موقع پر ذکر ولادت کرتے اور خوشی مناتے رہے ہیں اور مسلمانانِ عالم میں یہ رائج عمل مولود مقبول ہے۔ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے : یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمؤمنین۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون۔ (پارہ 11 :سورہ یونس :آیت 57/56)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت، اور رحمت ایمان والوں کے لیے، اے محبوب! آپ فرما دیجیے اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ وہ خوشی کریں وہ ان سب کے دھن دولت سے بہتر ہے۔

نصیحت وشفا ورحمت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور تشریف آوری پر موقوف ہے اور اللہ رب العزت کی سب سے بڑی نعمت ذات رسول اقدس ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر نہ کوئی نعمت خلق خدا کو ملی اور نہ اس سے بڑا فضل ورحمت اللہ رب العزت نے انسانوں، جنوں، فرشتوں ودیگر مخلوقات کو عطا فرمایا: واما بنعمت ربک فحدث۔ (سورہ الضحیٰ پارہ 30 : آیت 11 :)

اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرو۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ: الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا کے تحت فرمایا: جنہوں نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی اور کفر کیا وہ کفار قریش ہیں اور نعمت اللہ سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

(بخاری شریف جلد 02 /غزوہ بدر)

قرآن مجید میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف آوری سے پہلے میلاد النبی کا تذکرہ موجود ہے۔ سورہ آل عمران میں ہے : ثم جاءکم رسول مصدق لما معاکم لتومنن بہ ولتنصرنہ (سورہ آل عمران: رکوع 16 : آیت 80 : پارہ 03 :)

پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا : انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

(سورہ آل عمران: پارہ:03 آیت 80 :)

لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ظہور پر جتنی بھی خوشی منائی جائے اور آپ کی تعریف وتوصیف کی جائے کم ہے — سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر از روئے قرآن مطلوب ومحبوب ہے — اسے ناجائز قرار دینا انہیں لوگوں کا کام ہے جو ظہورِ ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش نہیں ہیں — خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد شریف منایا ہے —

"عن ابی قتادۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی.

(رواہ مسلم: مشکوٰت شریف صفحہ 179 :)

حضرت ابوقتادہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا: فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن اتارا گیا — مذکورہ بالا آیات وحدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کا تذکرہ کرنا جائز و مستحسن ہے اور یہ کہ یہ قرآن کریم واحادیث مبارکہ کی اتباع و پیروی ہے — نفس میلاد، تذکرہ و واقعاتِ میلاد تو ہر دور میں رہا ہے — عہد رسالت، وعہد صحابہ، وتابعین میں بھی اپنی مخصوص شکل میں موجود تھا اس لیے اس کا اصل جواز تو منصوص رہا البتہ قرونِ ثلاثہ کے بعد اس کی ہیئت میں اضافہ ہوا اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کو عید وخوشی اور گونا گوں نیکی ومسرت اور جشنِ ولادت کے طور پر منایا جانے لگا — یہ اگرچہ بعد کی ایجاد ہے جسے اصطلاح میں بدعت کہتے ہیں مگر یہ بدعتِ حسنہ ہے نہ کہ بدعت سئیہ، جس کی اصل یہ حدیث پاک ہے : **ماراٰہ المومنون حسنا فھوا عنداللہ حسن** ۔ (معمولات اہل سنت: صفحہ 135 :)

کسی چیز کو ایمان والے اچھا خیال کریں اور جس چیز کو مومن اچھا سمجھتے ہیں وہ اللہ کے یہاں بھی اچھی ہے —

عید میلاد النبی پر اقوال علما : حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک میلاد کے لیے اجتماع، تلاوت قرآن مجید اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ کرنا ان بدعات حسنہ میں سے ہے جس پر ثواب مرتب ہوتا ہے — کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کی آمد کا اظہار کرنا ہے —

(الحاوی للفتاوی: جلد 01 : صفحہ 189:)

شارح بخاری حضرت حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک مروجہ طریقے سے میلاد کرنے کی اصل اس حدیثِ پاک سے ثابت ہے جو بخاری و مسلم میں موجود ہے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ دسویں محرم کو روزہ رکھتے ہیں — آپ نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اسی دن اللہ رب العزت نے فرعون کو ڈبویا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی، اس لیے ہم لوگ شکرانے کے طور پر آج کے دن کا روزہ رکھتے ہیں — حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمہاری بنسبت حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں، آپ نے خود روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا — (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

اس حدیثِ پاک سے یہ بات واضح ہوئی کہ جس دن اللہ رب العزت کسی عظیم نعمت کا فیضان فرمائے یا کسی بڑی مصیبت سے نجات دلا کر احسان فرمائے تو خاص اس انعام الٰہی کے دن میں شکرانے کے طور پر کوئی کام کرنا اور پھر اس عمل کو آنے والے ہر سال میں اسی دن میں کرتے رہنا جائز و مستحسن ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں —

لہٰذا مناسب ہے کہ اہل اسلام خاص ولادتِ باسعادت کے دن اس کا اہتمام کریں تا کہ یہ عاشورہ کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والے واقع کے مطابق ہوجائے —

امام قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانا پکانے اور دعوت طعام اور اس رات میں سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مولود کریم کی قرآت کا اہتمامِ خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ رب العزت کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے۔ (مواہب اللدنیہ)

علامہ قسطلانی کی اس عبارت سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے۔ ماہ ربیع الاول شریف میں انعقاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ کار رہا ہے۔ کھانے پکانے کا اہتمام، انواع واقسام خیرات وصدقات میلاد کی راتوں میں اہل اسلام ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں۔ ماہ ربیع الاول شریف میں خوشی ومسرت وسرور کا اظہار شعار مسلمین ہے۔ ماہ ربیع الاول شریف میں میلاد شریف پڑھنا اور قرآت میلاد پاک کا اہتمام خاص کرنا مسلمانوں کا محبوب طرزِ عمل رہا ہے۔ ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا پسندیدہ طریقہ چلا آرہا ہے۔ میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ رب العزت کا فضل عمیم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آرہا ہے۔ محفلِ میلاد کے خواص سے یہ مجرب خاصہ ہے کہ جس سال میں محافلِ میلاد منعقد کی جائیں وہ تمام سال امن وامان سے گزرتا ہے۔ میلاد مبارک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ رب العالمین کی رحمتوں کے اہل ہیں۔ انعقاد محافل میلاد مقصود ومطلوب پانے کے لیے بشری عاجلہ ہے۔

حضرت علامہ شیخ حقی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں : وقال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام۔ (تفسیر روح البیان)

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے فرمایا! ولادت باسعادت پر شکر ظاہر کرنا ہمارے لیے مستحب ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی پر اجر ونفع کا ذکر صحیح بخاری شریف میں موجود ہے: حضرت عروہ فرماتے ہیں: ثوبیہ ابولہب کی باندی تھی جس نے اسے (حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کی خوشی میں) آزاد کردیا تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل نے اسے بہت بری حالت میں خواب میں دیکھا، تو پوچھا! تجھے موت کے بعد کیا پیش آیا؟ ابولہب نے کہا! تمہارے بعد مجھے کچھ نرمی یا راحت نہیں ملی صرف ایک بات ہے کہ میں تھوڑا سیراب کردیا جاتا ہوں اس لیے کہ ثوبیہ کو میں نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کردیا تھا۔ (بخاری شریف: کتاب النکاح)

حضرتِ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: سہیلی نے ذکر کیا: حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابولہب جب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرتِ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس وجہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثوبیہ نے ابولہب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کردیا تھا۔ حضرتِ حافظ شمس الدین جزری اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جب یہ کافر ابولہب جس کی مذمت میں قرآن اترا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اس کے عذاب میں تخفیف کردی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی مومن وموحد کا کیا حال ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بقدرِ استطاعت خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضلِ عمیم سے جنات نعیم میں داخل فرمائے۔ (کتاب الحاوی للفتاوی: جلد اول/صفحہ 196)

حضرتِ حافظ ابو الخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مروجہ طریقہ قرون ثلاثہ میں کسی سلف سے منقول نہیں اس کی بنیاد قرون ثلاثہ کے بعد پڑی،

اسلامیات

پھر پوری دنیا کے تمام شہروں اور خطوں کے مسلمان جب بھی ربیع الاول شریف کا مہینہ آتا ہے اس میں جشن مناتے ہیں — پر تکلف کھانوں سے دستر خوان سجاتے ہیں — اسی مہینے کی رات میں صدقات بانٹتے ہیں — خوشیاں مناتے ہی — نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور میلاد النبی ﷺ کے واقعات وحالات پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور اس کے ثمرات و برکات بھی ان پر خوب ظاہر ہوتے ہیں۔ (سبل الہدیٰ الرشاد، جلد/اول)

حضرتِ علامہ صدر الدین جزری فرماتے ہیں: یہ محافل میلاد بدعت ہے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں بدعت وہی مذموم ہے جو سنت کے مزاحم ومخالف ہو اور اگر سنت کے مخالف نہ ہو تو مذموم نہیں اس لیے مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر انسان فرحت وسرور کا اظہار کرے تو اس پر ثواب بھی پائے گا —

حضرت علامہ نصیر الدین ابنِ طباخ فرماتے ہیں: شب ولادت آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں لوگوں کو کھانا کھلانا اور محفلیں سجانا، یہ سب چیزیں جائز ہیں اور کرنے والے کو ثواب بھی ملے گا اس لیے کہ اس نے بہترین کام کا قصد کیا ہے —
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسناد کے ساتھ مناقب شافعی میں فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امور محدثہ کی دوقسمیں ہیں: ایک وہ جو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اثر واجماع کے مخالف ہو، یہ بدعت ضلالت ہے اور دوسری وہ جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو بدعت غیر مذمومہ ہے —
حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے قیام شہر رمضان کے حق میں فرمایا نعم البدعة هذه یعنی یہ بہت اچھی بدعت ہے — اس عبارت سے معلوم ہوا کہ محفل مولود شریف ایسی بدعت میں سے نہیں ہے جو قرآن وسنت، سنت واثر واجماع کے مخالف ہو، تو یہ بدعت غیر مذمومہ ہوئی۔ (معمولات اہل سنت، صفحہ 149)

◆◆◆

ص ۲۳/ کا بقیہ ....

یہ گویوں کو ایک رات کا چالیس پچاس ہزار دے سکتے ہیں مگر قرآن وتفسیر پڑھانے والے پانچ ہزار سے زیادہ ماہانہ نہیں دے سکتے یہ ایک ایک شاعر کا ہزاروں کا نذرانہ تنہا اٹھا لیتے ہیں مگر اپنے محلہ کی مسجد کے امام کو دس پندرہ ہزار ماہانہ تنخواہ نہیں دے سکتے۔ یہ ایک شاعر کے ایک رات کا نذرانہ بآسانی ۲۵ ہزار دے دیں اگر ان کا من پسند شاعر بلایا جائے مگر یہی آدمی اپنے بچوں کو قرآن وحدیث اور دینیات کا ٹیوشن پڑھانے والے کو ہزار روپیہ دینے میں ان کے پسینہ چھوٹ جائیں۔ بتایا جائے یہ دینی حمیت وغیرت ہے؟ اس کا نام مذہب کا درد اور ملت کی فکر ہے۔"

اس لئے ضروری ہے کہ سماج کے پورے ڈھانچہ کو سدھارنے کی ترکیب بنائی جائے۔ جلسوں اور اعراس میں جتنے پیسے ہمارے خرچ ہوتے ہیں اگر ان کا ۷۵ فیصد بھی بچالیا جائے تو:

۱ — اس سے سالانہ ایک یونیورسیٹی قائم ہوسکتی ہے۔
۲ — اس سے نیٹ اور کمپٹیشن کی تیاری کا کام لیا جاسکتا ہے۔
۳ — اس سے حساس جگہوں پہ ہاسپیٹل کھولا جاسکتا ہے۔
۴ — جگہ جگہ لائبریری قائم کی جاسکتی ہے۔
۵ — مدارس کے ہونہار اور محنتی طالب علموں کی کفالت کی جاسکتی ہے۔

یہ وہ کام ہیں جن پر ہمارے دین ومذہب کے تحفظ اور شعائر دینی کی بقا وابستہ ہے۔ اگر اس طرف ہمارے ذمہ داروں کی توجہ مبذول ہوگئی تو یقینا سالانہ بڑا کام ہوتے دیر نہیں لگے گی۔ خدا کرے کہ ہمارے ٹوٹے ہوئے دل کی یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو بلکہ اس پہ لبیک کہنے والے افراد کھڑے ہوجائیں۔ رضائے الٰہی کے لئے اٹھایا گیا ہمارا ہر قدم ان شاء اللہ ہمیں دونوں جہاں میں شاد کام رکھے گا اور دانشمندی یہی ہے کہ اپنے عمل کو آخرت کی پونجی بنانے کے جذبہ سے ہم آہنگ ہوکر دین وسنیت کا کام کیا جائے۔ ع

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

◆◆◆

از: مولانا محمد فیضان رضا علیمی*

تحفظِ ناموسِ رسالت اور امامِ اہلِ سنّت

اسلامیات

تحفظِ ناموسِ رسالت کی خاطر امام اہل سنت مفتی احمد رضا قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی قربانیاں نہایت وسیع اور پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ نے اپنی پوری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس، عزت، عظمت، رفعت، منزلت اور بلندیِ شان کی حفاظت و صیانت میں صرف کر دی اسی لیے دنیا نے آپ کو عاشق صادق اور فنا فی الرسول کے خطاب سے یاد کیا۔ ذیل کی سطروں میں اعلیٰ حضرت کا عاشقانہ تعارف، امت کو عشق رسول کا درس، گستاخ رسول کے متعلق حکم، تحفظ ناموس رسالت کے لیے کوششیں، گستاخ رسول سے امت کیسے بچے، تحفظ ناموس رسالت کا درس ان عناصر کے زمرے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ کو پیش کیا جائے گا۔

عاشقانہ تعارف :

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اندر عشق و عرفان کا ایسا دریا موجزن تھا کہ ہر لمحہ اور ہر آن مدحتِ سرکار میں ہی گزارنا پسند کرتے تھے اس پر آپ کے نعتیہ دیوان کا مجموعہ "حدائق بخشش" شاہد ہیں۔ اس کا ایک شعر نظر قارئین کرتا ہوں۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنی ذات کے لیے تو طعن و تشنیع اور گالی گلوج سننا رواں رکھا لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ادنیٰ سی بے ادبی بھی برداشت نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ گستاخوں کی جانب سے نبی ﷺ کی عزت و عظمت پر کیے جانے والے حملوں کا سختی سے دفاع کرتے رہے تا کہ وہ غصے میں آکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی رضویہ میں خود ہی تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ پیش کرتا ہوں جس سے جہاں آپ کا عشق رسول سمجھ میں آئے گا وہیں تحفظ ناموس رسالت کا نظریہ بھی واضح ہوگا۔:

ان شاء اللہ العزیز اپنی ذات پر کیے جانے والے حملوں اور تنقید بھرے جملوں کی طرف توجہ نہ دوں گا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزت سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی، میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، برا کہتے اور مجھ پر بہتان لگاتے ہیں، اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بد گوئی اور عیب جوئی سے غافل رہتے ہیں، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ میری اور میرے باپ دادا کی عزت و آبرو عزت محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ڈھال بنی رہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۵: ص ۸۹:۰، ۹۰ ملخصا)

امت کو عشق رسول کا درس:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جہاں خود کو عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ سرشار رکھا وہیں رسول اللہ کی امت کو بھی عشق و عرفان کا جام ہمہ وقت دے دیتے رہیں۔ ایک مقام پر امت سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

اے عزیز! ایمان رسول ﷺ کی محبت سے مربوط (اور جڑا ہوا) ہے اور آتش جاں سوز جہنم سے نجات ان کی الفت پر منوط (وموقوف) ہے جو ان سے محبت نہیں رکھتا واللہ کہ ایمان کی بُو اس کے مشام تک نہ آئی وہ خود فرماتے ہیں:

لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین۔ تم میں سے کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں، باپ، اولاد اور لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

محبوب بھی کیسا، جانِ ایمان وکانِ احسان جس کے جمالِ جہاں آرا کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامہ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا کیسا محبوب؛ جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا، کیسا محبوب؛ جس نے اپنے تنِ نازک پر ایک عالم کا بار اٹھالیا، کیسا محبوب؛ جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو ولعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لیے شب وروز گریاں وملول۔

شب کہ اللہ جل جلالہ نے آسائش کے لیے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے۔ موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خوابِ ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کملی میں دراز۔ ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت وآسائش کو چھوڑ، خواب وآرام سے منہ موڑ، جبینِ نیاز آستانۂ عزت پر رکھے ہے کہ الٰہی! میری امت سیاہ کار ہے، درگذر فرما اوران کے تمام جسموں کو آتشِ دوزخ سے بچا۔

جب وہ جانِ راحت، کانِ رأفت پیدا ہوا، بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا، لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے بعض روایات میں ہے فرماتے ہیں جب انتقال کروں گا، صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا۔

قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، مَلکِ قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجرمان بے یار، دامِ آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سوا نفسی نفسی اذہبوا اِلٰی غیری۔ کچھ جواب نہ پائیں گے، اس وقت بھی محبوب غم گسار کام آئے گا "قفلِ شفاعت" اس کے زورِ بازوں سے کھل جائے گا، عمامہ سرِ اقدس سے اتاریں گے اور سر بسجود ہو کر امتی فرمائیں گے۔ یہ محبوب تو ایسا ہے کہ بے اِس کی کفش بوسی کے جہنم سے نجات میسر نہ دنیا و عقبیٰ میں کہیں ٹھکانہ متصور۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار جبار جل جلالہ سے لڑائی نہ باندھ۔) مختصراً (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ص ۷۴:—۷۶ بحوالہ حسام الحرمین ص ۱۸—۲۰)

گستاخ رسول کے متعلق حکم:

امام اہل سنت قدس سرہ اپنی تمام عمر گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھاتے رہیں اور ان کی گستاخی کو نشان زد کر کے توبہ و رجوع کا مطالبہ کرتے رہیں لیکن گستاخی ٹولے نے ایک نہ سنی اور اپنی والی کرتے رہے تب جا کر آپ نے اپنا دندان شکن قلم اٹھایا اور ان کی گستاخی پر حکم شرعی لکھا اور پھر علمائے حرمین طیبین سے اس پر مہر تصدیق حاصل کی۔ جو حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین کے نام شائع ہوئی ہے۔ اس کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں جس سے گستاخوں کا حکم شرعی معلوم ہوجائے گا۔

وہ لکھتے ہیں :

فریاد اے مسلمانو! فریاد اے وہ جو سید المرسین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم پر ایمان رکھتے ہو اسے دیکھو یہ جو دعوی کرتا ہے کہ علم و پختہ کاری میں اونچے پائے پر ہے اور ایمان ومعرفت میں یدطولہ رکھتا ہے اور اپنے دم چھلّوں میں قطب اور غوث زمانہ کہلاتا ہے کیسی منھ بھر کے گالی دے رہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپنے پر ابلیس کی وسعت علم کا تو ایمان لاتا ہے اور وہ جنہیں اللہ عزوجل نے سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ عزوجل کا فضل ان پر عظیم ہے وہ جن کے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور انھوں نے ہر چیز پہچان لی اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جان لیا اور مشرق ومغرب میں جو کچھ ہے سب جان لیا۔ اور تمام اگلوں اور پچھلوں کا علم انہیں حاصل ہوا جیسا کہ ان تمام باتوں پر بکثرت احادیث میں تصریح فرمائی۔ ان کے حق میں یوں کہتا ہے کہ ان کے وسعتِ علم میں کون سی نص ہے۔ کیا یہ علم ابلیس پر ایمان اور علمِ محمد صلی اللہ علیہ

وسلم پر کفر نہ ہوا۔ (ص ۸۳ :۔۸۴)

تحفظ ناموس رسالت کے لیے کوششیں:

جہاں تک سوال ہے کہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہ نے تحفظ ناموس رسالت کے لیے کیسی کوششیں کی ہیں جو اس پر بس اتنا عرض ہے کہ آپ علیہ الرحمہ کی پوری تصنیفات اورزندگی کا ہر لمحہ ہر آن اسی کوشش کی گواہی دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک مقام پر امام احمد رضا نے اپنے بارے یوں فرمایا ہے۔ میری زندگی کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں، بے ادبوں کا رد و ابطال بھی ہے۔ تاکہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے فریب وعیاری میں نہ آئے۔ اوران سے دین وایمان بچائے رکھے وہ مجھے جتنی گالیاں دے مجھے منظور ہے لیکن میرے حضور کو برائی سے یاد نہ کریں۔ (ماہنامہ معارف رضابابت اکتوبرتادسمبر 2021 ص ۲۶:۔۲۷)

گستاخ رسول سے امت کیسے بچے:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے امتِ مسلمہ کو ہمیشہ گستاخوں، بے ادبوں اور ایمان وایقان کے لٹیروں سے بچانے کی تدبیریں دیتے رہے ہیں اس کے متعلق آپ کی کئی تصنیفات موجود ہیں اس عنوان کے تحت سب سے سہل اور آسان کتاب تمہید ایمان اورحسام الحرمین ہے۔ ہر مسلمان کو کم از کم ایک مرتبہ ضرور ان دونوں رسائل کو بالاستیعاب پڑھنا چاہیے جس کے مطالعہ سے جہاں ایمان میں تازگی آئے گی وہیں ایمان وایقان مضبوط اور پختہ بھی ہوں گے۔ امام اہل سنت کی سنہری تدبیر ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

ایھا المسلمون دفع نبیکم عنکم بلاء المجنون وفتنۃ المفتون۔ اے مسلمانو! تمہارے نبی نے تم سے مجنون کی بلا اورفتنہ انگیز کا فتنہ دور کردیا ہے۔ت)

زید بیقید کے ایسے کلمات کچھ محل تعجب نہیں مذہب وہابیہ کی بنا ہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والسلام کے ذکر شریف مٹانے اورمحبوبان خدا جل وعلا وعلیہم الصلوۃ والثناء کی تعظیم قلوبِ مسلمین سے گھٹانے پر ہے، و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) مگر تعجب ان مسلمانانِ اہل سنت سے کہ ایسے ناپاک اقوال پر کان دھریں بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے، مسلمان صحیح العقیدہ ان کی طرف اا لتفات ہی کیوں کریں۔ ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اورغَیبت میں فراموشی اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوبِ بے مثال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ذکر پاک کی زیادہ گرم جوشی کہ مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بجھیں گے۔ قل موتوا بغیظکم إن اللہ علیم بذات الصدور۔ (تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔)

اس تالفہ کے رد میں اقوال ائمہ وعلما پیش کرنے کا کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے اعتقاد سے ائمہ وعلما کہتے ہو ان کے نزدیک وہ بھی تمھاری طرح معاذ اللہ مشرک بدعتی تھے۔ درود محمود میں کتب وصیغ کثیرہ کی تصنیف و اشاعت انھیں نے کی تمہارے پیارے نبی محمد مصطفی دافع البلاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر، امداد و بخشش، ہر خشک وتر و واسطہ ایصال، ہر خیر و برکت و وسیلہ فیضان، ہر جود و رحمت وشافی وکافی و قاسم نعمت و کاشف کرب و دافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات قاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔

فقیر غفرلہ نے کتاب مستطاب سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری، ۱۲۹۷ھ میں بکثرت ارشادات جلیلہ والنصوص جزیلہ جمع کئے جن کے دیکھنے سے بحمد اللہ ایمان تازہ ہو اور روے ایقان پر احسان کا غازہ توان کے نزدیک حقیقۃً یہ شرک وبدعت تمھیں وہی سکھا گئے آخر ان کا بانی مذہب شیخ نجدی علیہ ماعلیہ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا تھا کہ ۶۰۰ برس سے جتنے علما گزرے سب کافر تھے۔ (الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء، ص ۴:۔۵)

امام احمد رضا قدس سرہ کی اس تدبیر کو بار بار پڑھیں امام

نے ہمیں نہایت اچھوتے لب ولہجہ میں بتا دیا کہ اگر کوئی گستاخی کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے ہم اپنے پیارے رسول کے ذکر جمیل کو خوب گرم جوشی اور دل جمعی سے بکثرت کریں تا کہ گستاخ اپنی موت خود مر جائے۔

تحفظ ناموس رسالت کا درس:

اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظ وصایا شریف میں لکھتے ہیں:

پیارے بھائیو! لاادری مابقائی فیکم مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں۔ تین ہی وقت ہوتے ہیں بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گیا جوانی آئی جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار محفلیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا ہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں ایک تو اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور دوسری خود میری، تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھگا دیں، تمہیں فتنہ میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو! دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ کہ اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچی محبت، ان کی تعظیم، ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنی توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو میں پرنے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر بھی عرض کرتا ہوں۔ (وصایا شریف ص ۱۱:۔۱۲)

نیز الملفوظ شریف میں ایک جگہ اس طرح رقم طراز ہیں:

بھڑ کے کاٹنے سے ایک ذرا سی آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پر بیکار ہو گیا ہے اور اس میں طاقتِ پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا اور رسول وجل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی وعداوت رکھیں وو قابل رحم ہیں؟ عوام کی یہ حالت ہے کہ ذرا کسی کو ننگا محتاج دیکھا سمجھے کہ قابل رحم ہے، خواہ خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دبّاغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت یعنی مدد کافر کی کرنا حتی کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتادے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقۂ مقبولیت قطع یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ سے بندے کی مقبولیت کا تعلق ختم کر دیتی ہے۔

(الابریز، الباب الاول، ج ۱، ص ۴۵۲)

ہاں ذمی ومستامن کافروں کے لیے شرع میں رعایت کے خاص احکام ہیں، یہ اس لیے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ح ۱:، ص ۱۶۵:)

ان دونوں اقوال امام کو خوب پڑھیں اور سوچیں کہ ہمارے امام نے ناموس رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا کیسے درس دیا ہے میرا یقین کہتا ہے کہ اگر امام اہل سنت قدس سرہ کے ان اقوال پر مسلمان عمل پیرا ہو جائے تو یقین جانیں آج جس طرح گستاخی کا دروازہ دراز ہو رہا ہے وہ ختم ہوگا اور گستاخ گستاخی کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچے گا کہ اگر ہم نے گستاخی کی تو مسلمان ہم سے قطع تعلق بقیہ ص ۲۴ / پر

از: مولانا عبداللطیف علیمی*

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

سوال 1: اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا کیسا ہے؟

جواب: کچھ لوگ جہالت اور کم علمی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہتے ہیں یہ نہایت ہی غلط جملہ ہے بلکہ اگر یہ عقیدہ رکھ کر بولے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے، تو یہ کفر ہے اس لئے کہ اس کے لئے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور وہ جانب و جہت اور مکان سے پاک ہے ہاں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو اس خیال سے اوپر والا کہے کہ وہ سب سے بلند و بالا ہے اور اس کا مرتبہ سب سے اوپر ہے تو یہ کفر نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال درست نہیں جن سے کفر کا شبہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا بہر حال منع ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: "خدائے تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات جہت سے پاک ہے، اگر کوئی شخص یہ جملہ بلندی و برتری کے معنی میں استعمال کرے تو قائل پر حکم کفر نہ کریں گے مگر اس قول کو برا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے۔"

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد۱: ص۲: دارالاشاعت فیض الرسول)

سوال 2: آدھی آستین یا ہاف کپڑا یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ آدھی آستین کا کرتا یا ہاف شرٹ پہن کر نماز پڑھتے ہیں حالاں کہ اگر پوری آستین کا کوئی دوسرا کپڑا موجود ہے تو آدھی آستین کا کرتا یا شرٹ یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا موجود نہیں ہے جس سے پوری آستین چھپا سکے تو بلا کراہت جائز ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "جس کے پاس کپڑے موجود ہوں اور صرف نیم آستین یا بنیائن پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کراہت تنزیہی ہے، اور اگر کپڑے موجود نہیں تو کراہت بھی نہیں معاف ہے"۔

(فتاویٰ امجدیہ، ج۱: ص۱۹۳: قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال 3: کیا تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے؟

جواب: عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی یہ مسئلہ غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ جس غلطی سے فساد معنیٰ لازم آئے خواہ تین آیت سے پہلے ہو یا تین آیت کے بعد دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے: "جس غلطی سے فساد معنیٰ ہو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور جس سے معنیٰ فاسد نہ ہو نماز فاسد نہ ہو گی دونوں صورتیں تین آیت سے قبل ہوں یا بعد، اس میں فرق نہیں دونوں کا حکم ایک ہے"۔

(فتاویٰ امجدیہ، ج۱: ص۱۸۷: قادری کتاب گھر بریلی)

سوال 4: کیا جب تک جمعہ کی نماز نہ ہو جائے اس وقت تک عورتیں گھروں میں نماز نہیں پڑھ سکتیں؟

جواب: بعض جگہ عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز ختم نہ ہو جائے تب تک عورتوں کے لئے گھروں میں ظہر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے یہ غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز ختم ہونے سے پہلے عورتیں گھروں میں ظہر کی نماز بالکل پڑھ سکتی ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد پڑھیں ایسے ہی پنج وقتہ نمازوں کو بھی مردوں کے نماز کی جماعت سے پہلے پڑھ سکتی ہیں سوائے فجر

اسلامیات

کے لیکن بہتر یہی ہے کہ فجر کے علاوہ باقی نمازوں میں بھی مردوں کی جماعت ہو جانے کے بعد پڑھیں۔

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "عورتوں کے لئے ہمیشہ فجر کی نماز غلس یعنی اول وقت میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں"۔

(بہار شریعت، ج ۱ :، ح ۳ :، ص ۱۹ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال 5 : کیا قرآن شریف کی تلاوت کرنے میں صرف ہونٹ ہلانے اور آواز نہ نکالنے سے تلاوت درست ہے؟

جواب: کچھ لوگ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں خواہ نماز میں یا نماز کے باہر تو صرف ہونٹ ہلاتے ہیں اور آواز بالکل نہیں نکالتے ان کا اس طریقے سے پڑھنا پڑھنا نہیں اگر اس طریقے سے نماز میں پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی اور اگر قرآن پاک کی تلاوت کریں گے تو تلاوت کا ثواب بھی نہیں پائیں گے اس لیے کہ آہستہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنی آواز سے ضرور پڑھے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن لے صرف ہونٹ ہلنا اور آواز کا بالکل نہ نکلنا پڑھنا نہیں ہے۔

حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں: "آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس طرح آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی" اھ۔

(بہار شریعت: ج ۱ :، ح ۳ :، ص ٦٦ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال 6 : دو لوگوں کا مل کر قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: دو شخص اس طرح سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں کہ ایک شخص ایک صفحہ دوسرا شخص دوسرا صفحہ پڑھ رہا ہے تو اگر وہ ایسے قرآن پاک میں تلاوت کر رہے ہیں کہ اس میں لازمی طور سے ہر صفحہ پر آیت ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً "حافظی قرآن" تو مذکورہ طریقہ پر تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایسے قرآن پاک میں تلاوت کر رہے ہیں کہ جس میں لازمی طور سے ہر صفحہ پر آیت ختم نہیں ہوتی تو مذکورہ طریقہ پر تلاوت کرنا صحیح نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اگر اس صفحہ میں آیت ختم ہو جاتی ہے تو ٹھیک ورنہ آنے والے دوسرے صفحے پر آیت ختم کرے تا کہ معنی برقرار رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی مرکز تربیت افتا جلد ۱، صفحہ ۱۷۸، فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال 7 : جوتا چپل پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ نماز جنازہ میں جوتے چپل پہن کر ہی کھڑے ہو جاتے ہیں تو اگر اس حالت میں جوتا چپل پہن کر نماز پڑھی کی اس کا تلا ناپاک ہے تو نماز نہ ہوگی بہتر یہی ہے کہ جوتا چپل اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے"۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ٤ :، ص ٨٨ :، رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "اگر جوتا پاک ہے تو اس کو پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے ایسا نہ کرے کہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ جن کے جوتے ناپاک ہیں وہ پہن کر پڑھنے لگیں گے"۔

(فتاویٰ امجدیہ، ج ۱ :، ص ۳۱۸ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال 8 : کیا بچہ کی پیدائش کے وقت جو عورت مر جائے وہ منحوس ہوتی ہے؟

جواب: بعض جگہوں پر کچھ لوگ ایسی عورت کو جو بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے مر جائے اس کو برا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ناپاکی میں مری ہے اس لیے وہ منحوس ہے، مرنے کے بعد چڑیل بنے گی یہ سب جاہلانہ خیالات وخرافات ہیں حدیث شریف میں ایسی حالت میں مرنے والی عورت کو شہادت کا مرتبہ پانے والی بتایا گیا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا سات شہادتیں اور بھی ہیں

طاعون والا شہید ہے دبا ہوا شہید ہے ذات الجنب کی بیماری والا شہید ہے پیٹ کی بیماری والا شہید ہے آگ والا شہید ہے دب کر مرنے والا شہید ہے عورت ولادت میں مرجائے تو شہید ہے" اس طرح کی حاملہ فوت ہوجائے یا ولادت کی حالت میں میلا نہ نکلنے کی وجہ سے مرے یا ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر فوت ہو بہر حال وہ حکماً شہید ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج:۲، ص:۴۱۲: ادبی دنیا)

سوال 9 : کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ گرم کھانا یا گرم چائے یا کوئی اور گرم چیز کھاتے پیتے ہیں تو پھونک کر کھاتے پیتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا درست نہیں اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے : "عن أبي سعيد الخد نيز

طبی نقطۂ نظر سے بھی کھانے پینے کی چیزوں میں پھوکنا منع ہے کہ سانس کے ذریعے اندر کے جراثیم باہر آ کر توانا ہوجاتے ہیں اور پھر غذا کے ذریعے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو وہ مزید نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

سوال 10 : کیا دھوبی کے یہاں کھانا درست نہیں ہے؟

جواب: کچھ لوگ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے ہیں جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں دھوبی ہو یا کوئی اور مسلمان اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں بلا شبہ جائز ہے جو لوگ دھوبیوں کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے اور ان کے یہاں کے کھانے کو ناپاک بتاتے ہیں وہ نرے جاہل ہیں۔

الملفوظ میں ہے : "دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا جائز نہیں محض باطل ہے"۔ (الملفوظ، ج:۱، ص:۹، مکتبہ قادریہ سدھارتھ نگر، یوپی)

سوال 11 : کیا جانور ذبح کرتے وقت سر الگ ہو جائے تو اس کو کھانا حرام ہے؟

جواب: عوام میں مشہور ہے کہ اگر مرغہ، بکرا یا کوئی اور حلال جانور جن کو کھانے کا حکم ہے اگر ان کو ذبح کرنے کے وقت سر الگ ہو جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اب ذبیحہ کے سر کو کھانا درست نہیں ہے حالانکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس کے سر کو بھی کھانا درست ہے جس طرح سے اس کے گوشت کو کھانا درست ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں : "عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہوجائے تو سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گذرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا"۔ (بہار شریعت: ج:۴، ح:۱۵، ص:۱۱۸: قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال 12 : کیا عورت جانور ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا؟

جواب: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت بھی جانور ذبح کرسکتی ہے جس طرح سے مرد ذبح کرسکتا ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور مرد و عورت اس ذبیحہ کو سبھی لوگ کھا سکتے ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت کا ذبیحہ درست نہیں وہ لوگ شریعت پر افترا کرتے ہیں ایسے لوگ توبہ کریں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں : "مسلمان عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ وہ ذبح کرنا جانتی ہو، اور ٹھیک ذبح کردے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۸، ص ۳۳۲: رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال 13 : بھادوں کے مہینہ میں کشتی وغیرہ بنا کر حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

جواب: بعض جگہ جو یہ رواج ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی فاتحہ کے لئے ہندی مہینہ بھادوں کی آخری جمعرات یا جمعہ کو عورتیں پھل وغیرہ لے جا کر تالاب یا ندی کے سامنے فاتحہ دلاتی ہیں اور بعدِ فاتحہ کشتی میں چراغ وحلوہ وغیرہ رکھ کر دریا میں ڈال دیتی ہیں یہ جاہلانہ رسم و رواج ہے جو ناجائز ہے کہ یہ بدعت بھی ہے اور تضییع مال بھی اصلاً فاتحہ دلانا جائز و درست ہے مگر اس کے لیے عورتوں کو تالاب وغیرہ پر جانا اور کشتی چھوڑنا جہالت

اورتشبہ ہنود ہے اس سے بچنا لازم ہے اس سے توبہ کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں، ان کی فاتحہ کے لیے تالاب یا ندی کے کنارے نہ جائیں بلکہ گھر ہی پر فاتحہ دلائیں"۔

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱، ص:۲۹۲: فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال 14 : کیا آنکھ پھڑکنے سے کوئی نقصان ہوتا ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب مرد کی بائیں آنکھ پھڑکتی ہے تو کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے ایسے ہی جب عورت کی دائیں آنکھ پھڑکتی ہے تب بھی کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے اس کے برعکس ہو تو کہتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے یہ محض لغو خیال ہے شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

فتاویٰ بحر العلوم میں ہے : "بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو برا شگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے"۔

(فتاویٰ بحر العلوم، ج:۴، ص:۱۴۵، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

واللہ تعالیٰ اعلم

◆◆◆

ص ۲۶ کا بقیہ........

تنگ تھے، انہی کے درمیان سے سلامتی سے گزرتا ہوا جا رہا تھا، جہاں سے گزرتا، اس اسلامی لشکر کا ہر فرد، ہر جنگجو، ہر سپاہی جو تھوڑی دیر پہلے اس کی جان کے دشمن تھے، اب آگے بڑھ بڑھ کر اس سے مصافحہ کر رہے تھے، اسے مبارکباد دے رہے تھے، خوش آمدید کہہ رہے تھے"۔

اگلے دن؛ مکہ شہر کی حد پر جو لوگ کھڑے تھے، ان میں سب سے نمایاں ابوسفیان تھا، مسلمانوں کا لشکر مکہ میں داخل ہو چکا تھا، کسی ایک تلوار، کسی ایک نیزے کی انی، کسی ایک تیر کی نوک پر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا، لشکر اسلام کو ہدایات مل چکی تھیں، کسی کے گھر میں داخل مت ہونا، کسی کی عبادت گاہ کو نقصان مت پہنچانا، کسی کا پیچھا مت کرنا، عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہ اٹھانا، کسی کا مال نہ لوٹنا، بلال حبشی آگے آگے اعلان کرتے جا رہے تھے" مکہ والو! رسول خدا ﷺ کی طرف سے آج تم سب کے لئے عام معافی کا اعلان ہے، کسی سے اس کے سابقہ اعمال کی باز پرس نہیں کی جائے گی، جو اسلام قبول کرنا چاہے وہ کرسکتا ہے، جو نہ کرنا چاہے وہ اپنے سابقہ دین پر رہ سکتا ہے۔

سب کو ان کے مذہب کے مطابق عبادت کی کھلی اجازت ہوگی، صرف مسجد الحرام اور اس کی حدود کے اندر بت پرستی کی اجازت نہیں ہوگی، کسی کا ذریعہ معاش چھینا نہیں جائے گا، کسی کو اس کی ارضی و جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا، غیر مسلموں کے جان و مال کی حفاظت مسلمان کریں گے، اے مکہ کے لوگو!"

ہندہ اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی لشکر اسلام کو گزرتے دیکھ رہی تھی، اس کا دل گواہی نہیں دے رہا تھا کہ "حضرت حمزہ" کا قتل اس کو معاف کر دیا جائے گا لیکن ابوسفیان نے تو رات یہی کہا تھا کہ "اسلام قبول کرلو، سب غلطیاں معاف ہو جائیں گی" مکہ فتح ہو چکا تھا، بنا ظلم و تشدد، بنا خون بہائے، بنا تیر و تلوار چلائے، لوگ جوق در جوق اس آفاقی مذہب کو اختیار کرنے اور اللہ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے مسجد حرام کے صحن میں جمع ہو رہے تھے اور تبھی مکہ والوں نے دیکھا "اس ہجوم میں ہندہ بھی شامل تھی"

یہ ہوا کرتا تھا اسلام! یہ تھی اس کی تعلیمات! یہ سکھایا تھا رحمت للعالمین نے۔

◆◆◆

ص ۲۰ کا بقیہ........

ہوں گے وہ بھی ایسے کہ وہ ہمیں کبھی پہنچانتے بھی نہیں ہے۔ یاد رکھیں انسانیت ایک دوسرے کے رحم و کرم سے ہی باقی ہے اور اگر ہم ان سے قطع تعلق کرتے ہیں تو ایک بڑا فرق پڑے گا۔

اللہ کریم امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ان فرمودات عالیہ پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیہ والثناء۔

◆◆◆

ان: سوشل میڈیا سے*

اسلام کا دشمن، اسلام کی آغوش میں

اسلامیات

مکہ میں ابوسفیان بہت بے چین تھا" آج کچھ ہونے والا ہے" (وہ بڑبڑایا) اس کی نظر آسمان کی طرف بار بار اٹھ رہی تھی، اس کی بیوی" ہند" جس نے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا، اس کی پریشانی دیکھ کر اس کے پاس آ گئی تھی" کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہو؟"

" ہوں؟" ابوسفیان چونکا، کچھ نہیں" طبیعت گھبرا رہی ہے، میں ذرا گھوم کر آتا ہوں" وہ یہ کہہ کر گھر کے بیرونی دروازے سے باہر نکل گیا، مکہ کی گلیوں میں سے گھومتے گھومتے وہ اس کی حد تک پہنچ گیا تھا، اچانک اس کی نظر شہر سے باہر ایک وسیع میدان پر پڑی، ہزاروں مشعلیں روشن تھیں، لوگوں کی چہل پہل ان کی روشنی میں نظر آ رہی تھی اور بھنبھناہٹ کی آواز تھی، جیسے سینکڑوں لوگ دھیمی آواز میں کچھ پڑھ رہے ہوں

اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا، اس نے فیصلہ کیا کہ وہ قریب جا کر دیکھے گا کہ یہ کون لوگ ہیں، اتنا تو وہ سمجھ ہی چکا تھا کہ مکہ کے لوگ تو غافلوں کی نیند سو رہے ہیں اور یہ لشکر یقیناً مکہ پر چڑھائی کے لئے ہی آیا ہے، وہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ کون ہیں؟ وہ آہستہ آہستہ اوٹ لیتا اس لشکر کے کافی قریب پہنچ چکا تھا، کچھ لوگوں کو اس نے پہچان لیا تھا، یہ اس کے اپنے ہی لوگ تھے جو مسلمان ہو چکے تھے اور مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔

اس کا دل ڈوب رہا تھا، وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لشکر مسلمانوں کا ہے اور یقیناً" محمد ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ مکہ آ پہنچے تھے" وہ چھپ کر حالات کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ عقب سے کسی نے اس کی گردن پر تلوار رکھ دی، اس کا اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا، لشکر کے پہرے داروں نے اسے پکڑ لیا تھا اور اب اسے" بارگاہ محمد ﷺ میں لیجا رہے تھے" اس کا ایک ایک قدم کئی کئی من کا ہو چکا تھا، ہر قدم پر اسے اپنے کرتوت یاد آ رہے تھے۔

جنگ بدر، احد، خندق، خیبر سب اس کی آنکھوں کے سامنے ناچ رہی تھیں، اسے یاد آ رہا تھا کہ اس نے کیسے سرداران مکہ کو اکٹھا کیا تھا" محمد کو قتل کرنے کے لئے" کیسے نجاشی کے دربار میں جا کر تقریر کی تھی کہ" یہ مسلمان ہمارے غلام اور باغی ہیں ان کو ہمیں واپس دو" کیسے اس کی بیوی ہندہ نے حضرت امیر حمزہ کو اپنے غلام حبشی کے ذریعہ شہید کرا کر ان کا سینہ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا اور ناک اور کان کاٹ کر گلے میں ہار بنا کر ڈالے تھے اور اب اسے اسی محمد ﷺ کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا۔

اسے یقین تھا کہ اس کی روایات کے مطابق اُس جیسے" دہشت گرد" کو فوراً تہہ تیغ کر دیا جائے گا، اُدھر" بارگاہ رحمت للعالمین ﷺ میں اصحاب جمع تھے اور صبح کے اقدامات کے بارے میں مشاورت چل رہی تھی کہ کسی نے آ کر ابوسفیان کی گرفتاری کی خبر دے دی" اللہ اکبر" خیمہ میں نعرہ تکبیر بلند ہوا، ابوسفیان کی گرفتاری ایک بہت بڑی خبر اور کامیابی تھی، خیمہ میں موجود عمر ابن الخطاب اٹھ کر کھڑے ہوئے اور تلوار کو میان سے نکال کر انتہائی جوش کے عالم میں بولے:

" اس بدبخت کو قتل کر دینا چاہئے، شروع سے سارے فساد کی جڑ یہی رہا ہے" چہرۂ مبارک رحمت للعالمین ﷺ پر تبسّم نمودار رہا، اور دلوں میں اترتی ہوئی آواز سنائی دی" بیٹھ جاؤ عمر! اسے آنے دو" عمر ابن خطاب آنکھوں میں غیض لئے حکم رسول ﷺ کی اطاعت میں بیٹھ تو گئے لیکن ان کے چہرے کی سرخی بتا رہی تھی کہ ان کا بس چلتا تو ابوسفیان کے ٹکڑے کر ڈالتے، اتنے

اسلامیات

میں پہرے داروں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی، اجازت ملنے پر ابوسفیان کو رحمت للعالمین کے سامنے اس حال میں پیش کیا گیا کہ اس کے ہاتھ اسی کے عمامے سے اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے، چہرے کی رنگت پیلی پڑ چکی تھی اور اس کی آنکھوں میں موت کے سائے لہرا رہے تھے۔

لبہائے رسالت مآب ﷺ وا ہوئے اور اصحاب رسالت نے ایک عجیب جملہ سنا" اس کے ہاتھ کھول دو اور اس کو پانی پلاؤ، بیٹھ جاؤ ابوسفیان" ابوسفیان ہارے ہوئے جواری کی طرح گرنے کے انداز میں خیمہ کے فرش پر بچھے قالین پر بیٹھ گیا، پانی پی کر اس کو کچھ حوصلہ ہوا تو نظر اٹھا کر خیمہ میں موجود لوگوں کی طرف دیکھا، عمر ابن خطاب کی آنکھیں غصّہ سے سرخ تھیں، ابوبکر ابن قحافہ کی آنکھوں میں اس کے لئے افسوس کا تاثر تھا، عثمان بن عفان کے چہرے پر عزیز داری کی ہمدردی اور افسوس کا ملا جلا تاثر تھا، علی ابن ابو طالب کا چہرہ سپاٹ تھا۔

اسی طرح باقی تمام اصحاب کے چہروں کو دیکھتا دیکھتا آخر اس کی نظر محمد ﷺ کے چہرۂ مبارک پر آ کر ٹھر گئی، جہاں جلالت و رحمت کے خوبصورت امتزاج کے ساتھ کائنات کی خوبصورت ترین مسکراہٹ تھی" کہو ابوسفیان ؟ کیسے آنا ہوا ؟

" ابوسفیان کے گلے میں جیسے آواز ہی نہیں رہی تھی، بہت ہمت کر کے بولا" مم،،، میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں؟"

عمر ابن خطاب ایک بار پھر اٹھ کھڑے ہوئے" یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ شخص مکّاری کر رہا ہے، جان بچانے کے لئے اسلام قبول کرنا چاہتا ہے، مجھے اجازت دیجئے، میں آج اس دشمن ازلی کا خاتمہ کر ہی دوں" بیٹھ جاؤ عمر" رسالت مآب ﷺ نے نرمی سے پھر فرمایا" بولو ابوسفیان! کیا تم واقعی اسلام قبول کرنا چاہتے ہو؟"

''جج'' جی یارسول اللہ ﷺ! میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ اور آپ کا دین بھی سچّا ہے اور آپ کا خدا بھی سچّا ہے، اس کا وعدہ پورا ہوا، میں جان گیا ہوں کہ صبح مکہ کو فتح ہونے سے کوئی نہیں بچا سکے گا" چہرہ رسالت مآب ﷺ پر مسکراہٹ پھیلی،" ٹھیک ہے ابوسفیان! تو میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور تمہاری درخواست قبول کرتا ہوں، جاؤ تم آزاد ہو، صبح ہم مکہ میں داخل ہوں گے ان شاء اللہ۔

میں تمہارے گھر کو جہاں آج تک اسلام اور ہمارے خلاف سازشیں ہوتی رہیں، جائے'' امن قرار'' دیتا ہوں، جو تمہارے گھر میں پناہ لے لے گا وہ محفوظ ہے" ابوسفیان کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی جا رہی تھیں" اور مکہ والوں سے کہنا! جو بیت اللہ میں داخل ہو گیا، اس کو امان ہے، جو اپنی کسی عبادت گاہ میں چلا گیا، اس کو امان ہے، یہاں تک کہ جو اپنے گھروں میں بیٹھ رہا اس کو امان ہے، جاؤ ابوسفیان! جاؤ اور جا کر صبح ہماری آمد کا انتظار کرو اور کہنا مکہ والوں سے کہ ہماری کوئی تلوار میان سے باہر نہیں ہوگی، ہمارا کوئی تیر ترکش سے باہر نہیں ہوگا، ہمارا کوئی نیزہ کسی کی طرف سیدھا نہیں ہوگا جب تک کہ کوئی ہمارے ساتھ لڑنا نہ چاہے"

ابوسفیان نے حیرت سے محمد ﷺ کی طرف دیکھا اور کانپتے ہوئے ہونٹوں سے بولنا شروع کیا" اشھد ان لاالٰہ الا اللہ و اشھد ان محمّد عبدہٗ و رسولہٗ" سب سے پہلے عمر ابن خطاب آگے بڑھے اور ابوسفیان کو گلے سے لگایا" مرحبا اے ابوسفیان! اب سے تم ہمارے دینی بھائی ہو گئے، تمہاری جان، مال ہمارے اوپر ویسے ہی حرام ہو گیا جیسا کہ ہر مسلمان کا دوسرے پر حرام ہے، تم کو مبارک ہو کہ تمہاری پچھلی ساری خطائیں معاف کر دی گئیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے پچھلے گناہ معاف فرماؤ"۔

ابوسفیان حیرت سے خطاب کے بیٹے کو دیکھ رہا تھا، یہ وہی تھا کہ چند لمحے پہلے جس کی آنکھوں میں اس کے لئے شدید نفرت اور غصّہ تھا اور جو اس کی جان لینا چاہتا تھا، اب وہی اس کو گلے سے لگا کر بھائی بول رہا تھا؟ یہ کیسا دین ہے؟ یہ کیسے لوگ ہیں؟ سب سے گلے مل کر اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر بوسہ دے کر ابوسفیان خیمہ سے باہر نکل گیا،" وہ دہشت گرد ابوسفیان کہ جس کے شر سے مسلمان آج تک

بقیہ ص ۲۴ / پر

از: مولانا غلام غوث اجملی پورنوی*

قرآن کا چیلنج اب بھی باقی ہے

اسلامیات

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امّا بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ

ترجمہ :اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے (کنزالایمان)

یہ وہ عظیم الشان، پاک و پوتر، بے مثال و بے نظیر کتاب قرآن مقدس ہے جس کی تمثیل دونوں جہان میں کوئی نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ کا کلام کہا جاتا ہے، چار مخصوص آسمانی کتابوں میں خاص اس کی فضیلت سب سے بڑی ہے، پوری کائنات میں صرف اور صرف یہی وہ کتاب ہے جس میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اپنی ہر خوبی میں بے نظیر و لاجواب ہے اس کے اندر دنیا کی تمام چیزوں کا ذکر ہے، اپنی شان و عظمت خود ہی بیان کرتا ہے یوں گویا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ (وہ بلند رتبہ کتاب کوئی شک کی گنجائش نہیں اس میں)۔

باعتبار نزول بھی منفرد جو ماہ تمام مہینوں میں افضل اس ماہ مبارک میں آنا، جو رات ایک ہزار راتوں سے افضل اس میں نازل ہونا، جو ذات مقدس کائنات عالم میں بے مثال و بے نظیر اس ذات پر نازل ہونا یہ خصوصیات صرف اسی کتاب اللہ کو حاصل ہیں۔ بات اگر نزول کی کروں تو طوالت تحریر کا خوف ہے۔ چوں کہ اصل مقصد اس کے چیلنج کو پیش کرنا ہے۔ آج ہندو بیرون ہند کے اسلام مخالف مذہب و ملک اسی قرآن عظیم کی توہین و تنقیص میں سرگرداں ہے مگر یہ دشمنان اسلام یہ بھول بیٹھے ہیں کہ ان سے پہلے کفار و منافقین نے کیا کیا نہ کیا اور انہیں کیسی کیسی سزائیں ملیں یہ دشمنان اسلام سے پوشیدہ نہیں۔ یہ بھی عیاں ہے کہ بعض بدبختوں نے قرآن کریم کی تحریف و تبدیل کا سوچا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسے اپنے سے بنایا، اسلام و قرآن کی حقانیت کو چیلنج کیا۔ لیکن یہ چیلنج خاکستر ہو کر رہ گیا مگر قرآن نے ایسا چیلنج دیا کہ دنیا آج تک سکتے میں ہے۔ واہ رے قرآن تیری عظمت و رفعت کو سلام تیرے چیلنجوں پر قربان۔ قرآن نے اپنے مخالفین کو ایک بار نہیں تین تین بار چیلنج کیا اے تحریف قرآن کی باتیں کرنے والو، قرآن کو جھوٹا بتانے والو، قرآن کی توہین کرنے والو، قرآن کو چیلنج کرنے والو، آؤ دیکھو قرآن کا چیلنج؟

پہلا چیلنج: وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ (البقرۃ،۲۳)

ترجمہ: کنزالایمان؛ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ یہاں "اس میں" سے مراد یہی قرآن مقدس ہے اور "اپنے ان خاص بندے" سے مراد خاتم پیغمبراں امام المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پرنور ہے۔ اگر عقل موجود ہے تو دیکھو کتنا بڑا چیلنج ہے ایک سورت ہی لے آؤ اور اتنا ہی بس نہیں اگر اکیلے نہ ہو سکے تو اپنے حمایتیوں کو بھی بلاؤ جو تمہاری مدد کرے مگر آج تک کوئی ایسا پیدا نہ ہوسکا، نہ کسی ماں نے جنم دیا اور نہ یہ کبھی ہوسکتا ہے۔

دوسرا چیلنج: جب کفار مکہ نے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسے (یعنی قرآن کو) بنا لیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی جسے

بائسی پورنیہ بہار، مقیم حال گوا

قرآن نے ایسے فصیح و بلیغ انداز میں پیش کیا کہ :اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔ (یونس، ۳۸)

ترجمہ : کنزالایمان؛ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنالیا ہے تم فرماؤ تو اس جیسی کوئی ایک سورۃ لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ یہاں پر تو اعلان عام ہے تمہیں جو ملے اپنی مدد کے لیے بلا لو مگر کسی نے اسے قبول نہ کیا، جس نے قبول کرنے کی کوشش کی وہ خود نیست و نابود ہو گیا۔

تیسرا چیلنج: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔ (هود، ۱۳)

ترجمہ: کنزالایمان؛ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ جب اہل عرب (کفار مکہ) نے دعویٰ کیا کہ ہم بھی عربی ہیں انہوں (محمد رسول ﷺ) نے اسے (قرآن کو) جی سے بنایا ویسے ہم بھی ہیں تو قرآن نے یہ چیلنج دیا تھا کہ تم بھی عربی ہو فصیح و بلیغ ہو تو کوشش کرو اگر تم سچے ہو اس معاملے میں کہ یہ کلام انسان کا بنایا ہوا ہے: تو لے آؤ اسی کی مثل دس سورتیں۔ قرآن مقدس کے چیلنجوں کو کسی نے قبول نہ کیا اور قرآن جیسا کل تھا ویسا آج ہے اور ایسا ہی قیامت تک رہے گا اس میں کسی طرح کی تبدیلی نہ آئی ہے نہ کبھی آسکتی ہے اس لیے کہ اس کی حفاظت خود خالق کائنات جل جلالہ کرتا ہے۔

محافظ قرآن خالق زمین و آسمان ارشاد فرماتا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر، ۹)

ترجمہ : کنزالایمان؛ بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ اس کی حفاظت سے متعلق مفسر اعظم عالم ہند صدرالافاضل فخرالاماثل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ تحریف و تبدیل و زیادتی و کمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں تمام جن و انس اور ساری خلق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کرے یا تغییر و تبدیل کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لیے یہ خصوصیات صرف قرآن شریف ہی کو حاصل ہیں۔ دوسری کتابوں کو یہ خصوصیات میسر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طریقے پر ہے ایک یہ کہ قرآن کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے، ایک یہ کہ اس کو معارضہ و مقابلہ سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو، ایک یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود کمال عداوت کے اس کتاب مقدس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔

اس تفسیر عظیم میں کوئی شک نہیں اور الحمدللہ رب العلمین مذہب اسلام کے تمام ماننے والوں کا اس میں اتفاق ہے ہم اہل سنت و جماعت کے ماننے والوں کا ازل سے ہی یہ ایمان و عقیدہ رہا ہے کہ قیامت آسکتی ہے، آسمان گر سکتا ہے، زمین پھٹ سکتی ہے مگر قرآن کا ایک حرف بھی تبدیل نہیں ہو سکتا۔ ع

بدل سکو گے نہ ہرگز تو کیا مٹاؤ گے
کریں گے ہم ہی حفاظت خدا نے فرمایا
اگر ہو سچے تو لے آؤ منکرو جاؤ
ہو کوئی ایسی جو سورت خدا نے فرمایا
(اجملی پورنوی)

کسی شاعر نے بہت ہی اچھوتے انداز میں کہا ہے۔ ع

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

◆◆◆

ص ۳۰ رکا بقیہ.................................

موجود ہے جسے ہم مسواک کہتے ہیں مسواک چند درخت کی ہوتی ہے: پیلو، پھلاہی، کیکر، کرنج، نیم۔

(ماخوذ از اسلامی نظام طہارت اور جدید سائنس)

◆◆◆

از: مولانا رضوان حسین مرکزی*

مسواک! سائنس کے تناظر میں

موجودہ زمانے میں لوگ مختلف طریقوں سے دانتوں کی صفائی کرتے ہیں جیسے کوئلہ، درختوں کی چھال، ٹوتھ پیسٹ، منجن، راکھ، وغیرہ لیکن ان میں سب سے زیادہ فائدہ مند مسواک ہے جو سنت نبوی ہے یہ بھی یاد رہے کہ ماہرین اطبا کا کہنا ہے کہ بدن کی 80 فیصد بیماریاں پیٹ کی خرابی سے ہوتی ہیں اور پیٹ کی 80 فیصد بیماریاں دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی سے ہوتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کا استعمال اکثر کرتے تھے یہاں تک کہ جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے گھر تشریف لاتے تو مسواک کرتے، رات دن میں سونے سے پہلے مسواک کرتے اور جب بیدار ہوتے تو بھی کرتے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر نماز میں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

سائنسٹفک ریسرچ

افریقہ کے ایک شہر کیپ ٹاؤن (captown) کی تحقیق کے مطابق مسواک کے اندر کئی ایسے مادے پائے جاتے ہیں جو دانتوں کے لیے بہت فائدہ مند ہیں جیسے کہ مسواک کے اندر ٹینک ایسڈ (tannicacid) پایا جاتا ہے جو کہ دانتوں کو جراثیم لگنے سے محفوظ رکھتا ہے اور مسواک میں کیلشیم (calcium)، فاسفورس (phosphorus) کافی مقدار میں پایا جاتا ہے جو دانتوں کی صفائی اور مضبوطی میں معاون ہوتا ہے اور سائنس داں کا کہنا ہے کہ درختوں کے اندر کلوروفل کا مادہ پایا جاتا ہے جو اس کی ٹہنیوں اور پتوں کو ہرا بھرا رکھتا ہے اور کلوروفل میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ گندگی اور بدبو کو دور کر دیتا ہے۔

امریکہ کے جدید تحقیق کے مطابق پیلو کی مسواک کے اندر ایسے کئی اجزاء پائے جاتے ہیں جو دانتوں کے مختلف امراض کے لیے طرز علاج رکھتے ہیں۔

اجزاء یہ ہیں (۱) کیلشیم اور فاسفورس Phosphorus calcium (۲) گندھک Sulphur (۳) سوڈیم کلورائیڈ sodium chloride (٤) ٹرائی میتھائل ایمین Trymethylamine (٥) وٹامن – سی vitamin-c (٦) فلورائیڈ Fluoride (۷) سلیکا Silica (۸) رال Resin

(۱) کیلشیم اور فاسفورس = یہ مادہ دانتوں اور ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے معاون ہوتا ہے۔ (۲) گندھک = یہ دانتوں کے جراثیموں کو مارنے کے علاوہ اور دوسری بیماریوں کے لگنے سے بچاتا ہیں۔ (۳) سوڈیم کلورائیڈ = یہ ایک ایسا مادہ ہے کہ اگر آپ غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ اس کا مزہ نمکین سا ہوتا ہے جو کہ منہ کے اندرونی جھلی کے خلیات کے لیے فائدے مند ہے۔ (٤) ٹرائی میتھائل ایمین = یہ مسواک میں ایسا مادہ ہے جو کہ دانتوں میں پھنسے ہوئے غذا کے ذرات کو نکال دیتا ہے اور اسے چپکنے سے بچاتا ہے۔ (٥) وٹامن سی = دانتوں میں جو خون وغیرہ نکلنے کی بیماری ہوتی ہے اس کے لیے وٹامن سی فائدے مند ہوتا ہے اور یہ مسواک میں بکثرت موجود ہوتا ہے۔ (٦) فلورائیڈ = یہ دانتوں کی بوسیدگی دور کرنے کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے اور یہ بھی مسواک میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ (۷) سلیکا = دانتوں کی صفائی اور چمکانے کے لیے سلیکا کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ بھی مسواک میں موجود ہے۔ (۸) رال = مسواک کرتے وقت تلخ رالی نکلتی ہے جو کہ دانتوں کے بہت سارے علاج کے علاوہ اس کے باہری حصے کی بھی حفاظت کا سبب بنتی ہے۔

قابل غور واقعہ! (انگریز ڈاکٹر نئی تحقیق میں پڑ گیا) جناب

اسلامیات

دلبر منصور صاحب بیان کرتے ہیں میرے دانت اور مسوڑے ایسے موذی مرض میں مبتلا ہو گئے کہ جس کا علاج کر کے وہاں کے ڈاکٹر عاجز آ گئے میں کافی پریشان تھا کہ کسی دوست نے مسواک کا مشورہ دیا تو میں نے دوائی کے ساتھ ساتھ مسواک کا باقاعدہ استعمال شروع کر دیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد میرے دانت مسوڑے تندرست ہو گئے تو میں جب ڈاکٹر کے پاس گیا تو اس نے پوچھا کہ بتائیے دانتوں کا کیا حال ہے میں نے کہا اللہ کے فضل سے 100 فیصد ٹھیک ہوں ڈاکٹر یہ سن کر حیران ہوا اور کہا کون سی دوائی استعمال کی ہے میں نے کہا آپ کی دوائی استعمال کی ہے کہنے لگا ہرگز میری دوائی سے اتنی جلدی افاقہ ممکن ہی نہیں ہے آپ سوچ کر بتائیے کہ آپ نے کیا استعمال کیا ہے میں نے کہا یقین مانیے ڈاکٹر صاحب میں نے آپ کی دوائی استعمال کی ہے ہاں البتہ کچھ عرصے سے مسواک استعمال کرنے لگا ہوں ڈاکٹر نے کہا مسواک کا استعمال؟ اس کے بعد سے انگریز ڈاکٹر بڑا حیران ہوا اور نئی تحقیق میں پڑ گیا۔

قارئین کرام! اگر آپ کے دانت صحیح نہیں ہیں تو اس کا اثر آپ کی انکھوں کی روشنی میں پڑتا ہے اور کانوں کی سماعت میں بھی پڑتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک قوت حفظہ کے لیے فائدے مند ہے اور بلغم کو نکالنے کے لیے بھی اثر انداز ہے۔

اگر آپ کے مسوڑوں میں پیپ بھرا ہے یا کیڑا لگا ہوا ہے تو جب آپ کوئی بھی غذا کھاتے ہیں تو وہ سب سے پہلے ان جراثیم سے آلودہ ہو جاتی ہے پھر پیٹ میں جاتی ہے پھر بعد میں معدے کی بیماری کا سبب بنتی ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ (streptococcus) نامی بیکٹیریا جو دل کے والو (valve) پر حملہ کرتے ہیں اور اسے تباہ و برباد کرتے ہیں وہ دانتوں کے گندا ہونے کی وجہ سے ہی منہ میں آتے ہیں جبکہ مسواک کے اندر موجود ٹینک ایسڈ مادہ یہ دانتوں کو کیڑا لگنے کے علاوہ "والو" پر حملہ کرنے والے بیکٹیریا کو ختم کر دیتا ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اس فرمان عالی شان کی کون اہمیت بتا سکتا ہے کہ مسواک میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے (سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کی مضبوطی) جب جنگ احد میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک متاثر ہوا اور ہونٹ شریف زخمی ہو گیا اور آپ کا چہرہ مبارک اور گال مبارک اور سر بھی متاثر ہوا اگر ایسے زخم کسی عام آدمی کو لگ جائیں تو وہ درد کلفت سے مدہوش ہو کر گر جائے اور شدت درد سے کچھ عرصے تک بخار چڑھ جائے اور کئی دنوں تک بیمار رہے منہ میں ورم وغیرہ ہو جائے لیکن تاریخ گواہ ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا مستزاد یہ کہ آپ نے جنگ کے فورا بعد اس کی ساری کارکردگی کو ملاحظہ کیا نقصانات کو ملاحظہ کیا شہدائے کرام کو دفن کرنے کے لیے جگہ متعین فرمائی شہدائے کرام کی نماز جنازہ ادا فرمائی مدینے سے آنے والے حضرات کے سوالات کے جوابات دیئے اس کے بعد نارمل آدمی کی طرح گھر واپس آئے اور آپ کے زخموں کو تازے پانی سے دھویا گیا خون بند کرنے کے لیے چٹائی وغیرہ جلا کر اس کی راکھ بھری گئی۔ (مرآۃ المناجیح: ج8 ص105)

جدید تحقیق: انجنیئر ذوالفقار صاحب کا کہنا ہے کہ امریکہ کے ایک سائنس داں نے مجھے یہ نصیحت کی کہ سوتے وقت مسواک کر لیا کرو میں نے کہا کیوں بھائی تو انہوں نے کہا کہ جدید تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ انسان کے منہ میں پلازما اکٹھا ہو جاتا ہے جو کہ کھانے پینے اور بولنے ہنسنے کے وقت منہ کے چلنے کی وجہ سے پلازما اپنا کام پورا نہیں کر پاتا ہے مگر جب انسان کا منہ سوتے وقت سکون پاتا ہے تو وہ پلازما اپنا کام پورا کر لیتا ہے اسی لیے سوتے وقت مسواک بہت ضروری ہے۔

قارئین کرام: ہمارے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے 1400 سال قبل ہی مسواک کرنے کا حکم دیا ہے اور آج سائنس اس کی تحقیق کر کے اس بات کو ثابت کرنے پر مجبور ہیں کہ جو ٹوتھ پیسٹوں میں الگ الگ مادے پائے جاتے ہیں ان ساری چیزوں کا مجموعہ پیلو کی لکڑی میں

بقیہ ص ۲۸ پر

عہد حاضر کے دینی جلسے

تبلیغ کے ذرائع یا تفریح کا سامان

از: مولانا محمد اشرف رضا قادری*

احوال قوم وملت

تبلیغ دین متین، اشاعت سنیت اور ردعقائد باطلہ علمائے اسلام کی ذمہ داری اور ان کے مقاصد کا حصہ ہیں۔ نائبان رسول ہونے کا مطلب ہی یہی ہے کہ جو کار دین نبی اکرم ﷺ نے انجام دئے، اب ان کاموں کو انجام دینے کی ذمہ داری علمائ کے سر ہے۔علمائے اہل سنت نے برصغیر میں اپنی اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی نبھایا اور آج بھی جو علمائے ربانی ہیں یا حساس دل رکھنے والے علما ہیں وہ محدود حلقے ہی میں سہی مگر دین متین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

تبلیغ دین وسنیت اور تحفظ مسلک ومذہب کے جتنے ذرائع ہیں ان میں تقریر وتذکیر، تصنیف وتالیف اور تبلیغ ومناظرہ سب شامل ہیں۔علمائے اہل سنت کی خدمات پہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی مرحلہ میں بھی اپنے فرض منصبی سے خود کو پیچھے نہیں رکھا ہے۔ایسے وقت میں جب کہ سفر دشوار تھا، سہولیات فراہم نہیں تھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، معرکہ سر کرنا ہوتا تھا مگر ایسے عالم میں بھی مشائخ اہل سنت اور خطبائے ملت اسلامیہ نے قرب وجوار سے لے کر دور دراز مقامات تک کا سفر کیا، راہ کی دشواریاں نہیں دیکھیں بلکہ دین کی اشاعت کے جذبہ سے سرشار، ہر مشکل کو سر کرتے ہوئے جگہ جگہ پہنچتے رہے اور اپنا کام انجام دیتے رہے۔اس سلسلہ میں کئی اسمائے گرامی ہمارے پردۂ ذہن پہ ابھر رہے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے وقتوں میں خطابت اور بیعت وارادت کے ذریعہ کار مذہبی انجام دیتے رہے ان میں چند کے نام یہ ہیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ حجۃ الاسلام علامہ شاہ حامد رضا قدس سرہٗ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ حضور احسن العلما مارہروی قدس سرہٗ حضور سید العلما مارہروی قدس سرہٗ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہٗ، استاذ العلما علامہ حسنین رضا خاں، حضور مفسر اعظم ہند، حضور امین شریعت، حضور صدر العلما، حضور حبیب العلما، حضور تاج الشریعہ، حضور مجاہد ملت ودیگر اجلہ مشائخ عظام علیہم الرحمہ اور خطیب کی حیثیت سے پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی، رئیس القلم علامہ ارشد القادری، مفتی نان پارہ مفتی رجب علی صاحب ودیگر خطبائے اہل سنت وغیرھم کے نام نامی بہت نمایاں ہیں۔

ان حضرات نے واقعی خطابت کو تبلیغ سنیت کا ذریعہ بنایا۔ ان کا اک خاص انداز تھا، لفظوں میں رکھ رکھاؤ تھا، لہجے میں تاثیر کی خوشبو تھی، جب یہ بولتے تھے تو از دل خیزد بر دل ریزد کا سماں بندھ جاتا تھا، یہی وہ زریں دور تھا اہل سنت کے لئے جب ہر طرف سنیت کی فصلیں لہلہا رہی تھیں اور بدعقیدگی منھ چھپائے پھر رہی تھی۔پروردگار عالم ان تمام مخلص مبلغین اسلام کی خدمتیں قبول فرمائے اور ان کی لحد پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائے۔

دوسرا ذریعہ تصنیف وتالیف کا ہے اس شعبہ کے ذریعہ بھی ہمارے اکابر علمائے اہل سنت ومشائخ عظام نے اپنا کام بڑے معیاری انداز میں انجام دیا ترجمہ قرآن، تفسیر، تراجم احادیث، درسیات، عقائد، ادب، تاریخ، فقہ، تصوف ہر موضوع پہ کتابیں لکھیں اور خوب لکھیں۔ان کتابوں میں علم ہے، اخلاص ہے، دلائل وشواہد ہیں۔جذبہ خدمت سے بھرپور دل والے ان شخصیات نے جو کتابیں قوم کے حوالہ کی ہیں وہ آج تک اصلاح عقائد واعمال اور اشاعت سنیت کے کام آرہی ہیں اور ان شاء اللہ آتی ہی رہیں گی۔

بات تبلیغ دین اور تحفظ مذہب کی کریں تو خلیفہ اعلیٰ حضرت

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی سے لے کر دیگر خلفائے امام احمد رضا اور پھر ان کے تلامذہ نے ملک ہی نہیں بیرون ملک جو دین کی اشاعت کی ہے اس کا کوئی جواب برصغیر کے اس عہد میں نہیں ہے۔ ہندوستان میں جب شدھی تحریک چھڑی تھی تو جماعت رضائے مصطفےٰ کے بینر تلے امام احمد رضا اور ان کے خلفا و تلامذہ و احباب نے جو تاریخی خدمتیں انجام دیں اسے بھی تاریخ نے اپنے اندر محفوظ رکھا ہے۔ اس کا بھی کوئی جواب کسی بھی فرقہ کے پاس نہیں ہے۔ یہ میرا موضوع نہیں کہ اس کی صراحت اور اس کی تفصیل یہاں پیش کروں مگر اتنی وضاحت سے یہ بات تو سامنے آہی گئی کہ تبلیغ دین کے سلسلہ میں ہمارے اکابر علما و مشائخ نے ایک تاریخ رقم کی ہے اور یہ انہیں کی خدمات کی بہاریں ہیں جو آج گلشن اسلام میں ہر سو چمک دمک دکھائی دے رہی ہے۔

یہ ماضی میں ہمارے اکابر کے خدمت دین کی چند جھلکیاں تھیں اب اس تناظر میں آج کے حالات کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوگا کہ ہمارے یہاں نہ وہ علم ہے نہ عمل، نہ جذبہ ہے نہ شعور، بلکہ ان میں حد درجہ انحطاط ہے۔ نام و نمود کی خواہش نے سارے اعمال حسنہ کی جان نکال دی ہے، ہمارے کسی کام میں وہ روحانیت باقی نہیں رہی جو آخرت کی پونجی بن سکے۔ خاص طور پر جلسے جلوس کے معاملہ میں ہماری جماعت اور ہمارا سماج جس انحطاط کا شکار ہوا ہے، وہ جماعت کے سنجیدہ افراد کے لئے سوہان روح سے کم نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت کنز الکرامت مجدد دین و ملت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے جو دس نکاتی پروگرام ہمیں دیا ہے اس میں دیگر باتوں کے ساتھ ایک جلسہ کی بات بھی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا:

''شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۳)

اس سے صاف واضح ہے کہ جلسوں کی اپنی اہمیت ہے، اس کے اثرات ہیں اور ان جلسوں سے اکابر اہل سنت نے دین کی خدمت کی ہے سنیت کو فروغ دیا ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کو ہر علاقہ تک پہنچایا ہے، عقائد باطلہ سے لوگوں کو آشنا کیا ہے، مگر افسوس آج وہی جلسہ، اجلاس اور کانفرنس تفریح کا سامان اور ذہنی عیاشی کے ذرائع بنا دئے گئے ہیں۔ جلسے کرانے والوں سے لے کر مقررین و شعرا تک ایک ہی طرح کے مرض میں گرفتار ہیں، کسی کے اندر اخلاص نہیں۔ سب کسی نہ کسی ذاتی مقصد کے اسیر ہیں اور اس کردار و عمل کا شریعت سے کیا تعلق ہوسکتا ہے ایک عامی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔

عیاں را چہ بیاں

جلسوں کے اجزائے ترکیبی پہ غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ اس میں متعدد اذہان کے حامل افراد کی شمولیت ہوتی ہے اور سالانہ کروڑوں اربوں کے اخراجات ہوجاتے ہیں۔

اخراجات پہ غور کریں تو!

[۱] نقیب جلسہ
[۲] مقررین
[۳] شعرا
[۴] سامعین
[۵] اسٹیج
[۶] مائک
[۷] اور سامعین کے بیٹھنے کا انتظام

یہ سارے اجزا جزو لاینفک ہیں۔ اسی سے اس کے خرچ کا بھی اندازہ لگائیے تو واقعی احساس ہوگا کہ ہر جلسہ میں لاکھوں نہیں سالانہ کروڑوں اربوں روپے صرف ہوجاتے ہیں اور اس کا حاصل سوائے ذہنی عیاشی اور تفریح طبع کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ شاید ہی کوئی جلسہ ایسا ہوتا ہو جس میں مقررین مخلص ہوں، شعرا و نعت خواں، حبِّ رسول میں مست ہوں اور سامعین سننے میں رضائے الٰہی کے جذبہ سے سرشار ہوں۔

وہ اس نیت سے جلسے میں شرکت ہی نہیں کرتے کہ اس

سے ہمارے علم میں اضافہ ہوگا اور ہم یہاں سے کچھ دین کی باتیں سیکھ کر اٹھیں گے۔ رات رات بھر جاگ کر صبح کی نماز چھوڑ دینا ہر جلسہ کا مزاج ہو گیا ہے۔ اس صورت حال کے سبب یہ سوچنا یقیناً برمحل ہے کہ ایسے جلسوں کا کرنا کرانا شرعاً جائز بھی ہے یا نہیں؟

جلسوں میں نقیبوں کا ہونا اب لازمی ہو گیا۔ یہ بے چاری وہ قوم ہے جو دوسروں کے لئے جھوٹ بول بول کر اپنے لئے جہنم واجب کرتی ہے۔ مولوی کو علامہ، محلہ کے واعظ کو خطیب الہند، میزان نہیں پڑھا سکنے والوں کو مناظر اعظم ضلع میں بھی نا آشنا کو فاتح امریکہ و یورپ ایسے فراٹے سے بولتے ہیں جیسے یہ ساری خوبیاں ان کی چشم دید ہیں۔ پانچ چھ گھنٹہ کے جلسوں میں تین گھنٹہ ان کے جھوٹ بولنے کے لئے وقف ہونا چاہئے اب مفتیان کرام اس جلسے کے بارے میں کیا کہیں گے جہاں یہ سب گل افشانیاں ہوتی ہوں ضرور معلوم کیا جانا چاہئے۔

مقررین بالعموم علم سے نابلد اور عمل سے کوسوں دور ہوتے ہیں، نماز سے لاتعلقی اور رقم طے کر کے جلسوں میں آنا ان کا پیشہ بن گیا ہے۔ تقریر کا انداز ایسا کہ یہی بولیں اور یہی سمجھیں۔ چیخ چیخ کر آسمان سر پہ اٹھا لینا تقریباً تمام مقررین کا شیوہ۔ سنجیدگی سے بولنے کے بجائے گلا پھاڑ کے چلانا کون سا انداز خطاب ہے ان سے کون پوچھے۔ ان کی تقریروں سے آج تک دین کا کتنا فائدہ ہوا ہے یہ ان سے زیادہ کون بتا سکتا ہے اور سامعین سے بہتر گواہ کون ہو سکتا ہے۔

نعت خوانوں کو لیجئے تو ان میں شعرا کم اور گویے زیادہ ہیں۔ گانوں کی طرز میں نعتیں پڑھنا، قوالوں کی نقالی کرنا اور پبلک کو خوش کرنے کے لئے نعتیں پڑھنا بھلا کون سا طریقہ ادب ہے؟ اور آداب نعت سے ان کا کیا تعلق ہے۔ پہلے تقریروں کے درمیان ایک نعت پاک پڑھی جاتی تھی اب تقریروں کی طرح ایک گھنٹہ دو گھنٹہ نعت خوانی ہوتی ہے اور اس میں سامعین کو ایسا چوس لیا جاتا ہے کہ وہ کسی کام رہ ہی نہیں جاتا۔ ان گویوں کو نعت پڑھنے سے زیادہ جمنے جمانے کا خیال رہتا ہے اور یہ سامعین کے جیب سے پیسے نکالنے پر سارا زور صرف کر دیتے ہیں۔ حقیقت پوچھئے تو یہ نعت خواں سے زیادہ محلّوں میں گاتے ہوئے گھوم گھوم کر بھیک مانگنے والے زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ اب تو عالم یہ ہو گیا ہے کہ جلسوں کا انحصار بھی ان ہی گویوں پر ہو گیا ہے اور یہ منھ مانگی رقم اپنے اکاونٹ میں ڈلوا کر جلسوں میں جاتے ہیں بھلا ان کرتوتوں کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ ان کی نعت خوانی عبادت ہے؟ اور جلسہ کرنا دینی فائدہ کا ضامن ہے۔

سامعین کو لیجئے تو ان کا عالم اور بھی نرالا ہے بلکہ جلسوں کے حوالہ سے ساری بیماری کی جڑ یہ عوام ہی ہیں۔ انہیں نہ مسائل سیکھنے سے غرض، نہ دین کی باتوں سے کوئی مطلب اور نا ہی نعت رسول سے کوئی دلچسپی۔ یہ لوگ بھی لذت لطف اور تفریح کے لئے نعتیں سنتے ہیں اگر کوئی سنجیدگی سے نعت پاک پڑھے تو انہیں پسند نہیں آتا۔ انہیں وہ گویے چاہئیں جو آواز ترنم اور طرز میں ان کے جی کو خوش کر دے۔ انہیں نعت سے نہیں ان کی ٹان اور آواز کے زیر و بم سے پیار ہے اس لئے آڑی ترچھی آوازیں نکلتے ہی واہ واہ کی صدائے دلخراش نکلنی شروع ہو جاتی ہے۔ واضح رہے کہ حقیقی نعت خوانی وہی ہوگی جو دل تک پہنچے، قلب میں حرارت پیدا کر دے اور عشق رسالت ﷺ کے غلبہ سے آنکھوں سے آنسو نکل آئیں اگر کسی فرد پر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو کم از کم مجموعی طور پر تو پوری مجلس میں ایک کیفیت پیدا ہو جائے مگر ع

این خیال است و محال است و جنوں

”میں جلسوں کا قائل ہوں مگر اس کے انعقاد کا مقصد ہونا چاہئے۔ نعت خوانی عبادت ہے مگر اسے نعت کی طرح پڑھا جانا چاہئے، خطابت سے دین و سنیت کا کام لیا جائے تو ایسی خطابت ہونی چاہئے۔ مگر اخلاص بھرے اس کام کے لئے عوام کا ذہن بدلنا ہوگا، انہیں یہ بتانا ہوگا کہ ان کے اس عمل سے انہیں ثواب مل رہا ہے یا نہیں۔ یہ ثواب پانے کی نیت سے جلسوں کے لئے خزانے کا منھ کھول دیتے ہیں مگر محلہ میں کوئی بھوکا سو رہا ہو، اسے ایک وقت کا کھانا نہیں کھلا سکتے۔

بقیہ ص ۱۶ ر پر

از: مولانا خلیل احمد فیضانی*

کیا یہ سب مسلمان تھے؟

احوال عالم

مسلمان کبھی دہشت گرد نہیں ہوتا، مسلمان ہمیشہ امن پسند ہوتا ہے، لفظ اسلام خود ہی سلامتی و شانتی کا ضامن ہے، سلامتی کے معانی اسلام و ایمان کی گہرائیوں میں پنہاں ہیں، لہٰذا مسلمان کے معنی ہوئے صلح و سلامتی والا، شانتی اور پریم والا، اگر کوئی ایک مسلمان اپنی جہالت سے کسی کا مالی یا جانی نقصان کرتا ہے تو اس کے بدلے میں سارے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینا اور انہیں آتنک وادسے جوڑنا بالکل غلط اور ناانصافی کی بات ہے۔

میرا ایک سوال ہے کہ کیا انسانی جانوں کو ہلاک کرنے والے صرف مسلمان ہی ہیں؟ دوسرے کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کبھی یہ جرم نہیں کرتے؟ اگر دوسرے اس جرم میں مسلمانوں سے بھی لاکھوں قدم آگے ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر انہیں آتنک واد اور دہشت گردی سے کیوں نہیں جوڑا جاتا... صرف مسلمانوں کو ہی دہشت سے کیوں جوڑا جاتا ہے، یہ ڈبل اسٹینڈرڈ کیوں... آخر یہ دوہرا معیار مسلمانوں کے ساتھ ہی کیوں؟

آج میں اسی کو ثابت کروں گا کہ خدا کی اس پاک دھرتی پر غیر مسلم کمیونٹیز کے فرعون صفت افراد نے کتنی بے گناہ جانوں کا خون بہایا، کس قدر انسانی جانوں کی بے حرمتی کی اور انھیں بڑی بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا۔

1- ہٹلر! کیا آپ جانتے ہیں یہ کون تھا؟ ہٹلر جرمن "عیسائی" تھا، اس نے یہودیوں نیز دوسری کئی قوموں کے بے قصور افراد کو زندہ جلا جلا کر خاکستر کر دیا تھا، دوسری جنگ عظیم بھی اسی کے تکبر ہی کا نتیجہ تھی، انسانیت پر اتنا کچھ اس نے ظلم کیا مگر میڈیا نے کبھی "عیسائیوں" کو دہشت گرد نہیں کہا، کیا وہ مسلمان تھا؟

2- جارج بش! یہ وہ بدطینت شخص تھا کہ جس نے اپنی ظالم فوج کو عراق بھیج کر دس لاکھ سے زائد انسانی جانوں کو موت کے گھاٹ اتارا، ان بے قصور مقتولین میں وہ شیر خوار اور معصوم بچے بھی شامل تھے کہ جن کے منہ سے ابھی تک اپنی ماؤں کے دودھ کی خوش بو بھی نہیں زائل ہوئی تھی، کیا وہ مسلمان تھا؟

3- جوزف اسٹالین! اس نے تقریباً 20 ملین انسانوں کو ہلاک کیا، جن میں سے 14.5 ملین کو سخت اذیتیں دے کر اور تڑپا تڑپا کر فنا کیا، کیا وہ مسلمان تھا؟

4- ماؤ تسنگ (چین)! اس نے 14 سے 20 ملین افراد کی زندگیوں کو تباہ کر دیا اور ان کا وجود ہی صفحۂ ہستی سے محو کر ڈالا، کیا وہ مسلمان تھا؟

5- اشوک! نے کلنگا کی جنگ میں ایک ہزار لوگوں کو مروا دیا تھا، کیا وہ مسلمان تھا؟

6- بینیٹو مسولینی (اٹلی)! اس نے تقریباً 4000 ہزار لوگوں کا قتل عام کیا، ان کی جائدادیں وغیرہ تباہ کر ڈالیں، کیا وہ مسلمان تھا؟ اور بھی پڑھتے جائیے:

7- پہلی عالمی جنگ عظیم غیر مسلم ممالک کے باہمی رنجشوں کی وجہ سے شروع ہوئی، اس جنگ میں تقریباً 17 ملین اموات ہوئیں، کیا یہ ممالک اور ان ممالک کے حکمراں مسلمان تھے؟

8- دوسری عالمی جنگ عظیم (1939-1945) جس میں 50 سے 55 ملین اموات ہوئیں، کیا یہ جنگ کرنے والے سب مسلمان تھے؟

9- ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹمی حملہ کیا گیا جس میں 2000000 لوگ مارے گئے، یہ حملے غیر مسلموں یعنی یو ایس اے نے کیے تھے۔

10- ویتنام کی جنگ میں 5 ملین لوگ مارے گئے، یہ سب غیر مسلموں نے کیا۔

11– بوسنیا/کوسوو کی جنگ میں تقریباً 500000 لوگ مارے گئے، یہ سب غیر مسلموں نے کیا۔

12– عراق کی جنگ میں اب تک لاکھوں کی تعداد میں نہتے لوگ لقمہ اجل بن چکے ہیں، یہ سب غیر مسلموں نے کیا۔

13- 1975 سے 1979 تک کمبوڈیا میں تقریباً 30 لاکھ لوگ مارے گئے، مارنے والے سب غیر مسلم یہودی عیسائی تھے۔

14– اور آج تک شام، فلسطین اور کچھ وقت پہلے تک افغانستان میں لوگ بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کیے جا رہے تھے... یہ قاتل کون تھے... سب عیسائی یہودی تھے اور ہیں مگر ان کے اس ظالمانہ اور انسانیت سوز فعل کو کبھی کسی نے آتنک واد یا دہشت گردی سے نہیں جوڑا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ اگر کوئی ایک نادان مسلمان کسی کا قتل کر دیتا ہے تو سارے مسلمانوں بلکہ مذہب اسلام تک کو آتنک واد سے جوڑ دیا جاتا ہے.... یہ کھلی ناانصافی اور ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے، اخیر میں اس بات کو گانٹھ باندھ کر رکھ لیں کہ جو حقیقی مسلمان ہوتا ہے، وہ کبھی دہشت گرد نہیں ہوتا اور جو دہشت گرد ہوتا ہے وہ کبھی حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتا، کیوں کہ قرآنی آیات ''ان الله لا یحب المفسدین...ولا تعثوا فی الارض مفسدین'' اس پر شاہد عدل ہیں کہ اسلام کبھی بھی فتنہ اور فساد کی حمایت نہیں کرتا بلکہ اس کی بیخ کنی کرتا ہے۔

◆◆◆

ص ۶ رکا بقیہ...

اب اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو ہماری روزمرہ کی زندگی میں ایسی سیکڑوں چیزیں ہیں جو زمانۂ نبوت میں نہ تھیں اور اس وقت وہ ہماری ضروریات کا لازمی حصہ ہیں، صحابۂ کرام مٹی وغیرہ کے گھروں میں رہا کرتے تھے، ہم عالیشان محلوں میں رہ رہے ہیں، وہ ایک کپڑے یا چادر سے ستر پوشی کیا کرتے تھے، ہم ایک دن میں کئی کئی سوٹ بدلتے ہیں، وہ چند کھجوروں اور ستّو پر گزارہ کیا کرتے تھے اور ہم انواع واقسام کے گئی گئی مرغن ڈشوں کے مزے اڑاتے ہیں۔

کیا میلاد مصطفےٰ ﷺ پر اعتراض کرنے والوں نے کسی شخص سے یہ کہا کہ تم دس دس سوٹ کیوں سلوار ہے ہو؟ صحابۂ کرام تو ایک ہی کپڑے میں گزار کرتے تھے، تم اونچے اور عالیشان محل کیوں تعمیر کر رہے ہو؟ صحابہ نے تو مٹی کے گھروں میں اپنی زندگی گزاری، صحابہ نے تو چند کھجوروں اور ستّو پر گزر اوقات کیا، تم کئی مرغن اور لذیذ ڈشوں کے مزے کیوں اڑاتے ہو؟ صحابہ تو پیدل یا گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے، تم کاروں، بسوں، ٹرینوں اور جہازوں سے سفر کیوں کر رہے ہو؟

تم اپنے گھروں میں اے سی، کولر، پنکھا، واشنگ مشین اور فریج استعمال کرتے ہو، کیا یہ چیزیں زمانۂ نبوت میں موجود تھیں؟ یہ بدعت نہیں تو کیا ہیں؟ کبھی تم نے کسی کو یہ چیزیں استعال کرنے سے روکا؟ ظاہر ہے کہ نہیں روکا اور نہ روکا جاسکتا ہے کیوں کہ یہ چیزیں بندوں پر رب کا انعام ہیں اور نعمتوں کا برتنا بھی منعم کی احسان شناسی کا ایک اہل حصہ ہے، تو جس کے صدقے ہمیں یہ ساری نعمتیں نصیب ہوئیں، اس کا میلاد تو ہمارے لئے بلکہ پوری کائنات کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے، اس عظیم نعمت کا چرچا، اس کا میلاد منانا اور اس کا جلوس نکالنا کیوں کر بدعت ہوسکتا ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ماہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ اور پیر کے دن کو نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے ذریعہ فضلیت بخشی اور نبی کریم ﷺ نے ہر پیر کے دن روزہ رکھ کر اس فضیلت کا اظہار بھی فرمایا، لہٰذا ہم پر بھی لازم ہے کہ جب یہ مبارک مہینہ آئے تو اس کی بڑھ چڑھ کر تعظیم وتکریم کریں جس کا یہ حق دار ہے اور ہمارا یہ عمل نبی کریم ﷺ کے اُس اُسوۂ مبارکہ کی تقلید ہوگی کہ جو آپ خصوصی دنوں میں انجام دیتے تھے، حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ فیاض تھے اور ماہِ رمضان میں آپ بہت فیاضی اور دریادلی کا مظاہرہ فرماتے تھے، ہمیں بھی فضیلت کے حامل دیگر ایام کے ساتھ ساتھ ماہ ربیع النور کی بھی تعظیم وتوقیر کرنی چاہئے۔

◆◆◆

احوال عالم

از: میمونہ اسلم*

خواتین پر رحمت عالم کے احسانات

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

اس جہان رنگ و بو میں کوئی مخلوق ایسی نہیں جو محسن انسانیت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر احسان نہ ہو، ہر ایک کو آپ کی رحمت والفت سے حظ وافر ملا ہے، آپ نے بھٹکتی ہوئی انسانیت کو ہدایت کا رستہ دکھایا، مظلوموں کی دادرسی کی، بے سہاروں کا سہارا بنے، لاچاروں کا چارہ بنے، کائنات جو جور و ستم سے بھری ہوئی تھی اسے عدل وانصاف سے بھر دیا، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بڑا، نوجوان ہو یا بوڑھا، ہر ایک کے لیے آپ نے حقوق مقرر فرمائے، پھر خواتین پر آپ کے اس قدر احسانات ہیں کہ اس کا کما حقہ شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں، آپ نے عورت کو پستی و ذلت سے نکال کر عزت کا وہ مقام عطا فرمایا کہ کوئی مہذب سے مہذب معاشرہ اسکی مثال نہیں پیش کرسکتا — آپ کی تشریف آوری سے پہلے کائنات سسک رہی تھی، ہر طرف ظلم و ستم، جبر و بربریت کی آندھیاں چل رہی تھیں اور خواتین کے احوال ناگفتہ بہ تھے — یونانی تہذیب ہو یا عرب معاشرہ، یورپ ہو یا افریقہ ہر جگہ عورت ناروا سلوک سے گزر رہی تھی، کوئی اسے انسان تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا، تو کوئی اسے فتنہ کا سبب سمجھتا تھا — کوئی اسکی پیدائش پر ناخوش ہوتا تو کوئی اسے زندہ در گور ہی کر دیتا، کوئی اسکی پرورش کو اپنے لیے بوجھ سمجھتا تو کوئی اسے ویسے باعث عار سمجھتا، کسی کے شوہر کا انتقال ہو جاتا تو اولاد اسے مال سمجھ کر منڈیوں پر لے جا کر اسے فروخت کر دیتیں، جاہلی معاشرہ میں اگر بالفرض شادی بھی کی جاتی تب بھی تکریم کا کوئی پہلو نہیں تھا، نہ اس کی رضا کی کوئی حیثیت تھی، کبھی نکاح بعولہ ہوتا جس میں ایک شخص کئی خواتین کا مالک بن جاتا، کبھی نکاح متعہ ہوتا کبھی زواج بدل جس میں بیویوں کا آپس میں تبادلہ ہوتا تھا، کبھی نکاح شغار وٹہ سٹہ کا نکاح بغیر مہر کے عورت کے بدلے عورت دی جاتی تھی، کبھی بغیر وخطبہ و نکاح کے دوستی کی شادی ہوتی کبھی نکاح البغایا ہوتا، فاحشہ عورتوں سے تعلق وغیرہ۔

الغرض مختلف طرح کے غیر اخلاقی طریقے مروج تھے، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو تحفظ حقوق نسواں ہو گیا، آپ نے ایسے حقوق عطا فرمائے کہ آج بھی دنیا کی ترقی یافتہ قومیں کہلوانے والے لوگ اسکے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکے، آپ نے جو احسانات فرمائے، ان میں سر فہرست زندہ در گور ہونے سے بچانا ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان اللہ حرم علیکم عقوق الامہات ومنع وہات وواد۔ بے شک اللہ نے تم پر ماؤں میں نافرمانی ان سے مطلوبہ چیزوں سے انکار اور بے جا مطالبہ اور لڑکیوں کو زندہ در گور کرنا حرام ٹھہرایا۔ (صحیح بخاری)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزوں کی محبت عطا کی گئ ہے — خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے — جہاں لوگ سمجھتے تھے کہ زندہ جانور کا گوشت کھانے میں اسے شریک کرنا جرم ہے اور اس کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے:

”وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ۔

اور کہتے ہیں: ان مویشیوں کے پیٹ میں جو ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مرا ہوا ہو تو پھر سب اس میں شریک ہیں، وہاں اس کی پرورش پر اجر عظیم کا مژدہ سنایا، بیٹی اور بیٹیوں کے درمیان مساوات کا حکم دیا اور خود بیٹیوں کی طرف رغبت بھی

ظاہر فرمائی۔''

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد میں تقسیم میں برابری رکھا کرو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو عورتوں کو یعنی بیٹیوں کو بیٹوں پر فضیلت دیتا، اس کے علاوہ عورت کو میراث میں بھی وارث بنا دیا کہ وہ اپنے شوہر کے مال سے بھی اولاد نہ ہو تو چوتھا اور اولاد ہو تو آٹھواں حصہ پائے گی، اپنے بیٹے کی میراث سے چھٹا حصہ پائے گی۔

اور والد کی میراث سے اگر کئی بھائی بہن ہیں تو بھائی سے نصف پائے گی، تو کئی طرح سے اسے وارث بنایا گیا، جہاں اسے اپنی ذات سے متعلق کوئی حق حاصل نہ تھا وہاں اسے حق رائے دہی عطا فرمایا، جہاں اس پر انسانیت سوز سلوک ہو رہا تھا وہاں اسے بھی اپنے دامن سے وابستہ ہونے کی سعادت بخشی، اسے خود سے بیعت فرمایا، ان کی رعایت کرتے ہوئے نماز میں قرأت کو کم کیا، ان کی گفتگو کو سنا ان کے لیے وعظ کا وقت عطا فرمایا،

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے وعظ کا ایک دن مقرر فرما دیا، اس دن آپ ان سے ملاقات کرتے انہیں نصیحت فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے ان کو احکام بتاتے۔ (بخاری کتاب العلم)

جہاں گھر میں اس کی نہیں سنی جاتی تھی وہاں انتظامی ذمہ داریوں پر تقرری فرمائی، جہاں اس کی شادی میں اس سے اجازت نہیں لی جاتی تھی وہاں رشتہ میں مشاورت کا حکم دیا، پسند ناپسند کا اختیار دیا، اس کے لیے اس کی شایان شان مہر کا حکم دیا، اگر شوہر اس پر ظلم کرتا ہے، اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو اسے خلع کا حق دیا، اسے بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد بھی دربدر ہونے نہیں دیا بلکہ عقد ثانی کی اجازت عطا فرمائی اور اس کی اولاد کو اس کے ساتھ حسن سلوک کا پابند فرمایا، اپنے آخری خطبہ میں بھی اس کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا: عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمات (احکام) کے تحت وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں، خطبہ میں عورتوں کے حقوق پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: خبردار تمہارے لیے عورتوں سے نیک سلوک کی وصیت ہے، کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں اور اس کے سوا تم کسی معاملے میں حق ملکیت نہیں رکھتے، اس کے علاوہ مرد اور عورت کو برابر قانونی تشخص عطا فرمایا، اس کی گواہی کو بھی قبول کیا اور اس پر تہمت لگانے والوں کے لیے حد قذف مقرر فرمائی۔

ان کی تکریم کی خاطر گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت کا حکم ارشاد فرمایا: عورت چاہے جس روپ اور رشتہ میں بھی تھی اس کے لیے عزت کا اعلیٰ معیار قائم کیا، بیٹی ہے تو کھڑے ہو کر استقبال فرمایا اور اسے دوزخ کے سامنے آڑ فرمایا، اس کی پرورش پر بہترین اجر کی بشارت عطا فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو۔ لا تکرھوا البنات فانھن المونسات الغالیات- تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کیا کرو بے شک وہ والدین کی غمخوار اور لائق احترام ہوتی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

بیٹیوں پر آپ کے احسانات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، ان کی اخلاقی تربیت کی، پھر انکی شادی کی، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا، تو اس کے لیے جنت ہے۔

(احمد بن حنبل مسند 9/97)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی بیٹی پر شفقت، بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثال: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے چال ڈھال شکل وشبہات سلیقہ عادت اور گفتگو کے انداز میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا، جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیتے، انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں، آپ کے دست اقدس

نسوانیات

کو پکڑ بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بٹھالیتیں۔(ابوداؤد، السنن کتاب الادب)

بیویوں کے بارے میں تاکید

زوجہ ہے تو اسکے ساتھ حسن سلوک کے متعلق فرمایا: تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے، اس کے منہ میں لقمہ ڈالنے کو صدقہ قرار دیا، حضور اپنی ازواج کی دلجوئی فرماتے، کبھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کے شانہ اقدس پر ٹھوڑی مبارک رکھ کر کھیل دیکھا، کبھی حضور نے ان کے ساتھ دوڑ لگائی، کبھی ازواج کے ساتھ گھر کے کاموں میں شریک ہوئے، کبھی ان سے رازدارانہ گفتگو کی، کبھی ان سے مشورے کر کے انکی عزتوں میں اضافہ فرمایا، کبھی سفر کے جانے کے لیے قرعہ اندازی فرمائی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے، جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔ (صحیح بخاری)

ماں پر احسان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے پوچھا من احق بحسن صحابتی ؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ حضور نے فرمایا: تیری ماں اس نے پھر پوچھ! ایارسول اللہ پھر کون؟ آپ نے فرمایا: امک تمہاری ماں، اس نے یہی بات تیسری مرتبہ دہرائی تو حضور نے تینوں مرتبہ ماں کا نام ہی لیا، اس نے چوتھی مرتبہ پوچھا تو آپ نے فرمایا ثم ابوك پھر تمہارا باپ۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب باب من احق بحسن صحابتی)

حضرت مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: ان اللہ یوصیکم بامھاتکم اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ماؤں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

غیر مسلم عورتوں پر احسان مصطفیٰ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی غزوہ میں ایک مقتول عورت پائی گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت فرمادی۔ (صحیح بخاری، کتاب الجھاد والسیر)

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: مشرکین کی عورتوں اور خدمت گاروں کو مت قتل کرنا۔

لونڈیوں اور کنیزوں پر احسان مصطفیٰ

مدینہ طیبہ کی بے سہارا عورتوں میں سے اگر کوئی لونڈی اپنے کسی کام کے سلسلہ میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہیں لے جانا چاہتی تو لے جاتی آپ اس پر شفقت فرماتے اور اس کے کام کاج میں اس کا سہارا بنتے۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب)

پس ثابت ہوا کل مخلوقات پر احسانات کی طرح مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کی جملہ خواتین پر بھی اتنے احسانات ہیں کہ جن کا شمار نہیں اور آپ کا سحاب کرم ہر ایک پر اتنا برسا کہ اس نے اپنا ہی دامن تنگ پایا ہے۔

◆◆◆

ص ۴۸ رکا بقیہ..

رات نہیں جس کی صبح نہ ہو اور ایسی کوئی مشکل نہیں جو آسان نہ ہو۔

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
مرد باید کہ ہراساں نہ شود

◆◆◆

ص ۵۳ رکا بقیہ..

یہ جحیم و برق و طوفاں ترے قہر کا نمونہ
تو غضب پہ گر جو آئے تو ہلاک پھر جہاں ہے
ترے نام کے ترانے سبھی گنگنا رہے ہیں
تری عظمتوں کا مظہر، یہ نماز، یہ اذاں ہے
کہاں جائے تیرا اشرف ترے در سے اے خداوند
ترے آستاں کے جیسا نہیں کوئی آستاں ہے

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تا کہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

موجودہ فتنۂ ارتداد!
اسباب اور سدباب کے چند موثر طریقے

از: مفتی صابر القادری فیضی*

اسلام میں مرتد وہ شخص کہلاتا ہے جو اسلام کے کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریات دین سے ہو، یعنی زبان سے کوئی کلمۂ کفر کہے، جس میں تاویل صحیح کی کوئی گنجائش نہ ہو، یوں ہی بعض افعال بھی ایسے ہیں جن کے کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، مثلاً بت کو سجدہ کرنا، قرآن مقدس کو نجاست کی جگہ پھینک دینا یا کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرلے تو اسے شریعت کی اصطلاح میں ''مرتد'' کہا جاتا ہے، مرتد کے انجام اور اس کی سزائے ابدی کے تعلق سے رب تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور اسی حالت میں مر جائے تو اس کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں رائیگاں ہیں اور وہ لوگ جہنمی ہیں، اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔''

یعنی جو شخص اسلام سے پھر کر کفر کو اختیار کرے اور حالت کفر میں ہی مر جائے تو اس کے تمام اعمال جو کہ بھلائی کے ہیں دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں سب برباد ہو جائیں کچھ قابل قبول نہ ہوں گے اور مرنے کے بعد آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جس میں انھیں ہمیشہ ہمیش رہنا ہوگا، اس سے ان کو خلاصی نہیں۔

فتنہ ارتداد سے بچنے کا قرآنی نسخہ یہ بھی ہے، اگر چہ آج کے ماڈرن لوگوں کو پسند نہیں، اگر اس پر عمل کیا گیا ہوتا تو آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مومنین کے لئے جائز نہیں کہ مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کریں، کیونکہ ان کی دوستی خطرناک ثابت ہو رہی ہے، جیسا کہ مشاہدہ سے ثابت ہے، جو شخص مرتد ہو جائے اس کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، اسی طرح جو شخص ارتداد سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کرلے تو حالت ارتداد کے جتنے گناہ ہیں وہ بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

علمانے ارتداد کے اسباب وعلل اور حل کے جو طریقے تحریر فرمائے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں اور اسی پر عمل کرنے کا عزم مصمم کریں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس ارتداد کی آندھی میں ہماری نسلیں بھی تباہ و برباد ہو جائیں، الامان والحفیظ۔

ارتداد کے اسباب وعلل

(۱) کم علمی اور جہالت، دین کا صحیح علم نہ ہونا (۲) دین سے دوری، باصلاحیت اور باثر علما و مشائخ سے بالکل رابطہ نہ رکھنا (۳) گھروں میں دینی ماحول کا نہ ہونا (۴) غیر مسلموں کے رسم و رواج، طور طریقے اور ان کی تہذیب وتمدن کا تیزی سے مسلم معاشرے میں آنا (۵) بلاجھجک غیر مسلموں سے اختلاط، ان سے غیر ضروری تعلق، ان کے ساتھ اپنی باتیں شیئر کرنا، ان کا بلا روک ٹوک گھروں میں آنا جانا، ارتداد کا یہ وہ اہم سبب ہے جو آگے چل کر اس کی بنیاد ثابت ہوتا ہے (۶) گھروں میں ٹی وی ویڈیو اور موبائل کا تیزی سے رواج پانا، مختلف قسم کے عریانیت وفواحش کے مناظر دیکھنا (۷) بھائی چارہ کے نام پر غیر مسلموں کی طرح کفریہ اور شرکیہ افعال واقوال کو انجام دینا اور اس طرح بہت سی باتوں کا ہمارے درمیان رواج پانا قوم کے لئے زہر قاتل ہے۔

فتنہ ارتداد کے حل کے چند طریقے

(۱) والدین گھر میں دینی ماحول بنائیں، آزاد خیالی اور غیروں کے طور طریقوں سے گھر کو بالکل پاک رکھیں (۲) اپنے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام کریں (۳) والدین ٹی وی ویڈیو اور موبائل پر خود بھی کوئی فلم، ڈرامہ، سیریل نہ دیکھیں اور نہ بچوں کو دیکھنے دیں، کیونکہ فلموں اور ڈراموں سے

ہمارے گھروں میں فحاشی اور عریانیت داخل ہوتی ہے، فلموں اور ڈراموں میں معبودان باطلہ کی پرستش دکھائی جاتی ہے، ڈراموں میں مصیبت زدہ فرد معبودان باطلہ سے مانگتا ہے اور اس کا کام ہوجاتا ہے، جس سے بچے لاشعوری طور پر متاثر ہوتے ہیں۔

لہٰذا بچوں کو ان شرکیہ کاموں کے دیکھنے سے روکیں (۴) روزانہ گھر کے تمام افراد جمع ہو کر کم از کم پندرہ منٹ دینی باتیں کریں، درود شریف کی محفل سجائیں، ہو سکے تو دس منٹ آن لائن یا آف لائن دینی درس سننے کا اہتمام کریں، تھوڑی مدت میں دینی ماحول بن جائے گا ان شاء اللہ (۵) کفار و مشرکین کی بری باتوں سے ان کو آگاہ کریں، معبودان باطلہ سے خود بھی دور و نفور رہیں اپنے بچوں کو بھی، کفار کے تیوہار اور رسومات سے سخت اجتناب کریں (۶) علمائے کرام و مشائخ عظام سے اچھے تعلقات رکھیں اور بچوں کو بھی ان کی صحبت میں رہنے اور ان سے تعلقات رکھنے کی تلقین کریں (۷) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پیدا کیجئے، اسلام کی نشر و اشاعت میں جن مجاہدین نے مصائب و آلام برداشت کئے اپنے تمام بچوں کو ان کی تاریخ بتائیں، جن مستورات نے بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کی اور اس کے لئے قربانیاں دیں ان کی بھی تاریخ سے آگاہ کیجئے، ایمان پر ثابت قدم رہنے والے مجاہدین کی سیرت بھی بتائیں، کفر و ارتداد پر عذاب کی وعیدیں سنائیں (۸) بلوغت کے بعد جلد از جلد نکاح کا اہتمام کریں، پڑھائی کا بہانہ بنا کر شادی میں ہرگز تاخیر نہ کریں (۹) شادی سے پہلے بچوں کو اولاً تو موبائل نہ دیں اور اگر دیں بھی تو برابر اسے چیک کرتے رہیں، ساتھ ہی بچے بچیوں کے فرینڈس سرکل کے بارے میں مکمل معلومات رکھیں، اگر کوئی بھی قابل اعتراض بات نظر آئے تو فوراً تنبیہ کریں (۱۰) مائیں اپنی بچیوں کے ساتھ دوستانہ ماحول بنائیں اور ان کے روزمرہ کے حالات جاننے کی کوشش کریں، اگر ان میں کوئی بھی قابل گرفت بات نظر آئے تو نرم انداز میں محبت و شفقت کے ساتھ سمجھائیں (۱۱) گھر کے ذمہ دار افراد جیسے باپ، بھائی بچیوں کو اسکول لانے لے جانے کا کام کریں اور ٹیچرس سے بھی ان پر نظر رکھنے کو کہتے رہیں، لڑکوں سے ہرگز دوستی نہ کرنے دیں (۱۲) بچوں کی خالص دینی تربیت کریں، اگر آج آپ اپنے بچوں کی تربیت پر توجہ نہیں دیں گے تو کل یہی بچے آپ کی عزت کو خاک میں ملا کر آپ کی ذلت و رسوائی کا سامان پیدا کریں گے (۱۳) قوم کے اہل ثروت اور اہل خیر حضرات بھی اپنی قومی و ملی ذمہ داری کا ثبوت دیں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بڑے بڑے اسکول اور کالجز کھولیں جہاں پر دینی و عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ بہترین اسلامی تربیت کا بھی انتظام کیا جائے (۱۴) بیواؤں کے لئے بھی مناسب رشتے کا انتظام کیا جائے، شادیوں کو آسان بنائیں اور ہو سکے تو اجتماعی شادیوں کا انتظام ہو، تا کہ بچیوں کی شادی میں دشواری اور تاخیر نہ ہو، جہیز کی لعنت کو ختم کریں (۱۵) بگڑتے ہوئے رشتوں کو بنانے کی کوشش کریں تا کہ جلد از جلد گھر آباد ہو سکے، ارتداد روکنے والے سماجی اور اصلاحی کارکنوں کے مشوروں پہ بھی عمل کریں۔

لڑکیوں کی دینی تربیت وقت کی اہم ضرورت

ارشاد ربانی ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۹)

اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں، یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (کنز الایمان)

یعنی عورتیں اور لڑکیاں اپنے سر اور چہرے کو چھپائیں اور جب کسی حاجت کے لئے ان کو نکلنا ہو کہ یہ حرہ (آزاد) ہیں اور منافقین ان کے درپہ نہ ہوں، منافقین کی عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے، اس سے حرہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ چادر سے جسم ڈھانک کر سر اور منہ چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع

ممتاز کردیں۔ (خزائن العرفان)

پچھلے چند مہینوں سے مسلم لڑکیوں کے ارتداد کا مسئلہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر موضوع بحث بنا ہوا ہے، مختلف قسم کی ویڈیوز کے ذریعہ اس بات کا تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ مسلم لڑکیاں دین سے بیزار ہو چکی ہیں اور انہیں اپنے ہی سماج سے نفرت و بیزاری ہے، اس سلسلے میں سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرنے کے بجائے سب سے پہلے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ جانے کے واقعات میں کتنی سچائی اور کتنا مبالغہ ہے؟ اس حوالے سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں حقیقت کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے، ایسی باتوں کا چونکہ مخاطب پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے بے تحقیق بات کہہ دی جاتی ہے اور پھر اس بات کو بغیر تحقیق و تجربہ کے آگے نقل کیا جاتا ہے، جو تقریر و تحریر میں نمک مرچ کا کام کرتی ہے۔ اگر ہم غور کریں تو جس پیمانے پر یعنی لاکھوں کی تعداد میں مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ جانے کی بات کہی جا رہی ہے، یہ بالکل قابل فہم نہیں ہے۔ ایک تو غیر مسلموں کے یہاں شادی بیاہ کے معاملہ میں ذات پات کا اتنا گہرا تصور ہے کہ اونچی ذات والے نیچی ذات کی لڑکی کو اور برہمن و راجپوت، دلت طبقہ کی لڑکیوں کو کسی طور پر گوارا نہیں کرتے، کیا عمومی طور پر یہ سماج مسلمان لڑکیوں کو بطور منکوحہ گوارا کرسکتا ہے؟

دوسری بات یہ کہ مسلمانوں میں جو غریب مفلس طبقہ ہے وہی لالچ میں مبتلا ہو کر غیر مسلم لڑکوں کے دام فریب میں آجاتا ہے اور لڑکیاں ان کا شکار ہو جاتی ہیں، یہ طبقہ عام طور پر زیادہ جہیز نہیں دے سکتا، اسی مجبوری کی وجہ سے ان کی شادی میں دیر ہوتی ہے اور اس تاخیر کی وجہ سے وہ شکار کر لی جاتی ہیں، ہندو سماج میں جہیز کے لین دین کی رسم بہت گہری ہے، ایک حد تک ان کا مذہب بھی اسے قبول کرتا ہے اور اس کو برا نہیں سمجھا جاتا اور یہ بات قانون میراث سے بھی جڑی ہوئی ہے ہندو مذہب میں چوں کہ عورتوں کو حق میراث میں کوئی حصہ نہیں ملتا اور اگر چہ قانونی طور پر ۱۹۵۰ء کے بعد ان کو ترکہ میں حق دیا گیا ہے، لیکن قدیم مذہبی روایت کی وجہ سے اس پر بہت کم عمل ہو پاتا ہے، خاص کر زرعی آراضی اور کاروبار میں تو ان کا کوئی حق ہی نہیں سمجھا جاتا ہے، اس لئے داماد اپنا حق سمجھتا ہے کہ سسرال والے اس کو ایک خطیر جہیز دیں، مسلمانوں میں اگر چہ برادران وطن سے متاثر ہو کر جہیز اور تلک کا رواج پڑ گیا ہے، مگر ہر دین دار اور باشعور مسلمان اس کو برا ہی سمجھتا ہے، اس لئے لین دین کی بات کو خفیہ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے، بہت سے مسلمان اس رسم بد سے بچتے ہیں، دینی جماعتوں اور تحریکوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان اسے ننگ سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ جو حضرات محتاط ہیں وہ تو ان تقریبات میں شریک بھی نہیں ہوتے، جن میں لین دین کے ساتھ شادی ہوتی ہے، ہزاروں جلسے اس برائی کی مذمت کے لئے منعقد ہوتے ہیں اور عوام و خواص ایسی حرکتیں کرنے والوں پر لعن وطعن کرتے ہیں۔

لہٰذا اس برائی میں مسلمان اور غیر مسلم ایک درجہ میں نہیں ہیں، اس پس منظر میں دیکھئے تو غیر مسلم لڑکوں کو مسلمان لڑکیوں سے شادی رچانے میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟ ایسا تو ہو سکتا ہے کہ ہندوتوا کی آگ میں سلگ کر اکا دکا ہندو نوجوان مسلمان لڑکی سے اپنا رشتہ استوار کر لے اور ایسا ہوتا ہے کہ اسکول یا جائے ملازمت کی دوستی شادی میں تبدیل ہو جائے، لیکن عمومی طور پر غیر مسلم لڑکے مسلمان لڑکیوں کو اپنانے لگیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

نیز لاکھوں مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ جانے کی جو بات کہی جا رہی ہے، گرد و پیش کا ماحول بھی اس کی تصدیق نہیں کرتا ہے، اپنے اپنے خاندان میں دور تک دیکھئے، اپنے محلہ کا جائزہ لیجئے، اپنے گاؤں پر نظر ڈالئے، شاید ہی کوئی اس طرح کا واقعہ ملے، بڑی بڑی آبادیوں اور شہروں میں ایک دو واقعات ملتے ہیں، اگر کسی بڑے شہر میں کسی مہینے دس واقعات پیش آئیں تو سال میں ایک سو بیس واقعات ہوئے، لاکھوں کی آبادی میں اتنے واقعات کا پیش آنا بھی اگر چہ بہت شاذ ہے،

احوال وطن

اس کو ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد قرار دینا حد درجہ مبالغہ کی بات ہے، ہاں یہ درست ہے کہ اس طرح کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے، شومئی قسمت کہ ہمارے یہاں غیر مخلوط نظام تعلیم کے ادارے نا کے برابر ہیں، مخلوط تعلیمی نظام کا غلبہ ہے اور پھر خواتین میں ملازمت کا رجحان زیادہ ہے اور غیر ملکی کمپنیوں کے آنے کی وجہ سے اس کے مواقع بھی بڑھے ہیں، اس لئے ایسے واقعات میں دونوں طرف سے اضافہ ہوا ہے، مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ جانے کے بھی اور غیر مسلم لڑکیوں کے مسلم لڑکوں کی طرف آنے کے بھی! یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں ''لو جہاد'' کے خلاف نعرے لگ رہے ہیں اور پورے ملک میں اس کے لئے تحریک چلائی جا رہی ہے، اس لئے اس کو بالکل یک طرفہ انداز سے پیش کرنا مناسب عمل نہیں ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ:

□ جو لڑکیاں عصری تعلیمی اداروں میں پڑھ رہی ہیں ان کی دینی تعلیم وتربیت اور ذہن سازی کی بھرپور کوشش کی جائے، کسی عالمہ سے تعلق قائم کرایا جائے۔ □ ٹیوشن کلاس کے نام پر اجنبی لڑکوں سے اختلاط کا موقع نہ دیا جائے، کالج لانے لے جانے کی خود ذمہ داری لی جائے۔ □ اسمارٹ فون اور موٹر سائیکل خرید کر نہ دی جائے، یہ دونوں چیزیں بے حیائی کے دروازے کھولنے والی ہیں۔ □ موبائیل ریچارج یا فوٹو کاپی کے لئے غیر مسلموں کی دکان پر بھیجنے میں احتیاط کی جائے، اسی طرح کالج کے اندر یا اس سے قریب غیر مسلموں کی کینٹین سے بچنے کی ہدایت دی جائے۔ □ غیر مسلم لڑکیوں کی دوستی سے بھی روکا جائے، کہ آئندہ یہ دوستی بھی کسی خسران کا باعث نہ بن جائے۔ □ لڑکیوں کے مسائل اور ان کو پیش آنے والی پریشانیوں پر توجہ دیجائے، یاد رکھیں! گھر میں توجہ کی کمی باہر کا راستہ دکھاتی ہے۔ □ مخلوط تعلیم ہی کی وجہ سے بے حیائی عام ہو رہی ہے اور حیا، جسے عورت کا زیور کہا گیا ہے ناپید ہوتی جا رہی ہے۔

موجودہ وقت میں جس قدر بھی ارتداد کے واقعات پیش آرہے ہیں ان کی متعدد وجوہات ہیں، جن میں سب سے بڑی اور بنیادی وجہ دینی تعلیم وتربیت سے دوری اور اسلامی طور و طریقے سے عاری زندگی ہے، دینی تعلیم وتربیت کے فقدان سے انسان بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے، دینی تعلیم سے دوری دنیا وآخرت کی تباہی و بربادی کا سبب ہے، آج کل دینی تعلیم سے دوری عام وبا بن گئی ہے، آج کے والدین اپنے بچوں کو دینی تعلیم دینے میں عار محسوس کرتے ہیں اور اگر کوئی توجہ کرتا بھی ہے تو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا، ارتداد کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے۔

مخلوط تعلیم نے جس قدر معاشرے میں تباہی و بربادی پھیلائی ہے اس کی مثال اس سے پہلے نظر نہیں آتی، معاشرے میں برائیوں کی کثرت اسی مخلوط تعلیم کی دین ہے، مخلوط تعلیم کی وجہ سے بے حیائی عام ہو رہی ہے اور حیا جسے عورت کا زیور کہا گیا ہے ناپید ہوتی جا رہی ہے، فلمیں، ڈرامے سیریز نے سماج میں جس قدر گندگی پھیلائی ہے وہ کسی صاحب بصیرت سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، ایسے ایسے روح فرسا مناظر، دل سوز واقعات پیش کئے جاتے ہیں جن میں میٹھا زہر ہوتا ہے، جو قوم اور معاشرے کے لئے ناسور کا کام کرتا ہے اور ان میں اکثریت مذہب کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کو ہی جیت بنایا جاتا ہے، وہی ساری چیزیں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں کرنا چاہ رہے ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے، ارتداد کے ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے ایک خاص مشن اور پرزور مہم کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ لوگوں کو اور بطور خاص دختران ملت کو دینی تعلیم سے روشناس کرایا جائے، زندگی میں دین و ایمان کی اہمیت کیا ہے؟ اس سے واقف کرایائے، خدا ورسول سے تعلق قائم کرائے، جو اس وقت معاشرے کی تباہی کو روکنے کے لئے ضروری ہے، اپنی بچیوں کو حتی الامکان مخلوط تعلیم سے دور رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ مخلوط تعلیم نے دختران ملت کو بے حیائی کی عمیق کھائی میں ڈال دیا ہے، مردوں سے تعلق نے ان کو کج روی کا شکار بنا دیا ہے، غیروں سے ناجائز تعلقات نے ان سے

احوال وطن

دین وایمان جیسی اہم اور قیمتی چیزیں چھین لی ہیں ،اس لئے ضرورت ہے کہ مخلوط تعلیم سے بچیوں کو دور رکھا جائے اور دینی تعلیم سے ان کو روشناس کرایا جائے،ان کی تربیت اسلامی ماحول میں کی جائے اور بہ طور خاص ان پر کڑی نظر رکھی جائے ،ان کی کسی بھی حرکت کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کیا جائے کیونکہ کسی حکیم نے کہا ہے''اپنی اولاد کو لقمے سونے کے کھلاؤ مگران پر نگاہ شیر کی رکھو۔

یوپی اور دیگر صوبہ جات میں فتنۂ ارتداد چور دروازے سے داخل ہو چکا ہے،ہمیں سر جوڑ کر اس فتنے کے سد باب کے لئے کوئی مؤثر لائحۂ عمل مرتب کرنا ہوگا، ہر گلی، ہر محلہ اور ہر علاقے کے سرکردہ افراد مسلم لڑکے اور لڑکیوں پر نظر رکھیں،اجنبی شخص کو اپنے علاقے میں دیکھیں تو اس کی تحقیق کریں،اب ڈرنے کا وقت نہیں ہے،اپنی نئی نسل کے ایمان و آخرت کو محفوظ کرنے کا وقت ہے ، مؤمن کی عزت کی پاسداری کا وقت ہے، اب ہر ایک مسلمان دین کا سپاہی بن کر میدان عمل میں اترے اور مذہب وملت کی تعمیر اور نسل نو کے ایمان واسلام کی حفاظت میں لگ جائے،تبھی کامیاب وکامرانی ممکن ہے ورنہ زعفرانی غنڈوں کی یہودیت سب کچھ تباہ و برباد کردے گی۔

خلاصۂ کلام: آج دینی تعلیم کی ضرورت جتنی مردوں کو ہے،اس سے کہیں زیادہ عورتوں کو ہے،عورت کا قلب اگر دینی تعلیمات سے منور ہو،تو اس چراغ سے کئی چراغ روشن ہو سکتے ہیں اور وہ دیندار بیوی ثابت ہوسکتی ہے،وہ ہر دلعزیز بہو بن سکتی ہے اور نیک اور شفیق ساس ہوسکتی ہے، وہ اپنے بچوں کی معلم اوّل ہوسکتی ہے،وہ خاندانی نظام کو مربوط رکھ سکتی ہے،معاشی تنگی کو خوش حالی سے بدل کر معاشی نظام مضبوط کرسکتی ہے، وہ شوہر کے مرجھائے اور افسردہ چہرے پر گل افشانی کرسکتی ہے،میخانے کو مسجد اور بت خانے کو عبادت خانہ بنا سکتی ہے، اولاد کو جذبۂ جہاد سے سرشار کرسکتی ہے،الغرض دینی تعلیم یافتہ عورت وہ سب کچھ بہت آسانی سے کرسکتی ہے جو اسلام چاہتا ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوجائے تو منفی نتیجہ کیسا خوفناک ہوگا،اندازہ کرنا مشکل نہیں۔

دینی تعلیم سے غفلت عورت کو شیطان بنا دیتا ہے،اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً بیس کروڑ بتائی جاتی ہے، اس کی نصف آبادی عورتوں پر مشتمل ہے،ان میں صرف ایک فیصد عورتیں تعلیم یافتہ ہیں،جو مسلم قوم کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے پھر ہندوستان کی ایک فیصد مسلم تعلیم یافتہ خواتین میں سے بھی اکثریت ایسی خواتین کی ہے جو صرف عصری علوم وفنون سے واقفیت رکھتی ہیں اور وہ خواتین جو دینی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہیں، ان کی تعداد انگلیوں پر شمار کئے جانے کے لائق ہے۔

اسلامی عقائد توحید،رسالت، آخرت وغیرہ پر کامل یقین، عبادات،نماز،روزہ،زکوٰۃ،حج وغیرہ کی مکمل تفصیل دینی مبادیات اور خواتین سے متعلق مسائل کا علم،اسلامی نظام نکاح،طلاق،خلع، ایلا،لعان مہر وغیرہ کا گہرا شعور نظام وراثت کا صحیح فہم ہر مسلمان عورت کی بنیادی ضرورت ہے،اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے ہمارے اور ہماری نسل نو کے ایمان و اسلام کی حفاظت فرمائے،آمین۔

◆◆◆

ص ۵۱ رکابقیہ...

ہے) جبکہ اس کے رخساروں میں نوجوانی کا شعلہ دمک اٹھتا ہے۔(یعنی ابتدائے بلوغ میں)

(۲) میں دیکھتا ہوں کہ آدمی ،لائق رشک زندگانی کا (زندگی بھر) آرزومند رہتا ہے جبکہ وہ (دیکھتا ہے کہ) کھیتی کا پودا سر سبز وشاداب ہونے (پروان چڑھنے) کے بعد (آخر ایک وقت اس پر ایسا آتا ہے کہ) پیلا پڑ جاتا ،مرجھا کر بے رونق ہو جاتا ہے۔(یعنی آدمی دنیا کی ناپائیداری سے سبق نہیں لیتا ہے)

(۳) بُرے یار دوست سے پہلو بچائے رکھ اور اس کی ملاقات سے،میل جول سے چوکنارہ، پرہیز کر اور اگر اس سے پوری طرح بچا رہنا تیری دسترس سے باہر ہو(یعنی مکمل ترک تعلق تیرے بس کی بات نہ ہو) تو (کم از کم) چالاکی سے اور عقل وتدبر سے کام لے(مدارت سے پیش آ)

.........جاری ■◄

تیسری قسط

(از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی*

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر

احساس وطن

یہ مضمون رقم کرتے ہوئے ہم پھر ایک بڑا فساد دیکھ رہے ہیں، ہمارے ملک کی ایک ریاست منی پور میں قریب تین مہینے سے حالات بے قابو ہیں اور جو ویڈیوز منظر عام پر آئے ہیں وہ انسانیت کو شرم سار کرنے والے ہیں، شاید اس ملک کا مقدر ہی فساد ہیں، خیر اس پر ہم پھر کبھی بات کریں گے، ابھی ہم پچھلی کڑی سے آگے بڑھتے ہیں۔

1970–7–8 مئی: بھیونڈی (مہاراشٹر) ہندو، 44٪ مسلمان 51٪ مہاراشٹر کے وزیر اعلی: وسنت راؤ پی نائک، پارٹی کانگریس، دسمبر 1963 تا فروری 1975 مہاراشٹر کی ریاست میں اس عرصے کے دوران بھیونڈی، جلگاؤں اور مہاڑ کے قصبوں میں خوفناک فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔

1969 سے مسلم اکثریتی شہر بھیونڈی میں حالات کشیدہ تھے۔ اکتوبر میں، ہندو رہنماؤں کو گمنام خطوط موصول ہوئے تھے جن میں 1969 کے احمد آباد فسادات کا بدلہ لینے کی دھمکی دی گئی تھی۔ پریس میں ان خطوط کی اشاعت اور فرقہ وارانہ تنظیموں کی طرف سے اشتعال انگیز تقاریر کے ایک سلسلے نے نفرت کی مہم میں اضافہ کیا۔ اس سے حالات مزید کشیدہ ہوئے، مارچ 1970 میں محرم اور ہولی جیسے مذہبی تہوار ایک ساتھ ہونے سے معاملات زیادہ بگڑ گیے۔ شواجی (1630–1680) کی برسی منانے والے شوجینتی جلوس پر فرقہ وارانہ تنازعات پیدا ہوئے۔ شیوجینتی پہلی بار بڑے پیمانے پر 1964 میں منائی گئی، جب شوجینتی اتسو سمیتی نے اس کا اہتمام کیا۔ جشن کو خصوصی طور پر ہندو کردار ادا کرنا اور مسلم کمیونٹی کو تہواروں سے الگ کرنا تھا (جبکہ، وہ پہلے موسیقاروں کے طور پر شریک ہوئے تھے)۔

1970 میں، RUM (راشٹریہ اتسو منڈل، BJS کے قریب ہندو فرقہ وارانہ تنظیم) نے شیوجینتی کے جلوس کے لیے ایک مہم کا آغاز کیا اور ایک اہم مسجد کے قریب نظام پورہ کے مسلم علاقے سے گزرے۔ مسلم رہنماؤں کے احتجاج کے باوجود مقامی انتظامیہ نے جلوس کو متنازع راستے پر چلنے کی اجازت دی۔ 7 مئی کو، جلوس نے مسلم مخالف نعرے لگاتے ہوئے علاقے کا سفر کیا۔ RUM مہم نے قریبی دیہاتوں سے 3,000 سے 4,000 لوگوں کو راغب کیا تھا۔ وہ لاٹھیوں سے مسلح ہو کر آئے تھے۔ نعرے بازی کے جواب میں کچھ مسلمانوں نے جلوس میں نکلنے والوں پر پتھراؤ کیا جس سے فساد برپا ہو گیا۔ بھیونڈی کے فسادات سے متعلق مبالغہ آمیز افواہوں نے 8 مئی کو جلگاؤں قصبے میں بھی فرقہ وارانہ کشیدگی کو جنم دیا۔ مجموعی طور پر، جسٹس ڈی پی میڈن کمیشن آف انکوائری رپورٹ کے مطابق، تشدد کے نتیجے میں 164 افراد ہلاک ہوئے، جن میں سے 142 مسلمان اور 20 ہندو تھے۔ یہ تعداد صرف بھیونڈی، کھونی اور ناگون کے ملحقہ دیہاتوں کی ہے، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 78 افراد ہلاک ہوئے 17: ہندو اور 50 مسلمان تھے۔

Chatterji 1995:) (Madon 1970)
25–33) حوالہ

1974–5 مئی: دہلی 81٪ ہندو، 12٪ مسلمان دہلی کے وزیر اعلیٰ: کوئی نہیں، دہلی، اس تاریخ تک، مرکز کے زیر انتظام علاقہ تھا، ریاست نہیں۔ دہلی میں صدر بازار کے علاقے میں فساد شروع ہوئے، یہاں ہندو اور مسلمان ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ یہ واقعات دو مسلم نوجوانوں اور ایک ہندو لڑکے کے درمیان معمولی جھگڑے کی وجہ سے پیش آئے۔ چونکہ ان میں سے ہر ایک نے بعد میں اپنے دوستوں کو بلایا، جن

میں کچھ چھوٹے مجرم بھی تھے، یہ چھوٹا جھگڑا تیزی سے بگڑ کر ایک سنگین ہندو مسلم تصادم میں بدل گیا۔ آتش زنی، پتھر بازی اور ہتھیاروں سے فائرنگ کی گئی۔ پولیس کو فسادیوں نے نشانہ بنایا، اور حالات پر قابو پانے میں ناکام رہے۔ خاص طور پر مسلم کمیونٹی کو نقصان پہنچا۔ ان فسادات میں گیارہ افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے جس کے بعد علاقے میں 45 دنوں کے لیے کرفیو لگا دیا گیا تھا۔ حوالہ (کرشنا کمیشن 1985) 1977

22–23 اکتوبر: وارانسی (اتر پردیش) 68٪ ہندو، 31٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: رام نریش یادو جنتا پارٹی، جون 1977 تا فروری 1979 وارانسی (اتر پردیش) شروعاتی جھڑپیں یکم اکتوبر کو ہندو طلباء اور ایک مسلمان بنکر کے درمیان جھگڑے کے بعد ہوئیں۔ 22 اکتوبر کو ایک بار پھر کشیدگی اس وقت پیدا ہوئی جب ہندو درگا پوجا کے جلوس نے ایک مسلم علاقے سے گزرنے کی کوشش کی۔ ایسا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اور مسلمان اس معاملے پر کوئی ایسی نظیر قائم کرنے سے گریز کرنا چاہتے تھے جو بعد میں آئندہ بھی ایسے ہی جلوسوں کی اجازت دے۔ 23 اکتوبر کو جلوس نے بہت دھوم دھام سے مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ مسلمانوں نے مزاحمت کی۔ تشدد بھڑک اٹھا۔ دونوں فریق جنگ کے لیے مسلح تھے۔ کچھ رپورٹس سے ثابت ہوا کہ پولیس نے مسلمانوں کے علاقوں میں لوٹ مار اور آتش زنی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چاقو مارنے کے واقعات بھی پیش آئے۔ حیرت انگیز طور پر، زیادہ ہلاکتیں نہیں ہوئیں، تقریباً دس لوگ مارے گیے — حوالہ (Akbar 1978: 47) (Khan and Mittal 1984: 308)

29–1978 مارچ: سنبھل (اتر پردیش) 54٪ ہندو، 46٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: رام نریش یادو، جنتا پارٹی، جون 1977 تا فروری 1979 مراد آباد ضلع کی ایک تحصیل سنبھل (اتر پردیش) میں تشدد ہوا جس کی 70 فیصد آبادی مسلمان ہے۔ ایک مقامی ہندو کانگریسی کی قیادت میں ایک ہولی کا جلوس نکالا گیا جس میں خوبصورتی کا مقابلہ بھی تھا اور اس میں دو مسلم لڑکیوں کے نے بھی حصہ لیا تھا، اس وجہ سے مسلم لیگ کے ایک رہنما منظر شفیع مشتعل ہو گیے۔ گھیراؤ کے بعد کشیدگی بڑھ گئی، جس کی قیادت جھاڑو دینے والوں نے کی جنہیں تین ماہ سے تنخواہ نہیں دی گئی تھی۔ غنڈوں کی مدد سے منظر شفیع نے بند (عام ہڑتال) کی کال دی۔ تشدد اس وقت بھڑک اٹھا جب ایک ہندو پان والے نے ہڑتال کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا۔ ان فسادات میں پچیس افراد مارے گئے تھے جن میں بائیس ہندو متاثرین بھی شامل تھے۔ (Sharma 1978: 59) (Ghosh 1987: 227–228)

31- 1978 مارچ تا 4 اپریل: حیدرآباد (آندھرا پردیش) 54٪ ہندو، 43٪ مسلمان آندھرا پردیش کے چیف منسٹر: مری چنا ریڈی، کانگریس پارٹی، مارچ 1978 تا اکتوبر 1980 تین نسبتاً پرامن دہائیوں کے بعد، حیدرآباد (آندھرا پردیش) میں 24 مارچ کو ایک مسلم خاتون رمیزہ بی بی کے ساتھ مبینہ طور پر عصمت دری اور اس کے شوہر احمد حسین کے پولیس اہلکاروں کے ہاتھوں قتل ہونے کے بعد تشدد پھوٹ پڑا۔ مسلمانوں کا ایک ہجوم اپنے غصے کا اظہار کرنے کے لیے پولیس اسٹیشن کے گرد جمع ہو گیا۔ 31 مارچ کو ایک افواہ پھیلی کہ رمیزہ بی بی بالآخر پولیس کے ہاتھوں ماری گئی ہے۔ اگرچہ یہ افواہ غلط ثابت ہوئی، لیکن یہ تشدد کو ہوا دینے کے لیے کافی تھی۔ پندرہ افراد مارے گئے، ان میں سے کچھ کی موت پولیس کی گولی سے ہوئی۔ 1978 میں ان ابتدائی واقعات کے بعد، حیدرآباد کو تقریباً سالانہ فرقہ وارانہ فسادات کا سامنا کرنا پڑتا تھا، خاص طور پر گنیش تہوار کے دوران، جس کے عوامی جشن کو اس وقت کے چیف منسٹر چنا ریڈی نے اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لیے حوصلہ افزائی کی تھی۔

(دیکھیں باب 4 "ہندو–مسلم فرقہ وارانہ فسادات انڈیا میں")

(1986) اور 1986–2020 میں۔)۔ (کمار 1978: 76) (گھوش 1987: 120–121) 1978

5–1 اکتوبر اور 6 نومبر: علی گڑھ (اتر پردیش) 57٪ ہندو،

41٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: رام نریش یادو، جنتا پارٹی، جون 1977 تا فروری 1979 علی گڑھ (اتر پردیش) شہر میں دو موقعوں پر سنگین فسادات ہوئے۔ قومی اقلیتی کمیشن کی سالانہ رپورٹ (1979) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ 3 اکتوبر کو ایک ہندو اکھاڑہ میں ایک پہلوان اور ایک بدنام زمانہ مجرم کو مسلم مجرموں کے ذریعہ بھورے لال کے وار کرنے کے بعد تشدد شروع ہوا۔ بھورے لال کے قریبی ہندو پہلوانوں نے اس کی موت کے خلاف احتجاج کے لیے ایک جلوس نکالا: اس کی لاش کو شہر میں گھمایا اور اشتعال انگیز نعرے بازی کی جیسے خون کے بدلے خون، ایک کے بدلے دس – اس فساد میں 12 افراد مارے گئے تھے۔ پی یو سی ایل (پیپلز یونین فار سول لبرٹیز) (1978) کی ایک رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی حیثیت (status) کے معاملے پر آر ایس ایس کے عناصر نے مہینوں سے شہر میں فرقہ وارانہ ماحول کو ہوا دے رکھی تھی۔ رپورٹ میں مقامی ہندو قوم پرست رہنما کے کے نَو مان کو تشدد میں ملوث ہونے پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ PAC (صوبائی مسلح کانسٹیبلری، اتر پردیش پولیس فورس) پر بھی ہندو فسادیوں کے ساتھ تعاون کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ مقامی انتظامیہ نے صورتحال پر قابو پانے میں بہت کم عجلت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ایک ماہ بعد 6 نومبر کو شہر میں دوبارہ بڑے پیمانے پر فسادات پھوٹ پڑے۔ پندرہ سے بیس افراد مارے گئے۔ یہ سب مانِک چوک کے علاقے میں نئے سینما ہال کی تعمیر پر کشیدگی بڑھنے کی وجہ سے ہوا۔ اس محلے کے مسلم باشندوں نے اس منصوبے کی مخالفت کی۔ 5 نومبر کو بی جے ایس لیڈر، بلراج مدھوک کی ایک تقریر نے صورتحال کو مزید بھڑکا دیا، دو مسلم نوجوانوں کے درمیان جھگڑے نے ایک نئے فساد کو جنم دیا۔ فسادات ان علاقوں میں پھیل گئے جنہیں اکتوبر میں بچا لیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا اور نچلی ذات کے ہندوؤں کے خلاف انتقامی کارروائیاں بھی کی گئیں–

(PUCL, 1978); (Sampradayikta Virodhi Committee 1978); (Surjeet 1978); (National Minorities' Commission 1979); (Graff 1982: 67–71; 171); (Ghosh 1987: 214–215); (Brass 2003: 90–96)

1979 – 11 اپریل: جمشید پور (بہار) 81٪ ہندو، 9٪ مسلمان – وزیر اعلیٰ بہار: کرپوری ٹھاکر، جنتا پارٹی، جون 1977 – 21 اپریل 1979 جمشید پور (بہار) .....1964 کے فسادات کے بعد، مسلمانوں کو مخصوص علاقوں، جیسے صابر نگر محلے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ اسی عرصے کے دوران، ہندو قوم پرست تنظیمیں اپنے پڑوس میں ہندو دیوتاؤں اور رسومات کو متعارف کروا کر آدیواسیوں کو "پولرایز" کر رہے تھے۔ 1978 میں آر ایس ایس نے رام نومی کا جلوس نکالنے کی کوشش کی جس کا آغاز آدیواسی کالونی ڈمنا بستی سے ہوا۔ اس کے بعد اسے صابر نگر کے مسلم حصے سے گزرنا تھا، لیکن ضلع انتظامیہ نے اس وقت اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

1979 میں، آر ایس ایس نے ایک بار پھر، جلوس کو منظم کرنے کی کوشش کی۔ آر ایس ایس کے سربراہ بالا صاحب دیوراس کی تقریر کے بعد سے ہی شہر کا ماحول کشیدہ تھا۔ 1 اپریل کو۔ مقامی آر ایس ایس سے وابستہ ممبر قانون ساز اسمبلی (ایم ایل اے) اور بی ایم ایس (بھارتیہ مزدور سنگھ، انڈین ورکرز یونین) کے رہنما دینا ناتھ پانڈے نے جلوس کو صابر نگر سے گزرنے کی اجازت دینے کے حق میں ایک پروپیگنڈہ مہم چلائی۔ 7 اپریل کو، ایک پمفلٹ گردش میں آیا جس میں 11 اپریل کو لوگوں کو جمع ہونے کو کہا گیا تھا، تاکہ زبردستی جلوس نکالا جا سکے۔ مسلم رہنماؤں کو ضلع انتظامیہ نے جلوس نکلنے پر راضی کیا۔

11 اپریل کی صبح قریب 15,000 لوگ جمع ہوئے۔ جلوس مسلم سیکٹر کے مینگو ایریا میں ایک مسجد کے قریب آکر رک گیا۔ یہاں بھی جواباً مسلمانوں

بقیہ ص ۱۲؍ پر

احوالِ وطن

از: مولانا غلام مصطفٰے نعیمی*

قرآن کی بے ادبی کیوں؟

احوال عالم

جس وقت دنیا بھر کے مسلمان ارکان حج ادا کرنے اور عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنے میں مصروف تھے، عین اسی وقت اتری یوروپ میں واقع سویڈن (sweeden) نامی ملک میں قرآن عظیم کو جلانے کا بدترین عمل کیا جارہا تھا، مغربی ممالک قرآن کی بے ادبی کا یہ پہلا معاملہ نہیں ہے، اس سے پہلے بھی قرآن کی بے ادبی کے بہت سارے معاملات سامنے آچکے ہیں لیکن یہ معاملہ اس لیے بہت زیادہ سنگین ہوجاتا ہے کہ حالیہ واقعہ میں سویڈن کی کورٹ نے باضابطہ قرآن سوزی کی اجازت دی تھی جس کی بنیاد پر پولیس کی حفاظت میں راجدھانی اسٹاک ہوم (stockholm) کی جامع مسجد کے سامنے سلوان مومکا نامی ملعون نے کیمروں کے سامنے قرآن سوزی کی بدترین حرکت کو انجام دیا، سویڈن حکومت اور کورٹ کے طرز عمل نے مسلمانوں کے تئیں مغربی دنیا کے دوغلے کردار کو ایک بار پھر بے نقاب کردیا ہے۔

مغربی دنیا کی قرآن سے نفرت

مغربی دنیا میں آئے دن شعائر اسلام اور مقدسات اسلام کے خلاف ایسی حرکات ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے قبل 2010 میں امریکہ کے فلوریڈا میں ایک پادری ٹیری جونز، 2011 میں پادری میگن فلپس، 2012 میں بگرام ائیر بیس اور گوانتاناموبے جیل میں امریکن فوجیوں کے ذریعے قرآن کریم کی بے ادبی کے واقعات منظر عام پر آئے تھے۔ سویڈن کے پڑوسی ملک میں ڈنمارک میں سٹرام کرس (stram kurs) نامی سیاسی پارٹی باضابطہ کئی شہروں میں اجتماعی طور پر قرآن سوزی کی بدترین حرکتیں کرتی رہی ہے۔ اپریل 2022 میں اس پارٹی کے لیڈر راسموس پالوڈن (Rasmus paludan) نے ڈنمارک کے مختلف شہروں میں قرآن کریم کو جلایا تھا جس کی وجہ سے ڈنمارک میں شدید فسادات برپا ہوئے تھے۔ ان واقعات کا سب سے بدترین پہلو بھی یہی تھا کہ ان سارے حادثات کو ان ممالک کی عدالتوں نے آزادی اظہار رائے (Freedom of expression) کے تحت قانوناً جائز قرار دیا تھا۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر مغربی دنیا قرآن کریم کی بے ادبی کیوں کرتی ہے؟ ان کے اس جارحانہ اقدام کو ردعمل کا نام بھی نہیں دیا جاسکتا کہ آج تک مسلم دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی بھی مذہبی شخصیت یا مذہبی کتاب کی توہین کا کوئی ایک واقعہ بھی دیکھنے/ سننے میں نہیں آیا۔ حتی کہ قرآن سوزی کے مسلسل واقعات کے بعد بھی انتقامی طور پر بھی کسی مسلمان کی جانب سے مذکورہ افراد/ ممالک کی مذہبی کتب/ شخصیات کی توہین کرنا تو دور اس کی دھمکی بھی نہیں دی گئی، اس کے باوجود اگر غیر مسلم حکومتیں/ تنظیمیں اور افراد یہ حرکات کرتے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ دو ہیں 1: اسلام کے مقابلہ سے عاجزی 2: سیاسی مفادات کا حصول۔

سیاسی وعسکری محاذ پر مسلمانوں کی کمزوری کے باوجود مذہبی ترویج واشاعت کے میدان میں مسلمان دیگر اقوام سے میلوں آگے ہیں، طبقۂ اوّل سیاسی وعسکری غلبے اور تمام تر سازشوں کے باوجود اسلام کے مقابلے سے خود کو عاجز محسوس کرتا ہے، اسلام کی مقبولیت اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اُنہیں بہت زیادہ کھٹکتی ہے، مخالفین جب اسلام کا علمی وعقلی مقابلہ کرنے سے عاجز ہوجاتے ہیں تو اپنی جھلّاہٹ اور غصہ نکالنے کے لیے شعائر اسلام/ مقدسات دین کی توہین اور بے ادبی پر اتر آتے ہیں۔ مسلمان خاموش رہیں تو ان کی ہمتیں اور بڑھتی ہیں اور ردعمل ظاہر کردیں تو شدت پسندی اور دہشت گردی کا الزام لگا کر معصوم بننے کی ایکٹنگ کرنے لگتے ہیں۔

طبقہ دوم میں وہ لوگ ہیں جو اپنے ممالک/حلقوں میں سیاسی قوت حاصل کرنے کے لیے اسلام دشمنی کو ایک ٹول (Tool) کی طرح استعمال کرتے ہیں تا کہ جذباتیت کے سہارے کم وقت اور بغیر کسی محنت کے اقتدار اور شہرت مل جائے۔اس گندی ذہنیت کے حاملین ان ممالک میں بھی اسلام کے خلاف مہم چلاتے ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد برائے نام ہے،لیکن مسلم دشمنی کے نام پر انہیں سیاست کرنے میں آسانی ہوتی ہے اس لیے یہ لوگ آئے دن ایسی بدتمیزیاں کرتے رہتے ہیں،اس کا حل کیا ہے؟ مغربی دنیا میں آئے دن ایسی بدتمیزیاں ہوتی رہتی ہیں۔اس کے جواب میں کچھ اسلامی ممالک وقتی طور پر متعلقہ ملک سے سفارتی شکایت درج کراتے ہیں، یا بطور احتجاج اپنا سفیر (Ambassador) واپس بلا لیتے ہیں، زیادہ کرتے ہیں تو مسلم ممالک کی متحدہ تنظیم او آئی سی (organization of islamic cooperation) کا اجلاس بلا کر ایک مذمتی قرارداد پاس کردی جاتی ہے۔

ان تمام ترکاروائیوں کے باوجود اِسلاموفوبیا کے تناسب میں کوئی کمی نہیں آئی ،اس کا مطلب صاف ہے کہ مرض جیسا ہے علاج ویسا نہیں ہو پا رہا ہے اس لیے مرض گھٹنے کی بجائے دَم بدم بڑھتا جا رہا ہے، کہنے کو او آئی سی میں 57 مسلم ممالک شامل ہیں، کئی ممالک اقتصادی اور فوجی اعتبار سے خاصے مضبوط بھی ہیں لیکن نظریاتی کمزوری اور ملکی و ذاتی مفادات کی وجہ سے ضروری اقدامات کرنے سے خود کو عاجز سمجھتے ہیں اس لیے اپنے قیام سے لے کر آج تک یہ تنظیم اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی قابل ذکر کام نہیں کرسکی،اس کا کام صرف مذمتی قرارداد پاس کرنا ہے اور کچھ نہیں،اس لیے اس محاذ پر امت مسلمہ خود کو بے بس اور بے سہارا محسوس کرتی ہے۔رہ جاتے ہیں مسلم عوام اور تنظیمیں، ان میں سے اکثریت جلسہ وجلوس کی شکل میں احتجاج کر کے اپنے حکمرانوں کا ضمیر بیدار کرنے اور مخالفین اسلام کو غیرت ایمانی دکھانے کی مخلصانہ کوشش کرتے ہیں۔

یہ احتجاجات جذبہ ایمانی کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن اب ہمیں اس سے آگے بڑھ کر کچھ سوچنے کی ضرورت ہے۔اس محاذ پر یہ اقدامات مخالفین اسلام کا بہتر جواب ہوسکتے ہیں: ہر مسلمان قرآن سے عملی وابستگی اختیار کرے۔غیر مسلموں تک قرآن کے تراجم پہنچائے جائیں۔اہل علم خاص موضوعات پر اچھے اسلوب میں تحریر وتقریر تیار کریں،غیر مسلموں کے مابین قرآنی موضوعات پر سیمینار اور سمپوزیم منعقد کیے جائیں۔قرآنی اسلوب کے مطابق غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات علمی اور عقلی انداز میں تیار کیے جائیں اور انہیں منظم انداز میں عام کیا جائے،قرآن سوزی کے واقعات کو معروضی انداز میں مرتب کر کے دستاویزی شکل میں عام کیا جائے۔

اس کام کے لیے تحریر وتقریر کے ساتھ ساتھ ڈاکومینٹری بھی تیار کی جائیں،تبلیغ اسلام اور تعلیم قرآن کو ایک مشن کے طور پر اپنا نصب العین بنائیں،قرآنی موضوعات کو ترتیب وار درج کیا جائے اور اس پر ماہرین سے کام کرایا جائے،تدوین قرآن، نظم قرآن اور اسلوب قرآن پر بہترین پیش کش کے ساتھ مسلسل محفلیں منعقد کی جائیں،مدارس میں تفسیر قرآن کے نصاب میں نئی اور مفید کتابیں شامل کی جائیں۔بچوں، جوانوں، بوڑھوں اور ہر عمر کی خواتین کے لیے قرآنی واقعات اور احکام سے مفید اور آسان کتابیں/رسالے تیار کئے جائیں۔یادرکھیں! موجودہ دور میں امت مسلمہ سیاسی وعسکری محاذ پر بے حد کمزور ہے ایسے میں علما اور عوام کو اپنی سطح پر ہی اقدامات کی ضرورت ہے،تاریخ شاہد ہے کہ جہاں سیف وسنان کام نہیں آتے وہاں مبلغین کی تبلیغ پتھروں میں شگاف ڈال دیا کرتی ہے۔ہمیں ایک بار پھر اپنے بزرگوں کے اسی مشن اور جذبہ کو زندہ اور بیدار کرنا ہے جس کے بوتے انھوں نے دشمنوں میں گھس کر ان کے دلوں کو موم کر ڈالا تھا،جذبات سچے اور ارادے پکے ہوں تو رب کائنات کسی سے بھی اپنے دین کا کام لے لیا کرتا ہے۔اپنے حصے کا کام کرتے رہیں اور رب تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ انصاف پسند حکمرانوں کا دور آئے۔ نظام عدل قائم ہو اور ظالموں سے ان کے ظلموں کے پورا پورا حساب لیا جائے، یقیناً دور انصاف آئے گا کہ ایسی کوئی بقیہ ص ۳۸ پر

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

بیسویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

دوزخ اور دوزخیوں کا بیان

آتش دوزخ کی کیفیت وحیثیت

حدیث شریف: حضرت مصنف فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے شیخ فقیہ ابو جعفر سے سنکر ان کی پوری سند نقل کرتے ہوئے، بطریق ابو صالح حضرت ابو هریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور پر نور، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

''او قد علی النار الف سنة... الحدیث۔ (ترجمہ) دوزخ (کی آگ) ایک ہزار سال تک دھونکی گئی حتی کہ بالکل سرخ ہوگئی۔ پھر اور ایک ہزار سال تک اسے جلایا گیا یہاں تک کہ بالکل سفید ہوگئی۔ پھر مزید ایک ہزار سال تک دھونکی گئی یہاں تک کہ بالکل سیاہ ہوگئی۔ تو (اب) دوزخ کی آگ بالکل کالی ہے جیسے اندھیری رات۔''

فکر آخرت میں ہر وقت آنسو کیوں نہ بہاؤں

بزرگوں کا یقین: منقول ہے کہ (سیدی) یزید ابن مرثد (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے آنسو نہیں رُکتے تھے وہ (فکر آخرت میں) برابر، مسلسل روتے رہتے تھے تو ان سے کثرت گریہ کے بارے میں پوچھا گیا (کہ آخر آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟) فرمایا: اگر یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے وعید فرماتا کہ اگر میں کوئی گناہ کر بیٹھوں تو وہ مجھے ہمیشہ کے لئے حمام میں قید کردے گا نہ کہ جیل میں تب بھی تو مجھ پر لازم تھا کہ (اتنا روؤں کہ) میرے آنسو نہ تھمیں۔ تو اب میں کیوں کر مسلسل نہ روؤں جب کہ اس کی وعید ہے کہ عاصی کو اس خانۂ آتش میں قید کرے گا جو کہ تین ہزار سال تک دھونکی، سلگائی گئی ہے؟

جہنم میں انواع عذاب، ایک سے ایک شدید والمناک

روایت: حضرت مصنف علیہ الرحمۃ اپنے شیخ محمد ابن جعفر سے سنکر باسناد تام، بطریق امام اعمش حضرت امام مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وعنہم) سے راوی ہیں، فرمایا: آپ (احادیث کریمہ کی روشنی میں) فرماتے ہیں کہ جہنم میں بہت سے جِباب ہیں یعنی بڑے بڑے اور بہت گہرے گہرے کنویں، ان میں بہت موٹے موٹے سانپ ہیں جیسی بختی اونٹوں کی گردنیں اور بڑے جسیم جسیم بچھو ہیں، جیسے سیاہ فام خچر! تو دوزخی (آگ سے گھبرا کے) ان کنوں کی طرف بھاگیں گے وہاں وہی اژدھے انہیں اپنے ہونٹوں سے پکڑ کے چوٹی سے ناخنِ پا تک ان کی کھال کھینچ لیں گے (کھالیں نوچ نوچ کر بدن ننگے کردیں گے) تو وہ ان اژدھوں سے نجات پانے کیلئے دوبارہ آگ ہی کی طرف بھاگ آنے پر مجبور ہوں گے۔ (معاذ اللہ من عذابہ)

دوزخ کے سانپ کس قدر زہریلے

حدیث شریف: حضرت عبد اللہ ابن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان فی النا رحیات...... الحدیث۔ (ترجمہ) بے شک دوزخ میں ایسے اژدھے ہیں جیسے اونٹوں کی گردنیں۔ وہ جس کو ایک بار ڈس لیں تو اس کے زہر کا چڑھنا (جلن یا دُکھن کا احساس) چالیس سال تک قائم رہے گا۔''

وہ آگ اِس آگ سے کتنی تیز گرم

خبر ابن مسعود: حضرت امام اعمش سے روایت آئی ہے وہ حضرت یزید ابن وہب سے اور وہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم سے راوی ہیں، آپ نے فرمایا: بے شک تمہاری یہ (دنیا کی) آگ، نار جہنم کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے

(یعنی) آتش دوزخ کی تپش (Heat) دنیا کی آگ سے انہتر گنی زیادہ تیز ہے [۱] اگر یہ سمندر میں دو مرتبہ بجھا و ادی ہوئی نہ ہوتی تو تم اس سے نفع نہیں اٹھا سکتے تھے اور امام مجاہد کا کہنا ہے کہ ''تمہاری یہ آگ، جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔''

دوزخ کا ایک سب سے ہلکا عذاب

حدیث شریف: اور (مروی ہے کہ) حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

''انّ اھون اھلِ النّار عذاباً.............. الحدیث۔

(ترجمہ) بے شک اہل دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو صرف آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن کے اثر سے اس کا دماغ (ہانڈی کی طرح) کھولے گا اور اس کے کانوں کے سوراخ گویا آگ کی چنگاری اور داڑھ دانت آگ کے شعلے ہونٹ آگ کی لپٹ ہوں گے اور پیٹ کی آنتیں وغیرہ قدموں کی جلن کے اثر سے سب باہر نکل پڑیں گی اور وہ اپنے کو سمجھے گا کہ میں دوزخ میں سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں، حالانکہ اسے سب سے ہلکا عذاب ہو رہا ہوگا۔ **معاذ اللہ منہ۔''**

دوزخیوں کی چیخ پکار، سب بے کار

روایت: مصنف علیہ الرحمہ اپنے شیخ محمد ابن فضل سے سن کر ان کی پوری سند نقل کرتے ہوئے بطریق قتادہ از ابی ایوب، حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعنہم سے راوی کہ دوزخی، مالک (داروغۂ دوزخ علیہ السلام) کو پکارتے رہیں گے اور وہ انہیں چالیس سال تک جواب نہیں دیں گے، پھر جواب دیں گے۔ (تو یہ دیں گے) کہ انکم ماکثون یعنی تم کو اسی میں پڑے رہنا ہے ہمیشہ، پھر وہ رب تعالیٰ کو پکاریں گے عرض کریں گے:

''رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ۔ (ترجمہ) اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے اگر ہم پھر ویسا ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔''
[سورۂ مومنون — ۱۰۷]

تو انہیں عمر دنیا کی دوگنی مدت تک کچھ جواب نہیں ملے گا، پھر ملے گا (تو یہ ملے گا):

''اِخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ۔ (ترجمہ) دھتکارے ہوئے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔
[سورۂ مومنون — ۱۰۷]

حضرت عبداللہ نے (آگے) بتایا کہ خدا کی قسم پھر وہ لوگ اس کے بعد کوئی کلمہ منھ سے نہیں نکالیں گے۔ پھر دوزخ میں صرف چنگھاڑنا، دھاڑنا ہی ہوگا، ان کی آوازیں اول گدھوں کے رینکنے کی طرح ہونگی اور آخر میں شہیق (سخت چیخ، چنگھاڑ) کے مشابہ۔ [روایت عبداللہ ابن عمرو پوری ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہما]

یہ خبریں عقلمند سے کیا تقاضا کر رہی ہیں؟

تنبیہ: حضرت قتادہ علیہ الرحمہ (راوی اثر مذکور، لوگوں کو مخاطب کر کے) کہتے ہیں:

''**یا قوم هل لكم من هذا بد؟ ام هل لكم على هذا صبر؟ یا قوم! طاعة الله اهون عليكم فاطيعوه۔**

(ترجمہ) لوگو! کیا تمہارے لئے عذاب دوزخ سے کوئی چارہ ہے؟ یا تمہیں اس پر صبر و برداشت کی طاقت ہے؟۔ لوگو! تم پر (آج) اللہ کی طاعت بہت آسان ہے (کہ موقعہ ملا ہوا ہے) لہٰذا اس کے احکام کی تعمیل کرو۔'' (۲)

عذاب آخرت کس قدر شدید و طویل؟

اختصار اخبار: اور کہا جاتا ہے (یعنی کتاب و سنت کی خبروں کی روشنی میں علمائے کرام فرماتے ہیں) کہ اہل نار ہزار سال تک جزع و فزع کریں گے پھر بھی ان کا وہ رونا دھونا، بے چینی دکھانا، انہیں کچھ نفع نہیں دے گا۔ آخر (اپنے آپس میں) کہیں گے ہم دنیا میں جب صبر سے کام لیتے تھے تو ہمیں (غم و الم سے) کچھ راحت مل جاتی تھی (تو یہ سوچ کر) صبر سے رہیں گے

---

[۱] کیونکہ دنیا کی آگ دوزخ سے لی گئی تھی اور سمندر میں دو بار بجھائی گئی تھی، ۱۲ مترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے جیسے (بعد صحت عقائد) نماز، زکوٰۃ، خیرات، روزے، حج، صلۂ رحمی وغیرہ وغیرہ، ان کو احسان و اخلاص کے ساتھ کرو اور جن کاموں سے بچنے دور رہنے کا حکم دیا ہے ان سب سے بچو، باز آؤ، اصلاح حال و توبہ میں دیر نہ لگاؤ، ۱۲ مترجم غفرلہ۔

حتی کہ (اسی طرح) ایک ہزار سال کا (طویل) عرصہ گذر جائے گا پھر بھی عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی۔ تو (آخر بالکل مایوس ہوکر) کہیں گے :

"سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ۔

(ترجمہ) ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں، ہمیں کہیں پناہ نہیں۔" [سورۂ ابراہیم-۲۱/کنزالایمان]

پھر (پیاس اور تپش کی شدت سے بے چین ہوکر) بارش کی دعا کریں گے تا کہ گرمی، جلن اور پیاس کا کچھ ازالہ ہو سکے۔ (انکو جواب نہیں ملے گا) حتی کہ سوال کرتے ہزار سال بیت جائیں گے۔ پھر ایک ہزار سال تک مزید گڑگڑائیں تو اللہ تعالی جبرئیل سے فرمائے گا: وہ کیا چیز طلب کر رہے ہیں؟ جبرائیل عرض کریں گے یارب تو تو خود خوب جانتا ہے وہ غیث (پانی کی بارش) مانگ رہے ہیں۔ تو انکے لئے ایک، سرخ بادل ظاہر ہوگا۔ وہ گمان کریں گے کہ (اب) بارش ہوگی۔ تو ان پر بچھوؤں کی بارش ہوگی جن کے جثے خچروں جیسے ہوں گے۔ وہ جسے ڈسیں گے اس کے اثر سے ہزار سال درد میں مبتلا رہے گا۔ اس کے بعد پھر بارش کا سوال کرتے رہیں گے حتی کہ مزید ہزار سال گذر جائیں گے تو انہیں ایک ابر سیاہ دکھے گا سوچیں گے کہ اب پانی برسے گا۔ مگر بارش سانپوں کی ہوگی جن کا جثہ اونٹوں کی گردنوں جیسا موٹا لمبا ہوگا۔ جب ایک بار، ان میں کا کوئی سانپ، کسی کو ڈسے گا دو ہزار سال تک اس کے اثر سے دردمند رہے گا یہی مراد ہے اس آیت کریمہ سے، (فرماتا ہے:)

"زِدْنَاهُمْ عَذَاباً فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُواْ يُفْسِدُونَ۔

(ترجمہ) ہم نے ان پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا۔"

[سورۂ نحل-۸۸/کنزالایمان]

اس آیت میں مفسدین سے کون مراد؟

تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا): اس آیت میں مفسدین سے مراد کفار ہیں اور اہل معصیت بھی، تو جو بندہ یہ چاہتا ہو کہ اسے اللہ تعالی کے عذاب سے نجات ملے اور اللہ کا ثواب پائے تو اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں، دنیا کے شدائد پر صبر اور معاصی سے اجتناب کرے اور شہوات دنیا سے کنارہ کش رہے۔

جنت کا احاطہ؟ اور دوزخ کا گھروندا؟

"فان الجنة قد حفت بالمكاره وحفت النار بالشهوات" کہ بے شک جنت گھیر دی گئی ہے، ان چیزوں سے جو نفس انسانی کے لئے سخت ناگوار، نہایت ناپسندیدہ ہوتی ہیں اور (اس کے بالمقابل) دوزخ کی باڑھ لگائی گئی ہے، ان چیزوں سے جن میں نفس کو بڑی رغبت وخواہش رہتی ہے، جن سے صبر اس کے لئے نہایت دشوار سخت ناگوار ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ (یعنی بالکل یہی مضمون) اور جیسا کہ کسی (شاعر) نے (مندرجہ ذیل اشعار میں) کہا ہے: ؎

ناصحانہ وحکیمانہ اشعار

وفی الشیب ماینھی الحلیم عن الصبا
اذا استوقدت نیرانہ فی عذارہ
اری امرأ یرجو العیش غبطۃ
اذا اصفر عود الزرع بعد اخضرارہ
تجنب لخدن السوء واحذر وصالہ
وان لم تطق عنہ محیصا فدارہ
وجاور قرین الصدق واحذر مراءہ
تنل منہ صفو الود مالم تمارہ
وجاور اذا جاورت حرا او امرأ
کریما کریم الجد تعلو بجارہ
فمن یصنع المعروف مع غیر اھلہ
یجدہ وراء البحر او فی قرارہ
للہ فی عرض السماوات جنۃ
ولکنھا محفوفۃ بالمکارہ

ترجمہ اشعار:

(۱) جوانی کے ایام میں (جوان کے اندر) وہ لیاقت آجاتی ہے جو حلیم (عقلمند وسنجیدہ) آدمی کو بچکانہ عادتوں خصلتوں سے روک دیتی ہے۔ (یہ کیفیت اس وقت حاصل ہوتی بقیہ ص ۴۳ پر

مسلم معاشرے میں بیوہ

(از: مولانا حسن نوری گونڈوی

کبھی آپ نے سوچا؟ شادی سمّیلن کرنے والے اپنی بیٹی اور بیٹے کی شادی اس سمّیلن میں کیوں نہیں کرتے؟ شادی کو کم خرچہ میں کرنے کی تحریک چلانے والے اپنے گھر کی شادی میں سادگی سے کام کیوں نہیں لیتے؟ کیا شادی سمّیلن غریبوں، کمزوروں کی مدد کے لیے ہوتا ہے یا اس کی فنڈنگ ہوتی ہے؟ شہر میں موجود بیوہ مطلقہ عورتوں کے لیے کوئی سمّیلن کیوں نہیں کیا جاتا؟ بہو کی موت ہو جائے تو دو چار چھ ماہ میں ہی بیٹے کی شادی کر دی جاتی ہے جبکہ داماد کے مرجانے پر بیٹی کی دوسری شادی کو عیب جان کر گھر کیوں بٹھا لیا جاتا ہے؟

ہزاروں لاکھوں بیوہ مطلقہ عورتوں کو آخر مسلم معاشرے نے کس کے سہارے چھوڑ رکھا ہے؟ بیوہ یا مطلقہ اپنے جذبات وخواہشات کا اظہار کس سے کرے؟ کیا روٹی کپڑا فراہم کرنا ہی کافی ہے اگر ہاں تو بہو کے مرنے پر لڑکوں کی شادی کیوں کر دی جاتی ہے؟ بیوہ یا مطلقہ سے کنوارے لڑکے تو شادی کرنے سے رہے اب انہیں مسلم معاشرے میں عزت کا گھر کون دے گا؟ بے شمار لڑکیوں کے ہاتھ پیلے اس لیے نہیں ہوے کہ ان کے لیول کا کوئی لڑکا نہ ملا یا گھر والوں کو اپنے لیول کا چاہیے تھا یا زیادہ تعلیم ہونے کے سبب کم پڑھا لکھا قبول نہ تھا لڑکا اور لڑکی اب ذریعہ معاش بنتے جارہے ہیں۔

اگر کسی کے پاس زیادہ لڑکے ہیں تو ان کے لیے وہ مالدار گھرانے کی لڑکیاں تلاش کرتا ہے غریب قبول نہیں، اگر لڑکیاں ہیں تو وہ بھی مالدار لڑکوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں یعنی سب کچھ دولت ہی ہے، غور کریں شاید بیوہ کی مناجات، نالہ بیوگان، آہ بیوگان سن کر آپ کا ضمیر زندہ ہو جاے، ممکن ہے آس پاس کی سسکیاں آپ کو بھی سنائی دیں، ممکن ہے آپ کسی کے لیے سہارا بن جائیں، ممکن ہے قومی بیداری پیدا ہو جائے۔

نوٹ: ہزاروں مسلم بیوہ لڑکیاں فرضی کمپنیوں میں اپنے گزارے کے لیے غیروں کے ساتھ کام پر مجبور ہیں، اب وہ اپنی نمائش بھی کر رہی ہیں اور دولت مندان کے ذریعہ دولت سمیٹ رہا ہے۔ ؎

جہاں سے راہبر اصول رہبری کو چھوڑ دیتے ہیں
وہیں سے لٹتے دیکھے ہیں اکثر کارواں ہم نے

مسلمانوں اپنا محاسبہ کرو

(از: حفیظ علیمی گونڈوی

جب کوئی مسلمان اغیار کے ہاتھوں انفرادی واجتماعی طور پر ظلم وتشدد اور موت کا شکار ہوتا ہے تو وقتی ہی سہی لیکن مسلمان چیخ و پکار اور واویلا کرنے لگتا ہے، افسوس تو اس بات پر ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ مصطفےٰ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔ یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

آقائے کریم ﷺ کے اس مبارک ارشاد کو مسلمانوں نے یکسر فراموش کر دیا ہے، دیکھا جا رہا ہے کہ ایک مسلمان کی جان ومال عزت وآبرو کو دوسرا مسلمان نہایت بے دردی و بے باکی سے لوٹ رہا ہے اور یہ عمل قبیح وخبیث قلت میں نہیں بلکہ کثرت میں ہو رہا ہے، جب اپنے گھر میں اپنی حفاظت ناممکن سی ہوگئی ہے باہر تو اغیار و دشمنان کا گھیرا و محاصرہ ہے، دشمن تو چاہ رہے ہیں کہ کب موقع ہاتھ لگے اور ہاتھ صاف کر دیا جائے۔

مسلمان اسلام کی تعلیمات سے دور ہو چکا ہے (جو ہماری کامیابی وکامرانی کا ضامن ہے) اور شکوہ ہے کہ اغیار مظالم ڈھا رہے ہیں، مسلمانو! کبھی کبھی اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھنے کی زحمت کرنی چاہیے کہ ہمارا معمول کیا ہے؟ یاد رہے جب تک مسلمان لوٹ کر اسلام کے پلیٹ فارم پر نہیں آئے گا تب تک اسے حفاظت وعزت نہیں مل سکتی، اب فیصلہ مسلمانوں آپ کے ہاتھ میں ہے کہ اسلام کے پلیٹ فارم پہ آ کر عزت وحفاظت اور کامیابی چاہیے یا اس کی تعلیمات سے دور ونفور ہو کر ذلت ورسوائی؟ ؎

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

منظومات

توخدائے کل جہاں ہے، تو خدائے کُن فکاں ہے

(از: محمد اشرف رضا قادری)

توخدائے دو جہاں ہے تو خدائے دو جہاں ہے
تری حمد لکھّے خامہ یہ مجال ہی کہاں ہے

مہ و آفتاب و انجم ترے در کے ہیں بھکاری
اے خدائے پاک بیشک تو شہنشہِ جہاں ہے

ترا حکم سب پہ نافذ، ترا حکم سب پہ رائج
دو جہاں کا اے خدایا تو حقیقی حکمراں ہے

یہ فرشتے، جن و انساں ترے حکم کے ہیں پابند
ترے حکم سے ہی قائم یہ زمیں، یہ آسماں ہے

تو ہی حمد کے ہے لائق، تو ہی قابل ستائش
توخدائے کل جہاں ہے، تو خدائے کُن فکاں ہے

تری ذات منفرد ہے، تری بات منفرد ہے
جسے لکھ سکے نہ کوئی وہی تیری داستاں ہے

تو علیم و علم و عالم، تو نصیر و نصر و ناصر ہے
سبھی کو تیری حاجت، تو انیس بیکساں ہے

گلِ تر میں بو ہے تیری، مہِ نَو میں ضَو ہے تیری
تو ہی نکہت چمن ہے، تو ہی زیب گلستاں ہے

مہ و آفتاب و انجم ہیں اگر ترے ثنا گر
تو زمیں کا ذرہ ذرہ بھی ترا ہی مدح خواں ہے

بقیہ ص ۳۸ ر پر

ہر سو چرچا ہے ربیع النور کا

(از: سید خادم رسول عینؔی)

ہر سو نعرہ ہے ربیع النور کا
یوں اجالا ہے ربیع النور کا

کیا زمیں کیا آسماں کیا لامکاں
ہر سو چرچا ہے ربیع النور کا

نسبت سرکار کا صدقہ ہے یہ
موسم اچھا ہے ربیع النور کا

ہے ہلال عید سے بھی یہ حسیں
مہ نرالا ہے ربیع النور کا

سب مہینے ہوگئے اس پر فدا
ماہ آیا ہے ربیع النور کا

ہر طرف خوش حالیوں کے ہیں ثمر
کیا مہینہ ہے ربیع النور کا

بلبلیں پڑھتی ہیں بے حد شوق سے
کیا ترانہ ہے ربیع النور کا

کیوں ڈریں آلام کی ہم دھوپ سے
شامیانہ ہے ربیع النور کا

سال کے سر پر سجا یا جو گیا
خوب تمغہ ہے ربیع النور کا

ان کی بعثت کا یہ فیض خاص ہے
سر جو اونچا ہے ربیع النور کا

شب مزین ہے گل تقدیس سے
دن سہانا ہے ربیع النور کا

ہر طرف ہے روشنی ہی روشنی
کیا نظارہ ہے ربیع النور کا

ہوگئے گستاخ آقا بے نقاب
کیا نشانہ ہے ربیع النور کا

دکھ رہا ہے نور جو چاروں طرف
یہ اتارا ہے ربیع النور کا

رحمت عالم وہ سب کے واسطے
ہر زمانہ ہے ربیع النور کا

جس پہ ہیں قرباں مناظر دہر کے
وہ سویرا ہے ربیع النور کا

ہر دل مومن کو یہ چمکا گیا
یوں چمکنا ہے ربیع النور کا

جس پہ سب ایام ہوتے ہیں نثار
وہ دوشنبہ ہے ربیع النور کا

منظومات

پھول اس میں کھلتے ہیں تازہ تریں
پھل بھی میٹھا ہے ربیع النور کا

مدح آقا پر کلام لاجواب
پیش کردہ ہے ربیع النور کا

فیض شہ ہے، چرخ ماہ و سال میں
خوب شہرہ ہے ربیع النور کا

عینیؔ خالق سے ہمارے واسطے
خوب تحفہ ہے ربیع النور کا

حُسن خود جس پہ فدا ہے وہ حسیں آیا ہے

(از: فریدی صدیقی مصباحی بارہ بنکوی مسقط عمان

مرحبا فخرِ فلک، فخرِ زمیں آیا ہے
خاک پر مالکِ فردوسِ بریں آیا ہے

چاہتا وہ تو ٹھہر جاتا کسی عالم میں
اُس کی حد درجہ عنایت، وہ یہیں آیا ہے

غم سے روتی ہوئی دنیا کو ہنسانے کے لیے
پیکرِ رحم و کرم، خندہ جبیں آیا ہے

جس کی ہستی کو ملا، جلوۂ لولاک لَما
صدفِ دہر میں، وہ دُرِّ ثمیں آیا ہے

مہ جبینوں سے بھلا کیسے ہو اُس کی تشبیہ
حُسن خود جس پہ فدا ہے وہ حسیں آیا ہے

لے کے سیرت میں بشیرًا و نذیرا کا جمال
خاتمِ رُشد و ہدایت کا نگیں آیا ہے

نقشِ پا کیوں نہ بنیں فخرِ جہاں، رشکِ جناں
قابَ قوسین کی منزل کا مکیں آیا ہے

اُس کی ہر بات میں ہے شوکتِ وَحیٌ یُّوحیٰ
دہر میں سرِّ الٰہی کا امیں آیا ہے

اے فریدیؔ! جو ہے آئینۂ حسنِ خالق
جگمگاتا ہوا وہ نورِ مبیں آیا ہے

◆◆◆

ضیائے حق و صداقت حضور کی آمد

(از: مولانا جسیم اکرم مرکزی

سراج رشد و ہدایت حضور کی آمد
ضیائے حق و صداقت حضور کی آمد

طفیل ایزدی انسانیت کی خاطر ہے
نشان عظمت و رفعت حضور کی آمد

گرے نہ قیصر و کسریٰ کے کنگڑے کیونکر
جہان ظلم میں آفت حضور کی آمد

تمام ساعت مبروک سے ہے افضل وہ
ہوئی ہے جس حسیں ساعت حضور کی آمد

بتان خانۂ کعبہ گرے ہیں منہ کے بل
وہ تاب جلوۂ قدرت حضور کی آمد

یتیم و مفلس و مجبور ہر کسی کے لیے
سراپا بخشش و رحمت حضور کی آمد

گناہ گارو! نہ گھبراؤ مژدہ باد تمھیں
ہے شمع بزم شفاعت حضور کی آمد

عرب کی بچیاں دیکھیں تو گنگنانے لگیں
ہماری عزت و شوکت حضور کی آمد

نہ بیوہ عورتیں ہر گز ستائی جائیں گی
مزیل خواری و ذلت حضور کی آمد

ہمارے واسطے تحفے میں ساتھ لائی ہے
سرور، عشق و محبت حضور کی آمد

اسی لیے ہے زمیں ساتوں آسماں سے حسیں
زمیں کی رونق و زینت حضور کی آمد

تمام عالم ہژدہ ہزار پر ہے جسیمؔ
خدا کی خاص عنایت حضور کی آمد

◆◆◆

عیدوں کی عید
عید میلاد النبی ﷺ

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1. तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।
2. वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इशाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।
3. पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

SEPTEMBER - 2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan



ربیع الآخر ۱۴۴۵ھ / اکتوبر ۲۰۲۳ء
OCTOBER-2023 Rs. 30/-

جانشین حضور تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی
مدیر اعلیٰ — مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

عالم اسلام کو عید

غوثیہ مبارک ہو

فرمان تاج الشریعہ

فتاوی حدیثیہ وغیرہ میں اس کا ذکر ہے کہ جب حضور غوث اعظم طالب علم تھے تو آپ کو یہ بشارت ملی تھی۔ وہ اس طرح کہ آپ کے زمانے میں ایک ولی تھے وہ بھی ''غوث'' کہلاتے تھے تو جب غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زیارت کا قصد فرمایا، اس وقت آپ کے ساتھ ایک ابن السقا تھا اور ایک علامہ ابوسعید عبد اللہ بن عصرون امام الشافعیہ، شافعیہ مذہب کے بڑے امام بھی تھے، ابن السقا بولا کہ میں ان سے ایسا سوال کروں گا کہ جواب نہیں دے پائیں گے اور علامہ ابوسعید بن عصرون نے کہا کہ میں ان سے سوال کروں گا اور انتظار کروں گا کہ کیا جواب دیتے ہیں اور غوث اعظم نے کہا: معاذ اللہ! میں کچھ سوال نہیں کروں گا، صرف ان کے چہرے کی زیارت کروں گا اور ان کے چہرے کی برکتیں لوں گا...

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

فرمان تاج الشریعہ

فتاویٰ حدیثیہ وغیرہ میں اس کا ذکر ہے کہ جب حضور غوث اعظم طالب علم تھے تو آپ کو یہ بشارت ملی تھی، وہ اس طرح کہ آپ کے زمانے میں ایک ولی تھے وہ بھی ''غوث'' کہلاتے تھے تو جب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زیارت کا قصد فرمایا، اس وقت آپ کے ساتھ ایک ابن السقا تھا اور ایک علامہ ابوسعید عبداللہ بن عصرون امام الشافعیہ، شافعیہ مذہب کے بڑے امام بھی تھے، ابن السقا بولا کہ میں ان سے ایسا سوال کروں گا کہ جواب نہیں دے پائیں گے اور علامہ ابوسعید بن عصرون نے کہا کہ میں ان سے سوال کروں گا اور انتظار کروں گا کہ کیا جواب دیتے ہیں اور غوث اعظم نے کہا: معاذ اللہ! میں کچھ سوال نہیں کروں گا، صرف ان کے چہرے کی زیارت کروں گا اور ان کے چہرے کی برکتیں لوں گا، جب یہ تینوں طالب علم پہنچے تو اس جگہ پر غوث نظر نہ آئے، کیوں کہ ان کی کرامت یہ تھی کہ ایک جگہ پر بیٹھے بیٹھے کبھی دکھتے اور کبھی نظروں سے غائب ہو جاتے پھر آن کی آن میں وہیں غوث نظر آئے اور ان کے چہرے پر جلال تھا۔

آپ نے ابن السقا سے کہا: تو ایسا سوال پوچھنا چاہتا ہے جس کا جواب میرے پاس نہ ہو؟ تو سن! تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور آگے فرمایا ''إني لأرى نار الكفر تلتهب فيك۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے چہرے میں بھڑک رہی ہے'' اور اس کے بعد سعید ابن عصرون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم سوال کرنا چاہتے ہو اور انتظار ہے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں؟ تو سن! تمہارا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور آگے فرمایا ''دنیا تمہارے کانوں کی جڑ تک جائے گی۔'' مطلب یہ ہے کہ مال تمہیں بہت ملے گا لیکن کوئی نمایاں فضیلت تم کو حاصل نہ ہوگی اور حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''أرضيت الله ورسوله بحسن أدبك۔ اے عبدالقادر! تو نے اپنی اچھی عادت اور حسن ادب کے ذریعہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کر لیا'' اور فرمایا "میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد کے تخت ولایت پر بیٹھ کر کہہ رہا ہے: قدمي هذه على رقبة كل ولي الله۔ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" تو اس زمانے میں جتنے اولیا تھے، خواہ وہ مجلس میں حاضر ہوں کہ نہ ہوں ان سب لوگوں نے یہ خطاب سنا اور اپنی گردنیں جھکائیں۔

تفوید الخاطر میں ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین نے کہا: میری گردن پر، آنکھ پر اور سر پر بھی آپ کا قدم ہے، تو آپ کو ہندوستان میں غوث اعظم کی نیابت نصیب ہوئی، یہ تو زندوں کا واقعہ ہے جو لوگ دنیا سے چلے گئے تھے ان سب لوگوں نے گردنیں جھکائیں، ایک ولی جو اصبہان میں تھے، انھوں نے کہا: میری گردن پر نہیں ہے، غوث پاک حالت کو بھی جان لیا کرتے تھے تو اس وقت آپ نے فرمایا: اس کی گردن پر سؤر کا پیر (یہ واقعہ تفوید الخاطر میں موجود ہے) تو پھر ان کا یہ حال ہوا کہ وہ ایک سؤر چراتے تھے اور اس کا ایک بچہ چل نہیں سکتا تھا تو اس کو اپنی گردن پر لے کر چلتے تھے، ان کے ایک مرید نے غوث پاک سے آ کر معافی مانگی تو آپ نے ان کو معاف کیا پھر ان کی ولایت لوٹ آئی۔

اور پہلے غوث نے جو ابن السقا کے متعلق پیشین گوئی کی تھی، اس کے ساتھ ایسا ہوا کہ وہ بہت بڑا عالم ہوا اور عیسائیوں سے مناظرہ کیا لیکن آخری وقت وہ ایک بیماری میں مبتلا ہوا تو اس کو لوگوں نے دور دراز مقام پر ڈال دیا، ایک آدمی اس سے ملا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ تو ابن السقا نے کہا: شیخ کی بد دعا ہے تو اس نے کہا کہ تمھیں بقیہ ص ۴۰ پر فہرست کے نیچے

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارثِ علوم اعلیٰ حضرت عکسِ حجۃ الاسلام ثانیٔ
مفتیٔ اعظم نور دیدۂ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیرِ اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشینِ تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائدِ ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اعظم اہلسنت وجماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سُنّی دُنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۱۰
Issue No. 10
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۵ھ
ربیع الآخر
اکتوبر ۲۰۲۳ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے

سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے

سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے

پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے

امریکہ اور دیگر ممالک سے ۱۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سُنّی دُنیا
۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

بقیہ فرمان تاج الشریعہ کوئی آیت یاد ہے تو پڑھو تو ابن السقا نے کہا: صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے "ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ کافروں کو تمنا ہے کہ کاش اسلام لے آتے" اور اس کا ایسی حالت میں انتقال ہوا کہ اس کا رخ مشرق کی طرف تھا اور علامہ ابو سعید ابن عصرون کو نور الدین صالح زنگی نے (جو اس زمانے کے سلطان اسلام تھے) ان کو بلایا اور شام کے اوقاف کی ولایت ان کے سپرد کر دی تو واقعی دنیا ان کے کانوں کی لَو تک ہو گئی، تو اس حکایت کو لکھ کر علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں کہ اس حکایت میں لوگوں کے لیے تنبیہ عظیم ہے کہ اولیا کے ساتھ حسن ادب برتیں تا کہ وہ انجام نہ ہو جو ابن السقا کا ہوا۔

[تاج الشریعہ کی علمی مجالس، ص ۲۹۵—۲۹۷]

مہمان اداریہ

از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

تعلیماتِ غوثِ اعظم! عصرِ حاضر کے تناظر میں

ادارِیـــــہ

حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو "غوثیت کبریٰ" جیسے بلند مقام ومرتبہ اور شان وعظمت سے نواز رہے، آپ اجل ساداتِ کرام سے ہیں، والد ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست کی طرف سے حسنی اور والدہ محترمہ کی طرف سے حسینی سیّد ہیں، آپ 470 یا 471ھ میں، رمضان شریف کے مبارک مہینے میں بغداد شریف کے قریب دریائے دجلہ کے کنارے، ایک قصبہ "جیلان" میں پیدا ہوئے۔(۱)

زُہد وتقوی اور علم وعمل میں بعطائے الٰہی آپ کو کمال حاصل تھا، کئی عشروں تک درس وتدریس کے ذریعے تشنگانِ علم کی سیرابی کا ساماں کرتے رہے، چالیس 40 سال تک مسلسل وعظ ونصیحت کے ذریعے مخلوقِ خدا کی رَہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیا(۲) آپ کی تبلیغ اور دعوتِ فکر سے متأثر ہوکر پانچ سو 500 سے زائد یہود ونصاریٰ نے دینِ اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکو، چور، فُسّاق وفجّار، فسادی اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔"(۳)

ظاہری وباطنی علوم میں مہارت کے اعتبار سے سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کا کوئی ثانی نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے علما وصالحین اور علم دین کے متلاشی طلبا، آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے، امام موفق الدّین بن قُدامہ فرماتے ہیں:

"ہم ۵۶۱ ہجری میں بغداد شریف گئے تو دیکھا کہ شیخ سیّد عبد القادر جیلانی اُن لوگوں میں سے ہیں، جنہیں وہاں پر علم وعمل اور حال (رُوحانیت) وفتویٰ نویسی کی بادشاہت دی گئی ہے، کوئی طالبِ علم یہاں کے علاوہ کسی اَور جگہ کا ارادہ اس لیے نہیں کرتا؛ کہ آپ میں تمام علوم جمع ہیں اور جو آپ سے علم حاصل کرتے، آپ ان تمام طلبہ کے پڑھانے میں صبر فرماتے، آپ کا سینہ فراخ تھا، آپ سَیر چشم تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ میں اَوصافِ جمیلہ اور اَحوالِ عزیزہ جمع فرمادیے تھے۔"(۴)

سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کا وصال شریف ۹ ربیع الآخر ۵۶۱ ہجری میں ہوا، بوقت انتقال آپ کی عمر شریف تقریباً نوّے ۹۰ برس تھی(۵) آپ کا مزار شریف بغداد میں واقع ہے، جو زیارت گاہِ ہر خاص وعام ہے۔

تعلیماتِ سیّدنا غوثِ اعظم کی اہمیت وضرورت

اَخلاقی اَقدار کے اعتبار سے ہمارا مُعاشرہ آج جتنی پستی اور زبوں حالی کا شکار ہے، ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اَخلاقیات کا جنازہ نکل چکا ہے تو شاید بے جا نہ ہوگا، آج باہمی پیار محبت، اِیثار واِخلاص کی جگہ، نفرت وکُدورت، خود غرضی ومفاد پرستی اور لالچ وحرص جیسی مُعاشرتی برائیاں ہمارے اندر عام ہوچکی ہیں، کوئی کسی کے لیے قربانی دینے یا احساس کرنے کے لیے تیار نہیں، حبِ دنیا اور حبِ جاہ کا فتور ہمارے دماغوں میں سما چکا ہے، اپنا مفاد دیکھے بغیر کوئی کسی کی مدد کو تیار نہیں، رِضائے الٰہی کے حصول کا جذبہ اب ثانوی حیثیت اختیار کرچکا ہے، ہر طرف مادّہ پرستی کا دَور دَورہ ہے۔

ایسے دِگرگوں حالات میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کی اَخلاقی، رُوحانی اور مذہبی تعلیمات بڑی اہمیت کی حامل ہیں، جس طرح آپ نے اپنے وعظ ونصیحت اور تعلیمات سے شہر بغداد میں ٹوٹ پھوٹ کے شکار اور اَخلاقی اَقدار سے محروم مُعاشرے کو صراطِ مستقیم پر چلایا، مُعاشرتی بگاڑ ختم کیا اور دین وملّت کا اِحیا کیا، بالکل اسی طرح آج بھی اگر ہم تعلیماتِ غوثِ اعظم پر عمل پیرا ہوجائیں اور

انہیں اپنے لیے مشعل راہ بنالیں، تو عالم اسلام اپنی تمام محرومیوں سے نجات حاصل کرسکتا ہے اور عصر حاضر میں کفّار و مشرکین کی دینِ اسلام کے خلاف تمام سازشوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری نوجوان نسل دینی درسگاہوں اور ایسی خانقاہوں سے اپنے تعلق کو مضبوط کرلے، علما و صالحین اور اولیائے کاملین کی صحبت اختیار کرے، حضور سیّدنا غوثِ اعظم کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کرے اور ان کی تعلیمات کے مطابق اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی کوشش کرے، فرائض و واجبات کی پابندی کرے، اتباعِ شریعت کرے، ہر کام میں اللہ و رسول کی رضا کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے، اپنے دل میں اِیثار و اِخلاص اور قربانی کے جذبات پروان چڑھائے اور خود غرضی، مفاد پرستی اور لالچ و حرص سے نجات حاصل کرے۔

تعلیماتِ غوثِ اعظم سے رُوگردانی کا نقصان

نہایت بدقسمتی سے کہنا پڑتا ہے، کہ آج ہماری اکثریت سیّدنا غوثِ اعظم کے بارے میں "گیارہویں والے پیر" سے زیادہ کچھ نہیں جانتی، وہ ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم دلا کر یہ سمجھتے ہیں کہ حقِ عقیدت ادا ہوگیا، انہوں نے کبھی اس بات کی زحمت گوارہ نہیں کی کہ کبھی حضور غوثِ پاک کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کریں، ان کی دینی خدمات کے بارے میں جانیں اور ان کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرکے ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

ہمارے لوگ اپنے آستانوں پر" سیّدنا غوثِ اعظم" کا اسمِ گرامی تو بڑے شوق اور عقیدت سے لکھواتے ہیں، بعض اپنی مساجد و مدارس کے نام بھی سیّدنا غوثِ اعظم کی نسبت سے" جامع مسجد غوثیہ" یا" دار العلوم غوثیہ" وغیرہ رکھتے ہیں، یہ ایک اچھی بات ہے، لیکن قابلِ اعتراض پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے مریدوں اور شاگردوں کو سیّدنا غوثِ اعظم کی تعلیمات سے آگاہ کیوں نہیں کرتے؟ اپنی مساجد و مدارس میں ان کی کتب سے درسِ تصوّف کیوں نہیں دیتے؟ سیّدنا غوثِ اعظم کی کوئی کتاب شاملِ نصاب کرکے ان کی رُوحانی و اَخلاقی تربیت کا اہتمام کیوں نہیں کرتے؟ ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارا یہ فعل حضرت سے عقیدت کے مُنافی نہیں؟ کیا ہم واقعی سیّدنا غوثِ اعظم کے ماننے والے ہیں؟ ہم شیخ عبد القادر جیلانی کے کیسے پیروکار یا مرید ہیں جو اپنے" بڑے پیر صاحب" کے ارشادات و تعلیمات سے ہی آگاہ نہیں۔

سیّدنا غوثِ اعظم کی تعلیمات سے عدمِ اِلتفات اور رُوگردانی کا نتیجہ و نقصان یہ ہے، کہ آج فاسق و فاجر لوگوں نے" تصوّف و طریقت" کو بطورِ دھندہ اپنالیا ہے، گلی گلی آستانے کھل چکے ہیں، ان جعلی پیروں کو نماز روزہ سے کوئی سروکار نہیں، چہرے سے سنّتِ رسول بھی غائب ہے" نعرۂ حیدری" اور" نعرۂ غوثیہ" کی آڑ میں اپنی دکان چمکائے بیٹھے ہیں، مرد و زَن کا اختلاط عام ہے، غیر شرعی اُمور کا سرِعام ارتکاب کیا جارہا ہے، لیکن کوئی روکنے ٹوکنے اور پوچھنے والا نہیں۔

یقین جانیے! اگر ہم نے حضور غوثِ اعظم کی تعلیمات کو عام کیا ہوتا، تو ایسے لوگوں کو آج عوام خود ہی مسترد کردیتی، ان کی دکان کھلنے سے پہلے ہی بند ہوجاتی! لیکن صد افسوس کہ ہم لوگوں نے اپنی ساری توجہ" گیارہویں شریف کا ختم" دلانے اور" لنگرِ غوثیہ" کھانے کھلانے پر مبذول رکھی، جبکہ تعلیماتِ غوثِ اعظم کو یکسر فراموش کر بیٹھے اور اس کوتاہی کے باعث ہونے والا نقصان آج ساری امت بھگت رہی ہے۔ دو 2 نمبر قسم کے جعلی پیر کس طرح غیر محرم عورتوں کو گلے سے لگاتے، بوس و کنار کرتے، ناچتے نچاتے اور گاتے ہیں، اس طرح کی ویڈیوز (Videos) آئے روز ٹی وی چینلز (TV Channels) اور سوشل میڈیا (Social Media) کی زینت بنتی رہتی ہیں، اب یہ ہمارے علمائے دین کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو اپنی تقریر اور وعظ و نصیحت کے ذریعے ان جعلی پیروں، فقیروں اور چرسیوں، ملنگوں سے نجات دلائیں اور حضور شیخ عبد القادر جیلانی کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔

تعلیماتِ سیّدنا غوثِ اعظم کی عصری جہات

غوثِ صمدانی، قطب ربّانی شیخ عبدالقادر جیلانی کو اس دنیا سے پردہ فرمائے تقریباً پونے نو سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، لیکن اس کے باوجود آپ کی رُوحانی، اَخلاقی اور مذہبی تعلیمات کی اہمیت اس نفسا نفسی اور مادّہ پرستی کے دَور میں آج بھی جُوں کی توں برقرار ہے، عصری جہات اور اپنی اہمیت و افادیت کے اعتبار سے سیّدنا غوثِ اعظم کی چند تعلیمات حسبِ ذیل ہیں:

حصولِ علم دین کے بغیر خلوت نشینی کی ممانعت

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ پیری فقیری کو بطورِ دھندہ اپنانے والے نااہل لوگوں کی تعداد، روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے، جسے کوئی کام دھندہ نہیں ملتا وہ عورتوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھ کر اور گلے میں تسبیح ڈال کر، ایک دو 2 چلّے کاٹتے ہیں اور پھر جعلی پیر بن کر عوام کو بے وقوف بناتے رہتے ہیں، یہ انتہائی مذموم امر ہے، لہٰذا برائے مہربانی صرف اہلِ علم اور باعمل لوگوں کا دامن تھامیں اور فُسّاق وفُجّار سے بچ کر رہیں، یاد رکھیے! جو شخص اعلانیہ گناہ کرتا ہو، یا علم دین سے نابلد ہو، وہ پیر بننے کا ہرگز اہل نہیں، جو شخص راہِ تصوّف کا مسافر بننا چاہتا ہے اور اس کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ سب سے پہلے علم دین حاصل کرے، اَحکامِ شریعت کو اپنی ذات پر نافذ کرے، پھر اس کے بعد اس پُرخار راہ پر اپنے سفر کا آغاز کرے۔

عصر حاضر میں حصولِ علم دین کے بغیر شارٹ کٹ (Short Cut) طریقے سے پیر بننے، اور ایک دو 2 چلّے کاٹ کر ولایت کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے شیخ عبدالقادر جیلانی نے صدیوں پہلے ارشاد فرمایا کہ "(پہلے) فقہ سیکھو، اس کے بعد خلوت نشیں ہو! جو بغیر علم کے اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ جتنا سنوارے گا، اس سے زیادہ بگاڑے گا، لہٰذا اپنے ساتھ شریعت کی شمع لے لو" (۶) حضور غوثِ اعظم کا یہ فرمان عصری جہت اور اِفادیت کے اعتبار سے، آج بھی اسی طرح اہمیت کا حامل ہے جیسے صدیوں پہلے تھا۔

اتباعِ شریعت کی تاکید

آج کل کے دو 2 نمبر پیروں اور جاہل مریدوں نے خواہشاتِ نفس کی تکمیل کا نام دین سمجھ لیا ہے، جہاں ایک طرف جعلی اور ماڈرن پیر، نوجوان مریدنیوں کو بغل میں لے کر ڈانس کرتے، سوئمنگ پول (Swimming Pool) میں نہاتے اور موسیقی کی محافل سجا کر اپنے مریدوں کے لیے انٹرٹینمنٹ (Entertainment) کا ساماں کرتے ہیں، وہیں دوسری طرف جاہل مرید بھی ایسے پیروں کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دیتے ہیں، جو نماز روزہ کے مُعاملے میں زیادہ سختی نہ برتیں اور چہرے پر داڑھی سجانے کو نہ کہیں۔

ایسوں کو شریعت مطہرہ کے اَحکام اور اس کی حدود کی پاسداری سے متعلق، حضور غوثِ اعظم نے جو تنبیہ فرمائی، وہ آج بھی اسی طرح قابلِ عمل اور عصری تقاضوں کے عین مُطابق ہے، شیخ عبدالقادر جیلانی نے ارشاد فرمایا کہ "شریعت پاکیزہ محمدی ﷺ درخت دینِ اسلام کا پھل ہے، شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں، شریعت کی پیروی دونوں جہاں کی سعادت بخشتی ہے، خبردار! اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار! اہلِ شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔ (۷)

سنن و مستحبات پر فرائض وواجبات کو ترجیح

آج کل ہم لوگ فرائض وواجبات میں غفلت و سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں، جبکہ سنن ونوافل اور مستحبات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، بارہا دیکھنے میں آیا کہ اگر کہیں محفلِ نعت، دینی جلسہ، پروگرام یا کسی ریلی وغیرہ کا انعقاد ہو رہا ہو، تو اس کے منتظمین یا شرکا اس کے انتظام و انصرام اور شرکت کے لیے اس قدر پُرجوش ہوتے ہیں، کہ نماز تک کو بھول جاتے ہیں، یہ انتہائی مذموم اَمر ہے، ایسا کرنے کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں۔

سرکارِ بغداد حضور غوثِ پاک زندگی بھر اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو فرائض وواجبات کی پابندی اور انہیں ہر عمل پر ترجیح دینے کا

اداریہ

درس دیتے رہے، عصری جہت کے اعتبار سے آپ کی ایسی تعلیمات اب پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر چکی ہیں، محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی نے ارشاد فرمایا کہ "مؤمن کو چاہیے کہ سب سے پہلے فرائض ادا کرے اور ان سے فراغت کے بعد سنتوں پر توجہ دے، پھر نوافل اور فضائل میں مصروف ہو، فرائض کی تکمیل کے بغیر سنتوں میں مشغول ہونا حماقت ونادانی ہے، اگر کوئی شخص ادائے فرض کے بجائے سُنن ونوافل میں مشغول ہوا، تو وہ ہرگز قبول نہ کیے جائیں گے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جسے بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہوا اور بادشاہ کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔(۸)

خواہشاتِ نفس کی مخالفت

عصر حاضر میں پنپنے والی مُعاشرتی برائیوں میں سے ایک برائی یہ بھی ہے، کہ لوگ ایک دوسرے کے دینی مقام ومنصب کا لحاظ کیے بغیر، معمولی سی بات پر باہم جانی دشمن بن جاتے ہیں، اپنی نفسانی خوشی کی خاطر زندگی بھر اپنے مخالف کو نیچا دکھانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، ہمارے قبائلی علاقوں میں ایسی دشمنیاں خاندانوں کے خاندان نگل گئیں، لیکن نفس کی تسکین کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، ہمیں چاہیے کہ عفو ودرگذر سے کام لیں، حد سے نہ گزریں اور شرعی اَحکام کو ملحوظِ خاطر رکھیں، کسی کا کتنا ہی بڑا جرم کیوں نہ ہو، اُسے شریعت کی کسوٹی پر رکھ کر فیصلہ کریں اور نفس کے غلام ہرگز نہ بنیں۔

حضور غوث الثقلین خواہشاتِ نفس کی مخالفت کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جب تُو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے، تو اس کے کاموں کو قرآن وسنّت پر پیش کر، اگر ان میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت رکھ اور اگر ناپسند ہوں تو کراہت کر؛ تاکہ اپنی خواہش سے نہ کوئی دوست رکھے نہ دشمن، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔(۹) خواہش کے پیچھے نہ جانا؛ کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔"(۱۰)

غرور وتکبر اور خودستائشی سے پرہیز کی تلقین

موجودہ دَور میں غرور وتکبر اور خودستائشی کا مرض بہت عام ہے، مال ودَولت اور منصب کے اعتبار سے جو تاجر، سیاستدان، عالم دین، وکیل، یا صحافی اور پیر وغیرہ چند دنیاوی کامیابیاں سمیٹ لیتا ہے، وہ پھولے نہیں سماتا، وہ خیال کرتا ہے کہ یہ سب کچھ اس نے اپنی سوجھ بوجھ اور طاقت کے بل بوتے پر حاصل کیا ہے، اگر وہ فلاح وبہبود پر مشتمل کوئی نیک کام کرلے، یا کسی فورم (Forum) پر اسے لیکچر (Lecture) وتقریر کے لیے مدعو کرلیا جائے، تو اُس کے غرور وتکبّر کی کوئی انتہا نہیں رہتی، اپنے منہ سے اپنی ہی تعریفوں کے وہ پُل باندھتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔

شہنشاہِ بغداد نے ایسوں کو غرور وتکبّر اور خودستائشی سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ "جب تم تمام اشیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانو اور سمجھو کہ نیک کام کرنے کی توفیق وہی دیتا ہے اور نفس کا اس سے کچھ بھی لگاؤ نہ رکھو، تو تم اس عُجب وغرور سے بچ جاؤ گے۔"(۱۱)

اپنی غربت واِفلاس کا کسی پر اظہار نہ کرو

یہ دنیا آزمائش گاہ ہے، اللہ ربّ العالمین کی طرف سے آزمائش کے مختلف طریقے ہیں، کسی کو زیادہ مال ودَولت دے کر آزمایا جارہا ہے، تو کسی کو بھوک، غربت اور تنگی واِفلاس کے ذریعے اللہ کے نیک بندے ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہتے اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں، لیکن بعضوں کو دیکھا گیا ہے کہ معمولی سی مشکل آنے پر دوہائیاں دینا شروع کردیتے ہیں، صبر کا مظاہرہ کرنے کے بجائے دوسروں کے سامنے اپنے گھریلو حالات کا رونا لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور ان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کی مدد کریں، ایسا کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں، ایسوں کے لیے حضور پیرانِ پیر روشن ضمیر کا یہ فرمان کہ "فقر کو چھپانا زیادہ لائق ومستحسن ہے"(۱۲) کسی بہت بڑے خزانے سے کم نہیں ہے۔

صدق اور قربِ الٰہی کا حصول

بحیثیت مسلمان ہم میں سے ہر شخص کی خواہش ہے، کہ اللہ رب العزت ہم سے راضی ہو جائے، ہمیں اس کا قُرب نصیب ہو جائے، ہم اس کے فرمانبردار بندے بن جائیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ ہم جھوٹ، چغلی، حسد، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت، ناپ تول میں کمی جیسی مُعاشرتی برائیوں اور گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، اگر ہم واقعۃً اپنے رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں، تو ان تمام برائیوں اور گناہوں سے نَجات حاصل کر کے، ہمیں ایک اچھا اور باعمل مسلمان بننا ہوگا، حضور غوثِ اعظم قربِ الٰہی کے حصول کا طریقہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "سچائی اور راست بازی اختیار کرو، اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوتیں، تو کسی شخص کو بھی قربِ الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔" (۱۳)

مولیٰ تعالیٰ ہمیں سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کرنے اور ان کی تعلیمات پر عمل کی توفیق مرحمت فرما، ان کے فیض روحانی سے ہمیں کامل حصہ عطا فرما، اپنی محبت و اطاعت اور ولایت عنایت فرما، بزرگانِ دین کی تعلیمات کی روشنی میں ایک اچھا مسلمان بننے کا جذبہ عطا فرما، الٰہی! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیب کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالم ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہٖ اجمعین وبارک وسلّم والحمد للہ ربّ العالمین۔

حوالہ جات: (۱) "بہجۃ الأسرار" ذکر نسبہ وصفتہ، ص171 (۲) المرجع نفسہ، ذکر وعظہ، ص183–184 (۳) المرجع السابق، ص184 (۴) "بہجۃ الأسرار" ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ، ص225–226 (۵) "ذیل طبقات الحنابلۃ" اِسماعیل بن أبي طاہر بن الزبیر الجیلی، 2/206 (۶) "بہجۃ الأسرار" ذکر فصول من کلامہ مرصّعاً بشیء ... اِلخ، ص106 (۷) المرجع نفسہ، ص99 (۸) "فتوح الغیب" المقالۃ48 فیما ینبغي للمؤمن أن یشتغل بہ، ص113 (۹) پ23، ص25 (۱۰) "الطبقات الکبری" ومنہم أبو صالح سیّدی... اِلخ، الجزء1، ص131 (۱۱) "قلائد الجواہر" ص29 (۱۲) المرجع نفسہ، ص57 (۱۳) المرجع السابق، ص61۔

◆◆◆

ص ۱۱ / کا بقیہ ....

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فتح عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرکار غوث اعظم کا علمی اور روحانی فیضان نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

◆◆◆

ص ۲۲ / کا بقیہ ....

نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خلاف ورزی ہو، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ثواب عذاب میں بدل جائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے مستفیض کرے، آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

◆◆◆

ص ۲۷ / کا بقیہ ....

جہالت اور تشبہ ہنود ہے اس سے بچنا لازم ہے اس سے توبہ کریں

اور آئندہ ایسا نہ کریں، ان کی فاتحہ کے لیے تالاب یا ندی کے کنارے نہ جائیں بلکہ گھر ہی پر فاتحہ دلائیں۔"

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱، ص:۲۹۲: فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال 14: کیا آنکھ پھڑکنے سے کوئی نقصان ہوتا ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب مرد کی بائیں آنکھ پھڑکتی ہے تو کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے، ایسے ہی جب عورت کی دائیں آنکھ پھڑکتی ہے تب بھی کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے، اس کے برعکس ہو تو کہتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے، یہ محض لغو خیال ہے، شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں، قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، فتاویٰ بحر العلوم میں ہے:

"بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو براشگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔"

(فتاویٰ بحر العلوم، ج ٤، ص ١٤٥: امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

واللہ تعالیٰ اعلم

◆◆◆

از: محمد تحسین رضا نوری*

سیرتِ غوث اعظم اور ہمارا معاشرہ

اسلامیات

امام الائمہ، ملجاالامہ، فردالفرید، غوث المجید، ولی الاولیاء، امام الاصفیاء، قطب الربانی، غوث الصمدانی، سیدنا و مولانا ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی ذات عالی صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں، صرف انسان ہی نہیں بلکہ دیگر مخلوقات بھی منجانب اللہ عطا کردہ آپ کی عظمت و رفعت، شان وشوکت، جاہ وجلال کے آگے اپنی پیشانیاں عقیدت واحترام کی دہلیز پر جھکا دیتی ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت کا ایسا چراغ روشن کیا کہ آپ کا نام نامی، اسم گرامی سن کر محبین ومعتقدین کے دل فرحت وانبساط سے جھومنے لگتے ہیں، اُمیدوں کی قندیلیں روشن ہو جاتی ہیں، ٹوٹے ہوئے دلوں کے آبگینے جڑ جاتے ہیں، مایوس دلوں کی دنیا آباد ہو جاتی ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لیے مشعل راہ ہے، آپ علوم شریعت کے ساتھ ساتھ علوم معرفت کے بھی امام ہیں، آپ کی زندگی عبادت وریاضت، ذکر وفکر، تقریر وخطابت، تصنیف و تالیف، فتویٰ نویسی اور خدمت خلق میں گزری، لیکن افسوس آج ہم سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف آپ کی کرامتوں سے ہی جانتے ہیں، کسی سے بھی پوچھ کے دیکھ لیجیے کہ غوث اعظم کون ہیں؟ تو جواب یہی آئے گا کہ غوث اعظم وہ ہیں جنہوں نے ڈوبی ہوئی کشتی کو نکال دیا، بے شمار مردوں کو زندہ کیا۔ (علی ھذا القیاس)

مصنّفین، مقررین، قلم کاروں کا اکثر طبقہ اپنی تصانیف، تقاریر اور مضامین میں صرف سرکار غوث اعظم کی کرامات کا ہی تذکرہ کرتے نظر آتے ہیں، ہم نے غوث اعظم کے ایک پہلو کو پکڑ کر دوسرے پہلو کو چھوڑ دیا اور آپ کی عبادت وریاضت، تقویٰ وپرہیزگاری، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، شب بیداری کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ ہماری قوم آپ کے تعلق سے "گیارہویں والے پیر" یا "بڑے پیر صاحب" سے زیادہ کچھ نہیں جانتی، لوگ ہر گیارہ تاریخ کو غوث اعظم کی نیاز دلا کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے سارا حق ادا کر دیا، مگر افسوس ہم نے کبھی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کرنے اور آپ کی دینی خدمات اور تعلیمات کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی۔

آپ کے علمی کمالات

اٹھارہ سال کی عمر سے باضابطہ آپ کا تعلیمی سلسلہ شروع ہوا، تو مسلسل تیس سال سے زائد تک علم ومعرفت کے مختلف شعبوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور علم کے مختلف میدانوں میں درجنوں علما ومشائخ سے علم وادب حاصل کر کے جس منزل تک پہنچے، اس کا تذکرہ آپ خود قصیدہ غوثیہ کے ایک شعر میں فرماتے ہیں:ـ

درست العلم حتی صرت قطبا
ونلت الفضل من مولي الموالي

ترجمہ: میں علم حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ تحصیل علم کے صلے میں قطبیت کبریٰ کے مقام تک پہنچ گیا اور یہ علم ہی کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فاضل و کمال کے سارے دروازے مجھ پر کھول دیئے۔

سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح آسمان طریقت کے روشن آفتاب ہیں اسی طرح چرخ شریعت کے چمکتے دمکتے ماہتاب بھی ہیں، سید کبیر قطب شہیر سیدنا احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"شیخ عبد القادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر اُن کے داہنے ہاتھ میں ہے اور حقیقت کا سمندر اُن کے بائیں ہاتھ میں ہے، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں، اس ہمارے وقت میں سید عبد القادر

کا کوئی ثانی نہیں ہے۔"

(ملخص: نزہۃ الخاطر الفاتر، صفحہ 34 ؍بحوالہ تاریخ غوث الوری)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے علمی کمالات کے متعلق ایک روایت نقل کرتے ہیں، کہ ایک روز کسی قاری نے آپ کی مجلس شریف میں قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی، تو آپ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک معنی پھر دو اس کے بعد تین یہاں تک کہ حاضرین کے علم کے مطابق آپ نے اُس آیت کے گیارہ معانی بیان فرما دیے اور پھر دیگر وجوہات بیان فرمائیں جن کی تعداد چالیس تھی اور ہر وجہ کی تائید میں علمی دلائل بیان فرمائے اور ہر دلیل کے ساتھ سند بیان فرمائی، آپ کے علمی دلائل کی تفصیل سے سب حاضرین متعجب ہوئے۔ (اخبار الاخیار، صفحہ 11)

حافظ ابو العباس احمد بن احمد بغداری بندلجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحب بہجۃ الاسرار سے فرمایا: میں اور تمہارے والد ایک دن حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ نے ایک آیت کی تفسیر میں ایک معنی بیان فرمایا تو میں نے تمہارے والد سے کہا: یہ معنی آپ جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ نے ایک دوسرا معنی بیان فرمایا تو میں نے دوبارہ تمہارے والد سے پوچھا کہ کیا آپ اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ نے ایک اور معنی بیان فرمایا میں پھر تمہارے والد سے پوچھا: کہ آپ اس کا معنی جانتے ہیں۔

اُس کے بعد آپ نے گیارہ معانی بیان کیے اور میں ہر بار تمہارے والد سے پوچھتا تھا کہ کیا آپ اِن معانی سے واقف ہیں؟ تو وہ یہی کہتے "ہاں واقف ہوں" یہاں تک کہ آپ نے چالیس معنی بیان فرمائے کو نہایت عمدہ اور عزیز تھے، اس کا ہر معنی اُس کے قائل کی طرف منسوب کرتے اور تیرے والد کہتے تھے: میں یہ معنی نہیں جانتا، شیخ کی وسعت علم سے اُس کا تعجب بڑھ گیا، پھر آپ نے فرمایا ہم قائل کو چھوڑتے ہیں اور اس کے حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب سخت لوگ بیقرار ہوئے، اور تمہارے والد نے تو اپنے کپڑے پھاڑ لیے۔ (بہجۃ الاسرار، صفحہ ۳۳۴–۳۳۵)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا عالم یہ تھا کہ آپ کی بارگاہ میں پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل پیش کیے جاتے اور آپ فوری طور پر اُن کو حل فرما دیا کرتے تھے، مشکل سے مشکل سوالات کے جوابات چٹکیوں میں دے دیا کرتے، بلاد عجم سے ایک سوال آیا جس کا جواب عراق عرب اور عراق عجم کے علما نہ دے سکے، سوال یہ تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق ایسی شرط پر معلق کی کہ وہ ایسی عبادت کرے گا جس میں وہ عبادت کے وقت تنہا ہو، اگر ایسی عبادت نہ کرے تو اس نے کہا کہ: میری بیوی مجھ پر حرام ہوگئی۔

جب یہ سوال حضور غوث اعظم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ نے فوراً اُس کا جواب تحریر فرمایا کہ: وہ شخص مکہ مکرمہ جائے اور اس کے لیے خانہ کعبہ کو خالی کرا دیا جائے، اور وہ تنہا سات چکر طواف کرے، اُس وقت اُس عبادت میں کوئی دوسرا اُس کے ساتھ شریک نہ ہوگا، سوال کرنے والا جواب ملتے ہی ایک رات بھی بغداد میں نہ رہا اور اسی دن مکہ معظّمہ کے لیے روانہ ہوگیا۔

(قلائد الجواہر، صفحہ ۳۸)

امام ربانی شیخ عبدالوہاب شعرانی اور شیخ الحدیث عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ محمد بن یحییٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہم تحریر فرماتے ہیں کہ" حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرہ علوم میں تقریر فرمایا کرتے تھے، ایک اور جگہ علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ" حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ عالیہ میں لوگ آپ سے تفسیر، حدیث، فقہ اور علم کلام پڑھتے تھے، دوپہر سے پہلے اور بعد دونوں وقت لوگوں کو تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول اور نحو پڑھاتے تھے اور ظہر کے بعد قرأتوں کے ساتھ قرآن پڑھاتے تھے، آپ سے علم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہے، جن میں فقہا کی بہت بڑی تعداد شامل ہے اور تقریباً چار سو علمائے کرام آپ کی بارگاہ میں علم وحکمت کی باتیں سیکھنے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ (مرآۃ الجنان)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حضرت عبد

اللہ خشاب علیہ الرحمہ علم نحو پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے حضور غوث پاک کے درس کا شہرہ بھی سن رکھا تھا، ایک روز آپ حضور غوث پاک کے درس میں شریک ہوئے۔ جب آپ کو درس میں کوئی نحوی نکات نہ ملے تو دل میں خیال آیا کہ یہاں وقت برباد ہوجائے گا۔ ٹھیک اسی وقت حضور غوث اعظم آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ہماری صحبت اختیار کرلو ہم تمہیں علم نحو کے مشہور امام سیبویہ کی طرح بنا دیں گے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ خشاب نحوی نے حضور غوث اعظم کے یہاں رہنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو علم نحو کے ساتھ ساتھ علوم نقلیہ و عقلیہ پر بھی مہارت حاصل ہوگئی۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر، صفحہ ۲۱۰)

آپ کو تعلیم و تربیت اور درس و تدریس کا بہت شوق تھا۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر سے فارغ ہو کر آپ مدرسہ تشریف لاتے اور طلبا، خدام اور دیگر حضرات کو شریعت و طریقت کی تعلیم دیتے۔ قرآن و حدیث، فقہ اور دیگر درسی کتابوں کا درس دیتے۔ شام تک درس و تدریس کا یہ سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ فتویٰ نویسی کی خدمت بھی انجام فرماتے تھے۔ ہفتہ میں عام طور سے تین دن محفل وعظ منعقد ہوتی، جن میں لوگ اتنے ذوق و شوق سے شریک ہوتے تھے کہ ہجوم کے باعث شہر سے باہر عیدگاہ میں آپ کا منبر لگایا جاتا تھا۔

آپ کا وعظ و بیان

حضور غوث اعظم ہفتہ میں تین دن خطاب فرمایا کرتے تھے، جمعہ کی صبح، منگل کی شام، اتوار کی صبح، حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ: ابتداً مجھ پر وعظ و تقریر کا ایسا غلبہ ہوتا تھا کہ خاموش رہنا میری طاقت سے باہر ہوجاتا، میری مجلس میں دو یا تین آدمی سننے والے ہوتے، مگر میں نے سلسلہ کلام جاری رکھا پھر اس قدر ہجوم بڑھا کہ جگہ تنگ پڑ گئی، پھر عیدگاہ میں خطاب شروع کیا وہ بھی ناکافی ہوئی تو شہر کے باہر کھلے میدان میں اجتماع ہونے لگا اور ایک ایک مجلس میں ستر ہزار کے قریب سامعین جمع ہونے لگے، بسا اوقات آپ کے اجتماع سے شوق، ہیبت، تصرف اور جلال کے باعث کئی کئی جنازے نکلتے۔ (ماخوذ: اخبار الاخیار، صفحہ ۳۷، ۳۸)

جب آپ کرسی خطابت پر تشریف فرما ہوتے، تو مختلف علوم و فنون میں گفتگو فرماتے اور ہیبت اتنی ہوتی کہ مجلس پر سناٹا چھا جاتا، پھر اچانک فرماتے: قال ختم ہوا اب ہم حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، یہ سنتے ہی سامعین میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوتا، کوئی آہ و بکا میں مصروف ہوتا، یا مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا ہوتا، کسی پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی تو کوئی کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لیتا، کچھ ایسے بھی ہوتے جن پر شوق اور ہیبت کا اس قدر غلبہ ہوتا کہ طائر روح قفس عنصری سے ہی پرواز کر جاتا، غرض کہ سامعین میں سے کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ (اخبار الاخیار)

آپ کے تلامذہ

آپ نے اپنی تینتیس سالہ تدریسی خدمات سے ایک لاکھ سے زائد جید علما، صوفیا، فقہا و محدثین اس اُمت میں پیدا فرمائے، مورخین بیان کرتے ہیں کہ: بیت المقدس کو عسائیوں کے پنجے سے آزاد کرانے کا سہرا سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے سر ہے، یقیناً اُنہیں کے سر ہے اور یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ بیت المقدس کو فتح کرنے میں جن مجاہدین نے جنگ کی وہ کس کے تیار کیے ہوئے تھے، سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی فوج کے چیف ایڈوائزر شیخ موفق الدین ابن قدامہ تھے جو کہ براہ راست شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، آپ کے مرید اور خلیفہ تھے اور فوجیوں کی اکثریت غوث اعظم کے مدرسے سے فارغ التحصیل طلبہ پر مشتمل تھی، بقیہ مجاہدین حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسے جامعہ نظامیہ سے تعلق رکھتے تھے۔

علاوہ ازیں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ خود حضور غوث اعظم کے بے پناہ معتقد اور سلسلہ قادریہ کے پشتینی غلاموں میں تھے، آپ ڈبل قادری تھے، اوّلاً یہ کہ آپ براہ راست سرکار غوث اعظم کے ایک بیٹے کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے، ثانیاً یہ کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کو بچپن ہی میں حضور غوث اعظم سے مرید کرادیا تھا۔ (مقام سیدنا غوث اعظم، صفحہ 38، 39)

یہ ہے فیضان قادریت جس کی برکات سے بقیہ ص ۹ ر پر

از: غلام مصطفےٰ رضوی*

غوث اعظم کے چند انقلاب آفریں ارشادات

اسلامیات

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشاعت حق اور اصلاح وفلاح کے لیے اپنے ارشادات سے ذہن وفکر کی تربیت فرمائی، آپ کے ملفوظات و ارشادات کو موضوعاتی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ سیکڑوں موضوعات پر مشتمل ہیں اور زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کرتے ہیں، یہاں ہم بہ طور نمونہ چند ملفوظات ذکر کرتے ہیں جنھیں طاقِ حیات میں سجا لیا جائے تو من کی دنیا میں رونق چھا جائے گی:

(۱) جو شخص آدابِ شریعت نہیں اپناتا، قیامت کے دن آگ اسے ادب سکھائے گی۔

(۲) جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا، ایک ہاتھ میں آپ کی شریعت اور دوسرے ہاتھ میں قرآن پاک نہیں تھامتا اس کی رسائی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک نہیں ہوسکتی۔

(۳) اے عالم! اگر تو دنیا وآخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اپنے علم پر عمل کر اور لوگوں کو علم سکھا۔

(۴) صاحب ایمان کو چاہیے کہ پہلے فرائض ادا کرے جب ان سے فارغ ہو تو سنتیں ادا کرے پھر نوافل میں مشغول ہو۔

(۵) جو آخرت کا طلب گار ہو اسے دنیا سے بے نیاز ہو جانا چاہیے اور جو اللہ تعالیٰ کا طالب ہو اسے آخرت سے بھی بے نیاز ہو جانا چاہیے۔

(۶) تصوف میں سچا صوفی وہ ہے جو اپنے دل کو اپنے مولا کے ماسوا سے پاک کر لے۔

(۷) آج تم فقہا علما اور اولیا سے بغض رکھتے ہو جو ادب اور علم سکھاتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ تم دوا حاصل نہیں کر پاتے۔

(۸) ان لوگوں کی بات نہ سنو جو اپنے نفس کو خوش کرتے ہیں۔

(۹) جہالت تمام تر فساد کا باعث ہے۔

(۱۰) میں نے تمام اعمال کی چھان بین کی مگر ان میں کھانا کھلانے سے افضل اور حسنِ اخلاق سے زیادہ شرافت والا کوئی عمل نہ پایا۔

[شاید اسی لیے یہ فطری عمل بن گیا ہے کہ نیاز غوثیہ سارے عالمِ اسلام میں بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے اور ہر طبقے کے مسلمان خواہ امیر ہوں یا غریب اسے کھاتے اور خوش ہوتے ہیں، کھانا کھلانا تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہ عمل غوث اعظم کو پسندیدہ تھا]

(بحوالہ الفتح الربانی، فتوح الغیب، اہل سنت کی آواز مارہرہ، غوث اعظم نمبر)

آپ نے عظمتِ توحید کے ساتھ ہی عظمتِ رسالت کا نقش بھی دلوں میں بٹھایا، اتباعِ سنت اور محبت نبوی کا درس دیا، ایک مقام پر مقام مصطفےٰ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:

"ہر شخص کی بیداری اس کے حال کے مطابق ہے، کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیداری کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی کوئی آپ کی خصوصیات میں شریک ہوسکتا ہے۔" (مرجع سابق، ص ۸۹)

یہاں مجھے امام شرف الدین بوصیری کا یہ شعر یاد آرہا ہے:

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الحسنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

ترجمہ: آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں تو آپ کا جوہر حسن وجمال قابلِ تقسیم نہیں۔

چشمۂ بغداد سے سیرابی کرنے والوں نے بعد کے ادوار میں بھی اصلاحِ ایمان وعمل کی تحریک جاری رکھی اور تعلیماتِ غوث اعظم کے پاکیزہ مشن کو آگے بڑھایا اور اسے ساری کائنات میں عام کیا، فکر کی تطہیر کے لیے آپ کے مواعظ وارشادات کی ضرورت آج بھی اتنی ہی ہے جتنی کے عہدِ غوثیت میں تھی۔ ◆◆◆

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

از: حافظ افتخار احمد قادری*

سرکارِ غوثِ اعظم! حیات وخدمات

قطب الاقطاب، غوث الاغواث، فرد الاحباب، قطب الاکمل الاشرف، غوث الاعظم الارفع، غوث الثقلین، غیث الکونین، عالم الربانی، غوث الصمدانی، محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت یکم رمضان المبارک بروز جمعہ 470ھ 1075ء کو گیلان میں ہوئی۔

(سیرتِ غوث اعظم، صفحہ 24)

آپ کا اسمِ گرامی ''سید عبد القادر'' اور کنیت، ابی محمد، لقب، محی الدین'' محبوبِ سبحانی ہے، اکثر اولیائے کرام ومشائخ ذی وقار نے آپ کی ولادتِ باسعادت سے پہلے آپ کے ورود مسعود کی خبر بتائی، کچھ نے ولادتِ باسعادت کے تھوڑے ہی دنوں بعد اور اکثر نے آپ کے مشہور ہونے سے پہلے آپ کی عظمت وجلالت کی خبر دی، ان میں سے چند کے اقوال یہاں پیش کئے جاتے ہیں:

قلائد الجواھر میں شیخ محمد سبکی سے مروی ہے: میں نے اپنے شیخ طریقت حضرت ابو بکر بن ہوار رضی اللہ عنہما سے سنا: عراق کے اوتاد کی تعداد آٹھ ہیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: 1 حضرتِ خواجہ معروف کرخی 2 حضرتِ امام احمد بن حنبل 3 حضرتِ خواجہ بشیر حافی 4 حضرتِ منصور بن عمار 5 حضرتِ خواجہ سر سقطی 6 حضرتِ جنید بغدادی 7 حضرتِ سہل بن عبد للہ تستری 8 حضرتِ شیخ عبد القادر جیلانی، راوی نے سوال کیا حضرت کون عبد القادر؟ تو ارشاد فرمایا: یہ شخص شرفائے عجم سے ہوگا اور بغداد میں آ کر قیام کرے گا، اس کا ظہور پانچویں صدی ہجری میں ہوگا اور یہ صدیقین واوتاد واقطاب زمانہ سے ہوگا۔ (قلائد الجواھر)

غیظ الناظر میں ہے: حضرتِ شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسیٰ نے 464ھ میں فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ عنقریب عجم میں ایک لڑکا بڑا صاحب کرامت اور ذی شرف پیدا ہوگا، جو اس کو دیکھے گا فائدہ پائے گا، وہ فرمائے گا:

''قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ- یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔''

اور اسی کتاب میں ہے: حضرتِ شیخ عقیل سنجی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس زمانے کا قطب کون ہے؟ تو ارشاد فرمایا: اس زمانے کا قطب مدینہ منورہ میں پوشیدہ ہے، سوائے اولیاء اللہ کے کوئی اس کو نہیں جانتا، پھر عراق کی جانب اشارہ کر کے ارشاد فرمایا: اس طرف ایک عجمی نوجوان ظاہر ہوگا، وہ بغداد میں وعظ کہے گا اور اس کی کرامتوں کو ہر خاص وعام جان لے گا، وہ قطب زمانہ ہوگا اور فرمائے گا ''قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔''

زبدۃ الابرار میں ہے: ایک روز چند درویش حضرت شیخ علی بن وہب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے — تو آپ نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ عجم سے — پھر دریافت کیا کہ کس شہر سے؟ انہوں نے کہا کہ جیلان سے — تو حضرتِ شیخ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے کو روشن کرے اس شخص کے ذریعے جو اللہ کے فضل سے تم میں عنقریب ظاہر ہوگا — جس کا نام عبد القادر ہوگا — اس کے ظہور کی جگہ عراق اور مسکن بغداد ہوگا — وہ کہے گا میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے اور اس کے ہم عصر تمام اولیاء اللہ، اللہ کے حکم سے اس کے قول کو قبول کریں گے —

(مسالک السالکین، جلد اوّل، صفحہ 337)

قلائد الجواھر میں ہے: جب آپ عالم شباب میں حضرتِ تاج العارفین شیخ ابو الوفا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لاتے تو حضرتِ شیخ ابو الوفا رضی اللہ عنہ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو

جاتے اور حاضرین سے بھی ارشاد فرماتے کہ ولی اللہ کی تعظیم کو اٹھو اور بعض اوقات دس پانچ قدم آپ کے استقبال کو بھی آگے بڑھتے، ایک بار لوگوں نے حضرتِ ابوالوفا رضی اللہ عنہ سے اس تعظیم وتکریم کی وجہ پوچھی، تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ نوجوان ایک عظیم الشان ولی ہوگا، ہر خاص و عام اس کی طرف رجوع کریں گے اور گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بغداد میں ایک مجمع عظیم میں،،قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ،، کہہ رہا ہے اور یہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہوگا اور تمام اولیاء اللہ اس کے سامنے اپنی گردنیں جھکائیں گے، یہ سب کا قطب ہوگا تو تم میں سے جو کوئی اس کا وقت پائے اس کو چاہیے کہ اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کرے، اس کے بعد حضرت شیخ ابوالوفا رضی اللہ عنہ نے آپ سے فرمایا: اے عبدالقادر! آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور قریب ہے کہ یہ وقت تمہارے ہاتھ آئے گا اور یہ دستور ہے کہ ہر ایک چراغ روشن ہوکر گل ہوجاتا ہے۔مگر تمہارا چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔

یہ فرما کر حضرت شیخ ابوالوفا رضی اللہ عنہ نے اپنی جانماز، تسبیح، قمیص، پیالہ اور اپنا عصا آپ کو عنایت فرمایا اور کہا: اے عبدالقادر! تمہارا وقت ایک عظیم الشان وقت ہوگا، اس وقت تم اس سفید داڑھی کو مت بھولنا، یہی کہتے کہتے روح پرفتوح حضرت شیخ ابوالوفا رضی اللہ عنہ کی عالم بقا کو پرواز کرگئی۔حضرت عمر بزار کہتے ہیں: وہ تسبیح جو آپ کو حضرتِ تاج العارفین نے دی تھی جب اس کو زمین پر رکھا جاتا تو اس کا ہر ایک دانہ ازخود گردش کرتا تھا۔آپ کی وفات کے بعد حضرتِ شیخ علی بن ہیتی نے اسے لیا اور پیالہ کو جب کوئی لینا چاہتا تو وہ خودبخود ہاتھ میں آجاتا تھا۔

غیظ الناظر میں ہے: حضرتِ شیخ نجیب سہروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ حماد دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا: اس عجمی کا قدم ایک وقت کل اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا اور حضرتِ شیخ نجیب یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس سے زیادہ مشائخین کو ایسا ہی فرماتے سنا۔

قلائد الجواھر میں ہے: جب آپ عالم شباب میں تھے تو حضرت شیخ حماد رضی اللہ عنہ نے آپ کی نسبت فرمایا: میں نے ان کے سر پر دو جھنڈے دیکھے جو زمین سے لے کر ملاء اعلیٰ تک پہنچے تھے اور افق اعلیٰ میں ان کے نام کی دھوم دھام سنی ہے۔

(مسالک السالکین، جلد اوّل، صفحہ 338)

تحصیل علم

غوث الصمدانی محی الدین ابومحمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ کی جانب ابتداہی سے اللہ رب العزت کی رحمتیں متوجہ تھیں۔پھر آپ کے مرتبہ کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ آپ نے خود ہی اپنے بچپنے کے واقعات کی اس طرح نشان دہی فرمائی ہے کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب بھی کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی کہ لہو ولعب سے باز رہو۔جسے سن کر میں رک جایا کرتا اور اپنے گردوپیش پر جب نظر ڈالتا تو کوئی آواز دینے والا دکھائی نہ دیتا۔جس کی وجہ سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوش محبت میں چھپ جاتا۔اب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سنا کرتا ہوں۔اگر مجھے کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آکر مجھے آگاہ کردیتی ہے کہ تمہیں اس لیے نہیں پیدا کیا کہ تم سویا کرو۔ (مسالک السالکین، جلد اوّل، صفحہ 342)

جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضرتِ سیدنا ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ نے آپ کو مکتب میں داخل کرنے کی غرض سے لے گئے۔آپ استاذ کے سامنے دوزانوں ہوکر بیٹھ گئے۔استاذ نے کہا! بیٹے پڑھو،،بسم اللہ الرحمن الرحیم،، تو آپ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ،،الم،، سے لے کر مکمل سترہ پارے ازبر استاذ کو سنا دیے۔استاذ نے حیرت سے دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میری والدہ ماجدہ سترہ پاروں کی حافظہ ہیں۔جن کا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں۔جب میں شکم مادر میں تھا تو یہ سترہ سپارے سنتے سنتے یاد ہوگئے۔گھر پر علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد 488ھ میں جبکہ آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی۔آپ بغداد تشریف

لائے اور اس وقت کے شیوخ، ائمہ، بزرگانِ دین اور محدثین کی خدمت کا قصد فرمایا۔

پہلے علومِ قرآنیہ کو روایت و درایت اور تجوید و قرأت کے اسرار و رموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانے کے بڑے محدثین اور اہلِ فضل و کمال و مستند علمائے کرام سے سماع حدیث فرما کر علوم کی تحصیل فرمائی— حتیٰ کہ تمام اصولی، فروعی، مذہبی اور اختلافی علوم میں علمائے بغداد ہی سے نہیں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے علما سے سبقت لے گیے اور آپ کو تمام علما پر فوقیت حاصل ہوگئی، سب نے آپ کو اپنا مرجع بنالیا— اس کے بعد اللہ رب العزت نے آپ کو مخلوق کے سامنے ظاہر فرمایا اور آپ کی مقبولیت تامہ عوام وخواص کے قلوب میں ڈال دی اور آپ کو قطعیت کبریٰ اور ولایتِ عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا، حتیٰ کہ چار دانگ عالم کے تمام فقہا، علما، طلبا اور فقرا کی توجہ آپ کے آستانہ کی جانب ہوگئی— حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگیے اور عالم ملکوت سے عالمِ دنیا تک آپ کے کمال وجلال کا شہرہ ہوگیا—

اللہ رب العزت نے آپ کے ذریعے علاماتِ قدرت و امارات اور دلائل خصوصیت و براہین، کرامات آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر کردیا— بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفات وجود کی لگامیں آپ کے قبضۂ اقتدار و دست اختیار میں سپرد کیں— تمام مخلوق کے دلوں کو آپ کی عظمت و ہیبت کے سامنے سرنگوں کردیا اور اس وقت کے تمام اولیا کو آپ کے سایۂ قدم اور دائرہ حکم میں دیدیا— کیونکہ آپ من جانب اللہ اسی پر مامور تھے— جیسا کہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے— (اخبار الاخیار، صفحہ 20)

آپ کو بیعت وخلافت کا شرف حضرتِ شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ عنہ سے حاصل تھا اور آپ نے اپنے شیخ طریقت کی بارگاہ میں راہ طریقت وسلوک کو حاصل کیا— نیز آپ نے آدابِ طریقت و تعلیم سلوک محمد بن مسلم الاباس قدس سرہ سے بھی حاصل کیا— ان کے علاوہ وقت کے ممتاز شیخ طریقت سے بھی آپ نے فیوض و برکات حاصل کئے—

اخلاق عظمہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اخلاق وعادات ''انك لعلی خلق عظیم'' کا نمونہ اور ''انك لعلی هدی مستقیم'' کا مصداق تھے، آپ اتنے عالی مرتبت، جلیل القدر، وسیع علم ہونے اور شان وشوکت کے باوجود ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام کرنے میں پہل کرتے، طالب علم اور مہمانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے، بلکہ ان کی لغزشوں اور گستاخیوں سے درگذر فرماتے، اگر آپ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم بھی کھاتا تو اپنے علم وکشف سے جاننے کے باوجود اس کو رسوا نہ کرتے، اپنے مہمان اور ہمنشیں سے دوسروں کو بہ نسبت انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے، آپ کبھی نافرمانوں، سرکشوں، ظالموں اور مالداروں کے لیے کھڑے نہ ہوتے، نہ کبھی کسی وزیر وحاکم کے دروازے پر جاتے اور مشائخ وقت میں سے کوئی بھی حسنِ خلق، وسعتِ قلب، کرم نفس، مہربانی اور عہد کی نگہداشت میں آپ کی برابری نہیں کرسکتا تھا—

(اخبار الاخیار، صفحہ 21)

ایک روز آپ نے ایک فقیر کو شکستہ خاطر ایک گوشے میں بیٹھا ہوا دیکھا، دریافت فرمایا کہ کس خیال میں ہو اور کیا حال ہے؟ فقیر نے عرض کیا! میں دریا کے کنارے گیا تھا اور ملاح کو دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں تھا کہ کشتی میں بیٹھ کر دریا پار اتر جاتا، ابھی اس فقیر کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے تیس اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی آپ کو نذر کی، آپ نے وہ تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا: اسے لے جا کر ملاح کو دے دو، بعض مشائخ وقت نے آپ کے اوصاف میں لکھا ہے: کہ حضرتِ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بڑے بارونق، ہنس مکھ، خندہ رو، بڑے شرمیلے، وسیع الاخلاق، نرم طبیعت، کریم الاخلاق، پاکیزہ اوصاف اور مہربان وشفیق تھے، جلیس کی عزت کرتے، مغموم کو دیکھ کر امداد فرماتے، ہم نے آپ جیسا فصیح و بلیغ کسی کو نہیں دیکھا اور بعض مشائخ کرام نے آپ کے اوصاف

اسلاف واخلاف

کو اس طرح بیان کیا ہے: کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بکثرت رونے والے، اللہ رب العزت سے بہت زیادہ ڈرنے والے، آپ کی ہر دعا فوراً قبول ہوتی، نیک اخلاق، پاکیزہ اوصاف، بد گوئی سے بہت دور بھاگنے والے اور حق کے سب سے زیادہ قریب تھے۔

احکام الٰہی کی نافرمانوں کے لیے بڑے سخت گیر تھے۔ لیکن آپ اپنے لیے کبھی غصہ نہ فرماتے، کسی سائل کو اگر چہ وہ آپ کے بدن کے کپڑے ہی لے جاتے واپس نہ لیتے، توفیق الٰہی آپ کی رہنما اور تائید ایزدی آپ کی معاون تھی، علم نے آپ کو مہذب بنایا، قرب نے آپ کو مؤدب بنایا، خطاب الٰہی آپ کا مشیر اور ملاحظہ خداوندی آپ کا سفیر تھا، انسیت آپ کی ساتھی اور خندہ روئی آپ کی صفت تھی، سچائی آپ کا وظیفہ، فتوحات آپ کا سرمایہ، بردباری آپ کا فن، یاد الٰہی آپ کا وزیر، غور وفکر آپ کا مونس، مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ آپ کی ساتھی تھی، آدابِ شریعت آپ کا مظہر اور اوصاف وحقیقت آپ کا باطن تھا۔

عبادت وریاضت

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ عبادت وریاضت کے متعلق خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ پچیس سال تک میں دنیا سے قطع تعلق کر کے عراق کے صحراؤں اور ویرانوں میں اس طرح گشت کرتا رہا کہ نہ میں کسی کو پہچانتا تھا اور نہ مجھے کوئی پہچانتا، رجال الغیب اور جنات کی میرے پاس آمد رہتی تھی۔ میں انہیں راہ حق کی ہدایت کرتا۔ چالیس سال تک میں نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی اور پندرہ سال یہ حال رہا کہ نمازِ عشا کے بعد قرآن مجید اس طرح شروع کرتا کہ ایک پاؤ پر کھڑا ہو جاتا اور ایک ہاتھ سے دیوار کی میخ پکڑ لیتا۔ تمام شب اسی حالت میں رہتا حتیٰ کہ صبح کے وقت قرآن مجید مکمل کر دیتا۔ تین دن سے چالیس دن تک بسا اوقات ایسا ہوا کہ نہ تو کچھ کھانے پینے کو ملا اور نہ ہی سونے کی نوبت آئی۔ گیارہ سال تک برج بغداد میں عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔ حتیٰ کہ اس برج میں میری اقامت اتنی طویل مدت تک رہی کہ وہ برج ہی برج عجمی کے نام سے مشہور ہو گیا اور اللہ رب العزت سے عہد کیا کہ جب تک غیب سے کھانا نہ ملے گا نہ کھاؤ گا۔

مدت دراز تک یہی کیفیت رہی لیکن میں نے اپنا عہد نہیں توڑا اور اللہ رب العزت سے جو وعدہ کیا اس کی خلاف ورزی نہ کی۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سفر میں ایک شخص نے میرے پاس آ کر کہا کہ اس شرط میں مجھے اپنی رفاقت میں لیجیے کہ صبر بھی کروں گا اور حکم کے خلاف کچھ نہ کروں گا۔ ایک دفعہ اس نے مجھے ایک جگہ بٹھایا اور وعدہ لے کر کہ جب تک میں نہ آؤں آپ یہاں سے نہ جائیں۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ میں ایک سال اس کے انتظار میں بیٹھا رہا لیکن وہ شخص نہ آیا۔ ایک سال کے بعد اس شخص نے آ کر مجھے اسی جگہ بیٹھا دیکھا، پھر وہی وعدہ کر کے چلا گیا، تین مرتبہ اسی طرح ہوا۔ آخری مرتبہ وہ اپنے ساتھ دودھ اور روٹی اور کہا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر یہ کھانا کھاؤں۔ چنانچہ ہم نے کھانا کھایا، فارغ ہونے کے بعد حضرتِ خضر علیہ السلام نے فرمایا: اب اٹھئے سیر وسیاحت ختم کیجیے اور بغداد میں جا کر بیٹھ جائیے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ان تین سالوں میں کھانے پینے کی کیا صورت رہی؟ فرمایا: ہر چیز زمین سے پیدا ہو کر میرے سامنے موجود ہو جاتی۔ (اخبار الاخیار، صفحہ 16-15)

کشف وکرامات

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کشف وکرامات کے متعلق حضرتِ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں ارشاد فرماتے ہیں: آپ سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں، مخلوق کے ظاہر وباطن میں تصرف کرنا، انسان اور جنات پر آپ کی حکومت، لوگوں کے راز اور پوشیدہ امور سے واقفیت، عالمِ ملکوت کے بواطن کی خبر، عالم جبروت کے حقائق کا کشف، عالمِ لاہوت کے سربستہ اسرار کا علم، مواہب غیبیہ کی عطا، باذن الٰہی حوادثِ زمانہ کا تصرف وانقلاب، باذن الٰہی مارنے اور جلانے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا، مریضوں کی صحت، بیماروں کو شفا، طے زمان ومکان، زمین وآسمان پر اجرائے

اسلاف واخلاف

حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کر دینا، غیب کی اشیاء کا منگانا، ماضی و مستقبل کی باتوں کو بتانا اور اسی طرح کے دوسرے کرامات مسلسل اور عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہارِ حقانیت کے طریقے پر ظاہر ہوئے — حضرتِ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اپنے زمانے میں شیخ عبدالقادر سے زیادہ کرامات والا کوئی نہیں دیکھا — جس وقت جس کا دل چاہتا آپ کی کرامت کا مشاہدہ کر لیتا اور کرامت کبھی آپ کے بارے میں اور کبھی آپ کی وجہ سے — امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ آپ کی کرامتیں حد تواتر تک پہنچ گئی ہیں اور باتفاق سب کو اس کا علم ہے — دنیا کے کسی شیخ میں ایسی کرامتیں نہیں پائی گئیں — (اخبار الاخیار، صفحہ 20-21)

یہاں پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی چند کرامات تبرکاً پیش کر رہا ہوں قارئین ملاحظہ فرمائیں:

مردوں کو زندہ کرنا

اسرار السالکین میں ہے کہ ایک دن حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے جا رہے تھے دیکھتے ہیں کہ ایک نصرانی اور ایک مسلمان میں مباحثہ و مجادلہ ہو رہا ہے — نصرانی بہت سارے دلائل سے اپنے پیغمبر حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ثابت کر رہا تھا اور مسلمان اپنے پیغمبر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں بہت سے دلائل پیش کر رہا تھا — آخر میں نصرانی نے کہا: کہ میرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ،،قم باذن اللہ،، کہہ کر مردے زندہ کر دیتے تھے تم بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر نے کتنے مردے زندہ کیے ہیں؟ یہ سن کر مسلمان نے سکوت اختیار کیا، یہ سکوت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو نہایت ہی ناگوار معلوم ہوا اور نصرانی سے ارشاد فرمایا کہ میرے پیغمبر علیہ السلام کا ادنیٰ معجزہ یہ ہے کہ ان کے ادنیٰ خادم مردوں کو جلا سکتے ہیں — تو جس مردے کو کہے اسے میں ابھی زندہ کر دوں — یہ سن کر نصرانی آپ کو ایک بہت ہی پرانے قبرستان میں لے گیا — ایک بہت ہی پرانی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ اس مردے کو زندہ کر دیجیے، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قبر ایک قوال کی ہے اور تیرے پیغمبر ،،قم باذن اللہ،، کہہ کر مردوں کو جلاتے تھے مگر میں کہتا ہوں ،،قم باذنی،، یعنی اٹھ میرے حکم سے — صرف اتنا کہنا تھا کہ قبر شق ہوئی اور صاحب قبر جو قوال تھا اپنے ساز و سامان کے ساتھ قبر سے گاتا بجاتا باہر آ گیا اور کلمہ شہادت زبان سے ادا کیا — یہ دیکھ کر نصرانی بصدق دل ایمان لایا اور آپ کے خدام ذوی الاحتشام میں داخل ہو گیا — (سراج السالکین، جلد اول، صفحہ 346)

کراماتِ عجیبہ

ایک مرتبہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سید احمد رفاعی کو کہلا بھیجا ،،ما العشق،، عشق کی حقیقت کیا ہے؟ سید احمد کبیر رفاعی کو یہ سنتے ہی ایک کیفیت پیدا ہوئی اور ،،العشق نار یحرق ما سوا اللہ،، یعنی عشق ایک آگ ہے کہ جلا دیتی ہے سب کو جو سوائے اللہ ہے — کے نعرے لگانے لگے، سامنے ایک درخت تھا اس میں آگ لگی اور اس درخت کے ساتھ یہ جل کر راکھ ہو گئے، اس کے بعد پانی میں تبدیل ہوئے، آپ نے یہ سن کر خادم سے کہا: جلد جاؤ اور اس پانی کو اٹھا لاؤ، اب جو خادم دیکھتا ہے تو اس پانی نے پھر انسانی شکل اختیار کر لی اور سید احمد کبیر رفاعی زندہ ہو گئے، خادم سے یہ کیفیت سن کر آپ نے فرمایا: جو ولی اس مقام فنا در فنا میں پہنچتا ہے پھر اپنے قالب عنصری کی طرف رجوع نہیں کر سکتا، سوائے ان کے اور ایک اور بزرگ کے کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا — (مسالک السالکین، جلد اول، صفحہ 345)

پانی پر نمازِ باجماعت پڑھنا

ایک مرتبہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اہل بغداد کی نظروں سے غائب ہو گئے، لوگوں نے تلاش کیا، تو معلوم ہوا کہ دریائے دجلہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں یہاں تک کہ جب لوگ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آپ پانی پر چل رہے ہیں اور مچھلیاں پانی سے نکل نکل کر آپ کو سلام علیک کہہ رہی ہیں اور قدم مبارک چھو رہی ہیں، اسی اثنا میں ایک بڑی نفیس جائے نماز دیکھی جو تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی اور اس پر دو سطریں لکھی تھیں، پہلی سطر میں ” الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم

یحزنون" اور دوسری سطر میں "سلام علیکم اهل البیت انه حمید مجید" لکھا تھا، اتنے میں بہت سے لوگ آ کر جانماز کے گرد جمع ہو گئے وہ ظہر کا وقت تھا تکبیر ہوئی اور آپ امام ہوئے اور نماز قائم ہوئی— جب آپ تکبیر کہتے تو حاملان عرش آپ کے ساتھ تکبیر کہتے اور جب آپ تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور جب آپ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمانوں کی طرف جاتا تا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دعا کی:

"اے پروردگار! میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کر کے دعا کرتا ہوں کہ میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کو جو میری طرف منسوب ہوں، بغیر توبہ کے روح قبض نہ کرنا۔"

حضرتِ سہل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں: ہم نے آپ کی اس دعا پر فرشتوں کے بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا— جب دعا ختم ہوئی تو ہم نے ایک ندا سنی "ابشر فانی قد استجبت لك" اے عبد القادر خوش ہو جاؤ کہ ہم نے تمہاری دعا قبول فرمائی، شیخ بقا بن بطور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے مریدوں میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے— فرمایا: ہاں، مگر پرہیزگار میرے لیے اور میں گنہگاروں کے لیے ہوں۔ (برکات قادریت، صفحہ 23)

وصالِ مبارک

نزا لجواہر میں فتوح الغیب سے مذکور ہے کہ جب حضرتِ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضرت کے فرزند ارجمند جناب شیخ سیف الدین عبد الوہاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یاسیدی! آپ کے بعد میں کس چیز پر عمل کروں؟ حضرت نے فرمایا: پرہیزگاری اختیار کرو اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو اور اس کے سوا کسی سے امید نہ رکھو اور اپنی تمام حاجتیں اللہ رب العزت سے چاہ اور خدا کے سوا کسی پر اعتماد نہ رکھ اور توحید کو لازم کر لے، کہ تمام اتفاق ہے، پھر اس کلمے کو تین بار "التوحید، التوحید، التوحید" کہا اور فرمایا: جب دل خدائے تعالیٰ کے ساتھ درست ہوتا ہے تو اس دل سے کوئی چیز جدا نہیں ہوتی اور جو علوم کہ ان کے ساتھ احتیاج ہو یا باہر نہیں جاتے اور فرمایا کہ مغز ہوں بغیر پوست کے، دوسرے فرزند جو گرد بیٹھے ہوئے تھے ان کو ارشاد ہوا کہ میرے نزدیک سے دور رہو کیونکہ میں ظاہر میں تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں دوسروں کے ساتھ، اور فرمایا کہ تمہارے سوا دوسری خلقت میرے پاس حاضر ہوئی ہے— اس کے لیے جگہ چھوڑ دو اور جگہ کشادہ کر دو اور ان کا ادب کرو اور اپنی حد پر رہو۔

یہاں مہربانی اور بڑی بخشش ہے اس لیے ان کے واسطے جگہ تنگ نہ کرو اور حضرت کی بارگاہ میں مقربوں کی ارواحیں اور رحمت کے فرشتے حاضر ہو کر سلام کرتے تھے اور حضرت ہر ایک کو تمام دن ورات سلام کا جواب اس طرح دیتے تھے "وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته غفر الله لی ولكم وتاب الله علی وعليكم" آپ گیارہ یا سترہ ربیع الثانی 561ھ 1166ء شب دوشنبہ بعد نمازِ عشاء 91/سال کی عمر شریف میں بغداد شریف میں وصال فرمایا۔ (سیرتِ غوثِ اعظم، صفحہ 244)

نمازِ جنازہ حضرتِ سید سیف الدین عبد الوہاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، آپ کے جنازے میں اتنی کثرت تھی کہ بغداد میں کوئی شخص باقی نہ رہا جو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک نہ ہوا ہو، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک آپ کے مدرسہ عالیہ کے رواق میں باب ازج کے نزدیک بغداد شریف (عراق) میں واقع ہے— ہر سال عرس کی تاریخ میں بے شمار مخلوق فیوض روحانی سے مستفیض ہو کر لوٹتی ہے اور ہمہ دم زائرین کا اژدہام رہتا ہے—

حضورغوثِ رضی اللہ عنہ کے ارشادات

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرد ارجمند حضرت سیدنا عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 521 ہجری سے 567 ہجری تک مخلوق کو وعظ ونصیحت فرمایا۔ (اخبار الاخیار، صفحہ 15/قلائد الجواہر، صفحہ 18)

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہفتہ میں تین دن

جمعہ، منگل اور بدھ کو وعظ ونصیحت فرمانے کے لیے متعین فرمائے تھے، حضرت ابراہیم بن اسعد علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ علما کا لباس پہن کر اونچے مقام پر جلوہ افروز ہو کر وعظ فرماتے تو لوگ آپ کے کلام مبارک کو بغور سنتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے، عمادالدین ابنِ کثیر علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: آپ نیک بات کی تلقین فرماتے اور برائی کو روکنے اور اس سے بچنے کی تاکید فرماتے، امرا، سلاطین، خاص وعام کو ممبر پر رونق افروز ہو کر ان کے سامنے نیک باتیں بتاتے، جو کوئی ظالم شخص کو حاکم مقرر کرتا تو اس کو اس سے منع کرتے، آپ کو برائی سے روکنے پر کسی سے قطعاً خوف وخطر نہ ہوتا۔ (قلائدالجواہر، صفحہ 08)

حضور غوث اعظم نے بغداد شریف میں قائم کیے ہوئے اپنے مدرسہ قادریہ میں علم وفضل اور رشد وہدایت کے جو موتی نچھاور کیے ان کی آب وتاب آج بھی برقرار ہے، آپ کے ارشادات کے فیوض وبرکات سے ہم آج بھی فیضیاب ہو سکتے ہیں—

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے چند ارشاداتِ عالیہ

علم الیقین غور وفکر اور دلیل سے حاصل ہوتا ہے ○ عارف کا بسم اللہ کہنا اللہ تعالیٰ کے کن فیکون کہنے کے برابر ہے ○ دنیا بندے کو اپنے خدا سے دور کر دیتی ہے ○ دل کو ہر طرح کی آلائشوں سے پاک رکھنے کا نام تصوف ہے ○ اللہ کے نور کی تجلیات ہی روح کی غذا ہے ○ عمل کے بغیر علم مفید نہیں ○ میں علم دین پڑھ کر قطب بن گیا ہوں ○ خوف خدا ہی کامیابی وکامرانی کی کنجی ہے ○ بندہ خدمت کرنے سے مخدوم بن جاتا ہے ○ ہر شخص کو حدودِ شریعت کی پاسداری کرنی چاہیے ○ عالم باعمل کا درجہ اللہ کے نائب کا ہے ○ اعتقاد درست کرنا واجب ہے کیونکہ یہ اعتقاد ہی اصل میں بنیاد ہیں ○ مجھے علم ہی نے مہذب بنایا ہے ○ حرام غذا نورِ ایمان کو ڈھانپ لیتی ہے ○ لوگوں میں علم پھیلانا اور راہِ حق کی طرف بلانا علم کی زکوۃ ہے ○ ایمان ڈھال کی طرح بلاؤں اور آفات سے بچاتا ہے ○ ظلم دنیا کو تاریکی کی گہرائیوں میں ڈال دیتا ہے ○ علم زندگی اور جہالت موت ہے ○ جو تمہارے ساتھ محبت رکھے اس سے محبت رکھو ○ جو تم پر نظر رکھے تم اس پر نظر رکھو ○ کھانا کھلانا اور حسنِ اخلاق افضل واکمل اعمال ہیں ○ اللہ ہی تمام امور کا ذمہ دار ہے ○ دنیا جتنی تیرے نصیب میں ہے وہ تجھ کو مل کر رہے گی ○ جن اور انسان ارادہ خواہش نفس سے معصوم نہیں ○ صرف بت پرستی ہی شرک نہیں نفس کی پیروی کرنا بھی شرک ہے ○ ناشکری ناشکرے کو دنیا وآخرت میں ذلیل کرتی ہے ○ اللہ ہی کے دربار میں ایمان کے بعد کفر سے پناہ مانگ ○ سنی ہوئی خبر، دیکھی ہوئی بات کی طرح نہیں ہوتی، بات میں غبار اور التباس واختلاط وشک وشبہ نہیں ہوتا ○ دل توحید ومعرفت کی جگہ اور سینہ واردات وعجائباتِ غیبی کے نازل ہونے کا مقام ہے ○ تعلیم سے اگر اللہ کسی ایک شخص پر ہدایت فرمادے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ جس پر اللہ آفتاب طلوع کرے ○ اگر دعا کرنے سے نفع نہ ہو تو نقصان بھی نہ پائے گا ○ اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت میں اللہ کی مدد کرو ○ قرآن وحدیث سے باہر جانے میں ہلاکت ہے ○ مومن اپنے دل پر چیزیں دیکھتا ہے ○ خالق اپنی تمام مخلوق سے بہتر اور ارفع واعلیٰ ہے ○ اللہ کی سزا اس کی نعمت اور بلا اس کی دوا ہے ○ اللہ کا وعدہ نقد ہے اور حال اس کا ادھار ہے ○ خدا کے سب کام بمصلحت نیک ہیں ○ جسے اللہ نے معرفتِ حق کا علم دیا ہے وہ سوال سے بچا رہتا ہے ○ دنیاوی شیرینی کے لیے پہلے تلخی چکھنا ضروری ہے کڑوے پر صبر کیے بغیر شہد تک پہنچنا مشکل ہے ○ سب بدیوں سے بڑی بدی نیند اور نیک کاموں سے غفلت ہے جو سوئے گا اس کی بہت سی نیکیاں فوت ہو جائیں گی ○ جاہل ناعقل اور ناقص فہم ہوتا ہے ○ انجام پر نظر رکھنے والا عاقل ہے ○ شکر باللسان دل کی کیفیت کا اظہار ہے ○ صبر پورا ایمان ہے ○ ہر شے اسمائے الٰہی میں سے ہے ○ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ ظاہر ہے ○ فقر وتصوف سعی اور کوشش ہے ○ عابد کا محل اونچا اور رتبہ بلند ہے ○ وقت کی مناسبت سے اپنے آپ کو بہتر کاموں میں مشغول رکھو اور اپنے اعضا کو فضول کاموں سے بچاؤ ○ معرفت حق ابدی عمل ہے۔

◆◆◆

از: مولانا محمد سبطین رضا مرتضوی *

جلوس عید میلاد النبی ﷺ اور خرافات ومحرمات

اصلاحات

ماہ ربیع الاول کی ۱۲/ تاریخ وہ ساعت ہمایوں ہے جس میں، آفتاب رسالت، مہتاب نبوت، سید عالم، نور مجسم، سرور کائنات، مختار دوعالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحن عالم میں قدم رنجہ فرمایا۔ یہ مقدس ساعت دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے ایسی خوش کن ہے، جس کا کوئی بدل نہیں۔ ہر سال جب بھی ربیع الاول شریف کا مبارک مہینہ آتا ہے پورے عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، اہل ایمان اپنی اپنی حیثیت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے انسانوں کے لیے نصیحت و ہدایت لانے والی عظیم ہستی کی اس عالم میں تشریف آوری کوئی معمولی بات نہیں۔

وہ اعظم واعلیٰ شخصیت جو تمام انسانوں اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجی گئی، ان کی ولادت باسعادت کا دن بلاشبہ عظیم اور یادگار دن ہے جس کی یاد منانا تمام مسلمانوں کے لیے لازم وضروری ہے۔ لیکن وہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنی تعلیمات وہدایات کے ذریعہ دنیا سے نہ صرف کفر وشرک کی مہیب تاریکیوں کو دور کیا؛ بلکہ لہو ولعب، خرافات ومحرمات میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو اخلاق وشرافت، شان وشوکت، وقار و حرمت اور سنت وشریعت کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کیا۔

آج ان کے محفل میلاد کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ کا جلوس نکالتے وقت ادب واحترام کے حدود وقیود کا خیال نہیں کیا جا رہا ہے، آج لوگ دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب بھول بیٹھے ہیں، مکانوں کی کھڑکیاں اور بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکائے جلوس پر پھول وغیرہ پھینکتی ہیں، اوباش نوجوان خلاف اخلاق حرکتیں کرتے ہیں، مساجد میں نماز کے اوقات کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا، جلوس چلتا رہتا ہے، اس طرح جلوس نکال کر حصول اجر وثواب کے بجائے رب کے عذاب کو دعوت دیا جاتا ہے۔

جلوس میں ادب واحترام سے بے پروائی

ہم اپنے بچپن میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ترتیب دیئے جانے والے جلوسوں کا نظم وضبط، درود وسلام کے مؤدب نذرانے کے عینی شاہد ہیں، لیکن آج جب ان پاکیزہ جلوسوں میں ڈی جے اور باجوں وغیرہ کی آلودگیاں دیکھتے ہیں تو کانپ کانپ اٹھتے ہیں کہ یہ جسارتیں مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر آزردہ دلی اور مالک دوجہاں کی سخت ناراضگی کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں، اس کی کوئی فکر نہیں۔

آقائے نامدار ﷺ کے میلاد کے موقع پر نکالے جانے والے اکثر جلوس ان خلاف شرع حرکات کے سائے میں اپنی منزل تک پہنچتے ہیں، جن کی قلع قمع کے لیے نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تھی، یہ بے ادبی اور جسارت کی انتہا ہے کہ عید میلاد کے جلوس ڈی جے باجوں کے شور وغل اور عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانی جیسی غلیظ حرکات سے آلودہ ہوں، لیکن حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے، ان چیزوں کو دیکھنے کے بعد بھی کچھ علما ومشائخ کی پیشانیوں پر عرق انفعال کا ایک قطرہ تک نمودار نہیں ہوتا اور نہ ہی ان چیزوں کو ختم کرنے کے لیے ان کی طرف سے کوئی اقدامات کئے جا رہے ہیں، کیا محبت رسول، اتباع رسول کے یہی تقاضے ہیں؟ اس طرح کی بیہودگیوں پر نبی کریم ﷺ کی روح پاک کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی اس کی بھی کسی کو خبر ہے یا نہیں؟

محافل میلاد فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

امام اہل سنت، مجدد دین وملت، حضور اعلیٰ حضرت شاہ امام

احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ارقام پذیر ہیں:

"محافل میلاد اور جلوس میلاد وغیرہ میں ڈھول باجے وغیرہ لے جانا جائز نہیں اور جن محافل میں ایسے آلات لہو ولعب کا استعمال ہو، ان میں جانا جائز نہیں، خواہ انہیں محافل میلاد (عرس، گیارہویں وغیرہ) کا نام ہی کیوں نہ دیا جاتا ہو۔"

(فتاویٰ رضویہ, جلد 23 :, صفحہ 737 :)

فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ:

"مجالس کی طرح محافل میلاد میں شرکت تب ہی جائز ہے جب اس میں خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ ہوا گر وہ شرعی احکام کی خلاف ورزی اور ناپسندیدہ بدعات سے پاک نہ ہو تو اس میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔" (ایضاً، جلد 24 صفحہ 133)

۱۲ر ربیع الاوّل کا پیغام

ہم نے کبھی یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ ۱۲ر ربیع الاول کا پیغام کا کیا ہے؟ ۱۲ر ربیع الاوّل کا پیغام یہ ہے کہ: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنا جزو ایمان بنالیں ایمان کی کاملیت اس کے بغیر ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اظہار تشکر کے طور پر درود و سلام کی کثرت کی جائے۔ تعظیم و توقیر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرز جاں بنالیا جائے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر دل وجان سے عمل پیرا ہونے کا عزم مصمم کیا جائے اور زندگی کے تمام شعبوں کو آپ کی سیرت کے نور سے منور کیا جائے۔ مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تشریف آوری کا ایک مقصد یہ بھی بتایا ہے کہ "میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔"

لہٰذا ہم بھی جھوٹ، غیبت، چغلی، تکبر وانانیت، ہوس پرستی اور اس جیسی دیگر آلودگیوں سے اپنے من کو صاف کریں اور اعلیٰ اخلاق سے متصف ہوں۔

عید میلاد النبی منانے والوں کی جزا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"سرکار مدینہ ﷺ کی ولادت کی رات خوشی منانے والوں کی جزا یعنی بدلہ یہ ہے کہ اللہ پاک انہیں فضل و کرم سے جنات النعیم میں داخل فرمائے گا۔ مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد کرتے آئے ہیں اور ولادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے، خوب صدقہ وخیرات، خوب خوشی کا اظہار اور دل کھول کر خرچ کرتے آئے ہیں۔ مسلمان اس مبارک ماہ میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے ذکر کا انتظام کرتے ہیں اور اپنے مکانوں کو سجاتے ہیں اور ان تمام نیک کاموں کی برکت سے ان لوگوں پر اللہ پاک کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔"

(ماثبت من السنہ، ص 102)

عظیم عالم دین امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"خاتم النبی صل ﷺ کی ولادت کے مہینے میں مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد کرتے آئے ہیں اور ولادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے اور خوب صدقہ وخیرات، خوشی کا اظہار، دل کھول کر خرچ، نیز آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے ذکر کا اہتمام کرتے آئے ہیں، چناں چہ ان پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے بہت بڑے فضل اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، میلاد شریف منانے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اللہ پاک ان پر رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے ولادت شریف کی راتوں کو عید (یعنی خوشی کا دن) بنالیا۔"

(مواہب لدنیہ، جلد 1 ر ص 78)

لہٰذا جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کے نذرانے پیش کئے جائیں، راستے گلیوں، کوچوں اور گھروں میں چراغاں کیا جائے، فقرا ومساکین کے ساتھ ہمدردی کی جائے، صدقات وخیرات کثرت سے کیے جائیں، علمائے امت کی کار منصبی ہے کہ وہ عوام الناس کو سیرت محمدی ﷺ سے آشنا فرمائیں اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی لوگوں کو تلقین کریں اور یہ اہتمام بہر حال ملحوظ خاطر رہے کہ کوئی ایسی حرکت نہ ہونے پائے جس میں کسی فرمان الٰہی کی نافرمانی یا سنت بقیہ ص ۹ ر پر

از: مولانا خلیل احمد فیضانی*

فرائض ذمہ باقی رہتے ہوئے نوافل کی ادائیگی کا حکم

اصلاحات

عوام کی جہالت میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جارہا ہے، ویسے پورے سال کبھی مسجد کا رخ نہیں کرتے ہیں اور جب مبارک راتیں جیسے شب معراج، شب برأت یا رمضان المقدس کا بابرکت مہینہ جلوہ فگن ہوتا ہے تو کچھ حد تک مسجدوں سے قریب تو ہو جاتے ہیں مگر اپنی جہالت کی وجہ سے ان مبارک ساعتوں سے بھی کما حقہ مستفید نہیں ہو پاتے، بعض لوگوں کے ذمہ گزشتہ دس سال، پندرہ سال حتی کہ بیس سال تک کی قضا نمازیں سر ہوتی ہیں مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ لوگ بجائے ان قضا نمازوں کو پڑھنے کی نوافل پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد 10/ صفحہ 179/ رسالہ مبارکہ "اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکاۃ" میں یہ ضابطہ لکھا ہے کہ: کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے، یہ ضابطہ ایک حدیث شریف سے مستنبط و ماخوذ ہے، حدیث پاک کے کلمات مبارکہ یہ ہیں:

"لما حضر ابابکر ن الموت دعا عمر فقال: اتق اللہ یا عمر واعلم ان لہ عملا بالنہار لا یقبلہ باللیل و عملاً باللیل لا یقبلہ بالنہار واعلم انہ لا یقبل نافلۃ حتي تؤدى الفريضة —ترجمہ: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر ارشاد فرمایا: اے عمر! اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں اگر رات میں کرو تو قبول نہیں فرمائے گا اور کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں اگر دن میں کرو تو قبول نہیں فرمائے گا اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔" (حلیۃ الاولیاء، جلد 1/ صفحہ 36/ باب ذکر المہاجرین)

امام ابونعیم کے علاوہ دیگر محدثین کرام نے بھی اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے، جیسے عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سنن میں، امام حناد نے "فوائد" میں، امام ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں روایت کیا ہے، نیز مذکورہ حدیث پاک کے علاوہ بھی احادیث ہیں جن کو ہمارے علما نے اس ضابطہ کی اصل بتایا ہے ان میں سے یہ کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اربع فرضهن الله فى الاسلام فمن جاء بثلاث لم يغنين عنه شيئا حتى ياتى بهن جميعا: الصلوة، و الزكوة وصيام رمضان وحج البيت —ترجمہ: چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں تو جوان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک وہ پوری چاروں نہ بجا لائے، وہ چار چیزیں یہ ہیں: نماز، زکوۃ، روزہ رمضان اور حج کعبہ—" (مسند احمد بن حنبل، جلد 4/ صفحہ 201)

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الراشدین حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"امرنا باقام الصلوة وايتاء الزكوة ومن لم يزك فلا صلوة له —ترجمہ: ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور زکوۃ نہ دیں اس کی نماز بھی مقبول نہیں ہے—" (مجمع الزوائد، جلد 3/ صفحہ 62)

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں:

"فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم يقبل منه واهين —ترجمہ: یعنی جو کوئی فرض چھوڑ کر سنت ونفل میں مشغول ہوگا تو یہ سنت ونفل قبول نہیں ہوں گے اور وہ خوار کیا جائے گا—" (فتوح الغیب، صفحہ 273)

* مضمون نگار جودھ پور راجستھان کے متوطن ہیں۔

شیخ محقق علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی فتوح الغیب کی مذکورہ عبارت کی تشریح میں ارشاد فرمایا:

’’ترک آں چہ لازم وضروری است واہتمام باآں چہ نہ ضروری است از فائدہ درعقل وخرد دوراست چہ دفع ضرر اہم است برعاقل از جلب نفع بلکہ بحقیقت نفع دریں صورت منتفی است۔

ترجمہ: لازم وضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں ہے اس کا اہتمام عقل وخرد میں فائدہ سے کوسوں دور ہے کیوں کہ ایک عاقل کے یہاں حصول نفع سے دفع ضرر اہم ہے بلکہ اس صورت میں تو نفع ہی منتفی ہے۔‘‘

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ’’عوارف المعارف‘‘ شریف میں لکھتے ہیں:

’’حضرت خواص رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بلغنا ان اللہ لا یقبل نافلة حتی یؤدی فریضة, یقول اللہ تعالی: مثلکم کمثل العبد السوء بداء بالهداية قبل قضاء الدين۔ ترجمہ: یعنی ہمیں یہ خبر پہنچی کہ اللہ عزوجل کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے ارشاد فرماتا ہے: کہ تمہاری مثال اس برے بندے کی طرح ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔‘‘ (عوارف المعارف شریف، صفحہ 168)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں چند مثالیں بھی پیش فرمائی ہیں جو فرائض کو ترک کرکے نوافل کا اہتمام کرتا ہے، فرماتے ہیں:

’’جس آدمی کو سلطان طلب کرے وہ وہاں نہ جائے، اس کے غلاموں کے پاس جائے اس کی مثال ایسی ہے۔‘‘

نیز حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے ایک اور مثال آپ فتوح الغیب میں نقل فرماتے ہیں:

’’جس عورت کا حمل عین وقت پر ساقط ہوجائے تو اس کا نقصان گویا دگنا ہے کہ تکلیف بھی جھیلی اور بچہ بھی گیا، یہ مثال اس نفل خیرات کرنے والے کی ہے جو فرض ادا نہیں کرتا۔‘‘ (فتوح الغیب، صفحہ 273)

اہمیت فرائض کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

’’اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ! قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے، وہ قابل قبول ہوں گے؟

خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیات سے بے نیاز ہے، یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے، کوئی زمین دار مال گزاری تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں، ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجیے آسامیوں سے کسی کھنڈساری کا رس بندھا ہوا ہے، جب دینے کا وقت آئے وہ رس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفے میں آم، خربوزے بھیجیں، کیا یہ شخص ان سے راضی ہوگا؟ یا آتے ہوئے اس کی نادہندگی پر جو آزار انہیں پہنچا سکتا ہے، ان آم، خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا، سبحان اللہ! جب کھنڈساری کے مطالبات کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جلا وعلا کے قرض کا کیا پوچھنا۔‘‘ (فتاویٰ رضویہ، رسالہ مبارکہ: اعزالاکتناہ)

ہم اپنے مضمون کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اسی سوالیہ جملے پر ختم کرتے ہیں کہ ’’قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے، وہ قابل قبول ہوں گے؟

◆◆◆

اصلاحیات

از: مولانا عبداللطیف علیمی *

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

اصلاحیات

سوال 1 : اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا کیسا ہے؟

جواب: کچھ لوگ جہالت اور کم علمی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہتے ہیں، یہ نہایت ہی غلط جملہ ہے، بلکہ اگر یہ عقیدہ رکھ کر بولے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے، تو یہ کفر ہے، اس لئے کہ اس کے لئے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور وہ جانب و جہت اور مکان سے پاک ہے، ہاں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو اس خیال سے اوپر والا کہے کہ وہ سب سے بلند و بالا ہے اور اس کا مرتبہ سب سے اوپر ہے تو یہ کفر نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال درست نہیں جن سے کفر کا شبہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا بہر حال منع ہے جس سے بچنا ضروری ہے، فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

"خدائے تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات جہت سے پاک ہے، اگر کوئی شخص یہ جملہ بلندی و برتری کے معنی میں استعمال کرے تو قائل پر حکم کفر نہ کریں گے مگر اس قول کو برا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے۔"

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد ۱: ص ۲: دار الاشاعت فیض الرسول)

سوال 2 : آدھی آستین یا ہاف کپڑا یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ آدھی آستین کا کرتا یا ہاف شرٹ پہن کر نماز پڑھتے ہیں حالاں کہ اگر پوری آستین کا کوئی دوسرا کپڑا موجود ہے تو آدھی آستین کا کرتا یا شرٹ یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا موجود نہیں ہے جس سے پوری آستین چھپا سکے تو بلا کراہت جائز ہے، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس کے پاس کپڑے موجود ہوں اور صرف نیم آستین یا بنیائن پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر کپڑے موجود نہیں تو کراہت بھی نہیں معاف ہے۔"

(فتاویٰ امجدیہ، ج ۱: ص ۱۹۳: قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال 3 : کیا تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے؟

جواب: عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی یہ مسئلہ غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ جس غلطی سے فساد معنی لازم آئے خواہ تین آیت سے پہلے ہو یا تین آیت کے بعد دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے، جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس غلطی سے فساد معنی ہو، اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور جس سے معنیٰ فاسد نہ ہو نماز فاسد نہ ہوگی دونوں صورتیں تین آیت سے قبل ہوں یا بعد، اس میں فرق نہیں دونوں کا حکم ایک ہے۔" (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱: ص ۱۸۷: قادری کتاب گھر بریلی)

سوال 4 : کیا جب تک جمعہ کی نماز نہ ہو جائے اس وقت تک عورتیں گھروں میں نماز نہیں پڑھ سکتیں؟

جواب: بعض جگہ عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز ختم نہ ہو جائے تب تک عورتوں کے لئے گھروں میں ظہر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے یہ غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز ختم ہونے سے پہلے عورتیں گھروں میں ظہر کی نماز بالکل پڑھ سکتی ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد پڑھیں ایسے ہی پنج وقتہ نمازوں کو بھی مردوں کے نماز کی جماعت سے پہلے پڑھ سکتی ہیں سوائے فجر کے لیکن بہتر یہی ہے کہ فجر کے علاوہ باقی نمازوں میں بھی مردوں کی

جماعت ہو جانے کے بعد پڑھیں، حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورتوں کے لئے ہمیشہ فجر کی نماز غلس یعنی اوّل وقت میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں، جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں۔"

(بہار شریعت، ج۱ ، ح۳ : ص۱۹، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال5 : کیا قرآن شریف کی تلاوت کرنے میں صرف ہونٹ ہلانے اور آواز نہ نکالنے سے تلاوت درست ہے؟

جواب: کچھ لوگ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں خواہ نماز میں یا نماز کے باہر تو صرف ہونٹ ہلاتے ہیں اور آواز بالکل نہیں نکالتے ان کا اس طریقے سے پڑھنا پڑھنا نہیں اگر اس طریقے سے نماز میں پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی اور اگر قرآن پاک کی تلاوت کریں گے تو تلاوت کا ثواب بھی نہیں پائیں گے اس لیے کہ آہستہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنی آواز سے ضرور پڑھے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن لے صرف ہونٹ ہلنا اور آواز کا بالکل نہ نکلنا پڑھنا نہیں ہے، حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں:

"آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس طرح آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱ ، ح۳ : ص۶۶ ، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال6 : دو لوگوں کا مل کر قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: دو شخص اس طرح سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں کہ ایک شخص ایک صفحہ دوسرا شخص دوسرا صفحہ پڑھ رہا ہے تو اگر وہ ایسے قرآن پاک میں تلاوت کر رہے ہیں کہ اس میں لازمی طور سے ہر صفحہ پر آیت ختم ہو جاتی ہے، مثلاً "حافظی قرآن" تو مذکورہ طریقہ پر تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایسے قرآن پاک میں تلاوت کر رہے ہیں کہ جس میں لازمی طور سے ہر صفحہ پر آیت ختم نہیں ہوتی تو مذکورہ طریقہ پر تلاوت کرنا صحیح نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اگر اس صفحہ میں آیت ختم ہو جاتی ہے تو ٹھیک ورنہ آنے والے دوسرے صفحے پر آیت ختم کرے تا کہ معنی برقرار رہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مرکز تربیت افتا، جلد ۱ صفحہ ۱۷۸ فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال7 : جوتا چپل پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ نماز جنازہ میں جوتے چپل پہن کر ہی کھڑے ہو جاتے ہیں تو اگر اس حالت میں جوتا چپل پہن کر نماز پڑھی کی اس کا تلا ناپاک ہے تو نماز نہ ہوگی بہتر یہی ہے کہ جوتا چپل اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج۴ : ص۸۸، رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر جوتا پاک ہے تو اس کو پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے ایسا نہ کرے کہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ جن کے جوتے ناپاک ہیں وہ پہن کر پڑھنے لگیں گے۔"

(فتاویٰ امجدیہ، ج۱ : ص۳۱۸ : ، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال8 : کیا بچہ کی پیدائش کے وقت جو عورت مر جائے، وہ منحوس ہوتی ہے؟

جواب: بعض جگہوں پر کچھ لوگ ایسی عورت کو جو بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے مر جائے اس کو برا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ناپاکی میں مری ہے اس لیے وہ منحوس ہے، مرنے کے بعد چڑیل بنے گی یہ سب جاہلانہ خیالات وخرافات ہیں حدیث شریف میں ایسی حالت میں مرنے والی عورت کو شہادت کا مرتبہ پانے والی بتایا گیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا سات شہادتیں اور بھی ہیں طاعون والا شہید ہے ڈوبا ہوا شہید ہے ذات الجنب کی بیماری والا شہید ہے پیٹ کی بیماری والا شہید ہے آگ والا

شہید ہے دب کر مرنے والا شہید ہے عورت ولادت میں مرجائے توشہید ہے۔"

اس طرح کی حاملہ فوت ہوجائے یاولادت کی حالت میں میلانہ نکلنے کی وجہ سے مرے یاولادت کے بعد چالیس دن کےاندر فوت ہو بہر حال وہ حکماً شہید ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج:۲، ص ۴۱۲: ادبی دنیا)

سوال 9 : کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ گرم کھانا یا گرم چائے یا کوئی اور گرم چیز کھاتے پیتے ہیں تو پھونک کر کھاتے پیتے ہیں حالانکہ ایسا کرنادرست نہیں اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

نیز طبی نقطۂ نظر سے بھی کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنا منع ہے کہ سانس کے ذریعے اندر کے جراثیم باہر آ کر تواناہو جاتے ہیں اور پھر غذا کے ذریعے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو وہ مزید نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

سوال 10 : کیادھوبی کے یہاں کھانادرست نہیں ہے؟

جواب: کچھ لوگ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے ہیں جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں دھوبی ہو یا کوئی اور مسلمان اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں بلا شبہ جائز ہے جولوگ دھوبیوں کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے اور ان کے یہاں کے کھانے کو ناپاک بتاتے ہیں وہ نرے جاہل ہیں، الملفوظ میں ہے:

"دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا جائز نہیں محض باطل ہے۔"

(الملفوظ، ح:۱، ص:۹، مکتبۃ قادریہ سدھارتھ نگر، یوپی)

سوال 11 : کیا جانور ذبح کرتے وقت سرا لگ ہوجائے تو اس کوکھاناحرام ہے؟

جواب: عوام میں مشہور ہے کہ اگر مرغہ، بکرا یا کوئی اور حلال جانور جن کو کھانے کا حکم ہے اگران کوذبح کرنے کے وقت سرالگ ہوجائے تولوگ سمجھتے ہیں کہ اب ذبیحہ کے سر کو کھانا درست نہیں ہے حالانکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس کے سر کو بھی کھانا درست ہے جس طرح سے اس کے گوشت کو کھانا درست ہے، صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے توسر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔"

(بہارشریعت: ج:٤، ح ۱۵: ص ۱۱۸: قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال 12 : کیا عورت جانور ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا؟

جواب: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت بھی جانور ذبح کرسکتی ہے جس طرح سے مرد ذبح کرسکتا ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور مرد و عورت اس ذبیحہ کو سبھی لوگ کھاسکتے ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، جولوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت کا ذبیحہ درست نہیں وہ لوگ شریعت پر افترا کرتے ہیں ایسے لوگ توبہ کریں، اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسلمان عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ وہ ذبح کرنا جانتی ہو، اور ٹھیک ذبح کردے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸: ص ۳۳۲: رضااکیڈمی ممبئی)

سوال 13 : بھادوں کے مہینہ میں کشتی وغیرہ بنا کر حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

جواب: بعض جگہ جو یہ رواج ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی فاتحہ کے لئے ہندی مہینہ بھادوں کی آخری جمعرات یا جمعہ کو عورتیں پھل وغیرہ لے جا کر تالاب یا ندی کے سامنے فاتحہ دلاتی ہیں اور بعد فاتحہ کشتی میں چراغ وحلوہ وغیرہ رکھ کر دریا میں ڈال دیتی ہیں یہ جاہلانہ رسم و رواج ہے جو ناجائز ہے کہ یہ بدعت بھی ہے اور تضییع مال بھی اصلاً فاتحہ دلانا جائز و درست ہے مگر اس کے لیے عورتوں کو تالاب وغیرہ پر جانا اور کشتی چھوڑنا بقیہ ص ۹ رپر

اصلاحات

چوتھی قسط

(از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی *

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر

احساس وطن

1980ء 13–14 اگست: مراد آباد (اتر پردیش)
آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق)
50٪ ہندو، 49٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: وی پی سنگھ، پارٹی، کانگریس، جون 1980 – جولائی 1982 مراد آباد (اتر پردیش)، اس وقت کے مسلم اکثریتی قصبے میں 13 اگست کو مسلمانوں کے تہوار عید الفطر کے دن بھیانک فساد ہوا، پیتل کے برتنوں کی صنعت میں مسلم آبادی کی بڑھتی ہوئی خوشحالی نے ہندوؤں میں شدید ناراضگی پیدا کر دی تھی، خاص طور پر وہ لوگ جو مشرقی پاکستان سے پناہ گزین تھے۔ مارچ 1980 کو چار مسلم نوجوانوں کی طرف سے شادی کی تقریب کے دوران ایک نوجوان دلت لڑکی کے اغوا کے بعد والمیکی (دلتوں کی ذیلی ذات) اور مسلمانوں کے درمیان کشیدگی بھی بڑھ چکی تھی۔

تیرہ اگست کو اسی ہزار مسلمان شہر کی عیدگاہ پر جمع ہوئے تا کہ نماز عید ادا کریں، اسی دوران ایک خنزیر (سور) عیدگاہ میں داخل ہوا، اس معاملے میں پولیس نے مداخلت کرنے سے انکار کر دیا، جس سے مسلمانوں کو یہ لگا کہ پولیس نے سور کو جان بوجھ کر چھوڑا ہے، اسی دوران پتھراؤ شروع ہوا اور پولیس نے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اندھادھند فائرنگ کی جس سے نماز کے دوران متعدد افراد ہلاک ہو گئے، اس کے بعد لوگوں کی گرفتاری ہوئی جس میں کمسن بچوں سمیت 50 افراد شامل تھے اور ان میں کوئی واپس نہ لوٹا۔ اسی شام مسلمانوں کے ایک ہجوم نے ایک پولیس اسٹیشن پر حملہ کر کے دو پولیس اہلکاروں کو ہلاک کر دیا اور عمارت کو آگ لگا دی۔ 14 / اگست کو ایک افواہ پھیلی کہ مسلمانوں نے ایک پوری پولیس پلاٹون پر حملہ کر دیا ہے، پی اے سی نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے دس افراد کو مار ڈالا، 13 اگست سے 10 ستمبر تک کرفیو نافذ کر دیا گیا، مسلمانوں کو پولیس اور پی اے سی کی دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

تشدد میں مقامی پولیس کی شمولیت کی وجہ سے نیم فوجی دستوں کو تعینات کرنا پڑا۔ مقامی انتظامیہ مکمل طور پر نااہل اور غیر ذمہ دار ثابت ہوئی۔ اس ہنگامے سے ہونے والی ہلاکتوں کی تعداد پر اب بھی بحث ہوتی ہے، لیکن حکومت نے 400 اموات کو تسلیم کیا اور معاوضہ ادا کیا، ایک مسلم گروپ نے مرنے والوں کی تعداد 2,500 بتائی ہے جب کہ دوسرے ذرائع نے اندازہ لگایا ہے کہ تشدد میں 1,500 سے 2,000 افراد نے اپنی جانیں گنوائیں۔ اکتوبر کے آخر میں مزید فسادات پھوٹ پڑے، جس میں 14 افراد مارے گئے۔ کافی ہچکچاہٹ کے بعد، بالآخر وزیر اعظم اندرا گاندھی نے مسلم آبادی کو مطمئن کرنے کے لیے اکتوبر میں قصبے کا دورہ کیا۔ مراد آباد فسادات کے بعد، اگست میں الٰہ آباد میں پی اے سی اور مسلمانوں کے درمیان تشدد بھی بھڑک اٹھا، جس میں تقریباً دس افراد کی جانیں گئیں۔

Akbar, 1980) (Gandhi, 1980) (Secular Democracy, 09/1980) (India Today, 30/11/1980) (Saberwal and M.Hasan, 1984: 209) (Engineer, 1984b: 39) (Ghosh, 1987: 221–224) (Chatterji, 1995: 38–38)

1980 / اکتوبر – 1981، مئی: گودھرا (گجرات)
51٪ ہندو، 46٪ مسلمان گجرات کے وزیر اعلیٰ: مادھو سنگھ سولنکی، پارٹی کانگریس جون 1980 تا اگست 1985 گودھرا (گجرات) شہر میں فرقہ وارانہ واقعات کا ایک سلسلہ جو تقریباً ایک سال کے

عرصے میں پیش آئے، ان کا نتیجہ سندھیوں گھانچیوں (مسلمانوں کی ایک برادری) کے درمیان مقامی دشمنی کے نتیجے میں ہوا۔ پہلا بڑا واقعہ 29 اکتوبر 1980 کو پیش آیا جب سڑک کے دو ہاکروں (ایک سندھی اور ایک گھانچی مسلمان) نے اپنی گاڑیوں کی پوزیشن پر جھگڑا کیا۔ سندھی اور گھانچی کا ہجوم تیزی سے جمع ہو گیا، ہر ایک نے دوسری برادری سے تعلق رکھنے والی دکانوں اور گھروں کو آگ لگادی۔ پانچ سندھیوں کے خاندان کو زندہ جلا دیا گیا۔ مارچ 1981 کو مزید تشدد اس وقت ہوا جب میونسپلٹی نے سندھی کمیونٹی کو تباہ شدہ دکانوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دی، جبکہ مسلمانوں کو باضابطہ طور پر ایسا کرنے کی اجازت سے انکار کر دیا گیا۔ ستمبر تک حملے اور جوابی حملے ہوتے رہے، تقریباً دس جانیں گئیں۔ (Engineer, 1984b: 246–261)

1981ء 30 اپریل تا 5 مئی: بہار شریف (بہار) 63٪ ہندو، 37٪ مسلمان بہار کے وزیر اعلی: جگن ناتھ مشرا، پارٹی کانگریس، جون 1980 تا اگست 1983 بہار شریف (بہار) ایک قصبہ جس میں اس وقت مسلمانوں کی اڑتالیس فیصد آبادی تھی میں ایک سنگین فساد ہوا۔ مسلمانوں کی نسبتاً زیادہ موجودگی کی وجہ سے، قصبے میں کئی قبرستان ہیں۔ 1981 کے اوائل میں مسلمانوں اور یادَو قوم کے درمیان ایک تنازعہ کی وجہ سے کشیدگی پیدا ہوئی، جس میں یادووں نے مسلمانوں کے قبرستان میں واقع اپنے لیے زمین کا دعویٰ کرنے کی کوشش کی تھی، 21/ جنوری کو مسلمانوں نے محسوس کیا کہ یادَو متنازعہ جگہ پر ہندو مندر کی تعمیر کے لیے آگے بڑھ گئے ہیں۔ جھڑپیں شروع ہوئیں، لیکن پولیس نے انہیں تیزی سے قابو کر لیا۔ 30 اگست کو گنگن دیوان کے مسلم اکثریتی محلے میں شرابی مسلم اور ہندو نوجوانوں کے درمیان جھگڑے نے فساد کو جنم دیا۔ افواہیں پھیل گئیں کہ مسلمانوں نے گنگن دیوان کے چند ہندو خاندانوں کا "قتل عام" کیا ہے۔ 1- مئی کو بندوقوں اور بموں سے لیس ایک ہجوم نے علی نگر پر حملہ کر دیا— یہ ایک ایسا علاقہ تھا جو دوسرے علاقوں میں نافذ کرفیو سے مستثنیٰ تھا۔

ایک مرد اور 14 خواتین اور بچے ہلاک ہوئے، صرف بہار شریف کے قصبے میں 20 افراد جان کی بازی ہار گئے، لیکن سب سے اہم واقعات قریبی دیہات گلنی میں پیش آئے جہاں 2 مئی کو بموں اور رائفلوں سے لیس ایک ہجوم کے ہاتھوں 13 افراد، جن میں خاص طور پر خواتین اور بچے شامل تھے ہلاک ہوئے۔ دیہاتی خاص طور پر دلت اور یادَو (او بی سی)، ہجوم میں شامل ہو گئے، ایک گاؤں میں مسلمانوں پر حملہ کیا جو برسوں سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں رہتا تھا۔ دیہی علاقوں میں تین دن تک پولیس کی مداخلت کے بغیر تشدد کا سلسلہ جاری رہا۔ کانگریس کی ریاستی انتظامیہ نے بہت آہستہ ردعمل ظاہر کیا۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی کو 4 مئی کو اس علاقے میں آنا پڑا۔ 5 مئی کو امن بحال ہوا۔ کچھ رپورٹوں میں بتایا گیا کہ آر ایس ایس نے زمین کے تنازعہ پر یادووں کے غصے کا فائدہ اٹھا کر فسادات کو ہوا دی۔

سی پی آئی (کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا) کے ایک مقامی ایم ایل اے نے اطلاع دی کہ فسادات کے دوران آر ایس ایس کے کارکنوں نے لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ دیہی علاقوں کا دورہ کیا، اور یہ جھوٹی افواہ پھیلائی کہ بہار شریف میں مسلمانوں کے ہاتھوں دوسو یادووں کو قتل کیا گیا ہے، پولیس نے بھی اپنے آپ کو نااہل اور ہندوؤں کا حصہ دار ثابت کیا۔ اصل ہلاکتوں کی تعداد نامعلوم ہے، سرکاری اعداد و شمار نے 52 اموات کی اطلاع دی ہے، لیکن دوسرے اندازوں کے مطابق یہ تعداد 80 سے 150– 200 تک ہے۔

(Secular Democracy, 05/1981) (Sunday, 24/05/1981) (Engineer, 1981) (Ghosh, 1987: 127–130) (Saksena, 1990: 167)

1981ء 12–20 جولائی: حیدرآباد (آندھرا پردیش) 54٪ ہندو، 43٪ مسلمان وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش: تنگوتوری انجیا، پارٹی کانگریس اکتوبر 1980 تا فروری 1982 حیدرآباد (آندھرا پردیش) میں فسادات پھوٹ پڑے اور آٹھ دن تک جاری رہے، چالیس افراد ہلاک اور تین سو زخمی ہوئے، ان

اموات کی وجہ ہجوم کے تشدد سے نہیں بلکہ شہر کی چھوٹی گلیوں میں غنڈوں کے ذریعے کیے جانے والے الگ تھلگ چھرا گھونپنے کے واقعات تھے۔ Saksena, 1990: 191

1982 ،فروری 15–18: پونے اور سولاپور (مہاراشٹرا)

پونے 80٪ ہندو، 9٪ مسلمان سولاپور میں 76٪ ہندو، 19٪ مسلمان مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ: باباصاحب بھوسلے، پارٹی کانگریس، جنوری 1982 تا فروری 1983 یہ فرقہ وارانہ واقعات دو شہروں، پونے اور سولاپور (مہاراشٹر) میں ہوئے، اور یہ اچ پی کی زیر قیادت ایک جارحانہ مہم کے نتیجے میں تھے، اس مہم نے ہندوؤں کو اسلام کے خطرات کے بارے میں بیدار کرنے کی کوشش کی، میناکشی پورم میں اجتماعی تبدیلی کے بعد۔ خوفزدہ مسلمانوں نے لو پروفائل اپنایا۔ 16 فروری کو وی اچ پی نے کانگریس انتظامیہ کے تعاون سے پونے کے راستے ایک جلوس نکالا، اس نے مسلم محلوں کو عبور کرتے ہوئے راستے میں مسلمانوں کی دکانوں اور املاک کو نقصان پہنچایا۔

سولاپور کے مزدور طبقے کے قصبے میں، VHP کا ایک جلوس ایک مسجد کے قریب آ کر رکا اور "جلاؤ جلاؤ پاکستان" ("جلاؤ، پاکستان کو جلا دو") جیسے مسلم مخالف نعرے لگائے۔ وہاں کے مسلمانوں نے پونے کے مقابلے ہندو دکانوں کو جلا کر جوابی کارروائی کی، انتظامیہ کی جانب سے بروقت کارروائی سے صورت حال پر قابو پایا گیا اور ہلاکتوں کو محدود کیا۔

(Akbar, 1982) (Secular Democracy, 03/1982)(Engineer, 1984b: 263–270)

1982ء 29 ستمبر تا اکتوبر 2: میرٹھ (اتر پردیش) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 61٪: ہندو، 36٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: سری پت مشرا، پارٹی کانگریس جولائی 1982–اگست 1961 1984 کے واقعات کے بعد، ایک بار پھر، میرٹھ (اتر پردیش) شہر میں المناک فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ جنوری 1982 کے بعد سے ماحول کشیدہ ہو گیا تھا جب آر ایس ایس کے سربراہ بالا صاحب دیوراس نے شہر کا دورہ کیا تھا۔ ستمبر میں میرٹھ میں "ایکاتما تا یگنا یاترا" کے اثرات کو محسوس کیے گئے۔ 19–21 ستمبر کو وی اچ پی نے وارانسی (اتر پردیش) میں ایک میٹنگ کا اہتمام کیا، جولائی میں ہریدوار (اتراکھنڈ) میں ایک تربیتی کیمپ بھی منعقد کیا گیا۔

اس کے بعد وی اچ پی کے رضا کار میرٹھ شہر پہنچے۔ فرقہ وارانہ فسادات کی شروعات ایک چھوٹے سے جھگڑے سے ہوئی، واقعہ یوں تھا کہ شاہ گھاسہ محلے میں ایک مسلم وکیل نے ایک زمین کے ٹکڑے پر قبضہ کر لیا تھا، اسی بنا پر شہری انتظامیہ اور ہندو تنظیموں نے یہ دعویٰ کر کے واقعہ میں فرقہ وارانہ جہت کا اضافہ کیا کہ متنازعہ جگہ پر ایک مندر کھڑا تھا۔ مسلم وکیل نے یہ کہہ کر اختلاف کو مزید ہوا دی کہ یہ درحقیقت ایک مزار کی جگہ تھی۔ 11 ستمبر تک کئی الگ تھلگ علاقوں میں ہلاکتیں ہوئیں۔ ضلع انتظامیہ نے 14 ستمبر کو اس جگہ کو سیل کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہندو اکثریتی تاجروں اور بار ایسوسی ایشنز نے اس فیصلے کے خلاف احتجاج کے لیے 18 ستمبر کو ہڑتال کا اعلان کیا اور بالآخر جگہ کو سیل کر دیا گیا۔ لیکن 22 ستمبر کو سیل کو ہٹا لیا گیا، یہاں ضلع انتظامیہ بیرونی دباؤ کے سامنے جھک گئی۔ اگلے دن بی جے پی اور انڈین پیپلز پارٹی کے اراکین نے متنازعہ جگہ پر فتح کے جلوس کی قیادت کی۔ 28 ستمبر کو مسلمانوں کے تہوار عید کے دن قصبے کے قاضی نے مہر ہٹانے کے خلاف احتجاج میں مسلمانوں کو سیاہ بیج لگانے کو کہا۔

دہلی کی جامع مسجد کے شاہی امام سید عبداللہ بخاری کی اشتعال انگیز تقریروں نے بھی جذبات کو ہوا دی۔ اس انتہائی فرقہ وارانہ ماحول میں صورتحال 30 ستمبر کو فرقہ وارانہ فسادات میں بدل گئی جو 2 اکتوبر تک جاری رہا۔ مسلم مخالف تشدد میں نچلی ذاتیں خاص طور پر شامل تھیں۔ پی اے سی کی خصوصی پولیس فورس نے بھی مسلمانوں کے قتل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ اب ہندوؤں کے تئیں محض جانبداری کا معاملہ نہیں رہا بلکہ پولیس کا حملہ تھا جس نے مسلمانوں کو براہ راست نشانہ بنایا۔ مجموعی طور پر پی اے سی

نے یکم اور 2 اکتوبر کو 42 افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ سب سے بدترین واقعہ فیروز بلڈنگ میں ایک غریب مسلم علاقے میں پیش آیا، جہاں 13 افراد (بعض ذرائع کے مطابق 29) پی اے سی کی گولیوں سے مارے گئے۔ ضلعی انتظامیہ نااہل اور ہندو مفادات کی طرف دار ثابت ہوئی۔ ریاستی سطح پر کانگریس کے وزیر اعلی سرپت مشرا کو تشدد میں ملوث ضلعی پولیس افسران کو فوری طور پر ہٹا کر کارروائی کرنی چاہیے تھی، لیکن ان کی انتظامیہ غیر موثر اور کام کرنے میں سست ثابت ہوئی۔

(Chishti, 1982 (India Today, 31/10/1982: 24–29)(Sunday, 03/04/1983: 21) (Engineer, 1984b: 275–279); (Engineer, 1987c) (Ghosh, 1987: 216–220) (Brass, 2004) (Brass, 2006: 66; 91–94)

1982ء 22–30 اکتوبر: بڑودہ (گجرات) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 85٪: ہندو، 11٪ مسلمان گجرات کے وزیر اعلیٰ: مادھوسنگھ سولنکی، پارٹی کانگریس، جون 1980 تا اگست 1985 فرقہ وارانہ طور پر حساس شہر بڑودہ گجرات میں تشدد ہوا۔ کشیدگی ستمبر 1981 میں شروع ہوئی جب چھوٹے پیمانے پر ہونے والے فسادات میں نو افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، اس وقت سے لوگ اکتوبر 1982 تک فرقہ وارانہ ماحول کے خوف میں رہے اور پھر بڑی جھڑپیں شروع ہو گئیں، فسادات کی بنیادی وجہ شراب کے ناجائز کاروبار میں مسلمانوں اور کہاروں (ایک ہندو نچلی برادری) کے درمیان ہمیشہ سے جاری معاشی دشمنی تھی۔ اس کے علاوہ 1982 میں "دسہرہ" اور محرم ایک ساتھ ہوا، جس سے دونوں برادریوں میں مزید دشمنی ہوئی۔ 22 اکتوبر کو ناواپورہ کوارٹر میں ایک نوجوان کی چاقو کے وار سے موت نے فسادات کو جنم دیا۔ ایک ہی گلی میں نکلنے والے ہندو اور مسلم جلوسوں میں تصادم ہوا۔ پولیس کو فائرنگ کرنی پڑی اور کرفیو لگا دیا گیا۔

27 اکتوبر کو تشدد کا ایک تازہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب ایک تعزیہ جلوس ایک ہندو علاقے سے گزر رہا تھا، جس میں دو مسلمانوں کی لاشیں برآمد ہوئیں۔ ماحول کی کشیدگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور کچھ پولیس افسران کے ساتھ اپنے قریبی روابط پر بھروسہ کرتے ہوئے شراب کی صنعت سے تعلق رکھنے والے ہندو جرائم پیشہ عناصر نے مسلمانوں کی دکانوں میں توڑ پھوڑ کی۔ 29 اکتوبر کو ایک ہندو کو چھرا گھونپنے سے بھی مسلم علاقوں میں پرتشدد پولیس کارروائیاں ہوئیں۔ دھڑے بندیوں میں مصروف کانگریس کی ریاستی انتظامیہ صورتحال سے نمٹنے میں ناکام ثابت ہوئی۔ وزیر اعلیٰ ایم سولنکی نے 6 نومبر تک بڑودہ کا دورہ نہیں کیا، پھر وزیر اعظم اندرا گاندھی نے ان سے ایسا کرنے کی درخواست کی۔ تشدد میں سات افراد ہلاک اور 55 زخمی ہوئے۔ 13 دسمبر کو ایک افواہ پھیلی کہ سٹی پولیس کمشنر (بی جے پی اور آر ایس ایس کے قریبی آدمی) کو ریاستی حکومت نے مسلم لیڈروں کے دباؤ کے جواب میں ہٹا دیا ہے، اس افواہ کے بعد طلبہ کے مظاہروں سے آتش زنی اور دکانوں میں لوٹ مار شروع ہوئی۔ بارہ افراد جاں بحق ہوئے۔

Engineer, 1982) (Ghosh, 1987: 171–174)

1983ء 7–9 ستمبر: حیدرآباد (آندھرا پردیش) 54٪ ہندو، 43٪ مسلمان آندھرا پردیش کے وزیر اعلی: این ٹی راماراؤ، تیلگو دیشم پارٹی (ٹی ڈی پی)، جنوری 1983 تا اگست 1984 دو دنوں تک شہر حیدرآباد (آندھرا پردیش) ایک بار پھر سنگین فرقہ وارانہ تشدد سے لرز اٹھا۔ بی جے پی اور وی ایچ پی "گنیش چترتھی" کے موقع پر شہر میں فرقہ وارانہ تحریک کے لیے ذمہ دار تھے، 7/ستمبر کو ایک ذہنی طور پر معذور مسلمان نے مسجد سے نکلتے ہوئے ایک ہندو مندر پر پتھر پھینکا۔ 8/ستمبر کو آل وائن میٹل فیکٹری کے احاطے میں ایک مسجد کی بی جے پی ایم ایل اے، اے نریندر کی قیادت میں ٹریڈ یونین کے مزدوروں نے بے حرمتی کی، مسجد کے اندر ہندو بت نصب کیے گئے اور قرآن پاک کے نسخے وضو کے ٹینکوں میں پھینکے گئے۔

احوال وطن

مجلس اتحاد المسلمین جس کی حمایت دیگر مسلم تنظیموں (مسلم لیگ، تعمیر ملت، جماعت اسلامی اور امارت ملت اسلامیہ) نے کی، بعد میں 9 رستمبر کو بند کا اعلان کیا گیا، اگرچہ تیلگو دیشم پارٹی (ٹی ڈی پی) کے چیف منسٹر این ٹی راما راؤ نے انہیں منتشر کرنے کی پوری کوشش کی، لیکن مقامی کانگریس (آئی)، جو مسلم حمایت حاصل کرنے کے لیے بے چین تھی، اس نے ایم آئی ایم کے قائدین کو اس بات پر راضی کیا۔ یہ بند کا مظاہرہ اس وقت تک پرامن رہا جب تک ایم آئی ایم کے رضا کاروں نے لوگوں کو شرکت کے لیے مجبور کرنا شروع نہیں کیا۔ ایک پولیس افسر نے گولی چلائی جس سے دو نوجوان مسلمان لڑکے مارے گئے، اس واقعہ کے بعد شہر کے کئی حصوں میں چھرا گھونپنے کے الگ تھلگ واقعات ہونے لگے، لیکن ہجومی تشدد کے واقعات شاذ و نادر ہی ہوئے، انفرادی متاثرین حیدرآباد شہر کی تنگ گلیوں میں مارے گئے۔ شہری انتظامیہ کرفیو نافذ کرنے سے گریزاں تھی کیونکہ اس سے 10 ستمبر کو ہونے والے "گنیش تہوار" میں خلل پڑتا تھا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تشدد کے نتیجے میں 45 جانیں گئیں۔ غیر سرکاری اندازوں کے مطابق ہلاکتوں کی اصل تعداد 70 اور زخمیوں کی تعداد 200 سے زیادہ رہی۔

(India Today, 15/10/1983: 8) (Radiance, 30/10–5/11/1983: 7) (Engineer, 1983) (Ghosh, 1987: 120)

1984ء 17–18 مئی: بمبئی اور بھیونڈی (مہاراشٹر)

بمبئی 67٪ ہندو، 19٪ مسلمان بھیونڈی میں 44٪ ہندو، 51٪ مسلمان مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ: وسنت راؤ پاٹل، پارٹی کانگریس، فروری 1983 – جون 1985 بمبئی، بھیونڈی، تھانے، کلیان اور بھیندر (مہاراشٹر) میں فسادات ہوئے۔ ایک ساتھ، ان فسادات کو اکثر "بمبئی – بھیونڈی فسادات" کہا جاتا ہے۔ ان فسادات نے تاریخ ہند پر گہرے بدنما داغ چھوڑے۔ اس خطے میں اپریل 1984 سے فرقہ وارانہ ماحول کشیدہ تھا، جب "شیو سینا" کے رہنما بال ٹھاکرے نے اپنے یوم پیدائش پر ایک متحدہ ہندو محاذ بنانے کا فیصلہ کیا، جسے "ہندو مہاسنگھ" کہا جاتا ہے۔ مہاسنگھ نے کئی تنظیموں کے اجتماع سے وجود پایا، مہاسنگھ کی ایک میٹنگ 21 اپریل کو بمبئی میں ہوئی تھی، جس کے دوران ٹھاکرے نے انتہائی اشتعال انگیز تقریریں کیں، جس میں مسلم کمیونٹی کو ایک کینسر بتایا اور کہا کہ اس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ وسنت دادا پاٹل نے اس واقعہ پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اس کے بجائے اس نے "شیو جینتی" کے تہوار پر جلوس کو آگے بڑھنے کی اجازت دی۔

1970 کے بعد پہلی بار 13 مئی کو اردو اخبار "اخبار عالم" نے بال ٹھاکرے کی تقریر کو توڑ مروڑ کر پیش کیا، اس طرح یہ افواہ پھیلائی کہ انہوں نے پیغمبر اسلام کی توہین کی ہے، مسلمانوں نے مظاہرے کئے۔ اس کے جواب میں شیو سینا نے 16 مئی کو بمبئی کے مختلف علاقوں میں بند کی کال دی تھی۔ مسلمانوں نے 17 مئی کو سبز جھنڈے لہرا کر اور "شیو سینا" کے بھگوا جھنڈوں کو ہٹا کر جوابی ردعمل کا اظہار کیا۔ بھیونڈی میں تشدد پھوٹ پڑا، جو کلیان، تھانے اور بمبئی تک پھیل گیا۔ بھیونڈی کے مضافات میں دیہات کے لوگوں نے حملہ کر دیا۔ مٹی کے تیل سے مسلح ہجوم نے شہر کے کچھ حصوں کو تباہ کر دیا، 19 مئی کو ایک امیر مسلمان تاجر کے فارم میں پناہ لینے والے ستائیس افراد کو تقریباً ایک ہزار لوگوں کے ہجوم نے زندہ جلا دیا۔ پولیس نے مداخلت نہیں کی۔ یہ ہجوم کے تشدد کا اچانک پھوٹنا نہیں تھا: یہ قتل اچھی طرح سے مسلح ہندوتوا کارکنوں اور غنڈوں کے ذریعے کیے گئے۔

کچھ رپورٹس کے مطابق کل مرنے والوں کی تعداد 278 تھی۔ اس کے علاوہ 1,115 لوگ زخمی ہوئے اور 70 کروڑ (70,000,000 روپے ویسٹرن نوٹیشن میں) اور 65 لاکھ (مغربی نوٹیشن میں 6,500,000 روپے) کی املاک تباہ ہوگئیں، اصغر علی انجینئر کی سربراہی میں کی گئی انکوائری میں بھیونڈی میں 500 اموات (400 مسلمان، 100 ہندو) 104 تھانے اور بھایندر کی صنعتی بستی میں 6 کی اطلاع دی گئی۔ ہلاک ہونے والوں کی بڑی تعداد کا تعلق آبادی کے غریب ترین طبقات سے تھا۔

(The Times of India, 3/06/1984) (India Today, 15/06/1984) (Engineer, 1984c: 29; 160–163); (Ghosh, 1987: 202–205) (Saksena, 1990: 184–187)(Engineer, 1992d)

1984ء جولائی اور ستمبر: حیدرآباد (آندھرا پردیش)

آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 54٪ ہندو، 43٪ مسلمان وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش: این ٹی راما راؤ، تیلگو دیشم پارٹی، جنوری 1983 تا اگست 1984 این بھاسکر راؤ، کانگریس (آئی) اگست 1984–16 ستمبر 1984 شہر حیدرآباد (آندھرا پردیش) میں ایک بار پھر فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے جو کہ زیادہ سے زیادہ حساس ہوتا جارہا تھا، جولائی کو مغل پورہ کے مسلم اکثریتی علاقے میں کالی پوجا کرنے والوں کے ایک ہندو جلوس پر پتھراؤ کیا گیا، اس کے بعد ہونے والے جھگڑے میں ایک شخص کی موت ہوگئی۔ 29 جولائی کو نوجوانوں کے ایک گروپ نے ایک پولیس اسٹیشن پر حملہ کیا اور راہگیروں پر چاقو سے حملہ کیا۔ اس کے بعد شہر کے پانچ دیگر حصوں میں فسادات پھوٹ پڑے۔

پندرہ افراد نے اپنی جانیں گنوائیں، ستمبر میں مزید فسادات ہوئے، خاص طور پر 9 ستمبر کو جب پرانے شہر سے گزرنے والے "گنیش جلوس" میں شامل افراد نے مسلمانوں کی دکانوں پر حملہ کیا اور آگ لگادی، چاقو مارنے کے واقعات جوابی کارروائی میں پیش آئے جس سے مرنے والوں کی تعداد بیس ہوگئی۔

(India Today, 31/08/1984) (Ghosh, 1987: 123)

1984ء 31 اکتوبر تا نومبر: 4 دہلی میں 81٪ ہندو، 12٪ مسلمان، 4٪ سکھ دہلی کے وزیر اعلیٰ: کوئی نہیں، دہلی اس وقت مرکز کے زیر انتظام علاقہ تھا، ریاست نہیں، وزیر اعظم اندرا گاندھی کے ان کے سکھ محافظوں کے ہاتھوں قتل کے بعد دہلی میں سکھ مخالف فسادات ہوئے، جس میں 2,733 جانیں گئیں۔ (مزید تفصیلات کے لیے، لیونل بایکساس [2009] کی طرف سے "کیس سٹڈی آن دی سکھ مخالف قتلِ عام پر اکتوبر 31 تا 4 نومبر 1984، نئی دہلی" دیکھیں۔) تشدد کے اس واقعہ نے مسلم کمیونٹی پر بھی اپنے نشانات چھوڑے، جیسا کہ ہر فساد میں اسی طرح نشانہ بنائے جانے کا اندیشہ رہتا ہے، دسمبر 1984 کے انتخابات سے پہلے کے مختصر عرصے کے دوران بہت تیزی سے ہندو نواز پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ نوٹ: ان شاء اللہ سکھ فسادات پر ایک مضمون الگ سے قلم بند کرنے کا ارادہ ہے۔

(Graff, 1987: 441)

1985ء مارچ 18–25؛ اپریل 15–1986 29ء

9–14 جولائی: احمد آباد (گجرات) 81٪ ہندو، 14٪ مسلمان گجرات کے وزیر اعلیٰ: مادھو سنگھ سولنکی، پارٹی کانگریس، جون 1980–اگست 1985، امر سنہا چودھری، کانگریس پارٹی، اگست 1985–دسمبر 1989 احمد آباد (گجرات) شہر میں فرقہ وارانہ فسادات کا ایک سلسلہ شروع ہوا، جس میں 200 سے زیادہ جانیں گئیں، فروری میں احمد آباد کو جس تشدد نے اپنی لپیٹ میں لے لیا وہ پہلے تو فرقہ وارانہ نوعیت کا نہیں تھا: اس کا تعلق اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے "ریزرویشن" مخالف مظاہروں سے تھا جو عوام میں پسماندہ طبقات کے لیے کوٹے کے نفاذ کے خلاف تھا، 18 مارچ کو فرقہ وارانہ فسادات نے اس وقت جنم لیا جب بند کی کال کے جواب میں مسلمان دکانداروں نے اپنی دکانیں بند کرنے سے انکار کردیا، اپریل میں ایک پولیس ہیڈ کانسٹیبل کی موت کا بدلہ لینے والے پولیس اہلکاروں نے فسادیوں کو مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگانے میں مدد کی۔

22/اپریل کو پولیس نے اخبار گجرات سماچار (جو ان کی سرگرمیوں پر تنقید کرتا تھا) کے دفتر کو جلا دیا، پولیس کی فائرنگ سے بیس مسلمان مارے گئے۔ اندرا نگر کی غریب کچی آبادی پر 22 اپریل کو مسلح اعلیٰ ذات کے ہندو ہجوم نے پولیس کی ملی بھگت سے حملہ کیا، غیر سرکاری طور پر مرنے والوں کی تعداد ایک سو تک پہنچ گئی۔ اس طرح اس فساد کا اختتام بھی مسلمانوں کے خون سے ہوا ع

برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

احساس وطن

1985 کے مشکل بھرے سال کے بعد 9 جولائی 1986 کو ایک بار پھر ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے۔ "شاہ بانو تنازعہ" نے ماحول کو فرقہ وارانہ خطوط پر پھیلا دیا تھا۔ معاملات 9 جولائی کو شروع ہوئے جب مسلمانوں کے گھروں سے مبینہ طور پر "رتھ یاترا" پر پتھر پھینکے گئے۔ پریڈ کے شرکا لاٹھیوں ترشول اور مٹی کے تیل سے لیس تھے اور مسلم مخالف نعرے لگا رہے تھے، اس فساد میں 59 جانیں گئیں۔

(Engineer, 1985a) (Engineer, 1985b) (S. Patel, 1985) (Engineer, 1986) (Ghosh, 1987: 163–164; 265) (Saksena, 1990: 96); (Varshney and Wilkinson, 2004, database) (Rajeshwari, 2004)

1987ء 18–23 مئی: میرٹھ (اتر پردیش) 61٪ ہندو، 36٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: بیر بہادر سنگھ، پارٹی کانگریس ستمبر 1985 – جون 1988 میرٹھ (اتر پردیش) شہر مرادنگر اور ملیانہ کے قریبی علاقے ایک بار پھر خوفناک تشدد کی زد میں آ گئے، پچیس سال گزرنے کے بعد بھی ان ہولناکیوں کی یاد اب بھی بہت واضح ہے۔ (اب 37 سال ہو چکے ہیں) میرٹھ، 14 فروری 1986 کو ایودھیا (اتر پردیش) میں بابری مسجد کو سیل کرنے کے بعد تالے کھولنے کے خلاف مسلمانوں نے شہر میں سیاہ پرچم لہرائے، انہوں نے ہندوؤں کی دکانوں کو آگ لگا دی، جس سے چھوٹے پیمانے پر فساد ہوا، 30 مارچ 1987 کو میرٹھ کے مسلمانوں کی بڑی تعداد نے دہلی میں بابری مسجد ایکشن کمیٹی (BMAC) کی جانب سے منعقدہ ایک ریلی میں شرکت کی، جہاں شاہی امام سید عبداللہ بخاری نے اشتعال انگیز تقریریں کیں، 14 اپریل کو مسلمانوں کے تہوار کے دوران فسادات پھوٹ پڑے، شب برات کو دس جانیں گئیں، 16 مئی کو ایک عام زمین کے تنازعہ کے دوران ایک ہندو کے قتل نے فسادات میں مزید اضافہ کیا۔ ہاشم پورہ مسلم اکثریتی محلے میں 18 مئی کو اس وقت تشدد بھڑک اٹھا جب ایک مسلمان کے نام سے منسوب اسٹینڈ کو آگ لگا دی گئی۔

مسلمانوں نے جوابی کارروائی میں ایک ہندو کی دکان پر حملہ کر دیا اور اس کے مالک کو چاقو مار کر ہلاک کر دیا، اس کے بعد پولیس اور پی اے سی نے لوگوں کو گرفتار کرنے کے لیے علاقے کو گھیرے میں لے لیا۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور مسلمان افطار کر رہے تھے۔ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے نشر ہونے والی اپیلوں کے بعد انہوں نے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ اس کے بعد ہونے والی پرتشدد اور اندھا دھند گرفتاریوں نے مسلم کمیونٹی کو مشتعل کر دیا، جس کی بنا پر ہندوؤں پر حملے شروع ہوئے، پیلوکھڑی کی فیکٹریوں میں دس سے بارہ افراد (ہندو اور مسلمانوں) کو زندہ جلا دیا گیا، 19 مئی کو کرفیو لگا دیا گیا، ہندو کارکنوں نے پی اے سی کی مدد سے شہر کے کچھ حصوں کو لوٹا اور جلایا، غریب پس منظر کے بہت سے مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا، خاص طور پر شاستری نگر کے علاقے میں جہاں 33 افراد (یا رہائشیوں کے مطابق 100 سے زیادہ) مارے گئے۔ مرادنگر۔ 22 مئی کو ہاشم پورہ کے علاقے میں تقریباً سو مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا تھا جنہیں ٹرکوں میں مرادنگر علاقے میں گنگا نہر پر لے جایا گیا تھا۔

انہیں پی اے سی نے ایک ایک کر کے گولی مار دی، اگرچہ پولیس نے واقعے کی تردید کی ہے لیکن کئی لاشیں نہر میں تیرتی ہوئی دیکھی گئیں۔ کچھ زندہ بچ جانے والوں کا الزام ہے کہ 100 سے زیادہ لوگ مارے گئے۔ ملیانہ۔ جب میرٹھ شہر معمول کی طرف لوٹ رہا تھا، 23 مئی کو میرٹھ سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ملیانہ گاؤں میں ایک اور بڑے پیمانے پر قتل ہوا، پی اے سی نے ہاشم پورہ معاملے میں چند افراد کی تلاش کے دوران مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر فائرنگ کی۔ گاؤں کے ہندو باشندوں بالخصوص دلتوں نے لوٹ مار اور جلانے میں حصہ لیا۔ کئی مسلمانوں کو ان کے گھروں میں زندہ جلا دیا گیا۔ ہلاکتوں کی تعداد اور ان واقعات کی وحشیانہ وارداتوں نے آزادی کے بعد ہندوستان پر بدنما نشان چھوڑے۔

گیان پرکاش کمیشن آف انکوائری رپورٹ (انجینئر

1988 میں نقل کیا گیا ہے) نے ثابت کیا کہ میرٹھ میں 117 لوگ مارے گئے تھے۔ انجینئر نے قریبی گاؤں ملیانہ میں 68 اور مرادنگر کے علاقے میں 40 اموات کی اطلاع بھی دی، جس سے ان واقعات کی کل ہلاکتوں کی تعداد 225 ہوگئی، لیکن اصل اعداد وشمار اس سے کہیں زیادہ ہوسکتے ہیں، شاید 400 کے قریب، بشمول ملیانہ اور اس کے آس پاس کی 180 اموات۔ مرادنگر میں 100۔ کچھ میڈیا رپورٹس کا خیال ہے کہ مرنے والوں کی تعداد چار عدد سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے۔ (یعنی ہزار سے زائد)

(The Indian Express 27/05/1987) (India Today 15/06/1987) (Secular Democracy 07/1987) (Secular Democracy 07/1987) (Secular Democracy 12/1987) (Engineer 1987b)(Engineer 1988b)

1987ء 19—22 مئی: دہلی 81٪ ہندو، 12٪ مسلمان

دہلی کے وزیر اعلی: کوئی نہیں، اس وقت دہلی کو مرکزی زیر انتظام علاقہ سمجھا جاتا تھا، ریاست نہیں، میرٹھ میں ہونے والے واقعات کے بارے میں افواہوں کے ایک سلسلے نے دہلی میں فرقہ وارانہ تشدد کو جنم دیا۔ 19 مئی کو ایک ہجوم نے حوز خز (یا حوض خاص) علاقے میں ایک مسجد کے امام کو قتل کر دیا۔ کرفیو نافذ کیا گیا لیکن 22 مئی کو دوبارہ نرمی کی گئی تا کہ مسلمان رمضان کے آخری دن نماز ادا کرسکیں۔ ظہر کی نماز کے بعد تشدد کا ایک نیا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب جامع مسجد اور فتح پوری مسجد کے ہجوم نے ہنگامہ آرائی کی۔ میڈیا نے آٹھ ہلاکتوں کی اطلاع دی۔ دیگر رپورٹس میں مرنے والوں کی تعداد 15 بتائی گئی ہے جن میں سے 12 پولیس کی فائرنگ میں مارے گئے۔ اس کے بعد میرٹھ اور دہلی کے درمیان سرحد کو سیل کر دیا گیا۔

The Illustrated Weekly 07/06/1987)(Secular Democracy 07/1987) (Engineer 1987a), (Engineer 1987c: 65–108)

1988ء 17—20 مئی: اورنگ آباد (مہاراشٹر) 52٪ ہندو، 29٪ مسلمان مہاراشٹر کے وزیر اعلی: شنکر راؤ چوہان، کانگریس پارٹی، مارچ 1986 – جون 1988 اورنگ آباد (مہاراشٹر) شہر اور آس پاس کے دیہات میں میونسپل کارپوریشن کے انتخابات ہونے کے بعد فسادات پھوٹ پڑے۔ شیوسینا کے لیڈر بال ٹھاکرے نے اپنی تنظیم کی جیت کو یقینی بنانے کے لیے قصبے میں ایک ریلی نکالی تھی۔ لیکن کانگریس، مسلم لیگ اور دلتوں کے درمیان اتحاد نے کانگریس امیدوار کو فتح سے ہمکنار کیا، شیوسینا کے کارپوریٹروں نے انتخابات کے نتائج کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی، 16/ مئی کو عدالت کی سماعت کے دن عید سے ایک روز قبل ایک بڑا ہجوم عدالت کے سامنے جمع ہوا۔ شیوسینا کے ایک ہجوم نے شہر کے کچھ حصوں کو لوٹنا اور جلانا شروع کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی جوابی کارروائی کی۔ اخباری رپورٹوں کے مطابق مجموعی طور پر فسادات میں 26 افراد ہلاک ہوئے۔ پٹھان اور "بڑکن" کے دیہاتوں میں بھی تشدد دیکھا گیا۔ پٹھان میں چاقو مارنے کے واقعات میں سات افراد ہلاک اور بڑکن میں ایک شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ 20 مئی کو قریبی قصبہ "جالنا" میں بھی دو افراد مارے گئے جب شیوسینا نے ایک مسجد کے قریب اپنا جھنڈا لہرانے کی کوشش کی۔

(The Times of India 27/05/1988) (India Today 15/06/1988) (Engineer 1988a)

1988ء اکتوبر 8—11: مظفر نگر (اتر پردیش) 58٪ ہندو، 40٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: نارائن دت تیواری، کانگریس پارٹی، جون 1988 تا دسمبر 1989 مظفر نگر (اتر پردیش) کے قصبے میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ 8 اکتوبر کو ہندو فرقہ پرست تنظیموں نے 14 اکتوبر کو بابری مسجد ایکشن کمیٹی کی طرف سے ایک ریلی کا مقابلہ کرنے کے لیے عام ہڑتال کا انعقاد کیا۔ کچھ مسلمان دکانداروں نے اپنی دکانیں بند کرنے سے انکار کر دیا، اسی بات پر تشدد شروع ہوا، ایک مسلمان پر وار کیا گیا اور بجرء ہندوؤں کی دکانیں جلادی گئیں، 11/اکتوبر

بقیہ ص ۳۷ پر

از: سید خادم رسول عینی*

استقامت فی الدین

احوال قوم وملت

تمہاری زیست پہ نازاں ہوا استقامت خود
سدا عقیدۂ اسلامیہ بحال رہے
[سید عینی]

سورۂ طٰہٰ کی ۷۲ ویں آیت ہے:

”قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍؕ-اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَاؕ- ترجمہ: انہوں نے کہا: ہم ان روشن دلیلوں پر ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے جو ہمارے پاس آئی ہیں۔ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم! تُو جو کرنے والا ہے کرلے، تو اس دنیا کی زندگی میں ہی تو کرے گا۔“ (کنزالایمان)

اس آیت میں استقامت فی الدین کی روشن مثال ہے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا معجزہ دکھایا اور ان کے مبارک عصا نے اژدہا بن کر جادوگروں کے سارے سانپوں کو نگل ڈالا، تب سارے جادوگروں نے اسلام قبول کرلیا اور موسیٰ علیہ السلام کے دست حق پرست پر سب کے سب ایمان لے آئے یہ دیکھ کر فرعون آگ بگولہ ہوگیا اور اس نے ان جادوگروں کو جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دی، لیکن جادوگروں نے اسلام پر ایمان لے آنے کے بعد استقامت فی الدین کا مظاہرہ کیا اور دین سے نہیں ہٹے، بلکہ بانگ دہل فرعون سے یہ کہا:

ہم ان روشن دلیلوں پر ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے جو ہمارے پاس آئی ہیں، ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم! تُو جو کرنے والا ہے کرلے، تو اس دنیا کی زندگی میں ہی تو کرے گا۔

ان مسلمانوں پر فرعون کی دھمکی کا، کوئی اثر نہیں ہوا، وہ لوگ اسلام و ایمان پر ثابت قدم رہے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ایمان صادق کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت پاؤں نہیں جما سکتی، ان مسلمانوں کے کہنے کا ماحصل یہ تھا کہ ایک مومن کی زندگی کا اصل مقصد آخرت کی کامیابی ہے۔

استقامت فی الدین کے موضوع پر قرآن مجید میں کئی آیتیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں استقامت فی الدین کی کس قدر اہمیت ہے، جس مسلمان کے دل میں ایمان مستحکم رہے گا، وہ یقیناً استقامت فی الدین کا مظاہرہ کرے گا اور اپنے دین سے کبھی بھی وہ دستبردار نہیں ہوگا، خواہ اسے مال کی لالچ دی جائے یا دنیا کی آسائشوں سے اسے مالا مال کردیا جائے یا اس کی جان جانے کا بھی خطرہ ہو، سورۂ احقاف کی تیرھویں آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ- ترجمہ: بے شک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے تو نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“ (کنزالایمان)

جو لوگ استقامت فی الدین کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کی جزا کا بیان اس آیت میں ہے جو لوگ آخر دم تک شریعت پر قائم رہے، ان پر قیامت میں نہ خوف ہے نہ ان کو موت کا غم ہے، بلکہ ان کے لیے یہ خوش خبری دی گئی ہے کہ وہ جنت والے ہیں اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے، آخر دم تک شریعت پر قائم رہنا کیا آسان ہے؟ کیا ہم نے دور حاضر میں لوگوں کو مال و دولت کے حرص میں اور مار یا موت کے ڈر سے شریعت مطہرہ سے ہٹتے ہوئے نہیں دیکھا؟ بے شک ہم نے ان چیزوں کا مشاہدہ کیا ہے۔

مثال کے طور پر آسٹریلیا ہی لے لیجیے، کچھ لوگ جب ایسے سچویشن کا سامنا کرتے ہیں کہ ان کو آسٹریلیا کی سٹیزن شپ ملنے میں دشواری ہورہی ہے اور اگر وہ دین اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت

اختیار کرلیں، یا لادینیت کی طرف مائل ہوجائیں تو سٹیزن شپ مل جائے گی تو وہ آخرت کی کامیابی کو پس پشت ڈال کر اسلام و ایمان کو چھوڑ کر لادینیت یا عیسائیت اختیار کر کے اپنی دنیا (جو چندروزہ ہے) اسے چمکانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل میں ایمان صادق کی کمی ہے اور ایک بہت بڑی کمزوری کے سبب اس قسم کی گمراہیت کے شکار ہوتے ہیں۔

اس قسم کی گمراہیت آسٹریلیا و یوروپ میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہے، افسوس کہ یہ مرض کورونا کی طرح ہندوستان میں داخل ہوگیا ہے، ان دنوں یہ سننے میں آتا ہے کہ مختلف قسم کی لالچ میں پڑ کر ہندوستان کے چند مسلمان مذہب تبدیل کر رہے ہیں، اگر ہندوستان کے چند مسلمان لالچ میں آ کر مرتد ہو رہے ہیں تو یقیناً یہ ان کے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے، وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم نہیں رہ سکے، اس کی وجہ ان کے اندر علم دین کی کمی ہے۔

اس لیے حدیث میں ہے کہ العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة۔ یعنی ہر مسلمان مرد وعورت پر علم دین کا حاصل کرنا فرض ہے، مسلموں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن پڑھیں اور سمجھ کے پڑھیں تاکہ اس قسم کی سچویشن ان کی زندگی میں جب آئے تو وہ بھکیں نہیں بلکہ دین پر ثابت قدم رہیں اور استقامت فی الدین کا مظاہرہ کریں اور اپنی آخرت کو کامیاب بنائیں۔

اسلام کی تاریخ میں کئی بزرگوں کا واقعہ ہم نے پڑھا ہے، جنھوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی استقامت فی الدین کا مظاہرہ کیا اور پچھلوں کے لیے روشن مثالیں چھوڑ گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مثال ہی دیکھ لیں، اگر آپ امیہ بن خلف کی بات مانتے ہوئے اسلام کو ترک کر دیتے، لات وعزیٰ کی پوجا کرتے، فلسفۂ توحید پر ایمان نہیں رکھتے تو آپ کو کسی بھی طرح کے ظلم وستم کا سامنا کرنا نہ پڑتا، لیکن آپ نے ساری تکلیفیں برداشت کر کے استقامت فی الدین کا مظاہرہ فرمایا اور دین اسلام پر ڈٹے رہے اور دین ودنیا میں حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بن کر چمکے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کے اصولوں کو زندہ رکھنے کے لئے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اپنے جان ومال کی پروا کیے بغیر آپ نے استقامت فی الدین کا بہترین مظاہرہ کیا، آپ ثابت قدم رہے اور آپ نے اپنے نانا کی شریعت کی بقا کی خاطر اپنی جان بھی قربان کردی۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے معتزلہ کے باطل عقائد کو نہیں مانا، آپ اپنے موقف پر قائم رہے اور اس دور کے بادشاہان وقت کے مظالم سہے، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، کوڑے کھائے، لیکن قرآن کو خدا کا مخلوق ماننے سے انکار کردیا اور مسلک اہل سنت پر قائم رہے، آپ ہر صورت میں یہ کہتے رہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، جس نے اللہ کے کلام کو مخلوق کہا، اس نے کفر کیا، حضرت امام احمد بن حنبل کی زندگی استقامت فی الدین کی ایک روشن مثال ہے۔

حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کیا، جس کی پاداش پر انگریزی حکومت نے آپ کو دھمکی دی کہ اگر آپ یہ فتویٰ واپس نہیں لیں گے تو ہم آپ کو سولی پر چڑھا دیں گے، حضرت علامہ فضل حق نے استقامت فی الدین کا مظاہرہ فرمایا، انڈمان نیکوبر میں کالا پانی کی سزا گوارا کرلی لیکن اپنا فتویٰ واپس نہیں لیا، سنت امام حسین رضی اللہ عنہ پر عمل کرتے ہوئے علامہ نے اپنی جان قربان کردی، لیکن باطل کے سامنے اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے: ؎

استقامت کا تقاضہ ہے اے ایماں والو
پاؤں جل جائیں مگر آگ پہ چلتے رہنا

ص ۳۵ / کا بقیہ...

کو ایک امن کمیٹی جو بنیادی طور پر مسلمانوں پر مشتمل تھی اس نے قصبے میں ایک مظاہرے کا اہتمام کیا، اس کی ملاقات شیوسینا کے ہجوم سے ہوئی، دونوں ہجوم ملنے سے فساد پھر شروع ہوا، سرکاری اعداد وشمار کے مطابق 35 افراد جن میں بنیادی طور پر غریب رکشہ چلانے والے تھے مارے گئے، بعض اعداد وشمار کے مطابق مرنے والے مسلمانوں کی کل تعداد 60 اور 27 متاثرین ہندو تھے، یوں ہلاکتوں کی کل تعداد 87 ہوگئی۔ (Engineer 1989d)

.... جاری

احوال قوم وملت

از: صدام حسین پرواز*

نہ ہوتا درِ محمد کا تو دیوانے کہاں جاتے؟

اسلامیات

ہندوستان کے شہر انبالہ میں پیدا ہو کر پاکستان کے لاہور میں آسودۂ خاک ہو جانے والے درویش صفت شاعر جناب ساغر صدیقی کا مذکورہ نعتیہ مصرع بلکہ پورا شعر میں جب بھی پڑھتا ہوں تا دیر سر دھنتا رہتا ہوں۔ موصوف کے اس شعر میں بلا کی کشش اور جاذبیت ہے، اس سے پہلے کہ بات آگے بڑھے مکمل شعر آپ بھی دیکھ لیجیے:ـ

نہ ہوتا درِ محمد کا تو دیوانے کہاں جاتے
خدا سے اپنے دل کی بات منوانے کہاں جاتے

کائناتِ ہست و بود کی ہر شئے کسی نہ کسی پر ڈپنڈنٹ ہے، انسان بھی اسی قبیل سے ہے، بنی نوع انسان اپنے آپ میں کامل اور اشرف المخلوقات جیسے معزز اور پر وقار لقب سے ملقب ہونے کے باوجود دوسروں پر انحصار رکھتا ہے، اب چاہے یہ انحصار پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے ہو یا روح کی بھوک مٹانے کے لیے، ذہنی سکون کے لیے ہو یا دلی اطمینان کے لیے، دنیوی فائدے کے لیے ہو یا اخروی کامیابی و سرخروئی کے لیے۔

الغرض انسان کا ہر محاذ پر ایک دوسرے پر منحصر ہونا دیکھا گیا ہے، ہر انسان کو ایک ایسے در، چوکھٹ یا آستانے کی تلاش و ضرورت ہوتی ہے جہاں بوقت حاجت وہ اپنی پیشانی رکھ کر خود کو محفوظ سمجھے اور محسوس کرے کہ اس ظالم دنیا میں اسے ایک بہتر اور مضبوط پناہ گاہ میسر ہے۔

ربیع الاوّل کا مبارک مہینہ اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ فگن ہو چکا ہے، یہ الگ بحث ہے کہ ماہِ رمضان زیادہ فضیلت رکھتا ہے یا ربیع الاوّل؟ خیر ''ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے'' کہ مصداق ہمیں ربیع الاوّل کا مہینہ تمام مہینوں سے افضل و برتر معلوم ہوتا ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد جس مہینے میں ہوئی، علما و عشاق کے مطابق اس سے بہتر مہینے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، بے شک رمضان المبارک میں قرآن اتارا گیا مگر یہ بھی تو دیکھنا ہوگا کہ قرآن مجید کس پہ اترا، وہ ذات کون سی تھی جو حامل قرآن بنی؟ وہ قرآن جسے مضبوط سے مضبوط تر پہاڑ پر اتارا جاتا تو شدت ثقل سے ریزہ ریزہ ہو جاتا، اس لیے اعتراف کرنا ہوگا کہ اوّل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث کیا گیا، پھر ان میں حمل قرآن کی صفات پیدا کی گئیں اور یوں ورودِ قرآن کا راستہ ہموار ہوا، مطلب حضور آئے تو قرآن آ سکا، دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ قرآن کا نزول خود ذات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشگی موجودگی کا محتاج ہے، اب میں افضلیت شہورِ قرآن و صاحب قرآن کا فیصلہ آپ پہ چھوڑتا ہوں۔

ماہِ ربیع الاوّل جسے اہل ذوق ربیع النور سے بھی تعبیر کرتے ہیں کی بارہ تاریخ کو نبی آخر الزماں، شہنشاہِ کون و مکاں کی ولادت باسعادت عمل میں آئی، یاد رکھیں کہ یہ ولادت ظاہری تھی ورنہ ''اوّل ما خلق اللہ نوری'' کے مطابق حضور تخلیق خداوندی کی فہرست میں سب سے اوّل مقام پر فائز ہیں، یعنی شاعر مشرق کی زبان میں ''وہی اوّل وہی آخر.....'' کا حیرت انگیز اور ولولہ خیز معاملہ ہے، یہ خیال ہرگز نہ گزرے کہ سرکار کی شانِ اوّلیت محض نام برابر ہے بلکہ حضور اس شان میں بھی اتنی ہی اہمیت کے حامل رہے ہیں جتنا کہ حیات ظاہری میں۔

نمونۃً حضرت آدم علیہ السلام کی قبولیت توبہ کا واقعہ دیکھ لیں جس کا انحصار درودِ مصطفیٰ پر تھا، سبحان اللہ! اب جبکہ حضرت آدم علیہ السلام جو نہ صرف تمام انسانوں کے بابا ہیں بلکہ بہ مناسبت بعثتِ ظاہری خدائے تعالیٰ کے اوّل پیغمبر بھی ہیں، کو اپنی توبہ کی

قبولیت کے لیے حضور کے دامن کا سہارا لینا پڑا تو پھر باقیوں کا شمار ہی کیا، پتہ چلا کہ انبیائے کرام ورسولان عظام کے بشمول کائناتِ انسانیت کے تمام افراد کو اپنی حاجات کی برآری کے لیے درِ حبیب کبریا کی غلامی شرط ہے کیوں کہ یہ وہ در ہے جس کی غلامی اللہ کے مقرب فرشتے بھی ہمہ وقت کرتے نظر آتے ہیں۔

بعثتِ مصطفوی کے مبارک موقع پر زمین جس طریقے سے سبزہ زار ہوگئی، پیڑ پودوں نے پھول پیش کیے، درخت ثمر بار ہو گئے، جانوروں کے تھن دودھ سے بھر گئے اور پتھروں پہاڑوں نے سلامی پیش کی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ولادت محمدی کی خوشی نہ فقط انس وجن اور حور وغلمان تک محدود ہے بلکہ روئے زمین پہ موجود ہزارہا اقسام کے چرند و پرند حتی کہ نباتات و جمادات پر بھی محیط ہے، سب کو پتہ تھا کہ ہمارا ماوی وملجا آ رہا ہے، سب جانتے تھے کہ آنے والا غریبوں کا فریاد رس اور بے سہاروں کا سہارا بننے والا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اونٹ نے آپ سے فریاد کی، کھجور کا تنا جسے آپ بطور منبر استعمال کرتے تھے، آپ کی جدائی کے غم میں پھوٹ پھوٹ کے رویا، پھر گناہوں میں لت پت انسانیت کے لیے تو آپ کی آمد ایک مژدۂ جانفزا سے کم نہ تھی، یوں لگا جیسے لق ودق صحرا میں اسے یکایک نخلستان نظر آ گیا ہو، بلا شبہ آپ کی چادرِ رحمت کروڑہا انسانوں کو اپنے اندر سمو لینے کے لیے کافی تھی، اسی لیے خدائے پاک نے زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے اور سیارے بنائے تو احسان نہیں جتلایا مگر جب اپنے محبوب کو بھیجا تو فرمایا کہ ہم نے تم پر احسان کیا ہے۔

آپ کے چاہنے والوں کے لیے آپ کی آمد و بعثت لازمی بھی تھی کیوں کہ ان کے لیے ان کی منزل کا تعین ضروری تھا، خوش نصیبی کے اوج پر تھے وہ مبارک نفوس! جنھوں نے آپ کی حیات ظاہری میں آپ کے جمالِ جہاں آرا کا بے نقاب دیدار کیا اور خوب خوب سیراب ہوئے۔ مگر آج کے عشاق بھی کچھ کم نصیب والے نہیں ہیں کہ آپ کا مبارک روضہ دیکھ آتے ہیں اور دردِ دل بیان کر کے اپنا غم ہلکا کر لیتے ہیں۔

بلفظ دگر دنیا بھر کے دیوانگانِ مصطفیٰ کے لیے آپ کے روضے کی صورت میں تسکینِ قلب وروح کا سامان حاصل ہے، پھر ”من زار قبری وجبت له شفاعتی“ کے تناظر میں بروز قیامت خدا کے حضور جو شفاعت وجوبا نصیب ہونے والی ہے، وہ اس پہ مستزاد سعادت ہے۔

ذرا سوچیں کہ اگر بالفرض آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت نہیں ہوئی ہوتی اور حیات ظاہری کے بعد آپ پردہ نہ فرماتے تو ظاہر ہے بقول غالب ”نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا“ کے مصداق یہ دھرتی آپ کے روضے کے اعزاز اور برکتوں سے محروم رہتی، اگر واقعی ایسا ہوتا تو آفاقِ عالم میں پھیلے آپ کے ان کروڑہا دیوانوں اور مستانوں کا کیا بنتا؟ اور ”من زار قبری وجبت له شفاعتی“ کی خوش بختی کسے نصیب ہو پاتی؟

ان مفروضات پر غور کریں تو محسوس ہوگا کہ خدا نے اپنے محبوب کو ہمارے بیچ بھیج کر واقعی بہت بڑا احسان کیا ہے، الغرض جب یہ بات طے ہو چکی کہ کائنات کا ذرہ ذرہ درِ مصطفیٰ کا محتاج ہے تو اُن کی آمد کے سنہرے اور حسین موقع پہ مسرور وشادماں ہونا ہر کسی کے لیے نہ فقط فطری بلکہ لازمی چیز ہے۔

مضمون کی ابتدا میں میں نے کہا کہ جناب ساغؔر صدیقی کے بطور عنوان چنے گئے شعر پہ سر دھنتا ہوں مگر اب یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ میں جناب ساغؔر کے شعر پہ سر نہیں دھنتا بلکہ اُس میں مذکور ہستی کی عظمت ورفعت، جاہ وحشمت اور علوشان ومرتبت پر سر دھنتا ہوں اس لیے کہ کوئی بھی شعر چاہے جتنا بھی عمدہ ہو جب تک اس کے اندر کا بیان کردہ مضمون اعلی نہ ہو شعر لائق تحسین نہیں ہوسکتا اور مذکورہ شعر میں جس شخصیت کا ذکر ہے، اس کے محض نام پہ کائنات کا ذرہ ذرہ نہ فقط سر دھنتا بلکہ سر تا پا رقص کناں نظر آتا ہے، آمدِ ربیع النور یعنی نور کی بہار کے موقع پر شاعر موصوف ہی کے ایک شعر پہ اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ: ؎

مسکراؤ! بہار کے دن ہیں
گل کھلاؤ بہار کے دن ہیں

◆◆◆

اسلامیات

از: مفتی جمیل احمد قادری*

خیمۂ اہل بیت میں پانی نہ ہونے کے دعوے پر امام اہل سنت نے کوئی حوالہ کیوں نہیں دیا

مجدد اسلام، امام اہل سنت، حضور اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرمایا کہ:

" کربلا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے اب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے، تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔"
(فتاویٰ رضویہ، جلد 14 / صفحہ 592)

اور اس پر کسی تاریخی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، جبکہ روایات مختلف ہیں، بعض روایتوں کے مطابق خیمۂ حسین پاک میں پانی موجود تھا، امام حسین اور ان کے بعض رفقا نے اس دن غسل بھی کیا، اہل علم کے مابین یہ بحث کئی دن سے گرم ہے، ایک صاحب نے تو یہاں تک لکھ مارا کہ:

" یہ حضرات (یعنی امام اہل سنت، استاذ زمن، علامہ نعیم الدین مرادابادی اور مفتی جلال الدین صاحب امجدی علیہم الرحمہ) قران، حدیث، فقہ وغیرہ علوم شرعیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے، جیسا کہ ان کی کتب سے ظاہر ہے، لیکن تاریخ ان کا موضوع نہ تھا۔"

یعنی امام اہل سنت تاریخ نہیں جانتے تھے، اس لیے بلا سند بات کہہ دی، بعض لوگ اپنے خلاف، امام اہل سنت کی تحریریں پاتے ہیں، تو عجیب عجیب الٹی سیدھی حرکتیں کرنے لگتے ہیں، لفظ کملی پر جب بحث کا بازار گرم تھا اور ایک فریق کی گردن پھنسنے لگی، تو اس نے بھی یہی کہا تھا کہ اعلیٰ حضرت فقیہ تھے، زبان و بیان کے ماہر نہیں تھے، کہ ان کی تحریروں سے استدلال درست مانا جائے۔

مجھے تو لگتا ہے کہ کل کو کوئی صاحب یہ بھی کہہ دیں گے کہ اعلیٰ حضرت فقیہ تھے، علم حدیث ان کا موضوع نہیں تھا، اس لیے اس فن میں کی جانے والی ان کی گفتگو، مستند نہیں ہو سکتی، کوئی سر پھرا یہ کہہ دے کہ امام اہل سنت نے جو میراث اور ترکہ کے مسائل لکھے ہیں، وہ قابل اعتبار نہیں، کیونکہ اعلیٰ حضرت فقیہ تھے اور علم میراث کا لازمی جز ریاضی ہے اور ریاضی اعلی حضرت کا موضوع نہ تھا۔

میں مضمون نگار سے کہوں گا، کہ امام اہل سنت کی رفعت علمی آپ کیا جانیں، وہ جاننے کے لیے بھی وافر علم کی ضرورت ہوتی ہے، دقیق نظر چاہیے جو صاحب نظر تھے، وہ تو برسوں پہلے کہہ گئے کہ: ع

جس سمت آ گئے ہو، سکے بٹھا دیئے ہیں

اور آپ جیسوں کے لئے میں کہتا ہوں: ع

دیدہ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

امام احمد رضا کتنے علوم کے تاجور تھے اور کیسے تھے، اس وقت یہ میرا موضوع بحث نہیں، ورنہ آپ کی شکایت دور کر دیتا کہ "تاریخ ان کا موضوع نہیں تھا، اس لیے اس میں کامل دسترس نہیں رکھتے تھے" آپ چار تاریخی کتابوں کو سامنے رکھ کر "تاریخ داں" بن گئے اور جن اکابر کی زندگی، تاریخی کتب کی ورق گردانی میں گزری ہے، وہ آپ کے نزدیک کامل دسترس نہیں رکھتے، واہ صاحب واہ!!!

امام احمد رضا نے واقعات کربلا، خصوصاً پانی والے مسئلے کو تاریخی کتابوں سے لیا ہی نہیں، کیونکہ ان کی نظر میں تاریخی کتابیں عموماً اغلاط سے پر ہوتی ہیں، امام فرماتے ہیں:

" واضح ہو چکا ہے کہ کتب سیر میں کیسے کیسے مجروحوں، مطعونوں، شدید الضعفوں کی روایات بھری ہیں۔"

دوسطر بعد فرمایا:

"سیر، موضوع کے سوا ہر قسم ضعیف وسقیم و بے سند حکایات کو جمع کرتی ہے۔"

اسی جگہ ہے:

"سیر میں بہت اکاذیب واباطیل بھرے ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد دوم صفحہ 623 رسب سے پرانا نسخہ باب الاذان والاقامۃ)

چارعدد تاریخی کتابوں پر اچھلنے والے لوگ، حضرت ملا علی قاری کی بھی سنیں، کیا فرماتے ہیں، حضرت کا ارشاد ہے:

"فان غالبهم غير صحيح و كذب صريح-یعنی تاریخی باتیں اکثر غلط اور صریح جھوٹ ہوتی ہیں۔"

(شرح الشفاللقاضی عیاض، جلد ۲ ر ص ۸۹)

تاریخی روایات کے بارے میں اگر مزید تفصیل درکار ہو تو فتاویٰ رضویہ، جلد ۲ ر کا صفحہ 622 رسے صفحہ 624 رتک مطالعہ کرلیں، آپ کو تاریخ کی استنادی حیثیت کے بکھرے چیتھڑے نظر آئیں گے، یہی وجہ ہے کہ امام اہل سنت نے اپنے فتوے میں آب بندی کے ذکر کے وقت کسی تاریخی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، کیونکہ حوالہ تب دیتے جب کسی کتاب سے اخذ فرماتے، مجدد اسلام کے نزدیک تو تاریخی روایات قابل استناد تھیں ہی نہیں، پھر ان کے ذکر کا کیا معنیٰ؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی اہم اور صدیوں پرانی بات کا علم یقینی، امام کو کیسے ہوا؟ ان کا مصدر اور ذریعۂ ثبوت کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام اہل سنت نے جو باتیں تحریر فرمائیں، ان کا ثبوت تواتر مسلمین سے ہوا ہے جو علم یقینی کا افادہ کرتا ہے، شرح عقائد میں ہے:

"اسباب العلم للخلق ثلاثة الحواس السليمة و الخبر الصادق والعقل............................
والخبر الصادق على نوعين احدهما الخبر المتواتر وهو الثابت على السنة قوم لا يتصور طواطهم على الكذب وهوموجب العلم الضروری كالعلم بالملوک الخالية فی الازمنة الماضية و البلدان النایة-" (شرح عقائد، ص35) ترجمہ: مخلوق کے لیے اسباب علم تین ہیں، حواس سالم، خبر صادق اور عقل، خبر صادق کی دو قسمیں ہیں، ایک خبر متواتر اور یہ وہ بات ہے، جو کسی قوم کی زبان پر ثابت ہو، اس طور پر کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا متصور نہ ہو اور خبر متواتر علم یقینی کا افادہ کرتا ہے، جیسے زمانہ ماضی کے بادشاہوں اور دور دراز کے شہروں کے بارے میں جاننا (کہ یہ خبر متواتر سے ہی ہوا ہے)

امام اہل سنت سے پوچھا گیا:

"حضور! کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے؟، فرمایا: یہی نہیں! بلکہ افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔"

(الملفوظ، جلد اول، صفحہ 6 رقادری کتاب گھر بریلی شریف)

افواہ رجال اور تواتر دونوں ایک ہی ہیں، تواتر کی شرعی حیثیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے، کہ امام غزالی فرماتے ہیں، کہ کسی مسلمان کی طرف کسی گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں، مگر تواتر کے ذریعہ اس کا ثبوت ہو تو پھر یہ نسبت معتبر ہوگی، احیاء العلوم میں ہے:

"لا تجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غير تحقيق نعم يجوز ان يقال ان ابن ملجم قتل عليا فان ذلک ثبت متواترا۔ ترجمہ (اعلیٰ حضرت) کسی مسلمان کو کسی کبیرہ گناہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام ہے، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم شقی خارجی اشقی الاخرین نے امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا، کہ یہ بہ تواتر ثابت ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲ ر صفحہ 623 رباب الاذان والاقامۃ)

تاریخی کتابیں حضرت علی کی شہادت پر چیخ چیخ کر کہتی ہیں کہ ابن ملجم نے مولا علی کو قتل کیا، مگر محققین علماء، تاریخ کی ایک نہیں سنتے، ہاں تواتر مسلمین سے جب اس کا ثبوت ہوا تو سب نے مانا، تواتر، علم یقینی کے افادہ میں اتنا موثر ہے، کہ اس کے لیے اسلام کی شرط بھی ضروری نہیں، کافر کا تواتر بھی معتبر ہے، یہودیوں کے یہاں یہ امر مشہور ہے کہ ان کا دین ابدی ہے، تا قیامت باقی رہے گا اور ہر یہودی اس بات کا قائل ہے، گویا یہ

تواتر سے ثابت ہے، حالانکہ اسلامی عقیدے کے مطابق، دین موسوی منسوخ ہو چکا ہے۔

صاحب نبراس نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہودیوں کی خبر، حد تواتر کو نہیں پہنچتی، کیونکہ تواتر کے لیے ضروری ہے کہ اس وقت سے لے کر، اب تک ہر دور میں، اتنے افراد اس کے راوی ہوں، جن کا جھوٹ پر توافق ممکن نہ ہو، اور تاریخ یہود میں ایک دور ایسا آیا ہے کہ ان کے قتل عام کے بعد دو چند افراد ہی زندہ باقی بچے تھے، بقیہ سارے کے سارے مارے گئے تھے اور جو باقی بچے تھے، ان کی تعداد، نصاب تواتر کو نہیں پہنچتی، نبراس کے الفاظ ہیں:

"والجواب عن خبر الیہود ففیه وجهان احدهما ان بخت نصر الملك المجوسی قتلهم حتی لم یبق منهم عددالتواتر- ترجمہ: یہودیوں کی خبر، حد تواتر کو اس لیے نہیں پہنچتی، کہ مجوسی بادشاہ بخت نصر نے سوا، چند کے، سب کو قتل کر دیا تھا۔" (نبراس، ص52)

اسی طرح عیسائیوں کے یہاں ایک مسئلہ ہے کہ وہ لوگ حضرت عیسی کے مصلوب ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ہر عیسائی اس بات کا معتقد ہے، لہٰذا یہ بھی تواتر سے ثابت ہونا چاہیے، علامہ عبدالعزیز فرہاری نے اس کا بھی جواب دیا، کہ عیسائیوں کی روایت، حد تواتر کو نہیں پہنچتی، کیونکہ ابتدا میں یہ روایت صرف چار لوگوں سے چلی اور چار لوگوں کا ہونا تواتر کی نصاب کو پورا نہیں کرتا، حضرت کے الفاظ ہیں:

"فالجواب عن خبر النصاری بوجوه احدها انه منقول عن اربعة منهم ولیس هذا عددالتواتر- ترجمہ: نصاری کی خبریں بھی حد تواتر کو نہیں پہنچتیں، کیونکہ ابتداً وہ چار افراد سے منقول ہیں اور چار کی عدد، حد تواتر کے لیے کافی نہیں۔" (نبراس، 52)

صاحب نبراس کے جواب نے واضح کر دیا کہ یہود و نصاری کی خبریں حد تواتر کو نہ پہنچیں، اس کی وجہ ان کا کفر یا خلاف اسلام عقیدہ نہیں، بلکہ راویوں کی تعداد کا، حد تواتر تک نہ پہنچنا، اصل سبب ہے، اب ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمالیں، پھر اصل موضوع کی طرف آتے ہیں، ہندوؤں کے مذہبی پیشوا رام و کرشن کے نبی ہونے کا سوال آیا، کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ دونوں اپنے وقت کے نبی تھے، امام اہل سنت نے جواباً فرمایا کہ نبی ہونے کے لیے قرآن و حدیث سے ثبوت چاہیے، ان دونوں کا تو قرآن و حدیث میں کہیں نام و نشان تک نہیں، بلکہ وہ دونوں انسانی جماعت کے افراد سے تھے بھی، یا نہیں، اس کا بھی ہمارے یہاں ثبوت نہیں ملتا، ہاں تواتر ہنود سے ثابت ہوتا ہے کہ رام و کرشن نام کے دو فرد گزرے ہیں، مگر ساتھ ہی تواتر ہنود سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے، کہ وہ دونوں حد درجہ فاسق و فاجر تھے اور فاسق و فاجر شخص نبی نہیں ہو سکتا، امام کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

" قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں، ان کے نفس وجود پر سوائے تواتر ہنود، ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں، کہ یہ واقع میں کوئی اشخاص تھے بھی، یا محض انیاب اغوال ورجال بوستان خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں، تواتر ہنود اگر حجت نہیں، تو ان کا وجود ہی ناثابت اور اگر حجت ہے تو اسی تواتر سے ان کا فسق و فجور، لہو و لعب ثابت، پھر کیا معنی کہ وجود کے لیے تواتر ہنود مقبول اور احوال کے لیے مردود مانا جائے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد6 /صفحہ 142 /رضا اکیڈمی ممبئی)

مذکورہ بالا عبارت کا یہ حصہ بغور پڑھیں "ان کے نفس وجود پر سوائے تواتر ہنود! ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں" امام فرمارہے ہیں کہ تواتر ہنود ہمارے یہاں دلیل ہے اور جب تواتر کفار، دلیل ہے، تو تواتر مسلمین کا کیا کہنا، اب آتے ہیں اصل مدعا کی طرف! معرکہ کربلا کے وجود کے بعد سے اب تک، ہر دور میں ہزاروں، لاکھوں، مسلمان اس بات کو بیان کرتے چلے آئے، کہ یزیدیوں نے اہل بیت پر تین دن تک پانی بند رکھا، اس عظیم تواتر کے ہوتے ہوئے، کسی دوسری دلیل، خصوصاً تاریخی حوالوں کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔

لہٰذا مجدد اسلام نے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، ہمارے بعض اکابر نے اگر کہیں کسی کتاب کی عبارت بقیہ ص ۴۵ / پر

نقد ونظر

حافظ الحدیث علامہ حکیم قادر بخش سہسرامی! ایک مختصر تعارف

(از: مولانا طفیل احمد مصباحی*)

اسلاف و اخلاف

سرزمینِ سہسرام زمانۂ قدیم سے علم و حکمت اور معرفت و روحانیت کا مرکز رہی ہے، یہاں کی خاک سے بڑے بڑے اساطینِ علم و روحانیت اور اصحابِ فضل و کمال آفتاب و ماہتاب بن کر نمودار ہوئے اور اپنی علمی و روحانی شعاؤں سے ملک کے ذرے ذرے کو منور بنایا۔ صوبۂ بہار کا یہ بابرکت دینی علوم کے علاوہ نظم و نثر اور شعر و سخن کے معاملے میں بھی کافی نمایاں رہا ہے، کہا جاتا ہے کہ وہاں کے کنکر پتھر بھی شاعری کرتے ہیں۔

کتاب "رجالِ سہسرام" میں راقم کے دعویٰ کی صداقت ملاحظہ کی جاسکتی ہے، مادرِ سہسرام نے جن نام ور جیالوں کو وجود بخشا، ان میں ایک اہم نام حافظ الحدیث حضرت علامہ الحاج حکیم قادر بخش محدث سہسرامی (متوفیٰ 1340ھ) کا بھی ہے، آپ ایک جلیل القدر عالم و فاضل، مایۂ ناز محدث، ہر دل عزیز خطیب، کامیاب مصنف اور قادر الکلام شاعر تھے "عاصی" تخلص تھا "حافظ الحدیث" حافظ احادیثِ کثیرہ" اور "طوطیِ ہند" کے لقب سے ملقب تھے، آپ مجددِ اسلام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی کے معاصر اور عاشقِ صادق تھے، والد کا نام مولانا حکیم حسن علی حسن سہسرامی ہے، جو اپنے وقت کے جید عالم و فاضل، ممتاز ادیب و شاعر اور طبیبِ حاذق تھے۔

حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی 1272 یا 1273ھ میں پیدا ہوئے۔ عربی و فارسی کی ابتدائی کتب اور علمِ طب اپنے والدِ گرامی سے پڑھا، بعد ازاں مدرسہ خانقاہ کبیریہ، سہسرام میں داخلہ لیا اور وہاں کے جلیل القدر اساتذہ سے متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد لکھنؤ گئے اور حضرت علامہ عبدالحی فرنگی محلی و حضرت علامہ محمد نعیم فرنگی محلی سے معقولات و منقولات کی منتہی کتب پڑھ کر سندِ فراغت حاصل کی اور خصوصیت کے ساتھ حضرت علامہ الحاج حافظ عبدالرحمٰن محدث پانی پتی سے علومِ حدیث میں اکتسابِ فیض کیا۔ علاوہ ازیں حضرت علامہ سید احمد زینی دحلان مکی سے بھی سندِ حدیث حاصل کی، جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ کے مرید ہوئے اور بعد میں اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

" تذکرہ علمائے اہل سنت" میں آپ کو قطب العصر حضرت مولانا شاہ عبداللطیف ستھنی علیہ الرحمہ کا مرید و خلیفہ بتایا گیا ہے، واللہ اعلم بالصواب! آپ نہایت ذہین، ذکی، صاحبِ فکر و تدبر اور قوی الحافظہ عالم و خطیب تھے، خدا نے آپ کو غیر معمولی قوتِ یادداشت عطائی فرمائی تھی۔ جو کتاب ایک بار پڑھ لیتے، اس کے مباحث ہمیشہ کے لیے ذہن کی اسکرین پر نقش ہو جاتے اور وقت ضرورت کتاب کے صفحات اور سطر تک بتا دیتے۔

" رجالِ سہسرام" میں لکھا ہے کہ ایک بار آپ راستہ بھول گئے، راہبر کی تلاش تھی، دریں اثنا حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی رہنمائی فرماتے ہوئے دعاؤں سے نوازا، اس دعا کے طفیل اللہ رب العزت نے آپ کی قوتِ حافظہ میں غیر معمولی اضافہ کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ جس کتاب کی جس عبارت کو ایک بار بغور پڑھ لیتے تھے، وہ آپ کو حفظ ہو جاتی تھی ایک بار کا ذکر ہے کہ سہسرام کی ایک مسجد میں ختمِ تراویح سنانے کے لیے حافظ صاحب وقت پر نہ آسکے، علامہ قادر بخش سہسرامی نے اہلِ محلہ سے روزانہ ایک پارہ حفظ کر کے تراویح سنانے کا وعدہ کر لیا اور آپ نے ایک ایک پارہ کر کے نصف قرآن تراویح سنا دیا، جب حافظ صاحب تشریف لے آئے تو آپ رک گئے۔

(رجالِ سہسرام، ص 328 :، ناشر: خدابخش لائبریری، پٹنہ)

حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی کی محدثانہ عظمت اور مہارتِ

علم حدیث کا ایک جہاں قائل ہے، مولانا سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں :

”مولانا قادر بخش سہسرامی کے دیکھنے والے تو شاید اب بھی موجود ہوں گے، جو صحاح (بخاری و مسلم، ترمذی و ابی داؤد وغیرہ) کے ورق ورق زبانی سناتے چلے جاتے تھے، بخاری کی حدیثیں سند کے ساتھ بیان کر کے فتح الباری (شرحِ بخاری) عینی (عمدۃ القاری) وغیرہ شروح کی عبارتیں تک مولانا زبانی سناتے تھے۔“

(ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم وتربیت، 1/ 196 ر مکتبۃ الحق، جوگیشوری، ممبئی)

مصنف "رجالِ سہسرام" حاذق ضیائی لکھتے ہیں: (الف) آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا حافظ حاجی عبدالرحمٰن صاحب محدث پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، جن سے خصوصیت کے ساتھ فن حدیث کی تعلیم پائی اور انجام کار خود بھی" حافظ الحدیث" کے نام سے مشہور ہوئے۔(ب) مولانا (قادر بخش سہسرامی) کو اپنی زندگی میں زیارتِ حرمین شریفین کا بھی موقع ملا، مشہور ہے کہ جب انہوں نے بیت اللہ شریف وغیرہ میں عربی زبان میں متعدد تقریریں کیں تو علمائے عرب نے بھی ان کے محدثانہ تبحر و کمال کی داد دی۔

(رجالِ سہسرام، ص 327-326 ر مطبوعہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ)

تصنیفی خدمات

حضرت علامہ قادر بخش محدث سہسرامی بیک وقت متعدد اوصاف سے متصف تھے، عالم و فاضل، مقرر و واعظ، حکیم و طبیب، ادیب و شاعر اور مصنف و مؤلف تھے، صاحبِ نزھۃ الخواطر (الاِعلام بمن فی تاریخ الهند من الاَعلام) نے تعارف و تذکرہ کے ساتھ آپ کے مندرجہ ذیل کتب و رسائل شمار کرائے ہیں:

”الشیخ العالم الفقیہ قادر بخش بن حسن علی الحنفی السہسرامی احد العلماء المذکرین........ و من مصنفاته :(1) التقریر المعقول فی فضل الصحابة و اہل بیت الرسول۔(2) الاربعین فی اشاعتِ مراسم الدین۔(3) ضرب القادر علیٰ رقبة الواعظ الفاجر۔(4) رفع الارتیاب عن المغترین بشرف الانساب۔(5) غایة المقال فی رویة الهلال۔(6) تحفة الاتقیاء فی فضائل آل العبا۔(7) جور الاشقیاء علیٰ ریحانة سید الانبیاء۔(الاِعلام بمن فی تاریخ الهند من الاَعلام، ص 1331ر مطبوعہ: دار ابن حزم، بیروت)

"التقریر المعقول" 168 رصفحات پر مشتمل ہے اور اپنے موضوع پر نہایت عمدہ اور محقق و مدلل کتاب ہے، مولانا محمد ادریس نگرامی کے بقول: مؤلف کے مطالعہ میں رسالہ تقریر معقول گزرا ہے، فی الواقع بہت محقق و مدلل ہے۔

(تذکرہ علمائے حال، ص 67 ر مطبوعہ: منشی نول کشور، لکھنؤ)

مولانا قادر بخش سہسرامی کی دو اہم تصنیف" کتاب الاربعین فی اشاعتِ مراسم الدین" اور" التقریر المعقول فی فضل الصحابۃ و اہل بیتِ الرسول" کا نمونۂ نثر بالترتیب ملاحظہ فرمائیں، جسے ڈاکٹر سید مظفر اقبال گیاوی ثم بھاگل پوری نے اپنی تحقیقی کتاب" بہار میں اردو نثر کا ارتقا" میں نقل کیا ہے۔

الف: فضائل تلاوتِ قرآن کے احادیث میں بکثرت وارد ہیں، ترمذی نے روایت کی ہے کہ جو شخص ایک حرف قرآن کا پڑھے گا، ہر چند کلمہ و لفظ پورا نہ ہو، ایک نیکی اس کے حق میں لکھی جائے گی اور ادنیٰ ثواب نیکی کا دہ گونہ (دس گنا) ہوتا ہے، پس ایک حرف قرآن کا پڑھنا مستوجب (حق دار) دس نیکیوں کا بلا تامل ہوتا ہے۔

ب: حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت اصرار کیا ضرار سے کہ تم صفاتِ حضرت علی بیان کرو، جب وہ اصرار سے معذور ہوئے تو کہنے لگے کہ حضرتِ علی واسع العلوم والمعارف یعنی علم و معرفت بہت وسیع رکھتے تھے کہ آپ کے علم و معرفت کی غایت، دریافت سے ہم لوگوں کے باہر تھی، دین کی تائید میں شدید القویٰ تھے، کلام آپ کا فاصلِ حق و باطل ہوا کرتا تھا، حکم کرتے تھے ساتھ انصاف کے۔ جاری تھے چشمے علم کے آپ کی ہر جانب سے اور باتیں حکمت و دانش مندی کی آپ کے ہر ناحیہ

سے یعنی تمام اعضا و جوارح آپ کے منبع علم وحکمت تھے، گھبراتے تھے آپ دنیا اور اس کی تازگی سے، انس رکھتے تھے، رات اور تاریکی سے اس کی، جاری رہتا تھا اکثر اشک آپ کی آنکھوں سے بخوفِ خدا، اکثر آپ متفکر رہا کرتے تھے۔

(بہار میں اردو نثر کا ارتقا،ص130/131، ناشر، کتاب خانہ، تر پولیا، پٹنہ)

آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ کھگڑہ، ضلع پورنیہ، بہار میں گزرا، آپ پیری مریدی بھی کرتے تھے، ضلع پورنیہ میں آپ کا قائم کردہ خانقاہ بھی ہے، صوبۂ بہار کے علاوہ دوسرے صوبوں میں بھی آپ کے مریدین تھے، آپ تادم حیات درس وتدریس، وعظ وتقریر، تصنیف وتالیف کے کاموں میں مصروف رہے اور قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دل نواز سے دلوں کو گرماتے رہے، آپ ہر سال شبِ معراج کے موقع پر ایک صاحب کے گھر تقریر کیا کرتے تھے۔ تقریر کی تیاری میں مشغول تھے کہ چیچک کے دانے نکل آئے، بایں ہمہ دین کی تبلیغ سے باز نہ آئے، معراج شریف کے عنوان پر آپ زوردار آواز سے تقریر کر رہے تھے کہ دریں اثنا آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

"تذکرہ علمائے اہل سنت" میں آپ کا سنِ وفات شعبان 1337ھ لکھا ہے، موروثی قبرستان میں تالاب شیر شاہ سوری سے پورب ٹریننگ اسکول، سہسرام سے متصل بجانب شمال ایک احاطہ میں آپ کا مزار ہے، آپ کے لوحِ تربت پر حضرت علامہ فرخند علی فرحت سہسرامی (بانی مدرسہ خیریت نظامیہ، سہسرام) کا تحریر کردہ قطعۂ وفات درج ہے۔ بعد وصال ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں اور ہزاروں افراد کے ہجوم میں معراج کے عنوان پر تقریر کر رہے ہیں، سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

◆◆◆

ص ۴۲ رکا بقیہ...

پیش کی، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے اسی عبارت کو اپنے مدعا کے ثبوت کا ذریعہ بنایا، نہیں اور ہرگز نہیں، بلکہ تائید کے طور پر کتاب یا اس کی عبارت رکھ دی ورنہ ان کی دلیل تواتر مسلمین ہے، تاریخی کتابوں کے مضطرب اقوال نہیں، وما توفیقی الا باللہ!

◆◆◆

ص ۵۳ رکا بقیہ...

اگر بعض نہیں ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ مثل مشہور ہے "للاکثر حکم الکل" بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے نہیں ہٹتا مگر وہی جس کے دل میں کجی ہوتی ہے، اللہ جل وعلا ہمیں اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے:۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

خلاصۂ کلام

تمام گفتگو کا زبدہ یہ ہے کہ مرجع العلما حضور اعلیٰ حضرت کی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے بریلی شریف کو تمام اکابر علما مرکز تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس میں اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ آئینے کی طرح جھلکتی ہے، حق و باطل کو جانچنے کے لیے اس سے بہتر کوئی کسوٹی نہیں کہ وہ بریلی شریف کو مرکز مانتا ہے یا نہیں، اگر مانتا ہے تو حق پر ہے اور اگر نہیں مانتا ہے تو بقول سید مغربی علیہ الرحمہ: وہ بدعتی ہے، اسی لیے حضور تاج الشریعہ نے فرمایا:۔

مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے
مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے
ایک پہچان دین نبی کے لیے

اللہ جل وعلا ہمیں تادم مرگ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے اور بریلی شریف کی مرکزیت سلامت رکھے، آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

◆◆◆

آقا سب نبیوں میں افضل تو ہے سب ولیوں سے برتر
ان کا ماہ ربیع الاوّل تیرا ماہ ربیع الثانی

اسلاف و اخلاف

تصنیف: امام فقیہ ابواللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

اکیسویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

(۴) سچی سنگت والے کے سنگ رہ (یعنی اچھی قربت والے کا پڑوس اور قرب اختیار کر مگر اس کے ساتھ بے فائدہ بحث وتکرار کرنے، جھگڑا کرنے سے پرہیز کر) تو (اس رویہ کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ) تجھے اس کی طرف سے صاف، بے لوث خالص محبت میسر آئے گی بشرطیکہ تو اس سے کبھی نہ الجھے نہ کج بحثی وغیرہ کرے۔

(۵) جب تجھے کسی پڑوسی (ہم سایہ) کی تلاش ہو تو کسی آزاد (یعنی شریف) کو پڑوسی بنا یا ایسے شخص کے پڑوس میں رہ جو باعزت کریم النفس ہو۔ (کیونکہ شریف وکریم کے پڑوس میں رہنے سے) تیرا مرتبہ اونچا ہوگا (قدر ومنزلت بڑھے گی)

(۶) کیونکہ (بات یہ ہے کہ) جو کسی نااہل، ناقدرشناس (غیر شریف) کے ساتھ بھلائی کرے گا (اچھا سلوک کرے گا) تو وہ رائیگاں جائے گا گویا سمندر کے پار پھینک دیا یا گہرے دریا میں ڈال دیا۔ (یعنی نااہل سے توقع نہیں کہ وہ تمہارے حسنِ معاملات کی اچھی مکافات کرے گا، قدر کرے گا)

(۷) آسمانوں کے عرض میں اللہ کی (تیار فرمودہ) ایک عظیم ترین جنت ہے لیکن اسے مکارہ کی باڑھ نے گھیر رکھا ہے یعنی انسانی نفس کے لئے جو باتیں ناگوار ہیں جنت کے اردگرد گویا ان کی باڑھ لگی ہوئی ہے۔ (تو جو مکارہ سے صبر و پرہیز کرے گا وہی جنت میں داخل ہو سکے گا)

دوزخ وجنت کی باڑھ

حدیث شریف: مصنف علیہ الرحمہ اپنی سند نقل کر کے بطریق ابو سلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے (صحابۂ کرام کو) بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بلایا اور حکم دیا کہ جا، جنت کو اور اس کی نعمتوں کو دیکھ کر آ جو میں نے جنتیوں کی لئے تیار کی ہیں، وہ واپس آئے اور عرض کیا تیری عزت کی قسم! جو اسے سنے گا اس میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا، پھر جنت، مکارہ سے (یعنی نفس کی ناپسندیدہ چیزوں سے) گھیر دی گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب جا کر دیکھ۔ وہ دیکھ کر واپس آئے اور عرض کیا تیری عزت کی قسم! اب مجھے اندیشہ ہے کہ (شاید) اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو سکے۔ پھر ان کو دوزخ کی طرف بھیجا کہ جا دوزخ کو اور اس کے عذاب کو جو اہل دوزخ کیلئے میں نے تیار کیا ہے دیکھ کے آ، انہوں نے واپس آ کر عرض کیا تیری عزت کی قسم! اسے جو بھی سنے گا، وہ اس میں داخل نہیں ہوگا (یعنی موجبات نار سے مکمل پرہیز کرے گا) پھر دوزخ، شہوات نفسانیہ سے گھیر دی گئی تب فرمایا پھر سے جا کر دیکھ، وہ دیکھ کر لوٹے، عرض کیا تیری عزت وجلالت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ (شاید) اس میں داخل ہوئے بغیر کوئی نہیں رہے گا۔ [روایت پوری ہوئی۔ مترجم غفرلہ]

آتش جہنم کی شدت وحدت، انسانی تصور سے باہر

حدیث شریف: مروی ہے کہ حضور پرنور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اذکروا من النار ماشئتم فلا تذکرون منها شیئا الا وهی اشد منه۔ (ترجمہ) یعنی تم آتش جہنم (کی شدت وحدت) کا جو چاہو (زیادہ سے زیادہ) تصور کرو، تم جو بھی تصور کرو گے (کم ہی ہوگا) یقیناً وہ تمہارے تصور سے بڑھ کر سخت تیز گرم ہے۔"

روایت: مصنف علیہ الرحمہ اپنے والد سے سن کر ان کی سند متصل کے ساتھ حضرت میمون ابن مہران (علیہ الرحمہ) سے راوی ہیں کہ جب یہ (مندرجہ ذیل) آیت کریمہ نازل ہوئی تو (مارے

شدت خوف کے) حضرت سلمان (فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سر پر ہاتھ رکھا اور (بے تحاشہ) نکل بھاگے، تین دن بھاگے پھرے کوئی انہیں پکڑ نہیں سکا، حتی کہ تین دنوں کے بعد لائے گئے، وہ آیت کریمہ یہ ہے:

"وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ۔ (ترجمہ) بے شک جہنم ان سب (کافروں، منافقوں، عاصیوں) کے لئے وعدے کی جگہ ہے۔ [سورۂ حجر – ۴۳]

طبقات دوزخ اور عذاب وشفاعت وغیرہ پر مشتمل اہم مضمون

خبر جبرئیل علیہ السلام: حضرت یزید رقاشی (علیہ الرحمۃ والرضوان) حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں، فرمایا: ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں (خلاف معمول) ایسی ساعت میں آئے جس میں نہیں آتے تھے اور ان کا رنگ متغیر تھا، حضور نے پوچھا میں آپ کو یہ کیسا بدلے ہوئے رنگ والا دیکھ رہا ہوں (یعنی اس تغیر اور بدحالی کا سبب کیا ہے)؟ کہا: یا رسول اللہ! میں جو اِس گھڑی آیا ہوں (اس کا سبب یہ ہے کہ ابھی) اسی گھڑی اللہ نے دوزخ کی دھونکنیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسے دھونکیں (پھونکیں) اور (مزید کہا) جو بندہ یہ علم رکھتا ہو کہ بے شک جہنم حق ہے، بے شک نار حق ہے، بے شک عذاب قبر حق ہے اور اللہ کا عذاب اکبر ہے اسے زیبا نہیں کہ اسکی آنکھ ٹھنڈی ہو (یعنی اسے بے فکر وبے خوف ہونا ہرگز مناسب نہیں) تا وقتیکہ عذاب الٰہی سے امان حاصل نہ ہولے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اس خبر پر رحمت عالم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! مجھ سے جہنم کا وصف بیان کرو۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اچھا! (اور پھر کہنا شروع کیا)۔۔۔

جہنم تین ہزار سال مسلسل دھونکائی گئی ہے

۔۔۔اللہ تعالیٰ نے جب جہنم بنائی تو بے شک اس پر ہزار سال تک آگ جلائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی پھر مزید ہزار سال تک جلائی گئی تو وہ سفید پڑ گئی، پھر اور ہزار سال تک جلائی گئی تو وہ سیاہ ہوگئی اور اب وہ بالکل کالی، اندھیری ہے، نہ اس کی لپٹیں بند ہوتی نہ انگارے بجھتے ہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر جہنم سوئی کے ناکے کے برابر بھی کھول دی جائے تب بھی بے شک اہل دنیا سب کے سب ضرور اس کی تپش سے جل بھن جائیں، قسم خدا کی اگر دوزخیوں کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا زمین وآسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو البتہ جملہ اہل زمین اس کی تیز سڑاند (بدبو) اور تیز بھڑک (Heat) پا کر ضرور مر جائیں گے اور قسم اس کی جس نے حضور کو نبی برحق مبعوث فرمایا، اگر ان زنجیروں کا ہاتھ بھر ٹکڑا جن کا کتاب اللہ میں ذکر آیا کسی پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو بہہ پڑے گا حتی کہ زمین کے ساتویں طبقے تک جا پہنچے گا اور قسم اسکی جس نے حضور کو سچا نبی مبعوث فرمایا اگر مغرب میں (یعنی دنیا کے ایک سرے پر) کسی آدمی کو عذاب دیا جائے تو اس کی شدت سے مشرق (یعنی دوسرے کنارے) والے بھی جلے بغیر نہ رہیں، جہنم کی تپش شدید، اس کی گہرائی بعید اور اس میں زیور حدید اور مشروب حمیم وصدید (یعنی کھولتا ہوا پانی اور پیپ) ہے، اس کے کپڑے، آگ کے ٹکڑے ہیں۔ (اور مزید یہ کہ۔۔۔)

جہنم کے طبقات کی تعداد وکیفیت کا بیان

۔۔۔لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ۔ (ترجمہ) یعنی جہنم کے سات پھاٹک (یعنی طبقے) ہیں، ہر ایک پھاٹک کے لئے، دوزخیوں میں کا ایک ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔ [سورۂ حجر – ۴۴]

تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا اسکے دروازے ہمارے (دنیوی) دروازوں کی طرح ہیں؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: نہیں بلکہ وہ (چوپٹ) کھلے ہوئے ہیں اور بعض نیچے ہیں بعض سے۔ (یعنی اوپر نیچے بنے ہوئے ہیں) اور ایک دروازے سے دوسرے تک ستر سال کی مسیرت (۱) ہے اور ہر دوسرا دروازہ (یعنی طبقہ) اپنے پہلے والے سے ستر گنا تیز گرم ہے اور اللہ کے دشمنوں (کافروں، عاصیوں) کو دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا اور جب وہ اس کے

[۱] مسیرت = راستہ، فاصلہ، مسافت، ۱۲ مترجم غفرلہ۔

دروازے تک پہنچیں گے تو زبانیہ (عذاب کے مخصوص فرشتے گویا جلاد) بیڑی اور ہتھکڑی یا طوق لئے ہوئے ان کا استقبال کریں گے۔ زنجیر، دشمن خدا کے منھ میں ڈال کر دُبر سے نکالی جائے گی اور اس کا بایاں ہاتھ گردن سے ملا کر اس میں ہتھکڑی (یا طوق) پہنایا جائے گا اور داہنا ہاتھ (سینہ توڑ کر) دل میں داخل کر کے (پیچھے سے) شانوں کے درمیان کھینچ کے نکالا جائے گا اور زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک شیطان کے ساتھ جوڑ بھر کے ایک ہی زنجیر میں باندھا جائے گا اور منھ کے بل گھسیٹا جائے گا اور لوہے کے گرزوں سے ملائکہ پٹائی کریں گے۔ (اور مزید یہ کہ):

''کُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا۔

(ترجمہ) یعنی جب جب دوزخی اس کی گھٹن سے گھبرا کر اس سے باہر نکلنا چاہیں گے بار بار اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔'' [سورۂ حج–۲۲]

طبقات جہنم کی تقسیم کہ کونسا طبقہ کس گروہ کے لئے؟

...پھر (یہ سن کر) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ ان سب پھاٹکوں (طبقات دوزخ) میں کون کون لوگ داخل ہوں گے؟ (یعنی کس طبقے میں کون سی امت یا جماعت)؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: سب سے پچھلے طبقہ میں منافقین اور اصحاب مائدہ (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی امت) میں کے وہ لوگ جو (بعد ایمان اور بعد نزول مائدہ[۱]) کافر ہو گئے تھے اور آل فرعون (یعنی خود فرعون اور اس کے اتباع) اور اس طبقہ کا نام ھاوِیَہ ہے اور دوسرے طبقہ میں مشرکین اور اس کا نام جحیم ہے اور تیسرے میں صابی (ستارہ پرست یا بعض انبیاء کی مرتد امت) اور اس کا نام سَقَر ہے اور چوتھے میں ابلیس اور اس کے اَتباع اور مجوسی اور اس طبقۂ دُوزخ کا نام لَظٰی ہے اور پانچویں میں یہودی اور اس کا نام حُطَمہ ہے اور چھٹے میں (عام) نصاری اور اس کا نام سعیر ہے...

حضور کو، عذاب کی خبر سے شدید صدمہ

...پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام رک گئے کہ حضور کے سامنے آگے بیان کرنے سے شرم آئی، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: (کیوں چپ ہو گئے) کیا مجھے ساتویں طبقے کے سُکّان کی بابت خبر نہیں دو گے؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اس میں حضور کی امت کے وہ اہل کبائر داخل ہوں گے جو (سچی) توبہ کئے بغیر (بحالت فسق و فجور) مرے ہوں گے، یہ سن کر (حضور کو اتنا صدمہ و غم لاحق ہوا کہ) بے ہوش ہو کر زمین پر آرہے، تو جبرئیل حضور کا سر اقدس افاقہ ہونے تک برابر اپنی گود میں رکھے رہے، جب ہوش میں آئے تو فرمایا: اے جبرئیل میری مصیبت عظیم ہے، میرا غم شدید ہے، ارے کیا میرا کوئی ایک امتی بھی دوزخ میں جائے گا؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ہاں آپ کی امت کے اہل کبائر دوزخ میں جائیں گے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رو پڑے اور (ساتھ میں) جبرئیل بھی روئے...

صدمۂ حضور کی کیفیت

...پھر (جبرئیل علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد) حضور گھر میں تشریف لے گئے اور لوگوں سے محجوب ہو کر گھر میں (غمگین) بیٹھ رہے۔ بس نماز کیلئے باہر تشریف لاتے اور نماز پڑھا کے اندر تشریف لے جاتے اور (مارے شدت حزن کے) کسی سے کلام نہیں کرتے (نہ گھر والوں سے نہ باہر والوں سے) اور گھر میں جا کر نماز میں اور اللہ کی طرف تضرع وزاری میں لگ جاتے، روتے رہتے۔

جاری.........

ص ۵۴ ر کا بقیہ...

عرض گزار: سید ابوبکر مصطفی قادری
کوٹیہ، مدنپور، دیوریا، یوپی، پن کوڈ 274205
واٹس اپ نمبر 9452685195
ای میل smahmad9452gmail.com

نوٹ: اہل قلم خصوصی توجہ فرمائیں، تاکہ یہ اہم کام بروقت انجام پذیر ہو سکے۔

[۱] مائدہ = کھانوں بھرا خوان۔ ۱۲– مترجم غفرلہ۔

از: محمد جسیم اکرم مرکزی*

بریلی شریف کی مرکزیت! اکابر کا متفقہ فیصلہ

نوخیز قلم

اللہ جل وعلا نے دین اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ تمام انسان ایک خدا کی پرستش کریں، سب سے آخر میں خاتم النبیین حضور پُرنور سرکار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انسان کو کفر و شرک کی تاریک گھاٹیوں سے نکال کر اسلام کی کھلی فضاؤں میں زندگی بسر کرنے کی ہدایت مرحمت فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کے بعد تبلیغ اسلام کی نشر و اشاعت کا بیڑا اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اٹھایا بعدہم اس عظیم منصب کو علمائے کرام نے سنبھالا، انھیں علمائے کرام کی جماعت میں ایک ذات ستودہ صفات کو دنیا منفرد الکمال، عدیم المثال کنز الکرامت جبل الاستقامت عظیم المرتبت نیر برج فقاہت قاطع کفر وضلالت دافع شرک وبدعت مجدد دین وملت عاشق شاہ رسالت محب جان نبوت آیت من آیات اللہ معجزۃ من معجزات رسول اللہ اعلیٰ حضرت سیدنا سندنا مولانا المفتی الحافظ القاری الشاہ الامام احمد رضا خان القادری البریلوی علیہ رحمۃ المنان کے نام سے یاد کرتی ہے۔

جن کی حیات کا ہر ورق نہایت صاف وشفاف ہے جنھوں نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جلائی اور عظمت رسالت سے الجھنے والوں کا شدت سے تعاقب کیا، وہ زندگی کے ہر شعبے میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی و ناصر رہے، سائنسدانوں کے باطل نظریات کی تردید میں کتابیں تصنیف فرما کر سائنسدانوں کو انگشت بدندان کر دیا، جن کی کتاب حیات کے ہر ورق سے عشق رسالت بزرگوں کی عقیدت فصاحت و بلاغت اخوت ومحبت کی خوشبو پھوٹتی ہے جس سے ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں جانیں معطر ہو رہی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں شرق وغرب شمال وجنوب میں کوئی ان کا ہم پلہ ہمسر نہیں تھا، پورے عالم اسلام میں ان کی حیثیت فیصل کی تھی، دنیا کے ہر خطے کے علما، مشائخ، حکما، فلاسفہ، مدبرین، محققین، محدثین، مفکرین، بلکہ بڑے بڑے سائندان بھی ان سے رجوع کرتے تھے اور اپنی نگاہیں ان کی طرف مرکوز رکھتے تھے جو گتھی کہیں نہیں سلجھتی اسے آپ دلائل و براہین سے مزین و آراستہ کر کے بآسانی سلجھا دیا کرتے تھے، اسی لیے تو دنیا آج بھی تسلیم کرتی ہے اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت کرتی رہے گی۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی علمی جلالت کو دیکھ کر علمائے عرب وعجم نے اپنا مرجع و مرکز مانا، جس پر کثیر شواہد و دلائل موجود ہیں آیئے ہم سب سے پہلے مرکز کا معنی لغۃ اور اصطلاحاً آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں پھر دلائل وشواہد کے ذریعے اس کو ثابت کیا جائے گا کہ حضور اعلیٰ حضرت کی ذات سنیت کا مرکز و معیار ہے، مرکز کا لغوی معنی: رکز، یرکز (شیئا فی شیءٍ) باب نصر ینصر سے ہے، معنی ہے: جمانا، گاڑنا، مرکوز کرنا، زمین میں گاڑنا، پیدا کرنا جیسے "رکز السھم فی الارض — رکز اللہ المعادن فی الارض او الجبال۔ ترجمہ: اللہ نے زمین میں دھاتوں کو پیدا کیا، ھذا شیء مرکوز فی العقول: یہ چیز عقلوں میں راسخ ہے۔ [القاموس الوحید، ص ٦٦٣]

اللہ جل وعلا کا فرمان عالیشان ہے:

"و لئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ۔
ترجمہ: اور اگر وہ (زمین وآسمان سرکیں) تو اللہ کے سوا کوئی نہ روکے۔" (سورۂ فاطر، آیت ٤١)

علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے رغائب الفرقان میں

* مضمون نگار جامعۃ الرضا بریلی شریف کے طالب علم ہیں۔

اس آیۂ کریمہ کی یہ تفسیر فرمائی: (ان تزولا) کراھۃ زولا ھما عن مقرھما و مرکزھما: یعنی اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقر سے ہٹ نہ جائیں۔''اس کا عطف تفسیری"مرکزھما" زائد کیا مرکز جائے رکز، جمانا، گاڑنا یعنی زمین وآسمان جہاں جمے ہوئے گڑے ہوئے ہیں وہاں سے نہ سرکیں۔[فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۷ رسالہ ۳ رنزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان، ص ٦]

مرکز کا اصطلاحی معنی

اصطلاح میں جس شی کا جو مرکز ہوگا، اسی کے مطابق اس کی تعریف ہوگی لیکن یہاں دور حاضر میں علما کا مرکز مراد ہے، اصطلاحی معنی: عقائد ونظریات میں علمائے اہل سنت کی نظریں جس ذات ستودہ صفات پر مرکوز ہو جائیں قلوب واذہان جم جائیں کہ اس کے قرآن واحادیث وآثار فقہا سے مزین وآراستہ اقوال کو فیصل سمجھیں وہی مرکز ہے، اب اس اصطلاحی معنی کے تناظر میں ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ کون سی ذات ہے جس کی طرف علمائے اہل سنت وعوام اہل سنت کی نگاہیں مرکوز ہیں۔

علمائے عرب کا فیصلہ

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب ''الدولۃ المکیۃ فی مادۃ الغیبیۃ'' میں دلائل وبراہین کا بحر بیکراں دیکھ کر شیخ مختار عطارد الجاوی (مسجد حرام، مکہ معظّمہ) نے امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا:

"فکأنہ من معجزات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اظھرہ اللہ تعالیٰ علی ید ھذا الامام الاوحد۔

[الدولۃ المکیۃ فی مادۃ الغیبیۃ، مطبوعہ کراچی، ص ۷۲] ترجمہ: گویا یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اس یکتائے زماں امام کے ہاتھوں ظاہر فرمایا۔"

مذکورہ بالا اقتباس کو پڑھیں اور بحر حیرت واستعجاب میں ڈوب جائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ارقام فرمائے ہوئے دلائل وبراہین پر شیخ عرب کی نگاہیں اس طرح مرکوز ہوئیں کہ انھیں حضور کے معجزات میں سے ایک معجزہ کہا اور اس معجزے کا ظہور امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے ہاتھوں ہوا جس کے سبب مسلمانان عرب وعجم کے ایمان وعقائد کی حفاظت ہوئی، حضرت سید محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ جو نہایت ہی باصلاحیت ذی شعور عالم دین ہیں، باب السلام کے آس پاس بیٹھ کر درس حدیث دیا کرتے تھے، وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ہی کی ذات مقدسہ کو سنیت کا مرکز ومعیار اور حق وصداقت کی کسوٹی قرار دیتے تھے، فرماتے ہیں:

"اذا جاء رجل من الھند نسئلہ عن الشیخ احمد رضا خان فان مدحہ علمنا انہ من اھل السنۃ و ان ذمہ علمنا انہ من اھل البدع ھذا المعیار عندنا۔

ترجمہ: جب کوئی شخص ہندوستان سے آتا ہے تو ہم اس سے شیخ احمد رضا کے بارے میں سوال کرتے ہیں، اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ اہل سنت سے ہے اور اگر ان کی برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ اہل بدعت سے ہے یہ ہی میرے نزدیک (حق و باطل کو پرکھنے کا) معیار ہے۔" [مسلک اعلیٰ حضرت! منظر پس منظر، ص ۱۸۳]

ان الفاظ کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے کہ حضرت سید محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بات کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ میرے نزدیک امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کی ذات معیار و مرکز حق وصداقت ہے جو ان کی تعریف کرے گا، وہی اہل سنت سے ہوگا اور جو ان کی مذمت کرے گا وہ اہل بدعت سے ہوگا، مذکورہ بالا دونوں اقتباس سے واضح ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو یہ مقام ومعیار دربار رسالت سے عطا ہوا ہے، آپ کی ذات میان حق وباطل خط امتیاز کی حیثیت رکھتی ہے، سنیت کی پہچان اسی ذات سے ہوتی ہے، یہ دو اقتباس محض تمثیل کے لیے قارئین کرام کے نذر ہے ورنہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے متعلق علمائے عرب کے تاثرات پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جو سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہیں۔

علمائے عجم کا فیصلہ

حضور سید شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ (کچھوچھہ شریف) فرماتے ہیں:

" میرا مسلک شریعت وطریقت میں وہی ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے، میرے مسلک پر چلنے کے لیے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔"

شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خان علیہ الرحمہ (پیلی بھیت شریف) فرماتے ہیں:

" دین واسلام کا سچا خلاصہ ''مسلک اعلی حضرت'' ہے، یہی وہ مجمع البحار ہے جس پر آج حنفیت و شافعیت ، مالکیت و حنبلیت ، قادریت و چشتیت ، سہروردیت ونقشبندیت ، مجددیت و برکاتیت وغیرہم سب سمندروں کا سنگم ہے۔"

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" میں مسلک اہل سنت پر زندہ رہا اور مسلک اہل سنت وہی ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت ہے، اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں مرقوم ہے، الحمد للہ اسی پر میری عمر گزری اور الحمد للہ آخری وقت اسی مسلک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر میرا خاتمہ بالخیر ہو رہا ہے۔"

امام الملت والدین امام العلما علامہ امام الدین کوٹلوی علیہ الرحمہ رماتے ہیں:

" بشر مجھ سے مصافحہ کرلو، اب میں جانے والا ہوں اور میری تمہارے لیے دعا ہے، دیکھ تمہارے والد فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور تمہارے تایا مولانا عبد اللہ قادری رضوی اور میں اعلیٰ حضرت بریلی شریف والے کے مسلک کی تبلیغ کرتے رہے تم بھی اسی مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہنا، اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔"

حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"میں تمام مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بریلی شریف کے تاجدار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت علامہ فقیہ مفتی محمد احمد رضا خان بریلوی کا جو مسلک ہے وہی میرا مسلک ہے، مسلمانوں اس مسلک کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اسی پر قائم رہنا۔"

حضرت شاہ جی میاں محمد شیر خان نقشبندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" جو ان کا مسلک وہی میرا مسلک جو ان کا نہیں وہ میرا نہیں۔"

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں، ان کا مذہب مسلک اہل سنت و جماعت ہے۔" [سنی آواز ناگپور ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء]

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید احمد قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" تعجب ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی کا فتویٰ ہوتے ہوئے فقیر سے استفسار کیا جا رہا ہے، فقیر کا اور فقیر کے آبا و اجداد کا وہی مسلک ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ہے۔" [ماہنامہ سنی آواز ناگپور ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء]

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" مسلک اعلی حضرت درحقیقت مسلک حنفی ہے اور حقانیت کی پہچان ہے۔"

رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" سارے فرقہائے باطلہ کے مقابلے میں اپنی دینی جماعتی شناخت کے لیے ہمارے پاس بریلوی یا مسلک اعلی حضرت کے لفظ سے زیادہ جامع کوئی دوسرا لفظ نہیں۔"

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

" اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا اور

نو خیز قلم

اس سے روکنے والا بدمذہب ہوگا یا حاسد۔"

[فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۲ ص ۴۳۰]

(از تقدیم: مسلک اعلیٰ حضرت! منظر پس منظر)

علمائے کرام کے مذکورہ بالا فرامین کے مطالعہ سے قارئین پر خوب ظاہر و باہر ہو گیا ہوگا کہ حضور اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر علما کی نگاہیں کس درجہ مرکوز تھیں، حق و باطل میں فرق اور سنیت کی پہچان کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات کی طرف انتساب کافی مانا جاتا رہا ہے اور ہنوز مانا جاتا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ مانا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام مرکز کا مطلب اوپر پڑھ کر آئے ہیں کہ مرکز اسے کہتے ہیں جس کی طرف ہر چہار جہت کے علمائے کرام رجوع کرتے ہیں، مذکورہ بالا فرمان سے یہ آشکار ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات مرکز العلما تھی، مزید شواہد کے لیے فتاویٰ رضویہ شریف کے فتاویٰ کے صرف شروع حصے کا مطالعہ فرمائیں، آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عوام تو عوام خواص، علمائے کرام بھی آپ کو اپنا مرکز و مرجع تسلیم کرتے ہیں۔

بریلی شریف مرکز کیوں؟

امام احمد رضا کی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے بریلی شریف سنیوں کا مرکز بنا، ایسا نہیں ہے کہ نفس بریلی شریف میں از خود ایسی صلاحیت و جاذبیت ہے جس کی وجہ اسے مرکز کہا جاتا ہے بلکہ یہ تمام خوبی بریلی شریف کو حضور اعلیٰ حضرت کی وجہ سے عطا ہوئی ہے، جیسے کوفہ اور بصرہ نحویوں کا مرکز ہے، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نفس کوفہ اور بصرہ از خود مرکز نحویان ہے بلکہ اسے مرکز اس لیے کہا جاتا ہے کہ امام فرا، امام سیبویہ، امام خلیل یعنی بڑے بڑے نحویوں نے یہاں سے علم نحو کی نشر و اشاعت کی اور تشنگان نحو کی پیاس بجھائی، اسی لیے ان جگہوں کو مرکزیت حاصل ہوئی۔

اگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بریلی میں تشریف نہ لاتے، اسے آماجگاہ علم و فن نہ بناتے تو کون ہے جو اسے اپنا مرکز تصور کرتا؟ کہا جاتا ہے فلاں جگہ سے علم کی کرنیں پھوٹتی ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نفس جگہ سے علم کی کرنیں پھوٹتی ہیں، نہیں بلکہ وہاں کے علمی شخصیات کی پیشانیوں سے علم و عمل کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

بریلی شریف ہی مرکز کیوں؟

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے زمانے میں بہت سارے فتنے تھے اور سب اہل سنت و جماعت میں سے ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، جیسے دیوبندی، وہابی، نیچری، قادیانی، غیر مقلد، شیعی، رافضی، ناصبی وغیرہم تو ایسے نازک وقت میں یہ کیسے پتہ چلتا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل ہے؟ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حضور پُرنور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے تمام فرقہائے باطلہ کا رد بلیغ فرمایا اور ان کے دھرے نظریے سے نقاب اٹھا کر بے نقاب کر دیا ایسے دلائل و براہین کے ذریعے تردید فرمائی کہ آج بھی ایوان باطل میں زلزلہ برپا ہے جواب دینے سے عاجز و قاصر ہیں بلکہ بہتوں نے حضور اعلیٰ حضرت کی چوکھٹ پر سر رکھ دیئے اور بولے: ؎

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہے جا بجا تھانے والے

جب آپ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں گے جن میں فرقہائے باطلہ کی تردید کی گئی ہے تو آپ پر حق کا انکشاف ایسے ہی ہوگا جیسے دن میں سورج کی روشنی کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے، چند کتابوں کے نام ملاحظہ فرمائیں: حسام الحرمین، فتاویٰ الحرمین، الدولۃ المکیہ، الکوکبۃ الشہابیۃ، سبحان السبوح، النہی الاکید، ازالۃ الآثار، اطائب الصیب، رسالہ فی علم العقائد والکلام، تمہید ایمان، الامن والعلا، تجلی الیقین، الصمصام، رد الرفضہ، جزاء اللہ عدوہ، خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ، الزبدۃ الزکیہ، شمائم العنبر، دوام العیش، انفس الفکر، الفضل الموہبی، مذکورہ بالا سطور کی تائید کے لیے ان ساری کتابوں کا مطالعہ کرنا کافی ہے۔

اسی لیے تمام فرقہائے باطلہ حضور اعلیٰ حضرت کے نام پاک سے چڑھنے لگے اس نام سے ان کی طبیعت میں کوفت ہونے لگتی ہے، چہرے کا رنگ زرد پڑنے لگتا ہے، جس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص بدمذہب ہے اسی لیے ذات اعلیٰ حضرت کو

میان حق و باطل خط امتیاز کی حیثیت حاصل ہوئی جیسا کہ ماقبل میں صراحتاً ذکر ہوا اور اسی ذات کی بنا پر بریلی شریف سنیوں کا مرکز بن گیا سنیت کی پہچان یہیں سے ہونے لگی، اب رہی بات کہ بریلی شریف ہی مرکز کیوں؟ اگر کوئی دوسری جگہ مرکز بنانا چاہے تو کیا بن نہیں سکتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی دوسری جگہ بھی سنیوں کا مرکز بن سکتی ہے، ممکن ہے۔

لیکن جس ذات کی وجہ سے مرکز قرار دیں گے تو وہ ذات کس معیار کی ہے یہ تو دیکھا جائے گا اگر واقعی وہ مرکز بننے کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ضرور اس کو مرکز مانا جائے گا لیکن پہلے یہ تو ثابت ہو کہ علما عوام سب ان کی طرف رجوع کرتے ہوں اور ان کو اپنا مرکز تصور کرتے ہوں اس سے حق و باطل کے درمیان امتیاز ہوتا ہوا اگر اس کسوٹی پر کوئی کھرا اترے تو ضرور اسے مرکز تصور کیا جائے جیسے ایک زمانے میں دہلی سنیوں کا مرکز رہا ہے ایسے ہی ایک زمانے میں مارہرہ مطہرہ مرکز رہا ہے پھر بریلی شریف مرکز بنا، تو ہو سکتا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت میں بھی امتداد زمانہ کی وجہ سے کچھ شر پسند پیدا ہو جائیں اور وہ بھی اپنے کو مسلک اعلیٰ حضرت والے کہتے ہوں پھر اللہ جل وعلا کا فضل ہو کہ وہ ایسا بندہ پیدا فرمائے جو مسلک اعلیٰ حضرت میں گھسے ہوئے شر پسندوں کو نکال کر باہر پھینک دے اور پھر مسلک اعلیٰ حضرت والا کون ہے؟ اس کی شناخت اس ذات سے ہونے لگے، جس نے ان شر پسندوں کو نکال پھینکا، جیسے مسلک اہل سنت کی شناخت مسلک اعلیٰ حضرت سے ہوتی ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ دعویٰ کرے تو آنکھ بند کر کے اس کی بات نہیں مان لی جائے گی، اس کو ضرور ہر زاویے سے پرکھا جائے گا، فی زماننا اگر دیکھیں تو ایسا کچھ نہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات خط امتیاز نہ ہو بلکہ آج بھی حق و باطل کے درمیان اعلیٰ حضرت کی ذات خط فاصل ہے، سنیوں کی نگاہیں آپ پر مرکوز ہیں، یہ اللہ کی عنایت ہے، اللہ جسے چاہے عطا فرمائے، کوئی لاکھ چاہے مرکز بنانا لیکن بنا نہ پائے، کیونکہ جب اہل اسلام ہی اسے مرکز نہ مانیں تو پھر کا ہے کا مرکز؟

بریلی شریف کی مرکزیت پر اکابر کا متفقہ فیصلہ

یہاں پر ان علمائے کرام کے اسمائے گرامی ذکر کیے جاتے ہیں جنھوں نے بریلی شریف کو تادم اخیر سنیوں کا مرکز مانا (۱) حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز (۲) حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان قادری قدس سرہ العزیز (۳) حضرت علامہ مفتی سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف قدس سرہ العزیز (۴) صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ (۵) ملک العلما علامہ مفتی سید محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ (۶) صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (۷) برہان ملت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ (۸) حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ نقشبندی دہلوی علیہ الرحمہ (۹) حضور مجاہد ملت علامہ مفتی حبیب الرحمن عباسی اڑیسوی علیہ الرحمہ (۱۰) امین شریعت مفتی اعظم کانپور حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین مظفر پوری قدس سرہ العزیز (۱۱) حضور حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز (۱۲) حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان بھاگلپوری علیہ الرحمہ (۱۳) حضرت علامہ مقبول احمد خان بہاری علیہ الرحمہ (۱۴) حضور سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ (۱۵) حضور احسن العلما حضرت علامہ مفتی سید حیدر حسین مارہروی علیہ الرحمہ (۱۶) شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ (۱۷) شمس العلما حضرت علامہ مفتی نظام الدین الہ آبادی (۱۸) بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی قدس سرہ العزیز (۱۹) پاسبان ملت حضرت علامہ مفتی محمد مشتاق احمد نظامی الہ آبادی قدس سرہ العزیز (۲۰) حضرت علامہ مفتی خادم حسین گیاوی علیہ الرحمہ (۲۱) مرشدنا سیدنا سندنا تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی قدس سرہ العزیز۔

اور بھی بہت سارے مقتدر اسما میرے پیش نظر ہیں لیکن طوالت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں، بس یوں سمجھیے تمام اکابر علمائے کرام بریلی شریف کی مرکزیت پر متفق ہیں، بقیہ ص ۴۵ پر

پس پردہ بھی قائم ہے حکومت غوث اعظم کی

از: پھول محمد نعمت رضوی، سرلاہی نیپال

عمل کی ہے صداقت اصل دولت غوث اعظم کی
اسی سے ہوگئی ہے رب سے قربت غوث اعظم کی

اٹھی چشم کرم تو چور کو ابدال کر ڈالا
بہت مشہور ہے جگ میں کرامت غوث اعظم کی

مریدی لاتخف جب کہہ دیا ہے شاہ جیلاں نے
مرے پھر کام آئے کیوں نہ نسبت غوث اعظم کی

جو ساری عمر مخلوق خدا کی دستگیری کی
بڑھے کونین میں پھر کیوں نہ عزت غوث اعظم کی

ضرور اک دن شہ بغداد کی چوکھٹ پہ پہنچوں گا
اگر مجھ پر بھی ہوجائے عنایت غوث اعظم کی

چھپانے سے دلوں کے راز ہرگز چھپ نہیں سکتے
پس پردہ بھی قائم ہے حکومت غوث اعظم کی

کوئی بھی منقبت شایان شاں لکھے گا کیا نعمت
ہے میری سوچ سے بالا وہ رفعت غوث اعظم کی

بگڑے کاموں کو بناؤ مرے غوث اعظم

از: صوفی عالم رضا نوری، بریلی شریف

سوئی قسمت کو جگاؤ مرے غوث اعظم
پار بیڑے کو لگاؤ مرے غوث اعظم

بے کلی دل کی مٹاؤ مرے غوث اعظم
اب کلی دل کی کھلاؤ مرے غوث اعظم

جیسے مردوں کو جِلاتے ہو لگا کر ٹھوکر
میرے دل کو بھی جِلاؤ مرے غوث اعظم

ٹوٹی کشتی پہ مری ٹوٹ پڑیں ہیں موجیں
میری کشتی کو بچاؤ مرے غوث اعظم

اک نظر ڈال کے رہزن کو بنایا رہبر
پھر وہی جلوہ دکھاؤ مرے غوث اعظم

لذّت دید سے آنکھیں کرو ٹھنڈی میری
شربت دید پلاؤ مرے غوث اعظم

تاج شاہی کی مجھے چاہ نہیں سر کو میرے
اپنے قدموں سے لگاؤ مرے غوث اعظم

جو ہیں منظور نظر آپ کے صدقہ ان کا
مجھ بُرے کو بھی نبھاؤ مرے غوث اعظم

معتبر ہوتا نہیں کوئی قطب ہو کہ ولی
مہر جب تک نہ لگاؤ مرے غوث اعظم

پھول ہیں قادری گلشن کے رضا و نوری
ان کی خوشبو میں بساؤ مرے غوث اعظم

فکر دنیا نہ مجھے دین سے کر دے غافل
فکر دنیا سے بچاؤ مرے غوث اعظم

پنجتن پاک کے صدقے میں ہمارے میراں
بگڑے کاموں کو بناؤ مرے غوث اعظم

بھر دو بھر دو مرے آقا مری جھولی بھر دو
خالی در سے نہ اٹھاؤ مرے غوث اعظم

اب تو آجاؤ کہ دم آیا لبوں پر آقا
آ کے کلمہ تو پڑھاؤ اے غوث اعظم

کس طرح حاضر دربار ہو بے پر عالم
اب تو پر اس کے لگاؤ مرے غوث اعظم

ایک اہم اعلان

پاسبان ملت، مناظر اہل سنت، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی دینی وملی، دعوتی وتبلیغی خدمات پر مشتمل ایک ضخیم دستاویز بنام جہان پاسبان ملت کی ترتیب کے کام کی ابتدا ہوچکی ہے۔

صاحبان قرطاس وقلم سے گزارش ہے کہ مضامین وتأثرات ۳۰/نومبر ۲۰۲۳ء تک بھیج کر قلمی معاونت فرمائیں، حضرت پاسبان ملت علیہ الرحمہ کے خطوط، معائنہ جات، تقاریظ وتأثرات وغیرہ ہوں تو ضرور ارسال فرمائیں۔

بقیہ ص ۴۸ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹرپیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इशाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25
OCTOBER - 2023
PAGES 56 WITH COVER
PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan



جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ / نومبر ۲۰۲۳ء
NOVEMBER-2023 Rs. 30/-

جانشینِ تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری ازہری بریلوی

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دُنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

شادی بیاہ کے بڑھتے اجراجات وخرافات اوران کا حل

بلاد اسلامیہ میں عشاق مصطفےٰ کا محافل میلاد وجلوس کا انعقاد

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مخالفین کے اعتراضات

یہودی ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن

سلطان اورنگ زیب ایک انصاف ور حاکم

بات طاقت کی نہیں غیرت ایمانی کی ہے

حضور حجۃ الاسلام! ایک مختصر تعارف

ارض اقصیٰ پر اسرائیل کا شیطانی رقص

مسجد اقصیٰ، بیت المقدس اور فلسطین

الٰہی بھیج یہاں پھر کوئی سلطانِ ایوبی

حسد کا وبال، اسباب اور علاج

امام احمد رضا اور فن شعر وسخن

کجا ماند مسلمانی

مدیر: مفتی محمد عبدالرحیم نشترؔ فاروقی


مرکز الدراسات الإسلامیة
جامعة الرضا
بریلی شریف یو پی، ھند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۱۱
Issue No. 11
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۵ھ
جمادی الاولیٰ
نومبر ۲۰۲۳ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address	Email:	رابطہ کا پتہ
MAHNAMA SUNNI DUNIYA 82-Saudagran, Dargah Aalahazrat Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003 **Contact Numbers** 0581-2458543, 2472166, 3291453	sunniduniya@aalaahazrat.com nashtarfaruqui@gmail.com atiqahmad@aalaahazrat.com **Visit Us:** www.sunniduniya.com www.aalaahazrat.com www.cisjamiaturraza.ac.in	**ماہنامہ سنی دنیا** ۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

"اس وقت سرزمین انبیا فلسطین پر بسنے والے اہل ایمان سخت آزمائشوں سے گزر رہے ہیں، انھیں دن کو چین ہے، نہ رات کو سکون! ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں سے کوئی اسرائیلی میزائل آکر ان کے وجود کو بکھیر کر نہ رکھ دے، کہیں کوئی ٹینک انھیں بوٹیوں میں نہ تبدیل کردے، شام کو اپنے ننھے لخت جگر کے ٹکڑے قبر کے حوالے کرکے آتے ہیں تو صبح انھیں بھی وہاں پہنچانے کی نوبت آجاتی ہے، خبروں کے ذریعہ یہ منظر دیکھ کر ہمارا کلیجہ منہ کو آرہا ہے، الٰہی ان پر رحم فرما جوان صبر آزما حالات کا سامنا کررہے ہیں، الٰہی تو ہی ان کا حامی و ناصر ہے، تجھے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ! ان کے سروں سے یہ اسرائیلی بلا ہمیشہ کے لئے ٹال دے، آمین۔ نشترؔ فاروقی"

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

ادار یــــــہ

الٰہی بھیج یہاں پھر کوئی سلطانِ ایوبی

فلسطین وہ متبرک سرزمین ہے جہاں کئی انبیائے کرام نے اپنے مقدس شب وروز گزارے ہیں، قبلۂ اوّل کا وجود مسعود بھی اس کی اہمیت وانفرادیت کو دوچند کرتا ہے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے دست شجاعت نے اس کی زلفوں کو سنوارا ہے، اس لئے یہ ارض مقدس ہمیشہ مسلمانوں کے لئے متبرک اور مرکز رہی ہے، یوں تو اس زمین نے صدیوں نشیب وفراز کا سامنا کیا ہے، کئی بار تاراج ہوئی اور آباد ہوئی ہے، کئی بار مسلمانوں کی بے گور وکفن لاشوں کا بوجھ اٹھایا اور پھر اپنی آغوش میں ان کی نسل نو کی پرورش بھی کی ہے لیکن مسلمانوں کی جرأت وشجاعت کے جوہر کو کبھی زنگ آلود نہیں ہونے دیا، آج ایک بار پھر فلسطین لہولہو ہے اور پرستاران حق کا وجود اپنے جسم کے بکھرے ہوئے چیتھڑوں کو سمیٹنے والے کسی مسیحا کی راہ تک رہا ہے۔

فلسطین اسرائیل تنازع دنیا کے قدیم اور طویل ترین تنازعات میں سے ایک ہے، مشرق وسطیٰ کے اس خونی تنازع کو آج دہائیاں گزر چکی ہیں، لیکن اس کا کوئی حل ہوتا دکھائی نہیں دے رہا، اس راہ میں اسرائیل کی موجودہ پالیسی اہم سدراہ ہے، اسے پورے فلسطین پر قبضہ چاہیئے خواہ فلسطینی کہیں بھی جائیں، یہی وجہ ہے کہ دوران جنگ دوسرے ممالک میں پناہ گزیں مسلمانوں کی فلسطین واپسی اسے ایک آنکھ بھی نہیں بھاتی، چنانچہ جب کوئی پناہ گزیں مسلمان فلسطین واپسی کی کوشش کرتا ہے تو اسرائیل اسے سختی سے روکتا ہے اور نہ رکنے پر اسے موت کی نیند سلا دیتا ہے۔

۱۹۴۸ء سے قبل پورے فلسطین پر صدیوں سے مسلمانوں کا قبضہ تھا، ۱۵۱۷ء میں یہاں مسلمانوں کا تناسب ۹۸ ؍فیصد تھا جبکہ یہودیوں کا تناسب صرف ایک اعشاریہ ۷ ؍فیصد تھا، یہاں تک کہ ۱۹۱۷ء میں بھی یہودیوں کی کل آبادی صرف ۸ ؍اعشاریہ ایک فیصد تھی جو ارض فلسطین کے ایک چھوٹے سے خطہ پر پناہ گزیں تھی، یہ تاریخی حقیقت ہے کہ جب پورے فلسطین پر مسلمانوں کی مکمل حکومت تھی تب انھوں نے یہودیوں کو وہاں آباد ہونے سے کبھی نہیں روکا، نہ انھیں کوئی گزند پہنچائی، بلکہ ہمیشہ ان کے ساتھ رواداری وہمدردی سے پیش آئے۔

یہی وجہ ہے کہ ۱۹۲۲ء میں یہاں یہودیوں کی آبادی بڑھ کر ۱۱ ؍فیصد سے بھی تجاوز کرگئی، رفتہ رفتہ یہودیوں کی یہ آبادی بڑھتی رہی، یہاں تک کہ فلسطینی مسلمانوں کی کشادہ دلی کے سبب ۱۹۴۷ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۳۲ ؍فیصد ہوگئی، یہاں یہودیوں کی آبادی اتنی جلد بڑھنے کی اصل وجہ پہلی عالمی جنگ کے بعد عیسائی ممالک میں یہودیوں کے خلاف بڑے پیمانے پر منافرت اور قتل وغارت کی گرم بازاری تھی، دراصل عیسائیوں کا یہ ماننا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے ہی سولی پر لٹکا دیا، بایں سبب انھوں نے یہودیوں کو عیسائیت کا سب سے بڑا دشمن سمجھ لیا اور انھیں ہر طرف ظلم وستم کا نشانہ بنایا جانے لگا، عیسائی سرعام انھیں مارنے، کاٹنے اور لوٹنے لگے، یہاں تک کہ انھیں اپنی جان کے بھی لالے پڑ گئے۔

یہ وہ وقت تھا جب اپنا وجود بچانے کے لئے دردر بھٹکنے والے ان یہودیوں کو کسی بھی ملک نے پناہ نہ دی، لیکن فلسطینی مسلمانوں نے انھیں گلے سے لگایا اور اپنی زمین ان کے لئے کشادہ کردی، نتیجے کے طور پر یہودی یہاں بے خوف وخطر آکر آباد ہونے لگے، اس وقت فلسطین کا پورا خطہ سلطنت عثمانیہ کے زیر حکومت تھا، پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۷ء میں برطانیہ نے اس پر اپنا تسلط قائم کرلیا اور یہودی انگریزوں سے مل کر اپنے خفیہ منصوبے پر کام کرنے لگے، یہیں سے فلسطینی مسلمانوں اور یہودیوں میں ٹکراؤ کا آغاز ہوا۔

دراصل یہودیوں نے اپنے خفیہ منصوبے کے تحت مسلمانوں کی بے خبری اور سادہ لوحی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی افرادی قوت مجتمع کرلی، کئی عسکری گروہ بھی بنا ڈالے، جنھوں نے فلسطین میں اپنی الگ ریاست بنانے کے لئے آوازیں بلند کرنا شروع کردیا اور برطانیہ نے اس ''آگ'' میں ''گھی'' ڈالنے کا کام کیا، یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دوسری عالمی جنگ سے پہلے مغربی ممالک میں ۹۰ رلاکھ سے زائد یہودی آباد تھے، جن میں سے ۶۰ رلاکھ یہودیوں کو جرمن کے تاناشاہ ہٹلر نے نہایت ہی ظلم و بربریت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتاردیا، باقی ماندہ ڈرے سہمے یہودی اپنی جان بچانے کے لئے دربدر بھٹک رہے تھے، اُس وقت وہ ممالک بھی یہودیوں کی تباہی و بربادی کا تماشہ دیکھ رہے تھے جو آج اُن کی حمایت کا دم بھر رہے ہیں، اُس برے وقت میں بھی اِن بے شرم اور احسان فراموش یہودیوں کو انھیں فلسطینیوں نے جائے پناہ دی تھی، جن کا خون یہ آج نہایت ہی بے دردی کے ساتھ بہا رہے ہیں۔

آج پوری دنیا دیکھ رہی ہے کہ جن ممالک نے یہودیوں کو تباہ و برباد کیا، انھیں مار کر اپنی زمین سے بھی کھدیڑ دیا اور جن ممالک نے انھیں تباہ و برباد ہونے دیا، وہ سارے کے سارے آج نہ صرف یہودیوں کے شر سے محفوظ و مامون ہیں بلکہ ان کے بہی خواہ اور خیر خواہ بھی بنے ہوئے ہیں اور جن مسلمانوں نے ان کی جان بچائی، انھیں اپنی زمین پر پناہ دی اور ان کے ساتھ اپنوں جیسا سلوک کیا، آج وہی نہ صرف ان کے ظلم و زیادتی کے شکار ہیں بلکہ ان کے دشمن بھی گردانے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ یہ احسان فراموش انھیں کو بموں اور میزائلوں سے اڑا رہے ہیں اور ان کی زمین پر قبضہ جما رہے ہیں، ان پر یہ کہاوت صادق آتی ہے کہ سانپ کو لاکھ دودھ پلاؤ، وہ آپ کو ڈسنا نہیں چھوڑے گا، اس موقع پر مجھے ہٹلر کی بھی ایک بات یاد آرہی ہے، اس نے یہودیوں کی نسل کشی کے بعد کہا تھا ''میں نے کچھ یہودیوں کو زندہ اس لئے چھوڑ دیا تاکہ دنیا یہ جان سکے کہ میں نے انھیں کیوں مارا تھا۔''

غالباً ہٹلر نے ان کی اس بے وفا فطرت کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا، جبھی اس نے ان کے ساتھ ایسا عبرت ناک سلوک روا رکھا، خیر دوسری عالمی جنگ میں بھی یہودیوں نے انگریزوں کی خوب مدد کی، جس سے خوش ہو کر انگریزوں نے بطور انعام ''اسرائیل'' نام سے الگ ملک بنانے میں یہودیوں کی مدد کرنے کا وعدہ کیا، پھر ۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ کی دادا گیری میں ووٹنگ کے ذریعہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ فلسطین کو دو حصوں میں بانٹ دیا جائے، جن میں سے ایک حصہ پناہ گزیں یہودیوں کو دے دیا جائے، جس کا نام ''اسرائیل'' ہوگا اور دوسرا حصہ فلسطین کے نام سے مسلمانوں کو! جبکہ یروشلم یعنی بیت المقدس کی حیثیت ایک بین الاقوامی شہر کی ہوگی، اس بٹوارے کو یہودیوں کو تو قبول کرنا ہی تھا، سو انھوں نے اسے قبول کرلیا تھا جبکہ عربوں نے اسے مسترد کردیا۔

اس بٹوارے میں اقوام متحدہ نے جو تاریخی کارنامہ انجام دیا وہ یہ ہے کہ فلسطین کا ۵۶ رفیصد حصہ وہاں پناہ گزیں یہودیوں کی جھولی میں ڈال دیا، جبکہ مسلمانوں کو ان کی اپنی ہی زمین کا صرف ۴۴ رفیصد حصہ تھما کر ان پر ''احسان عظیم'' کا ڈھونڈورا پیٹا، اس طرح اقوام متحدہ نے یہودیوں کو انگریزوں سے وفاداری کا انعام دینے کے ساتھ ساتھ اپنے وجود کے ''مقصد اصلی'' کو بھی واضح کردیا۔

فلسطین اسرائیل تنازع کے حل میں ناکامی کے بعد برطانیہ نے ۱۹۴۸ء میں فلسطین پر اپنا کنٹرول چھوڑ دیا جبکہ یہودیوں نے ''اسرائیل'' نامی ریاست کے قیام کا اعلان کردیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی عرب ممالک نے فلسطین کی حمایت کرتے ہوئے اس پر حملہ کردیا، مہینوں شدت کی لڑائی چلی، اس دوران لاکھوں فلسطینیوں کو اپنے گھروں سے بے دخل ہونا پڑا، جب لڑائی تھمی تو اسرائیل نے فلسطین کے زیادہ تر علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا، اُردن نے اس علاقے پر قبضہ کرلیا جو غربِ اردن یا مغربی کنارے کے نام سے جانا جاتا ہے، جبکہ مصر نے غزہ پر قبضہ کرلیا، بیت المقدس کے مغربی حصے پر اسرائیلی افواج اور مشرقی علاقے پر اردن فوجیوں کا کنٹرول تھا کیونکہ وہاں کبھی بھی امن معاہدہ نہیں ہوا تھا، اس کے بعد کئی دہائیوں تک مزید جنگیں اور خونی جھڑپیں ہوئیں، مسلمان موت کے گھاٹ اتارے گئے، عورتیں بیوہ اور بچے یتیم کئے گئے، زخموں سے چور انسانی آہ و فغاں نے عام انصاف پسندوں کے بھی دل دہلا دیئے۔

۱۹۶۷ء میں ہونے والی جنگ میں اسرائیل نے مشرقی بیت المقدس اور غربِ اردن کے ساتھ ساتھ شام میں گولان کی پہاڑیوں، غزہ اور مصری جزیرہ نما سینائی پر بھی قبضہ کرلیا اور فلسطینی غزہ اور غربِ اردن کے ساتھ ساتھ پڑوسی ممالک اردن، شام اور لبنان میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور ہو گئے، مختلف ممالک میں پناہ گزیں فلسطینی آج بھی اپنے وطن عزیز واپسی کی راہ دیکھ رہے ہیں لیکن اسرائیل اس راہ میں روڑا بنا ہوا ہے۔

انگریزوں اور اقوام متحدہ کے اختلاط سے پیدا ہونے والے اسرائیل نے ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ کے ہی قراردادوں کی دھجیاں اڑاتے ہوئے فلسطین کے مزید کئی بڑے علاقوں پر قبضہ کرلیا اور اقوام متحدہ تماشائی بنا دیکھتا رہا، ارض فلسطین پر ناجائز قبضہ کا یہ سلسلہ یہودیوں نے مسلسل جاری رکھا، یہاں تک کہ جس فلسطین کی پوری زمین پر کبھی مسلمانوں کا قبضہ تھا، آج اس کا صرف ۱۲؍فیصد حصہ ہی ان کے پاس رہ گیا ہے، جبکہ باقی زمین پر اسرائیل نے ناجائز قبضہ جما رکھا ہے اور پورے بیت المقدس کو اپنا دارالحکومت قرار دیتا ہے، جبکہ اہل فلسطین مشرقی بیت المقدس کو فلسطینی ریاست کا دارالحکومت قرار دیتے ہیں۔

اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ آج مسلمان فلسطین کی بچی کھچی زمین بچانے کے لئے لڑ رہے ہیں، مر رہے ہیں، کٹ رہے ہیں اور اسرائیل ان کی ایک ایک انچ زمین غصب کرنے پر تُلا ہوا ہے، جس کے لئے وہ سارے عالمی قانون اور انسانی حقوق بالائے طاق رکھ کر فلسطینیوں کو نیست و نابود کر دینا چاہتا ہے، عام مسلمانوں اور چھوٹے بچوں کی بے گور و کفن لاشیں اسرائیلی ظلم و بربریت سے لکھی درد و کرب کی داستان بیان کر رہی ہیں، مگر افسوس! مسلم دنیا کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی، وہ اب بھی خواب خرگوش اور محفل عیش و طرب میں مست ہیں، الٰہی بھیج یہاں پھر کوئی سلطان ایوبی! جو قوم مسلم پہ تنی جمود و تعطل کی چادر کو چاک کر کے اس کی رگوں میں شجاعت و بہادری کی روح پھونک دے، جو قوم مسلم کی عظمت رفتہ کی بازیابی کر سکے، جو اس کی غیرت و حمیت اسلامی کو زندہ کر سکے۔ ◆◆◆

ص ۵۱؍ کا بقیہ...

عذاب میں سے نہیں ہیں۔ تو دوزخی پوچھیں گے یہ کون صاحب ہیں؟ ہم نے ان سے زیادہ حسین و جمیل کبھی کوئی بندہ نہیں دیکھا ہے۔ مالک (علیہ السلام) انکو بتائیں گے یہ جبرئیل ہیں انکو اللہ تعالیٰ کے حضور بڑی عزت و تکریم حاصل ہے۔ یہ وہی تو ہیں جو حضرت محمد (مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس اللہ کی وحی لیکر آتے جاتے تھے...

حضور کا نام سُن کر گنہگاروں کی چیخ کا نکلنا

...تو جب وہ لوگ حضور کا نام پاک (محمد) سنیں گے تو سب کی ایک دم چیخ نکل جائے گی اور (جبرئیل علیہ السلام) سے کہیں گے اے جبرئیل! آپ (ہمارے آقا) محمد (مصطفےٰ ﷺ) سے ہمارا سلام کہہ دیجئے اور خبر دیجئے کہ ہمارے گناہوں نے ہمارے درمیان اور حضور کے درمیان جدائی ڈالی ہے اور ہماری اس بدحالی کی بھی حضور کو اطلاع دیجئے...

.........جاری ■◄

ص ۵۴؍ کا بقیہ...

داڑھی میں شامل ہے، اس کو نہ کاٹیں اور رات ۱۲؍ بجے وہاں رونق اسٹیج ہوئے، وہاں بھی لوگوں کا سیلاب آیا ہوا تھا، حضرت نے لوگوں کو بیعت فرمایا اور ایک عمدہ خطاب فرمایا پھر غالباً ا؍ بجے کے قریب رات ہی میں بیکانیر سے روانہ ہوئے اور صبح جے پور پہنچے وہاں جناب ابرار بھائی رضوی انصاری رکن جماعت رضائے مصطفی شاخ جے پور کے یہاں ناشتہ فرمایا حضرت کی صبح ۹؍ بجکر ۴۰؍ منٹ پر جے پور سے فلائٹ تھی اسی سے آپ ۱۱؍ بجے کے قریب بریلی شریف پہنچ گئے، بحمد تعالیٰ آپ کا دورہ راجستھان بہت کامیاب رہا، بحمد تعالیٰ والد گرامی قبلہ راجستھان کے اس دورے میں ہر جگہ ساتھ رہے اور آپ ہی کی کوششوں سے یہ دورہ منظور بھی ہوا۔

رپورٹ: حافظ محمد مصطفےٰ رضا امجدی
متعلم جامعہ امام احمد رضا، باسنی، ناگور

◆◆◆

از: محمد توصیف رضا قادری*

حسد کا وبال، اسباب اور علاج

حسد نفسانی امراض میں سے ایک مرض ہے اور ایسا غالب مرض ہے جس میں حاسد اپنی ہی جلائی ہوئی آگ میں جلتا ہے، حتیٰ کہ حسد کا مرض بعض اوقات اتنا بگڑ جاتا ہے کہ حاسد محسود کو قتل کرنے جیسے انتہائی اقدام سے بھی دریغ نہیں کرتا، چنانچہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے حسد کرنے والا ابلیس ہے اور یہ حاسدین کا قائد ہے نیز حضرت آدم علیہ السلام کی اَولاد میں حسد کی آگ میں جلنے والا قابیل ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔

اسباب

حسد کے کل سات اَسباب ہیں: (1) عداوت اور بغض ہے جس سے کسی کو اِیذا پہنچ جائے، پہلے تو وہ بدلہ لینے کی کوشش کرتا ہے اور مجبور ہو کر چاہتا ہے کہ اِس پر غیبی مار پڑے، اِس کی مصیبت سے خوش اور اس کے آرام سے ناخوش ہوتا ہے۔ (2) تکبر ہے کہ حاسد اپنی بڑائی کا خواہش مند ہے۔ (3) سرداری کی خواہش ہے کہ حاسد چاہتا ہے کہ سب میرے حاجت مند ہوں۔ (4) عُجب ہے، حاسد دوسرے کو نعمت کا نااہل سمجھتا ہے، اِس لئے چاہتا ہے کہ اس کے پاس نہ رہے۔ (5) حاسد دوسروں کے کمال میں اپنا زوال سمجھے کہ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو میں ناکام ہو جاؤں گا۔ (6) حاسد چاہتا ہے کہ میں اپنے کمال میں بے نظیر رہوں کہ میرے برابر کوئی دوسرا نہ نکلے اور (7) حاسد کی کم ظرفی اور کمینہ پن یہ ہے کہ اس سے کسی کا خوشحال ہونا دیکھا نہیں جاتا۔

حسد کے تین درجے ہیں: (1) حاسد دوسروں کی نعمت کا زوال چاہے کہ خواہ مجھے نہ ملے مگر اِس کے پاس سے بھی جاتی رہے، اِس قسم کا حسد مسلمانوں پر گناہ کبیرہ ہے اور کافر فاسق کے حق میں حسد کرنا جائز ہے، مثلاً کوئی مالدار اپنے مال سے کفر یا ظلم کر رہا ہے، اس کے مال کی اِس لئے بربادی چاہنا کہ دنیا اس کے کفر و ظلم سے بچے، جائز ہے۔ (2) حاسد دوسرے کی نعمت خود لینا چاہے کہ فلاں کا باغ یا اس کی جائیداد میرے پاس آ جائے یا اُس کی ریاست کا میں مالک ہوں یہ حسد مسلمانوں کے حق میں حرام ہے۔ (3) حاسد اس نعمت کے حاصل کرنے سے خود تو عاجز ہے، اِس لئے آرزو کرتا ہے کہ دوسرے کے پاس بھی نہ رہے تا کہ وہ مجھ سے بڑھ نہ جائے یہ بھی منع بلکہ ناجائز و گناہ ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض اَوقات انسان اپنے فن، علم، حیثیت، عہدے، دین اور صلاحیتوں میں ممتاز ہوتا ہے، یگانۂ روزگار ہوتا ہے اور جب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور علاقے یا جگہ میں اس کی طرح کا ایک اور انسان موجود ہے تو اس کے دل میں حاسدانہ جذبات نمو پانے لگتے ہیں، یا اس کا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور وہ اُس فرد کے مر جانے یا اس کی نعمت کے زائل ہو جانے کی تمنا کرنے لگتا ہے اور یہ جذبات حسد کا شاخسانہ ثابت ہوتے ہیں، حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

> ”ایک عالم دوسرے عالم سے تو حسد کرتا ہے لیکن کسی عبادت گزار سے حسد نہیں کرتا، اسی طرح ایک عبادت گزار دوسرے عبادت گزار سے تو حسد کرتا ہے لیکن عالم سے حسد نہیں کرتا، وعظ کرنے والا جتنا کسی دوسرے وعظ کرنے والے سے حسد کرتا ہے اتنا کسی فقیہ یا حکیم سے حسد نہیں کرتا کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایک مقصد پر جھگڑا ہوتا ہے تو ان حسدوں کی اصل وجہ اور دشمنی کی بنیاد کسی ایک غرض پر اکٹھا ہونا ہے اور ایک غرض پر وہ دو آدمی جمع نہیں ہوتے جو

ایک دوسرے سے دور ہوں بلکہ ان کے درمیان کسی قسم کی مناسبت ضروری ہے، اسی لئے ان دو آدمیوں کے درمیان حسد ہوتا ہے۔" (احیاءعلوم الدین، کتاب، ج3/ص240)

حسد کے کئی علاج ہیں

[1] توبہ کیجئے کیوں کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتی ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم حسد کی بیماری سے بہت بچو حسد اِنسان کی نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث4903/مرقاۃ ج9/ص242)

[2] جن نعمتوں پر حسد ہے ان پر اللہ تعالی سے دعا کریں کہ وہ آپ کو بھی مل جائیں، حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تم نہ تو زوالِ نعمت کی تمنا کرو، اور نہ ہی اس کے وجود کو ناپسند جانو، البتہ تمہارے دل میں یہ چاہت ہو کہ تمہیں بھی اس قسم کی نعمت ملے، اس حالت کو رشک کہتے ہیں۔ (اِحیاء العلوم للغزالی)

[3] محسود سے محبت کا اظہار کریں اور ہو سکے تو اُن سے جلدی مل کر دل سے خوشی کا اظہار کریں، حدیث شریف میں ہے: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے دشمنی نہ کرو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث6065)

[4] ممکن ہو تو محسود کے لئے کچھ تحفے تحائف کا بندوبست بھی کریں، حدیث شریف میں ہے: اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی للہ تعالی عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہدیہ کرو کہ اس سے حسد دور ہو جاتا ہے۔ (بہار شریعت، حصّہ14/ص65)

[5] اگر پھر بھی افاقہ نہ ہو تو محسود سے مل کر اپنی کیفیت کا کھل کر اظہار کر دیں اور اس سے اپنے حق میں دعا کے لئے کہیں، لیکن اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ کہیں بات بگڑ نہ جائے، نیز دل ہی دل میں محسود (جس سے حسد کیا جائے) کے لئے سچی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے اس کو ان تمام امور میں مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔

یہ پانچ ہدایات ہیں، اگر اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً حسد جیسے مرض سے نجات مل سکتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسد کے مرض سے محفوظ رکھے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ ◆◆◆

ص ۳۷/ کا بقیہ...

گل رنگیں اور بلبل شیدا کا استعمال کیا ہے، جن میں مناسبت ہے تضاد نہیں۔

صنعت سوال و جواب

اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں شعر کے اندر ہی سوال کیا جاتا ہے اور شعر کے اندر ہی جواب دیا جاتا ہے، اس کو مراجعہ بھی کہتے ہیں۔ (ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص378)

جب آپ حدائق بخشش کا مطالعہ کریں گے تو محسوس ہوگا کہ کلام رضا کے متعدد اشعار میں صنعت مراجعہ نہایت ہی حسن و جمال اور جاہ جلال کے ساتھ جلوہ بار ہے۔ بطور مثال دو شعر ملاحظہ کیجیے:

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے؟

اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے مولانا غلام حسن قادری رقمطراز ہیں:

"دوران سفر حج مجھ سے جب بھی کسی نے پوچھا کہ کدھر جانے کا ارادہ ہے؟، کہاں جا رہے ہو؟ تو میں نے کعبہ کا نام تو لیا ہی نہیں بلکہ یہی کہا کہ مدینے جا رہا ہوں۔" (شرح حدائق بخشش، ص583)

اتنا عجب بلندی جنت پہ کس لیے؟
دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے گھر کی ہے

اس شعر کی تشریح میں شارح حدائق بخشش مولانا غلام حسن قادری صاحب لکھتے ہیں:

"بعض گدایان بارگاہ اگر تعجب کریں کہ ہم جیسے پست و بے مقدار اور اتنی بلند عطا؟، تو جواب بتایا ہے کہ یہ تمہارے استحقاق و لیاقت کی بنا پر نہیں بلکہ دینے والے کی رحمت و عطا ہے۔" (شرح حدائق بخشش، ص620)

.........جاری

اسلامیات

احوال قوم وملت

(از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*

کجا ماند مسلمانی؟

۱۷ ستمبر کو وزیر اعظم نریندر مودی کا جنم دن تھا، حسب روایت سیاست، تجارت اور سینما سے وابستہ لوگوں نے وزیر اعظم کو مبارک بادی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا، اس موقع پر یوپی کے ایک مدرسے میں وزیر اعظم کا جنم دن منایا گیا، لڈوؤں کے درمیان وزیر اعظم کی تصویر رکھ کر لمبی عمر کی دعا بھی کی گئی، اس سے قبل جون 2023 میں ایک نسواں مدرسے میں یوپی کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کا جنم دن بھی منایا گیا تھا اور اسی طرح تصویر رکھ وزیر اعلیٰ کی درازی عمر کی دعائیں کی گئی تھیں۔

ان حرکات کو دیکھ کر یقین ہو چلا ہے کہ آنے والا وقت مدارس اسلامیہ کے لیے مزید آزمائشوں بھرا ہوگا، کیوں کہ دس سال پہلے تک جن کاموں کا تصور تک محال تھا، آج وہ کام ہمارے مدارس میں اپنے پنجے پوری طرح سے گاڑ چکے ہیں، حکومت کو ناراض نہ کرنے کا یہ رجحان اسی طرح بڑھتا رہا تو وہ دن دور نہیں جب مدارس کی اسلامی شناخت چاہِ زمزم کی طرح نگاہوں سے یوں اوجھل ہو جائے گی کہ اس کی بازیابی کے لیے پھر کسی "عبد المطلب" ہی کا انتظار کرنا پڑے گا۔

حفاظت سے پامالی تک

سن 1980ء میں دیوبندی مکتب فکر کے سب سے بڑے ادارے دارالعلوم دیوبند کا جشن صد سالہ منایا گیا، مہمان خصوصی مسز اندرا گاندھی کو بنایا گیا جو اس وقت وزیر اعظم ہند ہوا کرتی تھیں، آزاد بھارت کی تاریخ میں غالباً یہ پہلا موقع تھا جب کسی اسلامی مدرسے میں ہندو لیڈر بلانے کی بدعت شروع کی گئی، حالانکہ اس سے قبل مولانا آزاد جیسے کانگریسی لیڈر جامع مسجد دہلی میں پنڈت شردھانند جیسے متعصب ہندو لیڈر کا بھاشن کرا چکے تھے، لیکن زمانے کی اتھل پتھل میں یہ واقعہ نئی نسل کے ذہنوں سے اوجھل ہو گیا تھا مگر جماعت دیوبند کے ارباب حل وعقد نے مسز اندرا گاندھی کو جشن صد سالہ کی زینت بنا کر آزاد صاحب کی بدعت قبیحہ کے احیا کا مذموم فریضہ انجام دیا۔

اس ایک طرز عمل نے دین کے نام پر دنیا کمانے والوں کے لیے ایک نظیر قائم کر دی، بعد کے زمانے میں آہستہ آہستہ شرم وحیا اور ملی غیرت کی دیواریں گرتی رہیں اور آج نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ جن مدارس میں کبھی قال اللّٰہ وقال الرسول کی صدائیں گونجتی تھیں، وہاں آج باضابطہ "فتوی جواز" کے ساتھ جے ہو کے جے کارے بلند کیے جا رہے ہیں۔

ابھی تک ان امور میں دیگر مکاتب فکر ہی کی شمولیت نظر آتی تھی، اہل سنت وجماعت کا دامن ان برائیوں سے تقریباً پاک تھا مگر اب یہ بیماری اہل سنت میں بھی بہت تیزی کے ساتھ پھیلتی جا رہی ہے، حکومت کو خوش رکھنے کا جو رجحان پیدا ہوا ہے، اس کے نتیجے میں مندرجہ ذیل معاملات سامنے آئے ہیں:

- مشرقی یوپی کے ایک قدیم ادارے میں گاندھی جینتی کے موقع پر گاندھی جی کی تصویر پر پھول مالائیں چڑھا کر خراج عقیدت پیش کیا گیا۔
- مغربی یوپی کے ایک نسواں ادارے میں برقع پوش طالبات کے درمیان یوگی آدتیہ ناتھ کی تصویر رکھ کر جنم دن منایا گیا، درازی عمر کی دعائیں ہوئیں اور مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔
- امسال "یوگا ڈے" کے موقع پر مغربی یوپی کے ایک مرکزی ادارے میں سوریہ نمسکار سمیت یوگا کا بڑے پیمانے پر اہتمام کیا گیا جس پر خاصا تنازع بھی ہوا۔
- مشرقی یوپی کے ایک مشہور ادارے میں بھی نہایت اہتمام کے ساتھ یوگا ڈے منایا گیا، یہاں اساتذہ کے ساتھ

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

حکومت کے کئی ذمہ داران نے بھی شرکت کی۔

مذکورہ حادثات کا تعلق اہل سنت و جماعت کے مدارس ہی سے ہے، اس لیے اب خوشنودی حکام کے لیے کسی بھی حد تک جانے کا الزام کسی ایک مکتب فکر پر نہیں لگایا جاسکتا کہ اس وقت حمام میں سبھی ایک جیسے نظر آرہے ہیں، ان حادثات نے جماعتی ساکھ کو بری طرح متأثر کیا، تسلی اس بات کی رہی کہ جماعت کے سنجیدہ اور باشعور طبقے نے مذکورہ امور سے سخت بیزاری ظاہر کی اور ملوثین کے رویوں پر تنقید بھی کی، جماعتی دباؤ کہیں کہ اعتراف حقیقت، کہ بعض افراد نے تنقید و اعتراض کے بعد رجوع کر لیا تو بعض افراد نے رجوع کی بجائے اپنے عمل کی تاویل اور مذکورہ امور کو درست ٹھہرانے کو ترجیح دی۔

دیوار کہاں گری؟

حکومت کے غیر شرعی اقدامات کی مخالفت جماعت اہل سنت کی روشن تاریخ کا حصہ ہے، نس بندی کے خلاف فتویٰ دینا ہو کہ انہدام بابری مسجد کے مجرم نرسمہا راؤ کی مخالفت یا بابری مسجد کا سودا کرنے نکلے شری شری روی شنکر کو اوقات بتانا، جماعت اہل سنت نے کبھی داب نہیں کھایا اور حکم شرع بانگ دہل بیان کیا، لیکن سن 2017ء میں دہلی میں ہوئی ایک بڑی کانفرنس میں جماعت کے اس کردار پر کراری ضرب پڑی، جب تازہ تازہ وزیر اعظم بنے نریندر مودی کو مہمان خصوصی بنایا گیا اور اس شعر کے ساتھ استقبالیہ دیا گیا:؎

صبا تمہارے لیے مشک بار آئی ہے
تمہارے قدموں پہ ہونے نثار آئی ہے
خدا کرے کہ تمہیں عمر خضر مل جائے
تمہارے دم سے چمن میں بہار آئی ہے

وزیر اعظم کی آمد پر "بھارت ماتا کی جے" کے نعرے بھی لگے، جس میں برادران وطن کے ساتھ ساتھ کارکنان کانفرنس بھی شامل تھے، بعد میں بھلے ہی اس نعرے پر صفائی بھی دی گئی مگر وہ دامن جھاڑنے کی کوشش محض ہی تھی، آج تک بھی ذمہ داران اس نعرے پر اپنا اسٹینڈ کلیئر نہیں کر پائے ہیں، سال 2017ء میں یوپی میں بی جے پی نے واضح اکثریت کے ساتھ حکومت بنائی، سخت گیر نظریات کے حامل یوگی آدتیہ ناتھ کو وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا، اپنے نظریات کے مطابق یوگی حکومت نے حکومتی مدارس میں قومی ترانہ "جَن گن مَن" پڑھنے کا فرمان جاری کیا۔

بریلی شریف سے جانشین تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا قادری صاحب نے اس حکم نامہ کی شدت سے مخالفت کی اور اہل مدارس سے اپیل کی کہ وہ اس فرمان کو قطعاً قبول نہ کریں، کاش! اگر اس وقت لغت/عرف/حالات/مصلحت کی بھول بھلیوں اور تکنیکی داؤں پیچ کا سہارا لے کر جواز کا پہلو نہ نکالا گیا ہوتا تو آج اہل مدارس موجودہ آزمائشوں سے محفوظ ہوتے، اُس وقت بعض ذمہ داران مدارس کو یہ دھڑکا لگا تھا کہ اگر حکومتی فرمان نہ مانا گیا تو مدارس بند ہو سکتے ہیں، ان کے اس خدشے کو سن کر تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری نوری ازہری بریلوی علیہ الرحمہ نے بڑا مومنانہ جواب دیا تھا:

"جو مدارس شریعت کی حفاظت نہ کر سکیں ان کا بند ہو جانا ہی اچھا ہے۔"

حالانکہ مذکورہ عذر یا تو ذمہ داران کی لاعلمی کا نتیجہ تھا یا بلا وجہ کا خوف! کیوں کہ سپریم کورٹ نے Bijoe Emmanuel VS state of kerala 1986 میں قومی ترانہ نہ پڑھنے سے متعلق ایک تاریخی فیصلہ سنایا تھا جس کے مطابق؛

"قانون کی کسی شق کے مطابق کسی کو قومی ترانہ پڑھنے کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔"

"قومی ترانہ نہ پڑھنا ہرگز توہین نہیں ہے۔"

"کسی بھی شہری کے لیے قومی ترانہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔"

یہ فیصلہ کیرل کی یہوۓ فیملی کے ان تین عیسائی بچوں کی درخواست پر آیا تھا، جنہوں نے اپنے مذہبی عقیدے کی بنیاد پر قومی ترانہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا جس کی پاداش میں اسکول نے ان کا خارجہ کر دیا، نتیجتاً مقدمہ سپریم کورٹ پہنچا اور مذکورہ عیسائی فیملی کو جیت حاصل ہوئی اور انہیں واپس اسکول میں داخلہ دیا گیا، یہ فیصلہ اہل مدارس کے لیے بہترین ڈھال تھا اور

احوال قوم و ملت

احوال قوم وملت

وہ آسانی کے ساتھ اپنا دفاع کر سکتے تھے لیکن حکومت کو ناراض نہ کرنے کا جذبہ کہیں یا ہر چیز میں ہاں کہنے کا مزاج کہ جس فرمان کو قانونی طور پر بھی رد کرنے کا آپشن موجود تھا، اسے کھینچ تان کر جائز بنالیا گیا۔

اس طرح بھری جماعت میں علامہ عسجد رضا قادری تقریباً تنہا رہ گیے اور جماعت کے بڑے بڑے ناموں نے فتویٰ جواز دے کر safezone اختیار کیا، انہیں لگا کہ عافیت اسی میں ہے مگر یہ چند لمحاتی عافیت تھی، حقیقتاً خود کو ان کے جال میں پھنسانا تھا:

مچھلی نے ڈھیل پائی تھی لقمے پہ شاد تھی
صیاد شادماں تھا کہ کانٹا نگل گئی

"نہ" کہنا بھی سیکھنا ہوگا

گزشتہ چند سالوں سے ایک ٹرینڈ دیکھنے میں آرہا ہے کہ حکومت جو فیصلہ لیتی ہے، ہمارے یہاں بلا چون وچرا تسلیم کرلیا جاتا ہے، اسی سے شہ پاکر حکومت لگاتار غیر شرعی فیصلے تھوپتی جا رہی ہے، کاش! ہم نے "نہ" کہنا بھی سیکھا ہوتا تو حکومت من مانے قوانین تھوپنے میں اتنی دلیر نہ ہوتی، حال ہی میں کناڈا میں خالصتانی لیڈر ہردیپ سنگھ نجّر کو نامعلوم افراد نے قتل کردیا، کنیڈین وزیر اعظم نے اس کا الزام بھارتی خفیہ ایجنسی پر لگایا، جس سے ناراض ہوکر حکومت ہند نے کناڈا کے ویزے پر پابندی لگاتے ہوئے ان کے ایک سینئر افسر کو ملک سے نکال دیا، اتنے حساس مسئلے پر سِکھوں کی سب سے بڑی کمیٹی شرومنی گرودوارا پربندھن کمیٹی (SPGC) نے ایک ریزولیوشن پاس کرتے ہوئے کہا:

"کسی بھی ملک کی پارلیمنٹ میں وزیر اعظم کا بیان معمولی نہیں ہوتا، بل کہ متعلقہ ملک کے قوانین کے دائرے میں اسے ثبوتوں پر مشتمل مانا جاتا ہے، اس لیے دونوں ممالک کو اس کی سچائی منظر عام پر لانا چاہیے، اگر اس معاملے کو سیاسی وجوہات کی بنا پر دبا دیا گیا تو یہ حقوق انسانی کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔"

اس ریزولیوشن کے ایک ایک لفظ پر غور کریں اور پھر بتائیں کہ ایسی نازک صورت حال میں مسلم قیادت سے اپنے ہم مذہب کے لیے اتنا دلیرانہ اور معقول مطالبہ کرنے کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے؟ سِکھ قوم اگر شدت پسندوں کی جارحیت سے محفوظ ہے تو اس کی بنیادی وجہ مذہبی غیرت اور خودداری کو بنائے رکھنا ہے، جس کی بنیاد پر وہ ایک آبرومندانہ زندگی جی رہے ہیں، جب کہ ہمارے یہاں حکومت کے ایک اشارے پر بڑے بڑے لوگ "آمنا صدقنا" کہنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔

حکومت کیسا ہی خلاف شرع قانون بنادے، مفتیان کرام دفتر جواز کھولے تیار ملتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہر گزرتے دن مسلم قوم کی مذہبی شناخت کو ختم کرکے تہذیبی ارتداد کی راہیں کھولی جارہی ہیں اور ہم لوگ "یسّروا ولا تعسّروا" کا مژدہ سنانے میں مصروف ہیں۔

یاد رکھیں! عزت صرف "ہاں" کہنے سے نہیں ملتی، عزت پانے کے لیے کبھی "نہ" کہنے کا حوصلہ بھی ہونا چاہیے، اگر اہل مدارس نے یہی رویہ بنائے رکھا تو وہ دن دور نہیں جب مدارس میں رام اور کرشن کی عظمتوں پر سیمینار ہوں گے اور رام لیلا و کرشن کتھاؤں کے مناظر نظر آئیں گے۔

◆◆◆

ص ۱۹ر کا بقیہ.......................................

کو ابلیس کہنے پر اتنے مصر اور بضد کیوں ہیں؟ تو اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ واقعی دیوبندی وہابی ابلیس شیطان ہی ہیں، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا، اسی لیے خطیب مشرق علامہ مشتاق نظامی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کرکے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کرکے رسالہ پہنچایا جاسکے۔

از: مولانا محمد عامر حسین مصباحی*

شادی بیاہ کے بڑھتے اخراجات وخرافات اور اُن کا حل

نسلوں کی حفاظت وصیانت کے لیے اللہ رب العزت نے ہر جاندار خواہ انسان ہو یا جانور اس کے اندر شہوت ودیعت کی ہے کیوں کہ اسی سے نسلوں کی بقا اور اس کا دوام ہے، بقائے نسل کے ساتھ ساتھ خواہشات نفسانی کی تکمیل بھی انتہائی ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے اندر شادی بیاہ کے اصول و ضوابط کو پسندیدگی اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور دنیا کے بیش تر ادیان ومذاہب اس پر عمل پیرا ہیں اور اس کے خلاف کام کرنے والے کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور مناسب انداز میں تادیبی کارروائی بھی کی جاتی ہے۔

مذہب اسلام میں شہوت کی تکمیل اور حصولِ اولاد کے لیے ایک جامع اور مکمل نظام موجود ہے، جس میں اعتدال اور حدودِ شرع کی پاس داری کے ساتھ کم خرچ میں انتہائی سادگی کے ساتھ رسمِ نکاح ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، نکاح جتنا آسان ہوگا معاشرہ اتنا ہی بے حیائیوں اور فحاشیوں سے پاک وصاف ہوگا اور اہم ترین بات یہ ہے کہ نکاح حضرت سیّدنا آدم علیٰ نبیّنا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہونے والی عظیم عبادت، نسل انسانی کے وجود میں آنے اور باقی رہنے کا ذریعہ اور صالحین وعابدین علیہ رحمۃ اللہ المبین کی پیدائش کا سبب ہے۔

نکاح اگر شریعت کے مطابق کیا جائے تو شرم وحیا کے حصول کے ساتھ ساتھ فراخ دستی اور خوشحالی کا سبب بھی ہے کہ حدیث پاک میں ہے:

"اِلْتَمِسُوا الرِّزْقَ بِالنِّکَاحِ۔ یعنی نکاح (شادی) کے ذریعے رزق تلاش کرو۔" (جامع صغیر، ص 98، حدیث 1567)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ الہادِی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"جب شادی کی نیت اچھی ہو تو یہ نکاح برکت اور رزق میں وُسعت کا سبب بنتا ہے۔"

(فیض القدیر، ج 2، ص 198، تحت الحدیث 1567)

یقیناً ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس نکاح کو برکت والا قرار دیا جس میں فریقین کا خرچ کم ہو، چنانچہ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بڑی برکت والا وہ نکاح ہے جس میں بوجھ کم ہو۔

(مسند احمد، ج 9، ص 365، حدیث 24583)

حکیم الامّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی جس نکاح میں فریقین کا خرچ کم کرایا جائے، مہر بھی معمولی ہو، جہیز بھاری نہ ہو، کوئی جانب مقروض نہ ہو جائے، کسی طرف سے شرط سخت نہ ہو، اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) کے توکل پر لڑکی دی جائے، وہ نکاح بڑا ہی بابرکت ہے، ایسی شادی خانہ آبادی ہے، آج ہم حرام رسموں، بے ہودہ رواجوں کی وجہ سے شادی کو خانہ بربادی بلکہ خانہا (یعنی بہت سارے گھروں کے لئے باعث) بربادی بنا لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس حدیثِ پاک پر عمل کی توفیق دے۔ (مرآۃ المناجیح، ج 5، ص 11)

مگر افسوس کہ غیر اقوام کے ساتھ رہن سہن اور سماجی رابطوں نے مسلمانوں کی اسلامی ثقافت اور کلچر کو بھی بدل کر رکھ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ لفظ شادی سے فضول خرچی، اسراف اور بُرے رسم ورواج کا ایک خاکہ ذہن میں ابھر کر آتا ہے، کچھ بُری اور بیہودہ رسموں کا تذکرہ مناسب سمجھتا ہوں:

لڑکی والوں سے موٹی رقم کا مطالبہ

مہنگائی اور معاشی تنگی سے پریشان باپ جب اپنی لڑکی کے لیے مناسب لڑکا تلاش کرنے کی ابتدا کرتا ہے تو اُس کا

* مضمون نگار جامعہ ضیائیہ فیض الرضا ددری، سیتامڑھی، بہار کے استاذ ہیں۔

سامنا نکمے، نالائق اور ایسے بے روزگار بیٹوں کے باپ سے ہوتا ہے جو اپنے اس بے قیمت لعل (لال) کا بھی اچھا خاصہ دام مقرر کر چکے ہوتے ہیں اور کسی صورت مفت میں ملنے والے تین چار لاکھ روپے سے کم میں ماننے کو تیار نہیں ہوتے اور اگر لڑکی کے باپ نے مناسب، تعلیم یافتہ اور معاشی طور پر خوشحال لڑکا پسند کرلیا تو اُس وقت تک رشتہ جُڑنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی جب تک کہ منہ مانگی رقم نہ دینی پڑے، یہ وہ رقم ہے جو بغیر عوض لڑکی کے باپ کو ادا کرنی پڑتی ہے، آخر یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ حالانکہ دعویٰ تو سنت نکاح کی ادائیگی کا ہوتا ہے مگر دُور دُور تک سنت پر عمل کا کوئی نام ونشان نہیں پایا جاتا۔

ہمارے پیارے آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رشتۂ نکاح میں کس چیز پر توجہ دلائی، وہ اس اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے، فرمانِ مصطفےٰ ﷺ ہے :

''عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے: مال، حسب نسب، حسن وجمال اور دِین! مگر تم دِین والی کو ترجیح دو۔'' (بخاری، ج3/ص429/حدیث5090)

جہیز کی غیر شرعی مانگ

دین داری اور خوش خلقی پر ظاہری اور مادّی چیزوں کو فوقیت دینے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

''جس نے کسی عورت سے اُس کی عزّت کی وجہ سے نکاح کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ذِلّت کو بڑھائے گا، جس نے عورت کے مال ودولت (کے لالچ) کی وجہ سے نکاح کیا، اللہ تعالیٰ اُس کی غربت میں اضافہ کرے گا، جس نے عورت کے حسب نسب (یعنی خاندانی بڑائی) کی بنا پر نکاح کیا، اللہ تعالیٰ اس کی کمینگی کو بڑھائے گا اور جس نے صرف اور صرف اس لیے نکاح کیا کہ اپنی نظر کی حفاظت کرے، اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھے، یا صِلَۂ رحمی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لئے مرد میں برکت دے گا۔'' (معجم اوسط، ج2/ص18/حدیث2342)

جہیز کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ لڑکی کا باپ اپنی استطاعت خوشی اور بطورِ صلۂ رحمی بغیر کسی مطالبہ کے اپنی بیٹی اور داماد کو اُن کی نئی زندگی کی شروعات کے موقع پر ضرورت کے سامان مثلاً کچھ کپڑے، برتن، پلنگ، بستر، میز اور کرسی وغیرہ دے کر اُن کی مدد کریں تو جائز ہے بلکہ کارِ ثواب میں شامل ہے کیوں اس میں ایک مومن کی مدد، دلجوئی، حسنِ سلوک اور تحفہ پیش کرنا ہے، ان چیزوں کا دینا نہ واجب ہے اور نہ فرض مگر اس کو لڑکا یا اس کے گھر والے اگر اپنا پیدائشی حق سمجھ لیں اور جبری تقاضہ کرنے لگ جائیں کہ گاڑی، فریج، واشنگ مشین، گودریج الماری اور ان کے علاوہ دیگر اشیا کی لمبی چوڑی فہرست پکڑا کر کہیں کہ یہ تمام سامان دینا ہوگا ورنہ ہم رشتہ نہیں کریں گے یہ ایک غیر شرعی قابلِ مذمت مطالبہ ہے جسے اللہ عزوجل پسند نہیں فرماتا۔

شوہر کی ذمہ داری

نان ونفقہ وسکنی یعنی رہنے سہنے کھانے، پینے اور پہننے کا انتظام وانصرام کرنا علی قدرِ استطاعت شوہر کی ذمہ داری ہے، صدر الشریعہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے بہار شریعت جلد 2/ میں کچھ اس طرح ارشاد فرمایا کہ ''اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کرسکے گا تو ''مکروہ'' ہے اور ان باتوں کا ''یقین'' ہو تو نکاح کرنا ''حرام'' مگر نکاح بہرحال ہو جائے گا۔

پتہ چلا کہ زوجہ کے حقوق نہ ادا کرنے کی صورت میں نکاح سے منع کیا گیا ہے اور ایسی صورت میں قطع شہوت کے لیے ''روزہ'' رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، مگر معمول یہ بنتا جارہا ہے کہ شوہر کو فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ سسرال والے تو سب سنبھال ہی لیں گے، یہ غلط روش ہے جس کی وجہ سے ایک غریب باپ اپنی بیٹیوں کے مستقبل کا سوچ کر تنہائی میں آنسو بہاتا نظر آتا ہے بلکہ آج بہت سی صاحبِ ثروت، تعلیم یافتہ، خوب صورت اور بااخلاق لڑکیوں کے باپ کو بھی بیٹیوں کے مستقبل کی فکر دامن گیر رہتی ہے، کہیں نہ کہیں اس کے ذمہ دار لڑکی والے بھی ہوتے ہیں، اپنے نام ونمود اور سماج میں اپنی عزت وشان اور ناک اونچی

کرنے کے لیے بیجا تکلفات کا اہتمام کرتے ہیں اور بے تحاشا قرض میں بھی مبتلا ہو جانے کی پرواہ نہیں کرتے۔

باراتیوں کی تعداد

شادی کے موقع پر لڑکے والوں کی جانب سے باراتیوں کی تعداد بھی قابلِ غور ہے، دو، تین سو کی تعداد میں باراتیوں کو لے جانا، طرح طرح کے پکوان اور ڈشوں کی فرمائش کرنا، لڑکی کے باپ پر یہ بھی ایک بڑا بوجھ لڑکے والوں کی جانب سے ہوتا ہے اور پھر تھوڑی سی کمی بیشی ہونے پر برسر محفل عزت اتاری جاتی ہے، خدارا! غور کریں کیا اس طرح کی غیر اخلاقی بلکہ غیر انسانی باتیں بھی ایک مومن کے شایانِ شان ہیں؟

دیگر اخراجات

شادی میں ہونے والی دیگر فضول رسمیں جیسے منگنی، ابٹن، مہندی اور ہلدی وغیرہ میں بہت سارے غیر شرعی اُمور انجام دیئے جاتے ہیں، ساتھ ہی ناچ گانے باجے اور پٹاخوں پر پانی کی طرح پیسہ لٹایا جاتا ہے، اس میں بہت سارے کام غیر شرعی ہیں کچھ کاموں کی اجازت بھی ہے جیسے ابٹن لگانا یا لڑکی کو مہندی لگانا، منگنی کرنا تو اس میں بھی شرعی احکام کا حد درجہ خیال رکھنا ضروری ہے ورنہ سب کا حکم ایک جیسا ہی ہوگا، مسلمانوں کو خود ہی غور کرنا چاہیے کہ ان غیر شرعی امور کی وجہ سے نکاح کی ایک عظیم سنت کتنے اخراجات اور بے جا خرافات و رسومات کا مجموعہ بن جاتی ہے، ساتھ ہی ایک ناپائیدار زندگی کی بنیاد اور آپس میں بدخلقی، نااتفاقی کا سبب بھی!

خرافات کا حل

مذکورہ فضول رسم و رواج نے شادی کو مشکل ترین بنا دیا ہے، آج مسلم لڑکیاں غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ بھاگ کر شادی رچا لیتی ہیں اور نتیجتاً اپنی جان و ایمان کو گنوا بیٹھتی ہیں، اس کا ایک بڑا سبب شادی کی مشکلات بھی ہیں، اس لیے خدارا! شادی کو آسان بنائیں، سنت کے مطابق اس کو انجام دیں، کم باراتیوں کے ساتھ دلہن کے گھر جائیں، میزبان کی طرف سے کی گئی ضیافت کی قدر کریں، ان کی دلجوئی کریں، بے جا مطالبات کا بوجھ ان پر نہ ڈالیں، بھوج بھنڈارے کے نام پر نمائشی کام نہ کریں، بلکہ حسب استطاعت ولیمہ کی سنت ادا کریں، لڑکی والے ہوں تو بہت زیادہ مہر کا مطالبہ نہ کریں، مہر اتنا ہو کہ لڑکا باسانی اسے ادا کر سکے، اللہ رب العزت ہمیں عمل کی توفیق بخشے، آمین۔

ہمیں کرنی ہے شہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمتِ پروردگار اپنی

◆◆◆

ص ۲۷ رکا بقیہ.......................................

آواز دے رہی ہے: ؎

ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

◆◆◆

ص ۳۲ رکا بقیہ.......................................

دامن تار تار کیا جا رہا ہے، چھوٹے چھوٹے بچوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے، غرض کہ انسانی حقوق کی سرعام پامالی کی جا رہی ہے؟

آخر کب تک یہ ظلم ہوگا کبھی تو ربِّ قدیر فلسطینیوں کو مکمل آزادی عطا کرے گا، ہم اور آپ کو چاہیے کہ بیت المقدس کی حفاظت کی دعا کریں اور ان یہودیوں کے مکر و فریب اور اُن کی چالبازیوں سے بچنے کی پوری کوشش کریں، اُن تمام رسموں اور رواجوں کو چھوڑیں جن کی ابتدا یہود و نصاریٰ نے کی، اُن تمام چیزوں کے استعمال سے بچیں جو یہودیوں کی بنائی ہوئی ہوں اور ربِّ قدیر سے ایمان پر خاتمے کے دعا کرتے رہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو شیطانی مکر و فریب سے محفوظ رکھے اور ایمان پر خاتمہ عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

◆◆◆

(از: مفتی ارشد نعیمی قادری لکھرالوی *

بلاد اسلامیہ میں کا محافل میلاد و جلوس کا انعقاد اور اس کی شرعی حیثیت

تبادلہ خیال

ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم روح ایمان ہیں، آپ کی ذات اقدس سے رشتہ محبت استوار کیے بغیر نہ تو لذت ایمان مل سکتی ہے اور نہ اللہ لم یزل سے تعلق عبودیت قائم رہ سکتا ہے، آپ کی الفت و محبت کے چراغ فروزاں کیے بغیر جادہ مستقیم پر گامزن نہیں ہوا جاسکتا، یہ ایک المیہ ہے کہ جہال و ضال لوگ ظاہر بینی سے کام لیتے ہوئے دین کی اصل روح اور کار فرما حکمت کو نظر انداز کر دیتے ہیں، کچھ ظاہر پرست علما محافل میلاد جلوس میلاد جشن میلاد صلی اللہ علیہ وسلم کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے صرف اس لئے اسے ناجائز و حرام بولتے لکھتے ہیں کہ اس قسم کی تقاریب اوائل ادوار اسلام میں منعقد نہیں ہوئیں، یہ ان جہال کی اعلیٰ قسم کی جہالت اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے قدیم تخالف ہے۔

حالانکہ علمائے جماہیر مفتیان مشاہیر کا اس بات پر اطباق و اتفاق کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک اوصاف پاک خصائل پاک کو جس جائز شکل میں بیان کیا جائے بلا شبہ جائز و درست اور لاتعداد خیر کا باعث ہے، چاہے وہ میلاد کی شکل میں ہو یا نعت و ذکر کی شکل میں یا پھر جشن چراغاں کی شکل میں یا جلسہ و جلوس کی شکل میں ہر طرح موجب رحمت باعث خیر و برکت ہے، جہال زمان جہاں اور سارے امور خیر کو ناجائز و بدعت کے زمرے میں گردانتے ہیں، وہی اک یہ بھی ہے کہ مروجہ جلسہ و جلوس ناجائز و حرام ہے، اس لئے کہ یہ ماضی قریب کے لوگوں کی ایجاد ہے، اس کا کوئی ثبوت ماضی بعید کے علما و فقہا کے اقوال و افعال سے نہیں ملتا، حلانکہ بات اس کے بالکل برعکس ہے، اگر یہ جہال زمان اوراق کتب کی ورق گردانی کرتے تو یہ بات اظہر من الشمس ہوتی کہ یہ جلسہ و جلوس جو ہم اہل سنن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کی خوشی میں منعقد کرتے ہیں، یہ ابھی حال کی ایجاد نہیں بلکہ سیکڑوں سال پرانی ایجاد پاک ہے، جیسا کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کی خوشی میں جو سب سے پہلے اس کرۂ ارض پر عشاق نبی نے جلوس نکالا وہ سرزمین مصر قاہرہ میں نکالا گیا، جیسا کہ محمد قاضی حنفی اسکندریہ اپنی کتاب ''احسن الکلام فیما یتعلق بالسنہ و البدعہ من الاحکام''، طبع کردستان القاہرہ میں رقم طراز ہیں:

''جلوس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے فاطمی خلفا نے مصر قاہرہ میں امام المعز الدین علیہ الرحمہ نے 362 ہجری میں ایجاد کیا۔'' (صفحہ 59 تا 62)

اس کے بعد شہر موصل میں بھی اس کا انعقاد ہوا جیسا کہ امام ابو شامہ دمشقی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ''الباعث علی الانکار البدع والحوادث'' میں رقم فرماتے ہیں:

''موصل شہر میں سب سے پہلے مشہور صوفی بزرگ حضرت عمر بن محمد ملا علیہ الرحمہ نے اس کا انعقاد فرمایا۔'' (صفحہ 28 قاہرہ مصر)

اس کے بعد سرزمین عراق شہر عربل میں اس جلوس کا انعقاد ابوسعید کوکبوری بن ابوالحسن ملقب بہ ملک مظفر اربل نے 532 میں قائم فرمایا۔ (صفحہ 62 تا 64) اور اسی طرح امام قطب الدین الحنفی المتوفی 988 ہجری اپنی کتاب ''مولد النبی ﷺ'' میں رقم طراز ہیں:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پیدائش کے دن مکہ معظّمہ میں مسجد حرام میں تمام علاقوں کے علما و فقہا اور چاروں مذاہب کے قاضی جمع ہوتے ہیں اور اپنے کثیر احباب کے ساتھ بے شمار جھنڈے لے کر بشکل جلوس مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوتے ہیں، ہاتھوں میں

* مضمون نگار مدرسہ قمر العلوم اسلامیہ، لکھرالہ بدایوں کے ناظم تعلیمات ہیں۔

شمعیں فانوس اور مشعلیں ہوتی ہیں، گویا وہ مشعل بردار جلوس ہوتا ہے اور راستے میں علما کا خطاب ہوتا ہے، یہ جلوس مکہ معظّمہ میں ہمارے اسلاف کی دین ہے جو قرون ثلاثہ کے بعد ہوئی ہے۔‘‘ (صفحہ 356)

مدینہ منورہ میں یوم میلاد النبی کے دن جلوس کا انعقاد

اہل مدینہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر جو سب سے پہلا جلوس نکالا وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مقدسہ میں خاص 12؍ربیع الاوّل کو نکالا، جس کا ذکر کتب احادیث وسیر میں مذکور جیسا کہ بخاری شریف میں مسطور

طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع
وجبت شکر علینا — ما داع للہ داع
ایھا المبوث فینا — جیت بالامر المطاع
انت شرفت المدینہ — مرحبا یا خیر اداع
فعلیک اللہ صلی — ماساء للہ ساع
فلبسنا ثوب یمنا — بعد التلفیک الرقاع

یہ اشعار جن کا سیاق وسباق یہی ہے کہ اے نبی رحمت آپ کا آنا مبارک ہو، آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں، ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ آپ تشریف لائے ہمارے یہاں، ہم نے اس خوشی میں یمنی کپڑے پہنے ہیں۔

اسی طرح خصائص کبریٰ نعمت الکبریٰ، البشیر النظیر فی مولد سید البشیر، مولد العروس میں امام جلال الدین سیوطی نے امام ابوشامہ نے ’’الاحکام‘‘ میں ابن جوزی نے ’’تاریخ میلاد‘‘ میں اور امام قسطلانی نے ’’فتاویٰ کبریٰ‘‘ میں امام ابن حجر ہیتمی نے ’’قصائد میلاد‘‘ میں ذکر فرمایا کہ جلوس مصطفیٰ کی ایجاد قرون ثلاثہ کے بعد بلاد اسلامیہ میں خصوصاً حرمین طیبین میں ہوئی، 3؍صدی کے بعد۔

برصغیر میں جلوس کا انعقاد

ہمارے ہند وپاک میں اس پاک کام کا ایجاد 1352 ہجری مطابق 1934 ہجری کو ہوا، جس کے بارے میں جناب نسیم حجازی رقم طراز ہیں:

’’لاہور میں میلاد النبی ﷺ کا جلوس سب سے پہلے 5؍جولائی 1933ء بارہ ربیع الاوّل 1352ھ کو نکلا، جس کے موجد حضرت حافظ معراج الدین نقشبندی لاہوری ہیں۔‘‘

(روزنامہ کوہستان)

حرف آخر

محفل میلاد ذکر میلاد جلوس میلاد چراغاں میلاد کا اہتمام کرنا بلاشبہ جائز و باعث برکت اور موجب رحمت ہے، اہل سنن کی واضح اکثریت اس کے عمل پر متفق ہے، کسی ہیت کزائیہ کے لاحق وعارض ہونے سے اس کو بدعت سے تعبیر کرنا نری جہالت وضلالت ہے، خود فقیر نے اب سے چار سال پیشتر مدینہ منورہ میں حضور سیدی، آقائی، مولائی فرزند غوث اعظم شیخ المشائخ قطب مدینہ سید علوی مکی مدنی رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ اکبر پیکر زہد وورع عالم شرع فرزند مصطفیٰ حضرت سید عبد الجلیل قادری مدنی مدظلہ العالی والنورانی جن سے مجھے سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت بھی حاصل ہے، فرماتے سنا کہ انہوں نے روایت کی اپنے مرشد سے اور انہوں نے حضرت سید جلال الدین یمنی سے، انہوں نے حضرت سید عبد العزیز سے، انہوں نے حضرت سید ابن رفاعی سے، انہوں نے حضرت شیخ ہیتمی سے، انہوں نے حضرت شیخ بہا الدین قادری سے، انہوں نے حضرت سید محمد بن عبد اللہ طرطوسی سے، انہوں نے حضرت سید مجتبیٰ شیرازی سے اور انہوں نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کہ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ائمہ ثلاثہ میں امام شافعی 12؍ربیع الاوّل کے روز مدینہ منورہ اپنے جانثاروں کے ساتھ نعرۂ تکبیر ورسالت، حمد وصلوٰۃ کے ساتھ داخل ہوئے، کثرت ہجوم کی وجہ سے زمین تنگ نظر آئی۔

(احسن الکلام فی مولد خیر الانام)

اب جو لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ جلوس نبی ﷺ ادوار اصحاب پاک ﷺ میں نہیں نکالا گیا، تابعین عظام وائمہ کرام کے ادوار میں نہیں نکالا گیا، اس لئے یہ بدعت سیہ ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نری جہالت ہے کہ جو کام صحابہ کرام نے نہیں کیا اور اگر وہ بعد میں ایجاد ہو تو بدعت ہو جائے، ہر نیا کام بدعت نہیں ہوتا، کچھ بدعتیں اچھی بھی ہوتی ہیں، جیسا کہ ہمارے فقہ کرام

نے بدعت کی قسمیں بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بدعت
دو قسم پر منحصر ہے، حسنہ اور سیہ جو کام خیر کے زمرے میں آئے،
وہ باعث برکت اور اس کا کرنا ثواب جیسا کہ تدوین قرآن کی جو
شکل مرور عصر میں موجود ہے، زمانۂ صحابہ میں نہیں تھی، کسی بھی
صحابی نے اعراب والا قرآن نہیں پڑھا، بغیر اعراب کے قرآن
پاک زمانۂ رسالت سے لے کر خیر القرون تک موجود رہا بعد میں
اس پر اعراب لگائے گئے۔

اسی طرح زمانۂ رسالت مآب ﷺ میں علم نحو و صرف
پڑھنے پڑھانے کا ماحول مفقود بعد، میں موجود ہوا مگر یہ سارے
امور خیر پر دال ہیں، اس لئے بدعت حسنہ اور کبھی بدعت واجبہ
کے زمرے میں ہیں، ان سب بین شواہد کے ہوتے ہوئے بھی
کوئی زدی ہٹ دھرمی انسان نہ مانے تو اس کو یہ حدیث دھیان
رکھنا اور یاد کر لینا ضروری ہے جو مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ
تعالیٰ عنہ میں موجود ہے، اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ارشاد فرماتے ہیں:

”ما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ مسلمان
جس چیز کو اچھا سمجھ کر کرتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی
ہوتی ہے۔“ (بحوالہ مسند احمد بن حنبل، جلد اوّل)

بات اجلی من الامس ہوگئی کہ میلاد النبی، جلوس محمدی، جلسۂ
نبی ﷺ کو ہر مسلمان اچھا سمجھ کر اور ثواب کی نیت کرتے ہوئے
مناتا، نکالتا اور سجاتا ہے اور بحمدہٖ تعالیٰ اجر پاتا ہے، اس لئے کہ
انما الاعمال بالنیات۔ عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے، اسی
طرح کچھ لوگ یہ بول رہے ہیں کہ جب بارہ ربیع الاوّل آتا تو
صحابۂ کرام غم میں ڈوب جاتے، اس لئے جشن نہیں مناتے، یہ
بھی بالکل جھوٹ پر مبنی ہے، اس لئے کہ حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ
ارشاد فرماتے ہیں:

”حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم۔ یعنی اے لوگوں
میرا دنیا میں رہنا تمہارے لئے خیر و برکت ہے اور میرا دنیا
سے جانا بھی خیر و برکت ہے۔“ (مجمع الزوائد فصل اوّل)

اس حدیث نے واضح فرمادیا کہ نبی ﷺ کی زندگی و
وصال دونوں ہمارے لئے خیر و برکت ہیں اور خیر برکت ملنے پر
غم نہیں خوشی منائی جاتی ہے، اب جو معترض ہے، وہ کوئی اک
حدیث مرفوع متصل باسناد مروی بصاح یا تحریم اقوال ائمہ وفقہا
میلاد النبی ﷺ کے بدعت ہونے پر پیش کرے، ان شاء اللہ
نہیں کر سکتا، من لم یفرح بمولد النبی فلیعالج قلبہ فانہ
مریض بالجفاء۔ علمائے اہل سنت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جس کو
میلاد النبی ﷺ کے دن خوشی نہ ہو، اس کا دل مردہ ہے، اس کو
بہت بری بیماری ہے، اس بیماری کا علاج کرائے، اللّٰھم یزل
ہم سب کو مصطفیٰ جان رحمت ﷺ سے سچی محبت کرنے کی
توفیق عطا فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۲۵/ کا بقیہ..

الآنبیاء 81 (۳) پ 17، الآنبیاء 71 (۴) تفسیر خزائن العرفان، 611 (۵)
صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، ر 1162/ ص. 212 (۶) صحیح البخاری
باب فضل الصلاۃ فی ...الخ، ر 1189/ ص. 190 (۷) سنن النّسائی، کتاب
المساجد، ر 689/ الجزء 2، ص. 37 (۸) سنن آبی داود، کتاب المناسک، باب
فی المواقیت، ر 1741/ ص 256 (۹) سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، ر
3002/ ص 512 (۱۰) مسجد اقصیٰ، آزاد دائرۃ المعارف وِکی پیڈیا (۱۱) دیکھیے:
تاریخ بیت المقدس، 239–240/ وفلسطین کی بابت چالیس حقائق، اِیقاظ
19/ مئی 2021ء، آن لائن ڈیجیٹل ایڈیشن (۱۲) دیکھیے: تاریخ بیت المقدس،
249/ ومسجد اقصیٰ ہمارے دلوں میں، 88/ وفلسطین کی بابت چالیس حقائق
، اِیقاظ 19/ مئی 2021ء، آن لائن ڈیجیٹل ایڈیشن (۱۳) پ 5، النساء 75–
76 (۱۴) تفسیر خزائن العرفان، 171۔

◆◆◆

از: رفعت برکاتی*

محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مخالفین کے اعتراضات

نقد و نظر

محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف دیوبندیوں کی تحریر و تقریر میں ایک بات آپ ضرور پائیں گے کہ وہ ہم اہلِ سنت وجماعت (بریلوی) پہ بہتان بازی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ لوگ میلاد کی محفل یا جلوس میں شرکت نہ کرنے والوں کو کافر یا ابلیس کہتے ہیں اور بطور ثبوت یہ شعر پیش کرتے ہیں: ؎

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

حالانکہ یہ شعر مبنی بر حقیقت ہے، یعنی ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابلیس کو خوشی نہیں ہوئی بلکہ وہ چلا کر رویا، چنانچہ البدایہ والنہایہ کا اردو ترجمہ "تاریخ ابن کثیر" کے نام سے اصغر مغل وہابی دیوبندی نے کیا ہے، اس میں لکھا ہے:

"ابلیس چار بار چلا کر رویا۔ (اور تیسرے نمبر پہ لکھا ہے کہ) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔"

(تاریخ ابن کثیر، حصہ دوم، ص ۷۲۳)

مگر دیوبندی وہابی اس "ابلیس" سے مراد خود کو لیتے ہیں، حالانکہ سچ یہ ہے کہ دنیا بھر میں کہیں بھی کسی کو بھی میلاد کے جلسے جلوس میں شرکت نہ کرنے پر کافر یا ابلیس نہیں کہا جاتا ہے، کیونکہ ہمارے احباب اور اہلِ محلہ (جو پکے سنی صحیح العقیدہ ہوتے ہیں) ان میں سے بھی بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی عذر کی بنا پر نہ ہی محفلِ میلاد میں شامل ہوتے ہیں نہ جلوس میں اور انہیں کافر یا ابلیس نہیں کہا جاتا ہے۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کیا وجہ ہے کہ سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں، اس سے دیوبندی وہابی خود کو مراد لیتے ہیں، اگر دلائل کی روشنی میں بات کی جائے تو سچ یہ ہے کہ یہ لوگ واقعی شیطان ہی ہیں، جیسا کہ اشرف علی تھانوی کہتا ہے:

"ایک شیخ تھے، پیری مریدی کرتے تھے، ان پر ایک حالت طاری ہوئی جس میں وہ یوں سمجھ گئے کہ "میں شیطان ہو گیا ہوں۔"

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۵، ص ۲۴۸)

اسی طرح اپنے ایک "قریشی" پیر کے بارے میں محمد صادق آبادی دیوبندی لکھتا ہے:

"میں کالا کتا، اس پاک دیس کو کیسے ناپاک کروں۔"

(اکابر کا مقام تواضع، ص ۱۹۲)

اس میں دیوبندیوں وہابیوں کے پیر "حضرت قریشی" نے خود کو "کالا کتا" کہا ہے، مگر کیوں؟ کیونکہ حدیث شریف میں "کالا کتا" شیطان کو کہا گیا ہے؟ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"ان الاسود شیطان۔ یعنی کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔"

(المعجم الاوسط، مترجم، جلد دوم، حدیث ۲۶۸۵)

غالباً یہی وجہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کے اس طرح شیطان بننے پر ان کا ایک "حضرت جی" ڈانٹتے ہوئے ان دیوبندیوں وہابیوں سے پوچھتا ہے:

"ہم تم سے کس نے کہہ دیا کہ شیطان بنو"

(اہل کے انمول اقوال، ص ۲۴۴)

اس قسم کی تفصیلی معلومات کے لیے راقم الحروف کا رسالہ "دیوبندیوں کی شیطان سے محبت" جو انٹرنیٹ پر موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں، المختصر یہ کہ شعر میں تو شاعر نے ملعون "ابلیس" کی بات کی ہے مگر دیوبندی وہابی اس سے یہ سمجھتے اور سمجھاتے پھرتے ہیں کہ دیکھو، اس شعر میں ہمیں "ابلیس" کہا گیا ہے، تو ہم نے اس بات کی تحقیق کی کہ آخر یہ لوگ خود بقیہ ص ۱۲ ر پر

احوالِ عالم

مسجد اقصیٰ، بیت المقدس اور فلسطین موجودہ صورت حالات کے تناظر میں

(از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

ارضِ فلسطین وہ مقدّس خطّہ ہے، جسے بے شمار انبیائے کرام کی زیارت اور قدم بوسی کا شرف حاصل ہے، یہ وہ سرزمین ہے جہاں متعدد انبیا تبلیغ دین کے سلسلہ میں تشریف لائے اور اسے اپنا مسکن ومَدفن بنایا، یہاں وہ مقدّس مقامات ہیں، جو یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں کے لیے ادب واحترام اور عقیدت کا مرکز ہیں، یہی وہ خطّہ ہے جہاں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی" بیت اللحم میں ولادتِ باسعادت ہوئی" دیوارِ گریہ" اور" ہیکل سلیمانی" کے یہودی تصوّر کا تعلّق بھی اسی سرزمین سے ہے، مسلمانوں کا قبلۂ اوّل" بیت المقدس" بھی یہیں واقع ہے۔

مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ نے سفر معراج میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا ورُسل کی جس مسجد میں امامت فرمائی، وہ معروف" مسجد اقصیٰ" بھی اسی سرزمین پر واقع ہے، یہ وہ مقدّس ارضِ پاک ہے، جہاں ہزاروں فرشتے نازل ہوئے، نزولِ وحی اور خیر وبرکت کا عظیم سلسلہ بھی یہیں رہا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔(۱) اُسے پاکی ہے جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام (خانۂ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا، جس کے اِرد گرد ہم نے برکت رکھی ہے۔"

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مسجد اقصیٰ کے ساتھ ساتھ اس کے اِرد گِرد کی سرزمین یعنی فلسطین، شام، اُردُن، لبنان اور مصر وغیرہ کا علاقہ بھی بابرکت ہے، فلسطین اور بلادِ شام کی سرزمین میں خیر وبرکت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"وَلِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ عَاصِفَۃً تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِہٖۤ اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیۡءٍ عٰلِمِیۡنَ۔(۲) سلیمان کے لیے تیز ہوا مسخر کردی، کہ اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہمیں ہر چیز معلوم ہے۔"

نبی کریم ﷺ کے مبارک دَور میں فلسطین بلادِ شام کا حصّہ تھا، اس سرزمین کی خیر وبرکت پر دلالت کرتی، ایک اَور آیتِ مبارکہ میں اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

"وَنَجَّیۡنٰہُ وَلُوۡطًا اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا لِلۡعٰلَمِیۡنَ۔(۳) ہم نے اُسے (حضرت ابراہیم) اور لُوط کو نَجات بخشی، اُس زمین کی طرف جس میں ہم نے جہاں والوں کے لیے برکت رکھی۔"

صدر الافاضل مفتی سیّد نعیم الدین مرادآبادی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ" اس زمین سے سرزمینِ شام مراد ہے، یہاں کثرت سے انبیاء ہوئے، اور تمام جہان میں ان کی دینی برکات پہنچیں اور سرسبز وشادابی کے اعتبار سے بھی یہ خطّہ دوسرے خطوں پر فائق ہے، یہاں کثرت سے نہریں ہیں، پانی پاکیزہ اور خوشگوار ہے، درختوں اور پھلوں کی کثرت ہے، حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے مقام فلسطین میں نزول فرمایا اور حضرت سیّدنا لُوط علیہ السلام نے مؤتفکہ میں۔" (۴)

فلسطین کا محلّ وقوع

فلسطین دنیا کے قدیم ترین ممالک میں سے ایک ہے، اس ملک کو بارہا عُروج وزَوال کا سامنا کرنا پڑا، آخری بار خلافت عثمانیہ کے زَوال کے بعد انگریزوں اور فرانسیسیوں نے اس پر قبضہ کرلیا، 1948ء میں اس کے بیشتر حصے پر اسرائیل نامی ایک ناجائز یہودی ریاست قائم کردی گئی، 1967ء میں

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

اسرائیل نے فلسطین کے دارالحکومت "بیت المقدس" پر بھی قبضہ کرلیا، اسرائیلی لوگ بیت المقدس کو" یروشلم" کہتے ہیں، یہ شہر مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یہود اور نصاریٰ کے نزدیک بھی مقدّس ہے۔

فلسطین اپنے محلِ وُقوع کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کا حامل ملک ہے، یہ سرزمین دنیا کے شمالی حصہ میں جنوب مغربی ایشیا میں واقع ہے، اس کے مشرق میں بحرِرُوم، شمال میں لبنان، شمال مشرق میں ملکِ شام، مشرق میں اُردُن اور جنوب میں مصر واقع ہے، اس کا شمار مشرقِ وُسطیٰ کے ممالک میں ہوتا ہے، فلسطین جنوب کی جانب سے بحرِ احمر اور مصر کے صحرائے سینا کی حدود میں واقع ہے، اس کے پہاڑی سلسلوں میں نابُلس، کرمل، خلیل اور القدس کے علاقے مشہور ہیں، قُدس کے پہاڑوں میں سب سے اونچا پہاڑ" جبل طور" ہے، اسی میں بیت المقدس کا علاقہ واقع ہے،" مسجدِ اقصیٰ" اور"قُبّۃ الصخرہ" (Dome of the Rock) بھی اسی شہر کی زینت ورَونق ہیں۔

مسجدِ اقصیٰ کی اہمیت

مسجدِ اقصیٰ مسلمانوں کے لیے انتہائی اہمیت کی حامل ہے، یہ کعبۃ اللہ شریف کے بعد تعمیر کی جانے والی دوسری مسجد ہے، حضرت سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی، کہ رُوئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: المسجدُ الحرام۔ مسجد حرام! (یعنی خانۂ کعبہ شریف) میں نے پھر عرض کی کہ اس کے بعد کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: المسجدُ الأقصی۔ مسجد اقصیٰ! میں نے عرض کی: ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کُل کتنا وقفہ ہے؟ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: أربعون عاماً۔(۵) چالیس 40 سال۔

مسجدِ اقصیٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے، کہ اللہ رب العزت نے اس کا شمار ان تین 3 مساجد میں فرمایا ہے، جن کی طرف عبادت وزیارت کی غرض سے سفر کرنا مشروع قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: (1) الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (2) وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ (3) وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى۔(۶) [زیادہ ثواب کے حصول کی نیّت سے] تین 3 مساجد کے سوا کسی مسجد کا قصد کرکے سفر مت کرو: (1) میری یہ مسجد (یعنی مسجد نبوی)، (2) مسجد حرام، (3) اور مسجد اقصیٰ۔"

مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی فضیلت

مسجدِ اقصیٰ کی شان وعظمت کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ حدیثِ پاک میں یہاں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" سَأَلَ اللهَ حِينَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، أَنْ لَا يَأْتِيَهُ أَحَدٌ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ فِيهِ، أَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔(۷) [جب حضرت سیّدنا سلیمان] مسجد اقصیٰ کی تعمیر سے فارغ ہوئے، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی، کہ جب بھی کوئی شخص اس مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے آئے، تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوکر نکلے، جیسے پیدا ہوتے وقت تھا۔"

مسجدِ اقصیٰ سے احرام باندھنے والے کا ثواب

مسجدِ اقصیٰ سے حج یا عمرہ کے لیے احرام باندھنا، اگلے پچھلے تمام گناہوں کی مُعافی کا باعث ہے، حضرت سیّدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ۔ جو شخص حج یا عمرہ کی نیّت سے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک، اِحرام باندھ کر تلبیہ پڑھتا ہے، اس کے اگلے پچھلے گناہ مُعاف کردیئے جاتے ہیں، یا فرمایا: وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔(۸)

اس کے لیے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔"

حضرت سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے ایک اور روایت میں ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، كَانَتْ لَهُ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ۔(۹) جس نے عمرہ کے لیے بیت المقدس سے احرام باندھ کر تلبیہ پڑھی، یہ اس کے پچھلے گناہوں کا کفّارہ ہو جائے گا۔"

مسجدِ اقصیٰ اور گنبد صخرہ میں فرق

یہ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کا دَور ہے، جس کی ڈوریاں یہود کے ہاتھ میں ہیں، وہ ایک عرصہ سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کے دل و دماغ سے "مسجدِ اقصیٰ" کی شبیہ مٹادی جائے اور انہیں یہ پتہ ہی نہ چلے کہ مسجدِ اقصیٰ کسے کہتے ہیں؟ اس کی شان وعظمت کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جب ہم گوگل پر مسجدِ اقصیٰ لکھ کر سرچ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو ہمارے سامنے سنہری رنگ کے گنبد کی تصویر آتی ہے، یاد رکھیے! یہ مسجدِ اقصیٰ نہیں بلکہ یہ تو "قُبّۃ الصخرہ" (Dome of the Rock) کی تصویر ہے اور یہ وہ مقام ہے، جہاں سے ہمارے نبی کریم ﷺ معراج کے لیے تشریف لے گئے تھے، جبکہ مسجدِ اقصیٰ کا گنبد سیاہی مائل سُرمئی ہے اور وہ حرم قُدسی کے جنوبی حصے میں واقع ہے، اس کی عمارت عام مساجد کی طرح ہے اور اس کا اِحاطہ اس قدر بڑھا ہے کہ اس میں ہزاروں نمازیوں کے لیے گنجائش موجود ہے، لہٰذا اپنی نسلوں کو مسجدِ اقصیٰ سے متعلّق صحیح آگاہی ضرور دیں اور اس کی اہمیت وفضیلت سے انہیں ضرور رُوشناس کروائیے۔

مسجدِ اقصیٰ میں آتشزدگی کا واقعہ

مسجدِ اقصیٰ کے خلاف سازشیں کرنے میں، یہود ایک طویل عرصے سے مصروف ہیں، جہاں ایک طرف مسجد کے نیچے سرنگیں کھود کر اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کیا جارہا ہے، وہیں اس میں بلاوجہ اور غیر ضروری توڑ پھوڑ کا سلسلہ بھی جاری ہے، ایسی ہی ایک سازش 21 اگست 1969ء کو اُس وقت رَچائی گئی، جب ایک آسٹریلوی یہودی ڈینس مائیکل روحان (Dennis Michael Rohan) نے مذہبی تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے قبلۂ اوّل کو آگ لگادی، مسجدِ اقصیٰ تین 3 گھنٹے تک آگ کی لپیٹ میں رہی اور جنوب مشرقی جانب عین قبلہ کی طرف کا بڑا حصہ شہید ہو گیا، سلطان نور الدین زنگی کا تیار کرایا ہوا تاریخی منبر بھی اسی میں نذرِ آتش ہو گیا۔

یہ منبر سلطان صلاح الدّین ایوبی نے بیت المقدس فتح کرنے کے بعد وہاں نصب کیا تھا، سلطان صلاح الدین نے قبلۂ اوّل کی آزادی کے لیے تقریباً 16 جنگیں لڑیں، وہ ہر جنگ کے دَوران اس منبر کو اپنے ساتھ رکھا کرتے؛ تا کہ فتح حاصل ہونے کے بعد اسے مسجدِ اقصیٰ میں نصب کر سکیں، آتش زدگی کے اس اَلمناک واقعے کے بعد خوابِ غفلت میں ڈُوبی اُمت مسلمہ کی آنکھ ایک لمحے کے لیے بیدار ہوئی اور اسلامی ممالک نے باہم متحد ہو کر او آئی سی (Organisation of Islamic Cooperation) نامی تنظیم قائم کر دی، تاہم 1973ء میں اپنے دوسرے ہی اجلاس کے بعد سے 56 اسلامی ممالک کی یہ تنظیم غیر فعّال رہی (۱۰) نیز آج کی تاریخ تک، اپنی کانفرنسز (Conferences) میں بے جان قسم کے اعلامیے جاری کرنے کے سوا، عملی طور پر کچھ بھی نہیں کر پا رہی۔

دنیا بھر میں یہود کی ذلّت ورُسوائی

فلسطینی ہمیشہ اپنے وطن میں رہے، اسلام قبول کرنے کے بعد وہ کسی اور دین میں داخل نہیں ہوئے، مسلمانوں نے اس خطے پر تیرہ سو 1300 سال تک حکومت کی، جبکہ یہودی 135ء سے لے کر بیسویں 20 صدی کے اوائل تک دنیا بھر میں ذلیل وخوار ہوتے رہے، اگر تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو یہ پتہ چلتا ہے، کہ یہودی قوم ہمیشہ اپنی سازشوں اور شرارتوں کے باعث، نفرت وحقارت کا نشانہ بنتی رہی، ان کی سازشوں سے تنگ آکر ہر ملک نے کبھی نہ کبھی انہیں ضرور نکال باہر کیا ہے، یہ لوگ 627ء میں سرزمین حجاز اور 890ء میں ملکِ شام سے نکالے گئے، اس کے بعد انہوں نے پُرتگال (Portugal)

کوجائے پناہ بنایا،لیکن وہاں سے نکالے جانے کے بعد 920ء میں انہوں نے اسپین (Spain) میں پناہ لی، 1110ء میں اسپین نے انہیں نکال باہر کیا، 1290ء میں انگلینڈ (England) سے نکالے جانے پر فرانس پہنچے، لیکن صرف 16 / سال بعد فرانس (France) نے بھی ان کی شرانگیزیوں سے تنگ آ کر 1306ء میں انہیں اپنے ملک سے نکال باہر کیا، وہاں سے بلجیم (Belgium) پہنچے، جبکہ 1370ء میں چیکوسلواکیہ (Czechoslovakia) کا رُخ کیا، دس سال بعد وہاں سے بھی بھگائے گئے، وہاں سے نکلنے کے بعد دوبارہ فرانس میں پناہ لی، 1394ء میں فرانس نے انہیں دوبارہ ملک بدر کر دیا، پھر انہوں نے ہالینڈ (Netherlands) کو اپنا مسکن بنایا، 1442ء میں انہوں نے رُوس (Russia) کا رخ کیا، 1510ء میں روس نے انہیں اٹلی (Italy) کی طرف دھکیل دیا، 1540ء میں یہ لوگ جرمنی (Germany) چلے گئے، وہاں سے ذِلّت ورُسوائی کا سامنا کرنے کے بعد انہوں نے ترکی (Turkey) کا رخ کیا اور بحیثیت ذِمّی یہاں آبسے، بدلتی دنیا میں انہوں نے تعلیم وتجارت، سائنس وصنعت کے ذریعے دنیا کے مختلف ملکوں میں اپنے قدم جمانا شروع کیے، لیکن اپنی سازشوں کے باعث ہمیشہ زیرِعتاب رہے۔

اُنیسویں 19 صدی کے آخر میں مغربی روس (Western Russia) کے لوگ ان پر قہر بن کر ٹوٹ پڑے، انہوں نے ان کے مکانات مسمار کر دیئے، سربازار ان کی خواتین کی بے حرمتی کی گئی، ستّر 70 ہزار یہود بمشکل جان بچا کر روس سے نکلنے میں کامیاب ہوئے، اٹھارویں 18 صدی عیسوی میں کلیسائے انگلستان (Church of England) نے ان کی تذلیل کے لیے انہیں ایک خاص قسم کا لباس پہننے کا پابند کیا اور لوگوں کو یہ نصیحت کی کہ وہ ان کی ریشہ دوانیوں سے ہوشیار رہیں! اس کے باوجود یہود اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے، تو ان کی آبادیاں الگ کر کے ان کے گرد لوہے کی جالیاں لگادی گئیں، بالآخر ایڈورڈ اوّل (Edward I.) بھی یہودی زعما کو نکالنے پر مجبور ہو گیا۔

الغرض یہ لوگ دنیا میں ہر جگہ معتوب رہے، لیکن تمام تر عرصے میں خلافت عثمانیہ نے انہیں پناہ دیئے رکھی، یہودی اسلامی مما لک کو جائے پناہ سمجھ کر، یہاں امن وسکون سے زندگی بسر کرتے رہے، لیکن انہوں نے مسلمانوں کے ان احسانات کے بدلے میں ہمیشہ احسان فراموشی کی بدترین مثالیں قائم کیں۔(۱۱)

گریٹر اسرائیل (Greater Israel) کا قیام

"گریٹر اسرائیل" (Greater Israel) کے صہیونی منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے، یہود گزشتہ ایک صدی سے فلسطین میں، یہودی آبادکاری کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں، انہوں نے دنیا کے کونے کونے سے یہودیوں کو لا کر فلسطین میں آباد کیا، 1170ء میں بیت المقدس میں صرف ایک یہودی تھا، 1750ء میں ان کی تعداد بڑھ کر ایک سو پچاس ہو گئی، 1918ء میں فلسطین میں صرف پچپن 55 ہزار یہودی تھے، 1922ء میں یہ تعداد بڑھ کر 82 ہزار ہو گئی، 1925ء میں مزید 61 ہزار یہودی دنیا کے مختلف مما لک سے لا کر یہاں بسائے گئے، 1936ء تک بیرونِ ملک سے آنے والے یہودیوں کی یہ تعداد بڑھتے بڑھتے ساڑھے چار لاکھ سے تجاوز کر گئی، جبکہ 1948ء میں نقل مکانی کر کے فلسطین آنے والے یہود نے، یہودی آبادی کو چھ لاکھ چھیالیس 46 ہزار تک بڑھا دیا۔(۱۲)

یہودیوں کی اس نقل مکانی اور آبادی کاری میں اقوامِ متحدہ، امریکہ اور یورپی مما لک نے ان کا پورا پورا ساتھ دیا، یہودی بستیاں آباد کرنے میں انہیں مالی مدد فراہم کی، بھاری رُقوم کا لالچ دے کر فلسطینیوں سے ان کی زمینیں خریدیں اور آج یہ عالم ہے کہ فلسطینی مسلمان اپنے ہی ملک میں بے بسی سے اَقلیت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

دوسری طرف اسرائیل کی حدودِ اربعہ دن بدن ہر سمت پھیلتی چلی جارہی ہیں، فلسطینی مسلمانوں کو ان کے اپنے علاقوں سے زبردستی بے دخل کیا جارہا ہے، کوئی صدائے احتجاج بلند کرے تو اُسے موت کی وادی میں دھکیل دیا جاتا ہے، عورتوں کی

احوال عالم

عزّت وناموس کا دامن تار تار کیا جارہا ہے، چھوٹے چھوٹے بچوں کا قتلِ عام کیا جارہا ہے، اسکول، کالجز اور ہسپتالوں پر بم برسائے جارہے ہیں، انسانی حقوق کی سرِ عام پامالی کی جارہی ہے۔

آزادیٔ اِظہارِ رائے کے عالمی قوانین کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں، فلسطینی مسلمانوں پر ہونے والے اسرائیلی مظالم کا پردہ چاک کرنے والے ٹی وی چینلز (TV Channels) کے دفاتر تباہ کیے جارہے ہیں، فیلڈ رپورٹنگ (Field Reporting) کرنے والے صحافیوں کے کام میں رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں، زخمیوں کا علاج مُعالجہ کرنے والے ڈاکٹرز (Doctors) اور فرنٹ لائن اسٹاف (Frontline Staff) کو پریشان کیا جارہا ہے، جنگ زدہ علاقوں میں کھانے پینے کی اشیاء فراہم کرنے والوں کے ساتھ، مار پیٹ اور پکڑ دھکڑ کا سلسلہ جاری ہے، پانی اور بجلی کے کنکشن منقطع کر کے نفسیاتی طور پر ٹارچر (Torture) کیا جارہا ہے، شہیدوں کی تدفین کرنے والوں پر بم برسائے جارہے ہیں، دینی مقدّسات اور عبادتگاہوں پر حملے کیے جارہے ہیں۔

دوسال قبل رمضان المبارک میں مسجدِ اقصیٰ پر اسرائیلی فوجیوں کا حملہ اور مسجد کی بے حرمتی کسی سے پوشیدہ نہیں! دنیا بھر کے ٹی وی چینلز (TV Channels) اور سوشل میڈیا (Social Media) کے ذریعے، یہ دردناک اور دلخراش مناظر ساری دنیا نے دیکھے، جن کا ضمیر زندہ تھا، انہوں نے بلا امتیازِ مذہب اس پر احتجاج بھی کیا، لیکن نام نہاد سپر پاوَر امریکہ کی طرف سے اسرائیلی اِقدام کی تائید نے انہیں جمہوریت کے حمام میں ننگا کر کے بیچ چوراہے پہ لاکھڑا کیا۔

اسرائیلی فوج کی تازہ ترین سفّاکیت

اسرائیلی مظالم سے تنگ آ کر ابھی چند روز قبل، جب چند فلسطینی مجاہدین نے اپنے جائز حقوق اور مقبوضہ سرزمین کی آزادی کے لیے اَز سرِ نَو جدوجہد کا آغاز کیا اور اسرائیل کی چند فوجی تنصیبات اور اَفواج کو نشانہ بنایا، تو جمہوریت (Democracy) اور ہیومن رائٹس (Human Rights) کا نام نہاد علمبردار یہی امریکہ (USA) انصاف کے تقاضے پورے کرنے اور فلسطینی مسلمانوں کو اُن کا جائز حق دلانے کے بجائے، اسرائیل کے شانہ بشانہ کھڑا ہو گیا اور اُسے ہر قسم کے فوجی تعاون کی یقین دہانی کرائی اور فلسطین کے خلاف سخت کاروائی کے لیے امریکہ نے اقوامِ متحدہ (United Nations) کی سلامتی کونسل (Security Council) کا ہنگامی اَجلاس تک بلوالیا، لیکن اِجلاس بے نتیجہ رہنے کی وجہ سے فلسطین کے خلاف سرمایہ دارانہ ریاستوں (Capitalist states) کی طرف سے کوئی کاروائی عمل میں نہ لائی جاسکی، البتہ اسرائیلی فوج نے اس موقع کو غنیمت جانا اور فلسطین کے رہائشی علاقوں پر اندھا دھند بمباری کر کے اُس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، نہتے مَردوں، عورتوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا قتلِ عام کیا، مساجد کو شہید کیا، قرآنِ حکیم کی بے حرمتی کی، نیز امدادی کاروائیوں میں خلل ڈالا۔

اس کے باوجود یہودیوں کے انتقام کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی، تو انہوں نے ملک بھر میں جنگی صورت حال کا اعلان کر دیا، اپنے جنگی طیاروں (Fighter Planes) اور ٹینکوں (Tanks) کو فلسطینی سرحد کی طرف روانہ کیا اور فوجی طاقت کے بل بوتے پر ہر حال میں غزّہ کی پٹی کا جغرافیہ (Geography) تبدیل کرنے کا اعلان کیا اور اس سلسلے میں عملی اِقدام کے طور پر متعدد رہائشی عمارتوں کو جہادی مرکز قرار دے کر جگہ جگہ بمباری کی اور ہر چیز ملیا میٹ کر ڈالی، اتنی سفّاکیت اور جنگ کے عالمی اُصول کی خلاف ورزی کے باوجود انسانی حقوق کی تنظیمیں ٹس سے مَس نہ ہوئیں اور ان میں کوئی مذمت کے دو بول تک نہ بول سکا۔

غیروں سے کیا شکوہ؟ ہمارے اپنوں کا طرزِ عمل بھی اُن سے کچھ مختلف نہیں رہا، جس وقت اسرائیلی فوجی ہماری مسلمان عورتوں کے گریبان چاک کر رہے تھے، دن کے اُجالے میں ان کی عزّت وعصمت کا دامن تار تار کر رہے تھے، ہمارے بچوں کو زدو کوب کر رہے تھے، اُس وقت انہیں اسرائیلی مظالم نظر نہیں آئے اور آج جب چند فلسطینی مجاہدین نے جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر انہیں اسلام کی پاوَر (Power) کی ایک جھلک

دکھلائی ہے، تو انہیں بھی انسانی حقوق کا سبق یاد آ گیا ہے اور وہ بھی ٹی وی پر بیٹھ کر فلسطینی مجاہدین کو انسانی حقوق کے احترام کا مشورہ دیتے نظر آ رہے ہیں۔ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی

کیا ہمارے ضمیر مر چکے ہیں؟

یہود و نصاریٰ کبھی ہمارے دوست نہیں ہو سکتے، یہ ہر مشکل گھڑی میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے نظر آتے ہیں، پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان ایک دوسرے کی تکلیف محسوس نہیں کرتے؟ ایک دوسرے کے حق میں آواز بلند نہیں کرتے؟ آخر ہماری صفوں میں اتحاد و یکجہتی کی کمی کیوں ہے؟ فلسطین، مصر و شام اور لیبیا و عراق میں بسنے والے مسلمانوں کی چیخ و پکار ہمیں کیوں نہیں جھنجھوڑتی؟ دنیا بھر میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ہو رہا ہے! ہماری مائیں بہنیں اور چھوٹی چھوٹی بچیاں ہمیں مدد کے لیے پکار رہی ہیں! آخر کب ہم محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی بن کر ان کی آواز پر لبیک کہیں گے؟

آئے دن مسجد اقصیٰ کی توہین و بے حرمتی اور ہماری فلسطینی ماؤں بہنوں، بچوں بوڑھوں اور نوجوانوں کا، بے دردی سے قتلِ عام ہو رہا ہے، یہ مسئلہ صرف فلسطینیوں کا نہیں، بلکہ پوری اُمت مسلمہ کا اجتماعی مسئلہ ہے، صرف مذمتی بیان دے کر چشم پوشی کرنے سے کام نہیں چلے گا، بلکہ ہمارے حکمرانوں کو عملی اِقدامات کرنا ہوں گے! اجتماعی مفاد کے پیشِ نظر ایک میز پر بیٹھ کر کوئی متفقہ لائحہ عمل ترتیب دینا ہوگا! اُمتِ مسلمہ کی کما حقہ رہنمائی کا فریضہ انجام دینا ہوگا؛ ورنہ یاد رکھیے! فلسطین میں بھڑکنے والی آگ، کسی دن ہمارے گھروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے کر رہے گی، اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں جہاد کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا۔(۱۳) اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں؟ اور کمزور مَردوں، عورتوں اور بچوں کے واسطے جو یہ دعا کر رہے ہیں، کہ اے رب ہمارے! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے، ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کفّار شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں، تو شیطان کے دوستوں سے لڑو! بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔"

صدر الافاضل مفتی سیّد نعیم الدین مراد آبادی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی گئی؛ تاکہ وہ اُن کمزور مسلمانوں کو کفّار کے پنجۂ ظلم سے چھڑائیں۔" (۱۴)

اے اللہ! ہمارے فلسطینی بھائیوں کی مدد و نصرت فرما، انہیں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرما، ان کی حفاظت فرما، انہیں یہود و نصاریٰ اور استعماری قوتوں سے نجات عطا فرما، ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیب کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی گزارنے، سرکارِ دوعالم ﷺ اور صحابۂ کرام کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنا، ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض و واجبات کی ادائیگی بحسن و خوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما، آمین وصلى الله تعالى على خير خلقه ونورِ عرشه، سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارك وسلّم، والحمد لله ربّ العالمين۔

حوالہ جات: (۱) پ15، بنی اسرائیل 1 (۲) پ17، بقیہ ص ۱۸ پر

احوال عالم

فلسطین کے موجودہ حالات کے تناظر میں ایک چشم کشا تحریر

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*

بات طاقت کی نہیں غیرت ایمانی کی ہے

احوالِ عالم

پہلا منظر نامہ

آج سے تقریباً تیرہ صدی پہلے سندھ کے راجا داہر کے کارندوں نے حجاز جا رہے مسلمانوں کے ایک بحری جہاز پر حملہ کیا، ساز و سامان لوٹا اور مسافروں کو قید خانہ میں ڈال دیا، مسافروں میں مردوں کے ساتھ کچھ خواتین بھی شامل تھیں جو علاقہ سراندیپ سے اپنے وطن جا رہی تھیں لیکن شومیٔ قسمت سے ظالموں کے نرغے میں گھر گئیں، یہ وہ زمانہ تھا جب عبد الملک بن مروان (متوفی 86ھ) خلیفۂ وقت اور حجاج بن یوسف ثقفی (متوفی 95ھ) عراق کا گورنر ہوا کرتا تھا، مسافروں میں سے کسی طرح دو لوگ داہر کی قید سے بھاگ نکلنے میں کامیاب رہے اور اس طرح اس حادثہ کی خبر عراقی گورنر حجاج بن یوسف تک پہنچ گئی۔

یوں تو حجاج بن یوسف کا شمار تاریخ اسلام کے انتہائی سفاک، ظالم اور بے رحم حاکم کے طور پر کیا جاتا ہے، اس کے دامن پر ہزاروں صلحا کے خون ناحق کے دھبے ہیں، لیکن حادثہ سندھ کی خبر نے اس کی غیرت ایمانی پر شدید ضرب لگائی، دشمنوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی توہین اسے قوم مسلم کی توہین محسوس ہوئی، اسے لگا جیسے چند مسلمانوں کی نہیں قوم مسلم کی توہین کی گئی ہے۔

غیرت ایمانی اور ملی جذبات سے سرشار حجاز نے اولاً راجا داہر کو مکتوب لکھ کر مسلم خواتین کی رہائی کا مطالبہ کیا، داہر کے رعونت آمیز جواب نے حجاج کو برانگیختہ کر دیا اور اس نے اپنے 17 سالہ بھتیجے محمد بن قاسم (متوفی 95ھ) کو چھ ہزار کا لشکر دے کر سندھ کی مہم پر روانہ کیا تاکہ راجا داہر کو سبق سکھایا جا سکے، محمد بن قاسم نے نوعمری کے باوجود محض چھ ہزار کی فوج کے ساتھ راجا داہر کی تین گنا زیادہ فوج کو شکست دے کر مسلم خواتین کو اس کی قید سے آزاد کرایا اور ساری دنیا کو ایک واضح پیغام دیا کہ:

"کوئی بھی مسلمان کہیں بھی تنہا نہیں ہے، اگر کسی نے مسلمان پر ذرہ برابر بھی ظلم کیا تو سلطنت اسلامیہ اسے گھر میں گھس کر نشان عبرت بنا دے گی۔"

دوسرا منظر نامہ

آٹھ اکتوبر 2023ء کو اسرائیلی جارحیت کے خلاف فلسطینی تنظیم حماس نے حق دفاع استعمال کیا، جواباً اسرائیل نے اپنی تمام تر طاقت کے ساتھ کمزور اور نہتھے فلسطینیوں پر حملہ بول دیا، اب تک دو ہزار سے زائد مرد و خواتین، سیکڑوں بچے، ہزاروں رہائشی مکانات، درجنوں اسپتال اور کئی اسکولوں کو میزائلوں کے ذریعے تباہ کر دیا گیا ہے، غزہ کی بجلی سپلائی کاٹ دی گئی، اناج وغیرہ کی ترسیل کے راستے بھی بند کر دیے گیے ہیں، اسرائیلی جارحیت کا یہ عالم ہے کہ وہ غزہ پٹی کے رہائشی علاقوں پر فاسفورس بموں تک کا استعمال کر رہا ہے، جب کہ انسانی آبادی کے خلاف حالت جنگ میں بھی فاسفورس کے استعمال پر سخت پابندی ہے لیکن اسرائیل تمام تر عالمی ضابطوں کی دھجیاں اڑاتے ہوئے اہل فلسطین کی نسل کشی پر آمادہ ہے۔

موجودہ صورت حال انتہائی سخت ہے، فلسطینی مسلمانوں پر یہ کوئی پہلا حادثہ نہیں ہے، ظلم وتشدد کا یہ سلسلہ 1948ء میں قیام اسرائیل بل کہ اس سے پہلے سے ہی چلا آ رہا ہے، اس درمیان لاکھوں فلسطینی مسلمان شہید ہو چکے ہیں، ہزاروں دودھ پیتے بچوں نے جام شہادت پیا، ہزاروں ماؤں کی کوکھ اجڑی، لاکھوں فلسطینی بے وطنی کی زندگی گزار رہے ہیں، مگر 75 سال کی چیخ و پکار کے باوجود کرۂ ارض پر موجود ستاون مسلم ممالک کے حکمرانوں کے کانوں تک فلسطینیوں کی چیخیں اور یہودیوں کے حقارت آمیز قہقہے نہیں پہنچ سکے ہیں، غزہ کے دو طرف اسرائیلی

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

سرحد، ایک طرف سمندر اور ایک طرف مصر ہے، اسرائیل تو اپنی سرحدیں کھول ہی نہیں سکتا۔

افسوس مصری حاکموں پر ہے جنہوں نے سخت ترین بربادی کے وقت بھی فلسطینیوں پر سرحد پوری طرح بند کر رکھی ہے، فلسطینی مصری سرحد پار کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو مصر کی مسلم فوجیں اپنے ہی مسلم بھائیوں پر گولیاں برساتی ہیں، اس طرح فلسطینی مسلمان چاہ کر بھی کہیں باہر نہیں نکل سکتے، آسمان سے برستے اسرائیلی بموں کے شور میں غزہ پٹی کے مکانات کھنڈرات میں بدلتے جا رہے ہیں، صاف وشفاف آسمان دھواں دھواں ہے اور فلسطینی شہدا کی تعداد بڑھتی ہی جا رہی ہے۔

فرق غیرت کا ہے

دونوں منظر ناموں پر غور کریں اور کچھ بنیادی چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کریں:

◆ دونوں منظر ناموں کے درمیان تیرہ صدی یعنی 1312/ سال کا فاصلہ ہے ◆ اُس وقت سلطنت اسلامیہ کے طور پر سلطنت بنو امیہ ہی موجود تھی ◆ اِس وقت مسلم سلطنتوں کے نام پر ستاون ملک موجود ہیں ◆ اُس زمانے میں سندھ اور عراق کے درمیان تقریباً 3500/ کلومیٹر سے زائد کا فاصلہ تھا ◆ آج فلسطینی سرحد سے مصر، لبنان، سیریا اور جارڈن کی سرحدیں بالکل ملی ہوئی ہیں، لیکن کل غازیان عرب ساڑھے تین ہزار کلومیٹر تک چلے آئے تھے، جب کہ آج عربوں سے چند قدموں کا فاصلہ طے نہیں ہو رہا ہے ◆ اہل عرب کے لیے سندھ ایک اجنبی اور نامانوس علاقہ تھا، زبان، بود و باش اور رہن سہن سب کچھ مختلف تھا ◆ فلسطین کے ہمسایہ مسلم ممالک کے لیے سب کچھ دیکھا بھالا ہے، زبان/ ماحول اور راستوں تک سے شناسائی ہے ◆ سندھی حکومت ایک مضبوط اور علاقائی اعتبار سے انتہائی طاقت ور حکومت تھی جب کہ محمد بن قاسم کی فوج کافی کم اور کمزور تھی ◆ اسرائیل طاقت ور تو ہے لیکن اتنا بھی نہیں جیسا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، حماس کے حالیہ حملوں نے اس کی طاقت اور انٹیلی جنس کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے ◆ محمد بن قاسم کی فوجی تعداد راجا داہر سے تین گنا کم تھی، جنگی ساز وسامان کا بھی یہی حال تھا ◆ آج مسلم دنیا کے پاس 57/ ممالک، 50/ لاکھ فوج، گیس اور تیل کے 14/ ذخائر اور ایٹمی طاقت بھی موجود ہے ◆ محمد بن قاسم کی فوج کے لیے تبدیلی موسم اور صعوبت سفر کی ذہنی مشکل بھی ایک مسئلہ تھی ◆ اُنہیں ہنگامی صورت حال میں کسی مدد یا رسد کی کوئی امید نہیں تھی، جب کہ آج مسلم ممالک کے سامنے ایسی کوئی پریشانی نہیں ہے۔

ان تمام تر ذہنی/جسمانی مشکلات کے باوجود محمد بن قاسم کے غیرت مند غازیوں نے اپنی بیٹیوں کی عزت کی خاطر عرب سے عجم تک 3500/ کلومیٹر طویل سفر کی تکلیفیں برداشت کرنا گوارا کیا لیکن مظلوم اور بے بس مسلمانوں کو ظالموں کے رحم و کرم پر چھوڑنا ان کی غیرت نے گوارا نہیں کیا، اس لیے راستے کی تکلیفیں ان پر اثر ڈال سکیں اور نہ ہی موسم کی تبدیلی ان کی ہمت کو کمزور کر سکی، اجنبی ملک اور ناشناسا ماحول میں بھی انہوں نے ایمانی قوت کے دم پر مغروروں کا غرور کچل کر رکھ دیا تھا۔

اُس دور کے مقابلے آج مسلم ممالک تمام تر آسائشوں/ سہولتوں/ فوجی کثرت اور ایٹمی طاقت کے حامل ہیں، اس کے باوجود اگر فلسطین کے مٹھی بھر جیالے ہی قبلہ اوّل کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں تو فرق جنگی آلات/ فوجی قوت اور کثرت و گنتی کا نہیں، بل کہ غیرت ایمانی اور ملی حمیت و خودداری کا ہے، تیرہ سو سال پہلے غیرت ایمانی زندہ تھی تو عربوں نے ساڑھے تین ہزار کلو میٹر کی مسافت کو ناپ کر رکھ دیا تھا، آج وہ غیرت مردہ ہو چکی ہے، اسی لیے چند قدموں کا فاصلہ ناپنے میں بھی پسینے چھوٹ رہے ہیں۔

ایک ہفتے سے فلسطین کی فضا دھواں دھواں اور بموں کے شور سے لہولہان ہے، مصر/سعودی/ جارڈن اور متحدہ عرب امارات جیسے ممالک اسرائیل کے ساتھ ہیں، کل جمع گنتی کے دو چار ملک ہی ہیں جو زبانی طور پر ہی سہی فلسطین کی حمایت کا دم بھر رہے ہیں، مگر مسلم حکمرانوں کی اکثریت پوری طرح خاموش ہے، نہ حجاج سی غیرت ہے، نہ محمد بن قاسم سی ہمت! ارض فلسطین محمد بن قاسم اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے وارثوں کو مسلسل بقیہ ص ۱۵ پر

از: غلام مصطفےٰ رضوی*

ارضِ اقصیٰ پر اسرائیل کا شیطانی رقص

احوالِ عالم

کیا تم نے قیامت بپا دیکھی ہے؟ کیا تم نے موت رَقصاں دیکھی ہے؟ کیا تم نے مٹتی عمارتیں، مَلبوں میں بدلتے آشیانے، لرزتی دیواریں، گرتی چھتیں، دہلتے کوچے دیکھے ہیں؟ ہاں! یہ سب مناظر اب بھی دُنیا دیکھ رہی ہے، آج بھی دیکھ رہی ہے، حسرتوں کی شامیں ہیں، صبح کا انتظار ہے، ہر طرف لاشے ہی لاشے ہیں، عزیزوں کے جنازے ہیں، بچیاں بھی شہید، بچے بھی شہید، نوجوان بھی شہید، نوعمر بچے بھی شہید، یہ اَلم کی داستاں غزہ فلسطین میں مشاہدہ ہو رہی ہے، وہی غزہ جسے دُنیا کی حکومتوں نے فراموش کر دیا ہے۔

اسرائیل کے جنگی جہاز فضا میں بلند ہو رہے ہیں، بم برسا رہے ہیں، نہتوں پر، بچوں پر، شیرخواروں پر، سیکڑوں ننھے ننھے بچے (17 اکتوبر 2023ء سے) اب تک مَسَل دیئے گئے، کیوں انھیں نشانہ بنایا جا رہا ہے؟ کیوں بچوں کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے؟ کیوں کہ ننھی کلیاں اسرائیل کے نزدیک "دہشت گرد" ہیں، فلسطینیوں کی نَسل کشی کا یہ سنہرا موقع ہے، جس کا پورا فائدہ اسرائیل اُٹھا رہا ہے اور دُنیا دیکھ رہی ہے، اِس جرم میں وہ بھی شریک ہیں جو اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہیں، کینیڈا و فرانس بھی شریک ہیں، امریکہ و برطانیہ بھی شریک ہیں، ہاں! تماشائی بنے عرب مما لک بھی فلسطینیوں کے قتلِ عام میں شریک ہیں، سعودی عرب بھی ان نہتوں، ننھے مُنّے بچوں کی موت کا ذمہ دار ہے۔

شب کی تاریکی چھائی ہوئی تھی، غزہ کی وادیاں کھنڈرات میں بدل چکی تھیں، بم دھماکوں سے پورا ماحول دہل رہا تھا، شیطانی درندوں کے لب مسرتوں سے سرشار تھے، دہشت گرد "اسرائیل" بہت مسرور تھا، کیوں کہ جنھیں وہ گزشتہ 70 / سالوں سے مَسل رہے تھے، اب ان کی نسلیں قریب الختم تھیں، شیطان کو یورپ وامریکہ سے تازہ دَم کمک مل رہی تھی۔

شبِ دیجور تھی، بجلیاں کب کی کٹ چکی تھیں، نہ غذا نہ دوا، پانی بھی قریب الختم، زندگی کی آسائش سے محروم بچے بچیاں، آسمان کی طرف اُمید سے تک رہے تھے، یتیمی کا عالم، موت سروں پر رَقصاں، ہاسپٹل زخمیوں سے پُر، دواؤں کا فقدان، مدد کی آس و اُمید میں فلسطینی منتظر تھے۔

دائیں بائیں بم گرتے، چیخیں بلند ہوتیں، کئی پیاسے جامِ شہادت نوش کر جاتے، اتنے میں ایک عمارت ملبے میں بدل گئی، عزیز شہید ہو گئے، ایک بچہ زخموں سے نڈھال ہو گیا، ہاسپٹل لے جایا گیا، شیطان کے بم بردار جہاز کو یہ گوارا نہ ہوا کہ بچہ بچ جائے، ہاسپٹل پر بمباری کی گئی اور ننھا "دہشت گرد" ہلاک ہو گیا، یہی شیطان کی فتح ہے، یہی شیاطین یورپ کے جشن کی حقیقت ہے، یہی گودی میڈیا کا آتنک واد کے خلاف کامیابی کا تمغہ ہے، یہی ابلیسی فکر کا منشا ہے۔

مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا، انھیں کی زمین، فلسطین، جو نبیوں کی سرزمین ہے، برکتوں کی سرزمین ہے، جہاں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شبِ معراج تشریف لائے، یوں ارضِ مقدس قدمِ نازِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے باریاب ہوئی، اسی زمین پر عثمانی سلطنت کے زوال کے بعد برطانیہ نے قبضہ جمایا، یہودیوں کو لا بسایا، احسان کا بدلا احسان فراموشی سے دیا گیا، فلسطینیوں پر زمین تنگ کر دی، عربوں کی پیٹھ میں اسرائیلی خنجر پیوست کر کے غاصبانہ قبضہ کر لیا، جو شیطانی رقص ظلم کی صورت میں شروع ہوا، وہ 1948ء سے لگاتار اب تک جاری ہے، دُنیا عیش و طرب میں مگن ہے۔

فلسطینی بچے شہیدوں کے لہو کی سرخی دیکھتے ہوئے جوان ہوئے، شہید ہوئے، یتیم ہوئے، خواتین بیوہ ہوئیں، کئی نسلیں

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

ظلم سہتے سہتے گزر گئیں، امریکی شیطان اسرائیل کے ساتھ کھڑا ہوا ہے، لاشیں مسلمان کی گرتی ہیں، لیکن اس میں امریکہ کا بھی حصہ ہوتا ہے، ہر بے حس مقتدرہ کا حصہ ہوتا ہے۔

کیا قافلۂ عرب میں کوئی صلاح الدین ایوبی کا پرتو نہیں؟ بلیک گولڈ نے عربوں کو نواز دیا، دولت کی ریل پیل ہے، عشرت کدے آباد ہیں، شراب و شباب کے دور جاری ہیں، یورپ و اسرائیل اسلحے بنا رہے ہیں، اہلِ عرب عیش خانے تعمیر کر رہے ہیں، کاش! بلیک گولڈ سے دفاعی سامان تیار کیے ہوتے تو سرحدوں پر یہودیوں کے بمبار جہاز ہجوم کیے ہوئے نہ ہوتے، بیت المقدس کے صحن خونِ مسلم سے لالہ زار نہ بنتے، اسرائیل کے وجود کے لیے سازشوں کی وہ بساط آراستہ کی گئی، جس کے زیر اثر، عراق تباہ کر دیا گیا، شام و یمن تاراج کیے گئے، لیبیا اجاڑا گیا، سب ایک ایک کر کے مٹا دیئے گئے، جو بچ گئے وہ نحیف و ناتواں ہیں، کاش! عربوں کے یہاں اسلحے بنائے جاتے تو فلسطینی مسلمانوں کے دست و بازو سلامت رہتے، شجاعت کی داستانیں شہدا کے لہو سے لکھی جاتیں۔

پوری اسلامی دُنیا نے فلسطین کو تنہا چھوڑ دیا ہے، لیکن! اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے ساتھ ہے، ایک آواز فضا میں گونج رہی ہے، کان لگا کر سُنیے، کیسی طاقت ور آواز ہے، ایمان کی حرارت شریانوں میں دوڑ جاتی ہے:

"وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ- (آل عمران: ۱۳۹) تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو—"

عزیمتوں کی داستانیں سنگلاخ وادیوں میں رقم کی جاتی ہیں، غزہ ایسی ہی وادی ہے، جہاں لہو خیزی سے چمن آباد ہو رہا ہے، ایک نسل مٹ رہی ہے، ایک چمن اُجڑ رہا ہے، لیکن! قبلے کا تقدس آباد ہو رہا ہے، ارضِ اقصیٰ کی حفاظت کے قافلے آگ کے دریا عبور کر رہے ہیں، پوری راہ سنگلاخ ہے، جہاں ہر قدم پر ننھے ننھے بچوں کی لاشیں ہیں، جہاں ہر سُو بچیوں اور نوجوانوں کے لاشے ہیں، جہاں اب بھی حیات کے دیئے بجھائے جا رہے ہیں، جہاں اب بھی تابکاری کے اثرات ہیں، بموں کی بوچھار ہے، چاروں طرف عرب ممالک ہیں، بے حسی کی چادر تنی ہوئی ہے، رات اندھیری ہے، صبح کب طلوع ہوگی! آہ! کب سے انتظار ہے: ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو، چوروں کی رکھوالی ہے

ظلم ایک دن ڈوب جائے گا، لیکن! آپ مظلوم کے ساتھ کھڑے تو ہو جائیں، اقتدار کی کرسی سدا نہیں رہتی، وہ کُرسی جو فلسطینی مسلمانوں کے لہو میں تیر رہی ہے، جب ہوائے مخالف چلے گی سب تہس نہس ہو جائے گا، پھر روز آخر جب نمودار ہوگا، ہر ظالم کیفر کردار کو پہنچے گا، مظلوم سرخرو ہوگا، صہیونیوں کی شام غم نمودار ہوگی، کب! لہو خیزی کی شب کے خاتمے پر!!

◆◆◆

ص ۴۰ / کا بقیہ...

پانڈے کی تقریر سنی تھی اور اپنی طویل تقریر کے دوران ڈاکٹر بی این پانڈے نے تاریخ کی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا تھا کہ اورنگ زیب عالمگیر انصاف ورحاکم تھے، متعصب نہیں تھے اور ان پر فرقہ واریت کا الزام جھوٹ اور کذب و افترا پر مبنی ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ اورنگ زیب متعصب نہیں تھے، بلکہ اپنی رعایا کا یکساں خیال رکھتے تھے اور ایک انصاف ور حاکم تھے، اورنگ زیب خود عربی، فارسی، اردو اور ہندی کے عالم و فاضل تھے، وہ اپنی نثر و نظم میں محاورات کا استعمال بہت عمدہ انداز سے کرتے تھے، ان کے مضامین، نظم، خطوط اور شاہی فرامین سے بھی یہ آشکارا ہو جاتا ہے کہ وہ ایک نیک دل انسان اور انصاف ور حاکم تھے، ان کے شاہی فرامین اور خطوط ملک کی مختلف لائبریریز میں محفوظ ہیں، وہاں سے لے کر ان کے شاہی فرامین اور خطوط کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم فراخ دلی کا مظاہرہ کریں، تاریخ کے حقائق کا مطالعہ کریں اور ایک نیک دل انسان اور انصاف ور حاکم کی شخصیت سے متعلق متعصّبانہ رویہ اختیار نہ کر کے غیر جانبدارانہ فیصلہ لیں۔

◆◆◆

احوالِ عالم

از: محمد تحسین رضا نوری*

یہودی ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن

احوال عالم

مشرق وسطیٰ کے حالات اور فلسطینی عوام پر اسرائیلی بربریت کی سفاکانہ کاروائیوں اور حملوں سے دل چھلنی ہو کر رہ گیا، ہزاروں مسلمانوں کا قتل، بچوں اور عورتوں پر ظلم وستم، مساجد و مدارس کا انہدام، قرآن کریم کی بے ادبی وگستاخی، بیت المقدس کے تقدس کی پامالی اور ان جیسی بے شمار ذلیل حرکتوں نے روح کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، ہمیشہ سے ہی یہود ونصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بنتے آئے ہیں، آخر یہ خونریزی، قتل و غارت گری، ظلم و بربریت کا مقصد کیا ہے؟ کیا یہ لوگ اپنے مذہب کے لیے یہ سب کرتے ہیں یا اس کے پیچھے کوئی اور وجہ ہے؟ ایک مؤرخ نے اس کی وجہ بھی بیان کی ہے، ابولبابہ شاہ منصور لکھتے ہیں کہ:

''یہودیوں کا مسئلہ یہ نہیں کہ دنیا انہیں اُن کے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے دے، نہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ فلسطین میں انہیں ان کی آبادی کے مطابق ایک خطہ مل جائے، نہیں ہرگز نہیں! ان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ دنیا کے ہر غیر یہودی شخص کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں، وہ صرف فلسطین میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں ''عالمی یہودی ریاست'' قائم کرنا چاہتے ہیں، تاکہ گلوبل ویلج (Global Village) کا پریزیڈنٹ ان کا گرینڈ آرکیٹیکٹ (Grand Architect) دجال اکبر ہو۔'' (عالمی یہودی تنظیمیں، صفحہ ۱۰)

یہود ونصاریٰ کی یہ جماعتیں پوری دنیا کے الگ الگ خطوں میں پھیل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آج بھی سازشیں رچتی ہیں، جس طریقہ سے آج پوری دنیا ان کے بچھائے گئے جال میں پھنسی ہوئی ہے، اس سے بظاہر ایسا لگتا بھی ہے کہ دنیا ان کے ہاتھوں میں آچکی ہے، تسخیر عالم کے اس منصوبے میں انہیں کامیابی اس لیے نہیں ملی کہ وہ خیر امت ہیں بلکہ انہوں نے بزور بازو شاطرانہ اسکیموں اور خفیہ چالوں کے ذریعہ اس کامیابی کو حاصل کیا ہے، ظلم وتشدد، قتل وغارت گری اُن کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی، اہل یہود کے فقہی علوم نے انہیں یہ باور کرایا ہے کہ کہ وہ خدا کی برگزیدہ قوم ہے، اُن کے لیے غیر یہودی قوموں کی جان مال اور ان کی عزت وآبرو کی کوئی حیثیت نہیں، لہٰذا قوم یہود برتری اور ریاست اسرائیل کے استحکام کے لیے جو بھی اخلاقی یا غیر اخلاقی قدم اٹھایا جائے گا وہ سب یہودی فقیہوں کے نزدیک درست ہوگا۔

عہد نبوی میں یہودیوں کی چالبازیاں

قرآن کریم میں مسلمانوں کا سب سے بدترین دشمن یہودیوں کو ہی بتایا گیا ہے، اس لیے کہ اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کی اسکیمیں عہد رسالت ہی سے شروع ہو چکیں تھیں، کسی بھی وقت اسلام کو اُن کی فتنہ انگیزیوں اور دسیسہ کاریوں سے اطمنان میسر نہ ہوا، جیسا کہ جنگ خیبر کے وقت ایک یہودی عورت ''زینت بنت الحرث'' نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر دعوت دی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا، اُس نے ایک دنبہ ذبح کیا اور گوشت بھوننے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

''آپ کون سا حصہ پسند فرمائیں گے، آپ نے جواب دیا کہ مجھے دست کا گوشت زیادہ پسند ہے، چنانچہ اُن نے سارے دنبہ پر زہر چھڑکا اور خاص کر دست کو زہر آلود کیا، دسترخوان پر بیٹھنے کے بعد آپ نے ایک لقمہ منھ میں ڈالا لیکن اسے نگلا نہ تھا اور ارشاد فرمایا کہ: یہ گوشت مجھ سے کہتا ہے کہ اسے زہر آلود کیا گیا ہے لہٰذا آپ نے اس لقمہ کو اسی وقت اُگل دیا۔''

* مضمون نگار شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت کے متوطن ہیں۔

حضرت بشر بن البرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک لقمہ منھ میں لیا تھا اور اسے نگل لیا تھا، اس لیے وہ شہید ہو گئے تھے، ایک روایت کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری طور پر دنیا سے جاتے وقت آپ کو اس زہر کی تکلیف محسوس ہوتی تھی اور آپ کا وصال پر ملال بھی اسی زہر کی وجہ سے ہوا تھا۔

اب ذرا غور کریں کہ اس قوم کی غیرت اور بزدلی دیکھیں کہ اپنے حربے استعمال کرنے کے لیے عورتوں کو بھی میدان عمل میں اتار دیتے ہیں، اپنے جنگی کام بھی عورتوں سے کرا رہے ہیں، تاریخ اِن جیسے ہزاروں واقعات سے بھری پڑی ہے، شہنشاہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ پر کئی مرتبہ عورتوں کے ذریعہ سے ہی حملہ کیا گیا، یہ ہے یہودیوں کی چالبازیاں، ربِّ کریم ہم سب کو ان کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھے۔

عہد صحابہ میں یہود کی شر انگیزی

ظاہری طور پر دنیا سے تشریف لے جاتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند وصیتیں فرمائیں، جن میں ایک وصیت یہ بھی فرمائی:

"اخرجوا الیھود من جزیرۃ العرب۔ یہود کو عرب کے جزیرہ سے باہر نکال دو۔" (بخاری شریف)

یہ وصیت ہر اس آدمی کے لیے تھی جو بارِ خلافت اٹھائے، چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فتنۂ ارتداد، منکرین ختم نبوت، منکرین زکوٰۃ اور کئی دوسرے استحصالی فتنوں میں الجھ گئے جو کہ اس وقت کی اہم ضرورت تھے، اس وجہ سے آپ اس فرمان کی طرف متوجہ نہ ہو سکے بلکہ ان کو اس کا موقع ہی نہ مل سکا، چنانچہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یہ وصیت پوری فرمائی، ۱۴ھ میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلطنت ایران کو زیر کرنے کا منصوبہ بنایا، قادسیہ کی فیصلہ کن جنگ نے خاندان کسریٰ کی قسمت کا فیصلہ کر دیا، جس میں ایک لاکھ سے دو لاکھ کے درمیان ایرانی مارے گئے۔

ان کی قیمتی اشیا کسریٰ کا تخت، قالین اور انتہائی قیمتی فانوس ان کی عورتیں لونڈیاں بنا کر دربار خلافت میں بطور مال غنائم کے پیش کی گئیں، اس کے سورما رستم، ہرمزان، فیروزان، بہمن وغیرہ تہ تیغ کیے گئے، ایران کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور حق غالب آیا، لیکن یہ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ کچھ لوگوں نے بظاہر جان و مال کی حفاظت کے لیے کلمہ پڑھا اور خفیہ طور پر اُن کی چالبازیاں جاری رہیں، غرض کہ تمام خلفائے راشدین اپنے اپنے زمانہ میں یہودیوں سے سامنا کرتے رہے۔

جسد اطہر اور یہود

شہنشاہ نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے دور حکومت میں یہودیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو آپ کی قبر شریف سے نکال کر کہیں دوسری جگہ منتقل کرنے کی ناپاک کوشش کی، جب مسلمانوں کی فوج جرمنی کے شہنشاہ کانرڈ کی نو لاکھ کی فوج کے خلاف یمن میں نبرد آزما تھی، اُس دوران یہودی صوفیانہ لباس میں ملبوس ہو کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، اُن کی وضع قطع دیکھ کر کسی کو شک تک نہیں ہو سکتا تھا کہ عبادت و ریاضت کے علاوہ بھی ان کا کوئی اور مقصد ہو سکتا ہے۔ دن بھر یہ لوگ عبادت و ریاضت، صدقات و خیرات کرتے اور رات کے وقت یہ لوگ اپنے حجرے میں سرنگ کھودتے، ادھر شہنشاہ نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ تھا کہ آپ نہایت ہی عبادت گزار، نیک اور شب زندہ دار تھے، روزآنہ رات کا اکثر حصہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے پھر کچھ دیر کے لیے سو جاتے، سلطان نورالدین زنگی علیہ الرحمہ معمول کے مطابق رات کے نوافل و وظائف سے فارغ ہوئے اور بستر پر لیٹ گئے، آنکھیں کیا بند ہوئیں مقدر جاگ اُٹھا، حضور سرورِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور نیلی آنکھوں والے دو آدمی دکھا کر فرمایا: مجھے ان سے بچاؤ! آپ گھبرا کر اُٹھے، وضو کیا، نوافل ادا کیے اور پھر سو گئے، تین بار ایسا ہی ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رات ہی میں اپنے وزیر کو بلایا، مشورہ ہوا اور اگلی صبح ہی بہت سا مال لے کر مدینہ منورہ کی جانب چل پڑے۔

۱۶ر دن کے سفر کے بعد مدینہ منورہ پہنچے، شہر سے باہر ہی غسل کیا، پھر شہر میں داخل ہوئے، ریاض الجنۃ میں نوافل ادا

احوال عالم

کیے اور روضہ رسول پر حاضری دینے کے بعد مسجد ہی میں بیٹھ گئے، سب اہلِ مدینہ کو بلایا گیا کہ سلطان تشریف لائے ہیں اور نذرانے تقسیم کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ مدینہ شریف کے ہر ہر فرد کو نذرانہ دیا گیا، لیکن مطلوبہ افراد نظر نہ آئے، پوچھنے پر بتایا گیا کہ اہل مغرب سے دو نیک متقی شخص ہیں، کسی سے کچھ نہیں لیتے بلکہ بکثرت صدقہ کرتے ہیں، رات بھر عبادت و ریاضت کرتے ہیں اور دن میں پیاسوں کو پانی پلاتے ہیں، انہیں حاضر کیا گیا تو سلطان نے فوراً پہچان لیا، یہ وہی بدبخت تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دکھائے تھے، ان سے مدینہ منوّرہ میں آنے کا سبب پوچھا گیا، تو بولے کہ ہم تو بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں رہنے آئے ہیں، بار بار پوچھا گیا لیکن انہوں نے حقیقت نہیں بتائی، جب ان کے مکان کی تلاشی لی گئی تو وہاں سے ڈھیر سارا مال اور چند کتابیں ملیں۔

سلطان پریشانی کے عالم میں ٹہلنے لگا پھر اچانک زمین پر بچھی چٹائی کو ہٹا کر دیکھا، سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ چٹائی کے نیچے ایک سُرنگ تھی جو روضہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جارہی تھی، وہ دونوں بدبخت رات کو سرنگ کھودتے اور مٹی مشکیزوں میں ڈال کر قبرستان میں ڈال آتے تھے، جب وہ قبر مبارک کے قریب پہنچ گئے تو آسمان کانپ اُٹھا اور زمین میں سخت زلزلہ آیا، ایسا لگتا تھا کہ پہاڑ اُکھڑ جائیں گے، اس سے اگلی صبح ہی سلطان نورالدّین زنگی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ پہنچ گئے تھے، ان کا جرم ثابت ہونے کے بعد سلطان نے ان کی گردن اڑانے کا حکم دے دیا اور روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد پانی کی گہرائی تک زمین کھدوائی اور سیسہ پگھلا کر اس میں بھر دیا تاکہ آئندہ کوئی ایسی ناپاک حرکت نہ کر سکے۔ (ملخص: لالہ زار)

بیت المقدس اور یہود

یہودی سازشیں اتنی بڑھیں کہ بیت المقدس جیسی قابل احترام اور انبیاء کرام علیہم السلام کی نشانی بھی اُن کی سازشوں کی زد میں آ گئی، اُن کی طاغوتی قوتیں شب و روز اُسے نقصان پہنچانے میں لگی ہوئی ہیں، یہود ایک طویل عرصے سے اُس کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں، مسجد کے نیچے سرنگیں کھود کر اُس کی بنیادوں کو کھوکھلا کیا جارہا ہے، 1969ء کو ایک یہودی لیڈر نے قبلہ اوّل مسجد اقصیٰ میں آگ لگا دی، تین گھنٹے تک مسلسل مسجد سے آگ کی لپٹیں نکلتی رہیں، جس سے مسجد کے جنوبی جانب کا ایک بڑا حصہ شہید ہو گیا، سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا تیار کرایا ہوا تاریخی منبر بھی جل گیا۔ اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ ارضِ فلسطین پر ہمارا پیدائشی حق ہے، ممتاز برطانوی مؤرخ الفرڈ جے ٹوائین بی اس دعوے کو مضحکہ خیز اور احمقانہ بتاتے ہوئے لکھتا ہے :

”اٹھارہ سو برس کے بعد یہ بات ہرگز نہیں کہی جاسکتی کہ فلسطین یہود کا وطن ہے، ورنہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ریڈ ایڈینوں کی مملکت ہے، اگر ایسی بات ہوتی تو برطانیہ اور دوسرے کئی ممالک کی صورت حال بالکل بدل جائے گی، میرے خیال سے یہود کا فلسطین پر بجز اس کے کوئی حق نہیں کہ وہ وہاں ذاتی جائیداد خرید سکتے ہیں، اُنہیں وہاں ریاست قائم کرنے کا کوئی حق نہیں، کہ یہ بیحد بدنصیبی کی بات ہے کہ وہاں مذہب کی بنیاد پر ایک ریاست قائم کر دی گئی۔“

تاریخ شاہد ہے کہ قوم یہود اپنی سازشوں اور شرارتوں کے باعث ہمیشہ نفرت وحقارت کا نشانہ بنتی رہی، اور ہر ملک نے ان کی حرکتوں سے تنگ آ کر آخر میں انہیں ملک سے باہر کر دیا، گریٹر اسرائیل کے (Greater Israel) کے صہیونی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے یہود گزشتہ ایک صدی سے فلسطین میں آبادکاری کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں، یہودیوں کی اس نقل مکانی اور آبادکاری میں اقوام متحدہ، امریکہ اور یورپی ممالک نے ان کا پورا پورا ساتھ دیا اور انہیں خوب مالی مدد فراہم کی، آج عالم یہ ہے کہ فلسطینی مسلمان اپنے ہی ملک میں بے بسی سے اقلیت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، دوسری طرف اسرائیل کی حدود دار بعہ دن بدن ہر طرف پھیلتی جارہی ہیں، فلسطینی مسلمانوں کو اُن کو اپنے ہی ملک سے زبردستی بے دخل کیا جارہا ہے، کوئی صدائے احتجاج بلند کرے تو اسے موت کی وادی میں ڈھکیل دیا جاتا ہے، عورتوں کی عزت وناموس کا بقیہ ص ۱۵ / پر

پہلی قسط

از: مولانا محمد سبطین رضا سبطین*

امام احمد رضا اور فن شعر وسخن

رضویات

شعر وشاعری صرف قافیہ پیمائی یا خوبصورت الفاظ اور شعلہ بداماں جملوں کے استعمال کا نام نہیں؛ بلکہ اس میں حسن صورت کے ساتھ ساتھ حسن معنی بھی ہو، صنائع لفظی کے ساتھ ساتھ صنائع معنوی بھی ہو، ہمارے رہبر ورہنما امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ جہاں علم دین کے چراغ کو اپنے خون وجگر دے کر روشن کئے، تخمیناً ایک ہزار کے قریب قریب رسائل وکتب تصنیف فرمائیں، علاوہ ازیں سینکڑوں کتب پر حواشی لکھے وہیں آپ کو شعر وشاعری میں بھی وہ دسترس ومہارت تامہ وکاملہ حاصل تھی جس کی نظیر نہیں ملتی۔

آپ کے اشعار میں واردات قلب کی کیفیات، رموز عشق کی تفاسیر اور مشاہدات حسن کی رعنائیوں کے علاوہ آپ کی فکری وشعوری صلاحیتوں کا ایسا بھرپور اظہار ہے جسے غزل کا طرۂ امتیاز سمجھا جاتا ہے، آپ وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے نظم ونثر دونوں میں اردو کے بے شمار محاورات استعمال کرکے اپنی علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگادئے، آپ کے کلام سے پہلے تاثر جو پڑھنے والوں پر قائم ہوتا ہے وہ آپ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ وابستگی ہے، آپ کے شاعری کا محور خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی وسیرت ہے، آپ نے مجازی راہ سخن سے ہٹ کر صرف نعت رسول اپنے افکار کا موضوع بنایا، تشبیہوں واستعاروں کا برمحل استعمال آپ کی شاعری کی جان ہے۔

آپ کے قادر الکلام شاعر ہونے کا ایک بدیہی ثبوت یہ بھی ہے کہ آپ اردو کلام کے علاوہ فارسی میں بھی جہاں شاعر کا علو تخیل کام نہیں کرتا ہے، پوری شد ومد کے ساتھ آپ نہایت بے تکلفی و بے ساختگی سے گزرتے ہوئے حقیقت کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں، آپ نے اپنے نعتیہ کلام کو تبلیغ حق وتبلیغ عشق کا ذریعہ بنایا، غیر ممکن ہے کہ کسی جگہ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام پڑھا جائے اور محفل پر انوار نہ برسیں، محبوب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی ثنا گستری نے آپ کو امام بوصیری کا مقام عطا کردیا اور آپ حالت بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپ اپنی خداداد اعلیٰ صلاحیتوں اور فنی کمالات کی وجہ سے دیگر اساتذۂ فن کے مقابلہ میں ایک ایسی لاثانی ومنفرد حیثیت کے حامل تھے کہ آپ کے معاصرین ومخالفین بھی آپ کی شاعرانہ عظمت کے صدق دل سے مداح ومعترف نظر آتے ہیں۔

حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ حدائق بخشش کی بابت تحریر کرتے ہیں:

”آپ کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش حمد ونعت، دعا والتجا، سلام ومنقبت، عشق ومحبت، حقیقت ومعرفت، معجزات وکرامات، شرح آیات واحادیث وغیرہ مضامین کا ایک ایسا بحر زخار ہے جس کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کرنا اہل بصیرت حضرات ہی کا کام ہے، جس طرح آپ امام اہل سنت ہیں اسی طرح آپ کا کلام بھی کلام وسخن کا امام ہے، چنانچہ آپ کے دیوان حدائق بخشش پر ”کلام الامام امام الکلام“ کا مقولہ حرف بحرف صادق آتا ہے اور کیوں نہ صادق آئے کہ حدائق بخشش حسان العصر، خسروئے اقلیم سخن، شہنشاہ نعت گویاں، اعلیٰ حضرت عبد مصطفیٰ احمد رضا کے عشق بھرے دل کی آواز اور مداحان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے شمع ہدایت ہے۔“ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص 349-350)

آپ کے فن شاعری میں قادر الکلامی کے متعلق حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی صاحب قبلہ لکھتے ہیں:

”آپ (اعلیٰ حضرت) نے فن شاعری کو حیات نوبخشی ہے

اورفن شاعری صنعات میں آپ نے اپنی قادری الکلامی کا سکہ بٹھاتے ہوئے جوکمال دکھایا ہے اس کو دیکھ کر دنیائے اردو ادب کے بڑے بڑے شعراء اور ماہرین انگشت بدنداں ہیں۔'' (فن شاعری اور حسان الہند، ص 54)

ابتدائے شعروسخن

حضوراعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کس سنہ سے شعروشاعری کی ابتدا کی اس کو عصری یا زمانی قیود میں مقید نہیں کیا جاسکتا، آپ ایک سچے عاشق رسول تھے جب کبھی بھی عشق رسول کا درد آپ کو بے چین کرتا آپ شاعری کرنے لگتے، حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ آپ کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

''آپ عام ارباب سخن کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں مصروف نہیں رہتے تھے بلکہ جب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تڑپاتی اور درد عشق آپ کو بیتاب کرتا تو ازخود زبان پرنعتیہ اشعار جاری ہوجاتے اور یہی اشعار آپ کی سوزش عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے، چنانچہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب سرکار اقدس ﷺ کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں ورنہ شعروسخن میرا مذاق طبع نہیں۔'' (سوانح اعلیٰ حضرت، ص 350)

جبھی تو آپ فرماتے ہیں۔ ؎

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پرواروی تھی کیا کیسے قافیے تھے

احتیاط نعت گوئی

اصناف ادب میں نعت سے زیادہ لطیف ونازک اور مشکل کوئی صنف نہیں اور اس سے پوری طرح عہدہ برآ ہونا ممکن بھی نہیں، نعت میں دوحدیں متعین ہیں، ایک تو یہ کہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنا مبالغہ نہ کیا جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشریت سے نکال کر الوہیت سے ملصق کردے اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں قطعاً ایسے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں جو آپ کی شان کے موافق نہ ہوں، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اتنا نہ بڑھے کہ شرک کا الزام عائد ہو اور نہ ہی اتنا گھٹے کہ کفر کی حد تک پہنچے، خود امام اہل سنت اس معاملہ میں فرماتے ہیں:

''حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے، جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔'' (الملفوظ، ص 145)

امام احمد رضا کی نعتیہ دیوان حدائق بخشش اس بات پر شاہد ہے کہ آپ نے کس قدر حزم واحتیاط کو مشعل راہ بنایا تھا، آپ کے حزم واحتیاط کی ایک جھلک درج ذیل تحریر سے لگاسکتے ہیں:

''نعت کے ڈانڈے اور اس کی حدیں ایک طرف تو عبد سے اور دوسری طرف معبود سے ملتی ہیں اور اگر نعت نگار غلو سے کام لیتے ہوئے ان حدود معبود میں داخل ہوتا ہے تو بھی عذاب وعتاب کا مستحق قرار پاتا ہے اور اگر فکر اسفل کا استعمال کرتا ہے تو بھی تنقیص کا مرتکب قرار پاتا ہے اور دونوں اعتبار سے بارگاہ مصطفیٰ کا مجرم وگستاخ ٹھہرتا ہے جس کا نتیجہ یہ بر آمد ہوتا ہے کہ اس کے اعمال تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں؛ مگر ایک تیسری بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ کہ نعت نگار کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ہمارے نبی کی طرح کسی دوسرے نبی کی توہین بھی نہ کرے، بسااوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب نعت نگار ہمارے نبی کے معجزات اور ان کے کمالات کا دیگر انبیائے کرام کے معجزات وکمالات سے موازنہ کرتا ہے تو دوسرے انبیا کی تنقیص کا مرتکب ہوجاتا ہے۔

چنانچہ ایک بار ایک صاحب نے بارگاہ احمد رضا خان بریلوی میں حاضر ہوکر نعتیہ اشعار سنانے کی تمنا ظاہر کی، آپ نے فرمایا: میں اپنے چھوٹے بھائی حسن میاں یا حضرت کافی مرادآبادی کا کلام سنتا ہوں اس لیے کہ ان کا کلام میزان شریعت میں تُلا ہوا ہوتا ہے اگرچہ حضرت کافی کے یہاں لفظ رعنا کا استعمال موجود ہے، اگر وہ اپنی اس غلطی پر آگاہ ہو جاتے تو یقیناً اس لفظ کو بدل دیتے۔ پھر خیال خاطر احباب کے پیش نظر ان صاحب کو کلام سنانے کی اجازت مرحمت

فرمادی ان کا ایک مصرع یہ تھا:

شان یوسف جو گھٹی ہے تو اسی در سے گھٹی

آپ نے فوراً شاعر موصوف کو روک دیا اور فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کسی نبی کی شان گھٹانے کے لیے نہیں بلکہ انبیاے کرام کی عظمت و بزرگی میں چار چاند لگانے کے لیے تشریف لائے تھے، مصرع یوں بدل دیا جائے:

شان یوسف جو بڑھی ہے تو اسی در سے بڑھی

(امام احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری، ص 166)

صنعات فن شاعری

صنائع لفظی وصنائع معنوی شاعری کے حسن و زیور ہیں جن سے کلام میں جان ولطف پیدا ہوتے ہیں لیکن ان صنعتوں کے استعمال کے لیے بھی ایک خاص دستور وسلیقے کی ضرورت ہوتی ہیں، خالی زیور نہ حسن کی آرائش کر سکتا ہے نہ افزائش جب تک سلیقہ اس کا ساتھ نہ دے، مثال کے طور پر اگر کوئی شخص گلے کا زیور پاؤں میں اور پاؤں کا زیور کان اور ناک میں لٹکالے یا مناسب مقدار سے زیادہ زیور پہن لے تو نتیجہ کیا ہوگا؟ یہی حال صنعتوں کا بھی ہے کہ اگر محل اور مقدار کی مناسبت کا لحاظ نہ رکھا جائے تو ان کا استعمال کلام کا حسن نہیں بلکہ عیب بن جائے گا، علامہ عبدالستار ہمدانی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

”فن شاعری میں کچھ صنعات متعین کی گئی ہیں اور ہر صنعت کے قواعد وضوابط مقرر کیے گئے ہیں، شاعر اپنے کلام کے حسن کو نکھارنے کے لیے ان صنعات کا اپنے اشعار میں استعمال اور اہل علم سے داد حاصل کرتا ہے، اردو ادب کے شہرۂ آفاق شعرا اپنے کلام میں ان صنعات کے استعمال میں کوشاں رہے اور اپنی حسب استطاعت ان صنعات کا استعمال کیا، حضرت رضا بریلوی نے اپنے کلام میں ان صنعات کا بھرپور استعمال فرمایا ہے اور اردو ادب میں ایک مثال قائم کردی کہ نعتیہ شاعری میں ان صنعات کا حسین انداز میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور فن ادب کو اُجاگر کیا جا سکتا ہے، حضرت رضا نے اپنے نعتیہ اشعار میں ان صنعات کو اتنے حسین پیرائے میں نظم فرمایا ہے کہ اہل ذوق کو مجبور ہو کر اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ حضرت رضا کا مقام فن وادب کے اعتبار سے بھی تمام شعراے اردو سے بلند واعلیٰ ہے۔“

(فن شاعری اور حسان الہند، ص 55-54)

اب ہم حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کے اشعار کو صنعتی کسوٹی پر رکھ کر صنائع معنوی وصنائع لفظی میں سے چند مخصوص صنعتوں کی دلکش وحسین جھلکیاں پیش کرنے کی کوشش وسعی کرتے ہیں۔ پہلے ہم صنعات میں سے صنائع معنوی کے چند مخصوص صنعات کا ذکر کریں گے بعدہ صنائع لفظی کا وسعت بھر احاطہ کریں گے، اس لیے کہ معنوی خوبی کو لفظی خوبی پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ مرزا امجد رازی صاحب لکھتے ہیں:

”الفاظ معانی کے لیے قوالب ہیں جن کے ذریعے معانی مفہوم ہوتے ہیں۔ تو جب تک ذہن میں روح معنی نہ ہوگی تب تک اس کے لیے وجود لفظ کو تیار نہ کیا جائے گا۔ بس اسی وجہ سے پہلے بدائع معنوی کو تقدم حاصل ہے اور صنائع لفظی کو تاخر۔“

(بدیع الرضافی مدح المصطفٰی، ص 187)

صنائع معنوی

صنعت طباق: اس کو صنعت تضاد اور مطابقت بھی کہتے ہیں۔ یعنی شعر میں دو ایسے الفاظ کا جمع کرنا جو معنوی طور پر ایک دوسرے کی ضد ہوں جیسے گرمی وسردی، ہنسنا ورونا وغیرہ۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک ایجابی، دوسرا سلبی۔

[1] **طباق ایجابی:** وہ ہے کہ الفاظ متضاد کے ساتھ حرف نفی نہ ہو جیسے دوست ودشمن، آیا اور گیا وغیرہ۔

[2] **طباق سلبی:** وہ ہے کہ ایک ہی مصدر کے دو فعلوں کو جمع کردیا جائے ان میں سے ایک مثبت ہو اور دوسرا منفی۔

(ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص 372-371)

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اشعار میں صنعت تضاد اتنی کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ ہر کلام میں قارئین کو چند اشعار ایسے مل جائیں گے جن میں دو الفاظ ایسے ضرور ہوں گے جو معنوی اعتبار سے متضاد ومخالف ہوں، ذیل میں حضور اعلیٰ حضرت کے وہ

اشعار جو کہ تضاد ایجابی وسلبی پر مشتمل ہیں، مشتے نمونہ از خروارے صرف ایک ایک آسان شعر کم خواندہ قارئین کے سمجھنے کے لیے پیش کرتے ہیں۔

تضاد ایجابی میں اعلیٰ حضرت کا شعر:

دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

اس شعر کے اندر لفظ دشمن اور دوست کا استعمال ہوا ہے جو تضاد کو ظاہر کر رہا ہے نیز لفظ پھول وخار، لفظ ہم اور تم بھی اختلاف معنی میں تضاد کو ظاہر کر رہے ہیں۔

تضاد سلبی میں اعلیٰ حضرت کا شعر:

مٹ گیے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اس شعر میں لفظ مٹ گئے اور نہ مٹا دونوں مصدر ''مٹنا'' سے مشتق ہیں اور دونوں اثبات ونفی کے ساتھ ہیں۔

صنعت تدبیج

صنعت طباق ہی کی ایک خاص صورت ہے۔ لغت میں اس کے معنیٰ آراستہ کرنے کے ہیں اور اصلاح میں یہ ہے کہ کلام میں رنگوں کے معانی پر دلالت کرنے والے الفاظ کا بطریق کنایہ تقابل لایا جائے جیسے:

گل کو ہاں زرد کر دے اے رخ یار
کر کے منھ لال لال آتا ہے

اس شعر میں زرد (پیلا) اور لال کے درمیان تقابل ہے جو کہ رنگوں پر دلالت کرتے ہیں اور مقصود اس سے بطریق کنایہ کے حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ زرد کنایہ ہے شرمندہ کرنے سے اور منہ لال لال کرنا کنایہ ہے شاد وخرم ہونے سے، اسی مثال میں درج ذیل شعر بھی دیکھیے:

مثل گل احباب تیرے اس چمن میں سرخ رو
روئے دشمن زرد یارب صورت باد خزاں

اس شعر کے اندر لفظ ''سرخ رو'' اور لفظ ''زرد'' کا استعمال ہوا ہے، دونوں میں طباق ہے اور مقصود اس سے بطور کنایہ کے حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ سرخ رو ہونا کنایہ ہے عزت وآبرو اور حرمت حاصل ہونے سے اور زرد رو ہونا کنایہ ہے غمگیں و محزون ہونے سے۔ (ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص373)

حدائق بخشش میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت نے کس کمال کے ساتھ اس صنعت کو جگہ دی ہے اس کا جواب نہیں، ایک شعر بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

سر سبز وصل یہ ہے سیاہ پوش ہجر وہ
چمکی دو پٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

اس شعر میں سبز (ہرا) اور سیاہ (کالا) کے درمیان تقابل ہونے سے صنعت تدبیج کا ظہور ہوا اور مقصود بطریق کنایہ کے حاصل ہو رہا ہے کیوں کہ اعلیٰ حضرت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کر رہے ہیں کہ گنبد خضریٰ ردائے سبز رنگ اوڑھ کر دلہن کی طرح مسرت وشادمانی کا پیکر نظر آ رہا ہے کیوں کہ سر سبز ہونا کنایہ ہے تروتازہ اور عیش وعشرت میں مصروف ہونے سے، اسی طرح کعبۃ اللہ نے کالا رنگ اوڑھا ہے اور کالا رنگ ہونا کنایہ ہے سوگ وماتم کرنے سے۔ گویا دونوں دلہنوں کے دوپٹوں نے ان کے دل کی کیفیت کو ظاہر کر دیا ہے کہ روضۂ رسول محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پا کر (سبز رنگت کے سبب) خوشیاں منا رہا ہے اور بیت اللہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں (سیاہ غلاف کے سبب) عالم سوگ کی کیفیت سے دوچار ہے۔ (بدیع الرضا، ص78)

صنعت ایہام

اصطلاح شعر میں صنعت ایہام اس کو کہتے ہیں جس میں شاعر اپنے کلام میں کوئی ایسا لفظ لائے جس کے دو معنی ہوں، ایک قریبی معنی اور دوسرا بعیدی معنی، سامع کا گمان معنیٰ قریب کی طرف جائے لیکن شاعر کی مراد بعید معنی سے ہو۔

(ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص374)

علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب اپنی کتاب ''فن شاعری اور حسان الہند میں رقم طراز ہیں:

''صنعت ایہام کے اشعار جس کثرت سے حضرت رضا بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں پائے جاتے ہیں وہ کثرت تعداد دیگر شعرا کے کلام میں نہیں پائی جاتی۔علاوہ ازیں حضرت رضا کے کلام میں جس نفاست اور معنویت کے ساتھ ذو معنٰی الفاظ کا استعمال اور اخذ مراد پائی جاتی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔‘‘ (فن شاعری اور حسان الہند،ص 177)

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اشعار میں صنعت ایہام بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں اس لیے تمام اشعار کا ذکر کر پانا مضمون کی طوالت کے خوف کو مدنظر رکھتے ہوئے ممکن نہیں، البتہ ایک شعر بطور مثال پیش خدمت ہے چنانچہ حضور اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب شریف ہے۔اس شعر میں دو لفظ اپنے بعید معنٰی میں استعمال کیے گئے ہیں جن میں سے ایک ’’شالہ‘‘ اور دوسرا ’’جوڑا‘‘ ہے،شال کا قریبی معنٰی ہے: اون اور جوڑا کا قریبی معنٰی ہے: پوشاک! لہٰذا سامع کا خیال اولاً اس طرف جائے گا کہ اے دونوروں والے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ،آپ کو نور والے سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ سے دونور والے اون کے کپڑے ملنے پر بہت بہت مبارک ہو،لیکن حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مراد اس شعر سے نور والے دو اون کے کپڑے نہیں، بلکہ یہ نور والے حضور کی دو صاحبزادیاں ہیں جو یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقد میں آئیں۔

صنعت مراعات النظیر

یعنی کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جس میں باہم سوائے نسبت تضاد کے کچھ مناسبت ہو۔ جیسے چمن کے ذکر کے ساتھ گل وبلبل، باغبان، پتے، پودے وغیرہ کا ذکر کرنا۔

(ملخص: تلخیص بحر الفصاحت،ص 375)

مثلاً فانی بدایونی کا شعر ہے:

تیرے بغیر باغ میں پھول نہ کھل کے ہنس سکے
کوئی بہار کی سی بات اب کے بہار میں نہیں

اس شعر میں باغ کی مناسبت سے پھول اور بہار کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں،ان تینوں میں باہم مناسبت ہے تضاد نہیں، حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اشعار میں صنعت مراعات النظیر کی جلوہ سامانیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، چنانچہ علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب اعلیٰ حضرت اور دیگر شعرا کے اشعار میں صنعت مراعات النظیر کو بیان کرنے کے بعد آخر میں رقمطراز ہیں:

’’صنعت مراعات النظیر میں قارئین نے دیگر شعرائے اردو ادب کے اشعار کو ملاحظہ فرمایا اور حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشعار بھی ملاحظہ فرمائے،لیکن حضرت رضا کے اشعار کے مقابلے میں دیگر شعرا کے اشعار پھیکے معلوم ہوتے ہیں۔حضرت رضا کے اشعار میں جو فصاحت و بلاغت، رابط و تسلسل، جوروانی وساختگی، رعایت لفظی، مضمون کی بلندی، عشق کی پاکیزگی، عنوان کی عمدگی اور جدت الفاظ کی جونوردی ہے وہ دیگر شعرا کے کلام میں نہیں۔حیرت کی بات تو یہ ہے کہ دیگر شعرا شرعی قید و بند سے آزاد ہو کر عشق مجازی میں اپنے قلم کو بے لگام اور بے قابو چلانے کے باوجود اپنے کلام میں جو رنگینی، رعنائی اور حسن پیدا نہ کر سکے وہ سب حضرت رضا نے شریعت کی حد بندی میں رہتے ہوئے اپنے کلام عشق حقیقی میں ایسے حسن اسلوبی سے بیان فرمادیا کہ بڑے بڑے ادبا اور فصحا کے سر خم نیاز ہو گئے۔‘‘

(فن شاعری اور حسان الہند،ص 103)

اس صنعت میں کلام رضا سے بے شمار اشعار پیش کیے جا سکتے ہیں،بطور نمونہ اور فرحت طبع کے لیے دو شعر دیکھیے:

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذہن پھول، بدن پھول

اس شعر میں سر،قدم،تن،لب، دہن، ذقن،اور بدن کا ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت ہے۔

گلزار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں
درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے

اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے گلزار کے ساتھ بقیہ ص ۹ ر پر

از: سید خادم رسول عینی*

سلطان اورنگ زیب! ایک انصاف ور حاکم

اسلاف و اخلاف

جب میری پوسٹنگ خاندیش مہاراشٹر میں تھی تو کئی بار اورنگ آباد جانے کا اتفاق ہوا، میں جب بھی اورنگ آباد گیا، میں نے حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے مزار (جو خلد آباد میں واقع ہے) پر حاضری کا شرف حاصل کیا، میں نے جب پہلی بار مزار عالمگیر کی زیارت کی تو میری آنکھیں دنگ رہ گئیں، اورنگ زیب وہ بادشاہ ہے جس نے پچاس سال ہندوستان میں حکومت کی، اورنگ زیب وہ بادشاہ ہے جس کی سلطنت کی باؤنڈری اکبر، ہرش وردھن، چندر گپت، وکرمادتو کی سلطنت سے بھی زیادہ وسیع تھی۔

اورنگ زیب وہ بادشاہ ہے جس کے نام سے ہی مراٹھا و گولکنڈہ تھر تھر کانپتے تھے، اسی لیے ہمیں حیرت ہوئی کہ ایسے جلیل القدر بادشاہ کی قبر اس قدر سادگی کا پیکر لیے ہوئے کیوں ہے، جب میں نے وہاں کے ذمہ داروں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ عالم گیر کی یہ وصیت تھی کہ ان کی قبر پکی نہ کی جائے، ایسے ہی کچی رہنے دی جائے، قبر کے اوپر کوئی گنبد بھی نہ بنایا جائے۔

اس وصیت سے عالم گیر کی کمال درجے کی سادگی کا پتہ چلتا ہے، ہم نے شاہ جہاں، اکبر اور ہمایوں کے مقبرے دیکھے ہیں جن کی تعمیر اور سجاوٹ میں لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کیے گیے ہیں، لیکن اورنگ زیب کی سادگی نے یہ گوارا نہیں کیا کہ ان کے مقبرے پر بھی بے تحاشا اخراجات ہوں، ایسی سادگی کے حامل شخص کے بارے میں ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے اپنی حکومت کے دوران رعایا پر ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا تھا۔

آیئے تاریخ کے صفحات پلٹتے ہیں اور یہ پتہ لگاتے ہیں کہ اورنگ زیب ایک ظالم بادشاہ تھے یا انصاف ور حاکم! اورنگ زیب ایک حاکم تھے، ایک حاکم ہونے کے سبب ان کا مقصد استحکام سلطنت تھا، استحکام سلطنت کے لیے انھوں نے اپنے دور حکومت میں کئی اقدامات کئے، ہوسکتا ہے ان میں سے چند فیصلوں کے نتائج غلط نکلے ہوں، صرف انھی نتائج کے سبب اورنگ زیب کو ظالم و جابر بادشاہ کہنا ناانصافی ہے، ملک اور قوم کے لیے ان کی خدمات کیا ہیں، اس پر بھی نظر رکھنا چاہیے، لیکن افسوس کہ ؎

ہمیں لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
کہ عالم گیر ہندو کش تھا ظالم تھا ستمگر تھا

آیئے تاریخ کے اوراق سے پتہ لگاتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے، دراصل اورنگ زیب ایک صوفی منش اور درویش صفت بادشاہ تھے، اورنگ زیب نے اورنگ آباد میں اپنی زندگی کے تقریباً ۳۸ رسال گزارے ہیں، اورنگ زیب ایک جفاکش، عالی دماغ، بیدار مغز، متحمل مزاج، علم دوست اور خداترس حکمران تھے، اورنگ زیب کے بچپن اور جوانی دونوں دکن کے مذہبی ماحول میں بسر ہوئے تھے، اورنگ آباد کے اسلامی ماحول، اسلامی حکومتیں، اسلامی رسم و رواج نے ان کے ذہن کی اچھی خاصی دینی تربیت کی تھی۔

شریعت کی پابندی کرتے ہوئے اورنگ زیب نے اکبر اور جہانگیر کی تمام غیر شرعی رسومات کو موقوف کر دیا، ہندو راجاؤں کے لباس اور وضع کو بھی ترک کرایا، وضع قطع اسلامی بنائی اور سونے کے زیورات اور جواہرات جو بادشاہوں کی شان سمجھے جاتے تھے ان کو پہننا موقوف کر دیا، آپ ہی کے دور میں اورنگ آباد میں بے شمار خانقاہیں بنیں، درگاہوں کے ساتھ مسجدیں بھی بنیں اور اس کے ساتھ ساتھ اورنگ آباد میں ایسے بے شمار مندر بھی ہیں جن کی حفاظت، مرمت اور توسیع اورنگ زیب کے عہد میں ہوئی۔

اس درویش صفت بادشاہ پر یہ سراسر بہتان ہے کہ اس نے بتوں کو توڑا، اگر ایسا ہوتا تو آج اورنگ آباد میں نہ کوئی مندر ہوتا اور نہ اکناتھ مندر کی بلند عمارت ہوتی، اورنگ زیب نے اپنی شہنشاہیت کے دور میں کسی غیر مسلم کا ناحق خون نہیں بہایا، نہ کسی مندر یا مکان کو جبراً مسجد میں تبدیل کیا، اگر یہ الزام درست ہوتا تو آج اورنگ آباد میں مسلمانوں کا تناسب اتنا کم نہ ہوتا۔

تاریخ شاہد ہے کہ پونا کے پیشوا، مرہٹوں کے سردار اورنگ زیب کے بدترین مخالف تھے، لیکن ان کی کسی بھی تحریر/ڈائری میں اورنگ زیب کے تشدد یا ظلم کے واقعے کا اندراج نہیں ہے، اورنگ زیب حامل شریعت تھے اور کسی بھی قوم کے پلیس آف ورشپ کو مسمار کرنا وہ اسلامی رواداری کے خلاف سمجھتے تھے، اورنگ زیب نے جبرا" کسی غیر مسلم کو مسلم نہیں بنایا، البتہ بہت سارے غیر مسلم ایمان سے سرفراز اس لیے ہوئے کہ انھیں اپنی ملازمت میں ترقی چاہیے تھی یا وہ اعلیٰ منصب پر فائز ہونا چاہتے تھے، گویا اسلام قبول کرنا ان کا ذاتی فیصلہ تھا اور انھوں نے کسی کے دباؤ پر آ کر اسلام قبول نہیں کیا، اپنے دور شہنشاہی میں اورنگ زیب کے اہم کارناموں میں کچھ کارنامے مندرجہ ذیل ہیں:

١ اورنگ زیب نے معذور افراد کے لیے بلا امتیاز مذہب وملت، غریب خانے اور مطب قائم کیے، جہاں ان کی رہائش کا مفت انتظام تھا اور ان کا علاج مفت ہوتا تھا۔

٢ اورنگ زیب نے مندروں اور مسجدوں کو خود کفیل بنانے کے لئے اراضی وقف کی۔

٣ اورنگ زیب نے ستی کی رسم کی حوصلہ شکنی کی۔

٤ اورنگ زیب نے رسم سالگرہ بند کیا کیونکہ اس میں اخراجات بے تحاشہ ہوتے تھے۔

٤ اورنگ زیب نے سکہ پر کلمہ لکھنا بند کرایا کیونکہ اس سے کلمہ کی توہین ہوسکتی تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ سبھی رعایا کے لیے یکسانیت مقصود تھی۔

٥ اورنگ زیب نے شراب بند کیا کیونکہ یہ انسان کی ذات اور سماج کے لیے نقصان دہ ہے۔

٦ اورنگ زیب نے طوائف پر پابندی لگادی تاکہ عورت کو سماج میں بہتر مقام ملے۔

٧ اورنگ زیب نے ماتم پر پابندی عائد کی کیونکہ یہ کام خلاف شرع ہے۔

٨ اورنگ زیب نے قوالی پر پابندی عائد کی کیونکہ علمائے شریعت نے قوالی کو حرام قرار دیا۔

٩ اورنگ زیب نے جوا کھیلنے کو سنگین جرم قرار دیا۔

١٠ اورنگ زیب نے ہولی اور محرم کے جلوس پر پابندی لگادی۔

آج کل ہندوستان میں یہ دیکھا جارہا ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات زیادہ تر جلوس کی وجہ سے ہوتے ہیں، اگر ان جلوسوں پر آج بھی پابندی لگادی جائے تو فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام ہوسکتی ہے۔

مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے، یہ اس وقت کی بات ہے جب میں دبئی میں برائے ملازمت مقیم تھا، ہندوستان اور پاکستان کے مابین کرکٹ میچ جاری تھا، ون ڈے انٹرنیشنل میچ تھا، شروعات میں ہندوستان کی ٹیم نے بہت اچھی کارکردگی کی اور عمدہ کھیل کا مظاہرہ کیا، لیکن آخری اوورز میں وسیم اکرم اور وقار یونس کی عمدہ گیند بازی کی وجہ سے ہندوستان ٹیم کی شکست ہوگئی، جب پاکستان ٹیم کی جیت ہوگئی تو دبئی میں مقیم پاکستانیوں نے جیت کی ریلی نکالی، اس سے پہلے کہ دبئی کے باشندہ بھارتیوں کا کوئی ردعمل ہو، دبئی کی پولیس نے ان پاکستانیوں کو گرفتار کرلیا کیونکہ دبئی میں کسی قسم کی ریلی یا کسی طرح کا جلوس نکالنا قانونی جرم ہے۔

اس قسم کے قوانین اگر آج بھی ہندوستان میں نافذ کیے جائیں تو ملک کو، ملک کے شہروں کو، ملک کی بستیوں کو فرقہ وارانہ فسادات سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے، اس تناظر سے اگر دیکھا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دور عالم گیر میں ہولی اور محرم کے جلوس پر پابندی حق بجانب تھی کیونکہ اس سے فرقہ وارانہ کشیدگی میں کمی ہونے کا امکان رہتا ہے۔

بہر حال! اورنگ زیب نے غلط رسومات کو ہٹا کر حکومت

اسلاف و اخلاف

اور رعایا کے اصل مقصد پر توجہ دی، ترقی کی راہ پر کام کیا اور رعایا کی بہبودی کو ترجیح دی، عہد عالم گیری میں ایک سو دس سے زیادہ غیر مسلم راجہ مہاراجہ ایسے تھے جو دس ہزاری اور پنج ہزاری منصب پر فائز تھے، مندرجہ بالا پوائنٹس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اورنگ زیب ایک انصاف پسند حاکم تھے، اورنگ زیب پابند شریعت تھے اور اپنے دل میں رسول، آل رسول اور صوفیا کی بے حد محبت رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے یہ وصیت کی تھی:

۱ مجھے حضرت زین الدین شیرازی علیہ الرحمہ کے قدموں میں دفن کیا جائے تا کہ ان کا قرب باعث برکت ہو۔

۲ سادات کا ادب واحترام لازم ہے، اس میں کوئی کمی نہ کی جائے، اس سے تمھیں دنیا اور آخرت دونوں مقامات پر فائدے ہوں گے۔

عالم گیر نماز باجماعت کے بے حد پابند تھے، جنگ کے دوران بھی وہ نماز باجماعت کا اہتمام کرتے تھے، بلخ کی جنگ میں ان کے حریف عبدالعزیز نے جب دیکھا کہ اورنگ زیب نماز کا وقت ہوتے ہی نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں تو انھوں نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ اپنی تلوار کو روک لو، کیونکہ ہم اس شخص سے جنگ جیت نہیں سکتے جو شریعت خداوندی کا اس قدر پابند ہے کہ جنگ کی حالت میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرتا ہے۔

عالم گیر علم اور عمل دونوں جہت سے یکتائے روزگار تھے، یہی وجہ ہے کہ انھیں لوگ عالم گیر زندہ پیر کہتے تھے، ایسے خوش دل وخوش عقیدہ شخص کے تئیں غلط نظریہ رکھنا انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے، اورنگ زیب کے خلاف سب سے زیادہ متعصّبانہ رویہ انگریزی عہد کے مؤرخوں نے اپنایا، خاص طور پر ایلیٹ اور ڈاوسن نے یہ رویہ اپنا کر تاریخ کے ساتھ سخت ناانصافی کی ہے، آشرواد ی لال، شری رام شرما، آرسی مجمدار جیسے مورخوں نے بھی اورنگ زیب پر لکھتے وقت جانب دارانہ رویے کا اظہار کیا جس سے پڑھنے والے نے اورنگ زیب کو ایک ظالم بادشاہ سمجھ لیا۔

لیکن ۱۹۶۰ء کے آس پاس چند غیر جانب دار اور صاف ذہن مؤرخوں کی لکھی ہوئی تحریریں اور کتابیں ملتی ہیں جنھیں بڑھ کر اورنگ زیب کے تئیں ساری غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں اور دل یہ پکار اٹھتا ہے کہ اورنگ زیب ایک انصاف پسند حاکم تھے اور اچھے نسان بھی! ان حقیقت پسند مؤرخوں میں عرفان حبیب، ہر بنس کھیا، ستیش چندر، رومیلا تھاپر، ڈاکٹر بی این پانڈے وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں، ان مؤرخوں کی کتابوں کو پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ

۱ اورنگ زیب برہمنوں اور مندروں کو دان دیا کرتے تھے۔

۲ اپنے دور حکومت میں اورنگ زیب نے اکبر سے بھی زیادہ ہندوؤں کو اعلیٰ عہدوں پر تقرری سے نوازا۔

۳ جزیہ اکبر سے پہلے بھی تھا اور اورنگ زیب نے اس کو دوبارا نافذ کیا مگر یہ غیر مسلموں کے صرف دس فیصد لوگوں پر نافذ تھا اور اس کی شرح صرف ۲.۲۵ رفی صد تھی، جب کہ مسلمانوں پر زکاۃ ۲.۵ رفی صد فرض تھی اور جزیہ نافذ کر کے دیگر سارے ٹیکس معاف کر دیئے گیے، جزیہ کے سارے پیسے خزانۂ جزیہ میں رکھے جاتے تھے جو غریبوں اور بے سہاروں کے کام آتے تھے۔

۴ اورنگ زیب نے ہندو مندروں اور مٹھوں کے لیے وظیفے مقرر کیے۔

۵ اورنگ زیب نے شمار مندروں اور گرودواروں کے لیے جاگیریں وقف کیں۔

۶ اورنگ زیب نے راجپوتوں کو پنج ہزاری کا منصب عطا کیا۔

۷ اورنگ زیب نے یہ فرمان جاری کیا کہ مسلم اور غیر مسلم کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے اور کسی کے ساتھ کوئی امتیاز نہ برتا جائے۔

رومیلا تھاپر کی کتاب مدھیہ کالن بھارت، بپن چندر کی کتاب مدھیہ کالن بھارت، ڈاکٹر بی این پانڈے کی کتاب خدا بخش خطبات وغیرہ سے ان باتوں کا ثبوت ملتا ہے، جہاں تک بی این پانڈے کی بات ہے ہم نے خود اپنے کانوں سے بھدرک اڑیشا کے ایک فنکشن میں ۱۹۸۴ء میں بی این بقیہ ص ۲۹ پر

اسلاف واخلاف

از: حافظ افتخار احمد قادری*

حضور حجۃ الاسلام! ایک مختصر تعارف

تاریخ وصال ۱۷/جمادی الاولیٰ پر خصوصی تحریر

تاج الاصفیاء، رئیس العلماء، آفتابِ شریعت وطریقت، شیخ المحدثین، راس المفسرین، حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ عنہ کی ولادت مرکز اہل سنت بریلی شریف میں ماہ ربیع الاول 1292ھ 1875ء میں ہوئی، عقیقہ میں آپ کا نام حسب دستورِ خاندانی محمد رکھا گیا، جن کے اعداد 92/ ہیں اور یہی نام آپ کا تاریخی ہو گیا، آپ کا عرفی نام ''حامد رضا'' اور خطاب حجۃ الاسلام ہے۔

تعلیم وتربیت

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ عنہ کی تعلیم وتربیت آغوشِ والد ماجد امام اہلسنّت مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ میں ہوئی، والد ماجد آپ سے بڑی محبت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ ''حامد منی وانا من حامد'' جملہ علوم وفنون آپ نے اپنے والدِ ماجد سے حاصل کیے، یہاں تک کہ حدیث، تفسیر، فقہ وکتب، معقول ومنقول کو پڑھ کر صرف 19/ سال کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ (فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، صفحہ 03)

حجۃ الاسلام حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے اور آپ کو آپ کے والد ماجد امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی، آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے چالیسویں امام وشیخ طریقت ہیں، آپ اپنے والدِ ماجد کی تمام خوبیوں کے جامع، آپ کی شخصیت وحقانیت اسلام کی بولتی تصویر تھی، بیشتر غیر مسلم آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے، حسن کا ظاہری عالم یہ تھا کہ ایک نظر میں دیکھنے والا پکار اٹھتا ''ھذا حجتہ الاسلام- یہ اسلام کی دلیل ہیں، حرمین شریفین کی حاضری پر حضرت شیخ سید حسین دباغ اور سید مالکی ترکی نے آپ کی قابلیت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا تھا:

''ہم نے ہندوستان کے اطراف واکناف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح وبلیغ نہیں دیکھا۔'' (تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ، صفحہ، 483)

آپ کمالاتِ باطنی کے جامع، اپنے عہد کے لاثانی وبے نظیر مدرس اور آپ کا تفسیر وحدیث کا درس خاص طور پر مشہور تھا، آپ عربی ادب میں منفرد حیثیت کے مالک اور شعر وادب کا بہت نازک وپاکیزہ ذوق رکھتے تھے، آپ نے مسلک اہل سنت وسلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی بے مثال خدمات انجام دیں اور ساری عمر مسلمانانِ اسلام کی فلاح وترقی میں کوشاں رہے، آپ اپنے اسلاف آباؤ اجداد کے مکمل نمونہ اور اخلاق وعادات کے جامع تھے، آپ جب بات کرتے تو تبسّم فرماتے ہوئے، لہجہ انتہائی محبت آمیز ہوتا، بزرگوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت کا برتاؤ آپ کی شرست کے نمایاں جوہر تھے، آپ ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے، درود شریف کا کثرت سے ورد فرماتے، یہی وجہ ہے کہ اکثر آپ کو نیند کے عالم میں بھی درود شریف پڑھتے دیکھا گیا، آپ کی طبیعت انتہائی نفاست پسند تھی، آپ کا لباس آپ کی نفاست کا بہترین نمونہ ہوتا تھا، انگریز اور اس کی معاشرت کے آپ اپنے والد ماجد کی طرح شدید مخالف رہے، آپ علوم وفنون کے شہنشاہ، زہد وتقویٰ میں یگانہ اور خطابت کے شہسوار تھے، آپ نے اپنے اسلاف کا جو نمونہ قوم کے سامنے چھوڑا ہے وہ ایک عینی شاہد کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

''شیخ الدلائل مدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حجۃ الاسلام نورانی شکل وصورت والے ہیں، میری اتنی عزت کرتے کہ جب میں مدینہ منورہ سے ان کے یہاں گیا، کپڑا لے کر میری

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

جوتیاں تک صاف کرتے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے ہر طرح خدمت کرتے کچھ روز کے قیام کے بعد جب میں بریلی شریف سے واپس عازم مدینہ ہونے لگا تو حضرت حجۃ الاسلام نے فرمایا: مدینہ منورہ میں سرکارِ اعظم میں میرا سلام عرض کرنا:

اب تو مدینہ لے بلا گنبد سبز دے دکھا
حامد و مصطفےٰ رضا ہند میں ہیں غلام دو

(تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ، صفحہ 484)

آپ نہایت ہی متقی اور پرہیز گار تھے، علمی و تبلیغی کاموں سے فرصت پاتے تو ذکر الٰہی اور درود شریف کے ورد میں مصروف ہو جاتے، آپ کے جسم اقدس پر ایک پھوڑا ہو گیا تھا، جس کا آپریشن ناگزیر تھا، ڈاکٹر نے بے ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا تو آپ نے منع فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ میں نشے والا ٹیکہ نہیں لگواؤں گا، عالم ہوش میں دو تین گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا آپ درود شریف کا ورد کرتے رہے اور کسی بھی درد و کرب کا اظہار نہ ہونے دیا، ڈاکٹر آپ کی ہمت اور استقامت و تقویٰ پر ششدر رہ گیا۔

(ماہنامہ حجاز جدید دہلی، اپریل 1989ء صفحہ 51)

علمی و تبلیغی کارنامے

حجۃ الاسلام ایک بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب اور یگانہ روزگار عالم و فاضل تھے، دین متین کی خدمت و تبلیغ، ناموسِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت، قوم کی فلاح و بہبود آپ کی زندگی کے اصل مقاصد تھے اور یہی سچ ہے کہ وہ غلبہ اسلام کی خاطر زندہ رہے اور سفر آخرت فرمایا تو پرچم اسلام بلند کر کے اس دنیا سے سرخرو اور کامران ہو کر گئے، آپ کے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ نے خود ان کی علمی و دینی خدمت کو سراہا ہے اور ان پر ناز کیا ہے۔

مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی خاطر آپ نے برصغیر کے مختلف شہروں اور قصبوں کے دورے فرمائیں، گستاخانِ رسول سے مناظرے کیے، سیاست دانوں کے دام فریب سے مسلمانوں کو نکالا، شدھی تحریک کی پسپائی کے لیے جی توڑ کوشش کی اور ہر جہت سے باطل اور باطل پرستوں کا مقابلہ کیا، آپ سیاست دانوں کی چالوں کو خوب سمجھتے تھے اور اپنے زمانے کے حال سے پوری طرح باخبر رہ کر مسلمانوں کو سیاست و ریاست کے چنگل سے بچانے کی ہر ممکن جدوجہد کرتے رہے، ساتھ ہی ساتھ اس آندھی میں اڑنے والے مسلم قائدین اور دانشوران سے افہام و تفہیم اور حق نہ قبول کرنے پر ان سے ہر طرح کی نبرد آزمائی کے لیے بھی تیار رہتے۔

علامہ عبد الباری صاحب فرنگی محلی پر ان کی کچھ سیاسی حرکات اور تحریرات کی بنا پر سرکار اعلیٰ حضرت نے ان پر فتویٰ صادر فرمایا، علامہ عبد الباری صاحب نے نجدیوں کے ذریعے حرمین شریفین کے قبہ گرانے اور بے حرمتی کرنے کے سلسلے میں لکھنؤ میں ایک کانفرنس بلائی تھی، حجۃ الاسلام جماعت رضائے مصطفےٰ کی طرف سے چند مشہور علما کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں علامہ عبد الباری صاحب اور ان کے متعلقین و مریدین نے زبردست استقبال کیا اور علامہ عبد الباری نے حجۃ الاسلام سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا، اور فرمایا کہ جب تک میرے والد گرامی کا فتویٰ ہے اور جب تک آپ توبہ نہیں کر لیں گے میں آپ سے نہیں مل سکتا، حضرت علامہ عبد الباری صاحب فرنگی محلی کا لقب صوت الایمان تھا، اُنہوں نے حق کو حق سمجھ کر کھلے دل سے توبہ کر لی اور یہ فرمایا:

”لاج رہے یا نہ رہے، میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے توبہ کر رہا ہوں، مجھ کو اسی کے دربار میں جانا ہے، مولوی احمد رضا خاں نے جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے۔“

(تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ، صفحہ 486)

آپ کو ایک بار دار العلوم معینیہ اجمیر شریف میں طلبا کا امتحان لینے اور دار العلوم کے معائنہ کے لیے دعوت دی گئی، طلبا کے امتحان وغیرہ سے فارغ ہو کر جب آپ چلنے لگے تو مفتی معین الدین صاحب اجمیری نے دار العلوم کے معائنہ کے سلسلے میں کچھ لکھنے کی فرمائش کی، آپ نے فرمایا فقیر تین زبانیں جانتا ہے، عربی فارسی اور اُردو، آپ جس زبان میں کہیں لکھ دوں،

علامہ معین الدین صاحب اس وقت تک اعلیٰ حضرت یا حجۃ الاسلام سے اتنے متاثر نہ تھے جتنا ہونا چاہیے، انہوں نے کہہ دیا عربی میں تحریر کر دیجئے، حجۃ الاسلام نے قلم برداشتہ کئی صفحہ کا نہایت ہی فصیح وبلیغ عربی میں معائنہ تحریر فرمایا، آپ کے اس قلم برداشتہ لکھنے پر علامہ معین الدین صاحب حیرت زدہ بھی ہو رہے تھے اور سوچ بھی رہے تھے کہ نہ جانے کیا لکھ رہے ہیں؟ کیونکہ ان کو بھی اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا۔

جب معائنہ لکھ کر حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز چلے آئے تو بعد میں اس کے ترجمے کے لیے مولانا مرحوم بیٹھے تو اُنہیں حجۃ الاسلام کی عربی سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئی، بمشکل تمام لغت دیکھ کر ترجمہ کیا وہ بھی پورا ترجمہ نہیں کر سکے اور بعض الفاظ انہیں لغت میں بھی نہ ملے، بعد میں انہیں عرب علماء کی زبان اور ان کی کتب سے حاصل ہوئے تب جا کر انہیں ان الفاظ اور محاوروں کا علم ہوا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ، صفحہ 487)

آپ زیارتِ حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے، 1323ھ میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ تشریف لے گئے، یہ حج آپ کا علمی وتحقیقی میدان میں عظیم حج تھا اور جو کارہائے نمایاں آپ نے اس حج میں ادا فرمائے وہ "الدولۃ المکیۃ" کی ترتیب ہے، جسے سرکار اعلیٰ حضرت نے صرف آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت میں قلم برداشتہ لکھا، مذکورہ کتاب کے اجزاء حجۃ الاسلام کو دیے جاتے تھے تو آپ ان کو صاف کرتے تھے، پھر اس کا ترجمہ بھی آپ ہی نے کیا، یہ ترجمہ بہت ہی اہم ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے، زیارتِ سرکارِ مدینہ ﷺ کا اشتیاق جس درجہ آپ کو تھا اس کا صحیح اندازہ آپ کے مندرجہ ذیل شعر سے ہوتا ہے:

اب تمنا میں دم پڑا ہے یہی سیارہ زندگی کا
بلا لو مجھ کو مدینہ سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا

حجۃ الاسلام صاحبِ تصنیف بزرگ تھے، ذیل میں آپ کی قلمی یادگار کی نشاندھی کی جاتی ہے، قارئین ملاحظہ فرمائیں:

(۱) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی سب سے پہلے آپ نے 1315ھ میں قادیانیوں کا رد لکھا۔ (۲) ترجمہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، حاشیہ ملا جلال، مقدمہ الاجازات المتینہ، نعتیہ دیوان، فتاویٰ حامدیہ۔

اولادِ امجاد

حجۃ الاسلام کے دو صاحب زادے اور چار صاحب زادیاں تھیں، صاحبزادگان کے نام یہ ہیں: حضور مفسر اعظم ہند حضرتِ مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں، حضرت مولانا حماد رضا خان نعمانی میاں۔

وصال

حجۃ الاسلام 17/جمادی الاولیٰ 1362ھ مطابق 23/مئی 1943ھ 70/سال کی عمر میں عین حالتِ نماز میں دوران تشہد 10/بجکر 35/منٹ پر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

جنازے کی نماز آپ کے خلیفۂ خاص حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری قدس سرہ العزیز نے مجمع کثیر میں پڑھائی، آپ کا مزار مبارک خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف میں والد ماجد کے پہلو میں ہے، ہر سال عرس مبارک کی تاریخ میں بے شمار علماو مشائخ کے ساتھ عوام شریک ہوتے ہیں اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے پر کرتے ہیں، بریلی شریف کے علاوہ بھی برصغیر پاک و ہند میں آپ کے بے شمار متوسلین مذکورہ تاریخ میں آپ کے روحانی فیض سے مستفیض ہوتے ہیں۔

◆◆◆

ص ۵۲/ کا بقیہ..........

دونوں کے درمیان کوئی بات نہ ہوئی، جب مر گئیں تو آپ سفید جھنڈا لے کر اس کی میت کے ساتھ چلے۔

انھوں نے اپنے مرض موت میں مجھے بتایا کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ستاون سال رہے، ایک رات بھی وہ آپ کے ساتھ نہ سوئی، حالانکہ شادی کے وقت دونوں راضی تھے، جب آپ کو کوئی کہتا کہ اسے طلاق دے دو تو کہتے ظلم میری جانب سے ہے، اس کی جانب سے نہیں کیوں کہ یہ تو میرے اعمال کی شکل ہے۔

(بیویوں کی ایذا رسانی پر صبر، ۸۰-۸۶)

◆◆◆

پانچویں قسط

(از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی*)

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ سالہ دردناک سفر

احوال وطن

گزشتہ سے پیوستہ

1989ء 24 فروری: بمبئی (مہاراشٹر) 67٪ ہندو، 19٪ مسلمان مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ: شرد پوار، پارٹی کانگریس، جون 1988 – جون 24 فروری 1991 کو آیت اللہ خمینی کی طرف سے تمام مسلمانوں سے ایک اپیل جاری کرنے کے بعد پہلے جمعہ کو یہ اعلان کیا گیا کہ مصنف سلمان رشدی کو اس کی کتاب The Satanic Verses کی اشاعت پر قتل کر دیا جائے، اسی بنا پر بمبئی میں کچھ مسلم گروپوں کی جانب سے ایک بند کا اہتمام کیا گیا۔ اکتوبر 1988 میں انڈین حکومت کی طرف سے کتاب پر پہلے ہی پابندی عائد کر دی گئی تھی، لیکن خمینی کے فتوے نے تحریک کو دوبارہ زندہ کر دیا، احتجاجی جلوس نکالا گیا، احتجاج کی ایک بین الاقوامی لہر نے پوری دنیا میں مسلم کمیونٹی کو مشتعل کر دیا، اس کی تقریبات نہ صرف دہلی، کلکتہ، بنارس اور دارجلنگ میں منعقد کی گئی تھیں بلکہ پاکستان، برطانیہ، جاپان، ترکی اور فرانس میں بھی ہوئیں، بمبئی میں شرکاء میں اسلامی تنظیموں سے وابستہ نوجوان شامل تھے۔ جلوس کو منتشر کرنے کے لیے پولیس کی مداخلت کے بعد محمد علی روڈ جو کہ مسلم علاقہ ہے وہاں ہنگامہ آرائی شروع ہوگئی۔ سرکاری اعداد و شمار میں مہلوکین کی تعداد گیارہ بتائی ہے۔

(A. Shah 1989) (Engineer 1989c) (Wright 1990) (René 1997) (Graff 2008: 227)

1989ء 16–20 اپریل: ہزاری باغ (بہار) 73٪ ہندو، 21٪ مسلمان بہار کے وزیر اعلیٰ: ستیندر نارائن سنہا، کانگریس (I) مارچ 1989 تا دسمبر 1989 اپریل ماہ میں تشدد نے ہزاری باغ (بہار) کو لپیٹ میں لے لیا۔ ہندو رام نومی کے جلوس کے راستے کے بارے میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہوئی۔ اسے پولیس نے جامع مسجد کے قریب سے گزرنے سے روک دیا تھا۔ VHP نے قدیم جلوس کے راستے پر چلنے کا حق حاصل کرنے کے لیے قصبے میں ایک ناراض مظاہرے کی قیادت کی – آخر کار ضلع انتظامیہ نے VHP کا مطالبہ مان لیا۔ 16 اپریل کو جب جلوس نکل رہا تھا ایک بم پھٹا، جس سے فساد شروع ہوا، سرکاری ذرائع کے مطابق 19 افراد ہلاک ہوئے۔ (لیکن غیر سرکاری رپورٹس کے مطابق تقریباً 100 ہلاکتیں ہوئیں)

(Sunday 07–13/05/1989) (The Illustrated Weekly 21/05/1989)

1989ء 14 ستمبر: کوٹا (راجستھان) 79٪ ہندو، 16٪ مسلمان وزیر اعلیٰ راجستھان: شیو چرن ماتھر، کانگریس پارٹی، جنوری 1988 تا دسمبر 1989 کوٹا (راجستھان) کا مشہور شہر ہے، 14 ستمبر کو ایک "ہندو اننت چترد شی" جلوس نے شہر میں مسلم مخالف نعرے لگاتے ہوئے مارچ کیا۔ کئی اکھاڑوں کے ارکان اور ہندو فرقہ وارانہ تنظیموں کے کارکن بھیڑ میں موجود تھے۔ گھنٹہ گھر کے علاقے میں جب جلوس ایک مسجد کے قریب رکا تو مسلمانوں نے جوابی وار کیا۔ بڑے پیمانے پر ہنگامہ آرائی اور فساد ہوا۔ جرائم پیشہ عناصر کی طرف سے لوٹ مار اور آگ زنک کی وارداتیں بھی ہوئیں۔ خاص کر مسلم کاروباری گروپوں کو نشانہ بنایا گیا، خاص طور پر شیعوں کا بوہرہ فرقہ زد میں رہا۔ میڈیا نے 16 ہلاکتوں کی اطلاع دی۔ حکومتی رپورٹوں میں ہلاکتوں کی تعداد 21 بتائی گئی ہے لیکن اردو اخبار Tulu-e-Subh نے مجموعی طور پر 26 افراد شمار کرائے، مرنے والوں میں 22 مسلمان اور چار ہندو شامل تھے۔

(Frontline 30/09–13/10/1989) (Sunday 1–7/10/1989) (Engineer 1989a) (Saksena 1990: 72)

1989ء 28 ستمبر: بدایوں (اتر پردیش) 56٪ ہندو، 43٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: نارائن دت تیواری، کانگریس پارٹی، جون 1988 تا دسمبر 1989 بدایوں (اتر پردیش) میں اردو کی وجہ سے فسادات پھوٹ پڑے۔ یہ فساد اردو کو اتر پردیش کی دوسری سرکاری زبان بنائے جانے کے معاملے پر ہوے۔ 27 ستمبر کو اے بی وی پی (اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد، آل انڈیا اسٹوڈنٹس کونسل) نے قصبے میں اردو مخالف جلوس نکالا۔ 28 ستمبر کو فسادات ہوئے، اسی دن ریاست کی قانون ساز اسمبلی میں اردو بل پیش کیا گیا تھا۔ اسلامیہ انٹر کالج کے طلباء نے اردو کے حامی مارچ کا اہتمام کیا اور ایک ہندو کالج پر حملہ کیا۔ آتش زنی اور قتل و غارت شروع ہوگئی، مسلح افراد نے قصبے کی چھتوں سے راہ گیروں پر فائرنگ کی۔ کچھ میڈیا رپورٹس کے مطابق فسادات میں 27 افراد ہلاک ہوئے۔ دیگر رپورٹ نے مجموعی طور پر 60 سے زیادہ ہلاکتوں کا اندازہ لگایا۔ تشدد دیہی علاقوں میں بھی پھیل گیا۔ کاس گنج–کاشی پور ٹرین پر حملے کے دوران ہجوم کے ہاتھوں 13 مسافروں کی موت ہوگئی۔ دیگر ذرائع نے اس حملے میں مرنے والوں کی تعداد 24 بتائی ہے۔

(The Times of India 29/09/1989) (The Times of India 01/10/1989) (Frontline 14–27/10/1989: 108) (India Today 31/10/1989: 19) (Saksena 1990: 2)

1989ء 14 اکتوبر: اندور (مدھیہ پردیش) 81٪ ہندو، 13٪ مسلمان مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ: موتی لال وورا، کانگریس پارٹی، جنوری 1989 تا دسمبر 1989 مدھیہ پردیش کے مشہور شہر اندور میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے، یہاں اکثریت غیر مسلموں کی ہے، شاہ بانو کیس کے بعد سے شہر کا ماحول فرقہ وارانہ ہوگیا تھا۔ "بابری مسجد/رام جنم بھومی مسئلہ" ایک اور بنیادی عنصر تھا جس نے آخر کار فسادات کو ہوا دینے میں مدد کی۔ 30 ستمبر کو وی ایچ پی کی ایک زبردست ریلی نکالی گئی۔ 14 اکتوبر کو ایودھیا میں متوقع رام مندر کی تعمیر کے لیے مقدس اینٹوں کو لے کر ایک رام شیلا جلوس پورے شہر میں نکلا، جس سے مسلمانوں میں ناراضگی اور خوف ہراس پیدا ہوا۔ اس جلوس میں 25,000 سے زیادہ لوگوں نے شرکت کی، جن میں سے بی جے پی، آر ایس ایس اور وی ایچ پی کے ارکان شامل تھے۔ کچھ مسلم رہنماؤں نے 13 اکتوبر کو پیغمبر اسلام کے یوم پیدائش کے اعزاز میں اتنا ہی بڑا جلوس نکال کر اس تقریب کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

1990 کے ریاستی اسمبلی کے انتخابات تیزی سے قریب آرہے تھے ایسے میں کانگریسی حکومت جس نے پہلے ہی ہندو رام شِلا کے انعقاد کی اجازت دے دی تھی۔ اس نے مسلم ووٹروں کی ناراضگی کا خطرہ مول نہیں لینا بہتر سمجھا اور پیغمبر اسلام کے یوم ولادت یعنی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس نکالنے کی اجازت دے دی۔ رام لکشمن چوک کے قریب فساد اس وقت بھڑک اٹھا جب 30,000 افراد پر مشتمل مسلم جلوس کے اختتام پر پٹاخے پھٹ گئے، جس سے ہجوم خوفزدہ ہوگیا۔ کچھ مسلح مارچ کرنے والوں نے ہنگامہ آرائی شروع کردی، جو جلد ہی پولیس–مسلم تصادم میں بدل گئی۔ چیف منسٹر کے مخالفین بشمول کانگریس کے اندر کے لوگوں نے فسادات کا فائدہ اٹھا کر ان کی انتظامیہ کی نااہلی کا مظاہرہ کیا۔ انجینئر کے اندازے کے مطابق ان فسادات میں 27 لوگ مارے گئے (20 مسلمان اور سات ہندو) جن میں سے زیادہ تر کی موت پولیس کی فائرنگ سے ہوئی، سرکاری ذرائع کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 23 بتائی گئی ہے جن میں 19 مسلمان بھی شامل ہیں۔ غیر سرکاری رپورٹس میں کہا گیا ہے کہ اصل تعداد 35 سے 50 کے درمیان ہوسکتی ہے۔

(The Indian Express 16/10/1989) (Frontline 28/10–10/11/1989) (Engineer 1989b)1989;

22–28 اکتوبر: بھاگلپور (بہار) 69٪ ہندو، 30٪ مسلمان بہار کے وزیر اعلیٰ: ستیندر نارائن سنہا، کانگریس پارٹی، مارچ 1989 تا دسمبر 1989 ہندوستان کی آزادی کے بعد تاریخ میں سب سے زیادہ یاد رکھے جانے والے فسادات میں

سے بھاگلپور (بہار) اور اس سے ملحقہ 250 دیہات بھی شامل ہیں ۔جسٹس رامانندن پرساد کمیشن آف انکوائری نے مارچ 1995 میں ایک اچھی تحقیقی رپورٹ پیش کی۔" بابری مسجد/رام جنم بھومی تنازعہ" نے پوری ریاست بہار میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کردی تھی۔ ریاستی حکومت نے ضلعی اور پولیس حکام کو انتہائی احتیاط کا مشورہ دیتے ہوئے ہدایات جاری کی تھیں۔ بھاگلپور قصبہ میں کشیدگی عروج پر تھی۔ بھولا پوجا اور محرم کے تہواروں کا ایک ساتھ ہونا بھی نقصان دہ ثابت ہوا۔

20 اگست کو بھولا کے جلوس کے دوران ایک مسلمان رکشہ ڈرائیور کا حل نہ ہونے والا قتل دونوں برادریوں میں پہلے ہی دشمنی کی جڑ تھا۔ اکتوبر میں مقامی ہندو گروپوں نے ایودھیا کے لیے رام شلا جلوس نکالنے کی اجازت مانگی جو تاتار پور کے مسلم اکثریتی علاقے سے گزرنا تھا۔ ضلع انتظامیہ نے اس طرح کے مطالبے میں شامل حساسیت اور ریاستی حکومت کی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے جلوس کے منتظمین کو مجوزہ راستے پر چلنے کی اجازت دے دی۔ تشدد 24 اکتوبر کو اس وقت شروع ہوا جب رام شیلا جلوس مسلم مخالف نعرے لگاتے ہوئے نکلا، تاتار پور کے باشندوں نے جلوس کے داخلے کو مسترد کیا۔ مبینہ طور پر ایک مسلم اسکول سے بم پھینکے گئے اور پولیس نے ہجوم پر فائرنگ کی جس سے دو افراد ہلاک ہوگئے۔ تاتار پور—علاقے کے کالجوں کے تقریباً 20 مسلم طلباء ہجومی تشدد میں مارے گئے، اس کے بعد شہر میں فساد پھیل گئے۔ مسلمانوں کے گھروں دکانوں اور مذہبی مقامات کو غنڈوں نے لوٹا اور جلایا۔ بنکروں کے محلے کو زمین بوس کردیا گیا۔

26 اکتوبر کو جمنا کوٹھی کے علاقے میں ہجوم نے اٹھارہ افراد کو بے دردی سے قتل کردیا تھا۔ ٹرینوں پر بھی حملہ کیا گیا: مسافر جن کے نام ریزرویشن چارٹ پر مسلمان تھے تلاش کرکے مارے گئے۔ پولیس اور ان کے سپرنٹنڈنٹ کے ایس دویدی نے مسلمانوں کے قتل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی شمولیت اتنی وسیع تھی کہ بہار کے ڈائریکٹر جنرل آف پولیس کو دویدی کی فوری تبدیلی کا مطالبہ کرنا پڑا۔ لیکن اپنی انتخابی مہم کے دورے کے دوران 26 اکتوبر کو وزیر اعظم راجیو گاندھی نے مقامی پولیس والوں کی شکایات سننے کے بعد اعلان کیا کہ سپرنٹنڈنٹ دویدی کا تبادلہ نہیں کیا جائے گا، اس طرح تشدد کے تسلسل کو جائز ٹھہرایا گیا۔ رامانندن پرساد کمیشن نے انتہائی سخت الفاظ میں پولیس فورسز کی طرفداری اور فعال شرکت کی مذمت کی، خاص طور پر بہار ملٹری پولیس (بی ایم پی) کی ۔ قریبی دیہاتوں میں بھی افسوسناک واقعات پیش آئے۔

26 اکتوبر کو ٹیمونی گاؤں (125 گھرانے) مکمل طور پر تباہ ہوگیا۔ گاؤں والوں کا انخلاء جو پہلے 25 اکتوبر کو کیا گیا تھا اس لیے ہلاکتوں کی تعداد گیارہ اموات تک محدود رہی، چندیری میں 27—28 اکتوبر کو ہندو ہجوم کے ہاتھوں سو مسلمانوں کو قتل کردیا گیا۔ رامانندن پرساد کمیشن نے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ 27 اکتوبر کو ملحقہ دیہاتوں سے آنے والے ایک چار ہزار مضبوط ہجوم نے جگدیش پور پولیس اسٹیشن کے اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی فعال ملی بھگت سے لوگین گاؤں پر نو گھنٹے تک حملہ کیا اور دو دو سو افراد مارے گئے۔ مجموعی طور پر، سرکاری ریکارڈ کے مطابق تشدد میں 396 افراد ہلاک ہوئے۔ لیکن امکان ہے کہ ان واقعات کے دوران ایک ہزار سے زیادہ لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، پولیس تمام اموات درج کرنے سے گریزاں تھی۔ انجینئر نے اطلاع دی کہ 896 مسلمان اور 50 ہندو مارے گئے، اور 106 لوگ لاپتہ ہیں، جس سے مرنے والوں کی مجموعی تعداد 1,052 ہوگئی۔

پچاس سے ساٹھ ہزار افراد کو مہاجر بننا پڑا، ضلعی اور پولیس انتظامیہ کی واضح جانبداری اور ریاستی حکومت کے ردعمل میں تاخیر پر کئی مبصرین نے زور دیا۔ فسادات سے پانچ دن پہلے کانگریس کی زیر قیادت ریاستی انتظامیہ کو ایک مقامی افسر کی طرف سے ایک خط موصول ہوا تھا جس میں سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، دویدی اور ضلع مجسٹریٹ ارون جھا کو ہٹانے کی درخواست کی گئی تھی جنہوں نے پہلے بھی فرقہ وارانہ فسادات سے نمٹنے میں غیر ذمہ داری

احوال وطن

کا مظاہرہ کیا تھا۔لیکن ریاستی حکومت نے اس تجویز کو نظر انداز کر دیا۔ یہ ایک بھیانک غلطی ثابت ہوئی۔ تاخیر سے ٹرائل 2007 میں ہوا: اصل میں جن لوگوں پر الزام لگایا گیا تھا ان میں سے صرف چوبیس کو ہی آخر کار فیصلہ سنایا گیا۔ان میں سے دو پولیس افسران سمیت چودہ کو قصوروار پایا گیا۔

India Today 15/10/1989) (The Statesman 25/11/1989) (Bharti 1989) (Saksena 1990: 170–172) (Engineer 1990b) (A. K. Jha 1991)(Engineer 1995b) (Rizvi 1997)

یہ وہی فساد ہے جس میں مسلمانوں کے قتل کے بعد کھیتوں میں دفن کر کے اوپر سے گوبھی بو دیا گیا تھا، یہ گاؤں آج بھی مسلمانوں سے ویران ہے اور ایک خاندان وہاں اس لیے رہ رہا ہے کہ اپنے مرحومین کے قبرستان کی دیکھ بھال کر سکے — ہم نے یہاں بہت اختصار سے کام لیا ہے ورنہ یہ وہ فساد ہے کہ پڑھتے ہوئے آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برستی ہیں، انڈیا میں کانگریس کی دورنگی پالیسی نے فسادات کو بڑھاوا دیا اور ہمیشہ مسلمانوں کا نقصان کیا ہے۔

1990ء اپریل — اکتوبر: گجرات 89٪ ہندو، 9٪ مسلمان وزیر اعلیٰ گجرات: چمن بھائی پٹیل، کانگریس پارٹی، مارچ 1990 تا فروری 1994 فرقہ وارانہ طور پر حساس ریاست گجرات میں فساد ہوا۔احمد آباد میں اپریل اور اکتوبر میں متاثرین کی تعداد 30 سے 40 کے درمیان رہی، کئی افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ان فسادات کی چنگاری ایل کے اڈوانی کی زیر قیادت "رام رتھ یاترا" نے بھڑکائی تھی، جو 25 ستمبر کو سومناتھ قصبے سے شروع ہوئی اور راستے میں گجرات کے کئی قصبوں میں تشدد کو ہوا دیتی چلی گئی، ستمبر میں، گنپتی (یا گنیش چترتھی) کے تہوار کے موقع پر بڑودہ، آنند اور سورت کے قصبوں کو بھی تشدد نے اپنی لپیٹ میں لے لیا، بڑودہ میں اس وقت فسادات پھوٹ پڑے جب گجرات کے بی جے پی وزیر صحت کی قیادت میں گنپتی کا جلوس ایک مسلم علاقے سے گزرا۔ہجوم نے مسلمانوں کی دکانوں کو لوٹتے ہوئے ہنگامہ آرائی کی۔بی جے پی وزیر نے پولیس کی مداخلت کو روک دیا۔ نتیجے میں آٹھ افراد مارے گئے۔آنند میں 4 ستمبر کو پھر وہی منظر دہرایا گیا، گنیش جلوس نے مسلم علاقے سے گزرتے ہوئے مسلم مخالف نعرے لگائے اور یہاں بھی تین افراد جاں بحق ہوئے، اسی دن سورت میں گنپتی تہوار کے دوران ایک شخص کو چاقو مار کر قتل کر دیا گیا۔

(Engineer 1990a) (Varshney and Wilkinson 2004; database (Rajeshwari 2004)

1990ء 30 ستمبر: کرنل گنج (اتر پردیش) 81٪ ہندو، 19٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: ملائم سنگھ یادو، جنتا دل، دسمبر 1989 — جون 1991 کرنیل گنج (اتر پردیش) کی تحصیل (سب ڈسٹرکٹ) اور گونڈا ضلع کے آس پاس کے دیہاتوں میں سنگین فسادات پھوٹ پڑے۔ستمبر کے پہلے ہفتے سے کرنیل گنج میں ماحول کشیدہ تھا جب بی جے پی کے ایک لیڈر کلیان سنگھ نے ایودھیا میں رام مندر کے بارے میں ایک میٹنگ سے خطاب کیا جس میں پانچ ہزار لوگوں نے شرکت کی تھی۔30 ستمبر کو مسلمانوں کے درگا پوجا کے جلوس پر پتھراؤ کرنے اور پیٹرول بم پھینکنے کے بعد فسادات پھوٹ پڑے جلوس میں رام مندر کی حمایت میں نعرے لگ رہے تھے۔سنگباری کے بعد ہندو ہجوم نے مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کر دیا۔تشدد ضلع کے دیہی علاقوں میں بھی پھیل گیا۔سرکاری طور پر مرنے والوں کی تعداد 42 تھی لیکن غیر سرکاری ذرائع نے تقریباً 100 اموات اور دیگر ذرائع نے 300 سے زیادہ کی اطلاع دی ہے، پانڈے چورا گاؤں میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 12 اور کانجے مئو میں مرنے والوں کی تعداد چھ رہی، یہ دونوں گاؤں خاص طور پر متاثر ہوئے۔

Frontline 27/10–09/11/1990b) (Sunday 14–20/10/1990b) (India Today 31/10/1990); (Engineer, 1990a) (Jaffrelot 1996: 419)

1990ء اکتوبر: کرناٹک 84٪ ہندو، 12٪ مسلمان

احوال وطن

کرناٹک کے وزیر اعلیٰ: ویرندر پاٹل، کانگریس پارٹی، نومبر 1989–10 اکتوبر 1990، ایس بنگاریا، کانگریس پارٹی، 17 اکتوبر–1990 نومبر 1992 بھارت کے جنوب میں فرقہ وارانہ تشدد کے تسلسل کو دیکھتے ہوئے ریاست کرناٹک کے بھی کئی حصوں میں فسادات ہوئے، رام نگرم، چناپٹنا، کولار، داونگیرے اور ٹمکور کے قصبوں میں فرقہ وارانہ تشدد ہوا جس میں سرکاری گنتی کے مطابق 46 لوگ مارے گئے۔ 3 اکتوبر کو پیغمبر اسلام کے یوم پیدائش کے ساتھ دسہرہ کے ہندو تہوار کے اتفاق سے مذہبی حساسیت بڑھ گئی تھی۔ رام جیوتی کے جلوس نے فرقہ وارانہ جذبات کو ہوا دی۔ چنا پٹنہ میں ایک ہندو لڑکے کی طرف سے ایک مسلم لڑکی کو "جنسی طور پر ہراساں کرنے" کے معاملے نے فسادات کو جنم دیا جس میں 17 افراد ہلاک ہوئے، ان میں 13 مسلمان اور 4 ہندو تھے۔ کولار میں 2 اکتوبر کو رام جیوتی جلوس نکالا گیا، اس کے بعد 3 اکتوبر کو پیغمبر کی برسی کے لیے ایک مسلم جلوس نکلا، جس کے دوران آرائشی روشنیوں کو توڑ دیا گیا۔ مسلمانوں کے ہجوم نے کئی گاڑیوں کو جلا دیا، جس کے نتیجے میں ہندوؤں کی طرف سے جوابی کارروائی کی گئی، جس میں دو افراد کو چاقو کے وار کرکے ہلاک کر دیا گیا۔ داونگیر میں رام جیوتی جلوس کے دوران فرقہ وارانہ تشدد ہوا جس کے نتیجے میں پولیس کی گولی سے ایک شخص ہلاک اور چھرا گھونپنے کے واقعات میں آٹھ افراد ہلاک ہوئے۔

(Sunday 14–20/10/1990) (Frontline 27/10–09/11/1990) (India Today 31/10/1990)

1990ء اکتوبر: راجستھان 89٪ ہندو، 9٪ مسلمان
راجستھان کے وزیر اعلیٰ: بی ایس شیخاوت، بی جے پی، مارچ 1990 تا دسمبر 1992 بھارتی ریاست راجستھان میں اکتوبر میں فسادات شروع ہوئے، 3 اکتوبر کو "ادے پور" میں فسادات اس وقت شروع ہوئے، جب ایک ہندو رام جیوتی جلوس پر پتھراؤ کیا گیا۔ اس کے بعد ایک ہندو ہجوم احتجاج کے لیے جمع ہوا اور مسلمانوں کے میلاد النبی کے جلوس پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا۔ ہندو سندھیوں (جو تقسیم کے بعد آئے) اور معاشی طور پر خوشحال بوہرہ مسلمانوں کے درمیان مقامی دشمنی تشدد کی بنیادی وجہ تھی، اس میں ایک شخص مارا گیا، 23 اکتوبر کو سمستی پور (بہار) کے قصبے میں ایل کے اڈوانی کی رام رتھ یاترا کو روکنے کے بعد تشدد ہوا تھا۔ اڈوانی کو گرفتار کیا گیا اور بعد میں مسانجور میں قید کر دیا گیا۔ اس واقعہ نے اتر پردیش، گجرات اور راجستھان میں ہندو انتہا پسند لوگوں کو بھڑکا دیا۔ جے پور میں بی جے پی نے بند (عام ہڑتال) کی کال دی اور بڑی تعداد میں لوگ سڑکوں پر جمع ہونے لگے۔ ایک غلط افواہ پھیلی کہ ہندو بچوں کو مسلم اکثریتی علاقے والے رام گنج کی ایک مسجد میں قید کر کے رکھا گیا ہے، اس افواہ نے فسادات کو مزید ہوا دی۔ پھر کی تھا گھروں کو جلایا گیا۔ لوگوں کو تشدد پر اکسانے والی آڈیو کیسٹس شہر کے مختلف حصوں میں بجائی گئیں، مسلح ہندو اور مسلم گروہ آپس میں لڑ پڑے، تشدد میں پچاس کے قریب جانیں گئیں۔ جسٹس ایم ایل تبریوال کمیشن آف انکوائری نے ان فسادات میں پولیس کی غیر مستعدی اور تیاری کی مذمت کی۔

Engineer 1990a)(Mayaram 1993); (National Integration Council 2007: 60)

جاری.........

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی

ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

بائیسویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

شمع رسالت کے پروانوں کی بے چینی

...جب اسی حالت میں تیسرا دن ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور دروازۂ نبوی پر آ کر کھڑے ہوئے اور (بڑے ادب سے) کہا: السلام علیکم یا اھلَ بیتِ الرحمۃ! اے کاشانۂ رحمت کے سکّان! آپ سبھی کو سلام، کیا رسول اللہ تک رسائی کی کوئی سبیل ہے؟ جب کوئی جواب نہیں ملا تو روتے ہوئے پیچھے ہٹ آئے...

...پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے اور دروازۂ مبارکہ پر کھڑے ہو کے (ادب سے وہی) عرض کیا: اے اہل بیت رحمت! آپ سب کو السلام علیکم کیا حضور تک باریابی کی کوئی سبیل ہے؟ جب کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو آپ بھی روتے ہوئے ہٹ آئے، پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کاشانۂ رحمت کا رخ کیا آ کے دروازۂ پاک پر کھڑے ہوئے اور (ادب سے وہی) عرض کیا: السلام علیکم یا اہل بیت الرحمۃ! (پھر کہا): کیا میرے آقا و مولیٰ، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رسائی کی کوئی سبیل ہے؟ جب آپ کو بھی کسی نے کوئی جواب نہیں دیا (مایوس ہو کر) رونے لگے۔ اور روتے ہوئے (گرتے پڑتے لوٹے) پھر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا رُخ کیا، راہ میں چلتے چلتے کبھی گر پڑتے اٹھتے پھر گر پڑتے (گرتے پڑتے کسی طرح) بتول زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تک پہونچے۔

دروازۂ مبارکہ پر کھڑے ہو کر آواز لگائی: السلام علیکِ یا بنت رسول اللہ! اے شہزادئ رسول آپ پر سلام ہو! اور اس وقت گھر میں حضرت مولیٰ علی موجود نہیں تھے۔ (پھر اپنی بات عرض کی) اے رسول اللہ کی شہزادی! (آپ کو معلوم ہو کہ کئی روز سے) رسول اللہ لوگوں سے محتجب ہو کر گھر میں تشریف رکھتے ہیں، بس نماز کیلئے نکلتے ہیں۔ اس نکلنے میں بھی کسی سے کوئی بات نہیں فرماتے۔ نہ کسی کے لئے باریابی کا اذن مرحمت فرماتے ہیں (تو ہم شمع رسالت کے پروانے بے حال، بے چین ہیں، للہ ہماری مدد کیجئے)...

سیدہ بی بی فاطمہ کا بارگاہ رسالت میں پہنچنا

...تو حضرت سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عبائے قطوانی زیب تن فرمائی اور کاشانۂ نبوت کی طرف چلیں حتی کہ دروازۂ پاک پر آ کر رکیں اور وہیں سے سلام کیا اور پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں فاطمہ (دروازہ پر کھڑی) ہوں اور اس وقت حضور سجدہ ریز ہو کر گریہ وزاری میں مشغول تھے، آواز سن کر سجدہ سے سر اقدس اٹھایا اور فرمایا:

”مَابَالُ قُرّۃِ عَیۡنِیۡ فَاطِمَۃَ حُجِبَتۡ عَنِّی، اِفۡتَحُوا لَھَا الۡبَاب۔ (ترجمہ) میری آنکھ کی ٹھنڈک فاطمہ کا کیا حال ہے کہ مجھ سے محجوب (دروازہ پر رُکی کھڑی) ہے، ارے اس کے لئے دروازہ کھول دو۔“

دروازہ کھولا گیا، آپ اندر آئیں، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نظر پڑی تو دیکھتے ہی رو پڑیں بہت روئیں کیونکہ دیکھا کہ حضور کا رنگ متغیر ہے، چہرہ پیلا پڑ گیا ہے، بہت رونے اور غمگین رہنے کی وجہ سے چہرہ اقدس سُت گیا ہے...

سوال: بی بی فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضور پر کیا مصیبت نازل ہوئی (جس نے اس حالت کو پہونچا دیا)؟

جواب: حضور نے فرمایا: بیٹی فاطمہ! میرے پاس (کئی روز پیشتر) جبرئیل آئے تھے اور جہنم کے دروازوں (طبقوں کی حالت و کیفیت بیان کی) اور خبر دی کہ اس کے سب سے اوپری طبقے

میں میرے گنہگار امتی رہیں گے تو اس خبر نے مجھے رُلایا اور غمگین کیا ہے۔

امت مرحومہ کے عاصیوں کی خصوصی رعایت

سوال: بی بی فاطمہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! حضور کے امتی دوزخ میں کیسے جائیں گے۔

جواب: حضور نے فرمایا: اچھا! (لو سنو کیفیت دخول بیان کرتا ہوں): فرشتے ان کو دوزخ کی طرف ہانک کے لے جائیں گے اور (اگلی امتوں کے برخلاف) حال یہ ہوگا نہ ان کے چہرے کالے پڑیں گے، نہ آنکھیں نیلی ہوں گی، نہ ان کے منھوں (ہونٹوں، زبانوں) پر مہر لگی ہوگی اور نہ شیطان کے ساتھ انکا جوڑ بھرا گیا ہوگا اور نہ ان کو ہتھکڑی، طوق اور بیڑیاں ڈالی جائیں گی۔

دوزخ میں ڈالے جانے کی کیفیت

سوال: بی بی فاطمہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! فرشتے انہیں (دوزخ میں ڈالنے کے لئے اپنی طرف) کیسے کھینچیں گے؟

جواب: فرمایا: (فرشتے) مردوں کو ان کی داڑھیاں پکڑ کے اور عورتوں کو ان کی چوٹیاں اور سر کے اگلے بال پکڑ کر کھینچیں گے اور (گھسیٹتے ہوئے) دوزخ کو لے جائیں گے...

...تو میری امت کے کتنے، سفید بالوں والے (بوڑھے) بھی، داڑھی پکڑوا کے دوزخ کو لے جائے جائیں گے اور وہ (اپنی اس مصیبت پر روتے ہوئے) پکار پکار کر کہتے ہوں گے ہائے بوڑھاپا! ہائے ناتوانی! اور کتنے جوانوں کو بھی ان کی داڑھیاں پکڑ کے (فرشتے) دوزخ کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں گے اور وہ (ندامت وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے) کہتے ہوں گے ہائے جوانی، ہائے خوبصورتی اور میری امت کی کتنی عورتیں پیشانی کے بال پکڑوا کے دوزخ کی طرف گھسیٹی جائیں گی اور کہتی ہوں گی ہائے فضیحت ہائے بے ستری! ہائے رسوائی! حتی کہ وہ سب (مرد وعورت) داروغۂ جہنم، (حضرت) مالک (علیہ السلام) تک پہنچائے جائیں گے...

امت مرحومہ کے عاصیوں کا امتیاز

...جب حضرت مالک ان کی طرف نظر اٹھائیں گے تو (ملائکہ سے) پوچھیں گے: یہ کون لوگ ہیں؟ (کس کی امت ہیں؟) کہ (اب تک) جتنے بدنصیب مجھ پر پیش ہوئے ہیں اُن سے اِن کی حالت بہت عجیب ہے (یعنی بدلی ہوئی) ہے کہ نہ تو ان کے چہرے کالے ہوئے، نہ آنکھیں نیلی ہوئیں، نہ منھوں پر مہر لگی ہے نہ یہ شیطانوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں، نہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہیں نہ ہاتھوں پیروں میں ہتھکڑیاں پڑی ہیں؟ ملائکہ جواب دیں گے: ہمیں (ان لوگوں کے متعلق) اسی طرح حکم ہوا ہے کہ ہم انہیں آپ کے پاس اسی حالت میں لائیں (ہمیں اور کچھ نہیں معلوم) تو اب حضرت مالک خود ان عاصیوں سے پوچھیں گے ارے بدنصیبو! تم کون لوگ ہو؟

دوسری خبر کے مطابق (یہاں یوں ہے کہ) وہ راستہ بھر تو حضور کے نام کی دہائی دیں گے، لیکن داروغہ دوزخ کو دیکھتے ہی (مارے دہشت کے) نام اقدس یاد نہیں رہے گا، جب فرشتے ان کو کھینچتے ہوئے (دوزخ کی طرف) لے جائیں گے تو وہ (میری دہائی دیتے ہوئے فریاد کرتے ہوئے) پکار پکار کر کہیں گے، وا محمداہ! وا محمداہ! پھر جب داروغۂ جہنم پر ان کی نظر پڑے گی تو ان کی ہیبت سے، حضور کا نام بھول جائیں گے، اب حضرت مالک علیہ السلام ان سے پوچھیں گے ارے تم کون لوگ ہو! وہ کہیں گے ہم لوگ ان میں سے ہیں جن پر قرآن مجید نازل ہوا تھا اور جن پر رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے تھے، سن کر حضرت مالک کہیں گے قرآن تو صرف محمد (مصطفیٰ ﷺ) کی امت پر نازل ہوا تھا جب وہ (حضرت مالک علیہ السلام کی زبان سے) حضور کا نام پاک (محمد) سنیں گے تو ان کی چیخیں نکل جائیں گی اور کہیں گے ہاں ہم انہیں کی امت سے ہیں...

کیا قرآن میں معاصی سے کوئی زاجر[۱] نہ تھا

...تو حضرت مالک (علیہ السلام) ان سے پوچھیں گے: کیا تمہارے لئے قرآن مجید میں، اللہ کی نافرمانیوں سے زاجر نہیں تھا؟ (یعنی کیا فسق وفجور کی پاداش سے تمہیں ڈرایا نہیں گیا تھا)؟ پھر جب انہیں جہنم کے کنارے کھڑا کیا جائے گا اور وہ

[۱] زاجر= ڈانٹنے والا، تنبیہ کرنے والا، یعنی کوئی وعید وانذار، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

آگ اور زبانیہ (عذاب کے جلادوں) کی طرف نظر اٹھائیں گے تو (مالک سے) کہیں گے اگر ہمیں آپ اجازت دے دیں تو ہم اپنی جانوں پر رولیں، وہ اجازت پا کر روئیں گے، آنسو بہائیں گے حتی کہ روتے روتے جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون کے آنسو روئیں گے...

کاش کہ ایسا رونا دنیا میں روتے

...حضرت مالک علیہ السلام کہیں گے کاش ایسا رونا تم دنیا میں روتے (تو کتنا اچھا ہوتا) کیونکہ اگر ایسی رولائی تم نے اللہ کی خشیت سے دنیا میں کی ہوتی تو (یہ نوبت نہ آتی بلکہ) تمہیں آج یہ آگ چھوتی بھی نہیں (اس عذاب میں گرفتار نہ ہوتے) پھر حضرت مالک، زبانیہ، (یعنی جہنمی جلادوں) کو حکم دیں گے ان کو دوزخ میں پھینکو پھینکو...

کلمۂ اخلاص کی تاثیر

...جب وہ دوزخ میں گرائے جائیں گے تو ان سب کے مونہوں سے لا الٰہ الا اللہ کہنے کی آواز بلند ہوگی کلمۂ طیبہ سن کر آگ (ٹھٹک کر) پیچھے ہٹ جائے گی مالک، آگ کو حکم دیں گے کہ انکو پکڑ لے آگ کہے گی: میں انکو کیسے پکڑوں جب کہ یہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہہ رہے ہیں۔ حضرت مالک (علیہ السلام) پھر وہی حکم دیں گے کہ انکو پکڑ وہ پھر یہی جواب دیگی میں لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو کیونکر پکڑ سکتی ہوں، وہ کہیں گے ارے ہاں۔ (یہ حکم میں تجھے اپنی طرف سے نہیں دے رہا ہوں) یہ تو اللہ رب العرش الکریم ہی کا حکم ہے۔ تو پھر آگ انہیں پکڑ لے گی ان میں سے کسی کو ٹخنوں تک پہنچے گی اور کسی کو گھٹنوں تک اور کسی کو کوکھوں تک اور بعض کو گلوں تک پکڑے گی...

آگ کو اجازت نہیں ہوگی کہ امت محمدیہ کے چہرے اور دل جلائے

...پھر آگ جب انکے مونہوں تک بڑھنا چاہے گی تو حضرت مالک کہیں گے کہ (بس) ان کے چہرے (کبھی) مت جلا کیونکہ انہوں نے دنیا میں زندگی بھر رحمن کیلئے سجدے کئے تھے اور ان کے دل (کبھی) مت جلا کیونکہ انہوں نے (اللہ کی رضا کیلئے) عمر بھر ماہ رمضان کے روزے رکھے تھے اور پیاس کی تکلیف برداشت کی تھی...

امت محمدیہ کب تک دوزخ میں رہے گی؟

...پھر وہ دوزخ میں یوں ہی پڑے رہیں گے جب تک اللہ کی مشیت ہوگی اور وہ یاارحم الراحمین! یاحنّان! اور یامنّان! کہہ کہہ کر فریاد کرتے رہیں گے...

عاصیوں کی طرف نظر رحمت

...پھر جب کبھی اللہ تعالی (اپنی مشیت کے مطابق) حکم عذاب نافذ فرما چکا ہوگا تو جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا: اے جبرئیل! محمد (مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی امت کے عاصیوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟ (یعنی انکا حال وقال کیسا ہے؟) تو جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے: **اللھم انت اعلم بھم**، اے اللہ! تو خود خوب جانتا ہے۔ (انکا حال وقال مجھے نہیں معلوم) تو ان سے اللہ تعالی فرمائے گا: جا دیکھ کے آ، کہ انکا کیا حال ہے؟ تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام، مالک (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے، وہ وسط جہنم میں آگ کے منبر پر بیٹھے ہوں گے جب حضرت مالک، حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آتا دیکھیں گے تو انکی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جائیں گے اور کہیں گے: اے جبرئیل! آپ کو اس (بُری) جگہ داخل ہونے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟ تو جبرئیل علیہ السلام ان سے کہیں گے (یہ بتاؤ کہ) امت محمدیہ کے گنہگاروں کی جماعت کے ساتھ آپ نے کیا کیا؟ وہ کہیں گے (کیا بتاؤں؟) اُنکا کتنا بُرا حال ہے اور انکی کتنی بُری جگہ ہے؟...

امت محمدیہ کے ساتھ آتش دوزخ کا سلوک

...انکے جسموں کو آگ نے بالکل جلا دیا آگ انکے گوشت کھا چکی۔ ہاں انکے چہرے اور دل بچے ہوئے ہیں اور دلوں میں ایمان جھلک رہا ہے۔ جبرئیل کہیں گے ان سے طبق اٹھاؤ تا کہ میں خود دیکھ لوں۔ تو مالک، (اپنے ماتحت) خازنوں کو (طبق اٹھانے کا حکم دیں گے) طبق اٹھ جائے گا۔ جب دوزخیوں کی نظر جبرئیل علیہ السلام پر پڑے گی اور انکی خلقت کا حسن دیکھیں گے تو جان لیں گے کہ یہ ملائکہ

بقیہ ص ۷ / پر

از: طارق محمود رضوی*

بیوی خیر اعظم ہے

سخن در سخن

زندگی میں ویسے تو انسان کی بہترین اور مختلف طرح کی مشغولیت ہوتی ہے جس میں وہ اپنے آپ کو منہمک رکھتا ہے اور دوسری دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، مثلا: ایک شاعر اپنے آپ کو شاعری میں مشغول رکھتا ہے اور یہ کوشش کرتا ہے کہ کوئی لمحہ شاعری کے بغیر نہ گزرے، شوشل میڈیا کا دیوانہ ہر لمحہ شوشل میڈیا پر گزارنے کا خواہاں ہوتا ہے، اسی طرح لوگ مختلف چیزوں میں دلچسپی رکھتے ہیں اور اس چیز کو وہ اپنا متاع حیات سمجھ کر گلے سے لگا لیتے ہیں، ان تمام مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے مطالعہ کو گہری نظر سے دیکھیں تو وہ بہترین اور وفادار ساتھی بن کر ہمارے رنج والم کو ختم کرتا ہوا نظر آتا ہے، اسی فکر کو اپنے ذہن میں بساتے ہوئے بہت سارے لوگ سفر کی صعوبتوں کو ختم کرنے کے لیے مطالعہ کرتے ہیں کہ سفر بھی آسانی سے مکمل ہو جائے اور وقت کا ضیاع بھی نہ ہو، فقیر بھی اسی روش پر عمل پیرا رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

گزشتہ کل جے پور سے لکھنؤ کا سفر کرنا تھا جو کہ ایک طویل مسافت تھی، اگرچہ یہ سفر رات کا تھا اور سونے میں کٹ سکتا تھا لیکن السفر کالسقر سے کون واقف نہیں! اسی لیے فقیر نے اس سفر میں اسلام اور چاند کا سفر کتاب کا مطالعہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن کتابی شکل میں نہ ہونے کی وجہ سے ارادہ تبدیل کرنا پڑا اور بیویوں کی ایذارسانی پر صبر کو بالاستیعاب از اوّل تا آخر بغور پڑھا، بیویوں کی ایذارسانی پر صبر یہ کتاب محترم یوسف ابجیک السوسی کی کتاب الصبر علی الزوجات کا اردو ترجمہ ہے۔

یہ کتاب میاں بیوی تعلقات کو سمجھنے اور سلجھائے رکھنے میں کافی مددگار ہے، بیویوں کے تعلق سے وہ معلومات فراہم کی گئی ہیں جن کا علم ہر ایک مسلمان کو ہونا چاہیے، ساتھ میں یہ ان لوگوں کے لیے بہت مفید ہے جو شادی کا ارادہ تو رکھتے ہیں مگر شادی سے خوف کھاتے ہیں یا جن کی شادی ہوگئی ہے اور وہ اپنی بیویوں سے پریشان رہتے ہیں، خواہ اس طرح پریشان ہوں کہ انہیں اپنے ہمسفر کی طرف سے کسی بات کا جواب اچھے انداز میں نہیں ملتا یا ہر وقت کان میں ایک ڈراؤنی آواز گونجتی رہتی ہے یا بیوی کی ناراضگی ہو یا ان کی بیوی ان کے لیے جان وبال بن گئی ہوتی ہے یا کوئی اور معاملہ ہو، غرض میاں بیوی کے درمیان ہر قسم کے ہونے والے معاملات کا حل اس میں موجود ہے، ساتھ ہی یہ کتاب طلاق دینے کا ارادہ رکھنے والوں کے لیے بھی ان گنت فوائد سے خالی نہیں ہے۔

کتاب میں مندرجہ ذیل موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے: طلاق کیسا عمل ہے؟ والدین کے کہنے پر عورت کو طلاق دینے کا کیا حکم ہے؟ عورتوں کی زبان درازی پر کیا کرنا چاہیے؟ بیویوں کی اذیت کرنے پر کیا ثواب ہے؟ بزرگوں کے پاس اپنی بیوی کی شکایت لانے والوں کو بزرگوں کا جواب، انبیائے کرام، صحابہ عظام، علما اور صلحا کی بیویوں کا کس طرح کا رویہ رہتا تھا؟ بیویوں کی ایذارسانی پر قصیدے۔ دو شادیاں کرنے والوں کا کیا حال ہوتا ہے؟ ایک واقعہ خوش طبعی کے لیے پیش خدمت ہے:

شیخ علی خواص کے شاگرد امام شعرانی لواقح الأنوار القدسية في بيان العهود المحمدية میں فرماتے ہیں: شیخ علی خواص رحمہ اللہ کی بیوی تین ماہ سے زیادہ عرصہ آپ کو چھوڑے رہیں، ایک ماہ تو محض اس لیے دور رہیں کہ کھلے پانی میں آپ نے ان کی مرغی کو پانی پلا دیا تھا، ایک بار غلطی سے بیوی کے برتن میں پانی پی لیا تو آپ کے منہ لگنے کی جگہ کو انہوں نے کھرچ دیا اور کبھی بھی اس جگہ اپنا منہ نہ لگایا، حجاز کا سفر ساتھ کیا، لیکن وہ پاس نہ آئیں، مصر کا سفر ساتھ کیا واپس آ گئے لیکن بقیہ ص ۴۳ پر

منظومات

فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

از: محمد فرقان فیضی
امام احمد رضا لائبریری، سرلاہی، نیپال

مومنوں کے دلوں کی میں تسکین ہوں
میں فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

خوف مجھ کو نہ ایوان باطل سے ہے
جنگ پھر آج ادیان باطل سے ہے
خون سے اس لیے آج رنگین ہوں
میں فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

اہل ایمان کا پہلا قبلہ ہوں میں
ہر مسلمان کا پہلا قبلہ ہوں میں
شکر رب سے فدائے نبیین ہوں
میں فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

خون کے آنسو مجھ کو رلایا گیا
میرے بچوں کو مارا ستایا گیا
غمزدہ غم کا مارا ہوں غمگین ہوں
میں فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

دین کے واسطے سر کٹا دیجئے
جاں کی بازی لگے تو لگا دیجئے
سب کو کرتا اسی کی میں تلقین ہوں
میں فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

سب نے مل کر شریعت پہ پہرہ دیا
پرچم حق پھر اقصیٰ پہ لہرا دیا
قوم کا فخر ہوں دیں کا تمکین ہوں
میں فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

قوم وملت کا ہر فرد ہے ساتھ میں
دامنِ مصطفیٰ ہے مرے ہاتھ میں
یہ نہ ہرگز سمجھنا میں مسکین ہوں
میں فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

مجھ میں فاروق اعظم کی جرأت بھی ہے
مجھ میں ایوبی جیسی شجاعت بھی ہے
میں ہمیشہ سے ہی مثل شاہین ہوں
میں فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

میں کبھی اپنے دشمن سے ڈرتا نہیں
فیضیؔ باطل کی تائید کرتا نہیں
میں مقدس زمیں حق کا آئین ہوں
میں فلسطین ہوں، میں فلسطین ہوں

بچّہ ہے، اس کو یُوں نہ اکیلے کفن میں ڈال

از: جناب فارس

بچّہ ہے، اس کو یُوں نہ اکیلے کفن میں ڈال
ایک آدھ گُڑیا، چند کھلونے کفن میں ڈال
نازک ہے کونپلوں کی طرح میرا شیرخوار
سردی بڑی شدید ہے، دُہرے کفن میں ڈال
کپڑے اِسے پسند نہیں ہیں کُھلے کُھلے
چھوٹی سی لاش ہے، اِسے چھوٹے کفن میں ڈال
ننّھا سا ہے یہ پاؤں، وہ چھوٹا سا ہاتھ ہے
میرے جگر کے ٹکڑوں کے ٹکڑے کفن میں ڈال
مجھ کو بھی گاڑ دے مرے لختِ جگر کے ساتھ
سینے پہ میرے رکھ اسے، میرے کفن میں ڈال
ڈرتا بہت ہے کیڑے مکوڑوں سے اِس کا دل
کاغذ پہ لکھ یہ بات اور اِس کے کفن میں ڈال
مٹی میں کھیلنے سے لُتھڑ جائے گا سفید
نیلا سجے گا اِس پہ سو نیلے کفن میں ڈال
عیسیٰ کی طرح آج کوئی معجزہ دکھا
یہ پھر سے جی اُٹھے، اِسے ایسے کفن میں ڈال
سوتا نہیں ہے یہ مری آغوش کے بغیر
فارسؔ مُجھے بھی کاٹ کے اِس کے کفن میں ڈال

حضور قائد ملت کا دورہ راجستھان

الحمدللہ جانشین وشہزادۂ سرکار تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ شاہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری برکاتی مدظلہ العالی نے اپنے قیمتی اوقات سے پورا ایک ہفتہ عنایت فرما کر اہل راجستھان پر خصوصی کرم نوازی فرمائی۔ جس سے صوبہ بھر میں مسلکی بیداری محسوس کی گئی، آپ کا دورۂ راجستھان ۱۸ رستمبر سے شروع ہوکر ۲۴ رستمبر کو ختم ہوا، سب سے پہلے آپ اودے پور تشریف لے گئے، آپ کے ہمراہ مولانا عاشق حسین صاحب قبلہ کشمیری اور جناب ڈاکٹر سید عبد الصمد صاحب بھی تھے، اودے پور میں بارش ہونے کے باوجود عوام اہل سنت کا سیلاب اپنے قائد کے دیدار کے لئے جمار ہا، بالآخر حضور قائد ملت مدظلہ العالی کی اسٹیج پر آمد ہوئی، آپ نے بے شمار لوگوں کو بیعت فرمایا اور پند و نصائح کر کے دعا فرمائی اور پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

۱۹ رستمبر کو حضرت پالی تشریف لے گئے، جہاں قائد ملت کی آمد پر نعروں کی صدائیں بلند ہوئیں، لوگ اپنے قائد کی آمد سے خوشیوں میں جھوم رہے تھے اور جلوس کے ساتھ اسٹیج پر لائے لوگ آپ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے، بعدہ آپ نے لوگوں کو حلقہ مریدین میں داخل فرما کر ایک جامع خطاب فرمایا پھر آپ ہی نے صلاۃ وسلام پڑھا کر دعا فرمائی اسی طرح پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

۲۰ رستمبر کو جودھپور میں جالوری گیٹ عیدگاہ کے جلسہ میں آپ رونق اسٹیج ہوئے، لوگوں کو بیعت فرمایا اور مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی، کلام تاج الشریعہ سنا کر لوگوں کو بے خود کر دیا، اس کے بعد ۲۱ رستمبر کو دو پروگرام تھے، بعد نماز مغرب پیپاڑسٹی اور بعد نماز عشا میڑتا سٹی میں، پیپاڑسٹی آپ کی آمد قریب رات نو بجے ہوئی، لوگوں سے مصافحہ کے دوران خلاف شرع دو انگوٹھی پہننے پر دو آدمیوں کی اصلاح فرمائی، اس کے بعد آپ رونق اسٹیج ہوئے، پروگرام صابری مسجد کے باہر تھا، آپ نے ماشاء اللہ ایک عمدہ خطاب فرمایا اور عوام کی فرمائش پر نعت پاک کے چند اشعار بھی پڑھے، دیوبندیوں کے غلبہ والے پیپاڑسٹی میں چند سال قبل یہاں جماعت رضائے مصطفیٰ کی شاخ قائم ہوئی اور مسلک اعلیٰ حضرت کا کام شروع ہوا، قائد ملت کی آمد سے شہر کے سنیوں میں جان پیدا ہوگئی۔

یہاں سے آپ میڑتا سٹی کے لئے روانہ ہوئے، یہاں بھی لوگوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا، قیام گاہ کے باہر لوگوں کا ہجوم تھا لوگ آپ کے دیدار کے منتظر تھے، بالآخر آپ رات ۲ ربجکر ۲۰ رمنٹ پر اسٹیج پر تشریف لائے، خطاب فرمایا، لوگوں کی فرمائش پر نعت پاک کے چند اشعار پڑھے پھر صلاۃ وسلام اور دعا کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

۲۲ رستمبر کو کچامن سٹی میں رات کے ایک بجے قریب قائد ملت اسٹیج پر تشریف لائے، مفتی عاشق صاحب نے خطاب فرمایا پھر حضرت نے لوگوں کو بیعت کر کے پند و نصائح کیں پھر آپ نے صلاۃ وسلام پڑھا کر دعا فرمائی، وہاں ایک مدرسے کی سنگ بنیاد بھی حضرت نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔

۲۳ رستمبر کو سجان گڑھ اور شیرانی آباد میں حضرت نے نعت خوانی کے ساتھ اور خطاب بھی فرمایا پھر لوگوں کو داخل سلسلہ بھی کیا، پھر آپ جامعہ ہاشمیہ تشریف لے گئے اور اپنا تأثر قلم بند فرمایا، پھر حضرت شیرانی آباد کے لئے روانہ ہوئے جہاں لوگوں نے خوب زوردار استقبال کیا قیام گاہ پر پہنچ کر تھوڑے سکون کے بعد چائے ناشتہ کیا یہاں حضرت نے جماعت رضائے مصطفیٰ راجستھان کے صدر حضرت علامہ حافظ نصیر احمد صاحب قبلہ رضوی باسنوی کی کاوشوں کو سراہا اور فرمایا کہ دس سال میں آپ نے انقلاب پیدا کیا ہے، آپ کا طریقۂ کار بہت عمدہ ہے، راجستھان کے باہر بھی جا کر کام کریں۔ پھر آپ اسٹیج پر رونق افروز ہوئے پھر کچھ کتب کا اجرا فرمایا اور لوگوں کو بیعت کیا پھر پند و نصائح فرما کر صلاۃ وسلام اور دعا فرمائی، اس طرح پروگرام ختم ہوا۔

پھر ۲۴ رستمبر کو بیکانیر میں پروگرام تھا، قیام گاہ پر ملاقاتی آئے، ان میں ایک شخص کی لبوں کے قریب داڑھی کے بال کٹے ہوئے تھے، حضرت نے اصلاح فرمائی کہ یہ بھی بقیہ ص ۷۰ رپر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1. तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।
2. वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इशाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।
3. पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25
NOVEMBER - 2023
PAGES 56 WITH COVER
PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan



جمادی الآخرہ ۱۴۴۵ھ
دسمبر ۲۰۲۳ء



جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری
مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی
مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان
ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف
MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF



- پٹتے اور قتل ہوتے ائمہ
- بخل کی مذمت اور اس کا علاج
- کچھ اہل خانقاہ اعلیٰ حضرت سے متنفر کیوں؟
- ہماری سستی اور اس کے برے نتائج
- ۶ دسمبر! دستور ہند کی پامالی کی ناقابل فراموش تاریخ
- دور حاضر کے خطبا اور نعت خوانوں کا حال
- عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ
- مسلمانو! اپنے اندر غیرت اسلامی پیدا کرو
- کچھ باتیں حضرت شاہ مدار اور بی بی نصیبہ کے حوالے سے
- خلیفۂ اوّل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مدیر: مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی



مرکز الدراسات الإسلامية
جامعة الرضا
بریلی شریف یوپی، ہند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت عالمی تحریک امام اعظم فاؤنڈیشن و جماعت رضائے مصطفیٰ ... عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی ادبی ماہنامہ

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سُنّی دُنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۱۲
Issue No. 12
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۵ھ
جمادی الآخریٰ
دسمبر ۲۰۲۳ء

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سُنّی دُنیا
۸۲/ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

ارشادات تاج الشریعہ

"حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر اجماع صحابہ منعقد ہو چکا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ ہم کہتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں اور یہ خبر حضور اکرم ﷺ تک پہنچتی تھی لیکن حضور اکرم ﷺ انکار نہیں کرتے تھے اور ہم یہ بھی کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں اور یہ خبر بھی حضور اکرم ﷺ تک پہنچتی تھی لیکن آپ ﷺ انکار نہیں کرتے تھے۔" [تاج الشریعہ کی علمی مجالس، ص ۱۰۹]

اس شمارے میں

مشمولات

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

پٹتے اور قتل ہوتے ائمہ

اہل محلہ اور اراکین مساجد کی آپسی ناچاقیوں کا شاخسانہ

اداریہ

ادھر چند سالوں میں ائمۂ مساجد کے ساتھ نازیبا حرکات، گالی گلوج، مار پیٹ اور بہیمانہ قتل جیسے کربناک واقعات کا اضافہ بڑی تیزی سے ہوا ہے، جو قوم وملت کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے، ان سبھی واقعات میں کوئی غیر نہیں بلکہ ان کے اپنے مقتدی ملوث پائے گئے ہیں، حاملان علوم اسلامیہ کو ویسے ہی کیا کچھ کم معاشی مشکلات درپیش تھیں جو نسل نو کے مدارس ومساجد کی طرف بڑھتے قدم کے لئے سدراہ ثابت ہو رہی تھیں، اب یہ نئی مصیبت جوان کی حفاظت کو بھی مخدوش بنا رہی ہے مزید تشویش ناک اور ہولناک ہے، اگر اسی طرح کے حالات رہے تو اللہ نہ کرے! مساجد کی ویرانی جیسی صورت پیدا ہو جائے گی، ظاہر ہے کہ جب علما ہی نہ ہوں گے تو مساجد میں امامت کون کرے گا؟ اور جب امام ہی محفوظ نہیں تو امامت کو تیار کون ہوگا؟ اس صورت حال کا تصور ہی ہولناک ہے، ایسی تباہ کن صورت حال سے بچنے کے لئے قوم وملت کو اپنے گریبان میں جھانکنا ہوگا، ائمہ کے ساتھ اپنے رویئے کا احتساب کرنا ہوگا۔

مساجد میں دینی خدمات انجام دینے والے ائمۂ کرام عموماً غریب الوطن ہوتے ہیں، جو بیرونی اضلاع یا صوبہ جات سے اپنے بیوی بچوں اور عزیز واقارب کو چھوڑ کر سیکڑوں اور ہزاروں کلومیٹر کے مسافت پر اپنے فرائض انجام دیتے ہیں، فرائض کی انجام دہی کے دوران جہاں کچھ لوگ ان کے مداح وخیر خواہ ہو جاتے ہیں، وہیں کچھ بدخواہ بھی پیدا ہو جاتے ہیں، اگر یہ خیر خواہی اور بدخواہی دینی اور شرعی تقاضوں کی تکمیل کے سبب ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن افسوس! اکثر یہ خیر خواہی اور بدخواہی اہل محلہ اور اراکین مسجد کے ذاتی مفادات اور آپسی ناچاقیوں کا شاخسانہ ہوتی ہے، جس کے شکار خواہی نخواہی ائمہ مساجد ہوتے رہتے ہیں۔

اہل محلہ میں ایسے بہت افراد ہوتے ہیں جو براہ راست اپنے مدمقابل سے الجھنے کے بجائے اپنی بندوق امام صاحب کے کاندھے سے چلانے میں عافیت محسوس کرتے ہیں، اس کے لئے وہ (امام صاحب! آپ فلاں کے یہاں بھی دعوت میں چلے گئے؟ وہ تو ناجائز و حرام کاروبار کرتا ہے یا بدمذہبوں سے ملتا جلتا ہے، یا اس کی دیوبندی وہابی سے رشتہ داری ہے، وہ صلح کلی ہو گیا ہے، جیسا) کوئی بھی غلط الزام لگا کر امام صاحب کو ان سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امام صاحب اس سے ملنا جلنا، کھانا پینا اور علیک سلیک سب ترک کر دیتے ہیں اور یہیں سے سامنے والا امام صاحب سے ذاتی مخاصمت پر آمادہ ہو جاتا ہے، جس کا نتیجہ مار پیٹ اور کبھی کبھی قتل جیسے بھیانک واقعات کی صورت میں سامنے آتا ہے، ایسی صورت حال میں جس کا اصل معاملہ ہوتا ہے وہ بالکل صاف بچ جاتا ہے اور امام صاحب دام تزویر کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اس سلسلے میں اراکین مساجد بھی کچھ کم نہیں ہوتے، وہ چاہتے ہیں کہ امام صاحب فقط ان کے اشارۂ ابرو پر کام کریں، خواہ وہ کام شرع کے مخالف ہو یا موافق! انھیں تو بس اپنی بات پر آمنا وصدقنا کہنے والا امام چاہیئے، دراصل مساجد کے اراکین کی ایک بڑی تعداد جاہل، بدمزاج، غیر ذمہ دار اور غیر دین دار لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے، جنھیں علمائے کرام کی قدر ومنزلت کا ادراک تو دور استنجے کا بھی درست شعور نہیں ہوتا، البتہ یہ پیسے جمع کرنے میں نہایت چست اور امام ومؤذن پہ خرچ کرنے میں نہایت ہی سست ہوتے ہیں، اچھے خاصے فرش کو توڑ کر ''ٹائلس'' لگانے میں اور ٹائلس کو توڑ کر ''ماربل'' لگانے میں ان کی ''کشادہ ظرفی'' کا عالم قابل دید ہوتا ہے، لیکن جیسے ہی امام صاحب نے حالات وضروریات کا حوالہ دے کر تنخواہ میں اضافہ کی بات کی، فوراً ان کے اندر کسی متقی کی روح حلول کر جاتی ہے، بقیہ ص ۵۱ ر پر

از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

بخل کی مذمّت اور اس کا علاج

اسلامیات

بخل کے لغوی معنیٰ ''روکنے'' کے ہیں، جبکہ اِصطلاحِ شرع میں اس سے مُراد یہ ہے کہ جہاں خرچ کرنا شرعاً، عادۃً یا مروّتاً لازم ہو، وہاں خرچ نہ کرنا بخل ہے۔(۱)

حضرت سیّدُنا امام محمد غزالی بخل کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ" جہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں سے روک دینا بخل ہے اور جہاں روکنا چاہیے وہاں خرچ کرنا فُضول خرچی ہے، ان دونوں کے درمیان اِعتدال کا راستہ ہے، اور وہی محمود (ومطلوب) ہے۔"(۲)

بخل وکنجوسی کی مُمانعت

بخل وکنجوسی انتہائی مذموم صفت ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم میں اس کی مُمانعت بیان فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (۳) جو اُس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی، وہ ہرگز اُسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ اُن کے لیے بُرا ہے، عنقریب جس میں بخل کیا وہ بروزِ قیامت اُن کے گلے کا طَوق ہوگا۔"

صدر الا فاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُراد آبادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ" بخل کے معنی میں اکثر علما اس طرف گئے ہیں، کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل ہے، اسی لیے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں، چنانچہ اس آیت میں بھی ایک وعید آ رہی ہے، ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ" بخل اور بد خُلقی یہ دو خصلتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں"، اکثر مفسرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکاۃ کا نہ دینا مُراد ہے" مزید فرماتے ہیں کہ " بخاری شریف" کی حدیث میں ہے، کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکاۃ ادا نہ کی، بروزِ قیامت وہ مال سانپ بن کر اُس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔"(۴)

دردناک عذاب کی وعید

جو لوگ بخل سے کام لیتے ہوئے اپنے مال کی زکاۃ ادا نہیں کرتے، بلکہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں اَیسوں کے لیے دردناک عذاب کی وعید ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۔ (۵) وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ! جس دن وہ جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اُس سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغیں گے (اور کہیں گے:) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا، اب اس جمع کرنے کا مزہ چکھو۔"

زکاۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کا انجام

بخل وکنجوسی کے باعث زکاۃ کی ادائیگی میں کوتاہی برتنا، عذابِ الٰہی کا باعث ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعاً أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ -يَعْنِي شِدْقَيْهِ- ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ! أَنَا كَنْزُكَ۔ (۶) جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اُس نے زکاۃ ادا نہیں کی، اُس کا وہ مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنا دیا جائے گا، جس کے سر پر دو کالے نشان ہوں گے، قیامت کے دن وہ سانپ اُس کے گلے میں طَوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، پھر وہ اُس کے دونوں جبڑے پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں! میں تیرا خزانہ ہوں۔"

ناپسندیدہ بندے

اللہ تعالیٰ بخل (کنجوسی) کرنے والے اور اس کی ترغیب دینے والے کو ناپسند فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۔ (۷) وہ جو آپ بخل کریں اور اَوروں سے بخل کو کہیں اور جو منہ پھیرے تو یقیناً اللہ ہی بےنیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔"

بخل وکنجوسی... ایک انتہائی مذموم صفت

بخل وکنجوسی انتہائی مذموم صفت ہے، خالقِ کائنات اسے سخت ناپسند فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا۔ (۸) تم فرماؤ! اگر تم لوگ میرے رب کی رحمتوں کے خزانے کے مالک ہوتے، تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔"

بخل کی رَوِش

بحیثیت قوم بخل کی رَوِش اپنانا، اللہ کی ناراضگی اور اپنی ذِلّت ورُسوائی کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ۔ (۹) ہاں ہاں یہ جو تم ہو! بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو، تو تم میں سے کچھ لوگ بخل کرتے ہیں! اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بےنیاز ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سِوا اَور لوگ بدل لے گا، پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔"

لہٰذا ہمیں اس رَوِش کو ترک کر کے میانہ رَوِی کی عادت اپنانی ہوگی، بخل وکنجوسی کی عادت اپنانا، مال ودَولت جمع کرنا اور وقت ضرورت اُسے راہِ خدا میں خرچ نہ کرنا، عذابِ جہنّم کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ۔ (۱۰) جس نے مال جوڑا اور گِن گِن کر رکھا، کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اُسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا، ہرگز نہیں ضرور وہ روندھنے والی (جہنّم) میں پھینکا جائے گا۔"

بخیل وکنجوس... جہنّم سے قریب ہے

بخیل شخص مال ودَولت کی حرص ولالچ میں اپنی عزّت، شہرت اور اپنا دِین سب گنوا بیٹھتا ہے، اللہ ورسول اس سے ناراض ہوتے ہیں، وہ جنّت سے دُور اور جہنّم سے قریب ہوتا ہے، اس کے اپنے پرائے ہوجاتے ہیں، دوست احباب رُوٹھ جاتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ جب وہ دنیا میں تنہا رہ جاتا ہے، کوئی اس کے ساتھ تعلّق نہیں رکھنا چاہتا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفٰے جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللهِ، قَرِيبٌ مِنَ الجَنَّةِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ. وَالبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللهِ، بَعِيدٌ مِنَ الجَنَّةِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ۔ (۱۱) سخی اللہ سے قریب ہوتا ہے، جنّت سے قریب ہوتا ہے لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جہنّم سے دُور ہوتا ہے، جبکہ بخیل اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتا ہے، جنّت سے دُور ہوتا ہے، لوگوں سے دُور ہوتا ہے، جہنّم سے قریب ہوتا ہے۔"

بخل وکنجوسی باعثِ ہلاکت ہے

بخل، کنجوسی اور تنگ دِلی، ہلاکت، خون خرابہ اور عزّت وناموس کی بربادی کا باعث ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ

سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَاتَّقُوا الشُّحَّ؛ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ۔ (۱۲) بخل اور تنگدلی سے بچو؛ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بخل اور تنگدلی نے ہلاک کر دیا، اس چیز نے انہیں خونریزی اور حرام کو حلال کرنے پر اُکسایا۔"

بخیل شخص کبھی کامل مؤمن نہیں ہوسکتا

بخیل شخص کبھی کامل مؤمن نہیں ہوسکتا، حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: (1) الْبُخْلُ (2) وَسُوءُ الْخُلُقِ۔ (۱۳) دو خصلتیں مؤمن میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں: (1) بخل (2) اور بد خُلقی۔"

جنّت میں داخلے سے محرومی

بخیل و کنجوس شخص جنّت میں داخل نہیں ہوگا، حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ: (1) خَبٌّ (2) وَلَا بَخِيلٌ (3) وَلَا مَنَّانٌ۔ (۱۴) (1) فریبی (2) بخیل (3) اور احسان جتانے والا، جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔"

ایک اور مقام پر یہی روایت کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ یوں مذکور ہے:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ: (1) بَخِيلٌ (2) وَلَا خَبٌّ (3) وَلَا خَائِنٌ (4) وَلَا سَيِّئُ الْمَلَكَةِ۔ (۱۵) (1) بخل کرنے والا، (2) فریبی، (3) خیانت کرنے والا (4) اور اپنے ماتحت سے بدسلوکی کرنے والا، جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔"

دنیا و آخرت میں ہلاکت کا باعث

بخل و کنجوسی دنیا و آخرت میں ہلاکت کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عَمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"صَلَاحُ أَوَّلِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِالزُّهْدِ وَالتَّقْوَى، وَهَلَاكُ آخِرِهَا بِالْبُخْلِ وَالْفُجُورِ۔ (۱۶) اس اُمت کے پہلے پہل لوگ تقویٰ و پرہیزگاری کے ذریعے سلامتی پائیں گے جبکہ آخری زمانے کے لوگ بخل اور بدکاری کے سبب ہلاکت میں مبتلا ہوں گے۔"

انسان کی دو بُری عادتیں

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

"شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ: (1) شُحٌّ هَالِعٌ (2) وَجُبْنٌ خَالِعٌ۔ (۱۷) آدمی کی یہ عادتیں بہت بری ہیں: (1) رُلا دینے والا بخل (2) اور ذلیل کرنے والی بزدلی۔"

بخیلوں کا بلاحساب جہنّم میں داخلہ

بخل کتنی بُری صفت ہے کہ اس کے بارے میں بطورِ تنبیہ یہاں تک فرمایا گیا، کہ مالدار بخیل کو بلاحساب جہنّم میں داخل کیا جائے گا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سِتَّةٌ يَدْخُلُونَ النَّارَ بِلَا حِسَابٍ: (1) الْأُمَرَاءُ بِالْجَوْرِ (2) وَالْعَرَبُ بِالْعَصَبِيَّةِ (3) وَالدَّهَاقِينُ بِالْكِبْرِ (4) وَالتُّجَّارُ بِالْكَذِبِ (5) وَالْفُقَرَاءُ بِالْحَسَدِ (6) وَالْأَغْنِيَاءُ بِالْبُخْلِ۔ (۱۸) چھ قسم کے لوگ بلاحساب آگ میں داخل ہوں گے: (1) حکمران اپنی ناانصافی کے سبب، (2) عرب اپنی عصبیت کے باعث، (3) احمق تکبّر کی وجہ سے، (4) تاجر جھوٹ کے سبب، (5) غریب حسد کی بناپر، (6) اور مالدار بخل کی وجہ سے۔"

بخل جہنّم کے ایک درخت کا نام ہے

بخل جہنّم کے ایک درخت کا نام ہے، جو اس درخت کی ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے، وہ درخت اسے اپنی طرف جہنّم میں کھینچ لیتا ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَالْبُخْلُ شَجَرَةٌ مِنْ شَجَرِ النَّارِ، أَغْصَانُهَا مُتَدَلِّيَاتٌ فِي الدُّنْيَا، مَنْ أَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْهَا قَادَهُ ذَلِكَ

الْغُصْنُ إِلَى النَّارِ۔(۱۹) بخل جہنّم کے درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے، جس کی ٹہنیاں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں، جس نے اس کی ٹہنی پکڑلی، وہ ٹہنی اُسے جہنّم میں کھینچ لے گی۔"

جاہل سخی عبادت گزار بخیل سے بہتر ہے

عبادت گزار بخیل کی بہ نسبت، جاہل سخی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَالجاهِلُ السَّخِيُّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ، مِنَ الْعَابِدِ الْبَخِيلِ۔(۲۰) اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی، عبادت گزار بخیل سے زیادہ پسند ہے۔"

مُکاشَفۃ القلوب میں ہے کہ حضرت سیّدنا یحییٰ علیہ السلام نے ابلیس (شیطان) سے پوچھا کہ تجھے کون سا آدمی پسند اور کون سا ناپسند ہے؟ ابلیس نے کہا کہ مجھے مؤمن بخیل پسند ہے، مگر گنہگار سخی پسند نہیں، سیّدنا یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کیوں؟ ابلیس نے کہا: اس لیے کہ بخیل (کنجوس) کو تو اس کا بخل ہی لے ڈُوبے گا، مگر فاسق سخی کے متعلق مجھے خطرہ ہے، کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کے باعث اس پر رحمت فرما کر اس کی حالت بدل دے! پھر ابلیس نے جاتے ہوئے کہا کہ اگر آپ یحییٰ (نبی) نہ ہوتے تو میں (راز کی یہ باتیں) کبھی نہ بتاتا۔"(۲۱)

سلام کرنے میں بخل کرنا

بخل کا مطلب صرف مال و دَولت خرچ کرنے میں کنجوسی سے کام لینا ہی نہیں، بلکہ نیک کام نہ کرنا، یا اپنے مسلمان بھائیوں کو سلام نہ کرنا بھی بخل ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"إِنَّ أَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔(۲۲) لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے، جو سلام کرنے مَیں بھی بخل کرے۔"

نبی کریم ﷺ پر دُرود بھیجنے میں بخالت کرنا

حضور نبی کریم ﷺ کا ذکرِ مبارک سُن کر پیارے آقا ﷺ پر دُرود و سلام نہ بھیجنا بھی بخل ہے، حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سروَرِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"البَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔(۲۳) بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذِکر کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔"

بخل کے دینی و دنیاوی نقصانات

بخل بہت بُری اور مذموم صفت ہے، اس کے متعدد دینی و دنیاوی نقصانات ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(1) بخیل کبھی کامل مؤمن نہیں بن سکتا، (2) بخل ایمان سے روکنے اور کفر کی طرف لے جانے کا باعث ہے، (3) بخل جنّت سے محرومی اور جہنّم میں لے جانے کا باعث ہے، (4) بخل کی وجہ سے ایک مسلمان، کامل مؤمن بننے سے محروم رہتا ہے، (5) بخل خونریزی اور دنیا و آخرت میں ہلاکت کا باعث ہے، (6) بخل کے باعث انسان راہِ خدا میں خرچ کرنے کے اجر و ثواب سے محروم رہتا ہے، (7) بخل عزّت و ناموس کی بربادی اور حرام کو حلال ٹھہرانے کا باعث ہے، (8) بخل کے باعث انسان زکاۃ جیسے اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے، (9) بخل کی وجہ سے دِلوں میں نِفاق اور رشتوں میں دُوریاں پیدا ہوتی ہیں، (10) اور بخل کے باعث لالچ، حرص، نفرت، کدورت، تنگدلی اور تنگ ظرفی جیسی متعدد سماجی برائیوں میں اضافہ ہوتا ہے، جس کے سبب مُعاشرے میں انسان کو ذِلّت و رُسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لہٰذا حتی الامکان اس مذموم صفت سے بچیں اور اِیثار، قربانی اور سخاوت کا مظاہرہ کریں۔

بخل کے اَسباب اور اُن کا علاج

بخل و کنجوسی کے متعدد اسباب ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(1) بخل کا پہلا سبب تنگ دستی کا خوف ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھے، کہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے کمی نہیں آتی بلکہ اِضافہ ہوتا ہے۔

(2) بخل کا دوسرا سبب مال سے محبت ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ قبر کی تنہائی کو یاد کرے، کہ میرا یہ مال قبر میں میرے کسی کام نہ آئے گا، بلکہ میرے مرنے کے بعد وُرثا اسے بے دردی سے خرچ کریں گے۔

اسلامیات

(3) بخل کا تیسرا سبب نفسانی خواہشات کا غلبہ ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ خواہشاتِ نفسانی کے نقصانات اور اُس کے اُخروی انجام کا بار بار مطالعہ کرے۔

(4) بخل کا چوتھا سبب بچوں کے روشن مستقبل کی خواہش ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندۂ مؤمن اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے، اور اپنے اعتقاد و یقین کو مزید پختہ کرے، کہ جس رب تعالیٰ نے میرا مستقبل بہتر بنایا، وہی خالقِ کائنات میرے بچوں کے مستقبل کو بھی بہتر بنانے پر قادر ہے۔

(5) بخل کا پانچواں سبب آخرت کے مُعاملے میں غفلت ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات پر غور کرے، کہ جو مال و دولت میں نے راہِ خدا میں خرچ کیا، مرنے کے بعد وہ یقیناً مجھے نفع دے گا، لہٰذا اس فانی مال سے خوب نفع اٹھانے کے لیے، اسے نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا ہی عقل مندی ہے۔(۲۴)

(6) بخل کا مؤثر اور بنیادی علاج یہ ہے کہ بخل کے اَسباب پر غور کر کے انہیں دُور کرنے کی کوشش کی جائے، اپنے دل کو مال کی محبت اور نفسانی خواہشات سے پاک کیا جائے، نیز اپنے مُعاملات میں قناعت، صبر اور میانہ رَوی اختیار کی جائے؛ کہ دینِ اسلام ہمیں ہر مُعاملے میں ہمیشہ اِعتدال و میانہ رَوی کا حکم دیتا ہے، نیز بخل و کنجوسی اور اِسراف سے منع کرتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔(۲۵) اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھا رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا۔"

صدر الافاضل مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "یہ تمثیل (بطورِ مثال) ہے، جس سے اِنفاق یعنی خرچ کرنے میں اِعتدال ملحوظ رکھنے کی ہدایت منظور ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ نہ تو (کنجوسی سے) اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو اور یہ معلوم ہو گویا کہ ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے، دینے کے لیے ہِل نہیں سکتا، ایسا کرنا توسببِ ملامت ہوتا ہے؛ کہ بخیل کنجوس کو سب بُرا کہتے ہیں اور نہ (ہی) ایسا ہاتھ کھولو کہ اپنی ضروریات کے لیے بھی کچھ باقی نہ رہے۔"(۲۶)

بخل سے بچنے کی دعا

بخل ایمان کے لیے کس قدر خطرناک اور بُری صفت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اللہ کی پناہ چاہی، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے دعا کی:

"اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ البُخْلِ۔(۲۷) اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔"

خلاصۂ کلام

بخل کے باعث اللہ و رسول ناراض ہوتے ہیں، بخل و کنجوسی جنّت سے محرومی کا باعث ہے، انسان اس مذموم صفت کی وجہ سے جہنّم کے گڑھے میں پہنچ سکتا ہے، اگر دنیاوی اعتبار سے دیکھیں، تو بخل انسان کے اپنوں کو بے گانہ بنا دیتا ہے، باہم اُلفت، محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات کو ختم کر دیتا ہے، انسان صرف مال کا ہو کر رہ جاتا ہے، اس کے دماغ میں صرف یہی دھن سوار رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مال جمع کر لیا جائے، بخیل شخص اپنے مال کو بوقت ضرورت اپنی جان پر بھی خرچ کرنے سے اجتناب کرتا ہے اور اس فکر میں رہتا ہے کہ کہیں اس کا مال کم نہ ہو جائے۔

یاد رکھیے! یہ دنیا اور اس کا مال و اَسباب سب عارضی و فانی ہے، ایک دن ہم سب کو موت آنی ہے، لہٰذا دنیا کے بجائے اپنی آخرت کی فکر کریں، بخل و کنجوسی کی عادت کو ترک کریں، مُعاملات میں اعتدال و میانہ رَوِی اپنائیں، اپنے مال کو حسبِ ضرورت اپنے اہل وعیال پر خرچ کریں، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی مدد و کَفالت کریں اور راہِ خدا میں زیادہ سے زیادہ خرچ کر کے اپنی آخرت کو بہتر بنائیں۔

اے اللہ! ہمیں بخل و کنجوسی کی عادت سے بچا، دین و دنیا کے تمام مُعاملات میں اِعتدال اور میانہ رَوِی کی توفیق عطا فرما، کفایت شِعاری اور سادگی کی دَولت سے مالا مال فرما اور لوگوں

اسلامیات

کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے کی توفیق مرحمت فرما، اے اللہ! اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام کی سچی محبت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقِه ونورِ عرشِه، سیِّدِنا ونبیِّنا وحبیبِنا وقرّةِ أعیُنِنا محمّدٍ، وعلی آله وصحبه أجمعین وبارَكَ وسلَّم، والحمدلله ربِّ العالمین۔

حوالہ جات:

(۱)"المفردات فی غریب القرآن" باب الباء، ص109، مُلخّصاً۔ و"التعریفات" باب الباء، ص42، 43، مُلخّصاً۔ (۲) "إحیاءعلوم الدین" کتاب ذمّ البخل ...إلخ، بیان حدّ السخاء ...إلخ، 3/259۔ (۳) پ4، آل عمران: 180۔ (۴) "تفسیر خزائن العرفان" پ4، آلِ عمران، زیرِ آیت180: ص146۔ (۵) پ۱۰، التوبۃ: 34، 35۔ (۶) "صحیح البخاری" کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، ر: ۱۴۰۳، ص۲۲٦۔ (۷) پ27، الحدید: 24۔ (۸) پ15، الإسراء: 100۔ (۹) پ26، محمد: 38۔ (۱۰) پ30، الھمزۃ: 2-4۔ (۱۱) "سنن الترمذی" باب ماجاء فی السخاء، ر: 1961، ص455۔ (۱۲) "صحیح مسلم" باب تحریم الظلم، ر: 6576، ص1129۔ (۱۳) "سنن الترمذی" باب ما جاء فی البخل، ر: 1962، ص455، 456۔ (۱۴) المرجع نفسہ، ر: 1963، ص456۔ (۱۵) "شُعب الإیمان" 74- الجود والسخاء، ر: 10364، 13/300۔ (۱٦) المرجع نفسہ، ر: 10351، ص291۔ (۱۷) "سنن أبی داود" باب فی الجرأۃ والجبن، ر: 2511، ص364۔ (۱۷) "الفردوس بمأثور الخطاب" باب السین، ر: 3491، 2/329۔ (۱۸) "شُعب الإیمان" 74- الجود والسخاء، ر: 10375، 13/308۔ (۱۹) المرجع نفسہ، ر: 10355، ص293۔ (۲۰) "مُکاشَفۃ القلوب" الباب25 فی الزکاۃ والبخل، ص87، 88۔ (۲۱) "مُسند أبی یعلی" مسند أبی ہریرۃ، ر: 6649، 12/527۔ (۲۲) "سنن الترمذی" أبواب الدعوات، ر: 3546، ص808۔ (۲۳) "إحیاء العلوم" بخل کی مذمّت، فصل10، بخل کا علاج، 3/869-871۔ و"باطنی بیماریوں کی معلومات" بخل کے پانچ اسباب اور اُن کا علاج، ص131، 132۔ (۲۴) پ۱۵، بنی إسرائیل: ۲۹۔ (۲۵) "تفسیر خزائن العرفان" پ15، بنی اسرائیل، زیرِ آیت 29: ص531۔ (۲٦) "صحیح البخاری" کتاب الدعوات، باب التعوُّذ من البُخل، ر: 6370، ص1106۔

◆◆◆

ص ۱۴ / کا بقیہ ....

"پیر سے پردہ واجب ہے جب کہ محرم نہ ہو۔"

(ایضا، نصف اوّل، ص ۳۰٤ :)

بہار شریعت میں ہے :

"عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو، اس کو شہوت ہوسکتی ہو اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہوگی بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حدِ شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔" (بہار شریعت ج ٤ ح ١٦ : ص ٧٦ : قادری کتاب گھر بریلی شریف)

◆◆◆

بقیہ ص ۵۳ / پر ....

نبی کے ساتھ غار ثور و ہجرت میں جو ہیں شامل
وہی محبوبِ محبوبِ خدا صدیق اکبر ہیں
نبی کے حکم پر جس نے صحابہ کی امامت کی
بلاشک اعتمادِ مصطفے صدیق اکبر ہیں
عمر عثماں علی بھی ہیں بہت ہی خاص اے نعمت
نبی کے یاروں میں سب سے جدا صدیق اکبر ہیں

◆◆◆

ص ۲۴ / کا بقیہ ....

تک محدود نہیں بلکہ انھوں نے شریعت اسلامیہ کے خلاف اٹھنے والے ہر باطل فتنہ کا بروقت جواب دے کر اپنا مجددانہ حق ادا کیا، شرعی و دینی فریضہ ادا کیا اور کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تمہیں جانا تمہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

آپ چودھویں صدیں کے مجدد اعظم، صوفی کامل، ولی اکمل ہیں، آپ کو عرب و عجم کے اکابر علما و مشائخ نے اپنا رہبر شریعت و طریقت مانا اور جانا ہے، میرا یہی کہنا ہے کہ موجودہ آستانوں میں گدی نشین حضرات کو اعلیٰ حضرت سے دور ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ قریب سے قریب تر ہونے کی ضرورت ہے۔

◆◆◆

اسلامیات

از: مولانا عبد اللطیف علیمی*

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

اصلاحات

سوال: فرضی قبر یا مزار بنانا اس کا عرس کرنا اور اس پر گاگر چادر چڑھانا کیسا ہے؟

جواب: آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ پہلے وہاں کچھ نہیں ہوتا ہے اور بعد میں بغیر کسی مردے کو دفن کیے قبر یا مزار بنا دیا جاتا ہے پوچھنے پر کہتے ہیں کہ خواب میں فلاں میاں نے بتایا ہے کہ یہ ہمارا مدفن ہے اس لئے یہاں ہمارا مزار بناؤ لیکن حقیقت میں وہاں کچھ نہیں ہوتا ایسے ہی کچھ لوگ کسی درخت کے پاس کوئی بیمار ہو جائے یا کوئی حادثہ ہو جائے تو سمجھتے ہیں یہاں کسی بزرگ کی قبر ہے اس لیے یہاں مزار بنا دینا چاہیے یہ لوگوں کی جہالت و نادانی اور کم علمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ اس طرح قبر و مزار بنانا ان پر حاضری دینا فاتحہ پڑھنا عرس کرنا گاگر چادر چڑھانا سب حرام ہے۔ اس طرح سے مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور مذہب اسلام کو بدنام کرنا ہے، خواب میں مزار بنانے کی بشارت یا پیغام کو درست ماننا عند الشرع کوئی چیز نہیں جن لوگوں نے ایسے مزار بنائے یا جن جگہوں پر ایسے مزارات بنا دیے گئے وہاں پر لوگوں کو آنے جانے سے روکنا ضروری ہے تاکہ لوگوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت ہو سکے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

> "فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے اور خواب کی بات خلاف شرع امور میں مسموع نہیں ہو سکتی، قبر بلا مقبور کی زیارت کی طرف بلانا اور اس کے لیے وہ افعال کرانا گناہ ہے۔" ملخصاً

(فتاویٰ رضویہ، ج ٤ ص ١١٥ / رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: کیا امام کے لئے مقتدیوں کی نیت ضروری ہے؟

جواب: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر امام امامت کی نیت نہیں کرے گا تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی یہ ان لوگوں کی غلط فہمی و کم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امام کو امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ امام بھی وہی نیت کرے گا جو منفرد کرتا ہے البتہ بہتر ہے کہ امام امامت کی نیت بھی کر لے تاکہ جماعت کا ثواب پا جائے پھر اگر امام نے امامت کی نیت نہیں کی تو جماعت کا ثواب نہیں پائے گا البتہ نماز ہو جائے گی جبکہ اس کے علاوہ کوئی مفسد نماز نہ پائی جائے، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

> "امام کو نیت امامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کر لیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی نماز ہو گئی مگر امام نے امامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا۔"

(بہار شریعت، ج ١ ح ٣ ص ٥٠٠ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: جفت یعنی جوڑ سال میں رخصتی کرنا کیسا؟

جواب: عوام میں یہ رواج بہت عام ہے کی اپنی لڑکی کا نکاح یا اس کی رخصتی تین یا پانچ یا سات سال میں کرتے ہیں جفت سال میں نہیں کرتے، جفت سال یعنی دو یا چار یا چھ سال میں نکاح یا رخصتی کرنے کو منحوس خیال کرتے ہیں، یہ لوگوں کی غلط فہمی و جہالت اور ہندوانی خیالات ہیں، نکاح و رخصتی ہر دن ہر تاریخ میں ہر سال جائز ہے جفت سال میں نکاح کرنے کو بدفالی و بدشگونی خیال کرنا غیر مسلموں کی سی وہم پرستیاں ہیں جو اب مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں مذہب اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کے باطل اور جاہلانہ خیالات کو ذہن میں نہ لائیں اور شریعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گزاریں۔ فتاویٰ بحر العلوم میں ہے:

> "دنوں میں کوئی دن اور اوقات میں کوئی وقت اور گھڑی منحوس

اورنامبارک نہیں ہے سب دن اللہ تعالیٰ کے ہیں تو کسی دن کی نحوست کا اعتقاد کرنا غیر اسلامی ہے۔"

(فتاویٰ بحرالعلوم، ج ٤ :، ص ١٤١ :، امام احمد رضا اکیڈمی)

سوال: نکاح کے بعد منہ دکھائی کی رسم کا کیا حکم ہے؟

جواب: آج کل یہ رسم بھی بہت عام ہوگئی ہے کہ دلہن کے سسرال آنے کے بعد غیر محرم عورت کا چہرہ دیکھتے ہیں، ہنسی مذاق کرتے ہیں پھر اس کے بعد ہدیہ تحفہ دیتے ہیں یہ رسم بالکل ناجائز اور خلاف شرع ہے اس لیے کہ غیر محرم مردوں سے جس طرح سے نکاح سے پہلے عورت کا پردہ کرنا واجب وضروری تھا اسی طرح شادی کے بعد بھی ضروری ہے، لہٰذا اس رسم ورواج سے بچنا واجب ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورت اور مرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا یہ شیطانی و ہندوانی رسم ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۹، نصف آخر، ص ۱۷۰)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"شوہر کے سوا کوئی مرد ہو اسے دکھانا حرام قطعی سخت گناہ شدید ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۹، نصف آخر، ص ۲۱۷ رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: کیا طلاق کے لیے عورت کا سننا ضروری ہے؟

جواب: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شوہر اگر اپنی بیوی کو طلاق دے تو عورت کے لیے الفاظ طلاق سننا یا سامنے ہونا ضروری ہے ورنہ طلاق نہ ہوگی یہ لوگوں کی غلط فہمی و کم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت اگرچہ الفاظ طلاق نہ سنے اور وہاں موجود نہ ہو پھر بھی طلاق واقع ہوجائے گی جبکہ شوہر اپنی زبان سے الفاظ اطلاق اتنی آواز سے کہے جو اس کے کان تک پہنچنے کے قابل ہوں چاہے میاں بیوی کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہو، ایسے ہی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو فون پر طلاق دے تب بھی طلاق واقع ہوجائے گی، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"طلاق کے لیے زوجہ خواہ کسی دوسرے کا سننا ضروری نہیں جبکہ شوہر نے اپنی زبان سے الفاظ طلاق ایسی آواز سے کہے جو اس کے کان تک پہنچنے کے قابل تھے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ٥ :، ص ٦١٩ : رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی میں ہے:

"طلاق کے لیے عورت کا وہاں حاضر ہونا کچھ شرط نہیں۔"

(ایضاً، ص ٦١٨)

سوال: مرتے وقت عورت سے مہر معاف کروانا کیسا ہے؟

جواب: یہ مسئلہ بھی عوام میں بہت مشہور ہے کہ جب عورت مرنے لگتی ہے تب اس سے مہر معاف کرواتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں ہے اس لیے کہ مرتے وقت عورت اگرچہ مہر معاف کردے لیکن اس کے وارثین کی اجازت کے بغیر مہر معاف نہ ہوگا۔ ہاں اس صورت میں معاف ہوسکتا ہے کہ صحیح وسالم ہوش وحواس کی درستگی میں ہو کوئی زور وزبردستی نہ ہو تو معاف کرسکتی ہے لیکن پھر بھی مہر معاف نہیں کروانا چاہیے دے دینا چاہیے کہ یہ عورت کا حق ہوتا ہے۔ فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

"عورت اگر ہوش وحواس کی درستگی میں راضی وخوشی سے مہر معاف کردے تو معاف ہوجائے گا۔ ہاں اگر مارنے کی دھمکی دے کر معاف کرایا اور عورت نے مارنے کے خوف سے معاف کردیا تو اس صورت میں معاف نہیں ہوگا اور اگر مرض الموت میں معاف کرایا جیسا کہ عوام میں رائج ہے کہ جب عورت مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں تو اس صورت میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا۔" (فتاویٰ فیض الرسول، ج ۱ :، ص ۷۱٦ فیض الرسول براؤں شریف)

سوال: کیا بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنے سے جانور حلال نہ ہوگا؟

جواب: بعض لوگ جانور ذبح کرتے وقت دائیں ہاتھ کے بجائے بائیں ہاتھ کا استعمال کرتے ہیں تو کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان سے ذبح کروانا درست نہیں اس طرح ذبح کرنے سے جانور مردہ ہو جاتا ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان شخص بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر بائیں ہاتھ سے شرعی طریقہ پر جانور ذبح کردے تو ذبیحہ حلال ہوجائے گا مردار نہ ہوگا، البتہ بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا یہ سنت کے خلاف ہے، لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرے تو جائز ہے، حدیث شریف میں ہے:

"نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر کام داہنے سے شروع کرنا پسند تھا۔"

(نزھۃ القاری، ج۱: ،ص۵۱۱: ،رضوی کتاب گھر)

سوال: کیا عقیقہ کا گوشت ماں باپ دادا دادی اور نانا نانی نہیں کھا سکتے ہیں؟

جواب: یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت ماں باپ اور دادا دادی، نانا نانی نہیں کھا سکتے ہیں یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح قربانی کا گوشت سب لوگ کھا سکتے ہیں ایسے ہی عقیقہ کا گوشت بھی ماں، باپ، دادا، دادی اور نانا، نانی سب لوگ کھا سکتے ہیں شرعاً کوئی قباحت نہیں، اس لیے کہ اس کا حکم قربانی کے حکم کی طرح ہے، بلکہ جہاں اس کے کھانے کو برا جانتے ہوں وہاں ان کے لیے کھانا ضروری ہے اگر وہ کھائیں گے تو غلط رواج مٹانے کا ثواب پائیں گے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

"سب کھا سکتے ہیں۔" (الملفوظ، ح۱: ،ص۳۴، ادبی دنیا)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچے کے ماں، باپ، اور دادا، دادی، نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔"

(بہار شریعت ج۳: ،ح۱۵: ،ص۳۵۷: ،قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا ماں لڑکے کو دو سال اور لڑکی کو سوا دو سال دودھ پلائے؟

جواب: عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ ماں لڑکی کو اپنا دودھ دو سال پلائے اور لڑکے کو ڈھائی سال یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کو ماں دو دو سال دودھ پلائے اس سے زیادہ دودھ پلانا جائز نہیں، صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بچے کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔"

(بہار شریعت، ج۱: ،ح۷: ،ص۲۹: ،قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا رات میں روپیہ پیسہ کا لین دین نہیں کرنا چاہیے؟

جواب: کچھ لوگ کہتے ہیں رات میں روپیہ پیسہ کا لین دین نہیں کرنا چاہیے اس سے گھر میں برکت نہیں ہوتی ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے ایسا خیال بدشگونی اور غیر اسلامی توہمات میں سے ہے ایسی چیزوں سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بدشگونی لی وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں۔

لہٰذا قرض دینا کسی وقت منحوس نہیں اور رات میں قرض دینے یا روپیہ پیسہ وغیرہ کے لین دین کو منحوس سمجھنا جاہلوں کا خیال ہے جس کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں۔ فتاوی بحرالعلوم میں ہے:

"دنوں میں کوئی دن اور اوقات میں کوئی وقت اور گھڑی منحوس اور نا مبارک نہیں ہے سب دن اللہ تعالی کے ہیں تو کسی دن کی نحوست کا اعتقاد کرنا غیر اسلامی ہے۔"

(فتاویٰ بحرالعلوم، ج۴: ،ص۱۴۱: ،امام احمد رضا اکیڈمی)

سوال: کیا پیر سے پردہ ضروری نہیں ہے؟

جواب: آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ عورتیں پیر سے بیعت ہونے کے بعد ان سے پردہ نہیں کرتی ہیں حتی کہ پیر سے مصافحہ کرتی ہیں اور کچھ عورتیں تو پیر کے ہاتھ پاؤں بھی دباتی ہیں ان کا یہ طریقہ غلط اور خلاف شریعت ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر پیر غیر محرم ہے جیسا کہ آج کل کے اکثر پیر غیر محرم ہی ہوتے ہیں تو ان سے پردہ کرنا واجب بلکہ اگر پیر جوان یا دونوں میں سے کوئی ایک جوان ہے اور اس عمر میں ہے کہ شہوت ہو تو اس صورت میں اس سے مصافحہ کرنا اور ہاتھ پاؤں دبانا سب ناجائز و گناہ ہے اور اگر عورت کا شوہر یا اس کا بھائی یا بیٹا وغیرہ اس خلاف شرع کام سے عورت کو منع نہ کرے تو وہ بھی گنہگار ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"پردے کے باب میں پیر و غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج۹: ،نصف آخر ص۱۰۲: ،رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی میں ہے:

بقیہ ص ۱۱ ر پر

اصلاحات

از: مولانا محمد عمر فاروق قادری *

مسلمانو! اپنے اندر غیرت اسلامی پیدا کرو

جس مسلمان کو غیروں سے دور رہنے کا حکم تھا، وہ غیروں سے ہی رشتے ناطے جوڑنے لگا، غیروں سے ہمدردیاں جتانے لگا، حکم خدا تو یہ تھا کہ ان ظالم کفار کے پاس نہ بیٹھو "لا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین" مگر لگتا ہے اس قوم کے دل سے غیرت ایمانی چلی گئی یا مرگئی کہیے۔

حکم مصطفےٰ ﷺ تو یہ تھا کہ ان بدمذہبوں، بے دینوں اور کفار سے کسی طرح کا تعلق واسطہ نہ بناؤ، چنانچہ کبھی کہا گیا "ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم" تو کبھی فرمایا "ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم۔۔۔الخ" (انوارالحدیث) کبھی فرمایا "المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل۔"

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ، حدیث ۸۴۲۵)

غیروں سے دوستیاں کرنے والو! یہ حدیث تمہیں تمہاری اصلیت بتلا رہی ہے، بندہ اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے، حالانکہ یہ معنیٰ "المسلم اخوا المسلم" والی حدیث کو بھی مستلزم ہے لیکن سرکار ﷺ کی کمال شفقت دیکھیے، علیحدہ سے تاکید فرمادی کہ مسلمانوں سے دوستیاں کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیروں سے بھی رشتے ناطے جوڑ لینا، نہیں نہیں! فرمایا: غیروں سے دور رہنا اور ان سے کبھی تعلق قائم نہ کرنا، غیروں کو رازدان نہ سمجھنا۔

اے امت مسلمہ کے جوانو! تمہیں تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رستے پر چلنے کا حکم ہے کہ جن کے متعلق قرآن فرماتا ہے: میں نے ان کو ہدایت دی "ھدی للمتقین" یہ ہدایت یافتہ لوگ ہیں، انہیں کی پیروی کرنا ہے، یہی انعام یافتہ ہیں کہ جن کے متعلق کہا "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم" اے ملت کے نوجوانو! تم انگریزوں، یہودیوں، نصرانیوں اور ان کے ایجنٹوں کے یہاں ہدایت و کامیابی تلاش نہ کرو، بلکہ کامیابی چاہتے ہو تو صحابۂ کرام ﷺ کے راستے پر چلو، اس واسطے کہ سرکار دوعالم ﷺ فرماتے ہیں:

"اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔"

کامیابی تمہارے قدم چومے گی، تم کیوں غیروں کی غلامی میں کامیابی کی تلاش کرتے ہو، تمہیں غیروں سے کامیابی کی بھیک مانگنے کی حاجت نہیں، اسلام پر چلنا ہی تمہاری کامیابی کے لئے کافی ہے۔

اے امت مسلمہ کی بیٹیو! تمہیں تو سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور سیدہ صدیقۃ الکبریٰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنا تھا، تم نے اسلام کا رستہ کیوں چھوڑا؟ تمہیں تو اسلامی لباس زیب تن کرنا تھا، تم نے شارٹس اور تنگ کپڑے پہن کر اور جوانوں نے داڑھی شریف کو کٹا کر ثابت کردیا کہ تم نے اپنے دل میں غیروں کو بسالیا ہے، اسلام کو بے گھر کردیا، اسلام غریب الوطن ہوگیا، اے ملت کے جوانو! ہوش کرو، ہوش کرو ہوش کرو! تم کس طرف جارہے ہو، رکو! آگے جہنم کی کھائی ہے، خدارا! رک جاؤ، ورنہ دنیا و آخرت دونوں میں تباہ و برباد ہوجاؤگے۔

آج غیروں کے چھوٹے چھوٹے ایشوز پر نام نہاد مسلم غیروں کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرنے لگ جاتے ہیں، وہیں مسلمانوں کے خون کی ہولیاں کھیلی جاتی ہیں، ہمارے نبی ﷺ کی توہین کی جاتی ہے، صحابۂ کرام کی توہین کی جاتی ہے، حضرت سیدنا

احوال قوم وملت

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب کر کے پتلے جلائے جاتے ہیں، اس پر ان نام نہاد مسلمانوں کی غیرت مرجاتی ہے، کسی کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگتی، یہ دین اسلام کو رسوا کرنا نہیں اور کیا ہے؟ یاد رکھو ملت کے جوانو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"بدأ الإسلام غريباً، و سيعود كما بدأ غريباً، فطوبىٰ للغرباء- اسلام جب آیا تو اجنبی تھا، پردیسی تھا، غریب الوطن تھا اور پھر غریب الوطن ہو جائے گا، پس خوشخبری ہے غریبوں کے لیے۔" (مسلم شریف)

یہاں غریبوں سے مراد یہ ہے کہ اسلام پر کم تعداد میں لوگ عمل پیرا ہوں گے، زیادہ تر بس نام لیوا ہوں گے، تو کیا وہ وقت آ نہیں گیا؟ جب تمہاری بہن بیٹیاں گھروں میں تلاوت قرآن کے بجائے ٹی وی پر فلمیں ڈرامے دیکھتی ہیں، لب پر درود شریف اور نعت نبی ﷺ کے ترانوں کی بجائے گانے گاتی ہیں؟ یہ اسلام کا غریب الوطن ہونا نہیں تو اور کیا ہے؟ ہائے اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں بھی اسلام پر چلنا مشکل ہو گیا ہے، میاں! مالی کا کام کانٹوں کو کاٹ کر پھولوں کی حفاظت کرنا ہوتا ہے، لیکن یہاں تو مالی ہی پھولوں پر حملہ آور ہیں۔

برباد گلستاں کرنے کو بس ایک ہی الو کافی ہے
ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہو انجامِ گلستاں کیا ہوگا

اسلام غریب الوطن ہو گیا ہے، ہم نے اسلام سے اجنبیت پیدا کر لی ہے، خدارا! اسے اپنے دلوں میں گھر دیجیے، ہم صحیح مسلمان تب کہلائیں گے جب ہم اس پر مکمل عمل پیرا ہو جائیں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۲۲ کا بقیہ ....

صحیح بات کہہ دے تو عوام الناس تو دور خواص بھی خلاف ہو جاتے ہیں، اس قوم کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے جس کو صحیح بات سمجھ نہیں آتی۔

جبکہ دوسرے لوگ ان چیزوں میں پیسہ نہ لگا کے اپنا اصل کام کر رہے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا، اسی وجہ سے بیرون ممالک میں کام کرنے والے ہمارے بھولے بھالے نوجوان اُن سے متاثر ہو کر گمراہ ہو جاتے ہیں، وہ کیسے ہیں اُن کا دین سے کیا تعلق ہے اُن کے عقائد کیسے ہیں، اس سے اُنہیں کوئی مطلب نہیں، ہمارے جلسے اگر جھومنے اور جھمانے سے پاک رہتے اور عوام تک دین کی بات پہنچائی جاتی تو یہ غیروں سے کیوں ملتے؟ بعض کی زبانی تو یہ تک سنا ہے کہ صرف سنی علما ہی اسٹیج پر گالیاں بکتے ہیں، جبکہ ہم نے ان کی زبان سے کبھی کوئی غلط بات نہیں سنی، آج جلسوں میں غیروں کو گالیاں بکنے کے علاوہ ہوتا کیا ہے؟

ان سے زیادہ ماحول خراب آج کل کے نام نہاد پیروں نے کر رکھا ہے، (اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے)، جناب نے مدرسے جانا تو دور، مدرسہ دیکھا تک نہیں، لیکن ہماری قوم اُنہیں کے ہاتھ چومتی ہے، خدارا کسی بھی غیر عالم پیر کو نہ بلاؤ، آج کے اس پرفتن دور میں لوگوں تک دین کی باتیں پہچانا ضروری ہے، رات کو لمبے لمبے جلسے نہ کر کے جگہ جگہ گھنٹے دو گھنٹے کے لئے تبلیغی پروگرام رکھے جائیں، کسی باعمل اچھے عالم سے آدھا پون گھنٹہ اصلاحی بیان کرایا جائے، باقی وقت میں عوام الناس کو نماز روزے کے ضروری مسائل سکھائے جائیں، ہر عالم خاص کر ائمہ مساجد اپنی اپنی مسجدوں میں مہینہ میں کم سے کم ایک ایسا پروگرام لازمی رکھیں اور ہم سب کی ذمّہ داری ہے کہ وہ ایسے تبلیغی پروگرام کو فروغ دے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سننے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں دین کا درد پیدا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

از: محمد انس رضا برکاتی*

ہماری سستی اور اس کے برے نتائج

اس دنیا میں لاکھوں ادیان و مذاہب ہیں مگر سب میں سچا دین اسلام ہے اور سچا مذہب مسلکِ اعلیٰ حضرت، یہ دنیا کا نظام ہے کہ جو حق ہوتا ہے، اس پر خوب حملے ہوتے ہیں اور ایسے ایسے نئے نئے طریقے سے حملے ہوتے ہیں، جس کا کسی کو گمان تک بھی نہیں ہوتا، اس مضمون میں دین اسلام پر ہنود و دیگر دشمنانِ اسلام کس کس طریقے سے حملے کر رہے ہیں اور اس وقت مسلمانوں کا کردار کیا ہے؟ اس پر گفتگو کی جائے گی، سب سے پہلے تو یہ خیال رہے کہ دین اسلام ہی حق ہے اور بلا شبہ ہر زمانے میں دینِ اسلام پر کسی نہ کسی طریقے سے حملہ ہوتا ہی آرہا ہے اور ہوتا بھی رہے گا، اب اسلام پر حملہ کوئی نئی بات نہیں، نئے نئے طریقوں سے اسلام پر حملہ ہو رہا ہے، مگر اس زمانہ کے حملوں میں ایک فرق نظر آرہا ہے اور وہ فرق غفلت و بیداری، بزدلی و شجاعت کا ہے۔

پہلے جب بھی اسلام پر حملہ ہوا تو سچے مسلمان اسلام کی عزت کے لیے جان تک دینے کو تیار رہتے اور جب دشمنانِ اسلام حملہ کرتے تو مسلمان اُن کو نیست و نابود کر دیتے، مگر کروڑ کروڑ افسوس کہ اِس زمانہ میں مسلمان غفلت کی چادر میں بزدلی کی کروٹ لے کر آرام سے سو رہا ہے، کوئی فکر ہی نہیں کہ اسلام پر حملہ ہو رہا ہے تو باہر نکل کر اپنے دین کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دینا چاہیے، اگر خود کو مسلمان کہتے ہیں تو ثابت قدمی کا اظہار کرنا چاہیے، اسلام پر حملہ ہو رہا ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارک کو نشانہ بنا کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جارہی ہے، مسجد کے سامنے پولیس والوں کی نگرانی میں قرآنِ پاک کی بے حرمتی کی جارہی ہے، اعلانیہ مسلمانوں کے سامنے آکر جنت و دوزخ، جنت کی نعمتیں اور حوروں کو جھوٹا کہا جا رہا ہے، اسلام کو آتنگ مچانے والا دین بتایا جارہا ہے، جس قدر بھی گندے الزامات ہو سکتے تھے، اسلام پر لگائے جارہے ہیں، بچیوں کو ماں باپ سے دور کر کے ان کا ایمان چھین کر زندگی برباد کر کے قتل کر دیا جارہا ہے، فتنۂ ارتداد پھیلتا ہی جارہا ہے وغیرہ۔

دیکھیں حملے اس قدر اس تعداد میں ہو رہے ہیں اور مسلمان غفلت و بزدلی کی نیند سو رہا ہے، اے مسلمانو! بیدار ہو جاؤ اور اپنے رب اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلام کی عزت کے لیے آواز بلند کرو اور اپنے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے کا ثبوت دو، لٹیروں سے اپنے ایمان کو بچاؤ اور ہوشیار ہو کر اسلام کی خاطر باہر نکلو، ورنہ یاد رکھو! اگر غفلت ہی میں پڑے رہو گے تو ایک زمانہ آئے گا کہ ہندوستان سے تو نکالے ہی جاؤ گے، آتنگوادی کے تمغے کے ساتھ چین سے کسی بھی جگہ زندگی نہیں گزار پاؤ گے۔

لاک ڈاؤن سے قبل

پوری دنیا میں پھیلی بیماری Coronavirus میں پوری دنیا گھروں میں بند ہو گئی تھی، اس بیماری کے آنے سے پہلے ہندوستان کا کچھ اور ہی ماحول تھا، جہاں ہندوستانی مسلمانوں پر الزام لگایا گیا کہ یہ ہندوستان میں چالاکی سے گھسے ہیں اور ان سے ہندوستانی ہونے پر آباؤ اجداد کا ثبوت مانگا گیا، مسلمانوں کو ہندوستان سے نکالا جائے اِس پر بہت کوششیں ہوئیں، اس بات پر بہت سی جگہوں میں بالخصوص شاہین باغ، نئی دہلی میں Protest ہوا تھا، اس میں تو لوگ باہر نکلے مگر کیوں؟ اپنے گھر بچانے کی نیت سے! لیکن جب Lockdown کے بعد Russia میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کھلم کھلا گستاخی کی گئی، تب مسلمانوں میں سے کوئی باہر نہیں نکلا، کیوں؟ تب سب کہاں تھے؟ اس سے تو پتہ چل چلا کہ NRC اور CAA

میں Protest کرنا، اسلام کے لیے نہیں اپنے گھروں کے لیے تھا اور Protest بند ہوا Coronavirus کے آنے کی وجہ سے، ورنہ آپ پر ظلم ہوتا رہتا۔

مارچ ۲۰۲۱ء

مارچ ۲۰۲۱ء میں ایک ہندو Narsinghanand نے اسلام کو مٹانے کی بات کی تھی اور شانِ اقدس میں گندے کلمات بکے (معاذ اللہ تعالیٰ) اُس وقت کون کون اپنے سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی دیکھ سن کر باہر نکلا؟ کوئی نہیں! بس گھروں میں بیٹھے شانِ اقدس میں گستاخیاں ہوتی سن رہے تھے مگر اس کے خلاف جس طرح کی کوشش کرنی چاہیے تھی کسی نے نہ کی، کیا یہی مسلمان ہونے کی علامت ہے؟ حضورِ اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اعلانیہ گستاخی ہوئی اور مسلمانوں نے اُس بدبخت کے خلاف قدم نہیں اٹھایا۔

قرآن شریف کی بے حرمتی

مارچ ۲۰۲۱ء میں ہی وسیم نامی گستاخ نے قرآنِ مقدس میں سے معاذ اللہ تقریباً ۲۴/آیتیں ہٹانے کی بات کہی، مگر مسلمانوں کو کوئی فرق نہیں پڑا، جب بات گھر کی آئے گی تو سب کے قدم باہر آئیں گے مگر جب بات دینِ اسلام کی آئے گی کوئی باہر نہیں آئے گا، اب اپنی اس بے غیرتی کے اثرات دیکھیے:

۱۱/مارچ ۲۰۲۲ء

۱۱/مارچ ۲۰۲۲ء یہ وہ تاریخ ہے جس میں دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں پر بہت گندا الزام لگایا اور اسلام کو قاتل دین ثابت کرنے کی گندی کوشش کی گئی، اس گندے حملے کا نام The Kashmiri Files ہے، اس فلم میں دکھایا گیا ہے کہ 1990ء میں مسلمانوں نے ہندو پنڈتوں کو ان کے گھروں سے ظلم کر کے نکال دیا اور مسلمانوں نے کہا: یا تو کشمیر چھوڑ کر جاؤ یا اسلام قبول کرو، اگر کشمیر چھوڑو گے تو اپنی عورتوں کو ہمارے لیے چھوڑ کر جاؤ، معاذ اللہ! نیز اس میں دکھایا کہ مسلمانوں کو اپنے بھائی حتی کہ ماں کو بھی ناحق مارنا ہو تو مسلمان مار ڈالیں گے، پوری فلم میں اسلام کو دوسروں کا قتل کرنے والا مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بہر حال اس فلم کے ذریعے مسلمانوں کو ظالم بتا کر ہر مذہب میں فساد پھیلانے والا کون ہے؟ یعنی اس فلم کی کہانی میں اسلام کے فرمان اور طریقے بتانے والا کون ہے؟ اس خبیث کا نام Vivek Agnihotri ہے، ایک ہندو لکھ کر دکھائے گا کہ اسلام میں کیا جائز ہے اور کیا ناجائز؟ سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ ایسی فسادی فلموں پر آواز اٹھانے کے بجائے سب سے زیادہ مسلمانوں نے یہ فلم دیکھی اور دشمنوں کا مقصد مسلم ہندو میں دشمنی پیدا کرنے کو کامیاب کیا، نیز اسے سچ مان کر کچھ مسلمان ہونے پر صرف افسوس کیے اور بہتوں نے اسلام سے ہٹ کر دوسرا دین اختیار کر لیا اور مرتد ہو گئے، معاذ اللہ۔ 1990ء میں کشمیر پر جس حملے کو دکھایا گیا ہے، سب جھوٹ اور اسلام کے خلاف گندی سازش ہے۔

اصل میں دشمنوں نے مسلمانوں کے درمیان دشمنی پیدا کر دی، جس سے مسلمان آپس میں ہی لڑنے لگے، اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آتنکوادیوں کے نام سے ہندوؤں پر حملہ کرایا گیا اور بڑی آسانی سے یہ الزام مسلمانوں کے سر مڈھ دیا کہ سبھی ہندو کو ناحق مارنے والے مسلمان ہیں، کسی بھی حقیقت پسند کو چاہیے کہ فلموں اور کہانیوں پر نہیں بلکہ کتابوں اور حقیقت پر یقین رکھے، اٹھاؤ تاریخ کی کتاب اور دکھاؤ، کیا حقیقت میں مسلمانوں نے ہندو پنڈتوں کو گھر سے نکالا؟ اور ناحق قتل کیا؟ افسوس صد افسوس کئی مسلمان یہ فلم دیکھ کر دین بدل رہے ہیں، کیا اسلام پر اتنا کمزور ایمان ہے کہ کوئی بھی آ کر تم کو اسلام کے خلاف کچھ کہے گا اور تم مان لو گے؟ اس فلم میں دکھایا کہ علما پنڈتوں سے اپنی عورتیں مسلمانوں کے لیے چھوڑنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)

یاد رکھیں! دنیا میں عورتوں کی ذرا بھی عزت نہ تھی، زندہ دفن ہوتی تھیں اور ہوتی رہتیں، برہنہ بازار میں بیچی جا رہی تھیں اور یہی حال آج بھی رہتا، جوتے کی نوک تک ہی عورتوں کی عزت تھی، اگر کسی نے عورتوں کی گرتی عزت کو بلند کیا ہے تو وہ محسن

عالم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، زندہ دفن ہونے سے بچایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، عورتوں کا مقام بتایا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، اِسی اسلام نے عورتوں اور بچیوں کو بے عزت سے باعزت بنایا اور خوب عزت سے نوازا، اسی اسلام پر قائم مسلمان اتنی گندی بات کہہ سکتے ہیں، وہ بھی مساجد کے اندر؟ ہرگز نہیں۔

اس فلم میں ایسا دکھایا گیا کہ مسلمانوں کو بھائی اور ماں کو بھی قتل کرنا پڑے تو وہ کریں گے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں ناحق مارے جانے والوں کے قصاص کا حکم فرمایا اور رب تعالیٰ نے کسی کا بھی مسلم، ہنود، عیسائی وغیرہ کسی کا بھی مال ناحق کھانے کو حرام فرمایا، اللہ پاک نے ماں باپ کے لیے ''اُف'' تک کہنا حرام فرمایا اور میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن عورتوں کی ذرا عزت نہ تھی انہیں عورتوں کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دیا، یہ ہے اسلام کی تعلیم! وہ اسلام ہی ہے جس نے حق دینا سکھایا اور لینے سے منع کیا، وہ اسلام ایسی گندی تعلیم دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

آج مسلمان ان گھٹیا فلموں کی وجہ سے اپنا ایمان بدل رہے ہیں، وہ ان سازشی دلائل کو سمجھیں اور ہوش میں آئیں، دشمنوں کے فریب میں نہ آئیں بلکہ اپنے دین کے لیے ان کے خلاف آواز اٹھائیں، ایسی فلمیں کو مسلم غیر مسلم کے درمیان لڑائی پیدا کرنے کے لیے بنائی جاتی ہیں، سطحی ذہنیت کے حامل اور اسلام سے نابلد مسلمان تو معاذ اللہ اپنا ایمان ہی بیچنے پر آمادہ ہیں، غیر مسلم بھی مکرو فریب کا شکار ہو کر مسلمانوں سے قتال کرنے کو تیار ہیں۔

شان رسول میں گستاخی

ایک اور ہندو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گندے الفاظ بکے جس کا نام Nupoor Sharma ہے، ملک میں سخت احتجاج ہونے کے باوجود بھی اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا، جبکہ کوئی مسلمان ان کے کسی بڑے پر انگلی اٹھاتا ہے تو اسے فوراً جیل کی ہوا کھانی پڑتی ہے، غیر مسلموں میں جس کا دل چاہے اسلام اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں، یہاں تک اکثر مسلمان بھی کان میں روئی ڈال کے سو جاتے ہیں، اگر مسلمانوں میں سے کوئی آواز بلند کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فسادی اور قانون توڑنے والا قرار دے دیا جاتا ہے، اب عقلمند خود فیصلہ کر لیں کہ فسادی کون ہے؟ جن پر ہر قسم کی قانونی بندشیں ہیں وہ یا جو سچ میں قانون شکنی کر رہے ہیں وہ؟

۵/ مئی ۲۰۲۳ء

ایک بار پھر سے ایک اشتعال انگیز فلم کے ذریعے ہندو مسلمان کے درمیان فساد برپا کرنے کی کوشش کی گئی اور اسلام پر حملہ کیا گیا، اِس حملے کا نام The Kerala Story ہے، اِس فلم میں جب سے بڑا جھوٹ جو کہا گیا ہے وہ یہ ہے کہ (معاذ اللہ) اسلام لوگوں کو یہ سکھاتا ہے کہ مسلمان ہنود و عیسائی وغیرہ غیر مسلم کی بیٹیوں کو پھنسائیں اور اُن کو ان سے مذہب سے ہٹادیں اور شادی کر کے فائدہ اٹھالیں اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر قتل کر دیں، اللہ پاک کی لعنت ہو ان دشمنانِ اسلام پر، اس فلم سے تین فساد ہوئے:

(۱) ایک تو یہ کہ سب کے درمیان نا اتفاقی اور دشمنی پیدا ہو گئی اور جھوٹ دکھا کر ہنود و مسلمان کے درمیان فساد کرایا گیا۔ (۲) اس فلم کو سچ جان کر مسلمان اسلام سے ہٹ جا رہے ہیں۔ (۳) اسلام پر گندے حملے کیے جا رہے ہیں، سب سے پہلے یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں، اسلام و قرآن میں صرف تبلیغ کا حکم ہے، ظلم کر کے ہرگز اسلام قبول کرنے کا حکم نہیں، اگر کوئی اپنی جان کی حفاظت کے لیے کسی پر حملہ کرتا ہے تو کیا غلط ہے؟ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ اگر کوئی تم سے لڑنے آئے تو ہی اپنے دین و جان کی حفاظت کے لیے لڑنا۔ اگر کوئی آپ کے گھر پر حملہ کرے تو کیا آپ اسے کنارے کھڑے ہو کر دیکھنے کو کہیں گے؟ نہیں نا!

آج مسلم لڑکیوں کو ان کے دھرم سے برگشتہ کیا جا رہا ہے، صاف ظاہر ہے کہ یہ چال ہے اہل اسلام کو زک پہنانے کی،

جس اسلام نے عورتوں کی عزت بچائی، وہ کیسے ان کی عزت سے کھیلنے کا درس دے گا؟ ثابت ہو گیا کہ یہ ساری فلمیں ایک سازش کے تحت فساد پھیلانے کے لیے دکھائی جا رہی ہے، سرکارِ دو جہاں مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد صحابہ و اولیا وعلما نے بھی پُرسکون انداز تبلیغ میں فرمائی ہے، نہ کسی کی عزت لوٹی گئی نہ کسی پر ظلم ہوا، The Kashmiri Files کی کہانی لکھنے والے Suryapal Singh اور Sudipto Sen، Vipul Amrutlal Shah تینوں غیر مسلم ہیں یہ تینوں ہندو ہو کر ہمارے دین کے بارے میں کچھ بھی دکھائیں اور ہم یقین کر لیں؟ ہرگز نہیں! اے مسلمانو! ان کے فریب میں نہ آؤ اور اپنے برحق دین سے ہرگز نہ پھرو۔

۷۲/حوریں

یہ بھی ایک فسادی فلم ہے جو ۷/جولائی 2023ء کو دکھائی گئی۔ The Kashmiri Files کے 13/مہینہ 24/ دن بعد ہی اتنی کم مدت میں The Kerala Story بن گئی اور دکھائی گئی اور پھر دو مہینہ دو دن بعد ایک اور حملہ کیا گیا 72 Hooren کے نام سے، یہ معلوم ہوا کہ جو بھی فلم بنائی جاتی ہے، کم سے کم تین سے چار سال کا وقت لگتا ہے مگر دشمنوں نے کیا چال چلی کہ صرف ایک سال کے مسلمانوں کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈہ کے لئے کئی فلمیں بنا اور دکھا دیں "72 حوریں" میں صاف اور سیدھے اسلام پر حملہ ہوا، اس میں دکھایا گیا کہ اسلام یہ درس دیتا ہے کہ ہندوؤں کو ناحق قتل کر دو تم کو جنت میں 72 حوریں ملیں گی، معاذ اللہ! خود اللہ پاک نے ناحق قتل کرنے والوں کی سزا مقرر فرمائی ہے، اے دشمنو! تم اپنے جال میں خود پھنس گئے، میرے رحیم و کریم رب تعالیٰ کی قدرت تم کیا جانو؟ دوسری بات اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے انسانیت سکھائی ہے تو اسلام ایسا درس کیونکر دے گا؟

اس فلم میں دکھایا گیا کہ مسلمان جنت اور حوروں کے لالچ میں ہندوؤں کو قتل کر رہے ہیں، جبکہ قرآن وحدیث سے علمائے کرام نے فرمایا: اے لوگو! یاد رکھنا جب تک دل میں اللہ و رسول کی محبت نہیں ہوگی، طریقۂ صحابہ و اولیا پر گامزن نہیں ہوں گے، تب تک جنت نہیں مل سکتی، قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اے دشمنو! تم پھر سے پھنس گئے، ہم مسلمانوں کو جنت کی نہیں اللہ و رسول ﷺ کی رضا کی خواہش رہتی ہے! ہمارے دین نے کہیں کبھی ہندو کو جنت کے لیے مارنا نہیں بتایا، یہ سب نفرت کے سوداگروں کے شوشے ہیں جن میں سیدھے سادے لوگ پھنس رہے ہیں، عقل وشعور والے آج بھی ان جال میں نہیں پھنسے، یہ حقیقت ہے جن ہندوؤں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ "ب" میں نقطہ کہاں ہوتا ہے، وہ کیسے بتا سکتا ہے کہ دینِ اسلام کیا کیا حکم دیتا ہے؟ دشمنانِ اسلام کچھ آدھی ادھوری باتیں سن کر انھیں غلط طریقے سے عام لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اے مسلمانو! ابھی وقت ہے جاگو اور اپنے دین کی حفاظت میں لگ جاؤ، ذرا غور تو کرو کہ دشمنان اسلام کیسے اور کتنی تیزی سے اور کتنے رکیک حملے کر رہے ہیں، ابھی وقت ہے بیدار ہو جاؤ تاکہ ایسی فلمیں نہ بنیں اور نفرت نہ پھیلائیں ورنہ وہ دن دور نہیں کہ تم ایسی فلموں ہی کے ذریعے اپنے ہی گھروں سے باہر پھینک دیئے جاؤ گے اور اپنے ہی وطن غریب الوطن ہو جاؤ گے، اللہ پاک ہمارے اور ہماری نسل نو کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائے، دشمنانِ اسلام سے ہمارے مذہب مہذب کی حفاظت فرمائے اور ہمیں دینِ اسلام پر مرمٹنے کا جذبہ عطا فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵۴/کا بقیہ..

دستگیری کیجئے اہلِ فلسطیں کی ذرا
نام لیوا پھر رہے ہیں در بدر غوث الورٰی
سینۂ خاکی میں ہے جب آپ کی جلوہ گری
کیوں نہ پھر مہکے مرا قلب وجگر غوث الورٰی

قارئین کرام
یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟
ہم آپ کے تأثرات کے منتظر ہیں

از: محمد تحسین رضا نوری*

دور حاضر کے خطبا اور نعت خوانوں کا حال

احوال قوم وملت

اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کے لئے انسان کو یا تو قلم کی ضرورت پڑتی ہے یا زبان کی! مافی الضمیر کو بیان کرنے کے لیے قلم کا استعمال کرنے والے کو "مصنف" کہتے ہیں اور زبان کے ذریعہ مطالب ومقاصد بیان کرنے والے کو "مقرر" یا خطیب کہتے ہیں، دونوں میں سے کسی بھی فن میں مہارت حاصل کرنے کے لئے علم کا ہونا شرط ہے، جس طریقہ سے بغیر کشتی کے انسان دریا عبور نہیں کرسکتا، اسی طرح بغیر علم کے انسان خطیب یا مصنف نہیں بن سکتا، اگر بغیر علم کے یہ کام کرتا ہے تو اس کا انجام ظاہر ہے "نیم حکیم خطرۂ جان، نیم ملا خطرۂ ایمان"

دور حاضر میں رائج گھن گرج خطابت نے اصل مقصد (وعظ ونصیحت) کو ختم ہی کر دیا، جدھر دیکھو علم سے نابلد افراد منصب خطابت پر فائز ہیں، یہ حضرات اصل مقصد کو پس پشت ڈال کر آنکھ بند کرکے پوری شان وشوکت کے ساتھ جو گرجنا شروع کرتے ہیں پھر دو گھنٹے سے پہلے اپنی آنکھیں کھولنا گوارا نہیں کرتے، جتنا سبق یاد کرکے آتے ہیں، سب حرف بحرف سنائے بغیر مائک ہی نہیں چھوڑتے، ان خطبا حضرات کو لوگوں کی اُکتاہٹ سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ لوگ توجہ سے سن بھی رہے ہیں یا نہیں، حالانکہ بُخاری ومسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خطاب میں لوگوں کی اکتاہٹ کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔

ایک دور تھا جب مہذب انداز میں محفلین سجائی جاتیں تھیں، پڑھے لکھے باشعور علما کو مدعو کیا جاتا تھا، وہ حضرات محفلوں میں شرکت کرتے اور قرآن وسنت کی روشنی میں وعظ ونصیحت کرتے تھے، اُن کے بیانات سے لوگ دین سیکھتے تھے، اُن کی وعظ ونصیحت کا لوگوں پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ بعض محافل ہی میں توبہ واستغفار کر کے پابند صوم وصلوۃ ہوجاتے، لیکن آج اس کا برعکس ہے، جلسوں اور محفلوں کی کمان نااہلوں کے ہاتھ میں ہیں، اسی لیے جاہل مقررین بلائے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے اکابر علما ان جیسی محفلوں سے دور ہوتے جا رہے ہیں، بعض نے تو شرکت کرنا ہی بند کر دیا، آج ہماری محفلیں ان ذی وقار شخصیات سے محروم ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاء علوم الدین" میں اپنے دور کے خطیبوں کا حال بیان کرتے ہیں کہ "ایک گروہ دوسرا ہے جو وعظ وتذکیر کی اصل منہاج سے انحراف کر چکا ہے، اس زمانے کے سارے واعظین اس میں مبتلا ہیں سوائے اُن نادر اہل علم کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان شرور نفس سے محفوظ فرمالیا" آگے تحریر فرماتے ہیں:

> "ان چند مستثنیات کے سوا ہوسکتا ہے کہ ملک کے بعض علاقوں میں ایسے پاکیزہ نفوس لوگ موجود ہوں، لیکن ہمیں اُن کا علم نہیں۔" (احیاء علوم الدین، جلد ۰۳)

یہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور کا حال ہے، اب ذرا اس سے اپنے دور کا اندازہ لگا لیجئے، حضرت امام غزالی مزید تحریر فرماتے ہیں:

> "ان واعظین کا ایک گروہ ایسا ہے جو نکتہ آفرینیاں کرتا ہے، ہم وزن جملے بازی اور تک بندیوں سے کام لیتا ہے، الغرض ان کی ساری کاوش معنویت کی بجائے وزن بندی پر صرف ہوتی ہے وہ (عوام میں جوش پیدا کرنے کے لیے) وصال وفراق کے اشعار پڑھتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کی مجالس میں مصنوعی وجد اور نعرے بازی پائی جائے، خواہ یہ سب کچھ فاسد اغراض ہی کیلئے کیوں نہ ہو۔ یہ انسان کے بھیس میں شیطان ہے، انہوں نے لوگوں کو راہ راست سے

بھٹکا دیا ہے۔گزشتہ زمانوں کے واعظین میں اگر کوئی ذاتی کمزوری بھی ہوتی تو کم از کم وہ دوسروں کی اصلاح کرتے تھے، شریعت کے مطابق وعظ وتذکیر کرتے لیکن یہ لوگ تو اللہ کی راہ میں رکاوٹ بن چکے ہیں اور انہوں نے اللہ کی مخلوق کو اللہ کی رحمت کے نام پر دلفریب امیدیں دلا کر دھوکے میں ڈال دیا ہے، سوان کے خطاب سے سننے والوں میں گناہ پر جسارت اور اور دنیا کے بارے میں رغبت پیدا ہوتی ہے، (واعظوں کا یہ فریب دو آتشہ ہوجاتا ہے، خاص طور پر جب یہ) حسین وجمیل لباس اور سواریوں سے خود کو مزین کرتے ہیں، اگر آپ سر کی چوٹی سے لے کر پاؤں تک ان کی ہیئت کو دیکھیں تو دنیا کے بارے میں ان کی شدید حرص کا آپ کو اندازہ ہوجائے گا، پس ان واعظین کا فساد اصلاح کے مقابلے میں زائد ہے، بلکہ درحقیقت اصلاح تو ہے ہی نہیں، یہ بڑی تعداد میں لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور ان کی دھوکہ بازی پوشیدہ نہیں ہے۔"

(احیاء علوم الدین، جلد۰۳، بحوالہ: اصلاح عقائد واعمال، صفحہ ۳۵،۳۶)

ایسے خطبا ومقررین کے تعلق سے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۳، صفحہ ۳۷۹ (مطبوعہ دعوت اسلامی) پر تحریر فرماتے ہیں:

"وعظ میں اور ہر بات میں سب سے مقدم اجازت اللہ ورسول (جل اللہ وصلی اللہ علیہ وسلم) ہے، جو کافی علم نہ رکھتا ہو اُس کو وعظ کہنا حرام ہے اور اس کا وعظ سننا جائز نہیں ہے۔"

اسی جلد ۲۳ کے صفحہ ۷۱۸ پر فرماتے ہیں:

"جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں، وہ جتنا سنوارے گا اُس سے زیادہ بگاڑے گا۔"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میری امت پر جلد ہی ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس میں قراء کثرت سے ہوں گے اور فقیہ کم ہوں گے، علم اٹھا لیا جائے گا اور فسادات پھیل جائیں گے۔" (المعجم الکبیر)

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک واعظ سے پوچھا: کیا تم ناسخ ومنسوخ کا علم جانتے ہو؟ اُس نے جواب دیا: نہیں! آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: فاخرج من مسجدنا ولا تذکر فیہ: ہماری مسجد سے نکل جا اور یہاں وعظ مت کر۔"

(کنز العمال، ماخوذ: اصلاح عقائد واعمال)

ایسے مقررین جو دوسروں کو تو بھلائی کا حکم دیتے ہیں خود عمل کے اعتبار سے بالکل کورے نظر آتے ہیں، رات بھر "اقیموا الصلوۃ" کی رٹ لگانے والے صبح فجر کے وقت سوتے رہتے ہیں، ایسے خطیبوں کے تعلق سے احادیث میں بے شمار وعیدیں آئی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے معراج والی رات کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کی اُمت کے وہ خطیب ہیں جن کے قول وفعل میں تضاد تھا۔ یعنی یہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔" (مشکوۃ المصابیح)

ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا پھر اسے (جہنم کی) آگ میں ڈالا جائے گا تو آگ میں اس کی انتڑیاں باہر آجائیں گی پھر وہ اس طرح گھومے گا، جیسے گدھا چکی پر گھومتا ہے، جہنمی اس کے پاس اکٹھے ہو کر پوچھیں گے: اے فلاں! تجھے کیا ہوا ہے؟ وہ کہے گا: میں نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا، میں تمھیں برائی سے منع کرتا تھا اور خود برائی کرتا تھا۔" (بخاری ومسلم)

آج کل ہونے والے جلسوں سے قوم کا کوئی فائدہ نہیں (الا ماشاء اللہ)، لاکھوں، کروڑوں روپے خرچ کر دیتے ہیں اور جلسے کا کوئی رزلٹ نہیں نکلتا، لوٹنے والے مقررین گھاٹی کا زور لگا کر قوم کی جیبیں خالی کرا کے فجر سے پہلے ہی نو دو گیارہ ہوجاتے ہیں، اگر کوئی صحیح دین کا درد رکھنے والا عالم کوئی

بقیہ ص ۱۶ / ر پر

از: مفتی عمران رضا منظری*

کچھ اہل خانقاہ اعلیٰ حضرت سے متنفر کیوں؟

درج بالاعنوان ہر شخص کے گلے سے اتر جائے یہ ضروری تونہیں مگر موضوع بہر اعتبار لائق ذکر ہے۔ آپ سنجیدگی سے اولاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و تصنیفات کو پڑھیں اور اگر اتنی صلاحیت نہیں تو پھر کسی منصف مزاج علامۃ الدہر سے سماعت کریں، اعلیٰ حضرت اپنے عشق رسول اور حق گوئی و بے باکی کے سبب عالم اسلام میں کسی بھی طرح محتاج تعارف نہیں، ان کی ذات عام وخاص کے نزدیک اشہر واعرف ہے۔

نہ صرف امام احمد رضا کو شہر بریلی کے مدارس وجامعات یا وہاں کی خانقاہوں یا آستانوں میں ہی یاد کیا جاتا ہے بلکہ بیرونی یونیورسیٹیز خصوصاً جامعہ ازہر، مصر اور عالمی دینی اداروں اور لائبریریوں میں ان کے علمی وفکری، فقہی ودینی نکات پر تحقیقی کام بڑی تیزی سے آج بھی کیا جارہا ہے اور کل بھی خاطر خواہ ہو چکا ہے۔

آپ اتنا تو بخوبی جانتے ہی ہیں کہ بیرونی جامعات میں صرف ایک مسلک کے متبعین علما وفضلا یا اسلامک اسکالرز تو نہیں پڑھتے پڑھاتے بلکہ مختلف المسالک محققین اور علوم عصریہ کے ماہر شیوخ واساتذہ بھی موجود ہیں، آج تک ہر عدل پرست اور معتدل محققین زمانہ نے جب امام احمد رضا کی تصنیفات کو دیکھا، آپ کی دلائل وبراہین سے مبرہن تحریرات کو ملاحظہ کیا تو آخر میں جہاں آپ کو مختلف علوم شریعت کا بحر ناپیدا کنار پایا تو وہیں طریقت ومعرفت کا بھی غزالی زماں کہا، رازی زماں کہا، تصوف حقیقی کے زیور سے آراستہ حق گو باعمل صوفی کہا، رازدار حقیقت ومعرفت کہا، اسرار ولایت کا تاج دار کہا، صاحبان کشف کا سپہ سالار کہا! پڑھیں آپ اعلیٰ حضرت کے صوفیانہ نظریات کو! پڑھیں آپ اعلیٰ حضرت کے تصوف کے فروغ کے سلسلے میں تحریر کردہ فتاویٰ کو۔

آج کچھ آستانوں میں بیٹھے ہوئے کم علم ونادان سجادگان و مشائخ اور گدی نشین عوام کو یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے متنفر کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ وہ فقط مولوی یا عالم تھے، وہ کوئی ولی یا صوفی یا صاحب طریقت نہیں تھے۔ کتنے مضحکہ خیز ہیں یہ جملے! انھیں یہ معلوم نہیں کہ جو ایک سچا متبع عالم شریعت ہو، جس عالم کا دل محبت خدا ومصطفیٰ سے منور ومجلی ہو، جس کی ہر بات شریعت مصطفوی کا آئینہ دار ہو، جو حفظ ناموس رسالت کا پہرہ دار ہو، اس سے بڑھ کر ولایت کا تاج دار اور کون ہوسکتا ہے، اس سے بڑھ کر تصوف کا شاہکار کون ہوسکتا ہے، جہاں شریعت نہیں، وہاں طریقت کا کیا تصور! شریعت مصطفوی کا خون کرنے والے تو ولایت کے علم بردار ہو جائیں اور قرآن واحادیث سے نبوی کے اسباق سے مردہ قلوب کو جلا دینے والے مسیحا راز طریقت سے محروم رہ جائیں۔

رہے اعلیٰ حضرت کی کرامات دیکھنے کے شوقین! تو وہ اس فقیر قادری کا یہ فقرہ پڑھیں کہ آج سواد اعظم اہل سنت کی علامت وشناخت لفظ بریلوی اور مسلک اعلیٰ حضرت سے ہونا ہی ان کی عظیم کرامت ہے۔ فی زمانہ ہندو پاک میں اہل سنت کا تعارف لفظ بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے ہے نا کہ کسی سلسلۂ طریقت سے۔ راقم السطور کی مندرجہ بالا تحریر سمجھنے کے لیے امام اشعری کے زمانے میں درپیش مذہبی ومسلکی نشیب وفراز کو اگر سمجھ لیا جائے تو پھر ہماری تحریر بہر اعتبار سے تعصب سے محفوظ و مامون رہ سکتی ہے۔

اعلیٰ حضرت ہی وہ شخصیت ہے کہ جس نے خانقاہوں کی عظمت ورفعت کا تحفظ کا کیا۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ ان کے دور میں جہاں ناموس رسالت پر حملے کیے گئے تھے، وہیں اولیا کی

* مضمون نگار غوث اعظم ایجوکیشنل ویلفیر سوسائٹی، سنبھل، یوپی کے رکن ہیں۔

عظمت ومحبت ملت اسلامیہ کے دلوں سے نکالنے کے لیے ایک فتنہ یہ بھی اٹھا کہ کسی صاحب مزار کا عرس منانا بدعت وناجائز اور حرام ہے، کسی صاحب مزار سے مدد طلب کرنا شرک ہے، کسی مزار پر برکت کی نیت سے جانا جائز نہیں۔

یہ سب کیا تھا؟ امت محمدیہ کو اولیا سے دور کرنا نہیں تھا تو پھر کیا تھا؟ ایسے پرفتن اور گمراہیت بھرے دور میں اعلیٰ حضرت ہی کی ذات تھی جس نے عندالشرع عرس واعراس کی محافل ومجالس کے جواز اور صاحب مزار سے نصرت واعانت طلب کرنے اور ان آستانوں میں بطور برکت آنے جانے کو واضح طور پر ثابت فرما کر فرقہ ہائے باطلہ کو دنداں شکن جواب دے کر خانقاہوں کے تقدس کی حفاظت بھی کر رہی تھی اور صاحب مزار کی والہانہ محبت و الفت کو مسلمانان عالم کے دلوں میں موج زن بھی کر رہی تھی۔

پڑھیں آپ اعلیٰ حضرت کے نظریات کو! پڑھیں آپ اعلیٰ حضرت کے افکار وخیالات کو! اس کے بعد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بدعت وخرافات کے تاریک ماحول میں اگر ایمان وعقیدہ کی قندیلوں کو روشن کر کے افراد زمانہ کے قلوب پر اولیا کی عقیدت کے سکے جمائے ہیں تو وہ کوئی اور نہیں یہ وہی اعلیٰ حضرت ہیں جن کو دنیا امام احمد رضا، عاشق رسول، حسان الہند، امام عشق ومحبت کہا کرتی ہے۔ بحمد اللہ آج خانقاہوں میں بہاریں، آستانوں میں عرس واعراس کی محافل کا انعقاد اور سجادگان کو قوم وملت سے حاصل ہونے والے نذرانے، شکرانے یہ سب اعلیٰ حضرت مجدد اعظم کی دینی خدمات کی ضرور رہین منت ہیں۔

لہٰذا ہمیں اس محسن کو کہیں بھی کسی بھی صورت نگاہ تعصب سے دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کی سچی عقیدت وعزت اور احترام واکرام اپنے اور خانقاہوں میں آنے والے زائرین کے قلوب واذہان میں جذب کرنے کی ضرورت ہے۔

ان کی دینی خدمات صرف کسی ایک موضوع بقیہ ص ۱۱ ر پر

ص ۵۳ ر کا بقیہ..

سب غوث وقطب ابدال و ولی
کرتے ہیں ثنا تری عظمت کی
سب سے اونچی تیری مَسند
یا غوث مدد یا غوث مدد

ہے تن پہ ولایت کا جامہ
اور تاجِ سِیادت سر پہ رَکھا
یوں رب نے بڑھایا تیرا قد
یا غوث مدد یا غوث مدد

فریاد کے آنسو بہتے ہیں
دُکھ درد و اَلَم یہ کہتے ہیں
ہو چارہ گری اے دیں کے اَسَد
یا غوث مدد یا غوث مدد

زنجیر ستم کی کٹ جائے
باطل کا زور سمٹ جائے
ناکام ہو ہر اک چشم بد
یا غوث مدد یا غوث مدد

حسنین وعلی کے اے پیارے
زہرا کی نگاہوں کے تارے
جانِ حیدر، شانِ احمد
یا غوث مدد یا غوث مدد

تجھ سے باطل مَغلُوب ہوا
ہر دشمنِ دیں مَرعُوب ہوا
اب پھر سے اٹھے نُصرت کا ید
یا غوث مدد یا غوث مدد

ملت کو سنوارا ہے تو نے
یہ باغ نِکھارا ہے تو نے
تری ذات ہے شانِ ربِّ صمد
یا غوث مدد یا غوث مدد

مولیٰ نے دیے رُتبے ایسے
حاصل ہیں تجھے جلوے ایسے
حیراں ہے فریدی کی عقل وخرَد
یا غوث مدد یا غوث مدد

از: پرویز عالم*

لہولہو ارض فلسطین

احوال عالم

فلسطین کی پاکیزہ اور مقدس سرزمین تین مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے لیے ہمیشہ سے مرکزِ عقیدت رہی ہے یہیں ہمارا قبلۂ اوّل ہے اور مختلف ادوار میں متعدد انبیائے کرام کا مولد و مسکن بھی رہا، اسی سبب سے یہ ارض مقدس سرزمین انبیا سے بھی معروف رہی ہے— ساتویں صدی عیسوی دور خلافت فاروقی میں بیت المقدس کی فتحیابی کے بعد امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں تشریف فرما ہوئے اور انہوں نے سفر معراج کی منزل دریافت فرمانے کے بعد اس کی محافظت کو یقینی بناتے ہوئے وہاں حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اذان پکارنے کے بعد نماز ادا کی اور وہاں ایک مسجد کی تعمیر کا حکم صادر فرمایا—

گیارہویں صدی عیسوی میں بیت المقدس پہ عیسائی حملہ آوروں کا قبضہ ہوا ہزاروں مسلمان مرد و عورت اور بچوں کا قتل عام کیا گیا اور مسجد کو گرجا گھر میں تبدیل کر کے اس کے کئی حصوں کو رہائش گاہوں کے طور پہ استعمال کیا جانے لگا اور پھر 88 سال کے بعد سن 1187ء میں وہ عظیم الشان موقع بھی سامنے آیا جب اسلام کے بطل جلیل حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شہر پہ فتح حاصل کی سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیت المقدس حاصل کرنے کے لیے 16 جنگیں لڑیں، سلطان نے قدیم عمارات اور مسجد میں کی گئی تبدیلیوں کو ختم کر کے اسے اصلی حالت پہ نمایاں فرمایا، ایک ہفتے تک مسلمانوں نے اسے پانی اور عرق گلاب سے غسل دینے کا فریضہ انجام دیا—

75 سالوں سے فلسطین کی مقدس سرزمین پہ انسانی خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے اور آج پھر اسی پاکیزہ اور مقدس سرزمین پہ خاک و خون میں عام شہری غلطاں ہیں لاشیں بے گور و کفن ہیں، دنیا میں آنکھیں کھولنے سے پہلے ہی بچوں کی آنکھیں بے نور کر دی جا رہی ہیں، ماں کے شکم میں بھی بچے محفوظ نہیں اور وہ بھی اسرائیلی فوج کی جارحیت کا بے دردی کے ساتھ نشانہ بنائے جا رہے ہیں— تقریباً ایک ماہ کا طویل عرصہ گزر گیا لیکن اسرائیل فلسطین جنگ کا سلسلہ موقوف نہیں ہوا دنیا کی بڑی طاقتیں جنگ بندی کی کوششوں میں مسلسل ناکام ہیں اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اسرائیل اور حماس دونوں نے اعلان کر دیا ہے کہ جنگ بندی کا کوئی ارادہ نہیں ہے—

امریکہ کی کوششیں بھی ناکام ثابت ہوئیں یا بالفاظ دیگر وہ اس معاملے میں مکمل سنجیدہ نہ تھا— دنیا کی بڑی طاقتیں یا تو جنگ بندی کے حق میں نہیں ہیں یا ان کی آوازیں میں کوئی دم خم نہیں ہے ہر طرف جلتی ہوئی آگ پہ تیل کا چھڑکاؤ ہو رہا ہے آپ جروسلم پوسٹ میں شایع شدہ ایک اشتہار سے سمجھ سکتے ہیں کہ اسرائیل کس طرح کسی کی پرواہ کیئے بغیر آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے اسرائیل کے وزیر اعظم نتین یاہو کے دفتر نے ایک بیان جاری کیا ہے کہ غزا میں غیر ملکیوں کو باہر نکالنے کے بدلے مدد پہنچانے کو لے کر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوا ہے—

خبر رساں ایجنسیوں کی رپورٹ ہے کہ مسلسل بھاری بمباری ہو رہی ہے، انتہا تو یہ ہے کہ سابق میجر جنرل گیورا انالڈ کی جانب سے شائع اشتہار میں ہے کہ غزا کے شفا اسپتال کو بم سے اڑا دینا چاہیے اور غزا کے لوگوں کو بھوکا مار دینا چاہیے جنرل گیورا اسرائیل کے ایک بہت ذمہ دار عہدے پہ فائز رہ چکے ہیں، کیا یہ اشتہار اس امر کی وضاحت نہیں کر رہا ہے کہ اسرائیل اب اسپتال کی بھی پرواہ نہیں کرے گا آخر دنیا میں قیام امن کی

* مضمون نگار روزنامہ قومی تنظیم لکھنؤ کے یونٹ ہیڈ ہیں۔

راہیں اس قدر مسدود کیوں کی جا رہی ہیں؟ کیا ایک اخبار کے لیے ایسے اشتہار کو نمایاں انداز میں شایع کرنے کا کوئی اخلاقی جواز ہوسکتا ہے؟ جبکہ اسی اخبار میں غزا کی تباہی کی ہولناک تصویریں شائع ہورہی ہیں ان کے دکھ درد کے اظہار کو بھی اخبار میں نمایاں مقام دیا جارہا ہے—

کیا یہ منافقت نہیں ہے اور کیا اس طرح جنگ کے شعلے مزید بھڑکیں گے نہیں؟ غزا میں کھانے پینے کی چیزوں کی بے پناہ قلت ہوگئی ہے دنیا بھر سے مدد کے سامان آئے تو ہیں مگر وہ حسب ضرورت پہنچ نہیں پا رہے ہیں، کیا غزا کے لوگ واقعی بھوک اور پیاس سے تڑپا کر مار دیے جائیں گے؟ اسرائیل نے پانی کو بھی ایٹمی ہتھیار بنا دیا ہے پانی کی سپلائی بند کر کے غزا کے لوگوں کو پیاس سے تڑپایا جارہا ہے پچھلے دنوں سے وہاں کے لوگوں نے کتنا پانی پیا ہے دن میں ایک بار پیا ہے یا چار دن میں ایک بار اس پیاس کی کوئی صحیح اطلاع نہیں ہے پانی کی قلت کے سبب بچوں کو پانی چمچ سے دیا جارہا ہے جیسے مرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں دی جارہی ہے ویسے ہی پیاسے لوگوں کی صحیح تعداد کا پتا نہیں خبروں میں صرف یہی ہے کہ اسرائیل نے پانی کی سپلائی بند کردی ہے وہاں کھانے پینے کی چیزوں اور ایندھن کی بھی بے حد کمی ہوتی جارہی ہے بم باری کے سبب تازہ پانی سپلائی کے مراکز بند پڑے ہیں اور انہیں چلانے کے لیے بجلی اور ایندھن نہیں ہے—

ان نام کی ویڈیو بلاگر نے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ انہوں نے تین دنوں میں پہلی بار صاف پانی پیا ہے غزہ میں ہر دن ایک شخص کو آدھا لیٹر پانی مل رہا ہے یعنی دو چھوٹے گلاس پانی سے لوگ کام چلا رہے ہیں بسا اوقات تو انہیں سمندر کے بے پناہ نمکین اور شیور کے ناقابلِ استعمال پانی سے اپنی پیاس کی شدّت کم کرنے پہ مجبور ہوجانا پڑتا ہے— بسان اپنی ایک اور رپورٹ میں کہتی ہیں کہ ان کے حصے کا پانی آج ختم ہوچکا ہے ایک چھوٹا بچہ ان کے بیگ سے پانی لے کر بھاگ گیا اس نے چوری نہیں کی وہ پیاسا تھا اور ایسا کرنا اس کی ضرورت تھی غزہ تباہ ہورہا ہے، غزہ میں پیاس اور پانی کی یہ حالت ہے، کیا صورت حال بنا دی گئی ہے دنیا میں قیام امن کا خواب دیکھنے اور دکھانے والے افراد یہ ہولناک تصویریں کس انداز میں دیکھتے ہیں؟ عام انسان تو کرب واضطراب میں ہے، اگر کوئی ویڈیو نہیں ہے تو آپ غزہ کی خبروں کو سنتے ہوئے اپنے تصورات کا سہارا لیجئے بسان نے لکھا ہے کہ رات میں سونے سے پہلے دروازے کے باہر جوتے رکھ کر سوتی ہیں کہ بھاگنا پڑ سکتا ہے ایک بیگ تیار رہتا ہے جس میں ضرورت کا کچھ سامان رہتا ہے فون اور لیپ ٹاپ کے لیے چھوٹا سا جنریٹر رکھا ہوا ہے دن میں دو گھنٹے چلا کر چارج کرتی ہیں پر اب اس کے لیے ایندھن ختم ہورہا ہے سارے کیمرے اسرائیل کی طرف سے جنگ کے مناظر دکھا رہے ہیں آپ کو اگر غزہ دیکھنا ہے تو اپنے تصورات کے کیمرے کھول دیجئے اور ہو سکے تو وہ دیکھیے جو آپ دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں—

انسٹاگرام پہ ایک اور رپورٹر ہیں جو بتا رہے ہیں کہ غزہ میں روٹیاں ختم ہوگئی ہیں، لوگ روٹی کے لیے قطاروں میں کھڑے ہیں، پیاس اور بھوک سے لوگوں کو مار دینے کی یہ لڑائی دنیا پہ بوجھ بنتی چلی جائے گی، بڑی بڑی حکومتیں چپ ہیں کچھ حکومتوں کا بولنا بھی کام نہیں آرہا ہے 2014ء میں بھی غزہ پہ حملہ ہوا تھا جو چھ ہفتوں تک چلا اس حملے میں جتنے لوگ مارے گئے ان سے زائد اتنے دنوں میں مارے جا چکے ہیں فلسطین کے پانچ ہزار سے زائد لوگ مارے جا چکے ہیں، اس جنگ میں اسرائیلی فوج کے افراد بھی نشانہ بن رہے ہیں، اسرائیل کی تاریخ میں کبھی بھی ایک دن میں اتنے شہری نہیں مارے گئے، اس وقت تک تقریباً دو سو یرغمالیوں کے اہل خاندان کو نامزد کردیا گیا ہے، انسانیت کے نام پہ کچھ یرغمال بنائے گئے افراد کو حماس نے باعزت طریقے سے رہا بھی کیا ہے، حماس پہ دہشت گردی کا الزام لگانے والے اسرائیلیوں کے منھ پہ یہ اخلاقی طمانچہ ہے—

حماس کے تقریباً تین ہزار ٹھکانوں کو نشانہ بنایا گیا اور آٹھ ہزار راکٹ غزہ سے داغے گئے اسرائیل کی فضائی فوج نے جنگ کے چھ دنوں کے درمیان ہی چھ ہزار سے زائد بم گرا دیے فضائی

فوج نے کہا ہے کہ کئی سو دہشت گرد ان حملوں میں مارے گئے ہیں لیکن صاف طور پہ اعداد و شمار نہیں بتائے کہ کتنے دہشت گردوں کی موت ہوئی اور کتنے بے قصور شہریوں کی، افغانستان سے جنگ کے وقت امریکہ نے وہاں ایک سال میں 7600 بم گرائے اسرائیل نے اتنے دنوں میں دس ہزار سے بھی زیادہ بم گرا دیئے افغانستان غزہ سے کئی سو گنا بڑا ملک ہے لیکن اس کے سال بھر کے برابر ان چند دنوں میں بم گرا دیے گئے —

اتنے دنوں میں غزہ اور اسرائیل کے سات آٹھ ہزار سے بھی زیادہ لوگ مارے گئے فلسطین کے بارہ ہزار سے بھی زیادہ لوگ زخمی ہوئے ہیں غزہ کے لوگوں کے لیے دنیا بھر میں احتجاج ہو رہے ہیں، اسرائیل کی حمایت میں بھی احتجاج ہو رہے ہیں، میڈیا میں کئی جگہوں پر اس کی رپورٹنگ ہوئی ہے ان احتجاج میں غزہ کو لے کر بے چینی دیکھی جا سکتی ہے، مغربی معاشرے میں فلسطین کی مانگ غزہ کی تباہی اور حماس کی حمایت اسرائیل کی کھلی جارحیت کو لے کر شدت کے ساتھ بحث ہو رہی ہے، لوگ اس وقت دو خیموں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور ان کے درمیان نفرت بھی تیزی سے پھیل رہی ہے امریکہ میں ایک بزرگ نے ایک چھ سال کی فلسطینی بچی کو قتل کر دیا تو دوسری طرف یہودیوں پہ بھی جان کا خطرہ بڑھ گیا ہے ان کے خلاف گالیوں کا استعمال ہونے لگا ہے، ان کے حفاظتی بندوبست میں بھی اضافہ کیا جا رہا ہے، فرانس میں اس اختلاف کا خطرناک اثر ہے وہاں یورپ کی سب سے بڑی یہودی آبادی اور مسلم آبادی رہتی ہے پیرس کی کئی تفریح گاہیں بند کر دی گئی ہیں، ملک میں ٹیرر الرٹ کی سب سے خطرناک تنبیہ جاری ہو چکی ہے اور سڑکوں پہ حفاظتی دستوں کے تعین میں اضافہ کر کے سخت احکام صادر کر دیئے گئے ہیں۔

افواہوں کی بھرپور گرم بازاری ہے ایک شہر سے خبر آئی کہ ایک اسکول میں گھس کر چیچین ملک کے روسی شہری نے ایک استاد پہ چاقو سے حملہ کر دیا صدر میکرو نے کہا کہ یہ اسلامک دہشت گردی کا حادثہ ہے افواہ پھیل گئی کہ یہ حادثہ اسرائیل غزہ سے متعلق تھے مگر بی بی سی نے اس کی تردید کی اور مقامی پولیس اہلکاروں کے حوالے سے اس نے کہا کہ اس کا مڈل ایسٹ کے حادثات سے کوئی تعلق نہیں ہے اس نفرت سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جنگ کے بہانے عام لوگ الگ الگ جگہوں پر ایک دوسرے سے متصادم ہو جا رہے ہیں، دنیا اس جنگ کو لے کر کئی حصوں میں منقسم ہے، کئی ممالک کھل کر فلسطین کی مدد کی بات کر رہے ہیں تو کئی ممالک دبے الفاظ میں یا اشاروں میں بات کر رہے ہیں اسرائیل کے ساتھ زیادہ کھل کر حمایت میں آرہے ہیں لندن میں بی بی سی کے دفتر سے لے کر وزیر اعظم کے گھر تک مارچ ہوا بی بی سی کے کوریج سے بھی ناراضگی ہے ٹریفل گر اسکوائر پہ بھی بھاری بھیڑ جمع ہو گئی اس میں فلسطینیوں کے علاوہ لندن کے بھی مقامی لوگ تھے پولیس نے متنبہ کیا ہے کہ جو بھی حماس کی حمایت کرتا دیکھا گیا، اس کی گرفتاری ہوگی اور کوئی چہرہ ڈھانپ کر مظاہرہ نہیں کرے گا، لیبر پارٹی کے سابق رہنما جرمی کاربن نے بھی ریلی سے خطاب کیا انہوں نے کہا کہ برٹن کے رہنماؤں کو اسرائیل کی بمباری کی حمایت نہیں کرنا چاہیے برٹن کے دیگر شہروں میں بھی بڑی بڑی ریلیاں ہو رہی ہیں۔

امریکہ کے کئی شہروں میں بھی فلسطین کی حمایت میں مظاہرے ہو رہے ہیں غزہ میں ہونے والی بمباری کے خلاف وہائٹ ہاؤس کے سامنے ہو رہے مظاہرے میں یہودی لوگ بھی ہیں جو خود کو زائنسٹ نہیں مانتے مذہب کے نام پہ وطن پرستی کی کورانہ تقلید سے خود کو الگ کرتے ہیں امریکہ کی یونیورسٹی میں فلسطین کی مانگ حماس کی حمایت اسرائیل کی حمایت کو لے کر موسلا دھار بحث ہو رہی ہے، اسی طرح اٹلی، مورکو اور جینیوا میں بھی مظاہرے ہو رہے ہیں ان تمام مظاہروں میں ایک ہی مانگ ہے کہ غزہ کی تباہی روکی جائے — بیلجیم کی راجدھانی برسلز میں بھی لگاتار مظاہرے ہو رہے ہیں کثیر تعداد میں لوگوں کی حاضری دیکھی جا رہی ہے، اسی مقام پہ یورپین یونین کا صدر دفتر ہے جس نے فلسطین کو مدد پہنچانے کا اعلان کیا ہے، یورپین یونین کی صدر اسرائیل گئی ہیں، اسرائیل غزہ معاملے میں اقوام متحدہ کے بیانوں کی بھی مذمت ہو رہی ہے۔

اقوام متحدہ نے کہا ہے کہ اسرائیل کو اپنی حفاظت کا حق ہے اور وہ اس کی حمایت کرتا ہے لیکن بین الاقوامی قانونوں کی پاسداری ہونی چاہیے اقوام متحدہ کے بیان کے بعد بھی اسرائیل کے حملے میں حقوق انسانی کی پامالیوں کی مسلسل خبریں آرہی ہیں بلکہ اسرائیلی حکمرانوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ وہ غزہ میں رہنے والے عام فلسطینی شہری اور حماس کے لڑاکو کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھتے، یوکرین معاملے میں روس کے ذریعے یوکرین کی بجلی کاٹنے کو جنگی جرم کہنے والے اقوام متحدہ نے اس بار اسرائیل کے ایسے فیصلے کو اس تناظر میں دیکھنا اور سمجھنا کیوں ضروری نہیں سمجھا؟ لوگ اب اس کے اس اختلافی نظریے کو اجاگر کر رہے ہیں اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہ گئی کہ مغرب میں سیاسی افکار و نظریات کے دو پیمانے ہیں، فائننشل ٹائمز نے لکھا ہے کہ مغرب کے کئی ممالک ذاتی طور پہ اسرائیل کو سمجھانے میں لگے ہیں کہ وہ غزہ کی تباہی روک دے، امریکہ بھی اب جنگی اصول وقوانین کی پاسداری کی بات کر رہا ہے اقوام متحدہ اور اس کی الگ الگ تنظیمیں غزہ کی تباہی روکنے کے لیے لگاتار اپیل کر رہی ہیں، اسرائیل کی فوج اپنے ٹویٹر ہینڈل پہ لگاتار اقوام متحدہ اور یونی سیف کے ذریعے جاری کردہ حقوقِ انسانی کے تحفظ کی اپیل کو چیلنج کر رہی ہے جس کا ایک ہی مطلب ہے کہ حقوقِ انسانی کے نام پہ اسرائیل نہیں رکنے والا ہے۔

اقوام متحدہ نے کہا ہے کہ غزہ کے دس بارہ لاکھ لوگ ہجرت کر چکے ہیں ہجرت کر کے وہ کہیں نہیں گئے بلکہ اسی چھوٹی سی جگہ میں گھرے ہوئے ہیں اسرائیل کے وزیر اعظم نتین یاہو لگاتار جنگ کی زبان کا استعمال کر رہے ہیں یہ بھی صحیح ہے کہ ان کا ملک چوطرفہ حملوں کے امکانات سے گھرا ہے، حماس سے لڑائی ہے تو دوسری طرف لبنان کی حزب اللہ نے بھی محاذ کھول دیا ہے، ایران لگاتار حملے کی دھمکی دے رہا ہے، ایسے حالات میں کیا اسرائیل کسی کی بات سنے گا کہ وہ غزہ کی تباہی روک دے امریکہ کے صدر جو بائیڈن کا دورۂ اسرائیل ہوا، لیکن انہوں نے غزہ جانے کی غلطی نہیں کی اور نہ ہی فلسطینیوں کے رستے ہوئے زخموں پہ مرہم رکھنا گوارہ کیا—

ایک طرف امریکہ ہتھیاروں کی سپلائی کر رہا ہے، ہر طرح کی فوجی امداد سے اسرائیل کو نواز رہا ہے اور مزید تعاون کا اعلان بھی کرنے والا ہے، دوسری طرف عام فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل کے حملے پہ تنقید بھی کر رہا ہے یعنی وہ رائے بھی دے رہا ہے مگر سیدھے سیدھے اسرائیل کو شرطوں کے ساتھ جنگ بندی کا پیغام نہیں دے رہا اور نہ یہ دباؤ بنا رہا ہے کہ غزہ کے لوگوں کے لیے پانی بجلی اور دواؤں کی سپلائی بند کی گئی تو ہتھیاروں کی سپلائی نہیں ہوگی، نتین یاہو شاید سمجھتے ہیں کہ امریکہ کہنے کے لیے فلسطین کی بات کر رہا ہے مگر اصل میں وہ اسی کے ساتھ ہے۔

سی بی ایس کو دیئے گئے ایک گھنٹے کے انٹرویو میں بائیڈن سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اس وقت غزہ پہ اسرائیل کے قبضے کی حمایت کریں گے، اس کے جواب میں بائیڈن نے کہا کہ یہ ایک بڑی غلطی ہوگی، حماس اور حماس کے انتہا پسند سبھی فلسطینیوں کی نمائندگی نہیں کرتے اور مجھے لگتا ہے کہ اسرائیل کے لیے غزہ پر پھر سے قبضہ کرنا ایک غلطی ہوگی— جو بائڈن کہتے ہیں کہ غزہ پر قبضہ کرنا بڑی غلطی ہوگی حماس اور اس کے انتہا پسند فلسطینیوں کی نمائندگی نہیں کرتے لیکن اس وقت جو تباہی ہو رہی ہے اسے فوری طور پہ روکنے کا اعلان بھی نہیں کرتے اس لیے دنیا کو سننے میں جو ٹھیک لگ رہا ہے امریکہ وہی بولی بول رہا ہے اور اسرائیل کو جو ٹھیک لگ رہا ہے وہ بھی وہی کیے جا رہا ہے امریکہ کھل کر انتباہ نہیں کر رہا کہ پانی بجلی کی سپلائی بحال کی جائے انسانی مدد کا راستہ دیا جائے جنگ بندی کے قواعد مرتب کئے جائیں—

دنیا کے ان طاقتور رہنماؤں کو میڈیا کے ذریعے گلوبل لیڈر بتایا جاتا ہے مگر حالات چیخ چیخ کر پکار رہے ہیں کہ یہ سب کھوکھلے نعرے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں، آج کوئی گلوبل راہنما و قائد نہیں ہے کسی بھی سطح سے یہ جنگ بندی میں کامیاب ہوئے ہیں؟ ان میں سے آدھے اسرائیل کے حامی ہو گئے ہیں چین اور روس فلسطین کی بات کر رہے ہے چین نے ہمارے ملک ہندستان کی سرحد پہ کیا کیا ہے؟ اس طرح دیکھیں تو ہر ایک کا رپورٹ کارڈ

احوال عالم

خراب ہے کسی کا کسی پہ بس نہیں چلتا صرف پروپیگنڈا مہم ہے کہ یہ حضرات گلوبل لیڈر بن گئے ہیں یوکرین اور غزہ نے ثابت کر دیا کہ دنیا میں سپر پاور کے لیے اب کوئی منصب نہیں ہے سب اپنے اپنے پاور کو بچانے میں لگے ہیں اس لیے یہ ایک گھٹیا اور ناقص خیال ہے کہ دنیا میں کوئی گلوبل لیڈر رہے یا اس کی جگہ بچی ہے، آپ ہمارے وزیر اعظم نریندر مودی کے کردار سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امتحان و آزمائش کی اس گھڑی میں وہ کتنے گلوبل انداز میں فعال و متحرک ہیں؟ گلوبل لیڈر اور سپر پاور کا کوئی تو کردار نظر آنا چاہیے—

سچائی تو یہ ہے کہ اس وقت ہر ملک اپنے آپ میں گلوبل پاور ہے، کوئی ایک سپر پاور نہیں، امریکہ دوکشتی کا مسافر ہے، ہتھیار بھی دے رہا ہے، فلسطینیوں کے حقوق کی بات بھی کر رہا ہے، وہ اپنے ہم وطنوں کو اسرائیل سے نکالنے کے لیے سمندری جہاز بھیج رہا ہے، نتین یاہو لگتا نہیں کہ کسی بھی طرح سے بین الاقوامی طاقتوں اور امریکہ کے دباؤ میں آنے والے ہیں، اگر ان پہ کسی طرح کا دباؤ ہے تو صرف گھریلو دباؤ ہے اسرائیل کے وزیر اعظم نتین یاہو ان خاندانوں سے ملنے کی تصویریں ٹویٹ کر رہے ہیں جن کے اپنوں کو حماس نے یرغمال بنا لیا ہے اس سے آپ کو لگے گا کہ سب کچھ ٹھیک ہے انہیں یرغمالیوں کے اہل خاندان کی حمایت حاصل ہے اور انہیں نتین یاہو پہ بہت بھروسہ ہے، لیکن ٹائمز آف اسرائیل نے لکھا ہے کہ یرغمال بنائے گئے افراد کے اہل خانہ نے تیل ابیب میں وزارتِ خارجہ کے سامنے مظاہرے کیے یہ لوگ وزیر اعظم نتین یاہو سے استعفیٰ مانگ رہے ہیں نعرے لگا رہے ہیں کہ نتین یاہو کرسی چھوڑو جیل جاؤ جو یرغمال بنائے گئے ہیں انہیں فوراً لوٹاؤ، آپ پہ بھروسہ نہیں رہا، آپ استعفیٰ دیجئے—

یرغمال بنائے گئے لوگوں کے اہل خانہ کا اضطراب بڑھتا جا رہا ہے، ایک خاتون نے اپنے مضمون میں یہ انکشاف کیا ہے کہ میری 84 سال کی ماں حماس کی گرفت میں ہیں، ان کے نام پہ غزہ کو تباہ مت کرو، انہوں نے لکھا ہے کہ میری ماں اور ان کے کچھ ساتھی جو اس دن مار دیئے گئے وہ امن میں یقین رکھتے تھے اور مانتے تھے کہ سرحد کے اس پار جو لوگ رہتے ہیں وہ بھی انسان ہیں اور ان کے بھی حقوق ہیں یہ کس قدر اعلیٰ سوچ ہے اور اقدار انسانی کا کیسا شاندار مظاہرہ ہے کہ جن کی ماں حماس کے ہاتھوں یرغمال ہیں وہ کہہ رہی ہیں کہ یرغمالیوں کے نام پہ غزہ کو تباہ مت کرو، اسرائیل کے اندر ان کے حمایتیوں کا اضطراب دن بدن بڑھتا جا رہا ہے، وہاں لوگ کھل کر سرکار کے نظریات کے خلاف اپنی رائے پیش کر رہے ہیں—

شفا اسپتال کے مردہ گھروں میں اور لاشوں کے لیے جگہ نہیں ہے اب آئس کریم کے ٹرکوں میں لاشوں کو رکھا جا رہا ہے غزہ کی تباہی کو سمجھنے کے لیے اپنے تصورات کا سہارا لیجئے کیونکہ جس کا وہم و تصور بھی نہیں کیا جا سکتا وہاں وہ ہو رہا ہے، یہاں تک کہ اسرائیل نے شمالی غزہ کے ہسپتالوں سے کہا ہے کہ وہ اسے خالی کر دے اس پہ ڈبلو ایچ او نے کہا ہے کہ یہ تو سیدھا سیدھا گھائل اور بیماروں کے لیے موت کا فرمان ہے، اسرائیل کے بیان بالکل مختلف ہیں ایک طرف اس نے غزہ کے راستے بند کر دیے ہیں دوسری طرف کہہ رہا ہے کہ اس کا ارادہ غزہ پر قبضہ کرنا نہیں ہے، اس امید میں کہ اسپتالوں کے احاطے میں بم نہیں گریں گے لوگ وہاں پناہ لے رہے ہیں۔

رائٹرز نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ غزہ کے القدس ہسپتال کے آس پاس اسرائیل نے بمباری کی ہے، اس کے سبب ایمبولنس نہیں چل پا رہے ہیں، غزا کے سبھی ہسپتالوں میں ایندھن 24 گھنٹے میں ختم ہونے والا ہے، اس کے بعد وہاں بجلی کیسے پیدا کی جا سکے گی کوئی نہیں جانتا، اسرائیلی فوج کی جارحیت اور مسلسل بمباری کے سبب غزا کے سولہ اسپتال برباد ہو گئے، ان پہ بمباری کا جواز پیش کرتے ہوئے اسرائیلی حکومت کا یہ جھوٹا دعویٰ ہے کہ وہاں حماس کے فوجی اڈے ہیں جب کہ غیر جانبدار ارباب جو اس اسپتال میں خدمات انجام دے چکے ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ یہ من گھڑت کہانی ہے انہوں نے تو نتین یاہو کو چیلنج کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں شواہد پیش کریں تا کہ ان

کے دعووں کی حقیقت بھی دنیا کے سامنے آسکے—

یو این او کے حقوق انسانی کے دفتر سے جاری ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ ہزاروں مریضوں کو جان کا خطرہ لاحق ہونے والا ہے، اس وقت اسرائیل غزہ میں قیام پذیر شہریوں کے ساتھ جو بھی کر رہا ہے، اسے سمجھنے کے لیے آپ صرف تصور کیجئے کہ اس حملے سے پہلے وہ یہاں کے لوگوں پہ کیسا قہر ڈھاتا ہوگا امریکہ نے حقوقِ انسانی کے کام کو دیکھنے کے لیے الگ سے ڈیوڈ سیکٹر فیلڈ کو نمایندہ منتخب کیا ہے ان کا کام یہ ہوگا کہ وہ طے کریں گے کہ غزہ میں فلسطینیوں کو کسی طرح مدد پہنچانا ہے امریکہ کی وزارت دفاع کے سکریٹری اسرائیل کے وزیر دفاع سے فون پہ متعدد مرتبہ بات کر چکے ہیں، سبھی کا نتیجہ ابھی تک صفر محض ہے، حقوقِ انسانی کی تنظیموں کی مدد پہنچانے یرغمالیوں کو آزاد کرانے اور پورے علاقے میں جنگ کی آگ پھیلنے سے روکنے کے لیے امریکہ کی وزارت خارجہ کے سکریٹری اینٹنی بلنکن بھی چار دنوں سے ملکوں کا دورہ کر رہے ہیں فلسطین اتھارٹی کے صدر محمود عباس سے مل چکے ہیں تین دنوں کے اندر وہ دو مرتبہ سعودی عرب جا چکے ہیں سعودی عرب کے سلطان محمد بن سلمان سے مل چکے ہیں انہیں ایم بی ایس کہا جاتا ہے ایم بی ایس نے کہا ہے کہ اسے روکنے کی ضرورت ہے اسرائیل کو غزہ سے دعویٰ چھوڑنا ہوگا سعودی عرب فلسطین کے عام بے قصور شہریوں کو مارنے سے متفق نہیں ہے اس کے علاوہ اینٹنی بلنکن امارات مصر بحرین جارڈن کا دورہ کر چکے ہیں اس کے بعد بھی ان کی کوششوں کا کوئی خاص اثر نہیں دکھائی دیتا۔

مصر کے صدر عبدالفتاح السیسی نے امریکہ کی وزارت خارجہ کے سکریٹری بلینکنگ سے کہا ہے کہ اسرائیل اپنی حفاظت کے نام پہ اجتماعی سزا کی طرف پیش قدمی کر چکا ہے— موجودہ صورتِ حال بہت خطرناک ہے اور پورے علاقے کو ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کو اس آگ کی لپیٹ میں لے سکتا ہے غزہ میں تناؤ کم کرنے کی ضرورت ہے حقوقِ انسانی کی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ وہاں ضرورت مندوں تک مدد پہنچائیں بلنکن اور مصر کے درمیان گفتگو کا نتیجہ بھی صفر محض رہا—

این بی سی نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ غزہ میں امریکہ کے 600 شہری ہیں اب امریکہ کو پتا نہیں کہ ان کے شہریوں کو کیسے نکالا جائے گا— این بی سی نے یہ بھی سوال کیا ہے کہ اسرائیل سے راستہ دینے کے لیے امریکہ کیوں نہیں دباؤ ڈال رہا اور مدد پہنچانے اور وہاں پھنسے امریکیوں کو نکالنے کے لیے اسرائیل راستہ کیوں نہیں دے رہا جبکہ اس کے لیے امریکہ کی مدد بہت ضروری ہے، این بی سی امریکہ کی خبر رساں ایجنسی ہے امریکہ نے کہا ہے کہ وہ مصر اسرائیل قطر سے بات کر رہا ہے کہ اپنی سرحدوں کو کچھ وقت کے لیے کھول دیں، غزہ کو محفوظ راستہ دینا آسان نہیں کئی ممالک کے ساتھ سمجھوتے کرنے ہوں گے اور حماس کا بھی تعاون لینا ہوگا، مگر کیا حماس اپنی طرف سے راستہ کھولے گا، اگر لوگ چلے جائیں گے تو اس کے پاس سودے بازی کے لیے کچھ نہیں بچے گا، اس وجہ سے بھی ان علاقوں سے لوگ نہیں جا رہے ہیں کہ پھر ان کی زمین انہیں واپس نہیں ملے گی اقوام متحدہ میں اسرائیل کے ایمبیسیڈر نے کہا ہے کہ اسرائیل کا غزہ پہ دوبارہ قبضہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے نہ ہی ہم وہاں رہنا چاہتے ہیں ہم اپنی زندگی کے لیے لڑ رہے ہیں اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے حماس کا صفایا اور ان کی طاقتوں کو ختم کرنے کے لیے جو بھی کرنا ہوگا ہم کریں گے—

ایران اس معاملے میں مسلسل بول رہا ہے ایران کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ غزا میں بچوں کی ہلاکتوں کا مکروہ سلسلہ نہیں رکا اور انہیں روکنے کی بات چیت الجھ جاتی ہے تو اس بات کے کافی آثار ہیں کہ ایسی صورت میں جنگ کے کئی محاذ کھل جائیں گے ان صداقتوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور ایسا ہونے کے امکانات دن بدن بڑھتے ہی جا رہے ہیں اگر اسرائیلی فوج غزہ میں گھس گئی تو مخالف قوتوں کے راہنما اسے قبضہ کرنے والے جوانوں کا قبرستان بنا دیں گے، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پوری دنیا کے پاس جنگ بندی کا کوئی روٹ میپ نہیں ہے سب صرف چیخ پکار کر رہے ہیں اس کے سوا کچھ بھی نہیں—

احوال عالم

آپ الگ الگ ملکوں کے بیانوں کو دیکھیں گے تو سمجھ میں آئے گا کہ اس لڑائی میں جنگ بندی میں کس کی کوئی دلچسپی نہیں ہے، دنیا کی بڑی طاقتوں کا حشر ہم نے روس اور یوکرین کی جنگ کے وقت دیکھ لیا تھا، روس کا کام آج تک چل رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسرائیل اس بات کی پرواہ نہیں کررہا کہ جنگ کے اصول وضوابط کی پاسداری کرنا ہے یا نہیں امریکہ سے بھی تو سوال ہوسکتا ہے کہ کیا اس نے عراق اور افغانستان میں جنگی اصولوں کی پاسداری کی تھی؟ اس طرح سے دیکھیے تو آج کسی کے پاس اخلاقی قوت نہیں ہے، سب اس حمام میں ننگے ہوچکے ہیں سبھوں کے پاس اس وقت صرف اسلحوں کی طاقت ہے، سب کالب ولہجہ اسی طاقت کے زیر اثر ہے۔

روس کے حملے میں یوکرین میں ایک سال میں 487 بچے مارے گئے، یہاں غزا میں اتنے دنوں کے اندر مرنے والے بچوں کی تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ بتائی جارہی ہے، غزا میں 90 گنا زیادہ تیز رفتاری سے بچوں کی موت ہوئی ہے، اقوام متحدہ بے چین ہورہا ہے وہ اپنے سبھی پلیٹ فورم سے ان وحشت ناک حملوں کے روکنے کی اپیل کررہا ہے، اس کی کئی تنظیمیں بار بار جنگی اصول وضوابط کی پاسداری کی جانب متوجہ کررہی ہیں مگر جو نتائج سامنے آرہے ہیں ان سے تو یہی اندازہ ہورہا ہے کہ ان کی چیخ پکار کا قطعاً کوئی اثر مرتب نہیں ہورہا ہے، اب ان تنظیمات کا کیا کردار رہ گیا ہے روس اور یوکرین جنگ کے وقت دنیا نے ان کی طاقتوں کا استعمال اور ان کی قوتوں کا اندازہ بھی دیکھ لیا، اس کے باوجود مدد پہنچانے والی اس کی ذیلی تنظیموں کو دیکھیں گے تو ان کا کام یقیناً قابل تعریف ہے، ان کے ہی نمائندے غزہ میں جان پہ کھیل کر لوگوں کی مدد کررہے ہیں، بم اور موتوں کے بڑے بڑے اعداد وشمار کے درمیان الجزیرہ نے ایک چھوٹا اعداد و شمار جاری کیا ہے غزہ کے 20 خاندان پوری طرح ختم ہوگئے، ان خاندانوں کی زندہ نسلوں کے تمام افراد اس حملے میں مارے گئے، سول رجسٹری میں سب کی موت درج ہوچکی ہے۔

ایک خاندان کے 31 افراد مارے گئے، غزا کے مرکزی افسر کی موت ہوئی ہے، ان کے علاوہ ان کے خاندان میں 15 لوگ مارے گئے، ایک صحافی کے خاندان کے 15 لوگوں کی موت ہوچکی ہے اور نہ جانے کتنے صحافیوں اور امداد رساں ایجنسیوں کے جانبازوں کو اسرائیلی افواج کی جارحیت کا نشانہ بنا پڑا، ہمارے وطن ہندستان میں اس جنگ کو لے کر الگ ہی ٹرینڈ چل رہا ہے، بہر حال وقت بہت تیزی سے گزرتا جارہا ہے ہلاکتوں کا نہ تھمنے والا مکروہ سلسلہ اس بھی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے، اب بغیر کسی انتظار کے بین الاقوامی طاقتوں کو پیش قدمی کرتے ہوئے جنگ بندی کے قواعد مرتب کر کے اسرائیل کی کھلی جارحیت کے خلاف ٹھوس اور مضبوط قدم اٹھانے کی ضرورت ہے دنیا بہت تیزی سے تیسری عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے، ایک طرف فلسطین میں دم توڑتی ہوئی انسانیت خاک اور خون میں غلطاں آدمیت بچے بوڑھے جوان مرد خواتین سب اسرائیلی افواج کی جارحیت کا نشانہ بن رہے ہیں اور دوسری طرف سعودی حکمران سعودی عرب کی راجدھانی ریاض میں جشن منا رہے ہیں جس میں دنیا بھر کی مشہور ومعروف رقاصائیں اپنے ننگے جسموں کی نمائش کررہی ہیں سعودی عرب کی موجودہ حکومت کے مذہبی کردار وعمل پہ علمائے اہل سنت و جماعت کی جانب سے ہمیشہ اعتراضات ہوتے رہے لیکن حالیہ دنوں میں محمد بن سلمان کے زمام اقدار سنبھالنے کے بعد جس آزاد خیالی اور فکری بے راہ روی کا مظاہرہ کیا جارہا ہے وہ نہ صرف یہ کہ حد درجہ افسوسناک ہے بلکہ قابل مذمت بھی۔

امور مذہبی تعلیمات پہ گہری نظر رکھنے اور اس پہ سزا دینے والی کونسل کو جب سے موجودہ حکومت میں انٹرٹینمنٹ کونسل میں تبدیل کیا ہے اس نے اپنے مغربی آقاؤں کے اشاروں پہ عرب کے مذہبی خاکے کا رنگ ہی تبدیل کرکے رکھ دیا ہے سینما گھروں کی اجازت سے لے کر رقص وسرود کی محفلوں کے انعقاد تک مغربی تہذیب وثقافت کا رنگ نمایاں ہوتا چلا جارہا ہے، ایسے قیامت بردوش حالات میں ریاض میں منعقد ہونے والے جشن کی خبر سے عالم اسلام سخت اضطراب میں ہے، ایک طرف ظالم

احوال عالم

صیہونی اسرائیلیوں کے ہاتھوں سیکڑوں کی تعداد میں فلسطینیوں کی شہادت ہورہی ہے بچے، بوڑھے، خواتین سب ان کے نشانے پہ ہیں دوسری جانب ریاض میں رقص وسرود کی محفل کا انعقاد کیا جا رہا ہے سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں منعقد ہونے والے اس جشن کے خلاف پوری دنیا میں سخت ردعمل کا اظہار کیا جارہا ہے، سعودی حکومت کی حرکتیں اب ناقابل برداشت ہوچکی ہیں اس وقت حجاز مقدس کی پاکیزہ و بابرکت سرزمین پر رہنے والے افراد مغربی تہذیب وتمدن کے سانچے میں بہت تیزی سے ڈھلتے چلے جارہے ہیں جو حددرجہ افسوسناک اور قابل مذمت بھی ہے اپنے سر پہ خادم الحرمین شریفین کا تاج سجانے والے یہ مردہ ضمیر ارباب حکومت اسلامی اخلاق وآداب سے ہی نہیں بلکہ انسانی اخلاقیات کی حدوں کو بھی پار کر چکے ہیں ان بے غیرتوں کو کم سے کم یہ تو سوچنا چاہیے تھا کہ اس وقت پوری دنیا میں فلسطینیوں پہ اسرائیل کی جانب سے ہونے والی جارحیت کے خلاف آواز بلند کی جارہی ہے، ان کے دکھ درد میں پوری دنیائے انسانیت آنسو بہارہی ہے ایک طرف ظالم اسرائیل ہردن غزہ کے شہریوں پہ بمباری کررہا ہے، کھانے پینے کی لالے پڑے ہوئے ہیں، مریضوں کو دوائیں فراہم نہیں ہورہی ہیں، قیامت کا سماں ہے۔

ایسے حالات میں ریاض میں رقص وسرود کی محفل سجانا اسلامی اخلاق وآداب کی تعلیم وتربیت کا کون سا حصہ ہے؟ سعودی عرب کے اربابِ اقتدار سے مطالبہ ہے کہ وہ فوراً یہ ننگا اور عریانیت سے لبریز جشن روکیں، اگر سعودی عرب کے اربابِ اقتدار کے دلوں میں ذرہ برابر بھی ایمانی غیرت وحمیت ہے، تو انہیں ایسے نازک دور سے گزرتے ہوئے فلسطین کے مسلمانوں کی حمایت میں کھل کر سامنے آنا چاہیے اور جنگ بندی کے قواعد کے لیے سخت عملی اقدام کرنے کی ضرورت ہے عالمی طاقتوں کا ساتھ لے کر اسرائیل پہ سخت سیاسی دباؤ بنایا جائے اور جنگ بندی کے قواعد مرتب کیے جائیں، اللہ تبارک وتعالی اہل فلسطین کی مدد فرمائے، جان ومال اور عزت وآبرو حفاظت فرمائے، آمین—

◆◆◆

ص ۵۰ رکا بقیہ...

بہائیں گے حتی کہ روتے روتے جب آنسو ختم ہوجائیں گے توخون کے آنسو روئیں گے...

کاش کہ ایسا رونا دنیا میں روتے

...حضرت مالک علیہ السلام کہیں گے کاش ایسا رونا تم دنیا میں روتے (تو کتنا اچھا ہوتا) کیونکہ اگر ایسی رولائی تم نے اللہ کی خشیت سے دنیا میں کی ہوتی تو (یہ نوبت نہ آتی بلکہ) تمہیں آج یہ آگ چھوتی بھی نہیں (اس عذاب میں گرفتار نہ ہوتے) پھر حضرت مالک، زبانیہ، (یعنی جہنمی جلادوں) کو حکم دیں گے ان کو دوزخ میں پھینکو پھینکو...

کلمۂ اخلاص کی تاثیر

...جب وہ دوزخ میں گرائے جائیں گے تو ان سب کے مونھوں سے لاالہ الا اللہ کہنے کی آواز بلند ہوگی کلمۂ طیبہ سن کر آگ (ٹھٹک کر) پیچھے ہٹ جائے گی مالک، آگ کو حکم دیں گے کہ ان کو پکڑلے آگ کہے گی: میں ان کو کیسے پکڑوں جب کہ یہ لوگ لاالہ الا اللہ کہہ رہے ہیں۔ حضرت مالک (علیہ السلام) پھر وہی حکم دیں گے کہ انکو پکڑ وہ پھر یہی جواب دیگی میں لاالہ الا اللہ کہنے والوں کو کیونکر پکڑسکتی ہوں۔ وہ کہیں گے ارے ہاں، (یہ حکم میں تجھے اپنی طرف سے نہیں دے رہا ہوں) یہ تو اللہ رب العرش الکریم ہی کا حکم ہے تو پھر آگ انہیں پکڑلے گی ان میں سے کسی کو ٹخنوں تک پہنچے گی اور کسی کو گھٹنوں تک اور کسی کو کوکھوں تک اور بعض کو گلوں تک پکڑے گی...

آگ کو اجازت نہیں ہوگی کہ امت محمدیہ کے چہرے اور دل جلائے

...پھر آگ جب ان کے مونھوں تک بڑھنا چاہے گی تو حضرت مالک کہیں گے کہ (بس) ان کے چہرے (کبھی) مت جلا کیونکہ انہوں نے دنیا میں زندگی بھر رحمن کے لئے سجدے کئے تھے اور ان کے دل (کبھی) مت جلا کیونکہ انہوں نے (اللہ کی رضا کے لئے) عمر بھر ماہ رمضان کے روزے رکھے تھے اور پیاس کی تکلیف برداشت کی تھی...

.........جاری

چھٹی قسط

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر

احوال وطن

گزشتہ سے پیوستہ

1990ء 30 اکتوبر تا 2 نومبر: ایودھیا (اتر پردیش) اتر پردیش کے وزیر اعلی: ملائم سنگھ یادو، جنتا دل، دسمبر 1989 – جون 1991 1988 / 1989 سے رام مندر معاملے نے زور پکڑنا شروع کر دیا تھا اور 6 دسمبر 1992ء کو بابری مسجد کی شہادت کے ساتھ ہی ملک گیر فسادات شروع ہوے، فسادات کا یہ سلسلہ قریب ایک عشرہ تک اپنے اثرات چھوڑتا رہا، یہاں سے آپ اسی کڑی کو ملاحظہ فرمائیں گے — 30 اکتوبر کو کار سیوکوں (رضا کار) نے ایودھیا (اتر پردیش) میں بابری مسجد پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔

ریاست کے وزیر اعلی ملائم سنگھ یادو نے سختی سے حکم دیا کہ انہیں ایسا کرنے سے روکا جائے، پولیس نے فائرنگ کی، چھبیس کار سیوک مارے گئے، اس کے فوراً بعد 30 اکتوبر کو ان ہندوں کا بدلہ لینے کے لیے کئی جگہوں (بڑودہ، احمد آباد، اندور، اتر پردیش، بہار میں یکم اور 2 نومبر کو) پر مسلم مخالف تشدد پھوٹ پڑا، درجنوں جانیں گئیں، اتر پردیش کی ریاستی حکومت کو تیس سے زیادہ قصبوں میں کرفیو لگانا پڑا۔ اس کے بعد وی ایچ پی نے پورے ملک میں "استھی کلش یاترا" کا اہتمام کیا اور اس تقریب کا فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہوئی۔ یہ جلوس بھی اپنے پیچھے فرقہ وارانہ فسادات کی ایک اور خونی پگڈنڈی چھوڑ گئے۔

Jaffrelot 1996: 422) (India Today 15/12/1990)

1990ء 30 اکتوبر تا 2 نومبر: بجنور (اتر پردیش) 56٪ ہندو، 42٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: ملائم سنگھ یادو، جنتا دل، دسمبر 1989 – جون 1991 بجنور (اتر پردیش) میں "بابری مسجد/رام جنم بھومی مسئلہ" کی وجہ سے بہت سنگین فساد پھوٹ پڑا، یہاں دس دن کے لیے کرفیو لگانا پڑا۔ 9 اکتوبر کو وزیر اعلی ملائم سنگھ یادو کی تقریر کے بعد سے کشیدگی بڑھ رہی تھی، جس میں انہوں نے مسلمانوں، پسماندہ طبقات اور دلتوں (SC) کو ہندو فرقہ وارانہ تنظیموں کے حملوں سے تحفظ فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ان کے دورے کے بعد دکانوں کو لوٹا گیا اور آگ لگا دی گئی۔ ایودھیا میں کارسیوکوں کی گرفتاریوں نے جنہیں بعد میں بجنور میں قید کر دیا گیا تھا ماحول کو فرقہ وارانہ بنا دیا۔ 28 اکتوبر کو ان کی قید کے خلاف احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔

30 اکتوبر کو جب بی بی سی نے اعلان کیا کہ وی ایچ پی نے ایودھیا میں بابری مسجد پر اپنا جھنڈا الہرا دیا ہے تو بجنور میں ہندوؤں نے فتح کے جلوس نکالے، بظاہر مسلمانوں کی طرف سے ان پر پتھراؤ کیا گیا جس سے بڑے پیمانے پر فسادات پھوٹ پڑے۔ مساجد کو نقصان پہنچایا گیا۔ مسلح گروہوں نے دیہاتوں پر حملے شروع کر دیئے۔ پی اے سی کی آمد سے مسلم مخالف تشدد میں مزید اضافہ ہوا۔ سرکاری اطلاعات کے مطابق صرف بجنور قصبے میں چالیس اور پورے ضلع میں آٹھ افراد کی موت ہوئی، غیر سرکاری ذرائع کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 200 تک بتائی گئی ہے۔

Sunday 11–17/11/1990) (Engineer 1991c) (R. Jeffery and P. Jeffery 1994)

1990ء 14 نومبر: دہلی 81٪ ہندو، 12٪ مسلمان دہلی کے وزیر اعلی: کوئی نہیں، دہلی اس وقت مرکز کے زیر انتظام علاقہ تھا، ریاست نہیں، دہلی جو اس وقت تک فرقہ وارانہ پریشانیوں سے نسبتاً متاثر نہیں تھی، 14 نومبر کو صدر بازار کے علاقے (پرانے شہر) میں فسادات شروع ہوے، تشدد اس وقت شروع ہوا جب

کئی نامعلوم اقلیتی تنظیموں جیسے آل انڈین مائینارٹی فرنٹ، آل انڈیا مسلم یونٹی فرنٹ اور سکھ مسلم دلت پنتھ سمیت دیگر کی جانب سے خاموش مارچ کا انعقاد کیا گیا، بظاہر پرامن نظر آنے والے اس جلوس میں نوجوان لاٹھیوں اور خنجروں سے لیس تھے، صدر بازار کے علاقے میں اشتعال انگیز تقاریر سے مارچ کرنے والوں اور اکثریتی برادری کے افراد کے درمیان جھڑپیں ہوئیں، تشدد میں تقریباً دس جانیں گئیں۔ جامع مسجد کے شاہی امام سید عبداللہ بخاری نے جلوس کے شرکاء کے رویے کی مذمت کی اور مقامی انتظامیہ کو اس کی نااہلی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

(Sunday 1/12/1990) (Frontline 21/12/1990)

1990ء دسمبر 7–17: حیدرآباد (آندھرا پردیش)

54٪ ہندو، 43٪ مسلمان آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ: میری چنا ریڈی، پارٹی کانگریس، دسمبر 1989ء 17 دسمبر 1990 حیدرآباد (آندھرا پردیش) میں بھیانک تشدد کا ایک نیا واقعہ پیش آیا، اکتوبر 1990 سے شہر کا ماحول کشیدہ تھا، جسٹس ہیرا من سنگھ کمیشن آف انکوائری کے مطابق 19 اکتوبر کو پولیس کے ہاتھوں ایک بدنام زمانہ مجرم کی ہلاکت کے بعد شہر کے مختلف حصوں میں جھڑپیں ہوئیں۔ 23 اکتوبر کو بہار میں ایل کے اڈوانی کی گرفتاری کے بعد بی جے پی اور مسلم تنظیموں نے اشتعال انگیز پمفلٹ تقسیم کیے تھے۔ حیدرآباد اور پڑوسی رنگا ریڈی ضلع میں 29 اکتوبر سے یکم نومبر کے درمیان فرقہ وارانہ تشدد میں گیارہ افراد ہلاک ہوئے، شہر میں ہندو اور مسلم مافیاؤں کے گروہوں کے درمیان باہمی قتل وغارت بھی ہوئی۔ دسمبر کے واقعات کے متعلق دو قسم کی آرا پائی جاتی ہیں کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ 7 دسمبر کو ایک غریب ہندو با کر کے چھرا گھونپنے سے کاروار کے علاقے میں فساد برپا ہو گیا۔

اس کے بعد 150 لوگوں کا ہجوم اس علاقے میں جمع ہوا اور 50 افراد پر چاقو سے حملہ کیا گیا، ان میں سے بیس افراد مر گئے جن میں اکثر مسلمان تھے — دوسری رائے رکھنے والے کہتے ہیں کہ سبزی منڈی کے علاقے میں ایک خاتون اور اس کے بچے کی لاشیں ملنے کے بعد فرقہ وارانہ تشدد پھوٹ پڑا۔ 8 دسمبر کو تشدد شہر کے مختلف حصوں میں پھیل گیا۔ ایم آئی ایم (مجلس اتحاد المسلمین) کے کارکنوں نے ہندو موسی مہاجر کارکنوں پر تلواروں اور نیزوں سے حملہ کیا، جس میں تقریباً 40 افراد ہلاک ہوئے۔ جوابی کارروائی میں 9 دسمبر کو ہندوؤں کے ہاتھوں بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا گیا، ان فسادات میں خواتین اور بچوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا، بہت سے لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا یا سنگسار کر دیا گیا، سرکاری رپورٹس کے مطابق ان فسادات میں 134 افراد ہلاک اور 300 زخمی ہوئے۔ لیکن اصل تعداد ممکنہ طور پر 200 یا 300 اموات کے برابر ہے۔ مختلف عناصر سے پتہ چلتا ہے کہ فرقہ وارانہ تشدد کی حوصلہ افزائی کانگریس کے متعدد منحرف لوگوں نے کی تھی تا کہ چیف منسٹر چنا ریڈی کا تختہ الٹا جا سکے اور ہنگامہ آرائی کے بعد چیف منسٹر استعفیٰ دینے پر مجبور ہوئے۔

Engineer 1991b) (Engineer 1991c) (Kakar 1996: 47–51) (National Integration Council 2007)

1990ء دسمبر 7–10: علی گڑھ (اتر پردیش) 57٪ ہندو، 41٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: ملائم سنگھ یادو، جنتا دل، دسمبر 1989 – جون 1991 علی گڑھ (اتر پردیش) شہر میں ایک بار پھر بڑے پیمانے پر فسادات پھوٹ پڑے۔ 30 اکتوبر سے شہر میں فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھ رہی تھی جب علی گڑھ سے تقریباً 500 کلومیٹر دور ایودھیا (اتر پردیش) میں پولیس نے کارسیوکوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ مرنے والوں کی راکھ (استھیاں) لے جانے والے عقیدت مندوں نے علی گڑھ سمیت پوری ریاست کا سفر کیا جس سے دونوں طرف تناؤ پیدا ہوا۔ نتیجتاً 7 دسمبر کو فسادات پھوٹ پڑے۔ فسادات کے متعلق یہاں بھی مختلف آرا پائی جاتی ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اپر کوٹ کے علاقے میں ایک مسجد میں اشتعال انگیز تقریر کرنے کے بعد دو صوبائی آرمڈ کانسٹیبلری (پی اے سی) کے جوانوں پر حملہ کیا اور جواب میں پی اے سی نے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ سرائے سلطانی کے علاقے میں ایک مسجد کے قریب ایک بم دھما کہ ہوا۔

احوال وطن

مسلمان احتجاج کے لیے جمع ہوئے اور پی اے سی کے ایک جوان سے رائفل چھین لی۔ اس کے جواب میں پی اے سی نے فائرنگ کی جس میں تین مسلمان مارے گئے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ کون سا ورژن (رائے) درست ہے، جو بات واضح ہے وہ یہ ہے کہ شہر میں بڑے پیمانے پر فسادات ہوئے اور کئی دنوں تک بلا روک ٹوک جاری رہے۔ 8 دسمبر کو گومتی ایکسپریس ٹرین پر ہندو ہجوم نے حملہ کیا تھا جس کے نتیجے میں 4 سے 15 کے درمیان مسلمان مسافر مارے گئے تھے، اسی دن سا سنی گیٹ تھانے کے قریب جوگی واڑہ کے علاقے میں 17 مسلمانوں کو جلا کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔

مجموعی طور پر 8 دسمبر کو 50 سے زیادہ افراد کی موت ہوئی تھی۔ 10 دسمبر کو ایک جھوٹی افواہ (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے جواہر لال نہرو میڈیکل کالج ہسپتال میں 28 مریض مار دیے گئے) کے ہندی مقامی پریس میں چھپنے کے بعد تشدد میں شدت آ گئی، اس افواہ کے نشر ہونے کے بعد ہندو ہجوم کے مسلمانوں پر حملے کئی گنا بڑھ گئے۔ پی یو سی ایل (پیپلز یونین فار سول لبرٹیز) کی رپورٹ کے مطابق پی اے سی نے بڑی تعداد میں مسلمانوں کو قتل کیا، ان فسادات میں اموات کی کل تعداد غیر یقینی ہے، میڈیا نے 75 ہلاکتوں کی اطلاع دی۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 92 بتائی گئی ہے۔ جن میں سے دو تہائی مسلمان تھے۔ مسلم تنظیموں نے صرف مسلم کمیونٹی میں 100 اموات درج کیں۔ پی یو سی ایل کی ایک رپورٹ میں مرنے والوں کی تعداد 150 یا 200 ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی طلبہ یونین نے 500 کے مارے جانے کا دعویٰ کیا ہے لیکن یہ تعداد شاید بہت زیادہ ہے۔

(The Times of India 16/12/1990) (Engineer 1991c)

(Brass 2003: 116–125)

1990 دسمبر 10–15: کانپور (اتر پردیش) 78٪ ہندو، 20٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: ملائم سنگھ یادو، جنتا دل، دسمبر 1989– جون 1991 کانپور (اتر پردیش) میں 10 دسمبر کو فرقہ وارانہ تشدد پھوٹ پڑا جب کپڑے بیچنے والے مسلم ہاکروں پر حملہ کیا گیا اور ان کا سامان جلا دیا گیا۔ جوابی کارروائی میں مسلمانوں نے لوٹ مار کی اور ہندوؤں کی دکانوں کو آگ لگا دی، اس کے بعد ہندوؤں نے مسلمانوں کی دکانوں کو تباہ کیا اور ایک مسجد کو نقصان پہنچایا۔ اس تشدد میں چھ افراد مارے گئے۔ پی اے سی نے کئی مسلمانوں کے گھروں میں ٹیلی فون لائنیں اور پانی کاٹ دیا اور من مانی گرفتاریاں کیں۔

12 دسمبر کو مسلمانوں نے PAC کے خلاف ایک تصادم میں لڑائی کی جس میں پولیس کی فائرنگ سے چار اور چاقو مارنے کے واقعات میں دو دیگر جانیں گئیں، سرکاری ذرائع کے مطابق 14 دسمبر تک مرنے والوں کی تعداد 20 ہو گئی تھی۔

(Engineer 1991c)

1990 16 دسمبر: آگرہ (اتر پردیش) 82٪ ہندو، 15٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: ملائم سنگھ یادو، جنتا دل، دسمبر 1989– جون 1991 آگرہ (اتر پردیش) میں تشدد ہوا، میڈیا نے 11 جانیں ضائع ہونے کی اطلاع دی لیکن انجینئر کے مطابق متاثرین کی تعداد 22 تھی۔ ہلاک ہونے والوں میں اکثریت غریب مسلمانوں کی تھی۔ پی اے سی نے کم از کم آٹھ افراد کو ہلاک کیا، پی اے سی نے متاثرین کو ان کے گھروں کے اندر گولی مار کر ہلاک کیا۔ (Engineer 1991c)

1990 دسمبر 15–23 اور 1991ء 31 جنوری تا 5 فروری: کُھرجا (اتر پردیش) 79٪ ہندو، 21٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: ملائم سنگھ یادو، جنتا دل، دسمبر 1989– جون 1991 بلند شہر ضلع کے شہر کُھرجا (اتر پردیش) میں رام جنم بھومی مہم کی وجہ سے دو مواقع پر فرقہ وارانہ تشدد دیکھنے میں آیا۔ 15 دسمبر کو شروع ہونے والے پہلے فسادات میں 74 افراد ہلاک ہوئے جن 62 مسلمان اور 12 ہندو تھے، تشدد ایک مسلم سرکاری ملازم کے چھرا گھونپنے کے بعد ہوا: اگرچہ اسے علاج کے لیے دہلی بھیجا گیا تھا لیکن ہندی اخبار آج نے ایک جھوٹی رپورٹ شائع کی کہ وہ مر گیا ہے جس سے قصبے میں بڑے پیمانے پر فساد

پھیل گیا۔ زیادہ تر ہلاکتیں سرائے شیخ عالم کے پڑوس میں ہوئیں، جہاں بنیوں اور برہمنوں نے علاقے کے چند مسلمانوں کے گھروں کونشانہ بنایا۔ مزید فسادات 31 جنوری کو ایک مسلم گھر میں بم پھٹنے کے بعد ہوئے۔

تشدد کا یہ دوسرا مرحلہ 5 فروری تک جاری رہا جس میں 22 جانیں گئیں، ان میں 18 مسلمان اور چار ہندو شامل تھے، اس فساد میں PAC کی فعال شمولیت صاف دکھی، اخبارات کے ذریعہ پھیلائی جانے والی افواہوں اور وی ایچ پی سے متاثر ہونے والے اشتعال انگیز پمفلٹس نے فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دی تھی۔

(Chakravarti et al. 1992)

1991ء 24 مارچ: بھدرک (اڑیسہ) 94٪ ہندو، 6٪ مسلمان اڑیسہ کے وزیر اعلی: بیجانند پٹنائک، جنتادل، مارچ 1990 تا مارچ 1995 یہ دور ایسا تھا کہ عام طور پر پرسکون رہنے والی ریاست اڑیسہ میں بھی فسادات ہوئے، یہاں 1964 کے بعد سے فرقہ وارانہ فسادات نہیں ہوئے تھے۔ بھدرک قصبہ میں 24 مارچ کو ہندو تہوار رام نومی کے موقع پر فرقہ وارانہ تشدد دیکھنے میں آیا۔ "بابری مسجد/رام جنم بھومی معاملے" کی وجہ سے یہ جلوس کشیدہ ماحول میں نکلا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ پولیس نے اسے ایک مسلم کوارٹر سے گزرنے دیا اور پھر حسب معمول جو منظر ہر جگہ نظر آتا ہے وہ یہاں بھی دیکھا گیا، گالی گلوچ ہوئی اور تشدد پھوٹ پڑا، مسلمانوں نے معاشی طور پر غالب ہندو مارواڑی برادری کے خلاف جوابی کارروائی کی۔ پولیس نے مداخلت کرنے میں ہمیشہ کی طرح دیر کردی۔ اس کے بعد بی جے پی نے ریاست گیر بند کی کال دی، نتیجہ سورو قصبے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جھگڑے کے بعد تشدد بھڑک اٹھا، بھدرک اور سورو میں بالترتیب 17 اور 16 افراد کی موت ہوئی۔

(Engineer 1991 a)

1991ء 27 مارچ: سہارنپور (اتر پردیش) 52٪ ہندو، 44٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: ملائم سنگھ یادو، جنتادل، دسمبر 1989 — جون 1991 عام طور پر پرامن شہر سہارنپور (اتر پردیش) سنگین فرقہ وارانہ فسادات کی زد میں آ گیا، جیسا کہ بھدرک میں ہوا تھا، یہ غیر متوقع فسادات رام نومی کے ہندو تہوار کے دوران ہوئے جو اس سال مسلمانوں کے رمضان کے مہینے کے ساتھ پڑا تھا۔ 24 مارچ کو رام نومی کے جلوس کو ایک مسجد کے قریب سے گزرنے سے روک دیا گیا جہاں شام کی نماز ادا کی جا رہی تھی۔ ہندو فرقہ وارانہ تنظیموں (بی جے پی، آر ایس ایس، وی ایچ پی اور بجرنگ دل، وی ایچ پی کی طلبہ ونگ) نے جلوس کو مکمل کرنے پر اصرار کیا اور فعال پروپیگنڈہ شروع کیا۔ ہندو اور مسلم گروپوں کے درمیان کشیدگی بڑھ گئی۔ دونوں فریق جنگ کے لیے تیار تھے۔ 26 مارچ کو بالآخر مقامی انتظامیہ نے جلوس کو اپنا راستہ مکمل کرنے کی اجازت دے دی۔ جلوس کو جامع مسجد کے قریب روک کر مسلم مخالف نعرے لگائے گئے۔ کچھ مارچ کرنے والوں نے مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنا شروع کر دیا۔ پولیس نے مداخلت نہیں کی۔

اس اشتعال انگیز رویہ نے فرقہ وارانہ فساد کو جنم دیا۔ ایسے ماحول میں یہ افواہ پھیلی کہ مسجد پر حملہ کیا گیا ہے، مسلم نوجوانوں کی طرف سے پرتشدد جوابی کارروائی کی گئی جنہوں نے قصبے کے کئی حصوں میں ہندو دکانوں کو نشانہ بنایا۔ تشدد میں سرکاری طور پر 12 اور میڈیا رپورٹس کے مطابق 40 سے زیادہ جانیں گئیں۔ فسادات سے پہلے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کا تبادلہ کر دیا گیا تھا اور بغیر کسی قابل افسر کے شہر چھوڑ دیا گیا تھا، یعنی کہیں نہ کہیں یہ فساد حکومتی شہ پر ہوا تھا—

The Times of India 07/04/1991) (Engineer 1991a)

1991ء 19 مئی: کانپور (اتر پردیش) 78٪ ہندو، 20٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: ملائم سنگھ یادو، جنتادل، دسمبر 1989 — جون 1991 کانپور (اتر پردیش) کے صنعتی اور پرتشدد شہر میں فسادات ہوئے۔ مسلمانوں اور پی اے سی کے درمیان بار بار جھڑپوں کے ساتھ کشیدگی ایک سال سے زیادہ عرصے سے مسلسل بڑھ رہی تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ پولیس کی گولیوں سے 6 اپریل اور دسمبر 1990 میں مزید 20 اموات ہو چکی تھیں، مئی

میں انتخابی مہم کے درمیان بابری مسجد/رام جنم بھومی تنازعہ کی وجہ سے فرقہ وارانہ پولرائزیشن کے تناظر میں بی جے پی کے نوجوان کارکنوں نے ایک مسلم علاقے کے سے انتخابی جلوس کی قیادت کی۔ مسلم نوجوانوں نے جوابی کارروائی کی اور پورے شہر میں فساد پھیل گیا۔ اس فساد میں بھی بیس افراد مارے گئے۔

(Engineer 1991 a)

1991ء 20 مئی: میرٹھ (اتر پردیش) 61٪ ہندو، 36٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: ملائم سنگھ یادو، جنتادل، دسمبر 1989 — جون 1991 خاص الیکشن کے دن میرٹھ (اتر پردیش) میں بھی فسادات ہوئے۔ میرٹھ شہر کی سیٹ ہارتے دیکھ بی جے پی نے مسلمانوں کو ووٹ ڈالنے سے روکنے کے لیے جارحانہ مہم چلائی۔ نگار سینما کے قریب اٹھارہ افراد (16 مسلمان اور دو دلت) کو دن دہاڑے بے دردی سے قتل کر دیا گیا، پولیس بے حس رہی، جوابی کارروائی میں مسلمانوں نے ہندوؤں کی دکانوں کو جلا دیا اور شہر کو بڑے پیمانے پر فسادات نے اپنی لپیٹ میں لے لیا، سرکاری ریکارڈ کے مطابق تشدد میں لگ بھگ 30 افراد ہلاک ہوئے، غیر سرکاری ذرائع کے مطابق 50 سے زیادہ افراد مارے گئے۔ (Engineer 1991 a)

آپ سارے فسادات کو بغور پڑھیے تو بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پولیس نے مداخلت تو کی ہی نہیں بلکہ بارہا فسادیوں کے ساتھ مسلمانوں کو ٹارگیٹ کیا یا پھر فسادیوں کی خاموش حمایت کی ہے — 1991ء 8 اور 13 نومبر: وارانسی (اتر پردیش) 68٪ ہندو، 31٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: کلیان سنگھ، بی جے پی، جون 1991 تا دسمبر 1992 وارانسی (اتر پردیش) میں دو دن کے فرقہ وارانہ تشدد میں میڈیا کے مطابق 15 سے 50 کے درمیان لوگ مارے گئے۔

8 نومبر کو کالی پوجا کے جلوس کی قیادت شہر کے متعدد ہندو کلبوں میں سے ایک "نوسانگ" کلب نے کی۔ مدن پورہ کے مسلم علاقے سے گزرتے ہوئے مارچ کرنے والوں نے مسلم مخالف نعرے لگائے اور پٹاخے چلائے اور ہنگامہ آرائی شروع کی، نزدیکی سینما ہال میں موجود مسلمان شائقین کو فسادیوں نے ہراساں کیا۔ بالآخر کرفیو نافذ کیا گیا لیکن 13 نومبر کو کرفیو ہٹا دیا گیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی طرف سے سخت جوابی کارروائی کی گئی۔ مدن پورہ میں راہگیروں کو زدوکوب کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں پی اے سی نے علاقے میں پرتشدد تلاشی کی کارروائیاں شروع کیں جس میں ایک مسلمان مارا گیا۔

(Sunday 24/11/1991) (The Week 01/12/1991)

1992ء 2 اکتوبر — 9: سیتامڑھی (بہار) 79٪ ہندو، 21٪ مسلمان بہار کے وزیر اعلی: لالو پرساد یادو، جنتادل، مارچ 1990 تا مارچ 1995 2 اکتوبر کو بہار کے ایک ضلع سیتامڑھی میں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے، خاص طور پر سیتامڑھی شہر اور ریگا گاؤں میں جھڑپیں 2 اکتوبر کو اس وقت شروع ہوئیں جب درگا پوجا کے ایک جلوس کو کچھ مسلم نوجوانوں نے ایک مسجد کے قریب "جے شری رام" جیسے نعرے لگانے سے روکا۔ 4 اکتوبر کو پوجا سمیتی نے فیصلہ کیا کہ درگا کی مورتی کو مسلم اکثریتی علاقے سے گزارنے کے بعد ایک بائی پاس پول میں وسرجن کیا جائے گا، 8 اکتوبر کو درگا جلوس کا آغاز ہوا، جلوس میں موجود کئی اکھاڑوں کے ارکان نے مسلم مخالف نعرے لگائے، اس وجہ سے مسلح مارچ کرنے والوں اور مسلم نوجوانوں کے درمیان تشدد شروع ہو گیا۔ پولیس نے گولی چلائی جس میں ایک ہندو اور ایک مسلمان مارا گیا۔ میڈیا نے 50 ہلاکتوں کی اطلاع دی۔ سرکاری ذرائع نے مرنے والوں کی تعداد 48 بتائی ہے جن میں 41 مسلمان تین ہندو اور چار نامعلوم افراد شامل ہیں۔

لیکن غیر سرکاری طور پر مرنے والوں کی اصل تعداد 65 تک ہو سکتی ہے، جن میں سے 58 مسلمان اور سات ہندو تھے، ریگا گاؤں میں بھی فسادات اس افواہ کے پھیلنے کے بعد ہوئے کہ سیتامڑھی میں ایک دس سالہ ہندو لڑکی کو مسلمانوں نے وحشیانہ حملہ کر کے ہلاک کر دیا ہے۔

(Sunday 25–31/10/1992) (Engineer 1992a)

جاری.........

احوال وطن

احوال وطن

از: غلام مصطفیٰ رضوی *

۶/ دسمبر! دستور ہند کی پامالی کی ناقابل فراموش تاریخ

مسجد شہید کر دینے سے اُس کی مسجدیت باطل نہیں ہوتی: مفتی اعظم ہند

تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ مسلمان حکمرانوں نے کسی مندر یا معبد باطل کو ڈھا کر مسجد بنائی ہو، بابری مسجد کا ہی معاملہ لیجیے، یہ کہنا کہ اسے مندر کے مقام پر بنایا گیا غیر تحقیقی بات ہے، ٹھوس ثبوت اب تک پیش نہ ہوئے تو ماننا پڑے گا کہ مسجد کسی مندر کی جگہ نہیں بنائی گئی، انگریز کی پالیسی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی تھی اور یہ کہ مسلمان کو نقصان پہنچایا جائے، صہیونی مزاج کی تاریخ گری ہے، بابری مسجد سے متعلق زہر اُگلا گیا کہ وہ مندر توڑ کر بنائی گئی، صنم کے پجاریوں نے مسلم دشمنی میں مفروضے کو تسلیم کرلیا اور پھر بابری مسجد سے متعلق خواہ مخواہ تنازعہ کھڑا کیا گیا۔

اس بابت ہمیں اپنے دین کا فیصلہ بھی دیکھ لینا چاہیے، اس لیے بھی کہ ایک مسلمان کے لیے اسلامی حکم فوقیت رکھتا ہے، اور مذہبی آزادی کا بھی یہی مطلب ہے کہ مذہبی احکام پر عمل میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

تقریباً ۸۰ ربرس قبل لاہور میں مسجد شہید گنج کا سانحہ پیش آیا، تشدّد پسندوں نے مسجد شہید کر دی، (بابری مسجد کا سانحہ بھی ایسا ہی ہے) اس موقع پر مسلمانوں نے اسلامی حکم معلوم کرنے کے لیے بریلی کے مرکزی دارالافتا سے رجوع کیا، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری بریلوی علیہ الرحمہ نے فتویٰ دیا، جس کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ:

''لاہور کی مسجد شہید گنج ہو یا کہیں کی کوئی مسجد جو مسجد ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہے، اس کی مسجدیت کبھی کسی وقت نہیں جا سکتی، مسجد کے شہید کر دینے سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہوسکتی۔''

(فتاویٰ مصطفویہ، ص ۲۴۴، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

پھر آپ نے یہ بھی واضح کیا کہ مسجد اگرچہ زیادتی سے کفار اپنے قبضہ میں کرلیں تب بھی مسجد مسجد ہی رہے گی، مثال میں آپ نے خانۂ کعبہ کا ذکر کیا، جہاں ایک عرصہ تک توحید کے دُشمنوں نے پوجا کی لیکن وہ اللہ کا گھر تھا، آقائے کائنات مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور اسے ان اصنامِ باطل سے پاک فرمایا، مفتی اعظم فرماتے ہیں:

''وہ مسجد جیسے شہید ہونے سے پہلے مسجد تھی یوں ہی اب بھی مسجد ہے اور قیامت تک مسجد رہے گی، عیاذاً باللہ کافروں کے قبضہ میں مسجد آجانے سے کسی کے نزدیک اس کی مسجدیت نہیں جاتی، کعبہ برسہا برس قبضۂ کفار میں رہا جس کے گرداگرد مشرکوں نے ۳۶۰ ربت رکھے، ہر دن ایک نئے بت کی پوجا کرتے اس قبضہ سے کعبہ غیر کعبہ نہیں ہو گیا، وہاں بتوں کے نصب کرنے اور پوجا ہونے سے قبلہ بت خانہ نہیں بن گیا۔'' (نفس مصدر، ص ۲۴۴-۲۴۵)

اسی طرح بابری مسجد کا بھی معاملہ اہل نظر سمجھ سکتے ہیں، فرقہ پرستوں کے ذریعے مسجد شہید کر دینے سے اس کی مسجدیت کا خاتمہ نہیں ہوسکتا، اب افسوس کا مقام یہ ہے کہ عدلیہ نے ملک کی اکثریت کا خیال رکھا، انصاف و دیانت کے لیے سوالیہ نشان قائم رہے گا! کیوں کہ شواہد مسجد کی مسجدیت پر دلالت کرتے ہیں، اس کی باقی ابھی عدالت ہے۔

دوسری بات یہ کہ ۱۹۹۲ء میں فرقہ پرستوں نے دن دہاڑے مسجد کو شہید کر کے سیکولرزم کو پامال کیا اور جمہوری اقدار کو نقصان پہنچایا، حالاں کہ مسلمانوں نے استقلال سے کام لے کر قانونی راستہ اختیار کیا، اس کے باوجود اب تک وہ جنونی آزاد گھوم رہے ہیں، انھیں قانون کے شکنجے میں کسا نہیں گیا، حالاں کہ مسجد شہید کر کے دنیا کی سب سے عظیم سمجھی جانے والی جمہوریت

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

کا گلا انھوں نے گھونٹا تھا اور پوری دنیا میں ملک کا وقار نشان زد ہوا، اس شہادت کے بعد بھی اسلام کے نزدیک مفتی اعظم کے فتوے کی روشنی میں شہید ہونے والی مسجد "مسجد" ہی ہے، آپ لکھتے ہیں:

"اسی طرح مسجد کا وہ بقعہ طاہرہ (مقدس حصہ) جو خالصاً للہ تعالیٰ برائے طاعت وقربت وقف کیا گیا وہ... ویسا ہی مسجد شہید ہو جانے کے بعد اب بھی ہے، اصل مسجد تو وہ موضع صلاۃ ہے، عمارت ہو یا نہ ہو جو جگہ مسجد ہو گئی مسجد ہی رہے گی۔" (نفس مصدر، ص ۲۴۵)

رہی یہ بات کہ مسلمان مسجد کے مقام کو "رام جنم بھومی" مان لیں تو یہ ایسا ہی ہے کہ مسجد کی مسجدیت سے مسلمان انکار کر دیں، ظاہری بات ہے کہ ایسا تسلیم کرنا گویا مسجد کا انکار کرنا ہے اور یہ مسلمانوں کی مذہبی آزادی سلب کرنے کے مترادف، یہ عمل اسلام کے نزدیک مسجد کی توہین ہے، مسجد کی توہین دین کی توہین ہے، مفتی اعظم فرماتے ہیں:

"مساجد بیوت اللہ (اللہ کا گھر) ہیں اللہ کے دین کا عظیم شعار ہیں اور کسی شعارِ دین کی ادنیٰ سے ادنیٰ ہتک ہرگز مسلمان برداشت نہیں کر سکتے، بے شک بے شک شعارِ دین پر حملہ؛ دین پر حملہ ہے..... مسجد کی حفاظت و صیانت فرضِ مبین ہے۔" (نفس مصدر، ص ۲۴۷)

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پہلے ان پر قانونی شکنجہ کسا جاتا جنھوں نے مسجد کو دن کے اُجالے اور کھلی فضا میں شہید کیا تھا، لیکن ایسا نہیں ہوا، اقلیتوں کے ساتھ اس طرح کا مذاق یقیناً جمہوری اَقدار کی پامالی ہے، اس سلسلے میں حقائق کے پیشِ نظر کم از کم ہمیں اپنی تاریخ کے اُن لمحات کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے؛ جن میں مسجد کو جبراً شہید کر دیا گیا اور اسی کے ساتھ دیانت وانصاف کا چہرہ بھی لہولہان ہو گیا:

اپنے کعبہ کی حفاظت تمہیں خود کرنی ہے
اب ابابیلوں کا لشکر نہیں آنے والا

اسلامی وثائق اور مستندات کی روشنی میں یہ اَمر واضح ہے کہ مسجد، مسجد ہی رہتی ہے؛ تو جو قصر مسجد ظلماً شہید کر دیا جائے تو اس سے مسجدیت کی نفی نہیں ہو جاتی، قطعۂ اراضی مسجد ہو گیا تو صبح قیامت تک اس خطۂ زمین کا نام مسجد ہی رہے گا، گرچہ اہلِ شرک وہوا معبد باطل قرار دے لیں، ۶ر دسمبر شہادت بابری مسجد ایک عظیم المیہ ہے، برس گزر گئے لیکن اب تک زخم تازہ ہے۔

◆◆◆

ص ۵۴ر کا بقیہ.....

کہیں بھی نام ونشاں کا نہ رہے گا بخت
دشمن دیں کا پلٹ جائے گا پل میں تخت
لوٹ آئے گا بسر عزوعلائے رفت
حق بجانب ہے یہ کہنے میں جسیم خستہ
گر کرم آپ کریں بدلیں گے حالات ضرور
آئیے بہر مدد مسجد اقصیٰ میں حضور

◆◆◆

ص ۴۴ر کا بقیہ.....

کی اچھی اچھی باتیں تو جسے سنتا بھی ہے، اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو فکر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

◆◆◆

از: حافظ افتخار احمد قادری*

خلیفۂ اوّل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اسلاف وا خلاف

بعثتِ نبوی سے قبل اہل مکہ اگرچہ بت پرستی، کفر وشرک، ظلم وستم، زنا کاری وشراب نوشی، وحشت وبربریت اور ان جیسے دیگر معاملاتِ فاسدہ میں گھرے ہوئے تھے، مگر اس وقت بھی چند ایک ایسے لوگ تھے جو ان تمام معاملات کو نہ صرف غلط سمجھتے بلکہ ان کے خلاف حق کی تلاش میں سرگرداں بھی رہتے، ان ہی لوگوں میں ایک ایسا جوان بھی تھا جس کا شمار قریش کے شرفا میں ہوتا تھا اور اس کی نیک نامی کی وجہ سے چھوٹے بڑے سب ہی اس کی عزت کیا کرتے تھے، ایک دن اس کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا اور جس حق کی تلاش میں وہ سرگرداں تھا، وہ حق اسے مل گیا اور اس کی زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا، اس کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کو قارئین اس کی زبانی پڑھیں:

میں کسی اہم کام سے یمن گیا وہاں ایک بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوگئی، اس نے مجھے دیکھ کر کہا: میرا گمان ہے کہ تم حرم کے رہنے والے ہو، میں نے کہا جی ہاں میں قریش سے ہوں، اس نے پھر کہا: تم تیمی بھی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! میں تیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں! مگر کیا بات ہے آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟ اس نے کہا! مجھے تمہاری ایک خاص علامت کا علم ہے، میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا: تم اپنا پیٹ دکھاؤ؟ میں نے کہا: نہیں، تم مجھے پہلے ساری بات بتاؤ پھر میں دکھاؤں گا، اس نے کہا: میں اپنے صحیح اور صادق علم کے ذریعے جانتا ہوں کہ حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور دو شخص اس نبی کی مدد کریں گے، ان میں سے ایک شخص مہمات کو سر کرنے اور مشکلات کو حل کرنے والا ہوگا اور دوسرا شخص سفید رنگ کا نحیف و کمزور ہوگا اور اس کے پیٹ پر تل ہوگا، اس کی الٹی ران پر ایک علامت ہوگی، میں نے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو اس نے میری ناف کے اوپر ایک سیاہ رنگ کا تل دیکھا اس نے کہا: رب کعبہ کی قسم! تم وہی ہو میں تمہارے پاس خود آنے والا تھا، میں نے کہا کس لیے؟ اس نے کہا: یہ بتانے کے لیے کہ تم راہِ ہدایت سے نہ ہٹنا اور اللہ رب العزت نے تم کو جو نعمت عطا کی ہے اس کے معاملے میں ڈرتے رہنا، جب میں اس سے رخصت ہونے لگا تو اس نے کہا: مجھ سے کچھ شعر سنتے جاؤ۔

اس کے اشعار سن کر جب میں واپس مکہ مکرمہ پہنچا تو میرے واقف کار چند سردارانِ قریش عقبہ بن ابی معیط، شیبہ، ربیعہ، ابو جہل، ابو البختری وغیرہ ملے، اُنہوں نے کہا: تم یمن گئے ہوئے تھے یہاں ایک عظیم واقعہ ہو گیا ہے؟ ابو طالب کے بھتیجے نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے؟ اگر تم نہ ہوتے تو ہم اس معاملے میں انتظار نہ کرتے اور خود ہی کوئی نہ کوئی فیصلہ کر لیتے لیکن اب تم آگئے ہو تو اس کا فیصلہ کرنا تم پر موقوف ہے، میں نے ان کی بات سن کر انہیں احسن طریقے سے واپس کیا اور پھر محمد بن عبد اللہ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرتِ خدیجہ کے گھر ہیں، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ باہر آئے، میں نے کہا: اے دوست! آپ نے اپنے آباؤ واجداد کا دین کیوں ترک کر دیا؟ انہوں نے کہا: میں تمہاری اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، تم بھی اللہ پر ایمان لے آؤ، میں نے کہا: آپ کی ذات اگرچہ ایسی ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہایت ہی امانت دار ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑا دعویٰ ہے اور یقیناً غیر معمولی دعوے کے لیے غیر معمولی ثبوت کی حاجت ہوتی ہے، اگرچہ مجھے کسی ثبوت کی حاجت نہیں لیکن آپ میرے اطمینان قلبی کی خاطر میری ذات سے متعلق کوئی غیر معمولی بات بتائیں؟ انہوں نے کہا: ابھی جب تم یمن گئے تھے وہاں تم ایک بوڑھے شخص سے ملے تھے، میں نے

کہا: میں تو وہاں کئی بوڑھوں سے ملا ہوں، اُنہوں نے کہا: نہیں! میں اس بوڑھے کی بات کر رہا ہوں جس نے تمہیں کچھ اشعار بھی سنائے تھے، میں نے کہا: آپ کو اس بات کی خبر کس نے دی؟ اُنہوں نے کہا: مجھے اس معظم فرشتے نے خبر دی ہے جو مجھ سے پہلے آنے والے انبیا کے پاس بھی آیا کرتا تھا، بس میں یہ سنتے ہی حیران و ششدر رہ گیا کہ واقعی اس بات کا تو میرے علاوہ کسی کو بھی علم نہیں تھا، یقیناً یہ اللہ کے سچے رسول ہیں، میں نے فوراً کہا: میں گواہی دیتا ہوں بلاشبہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، پھر میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر واپس آ گیا اور میرے اسلام لانے پر پوری وادی میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی خوش نہیں تھا۔

(اسد الغابہ، جلد 03/ صفحہ 318)

سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا قریش کا یہ نیک سیرت جوان کوئی اور نہیں بلکہ خلیفہ اوّل، صدیق اکبر، یارِ غار، امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، آپ کا اللہ رب العزت پر ایمان نہایت محکم اور عظیم تھا، آپ کو ایمان کی حقیقت کا گہرا ادراک تھا، کلمہ توحید آپ کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا، آپ کے دل و دماغ پر ایمان و یقین ہی کی حکمرانی تھی، کلمہ توحید کے آثار و نتائج آپ کے اعضا و جوارح پر بھی مرتب ہوئے اور انہی آثار کی روشنی میں آپ نے اپنی حیات مستعار کی، آپ اعلیٰ اخلاق سے آراستہ اور گھٹیا اخلاق سے پاک وصاف تھے، آپ شریعت الٰہی کو مضبوطی سے تھامنے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و رہنمائی کی اقتدا کی بڑی شدید تڑپ رکھتے تھے، آپ کا ایمان باللہ سرگرمی و نشاط، عزم و ہمت، جہد مسلسل، عمل پیہم، مجاہدے، جہاد و تربیت، عزت، ترقی اور عالی مرتبے کا باعث تھا، آپ کے دل میں اللہ و رسول کی عظمت کے بارے میں ایسا ناقابلِ تسخیر ایمان و یقین تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بلکہ تمام زمین والوں میں کسی کا ایمان آپ کے ایمان کے ہم پلہ نہیں، امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان تمام زمین والوں کے ساتھ وزن کیا جائے تو آپ کا ایمان ان سب کے ایمان سے زیادہ وزنی ہو۔

(شعب الایمان، الحدیث 36/ جلد اوّل، صفحہ 69)

اس روایت کی ایک نظیر یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے استفسار فرمایا: تم میں سے کسی نے خواب دیکھا؟ ایک صحابی نے عرض کیا، جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک میزان نازل ہوا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وزن میں بھاری رہے، پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پلڑا وزنی رہا، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بھاری ثابت ہوئے، پھر وہ میزان اٹھالی گئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خواب سے کبیدہ خاطر ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت ہے پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا بادشاہی عطا فرمائے گا۔ (سنن ابی داؤد، الحدیث 4635/ جلد 04/ صفحہ 275)

مکہ مکرمہ میں جتنے قبیلے آباد تھے ان میں سے ہر قبیلہ اس وقت کے مناسب سے کسی نہ کسی منصب سے ضرور سرفراز تھا مثلاً بنو عبد مناف کے پاس حجاج کرام کے لیے پانی اور دیگر ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کی ذمہ داری تھی، بنو عبد الدار کے پاس جنگی معاملات اور کعبۃ اللہ شریف کے حفاظتی امور کی ذمہ داری تھی، بنو مخزوم کے پاس لشکروں کے سپہ سالار ہونے کی ذمہ داری تھی، اسی طرح بنو تمیم بن مرہ جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا ان کا کام خون بہا اور دیتیں جمع کرنا تھا، بنو تمیم کی خصوصیات عرب کے دوسرے قبائل سے مختلف نہ تھیں، ان میں بھی وہی اوصاف پائے جاتے تھے جو دوسرے عرب قبیلوں میں پائے جاتے تھے، جرأت، شجاعت، سخاوت، مروت و ہمدردی، بہادری و جفاکشی،

اسلاف و اخلاف

ہمسایہ قبائل کی حمایت وحفاظت، معاہدے کی پابندی وغیرہ تمام اوصاف سے بنی تمیم متصف تھے، آپ کا نام عبد اللہ بن عثمان ہے، حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ بن عثمان ہے۔

(صحیح ابن حبان، جلد 09/صفحہ 06)

آپ کی کنیت ابوبکر ہے، واضح رہے کہ آپ اپنے نام سے نہیں بلکہ کنیت سے مشہور ہیں نیز آپ کی اس کنیت کی اتنی شہرت ہے کہ عوام الناس اسے آپ کا اصل نام سمجھتے ہیں حالانکہ آپ کا نام عبد اللہ ہے، آپ کے دو لقب زیادہ مشہور ہیں عتیق اور صدیق، نیز عتیق وہ پہلا لقب ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے اس لقب سے آپ کو ہی ملقب کیا گیا، آپ سے پہلے کسی کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا گیا۔ (الریاض النضرہ، جلد 01/صفحہ 77)

آپ کو زمانہ جاہلیت میں لقب صدیق سے پکارا جاتا تھا کیونکہ آپ ہر وقت سچ بولتے تھے، سچ کے سوا آپ کے منہ سے کچھ نہ نکلتا تھا، ظہورِ اسلام سے قبل آپ کا شمار قریش کے بڑے سرداروں میں ہوتا تھا اور آپ لوگوں کو دیتیں بھی ادا کر دیتے تھے، یعنی اگر کوئی غلطی سے کسی کو قتل کر دیتا تو اس کی طرف سے خون بہا آپ ادا کرتے تھے، اگر وہ غریب ہوتا تب بھی قریش آپ کی بات کو اہمیت دیتے اور دیت قبول کر لیتے، قاتل کو چھوڑ دیتے اور اگر آپ کے علاوہ کوئی دوسرا دیت کی ذمہ داری لیتا تو ہرگز قبول نہ کرتے اور اس کی کوئی اہمیت نہ ہوتی، لوگ آپ کی بات کی تصدیق کرتے اس لیے آپ زمانہ جاہلیت میں ہی صدیق کے لقب سے مشہور تھے، ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:

"جب حضور اکرم ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے دوسری صبح لوگوں کے سامنے اس مکمل واقعے کو بیان فرمایا، مشرکین وغیرہ دوڑتے ہوئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے، کیا آپ اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں جو آپ کے دوست نے کہی ہے کہ اُنہوں نے راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کی؟ آپ نے فرمایا: کیا آپ ﷺ نے واقعی یہ بیان فرمایا ہے؟ اُنہوں نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا: اگر حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے اور میں ان کی اس بات کی بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں، اُنہوں نے کہا: ہم اس حیران کن بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے؟ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں، میں تو حضور اقدس ﷺ کی آسمانی خبروں کی بھی صبح وشام تصدیق کرتا ہوں اور یقیناً وہ تو اس بات سے بھی زیادہ حیران کن اور تعجب والی بات ہے، پس اس واقعے کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشہور ہو گئے۔"

(المستدرک علی الصحیحین، الحدیث 4515/جلد 04/صفحہ 25)

خلیفہ اوّل صدیق اکبر یارِ غار امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عام الفیل کے ڈھائی سال بعد حضور اقدس ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے دو سال چند ماہ بعد پیدا ہوئے، آپ چھ ماہ شکم مادر میں رہے اور دو سال تک اپنی والدہ کا دودھ پیا، آپ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے، آپ صرف تجارت کی غرض سے باہر تشریف لے جاتے تھے، اپنی قوم میں بڑے مالدار بامروت، حسنِ اخلاق کے مالک اور نہایت ہی عزت وشرف والے تھے۔ (اسد الغابہ، جلد 03/صفحہ 316)

یہ حقیقت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق نے کبھی بھی بتوں کو سجدہ نہ کیا، چند برس کی عمر میں آپ کے والد ماجد آپ کو بت خانے میں لے گئے اور کہا: یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا، انہیں سجدہ کرو، پھر آپ کے والد آپ کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے، جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق بت کے سامنے تشریف لے گئے تو فرمایا: میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا، وہ بت بھلا کیا جواب دیتا، آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خداداد کی تاب نہ لاتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصہ آیا اور وہاں سے آپ کی

ماں کے پاس لائے اور سارا واقعہ بیان کیا، ماں نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ اے اللہ کی سچی بندی! تجھے خوش خبری ہو یہ بچہ عتیق ہے، آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کا صاحب اور رفیق ہے، یہ روایت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود مجلس اقدس میں بیان کی، جب یہ بیان کر چکے تو حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی: ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں اور تین بار یہی الفاظ دہرائے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 60)

کپڑے کی تجارت

مکہ کے چھوٹے بڑے تمام قبیلوں سے تعلق رکھنے والے تجارت کرتے تھے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب جوان ہوئے تو آپ نے بھی کپڑے کی تجارت شروع کی اور اپنے اعلیٰ اخلاق، صاف گفتگو، زبان کی سچائی اور ایمانداری سے آپ نے بیحد نفع حاصل کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں آپ کا شمار مکہ کے معروف تاجروں میں ہونے لگا، حضورِ اقدس ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق نے تجارت کے لیے شام کے شہری بصری کا سفر اختیار فرمایا، نبی کریم ﷺ کی رفاقت اور گہری وابستگی کی شدید تڑپ کے باوجود آپ نے اس تجارتی سفر کو اہمیت دی اور خود حضور اکرم ﷺ نے بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شدید محبت کے باوجود آپ کو یہ سفر کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ (فتح الباری، جلد 10، صفحہ 101)

اس سفر تجارت سے اس بات کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے لیے حلال ذریعے سے اتنا رزق کمانا ضروری ہے جس کی بنا پر اسے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی نوبت نہ آئے، انسان کو اتنا کمانا فرض ہے کہ اپنے اہل وعیال کے لیے اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کے لیے اور ادائے دین کے لیے کفایت کر سکے، اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل وعیال کے لیے کچھ پس ماندہ رکھنے کی بھی سعی و کوشش کرے، ماں باپ محتاج و تندرست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انہیں بقدر کفایت دے۔ (فتاویٰ ہندیہ، جلد 05، صفحہ 348)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک تاجر اور کاروباری آدمی تھے، کاروباری لوگ عموماً گفتگو میں بہت محتاط ہوتے ہیں، وہ کوئی بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالتے جو ان کے تعلقات پر منفی اثرات مرتب کرے، نہ تو وہ کسی کے مذہب وعقیدہ میں دخل دیتے ہیں اور نہ ہی کسی کے عمل وحرکت کے بارے میں کوئی بات کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، یہ لوگ مصلحت اور عافیت کو پسند کرتے ہیں، تمام معاملات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر اپنی کاروباری مجبوریوں کی وجہ سے چپ سادھ لیتے ہیں، کسی سے کچھ نہیں کہتے بلکہ اکثریت کے جذبات کی ترجمانی کرتے اور ان کی رائے کو صحیح قرار دیتے ہیں لیکن خلیفہ اوّل صدیق اکبر یار غار امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فطرت عام کاروباری لوگوں کی فطرت کے بالکل برعکس تھی۔

آپ نے اسلام قبول کرتے ہی اسلام کا فوراً اظہار کر دیا بلکہ اسلام کی تبلیغ واشاعت کو اپنا اولین فریضہ سمجھ کر اپنے دیگر تاجر بھائیوں کو اسلام کے فوائد سے مطلع کرنا شروع کر دیا، جس وقت آپ اسلام لائے اسی دن حضرت سیدنا عثمان بن عفان، حضرت سیدنا طلحہ، حضرت سیدنا زبیر اور حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو اسلام کی دعوت پیش کرنے کے بعد انہیں داخل اسلام کر لیا اور دوسرے دن حضرت سیدنا عثمان بن مظعون، حضرت سیدنا ابوعبادہ بن جراح، حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سیدنا ابوسلمہ اور حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہم کو بھی داخل اسلام کر لیا۔

(تاریخ مدینہ، دمشق، جلد 30، صفحہ 49)

حضرت صدیق اکبر نے جیسے ہی اسلام قبول کیا آپ کو دنیوی تجارت سے زیادہ دینی تجارت میں نفع نظر آیا، لہٰذا! آپ نے دنیوی تجارت کی طرح اس دینی تجارت میں بھی اپنے قریبی دوستوں کو شریک کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ نفع کمائیں، واقعی تاجر ہو تو امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا۔

◆◆◆

(از: محمد طاہر القادری کلیم فیضی*

مسلمانو! قبر کے امتحان کی تیاری کرتے رہو

اسلامیات

یہ حقیقت ہے کہ اگر موت کے بعد پہلی منزل یعنی قبر میں کامیاب ہو گئے تو پورے امید و یقین کے ساتھ محشر میں بھی کامیابی کی یقین دہانی کرائی جا سکتی ہے" خوشی اور نصیب کی بات ہے کہ " قبر کے امتحان کا پرچہ بھی آؤٹ ہے، دنیا کے تعلیمی امتحان میں کم سے کم پانچ سوالات کے جوابات مطلوب ہوتے ہیں لیکن خدا کی طرف سے جو امتحان قبر میں ہوتا ہے وہ فقط تین ہی سوالات پر مشتمل ہے اور انہیں کا جواب دینا ہوتا ہے، اور تین سوالوں میں ایک سوال زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور وہی کامیابی دلانے والا اور عذاب جہنم سے نجات دلانے والا بھی ہے:

(1) پہلا سوال: من ربک؟

(2) دوسرا سوال: مادینک؟

(3) تیسرا سوال: ماکنت تقول فی ھذا الرجل؟

جواب اوّل: ربی اللہ۔ یعنی میرا رب اللہ ہے۔

جواب دوم: دینی الاسلام۔ یعنی میرا دین اسلام ہے۔

جواب سوم: ھو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یعنی یہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ " آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے، اگر اس منزل سے گزر گئے تو سب خیریت ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد اوّل، ص 270)

اگر بندے نے نکیرین کے سوالات کا جواب صحیح صحیح دے دیا تو پھر اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دی جائے گی اور جنت کا بچھونا بچھا دیا جائے گا اور اس کو آرام سے سلا دیا جائے گا اور حکم ہوگا" نم کنومة العروس۔ سو جا جیسے دلہن سوتی ہے۔"

سبحان اللہ! اب اگر جس کو قبر میں جنت کا مزہ لینا ہے، وہ دنیا میں" اللہ تعالیٰ کے حکم کی پاسداری کرے اور شریعت کے اصولوں پر عمل کرے، نیکیاں کرے اور برائیوں سے سخت اجتناب کرتا رہے، کیونکہ دنیا کی سخت سے سخت مصیبت قبر اور آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے جبکہ لوگ دنیا کی معمولی سے معمولی اور چھوٹی سے چھوٹی مصیبت اور تکلیف بھی برداشت نہیں کر پاتے ہیں، تو پھر " عذاب جہنم" جس کی دنیا میں کوئی مثال ہی نہیں دی جا سکتی ہے۔

اس کو یہ کمزور بندے کیسے برداشت کر سکیں گے؟" آدمی دنیا حاصل کرنے کے لئے کس قدر محنت اور جفا کشی کرتا ہے خون پسینے تک بہا دیتا ہے جبکہ دنیا کی فانی رنگینی اور عیش و عشرت چند روزہ ہے پھر بھی آخرت کی طرف سے بالکل بے پرواہی رکھتا ہے جو انسانوں کی بڑی نادانی ہے حالانکہ ہر شخص کو دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر ہونی چاہئے، کیوں کہ دنیا تو ایک فریب ہے دھوکہ ہے اس کی بے ثبات رنگینیوں میں کھوئے رہنے سے نقصان کے سوا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

انسانوں اور خاص کر مسلمانوں کو دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہ کر اعمال نیک کرنا چاہئے اور ہمیشہ توشہ آخرت تیار کرنے میں مصروف و مشغول رہنا چاہئے، جو ہشیار اور عقل مند لوگ ہیں وہ یہی کرتے ہیں، مثلاً " اولیائے کرام و بزرگان دین نے دنیا سے صرف ضرورت کی حد تک واسطہ رکھا اور" اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں محو رہے، دنیا سے دور بھاگتے رہے اور اس کو کوئی لفٹ نہیں دیا یہی وجہ ہے کہ وہ کامیاب رہے اور آج ان کا ہر طرف چرچا ہو رہا ہے اور ان کی سیرت طیبہ پر بیانات ہو رہے ہیں اور ہر شخص بزرگوں کی نیک سیرت حیات بقیہ ص ۳۹ پر

* مضمون نگار مدرسہ انوار الاسلام قصبہ سکندر پور ضلع بستی کے سربراہ ہیں۔

دوسری اور آخری قسط

از: مولانا محمد سبطین رضا سبطین*

امام احمد رضا اور فن شعر و سخن

گزشتہ سے پیوستہ

صنعت اطراد

یعنی جس شخص کی مدح یا مذمت بیان کرنا منظور ہو تو ممدوح یا مذموم وغیرہ کے نام اور اس کے آباو اجداد کے ناموں کو ولادت کی ترتیب پر یا مقلوب الترتیب یا غیر مرتب لایا جائے۔ مگر ان ناموں کی ترتیب کے درمیان کوئی ایسا لفظ نہ آئے جو نسبت پر دلالت نہ کرتا ہو۔ جیسے عمرو تاجر بن خالد اس مثال میں تاجر کا لفظ نسبت پر دلالت کرنے میں فاضل ہے اگر چہ اس میں کوئی حرج نہیں مگر نظم الفاظ میں تکلف پیدا ہوتا ہے۔

(ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص378)

مثال کے طور پر یہ شعر دیکھئے:

یہ رتبہ مظلوم حسین ابن علی ہے
مداح کا مداح خدائے ازلی ہے

اس شعر میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر بترتیب ولادت ہے، اب آیئے اس صنعت میں کلام رضا سے ایک شعر بطور مثال دیکھتے ہیں:

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا
از اب وجد بندہ واقف زہر عنوان توئی

اس شعر کے پہلے مصرع میں سیدی اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے والد کا ذکر بترتیب ولادت کیا ہے۔

صنعت تجرید

یہ ہے کہ ایک ایسی شے جو کہ ذی صفت ہو اسی شئے سے اسی کی مثل ایک دوسرا ذی صفت شئے حاصل کی جائے پہلے شئے میں مبالغہ اور اپنے وصف میں کامل ہونے کی وجہ سے۔

(ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص383)

اقسام تجرید: اس صنعت کی کئی قسمیں ہیں لیکن ہم صرف چند خاص قسموں کا ہی ذکر کریں گے:

(1) جس چیز سے کوئی چیز اسی صفت کی حاصل کرنا مطلوب ہو تو اس کے ساتھ حرف ”سے“ ذکر کر دیں جیسے:

کس کی شمع رخ سے ہے روشن چراغ آفتاب
ان دنوں کچھ آسماں پر ہے دماغ آفتاب

اس شعر میں محبوب کے چہرے کو نورانیت اور حسن میں ایسا کامل قرار دیا ہے کہ اس سے آفتاب تحصیل روشنی کرتا ہے۔ اسی مثال میں ایک شعر کلام رضا سے ملاحظہ فرمائیں:

ہیں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل

اس شعر کے مصرع اول میں سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بیان فرمارہے ہیں کہ چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عکس کا اثر ہے جو پھولوں جیسے ہونٹوں میں سرخیاں نظر آرہی ہیں اور مصرع ثانی میں سیدی اعلیٰ حضرت چہرۂ مصطفیٰ کو بدر گل (گلابی چاند) اور لب مصطفیٰ کو پہلی رات کے گلابی چاند کہہ کر تشبیہاً بیان فرما رہے ہیں اور حرف ”سے“ اس بات کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سرخی میں ایسا حد کمالِ حسن و جمال کو پہنچا ہے کہ اس کے سبب اسی کی مثل ہمیں لب ہائے مبارک سرخ نظر آتے ہیں۔

(2) ایک شئے صفت سے دوسری شئے ذی صفت حرف ”نے“ کے ساتھ جو علامت فاعلیت ہے حاصل کرتے ہیں جیسے:

تیرے دنداں نے کیے گوہر غلطاں پیدا
اب رنگیں سے ہوئے لعل بدخشاں پیدا

اس شعر کے پہلے مصرع میں دانتوں کی صفائی اور آب داری

میں مبالغہ منظور ہے کہ دانت صفائی اور چمک میں اس درجے کو پہنچے ہیں کہ ان سے گوہر غلطاں حاصل ہو گئے اور دوسرے مصرع میں لب محبوب کی سرخی میں مبالغہ منظور ہے کہ وہ لب احمریت میں اس درجے کو پہنچے ہوئے ہیں کہ ان سے لعل بدخشاں حاصل ہو گئے ہیں۔ اب آئیے اسی مثال میں ایک مخمس کلام رضا سے بطور نمونہ ملاحظہ کیجیے:

روز و شب لخت جگر آنکھ سے جاری ہی رہا
رفتہ رفتہ ہوا ہر گوشۂ چشم اک دریا
اب تو وہ قہر کا ہے جوش کہ عالم ڈوبا
دیدۂ تر نے کیا نوح کا طوفاں برپا
قطرۂ اشک جو نکلا وہ سمندر نکلا

اس بند کے مصرع رابع میں دیدۂ تر کے پانی بہانے میں مبالغہ منظور ہے کہ دیدۂ تر پانی بہانے میں اس درجے میں پہنچ چکی ہے کہ اس سے طوفان نوح حاصل ہو گیا۔

(3) کبھی صنعت تجرید کسی حرف کے واسطے کے بغیر حاصل کی جاتی ہے جیسے:

دور سے دیکھی جھلک جو عارض پر نور کی
بام جاناں پر نظر آئی تجلی نور کی

محبوب کے عارض کو نورانیت میں ایسا کامل قرار دیا ہے کہ گویا اس سے کوہ طور حاصل کر لیا۔ اسی مثال میں کلام رضا سے یہ شعر دیکھیے:

کسے کہتے ہیں خور؟ یہ تابشیں یہ گرمیاں کیسی؟
جھلکتا ہے شرارہ آسماں پر سوزش دل کا

اس شعر میں آتش عشق کی وجہ سے سوزش دل میں مبالغہ منظور ہے کہ آتش عشق دل میں ایسی جڑ پکڑ گئی ہے کہ دل سے شعلے نکل رہے ہیں پھر اس سوزش دل کی آتش کے بھڑکتے ہوئے شعلوں نے سورج حاصل کر لیا ہے، نیز اس شعر میں صنعت تجرید کے علاوہ صنعت سوال و جواب کا حسن بھی موجود ہے وہ اس طرح کہ سیدی اعلیٰ حضرت آتش عشق مصطفیٰ سے بے تاب ہو کر لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ جس چیز کو تم خورشید کہتے ہو اور گرمی شدت کو جس کی طرف منسوب کرتے ہو جانتے ہو وہ کیا ہے؟ پھر خود ہی جواب دیتے ہیں کہ وہ میرے آتش دل کا ایک شعلہ اور شرارہ ہے جو بلند ہو کر آسمان پر جھلک رہا ہے۔

(4) کبھی تجرید اس طریقے سے بھی حاصل ہوتی ہے کہ جس شئے سے کوئی اور شئے حاصل کریں تو اس شئے کہ حاصل شدہ شئے کا ظرف مقرر کریں جیسے:

روز یاں سینکڑوں بے ہوش پڑے رہتے ہیں
ہے مگر خانۂ خمار ترے کوچے میں

باعتبار بے ہوش کر دینے کے محبوب کے کوچے کا مبالغہ مقصود ہے یعنی محبوب کا کوچہ بے ہوش کر دینے میں ایسا کامل ہے کہ گویا خانۂ خمار اس میں آمادہ و موجود ہے۔ آئیے اسی مثال میں کلام رضا سے ایک شعر بطور نمونہ دیکھیے:

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے، ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل، یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

اس شعر کے مصرع اول میں سیدی اعلیٰ حضرت نے دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھول کہا پھر اسی گل باغ قدس کی مبارک پتیوں سے ہزاروں پھول اسی صفت کے حاصل کیے یعنی کہ پورا گلشن حاصل کیا پھر مصرع ثانی میں اسی گل کو حاصل شدہ شئے گلشن کا ظرف مقرر کرتے ہوئے بلبل سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے یعنی اے عندلیب گلستان حسن فطرت تو تو گلشن میں گلاب دیکھتی ہے آدھر آ یہ دیکھ پورا گلشن ہی اس گل باغ قدس کی پتیوں میں ہے۔

(5) کبھی تجرید ایسے بھی حاصل ہوتی ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ سے باتیں کرے، مثلاً پہلے کسی ایسی شئے کا ذکر کرے کہ وہ ممکن الحصول ہو پھر اس کو محال سمجھ کر اپنے آپ کو کہے کہ تیری مجال کیا ہے کہ اس کو حاصل کرے، آئیے سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اس کلام کا مطلع و مقطع ملاحظہ فرمائیں جو آپ نے شوق دیدار مصطفیٰ میں لکھا تھا:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
ترے دن اے بہار پھرتے ہیں

رضویات

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اس کلام کے مطلع میں حضور اعلیٰ حضرت نے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عزم کرتے ہوئے جو کہ ممکن الحصول ہے اپنے آپ سے باتیں کیں اور مقطع میں دیدار رسول کو محال سمجھ کر یوں گویا ہوئے ''کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا'' یعنی اے رضا تیری حیثیت ہی کیا ہے کہ پیارے آقا تجھے اپنی اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں۔ (ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص384: تا385)

صنعت مقابلہ

مقابلہ یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ معنیٰ متوافق بیان کیے جائیں پھر بترتیب ان کے مقابل کو ذکر کیا جائے۔

(ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص385)

سیدی اعلیٰ حضرت قصیدہ نوریہ میں لکھتے ہیں:

آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا
مہر سنت ماہ طلعت لے لے بدلا نور کا

اس شعر کے مصرع اوّل میں بدعت اور ظلمت کا استعمال ہوا ہے پھر علی الترتیب ان کے متقابل مصرع ثانی میں سنت اور طلعت کا ذکر کیا گیا ہے۔ آئیے کلام رضا سے ایک اور مثال ملاحظہ کیجیے:

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایک دوسرے کے مقابلے میں مثال دیدنی ہے، اردو ادب کے ذخیرے میں صنعت مقابلہ کی اس سے عمدہ مثال شاید ہی کہیں ہو، ملاحظہ کیجیے: (1) مصرع اوّل میں میں ''حسن و جمال یوسفی'' مصرع ثانی میں ''نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' (2) مصرع اوّل میں لفظ ''کٹیں'' جو کسی کام کا واقع ہونا صرف ایک بار بتا رہا ہے اور مصرع ثانی میں ''کٹاتے ہیں'' جو استمرار پر دلالت کر رہا ہے (3) مصرع اوّل میں ''مصر'' مصرع ثانی میں ''عرب'' (4) مصرع اوّل میں ''انگشت'' (انگلی) ہے، تو مصرع ثانی میں ''سر'' (5) مصرع اوّل میں ''زنان مصر'' کا ذکر ہے تو مصرع ثانی میں ''مردان عرب'' کا۔

آئیے ایک اور شعر ملاحظہ کیجیے یوں تو صنعت مقابلہ کی مثالیں بحر سخن رضا میں تلاطم خیز موجوں کی طرح دیکھنے والے کو ورطہ حیرت میں ڈالتی ہے مگر بخوف طوالت ہم اس آخری مثال پر اکتفا کریں گے:

اولیں خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیت نبی کا بھی تجلا دیکھو

اس شعر کے پہلے مصرع میں سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اولیں، خانہ حق اور دیکھیں کا ذکر فرمایا پھر بالترتیب ان کے مقابل آخریں، بیت نبی اور دیکھو کا ذکر کیا۔

صنعت تجاہل عارف

تجاہل عارف یہ ہے کہ ایسی شے کے بارے میں سوال کرنا جس کا علم ہو اور اس طرح سوال کرنا جیسے اس کا علم ہی نہیں ہے۔

(ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص388)

سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کس خاک پاک کی بنی تو خاک پا شفا
تجھ کو قسم جناب مسیحا کے سر کی ہے

ہر چند کے سیدی اعلیٰ حضرت اس بات کو یقینی طور پر جانتے ہیں اس خاک مدینہ میں شفا دینے کی خوبی کس کے پاؤں رکھنے سے نصیب ہوئی ہے آپ کو علم ہے کہ وہ ہستی صرف اور صرف وجہ کائنات وفخر موجودات کی ہی ذات ہے مگر پھر بھی بطور تجاہل عارفانہ حضرت عیسی علیہ السلام کے سر کی قسم دے کر پوچھ رہے ہیں کہ بتا تجھ میں یہ خوبئ شفا کس کے قدم کے صدقے پیدا ہوئی۔

(بدیع الرضا، ص189)

صنعت لف ونشر

صنعتِ لف ونشر اردو ادب میں بہت مستعمل صنعت ہے، لف کے معنی لپیٹا اور نشر کے معنی پھیلانے کے ہیں۔ کلام میں پہلے چند چیزوں کا ذکر کیا جائے پھر ان کے مناسبات ومتعلقات کا تذکرہ ہو لیکن معین نہ کیا جائے کہ یہ فلاں سے متعلق ہے اور وہ فلاں سے بلکہ مخاطب پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ خود معین کرلے گا۔ چنانچہ پہلے کو لف اور دوسرے کو نشر کہتے ہیں۔ اس صنعت

کی تین قسمیں ہیں:

[1] لف ونشر مرتب: اگر نشر کی ترتیب لف کے مطابق ہو تو اس کو لف ونشر مرتب کہتے ہیں۔

[2] لف ونشر غیر مرتب: اگر نشر کی ترتیب لف کے مطابق نہ ہو بلکہ اس میں مناسبات ومتعلقات ہر ایک چیز کی بلا ترتیب درہم برہم مذکور ہو تو اس کو لف ونشر غیر مرتب کہتے ہیں۔

[3] لف ونشر معکوس الترتیب: اور اگر نشر کی ترتیب لف کے بالکل الٹی ہو تو اس کو لف ونشر معکوس الترتیب کہتے ہیں۔

(ملخص: تلخیص بحر الفصاحت، ص389)

اعلیٰ حضرت کے کلام میں صنعت لف ونشر کے اشعار اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ سبھی کا بیان کر پانا بہت ہی مشکل امر ہے۔ لہٰذا صنعت لف ونشر کی تینوں قسموں میں کلام رضا سے دو دو شعر ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے پیش خدمت ہے:

لف ونشر مرتب کی مثال

(1) دل بستہ، بے قرار، جگر چاک، اشک بار
غنچہ ہوں، گل ہوں، برق تپاں ہوں، سحاب ہوں

اس شعر کے پہلے مصرع میں چار چیزوں کا ذکر کیا گیا: دل بستہ، بے قرار، جگر چاک اور اشک بار۔ پھر مصرع ثانی میں دل بستہ کی مناسبت سے غنچہ، بے قرار کی مناسبت سے برق تپاں، جگر چاک کی مناسبت سے گل اور اشک بار کی مناسبت سے لفظ سحاب کا استعمال کیا گیا۔

(2) دندان ولب وزلف ورخ شہ کے فدائی
ہے دُرِّ عدن، لعل یمن، مشک ختن، پھول

اس شعر میں دندان کی مناسبت سے در عدن، لب کی مناسبت سے لعل یمن، زلف کی مناسبت سے مشک ختن اور رخ شہ کی مناسبت سے پھول کا ذکر کیا گیا ہے۔

لف ونشر غیر مرتب کی مثال

(1) گیت کلیوں کی چٹک، غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانہ نور کا

یہ شعر صنعت لف ونشر غیر مرتب کی بہترین مثال ہے کیوں کہ اس میں مناسبات بالکل درہم برہم مذکور ہوئی ہیں۔ لہٰذا اس شعر کے پہلے مصرع میں لفظ ''گیت'' کا ذکر ہوا پھر اس کی مناسبت سے لفظ ''ترانا'' کا ذکر کیا گیا، اسی طرح ''کلیوں'' کے ذکر کرنے کے بعد اس کی مناسبت سے لفظ ''چٹک''، ہزاروں یعنی بلبلیں کے بعد لفظ ''چہک'' اور ساز (باجا) کی نسبت سے لفظ ''بجنا'' کا ذکر کیا گیا۔

(2) دو قمر، دو پنجہ خور، دو ستارے، دس ہلال
ان کے تلوے پنجے، ناخن، پائے اطہر، ایڑیاں

اس شعر کے مصرع اولیٰ میں چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے: دو قمر، دو پنجہ خور، دو ستارے، دس ہلال پھر دوسرے مصرع میں ان کے مناسبات کو ذکر کرنے میں تبدیل بدل دی گئی، لہٰذا دو قمر کی نسبت سے لفظ ''پائے اطہر'' دو پنجہ خور کی نسبت سے ''تلوے پنجے'' دو ستارے کی نسبت سے ''ایڑیاں'' اور دس ہلال کی نسبت سے ''ناخن'' کا ذکر کیا گیا۔ یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا وجود مبارک تو ایسا چرخ جمال ہے کہ جس میں آپ کے دونوں پاؤں مبارک چاند کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کے تلوے پنجے پنجہ خورشید کی مثل ہیں یعنی آپ کے تلوے تو نفس خور کی مثل اور آپ کے پنجے اس خورشید کی کرنوں کی مثل ہیں ایسے ہی آپ کی نورانی ایڑیاں دو ستارے ہیں اور آپ کے ناخن پہلی رات کے دس عدد چاند کا منظر پیش کر رہے ہیں۔

لف ونشر معکوس الترتیب کی مثال

(1) تر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے

اس شعر کے مصرع اوّل میں لفظ صبح اور شام کا ذکر ہوا ہے پھر مصرع ثانی میں ان کے مناسبات کی ترتیب میں عکس کیا گیا یعنی پہلے لفظ ''شام'' کی مناسبت سے زلف (گیسو) کا ذکر ہوا پھر لفظ ''صبح'' کی مناسبت سے رخ (چہرہ) کا ذکر کیا گیا۔

(2) دیکھو قرآں میں شب قدر سے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

تصنیف: امام فقیہ ابواللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

تیئیسویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

شمع رسالت کے پروانوں کی بے چینی

...جب اسی حالت میں تیسرا دن ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور دروازۂ نبوی پر آ کر کھڑے ہوئے اور (بڑے ادب سے) کہا: **السلام علیکم یا اھلَ بیتِ الرحمۃ!** اے کاشانۂ رحمت کے سکّان! آپ سبھی کو سلام، کیا رسول اللہ تک رسائی کی کوئی سبیل ہے؟ جب کوئی جواب نہیں ملا تو روتے ہوئے پیچھے ہٹ آئے...

...پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے اور دروازۂ مبارکہ پر کھڑے ہو کے (ادب سے وہی) عرض کیا: اے اہل بیت رحمت! آپ سب کو السلام علیکم کیا حضور تک باریابی کی کوئی سبیل ہے؟ جب کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو آپ بھی روتے ہوئے ہٹ آئے، پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کاشانۂ رحمت کا رخ کیا آ کے دروازۂ پاک پر کھڑے ہوئے اور (ادب سے وہی) عرض کیا: السلام علیکم یا اہل بیت الرحمۃ! (پھر کہا): کیا میرے آقا و مولی، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رسائی کی کوئی سبیل ہے؟ جب آپ کو بھی کسی نے کوئی جواب نہیں دیا (مایوس ہو کر) رونے لگے اور روتے ہوئے (گرتے پڑتے لوٹے) پھر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا رُخ کیا، راہ میں چلتے چلتے کبھی گر پڑتے اٹھتے پھر گر پڑتے (گرتے پڑتے کسی طرح) بتول زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تک پہنچے، دروازۂ مبارکہ پر کھڑے ہو کر آواز لگائی: **السلام علیکِ یا بنت رسول اللہ!** اے شہزادیٔ رسول آپ پر سلام ہو! اور اس وقت گھر میں حضرت مولی علی موجود نہیں تھے۔ (پھر اپنی بات عرض کی) اے رسول اللہ کی شہزادی! (آپ کو معلوم ہو کہ کئی روز سے) رسول اللہ لوگوں سے محتجب ہو کر گھر میں تشریف رکھتے ہیں، بس نماز کے لئے نکلتے ہیں، اس نکلنے میں بھی کسی سے کوئی بات نہیں فرماتے، نہ کسی کیلئے باریابی کا اذن مرحمت فرماتے ہیں (تو ہم شمع رسالت کے پروانے بے حال، بے چین ہیں، اللہ ہماری مدد کیجئے)...

سیدہ بی بی فاطمہ کا بارگاہ رسالت میں پہنچنا

...تو حضرت سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عبائے قطوانی زیب تن فرمائی اور کاشانۂ نبوت کی طرف چلیں حتی کہ دروازۂ پاک پر آ کر رکیں اور وہیں سے سلام کیا اور پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں فاطمہ (دروازہ پر کھڑی) ہوں اور اس وقت حضور سجدہ ریز ہو کر گریہ وزاری میں مشغول تھے، آواز سن کر سجدہ سے سر اقدس اٹھایا اور فرمایا:

''مَابَالُ قُرَّةِ عَيْنِي فَاطِمَةَ حُجِبَتْ عَنِّي، اِفْتَحُوا لَهَا الْبَابَ۔ (ترجمہ) میری آنکھ کی ٹھنڈک فاطمہ کا کیا حال ہے کہ مجھ سے محجوب (دروازہ پر رُکی کھڑی) ہے، ارے اس کے لئے دروازہ کھول دو، دروازہ کھولا گیا، آپ اندر آئیں، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نظر پڑی تو دیکھتے ہی رو پڑیں بہت روئیں کیونکہ دیکھا کہ حضور کا رنگ متغیر ہے، چہرہ پیلا پڑ گیا ہے، بہت رونے اور غمگین رہنے کی وجہ سے چہرہ اقدس سُت گیا ہے...

سوال: بی بی فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضور پر کیا مصیبت نازل ہوئی (جس نے اس حالت کو پہنچا دیا)؟

جواب: حضور نے فرمایا: بیٹی فاطمہ! میرے پاس (کئی روز پیشتر) جبرئیل آئے تھے اور جہنم کے دروازوں (طبقوں کی حالت وکیفیت بیان کی) اور خبر دی کہ اس کے سب سے اوپری طبقے میں میرے گنہگار امتی رہیں گے تو اس خبر نے مجھے رُلایا اور غمگین کیا ہے۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

امت مرحومہ کے عاصیوں کی خصوصی رعایت

سوال: بی بی فاطمہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! حضور کے امتی دوزخ میں کیسے جائیں گے۔

جواب: حضور نے فرمایا: اچھا! (لوسنو کیفیت دخول بیان کرتا ہوں): فرشتے ان کو دوزخ کی طرف ہانک کے لے جائیں گے اور (اگلی امتوں کے برخلاف) حال یہ ہوگا نہ ان کے چہرے کالے پڑیں گے، نہ آنکھیں نیلی ہوں گی، نہ ان کے منھوں (ہونٹوں، زبانوں) پر مہر لگی ہوگی اور نہ شیطان کے ساتھ ان کا جوڑ بھرا گیا ہوگا اور نہ ان کو ہتھکڑی، طوق اور بیڑیاں ڈالی جائیں گی۔

دوزخ میں ڈالے جانے کی کیفیت

سوال: بی بی فاطمہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! فرشتے انہیں (دوزخ میں ڈالنے کے لئے اپنی طرف) کیسے کھینچیں گے؟

جواب: فرمایا: (فرشتے) مردوں کو ان کی داڑھیاں پکڑ کے اور عورتوں کو ان کی چوٹیاں اور سر کے اگلے بال پکڑ کر کھینچیں گے اور (گھسیٹتے ہوئے) دوزخ کو لے جائیں گے۔۔۔

۔۔۔تو میری امت کے کتنے، سفید بالوں والے (بوڑھے) بھی، داڑھی پکڑوا کے دوزخ کو لے جائے جائیں گے اور وہ (اپنی اس مصیبت پر روتے ہوئے) پکار پکار کر کہتے ہوں گے ہائے بوڑھاپا! ہائے ناتوانی! اور کتنے جوانوں کو بھی ان کی داڑھیاں پکڑ کے (فرشتے) دوزخ کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں گے اور وہ (ندامت وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے) کہتے ہوں گے ہائے جوانی، ہائے خوبصورتی اور میری امت کی کتنی عورتیں پیشانی کے بال پکڑوا کے دوزخ کی طرف گھسیٹی جائیں گی اور کہتی ہوں گی ہائے فضیحت ہائے رسوائی! ہائے بے ستری! حتی کہ وہ سب (مرد وعورت) داروغۂ جہنم (حضرت) مالک (علیہ السلام) تک پہنچائے جائیں گے۔۔

امت مرحومہ کے عاصیوں کا امتیاز

۔۔۔جب حضرت مالک ان کی طرف نظر اٹھائیں گے تو (ملائکہ سے) پوچھیں گے: یہ کون لوگ ہیں؟ (کس کی امت ہیں؟) کہ (اب تک) جتنے بدنصیب مجھ پر پیش ہوئے ہیں اُن سے اِن کی حالت بہت عجیب ہے (یعنی بدلی ہوئی) ہے، کہ نہ تو ان کے چہرے کالے ہوئے، نہ آنکھیں نیلی ہوئیں، نہ مونہوں پر مہر لگی ہے نہ یہ شیطانوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں، نہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہیں نہ ہاتھوں، پیروں میں ہتھکڑیاں پڑی ہیں؟ ملائکہ جواب دیں گے: ہمیں (ان لوگوں کے متعلق) اسی طرح حکم ہوا ہے کہ ہم انہیں آپ کے پاس اسی حالت میں لائیں (ہمیں اور کچھ نہیں معلوم) تو اب حضرت مالک خود ان عاصیوں سے پوچھیں گے ارے بدنصیبو! تم کون لوگ ہو؟

دوسری خبر کے مطابق (یہاں یوں ہے کہ) وہ راستہ بھر تو حضور کے نام کی دہائی دیں گے، لیکن داروغہ دوزخ کو دیکھتے ہی (مارے دہشت کے) نام اقدس یاد نہیں رہے گا، جب فرشتے ان کو کھینچتے ہوئے (دوزخ کی طرف) لے جائیں گے تو وہ (میری دہائی دیتے ہوئے فریاد کرتے ہوئے) پکار پکار کر کہیں گے **وا محمداہ! وا محمداہ!** پھر جب داروغۂ جہنم پر ان کی نظر پڑے گی تو ان کی ہیبت سے، حضور کا نام بھول جائیں گے، اب حضرت مالک علیہ السلام ان سے پوچھیں گے ارے تم کون لوگ ہو! وہ کہیں گے ہم لوگ ان میں سے ہیں جن پر قرآن مجید نازل ہوا تھا اور جن پر رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے تھے، سن کر حضرت مالک کہیں گے قرآن تو صرف محمد (مصطفی ﷺ) کی امت پر نازل ہوا تھا۔ جب وہ (حضرت مالک علیہ السلام کی زبان سے) حضور کا نام پاک (محمد) سنیں گے تو ان کی چیخیں نکل جائیں گی اور کہیں گے ہاں ہم انہیں کی امت سے ہیں۔۔۔

کیا قرآن میں معاصی سے کوئی زاجر (۱) نہ تھا

۔۔۔تو حضرت مالک (علیہ السلام) ان سے پوچھیں گے: کیا تمہارے لئے قرآن مجید میں، اللہ کی نافرمانیوں سے زاجر نہیں تھا؟ (یعنی کیا فسق وفجور کی پاداش سے تمہیں ڈرایا نہیں گیا تھا)؟ پھر جب انہیں جہنم کے کنارے کھڑا کیا جائے گا اور وہ آگ اور زبانیہ (عذاب کے جلادوں) کی طرف نظر اٹھائیں گے تو (مالک سے) کہیں گے اگر ہمیں آپ اجازت دے دیں تو ہم اپنی جانوں پر رولیں، وہ اجازت پاکر روئیں گے، آنسو

[۱] زاجر: ڈانٹنے والا، تنبیہ کرنے والا یعنی کوئی وعید وانذار، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

بقیہ ص ۳۲ پر

کچھ باتیں حضرت شاہ مدار اور بی بی نصیبہ کے حوالے سے

فتاویٰ شارح بخاری کی روشنی میں

از: محمد حنظلہ خان مصباحی دیناری، کرنیل گنج گونڈہ

شارح بخاری علیہ الرحمہ سے ایک مقرر صاحب کی تقریر کے حوالے سے سوال ہوا جس میں وہ کہہ رہے تھے کہ بی بی نصیبہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں جن کی اولاد نہ تھی، انہوں نے بارگاہ غوثیت مآب میں حاضری دی اور اولاد سے متعلق دعا کی گزارش کی تو غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار آرہے ہیں، ان کے واسطے سے تم کو اولاد ملے گی، چنانچہ بی بی نصیبہ زندہ شاہ مدار کی بارگاہ میں باریاب ہوئیں تو زندہ شاہ مدار نے فرمایا کہ چھ سال کے اندر تم کو دو بیٹے ہوں گے، اس شرط پر کہ تم مجھے اپنے ایک بیٹے کو دے دو، بی بی نصیبہ نے منظور کرلیا، پھر چھ سال کے اندر پہلے شہزادے کی ولادت ہوئی تو مدار پاک بغداد سے ان کے ایک بیٹے کو لے آئے جن کا نام جان من جنتی رکھا جن کا مزار مکن پور میں ہے۔ ان کی اس تقریر سے خلفشار کافی ہے، مار پیٹ کی نوبت آچکی، اس لئے جس قدر جلدی ہوسکے بتائیں کہ کیا وہ واقعہ درست ہے یا نہیں؟ اور کیا بی بی نصیبہ غوث پاک کی بہن تھیں؟ جواب ملاحظہ فرمائیں، اس پر نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

"صحیح یہ کہ حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ، سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے ۱۵۵ رسال بعد پیدا ہوئے، آپ کی ولادت ۷۱۶ھ میں ہے اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ۵۶۱ھ میں وصال ہوچکا تھا۔ انوار العارفین میں ہے کہ "عمر شریفش ایک صدو دو وولادت درسن ہفت صدو شازد" یعنی حضرت سید بدیع الدین مدار کی عمر شریف ۱۲۲ رسال ہوئی اور آپ کی ولادت ۷۱۶ھ میں ہوئی۔ اس لئے سوال میں مذکورہ سارہ قصہ کالعدم ہے۔"

آگے شارح بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"جتنی کتابیں غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زندگی پر مشتمل مجھے مل سکیں، وہ تمام میری نظر سے گزریں، کہیں بھی یہ بات نہ ملی کہ بی بی نصیبہ حضور غوث پاک کی بہن ہیں، غوث پاک کے صرف ایک بھائی تھے جو جوانی میں فوت ہوگئے تھے اور گیلان میں ہی مدفون ہوئے اور ان کا نام سید احمد رحمہ اللہ علیہ ہے۔"

آگے آپ دلیل کے طور پر بیان کرتے ہیں کہ:

"سارے تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ جب سرکار غوث پاک والدہ کی اجازت سے بغداد جانے لگے تو آپ کی والدہ نے کہا کہ یہ چالیس دینار تمہارے ہیں اور چالیس تمہارے بھائی سید احمد کے، اگر بہنوں کا وجود ہوتا تو ان کے حصے سے متعلق آپ کی والدہ ضرور ارشاد فرماتی۔"

آپ نے ایک بات اور نکتے کے طور پر بیان فرمائی کہ:

"ساٹھ سال کی عمر تک غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کی کوئی اولاد نہ تھی، ساٹھ سال کی عمر جب ہوئی تو غوث پاک شکم مادر میں آئے اور سال بھر کے بعد چھوٹے بھائی سید احمد پیدا ہوئے، بہنوں کی ولادت کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ملتا، اس لئے واقعہ مذکورہ سراسر جعل اور فریب ہے۔ رہ گیا جو آج کل مداری صاحبان مشہور کئے ہوئے ہیں کہ مدار پاک کی عمر پانچ سو سال ہوئی ہے اور ان کی ولادت دو یا تین ہجری میں ہوئی ہے، یہ بھی افسانہ ہے۔" (فتاویٰ شارح بخاری، ج ۲ رص ۱۳۱ تا ۱۳۴)

راقم نے مذکورہ باتیں خلاصہ کے طور پر نقل کی ہیں، جسے تفصیل مطلوب ہو تو فتاویٰ شارح بخاری، ج دوم، صفحہ نمبر ۱۳۱ ر سے ۱۳۴ ر اور انوار العارفین ملاحظہ کریں، ان شاء اللہ مزید بہتر معلومات حاصل ہوں گی۔

◆◆◆

ص ۵ رکا بقیہ..

پھر وہ تقویٰ اور قناعت شعاری پر ایسا "بھاشن" دیتے ہیں کہ بے چارہ امام خجل خجل جاتا ہے اور ان کے بھاشن کا مقصد جانتے ہوئے بھی کچھ کہہ نہیں پاتا۔

فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ ائمہ مساجد کو ایسے نااہل اور ظالم اراکین مسجد کی خوشنودی کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے، میرے کسی دوست نے بتایا کہ ایک امام کو محض اس لئے صدر نے

مختصرات

برخاست کر دیا کہ انھوں نے اس کی بیٹی کی شادی میں باراتیوں کے استقبال میں کسی وجہ سے شرکت نہیں کی، جبکہ اس سے پیشتر صدر کے کسی مخالف کی بیٹی کی شادی میں باراتیوں کے استقبال میں شرکت کی تھی، لہٰذا صدر صاحب کی غیرت صدارت کو جوش آیا گیا اور امام صاحب کو منصب امامت سے آناً فاناً ہاتھ دھونا پڑ گیا۔

اسی طرح خلاف شرع امور میں ملوث ایک ”پیر صاحب“ سے سلام کلام نہ کرنے پر ان کے مرید ممبران مسجد نے امام کو برطرف کر دیا۔

یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ دنیا کے سارے خطوں میں کسی بھی ملازم کے لئے ایک ”ورکنگ آور“ متعین ہے، چنانچہ جب کسی ملازم کی تقرری عمل میں آتی ہے تو اسے اسی وقت بتا دیا جاتا ہے کہ اسے کتنے گھنٹے کام کرنا ہے، اسے ہفتے میں کتنی چھٹیاں ملیں گی، کتنی تنخواہ ملے گی اور اس میں کتنے دنوں پر کتنا اضافہ ہوگا اور اگر کبھی ملازمت سے برطرفی کی نوبت آئے گی تو کتنے دنوں قبل اسے اس کی اطلاع دی جائے گی، اس وقت پوری تنخواہ دی جائے گی یا آدھی یا بالکل نہیں؟ یہ ساری باتیں قبل از ملازمت طے ہو جاتی ہیں، پھر اسی حساب سے ملازمت چلتی رہتی ہے۔

لیکن ائمہ کی ملازمت میں ان میں سے کسی بھی چیز کی کوئی رعایت نہیں کی جاتی، ۲۴x۷ رکی ڈیوٹی، کوئی ہفتہ واری یا ماہانہ چھٹی نہیں، جب مرضی ہوئی، تنخواہ دی، جب چاہا ملازمت سے برخاست کر دیا، جب چاہا کھری کھوٹی سنا دی اور امام صاحب کو تو ایسے لوگ بھی کھری کھوٹی سنا دیتے ہیں جن کی ان کے اپنے گھر والے بھی کچھ نہیں سنتے بعض جگہوں سے ایسی بھی خبریں آئی ہیں کہ امام صاحب ”چھٹی“ پہ گئے تو ان کی ”چھٹی“ ہی ہو گئی، اس لئے کچھ ائمہ نے بادل نخواستہ ”چھٹی“ کی ہی ”چھٹی“ کر دی، تاکہ ”چھٹی“ جیسی کسی بھی ناگہانی صورت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ دور دراز مقامات پر امامت کرنے والے ائمہ مہینوں اپنے گھر بار اور بیوی بچوں سے دور رہتے ہیں، اپنے بیوی بچوں کے دکھ درد میں موجود نہیں ہوتے لیکن اہل محلہ اور ارکین مساجد کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں، سب کے کام آتے ہیں، سب کا خیال رکھتے ہیں، اس کے باوجود بھی امام صاحب کے بارے میں کوئی نہیں سوچتا، ان کا کوئی سچا ہمدرد اور بہی خواہ نہیں ہوتا، ورنہ ایسے افسوس ناک اور ہولناک واقعات وحالات کبھی رونما نہ ہوتے، لاکھوں، کروڑوں روپئے مساجد کی آرائش وزیبائش پہ تو خرچ کر دیئے جاتے ہیں، لیکن امام ومؤذن کو بقدر کفایت بھی تنخواہ دینے میں کلیجہ منہ کو آجاتا ہے، جس معاشرے میں لوگ اپنے پالتو جانوروں کی بھی بنیادی ضرورتوں کا مکمل خیال رکھتے ہیں، ان کی صحت وتندرستی کی فکر کرتے ہیں، گاہ بگاہ راتوں کو بھی اٹھ کر ان کی خیریت وعافیت کے تعلق سے اطمینان کر لیتے ہیں، وہاں لوگوں کا اپنے امام کی بنیادی ضرورتوں سے بھی غفلت برتنا نہایت ہی شرمناک امر ہے۔

میں ایسی کئی مساجد کو جانتا ہوں جو تعمیری اعتبار سے عالی شان، رقبے کے لحاظ سے کافی وسیع وعریض اور مالی اعتبار سے نہایت ہی خود کفیل ہیں، ان مساجد کی اپنی آمد لاکھوں روپے ماہانہ بتائی جاتی ہے، وہاں کسی اضافی تعاون کی قطعی ضرورت نہیں، پھر بھی کئی صاحبان ثروت وہاں صرف اس لئے ”لاکھوں کا تعاون“ پیش کرتے ہیں کہ معاونین کی فہرست میں ان کا نام سر فہرست اور نمایاں رہے، جبکہ جن مساجد کو اس ”خصوصی تعاون“ کی سخت ضرورت ہوتی ہے، ان کے ارکین کی جوتیاں ان سے ”چند ہزار“ کا بھی تعاون حاصل کرنے میں گھس جاتی ہیں۔

خیر! موجودہ مخدوش حالات کے لئے کچھ ائمہ بھی ذمہ دار ہیں، انھیں چاہئے کہ اہل محلہ کے ذاتی معاملوں سے ہمیشہ دور رہیں، کسی کے ورغلانے میں ہرگز نہ آئیں، کبھی بھی ایک کی طرف داری میں دوسرے کو لعن طعن نہ کریں، لوگوں کے ذاتی معاملات میں ہمیشہ غیر جانب داری کا مظاہرہ کریں اور شرعی معاملات میں ہمیشہ شریعت کے طرف دار رہیں، کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر بلا خوف وتردد حق کا اظہار کریں، فقط شرعی احکامات کی پابندی کریں اور حکمت وموعظت کے ساتھ دین کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیں، اس سے اہل محلہ اور ارکین مساجد اگر برافروختہ ہوں تو ہوں، خالق کائنات اور رزّاق دوعالم تو ضرور راضی ہوگا اور غیب سے آپ کی ضرورتوں کی تکمیل فرمائے گا۔

◆◆◆

چوم کر گنبد خضریٰ کو صبا آئی ہے

از: مولانا محمد تحسین رضا، دار العلوم ضیائے مصطفیٰ، کانپور

مسجدوں سے جو آذانوں کی صدا آئی ہے
ایسا لگتا ہے مدینے سے ہوا آئی ہے

جب عبادت کی، تلاوت کی ندا آئی ہے
لے کے پیغام مدینے سے صبا آئی ہے

جو بھی داخل ہوئے اسلام میں وہ کہتے ہیں
کام امت کے محمد کی دعا آئی ہے

مصلحت اس کی نظر آتی ہے اِس میں ہم کو
جو پریشانی ہے راضی بہ رضا آئی ہے

ذکر کرتا ہے کوئی عمرہ کا یا حج کا بھی
یاد مکہ کی، مدینے کی صدا آئی ہے

حج سے یا عمرہ سے جو آتے ہیں آنے والے
ایسا لگتا ہے کہ رحمت کی گھٹا آئی ہے

دے رہی ہے مجھے تحسین عقیدت کا پیام
چوم کر گنبد خضریٰ کو صبا آئی ہے

بنے جو یارِ غار مصطفیٰ صدیق اکبر ہیں

از: پھول محمد نعمت رضوی، امام احمد رضا لائبریری، سرلاہی نیپال

ہے کی جس نے ہر اک سنت ادا صدیق اکبر ہیں
بنے جو یار غار مصطفیٰ صدیق اکبر ہیں

جنھوں نے ساری دولت پیش کر دی حکم آقا پر
ذرا دیکھو تو کیسے باوفا صدیق اکبر ہیں

نہ جنبش دے سکا تھا سانپ اُن کو غار میں بالکل
ایک ایسے پیکر صبر و رضا صدیق اکبر ہیں

جو مرتد ہو گئے تھے بعد رحلت آپ کی ان پر
گرے جو بن کے برق صاعقہ صدیق اکبر ہیں

گواہی جس نے سب سے پہلے دی مردوں میں آقا کی
وہ ایسے عاشق خیر الوریٰ صدیق اکبر ہیں

بقیہ ص ۱۱ پر

یا غوث مدد یا غوث مدد

از: مولانا سلمان رضا فریدی، بارہ بنکوی مسقط عمان

اُمّت پہ ہے رنج والم کی زَد
یا غوث مدد یا غوث مدد
کر دیجیے ساری بلائیں رَد
یا غوث مدد یا غوث مدد

قابو میں زمانے کی دھڑکن
قبضے میں دیا ہے رب نے گگن
ہے نبضِ جہاں پر تیرا ید
یا غوث مدد یا غوث مدد

طوفاں میں ہے ملت کی کشتی
ہے تیرے کرم پر آس لگی
ایسے میں تری آجائے رَسَد
یا غوث مدد یا غوث مدد

ہو قبلۂ اوّل پھر آزاد
محکم ہو فلسطیں کی بنیاد
مٹ جائے یہودی قوم بد
یا غوث مدد یا غوث مدد

کُفّار جفا پر آمادہ
غدّار صفِ دشمن میں کھڑا
ڈھائے ہے ستم آپس کا حسد
یا غوث مدد یا غوث مدد

حالات کے ماروں کی سن لو
بُجھتے ہوئے تاروں کی سن لو
ہے جبر اَندھیروں کا بیجد
یا غوث مدد یا غوث مدد

ہو بابری مسجد پھر تعمیر
ہر خواب کی مل جائے تعبیر
ہو دشمن دیں پر قہر اشد
یا غوث مدد یا غوث مدد

بقیہ ص ۲۴ پر

منظومات

منظومات

راہِ جنت آپ کی ہے رہ گزر غوث الوریٰ

(از: شمس تبریز خان مرکزی، بلگرام شریف

باوضو ہو کر پکارے ہر بشر "غوث الوریٰ"
تیرا ہے اسم گرامی معتبر غوث الوریٰ

تم ہو ام الخیر کے لخت جگر غوث الوریٰ
اور ابو صالح کے ہو صالح پسر غوث الوریٰ

نجم ہیں سب اولیائے اولین وآخرین
درمیاں ان کے ہو تم مثلِ قمر غوث الوریٰ

آپ کی ہیں رہ کا راہی تا دم آخر رہوں
راہِ جنت آپ کی ہے رہ گزر غوث الوریٰ

عشق تیرا قافلہ سالار ہو جائے اگر
مختصر ہو زیست کا مشکل سفر غوث الوریٰ

باطنی آنکھیں بھی ہوں جائیں گی تابندہ مری
خواب میں تشریف لے آئیں اگر غوث الوریٰ

بے قراری میں قرار آجائے گا تم دیکھنا
رکھتے ہیں اپنے غلاموں کی خبر غوث الوریٰ

بہر شہدائے بہتّر کیجئے چشم کرم
ہر گھڑی مومن کی ہو فتح وظفر غوث الوریٰ

آئیے بہر مدد مسجد اقصیٰ میں حضور

(از: محمد جسیم اکرم مرکزی، جامعۃ الرضا بریلی شریف

التجا کرلیں خدارا شاہ والا منظور
آئیے بہر مدد مسجد اقصیٰ میں حضور

کتنے مظلوم ہیں بے ہوش سر راہ حضور
کتنے زخمی ہیں مگر لب پہ نہیں آہ حضور
آپ تو ہیں سبھی حالات سے آگاہ حضور
آپ کی دیکھتے ہیں پیر و جواں راہ حضور
کیجیے نا غم و آلامِ مسلسل سے دور
آئیے بہر مدد مسجد اقصیٰ میں حضور

بقیہ ص ۲۰ رپر

کچھ نہیں پاس ہے بچوں کو کھلانے کے لیے
پتے کھاتے ہیں وہ اب بھوک مٹانے کے لیے
پھر بھی تیار ہیں وہ جان لٹانے کے لیے
مسجد اقصیٰ کی تقدیس بچانے کے لیے
دور ہو ظلم و ستم پھیلے فقط نور ہی نور
آئیے بہر مدد مسجد اقصیٰ میں حضور

کیا کوئی ہے نہیں دنیا میں ہمارا حامی
نائب خالد و ایوبیؔ و زنگی، جامی
کیوں ہے خاموش زباں مملکت اسلامی
قدس سے بے رخی ہے سب سے بڑی ناکامی
بخش دیں اس کو بھی تابندگی عقل و شعور
آئیے بہر مدد مسجد اقصیٰ میں حضور

دافع کرب و بلا منظر غزہ دیکھیں
دودھ پیتے ہوئے بچوں کا تڑپنا دیکھیں
نعش ہی نعش ہے بکھری ہوئی جس جا دیکھیں
خون میں ڈوبا ہوا قدس معلّیٰ دیکھیں
کس قدر مرد وجواں آج ہے یاں زخم سے چور
آئیے بہر مدد مسجد اقصیٰ میں حضور

کیسے حالات ہیں سرکار کہیں گے کس سے
گھونٹ بھر پانی کو حلقوم ہیں کتنے ترسے
کتنوں کی جان گئی کتنے ہیں زخمی، جھلسے
اب اسرائیل پہ وہ قہر خدا کا برسے
جس سے مقبوضہ زمیں چھوڑنے پر ہو مجبور
آئیے بہر مدد مسجد اقصیٰ میں حضور

وقفے وقفے میں عدو داغتے ہیں میزائیل
کب مٹے گی یہ فلسطیں سے بلا اسرائیل
آپ کی سنتے ہیں جبریل ہو یا میکائیل
یا نبی حکم دیں لے جائیں انھیں عزرائیل
قدس میں خوب مچاتے ہیں یہ اِفساد و فتور
آئیے بہر مدد مسجد اقصیٰ میں حضور

بقیہ ص ۳۹ رپر


مرکز الدراسات الإسلامیة
جامعة الرضا
بریلی شریف یوپی، ھند
CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)
عمدہ قیام وطعام کے ساتھ ایک ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم
AZHARI HOSTEL
ازہری ہاسٹل
Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)
E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org
Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869
State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597
HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

DECEMBER - 2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

